



محاکنِ ترمذی

مبتدع و شرح ابرار

جامع ترمذی

جلد پنجم

جلد پنجم

مؤلف

امام ابو نعیم حاکم بن محمد بن عیسیٰ بن ترمذی رحمہ اللہ

مبتدع و شرح

مفتی عطاء الرحمن ملتانی دہشت بکاش



مکتبہ رحمانیہ (دہشت)

محاسن ترمذی

ترجمہ و شرح اردو

جامع ترمذی

جلد پنجم

جلد پنجم

مؤلف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

مترجم و شراح

مفتی عطاء الرحمن ملتانی دہشت بکاٹہ

مکتبہ رحمانیہ (دہشت)

اقرا سندھ عرفی سٹریٹ، اندو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں



مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

159999

نام کتاب

محاسن ترمذی

(جلد پنجم)

مؤلف

امام ابو نعیم عیسیٰ بن عقیل (رحمۃ اللہ علیہ)

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرا سنٹر عرفی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھ ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام ترمیم داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست عنوانات

عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام کا ارتکاب کیا جائے تو

۵۹..... فدیہ واجب ہے

۶۰..... احکام حج کی حدیث

۶۰..... سخت جھگڑا لو آدمی اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے

۶۱..... حائضہ سے کتنا قرب جائز ہے؟

بیوی سے صحبت صرف آگے کی راہ میں جائز ہے، خواہ

۶۲..... کسی طرح سے کی جائے

ولیوں کو نصیحت کہ وہ مطلقہ عورتوں کو اپنی پسند کا نکاح

۶۳..... کرنے سے نہ روکیں

عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کا زیادہ اختیار عورت کا ہے

۶۴..... یا ولی کا؟

۶۴..... درمیانی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے

پہلے نماز میں گفتگو جائز تھی، پھر اس کی ممانعت کر دی

۶۶..... گئی

۶۶..... راہ خدا میں عمدہ چیز خرچ کی جائے

۶۸..... شیطان تمہیں محتاجگی سے ڈاراتا ہے

۶۹..... مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ پاک چیزیں کھائے

۷۰..... خیالات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے

۷۱..... بعض گناہ دنیا ہی میں نمٹا دیئے جاتے ہیں

۷۲..... تکلیف شرعی کن امور کی دی جاتی ہے؟

۷۳..... ﴿سورة آل عمران کی تفسیر﴾

۷۵..... رسالت کے متعلق شبہات

۷۶..... آیات تشابہات میں غور و خوض جائز نہیں

۲۷

أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

۲۷..... قرآن کریم کی تفسیر کا بیان

۲۸..... تفسیر بالرائے پر وعید

۳۴..... ﴿سورة فاتحہ کی تفسیر﴾

۳۴..... سورة فاتحہ کی اہمیت

۴۲..... ﴿سورة البقرة کی تفسیر﴾

انسانوں میں رنگت اور اخلاق کا اختلاف مٹی کا اثر

۴۴..... ہے

۴۵..... بنی اسرائیل کی یہودہ گوئی

۴۶..... قبلہ معلوم نہ ہو تو جہت تحریر قبلہ ہے

۴۷..... مقام ابراہیم پر دو گانہ طواف پڑھنا

۴۷..... بیت المقدس کو عارضی قبلہ بنانے کی حکمت

۵۰..... ہجرت سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ کون سا تھا؟

۵۱..... تحویل قبلہ پر ایک سوال کا جواب

۵۲..... سعی واجب ہے اور لا جناح کی تعبیر اس کے منافی نہیں

۵۴..... سعی صفا سے شروع کرنا واجب ہے

پہلے نیند آنے پر اگلا روزہ شروع ہو جاتا تھا: بعد میں یہ

۵۵..... حکم ختم کر دیا گیا

۵۶..... دعا ہی عبادت ہے

صبح کے سفید دھاگے اور رات کے سیاہ دھاگے سے کیا

۵۶..... مراد ہے؟

۵۷..... اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو: کا صحیح مطلب

- نہ کی حالت میں نماز جائز نہیں ۱۰۰
- باہمی اختلافات کا شریعت سے فیصلہ کرنا ضروری ہے ۱۰۱
- نبی ﷺ نے مصلحت سے منافقین کو قتل نہیں کیا ۱۰۲
- مؤمن کو عداقتل کرنے والے کی توبہ قبول ہوگی ۱۰۳
- مسلمان سمجھنے کے لیے اسلام کی صرف ظاہری علامات کافی ہیں ۱۰۴
- جہاد کرنے والوں اور نہ کرنے والوں میں موازنہ اور معذوروں کا حکم ۱۰۵
- سفر میں قصر کا حکم اللہ کی خیرات ہے ۱۰۸
- نماز خوف کی مشروعیت ۱۰۸
- سورۃ النساء کی چند آیات کا شان نزول ۱۰۹
- ڈھارس بندھانے والی آیت ۱۱۳
- کلفتیں مؤمن کے لئے کفارہ ہیں ۱۱۴
- مؤمن گناہوں سے پاک صاف کر کے اٹھایا جاتا ہے ۱۱۴
- نزاع سے بہتر صلح ہے ۱۱۵
- سورۃ النساء کی آخری آیت: احکام میراث کی آخری آیت ہے ۱۱۵
- کلالہ کی تعریف ۱۱۶
- سورۃ المائدہ کی تفسیر ۱۱۶
- ایک انتہائی اہم آیت ۱۱۷
- اللہ تعالیٰ فیاض و کریم ہیں ۱۱۹
- اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ ۱۲۰
- تبلیغ کی محنت اس حد تک ضروری ہے کہ بے دین مسلمان اچھی طرح دیندار بن جائیں ۱۲۱
- حلال چیزوں کو حرام کرنے کی ممانعت ۱۲۲
- شراب کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے ۱۲۳
- جب شراب حلال تھی اس وقت پینا کوئی گناہ نہیں تھا ۱۲۴
- نبی ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خاص تعلق ہے ۷۸
- عدالت میں جھوٹی قسم کھانے کا وبال ۷۹
- آیت پاک ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ کا نزول اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ۷۹
- فرضیت حج کی آیت، اور چند سوالات ۸۰
- آیت مبالغہ اور اس پر عمل کی تیاری ۸۱
- قیامت کے دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے ۸۱
- یہ امت بہترین اور معزز ترین امت ہے ۸۲
- ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے ۸۳
- نماز ذکر اللہ کا بہترین ذریعہ ہے ۸۵
- دوران جنگ اونگھ آنا نزول رحمت کی نشانی ہے ۸۶
- مال غنیمت میں پیغمبر علیہ السلام خیانت نہیں کر سکتے ۸۷
- شہداء کا مقام و مرتبہ، اور ان کی انتہائی خواہش ۸۸
- جس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی: وہ قیامت کے دن سانپ بن کر گلے میں لپٹے گا ۹۰
- اصل کامیاب جو شخص دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں پہنچ گیا ۹۱
- علم دین کو چھپنا حرام اور عمل کے بغیر تعریف کا خواہش مند ہونا انتہائی مذموم ہے ۹۱
- سورۃ النساء کی تفسیر ۹۳
- آیات میراث کا شان نزول ۹۶
- شوہر والی عورتیں حرام ہیں، مگر جو باندی بنائی جائیں وہ حلال ہیں ۹۶
- بڑے کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ ۹۷
- دنوی احکام میں عورتوں کا مردوں سے کم درجہ ہونا، اور آخرت میں برابر ہونا ۹۸
- دوسرے سے قرآن سننے میں بھی ایک فائدہ ہے ۹۹

- ۱۲۵..... فضول باتیں پوچھنے کی ممانعت
- ۱۲۶..... اصلاح حال کی کوشش کے بعد آدمی معذور ہے
- ۱۲۸..... غیر مسلم وصی کی قسم پر کیا ہوا فیصلہ خیانت ظاہر ہونے پر ورثاء کی قسموں سے بدل جائے گا
- ۱۳۰..... حواریوں پر ماندہ اُترنے کا بیان
- ۱۳۰..... اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ان کے سامنے کر دی
- ۱۳۱..... قرآن کریم کی آخری سورت
- ۱۳۱..... ﴿سورة الانعام﴾ کی تفسیر
- ۱۳۲..... رسول اللہ ﷺ کی تسلی
- ۱۳۳..... وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے، مگر عام ہے
- ۱۳۴..... ظلم سے ظلم عظیم مراد ہے
- نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو پاتے ہیں
- ۱۳۵..... مردار کی حرمت پر اعتراض کا جواب
- ۱۳۶..... احکام عشرۃ پر مشتمل آیات کی اہمیت
- ۱۳۷..... قیامت کی ایک نشانی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے
- ۱۳۷..... نیکی کا کریمانہ اور گناہ کا منصفانہ ضابطہ
- ۱۳۸..... ﴿سورة الاعراف﴾ کی تفسیر
- ۱۳۹..... ذرا سی تجلی سے پہار کے پر نچے اُڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے
- ۱۴۰..... عہد الست کی تفصیل
- ۱۴۱..... اللہ کی بخشش ہوئی اولاد میں غیر اللہ کو سا جھی بنانا
- ۱۴۲..... ﴿سورة الانفال﴾ کی تفسیر
- ۱۴۶..... مال غنیمت اللہ اور رسول کے لئے ہے
- دعائے نبوی کی برکت سے جنگ بدر میں فرشتوں کی کمک آئی
- ۱۴۸..... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ سے عجیب استنباط
- ۱۵۱..... جب تک امت استغفار کرتی رہے گی: عذاب سے محفوظ رہے گی
- ۱۵۱..... جہاد کے لیے اسلحہ اور سامان حرب کی تیاری فرض ہے
- ۱۵۲..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے آیا ہوا نوشتہ (قطعی حکم) کیا ہے؟
- ۱۵۳..... ﴿سورة التوبہ﴾ کی تفسیر
- ۱۵۵..... انفال وبراءت کے درمیان بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ
- ۱۵۷..... بڑا اور چھوٹا حج
- ۱۵۸..... بڑے حج کا دن کون سا ہے؟
- ۱۶۰..... ۹ھ ہجری میں حج کے موقع پر کفار سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان عام
- ۱۶۰..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا اعلانات کئے تھے؟
- ۱۶۲..... مساجد کی حقیقی تعمیر اعمال توحید سے ہوتی ہے
- ۱۶۳..... بہترین مال
- ۱۶۳..... کیا آئمہ اربعہ کی تقلید گمراہی ہے؟
- ۱۶۳..... غار ثور میں اللہ کی مدد و نصرت کا ظہور
- منافق کا جنازہ پڑھنا، دعائے مغفرت کرنا اور کفن دفن میں شریک ہونا حرام ہے۔
- ۱۶۵..... لَمْ يَجِدْ اٰیْسَسَ عَلٰی النَّفْثٰی سے کون سی مسجد مراد ہے؟
- ۱۶۷..... کافر کے لئے استغفار کرنا جائز نہیں
- ۱۶۸..... جنگ تبوک سے تین پیچھے رہ جانے والوں کا واقعہ
- ۱۶۹..... جمع قرآن کی تاریخ
- ۱۷۱..... ﴿سورة یونس﴾ کی تفسیر
- ۱۷۲..... جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار الہی ہے
- ۱۷۵..... مؤمن کو دنیا میں خوشخبری خواب کے ذریعہ ملتی ہے
- ۱۷۶..... فرعون کے منہ میں کیچ بھر دینے کی روایت

معراج کے سلسلہ کی چند روایات ۲۰۰	سورۃ ہود کی تفسیر ۱۷۷
معراج بیداری میں ہوئی تھی یا خواب میں؟ ۲۰۱	اکائیات کا آغاز کس طرح ہوا؟ ۱۷۸
صبح کی قراءت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے ۲۰۳	اللہ پاک ظالم کو مہلت دیتے ہیں ۱۸۰
قیامت کے دن سب لوگ اپنے پیشواؤں کے ساتھ	نیک بختی اور بد بختی ازل سے طے ہے، مگر انسان عمل کا
بلائے جائیں گے ۲۰۳	مکلف ہے ۱۸۱
مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے ۲۰۴	نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں ۱۸۱
حق آیا اور باطل رفو چکر ہوا! ۲۰۴	سورۃ یوسف کی تفسیر ۱۸۴
ہجرت کے وقت مژدہ جانفزا ۲۰۴	ایں خانہ ہمہ آفتاب است ۱۸۵
یہود و مشرکین روح کی حقیقت نہیں جان سکتے ۲۰۵	سورۃ الرعد کی تفسیر ۱۸۶
قیامت کے دن کفار منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ ۲۰۷	گرج کی حقیقت کیا ہے؟ ۱۸۷
موسیٰ علیہ السلام کے تو واضح معجزات ۲۰۷	پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے کا مطلب ۱۸۸
﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ کا شان	سورۃ ابراہیم کی تفسیر ۱۸۹
نزول ۲۰۸	اچھے اور بے کار درخت کی مثالیں ۱۹۰
معراج کی دو باتوں کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا ۲۰۹	اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دارین میں کچی بات پر مضبوط
حدیث میں نبی کریم ﷺ کے چند فضائل اور مناقب	رکھتے ہیں ۱۹۱
کا ذکر ہے ۲۱۰	جب زمین دوسری زمین سے بدلی جائے گی تو لوگ
سورۃ الکہف کی تفسیر ۲۱۲	کہاں ہوں گے؟ ۱۹۱
جو موسیٰ خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تھے وہ حضرت موسیٰ	سورۃ الحجر کی تفسیر ۱۹۱
علیہ السلام تھے ۲۱۳	آگے ہونے والوں اور پیچھے رہنے والوں کی ایک مثال .. ۱۹۳
خضر نے جس لڑکے کو مار ڈالا تھا اس کی سرشت میں کفر تھا .. ۲۱۷	جہنم کا ایک دروازہ باغیوں کے لئے ہے ۱۹۴
خضر کی وجہ تسمیہ ۲۱۸	سورۃ الفاتحہ کے نام اور اس کی فضیلت ۱۹۴
یا جوج و ماجوج روزانہ سد سکندری کھودتے ہیں ۲۱۸	مؤمن کی فراست سے ڈرو ۱۹۴
اللہ تعالیٰ بھاگی داری والی عبادت سے بے نیاز ہیں ۲۱۹	لوگوں سے اعمال کی باز پرس ضرور ہوگی ۱۹۵
دیوار کے نیچے سونا چاندی دفن تھا ۲۱۹	سورۃ النحل کی تفسیر ۱۹۵
سورۃ مریم کی تفسیر ۲۱۹	زوال کے وقت ہر مخلوق اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے ۱۹۷
حضرت مریم علیہا السلام ہارون کی بہن کیسے ہیں؟ ۲۲۱	بدلہ لینے میں ظلم سے تجاوز نہ ہو ۱۹۷
قیامت کا دن کفار کے لئے پچھتاوے کا دن ہوگا ۲۲۲	سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر ۱۹۸

۲۴۸	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ
۲۵۴	حد قذف لگی
۲۵۴	سورة الفرقان کی تفسیر
۲۵۶	ترتیب وار تین بڑے گناہوں کا تذکرہ
۲۵۷	سورة الشعراء کی تفسیر
۲۵۸	تبلیغ پہلے نزدیک کے لوگوں کو کی جائے
۲۶۰	سورة النمل کی تفسیر
۲۶۱	قیامت کے قریب زمین سے ایک جانور نکلے گا
۲۶۲	سورة القصص کی تفسیر
۲۶۳	اللہ تعالیٰ جسے چاہیں راہ پر لاویں
۲۶۴	سورة العنکبوت کی تفسیر
۲۶۵	اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں
۲۶۵	لوط علیہ السلام کی قوم اپنی محفلوں میں نامعقول حرکتیں کرتی تھی
۲۶۶	سورة الروم کی تفسیر
۲۶۸	غلبت کی قراءت صحیح نہیں
۲۶۸	سورة الروم کی شروع کی آیتوں کا شان نزول
۲۷۲	سورة لقمان کی تفسیر
۲۷۳	اللہ سے غافل کرنے والی باتیں
۲۷۴	سورة السجدة کی تفسیر
۲۷۵	وہ لوگ جن کے پہلو خواہاں ہوں سے علیحدہ رہتے ہیں
۲۷۵	اعلیٰ درجہ کے جنتیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان
۲۷۶	سورة الاحزاب کی تفسیر
۲۷۹	جاہلیت کی تین غلط باتیں
۲۸۰	صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ بات سچ کر دکھائی جس کا انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

۲۲۲	اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے
۲۲۲	جبریل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے پاس آنے میں حکم الہی کے پابند ہیں
۲۲۳	ہر ایک کو جہنم پر وارد ہونا ہے
۲۲۳	ہر مخلوق صالح مؤمن سے محبت کرتی ہے
۲۲۴	خوش عیش متکبر کافروں کا حال
۲۲۵	سورة طہ کی تفسیر
۲۲۶	اگر نماز بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو یاد آنے پر یا بیدار ہونے پر فوراً پڑھ لے
۲۲۷	سورة الانبیاء کی تفسیر
۲۲۸	قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی
۲۲۹	ویل: جہنم کی ایک گہری وادی ہے
۲۲۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خلاف واقعہ باتیں
۲۳۰	دوسری زندگی: پہلی زندگی کی طرح ہوگی
۲۳۱	سورة الحج کی تفسیر
۲۳۲	قیامت کے دن کی سنگینی کا ایک خاص پہلو
۲۳۵	بیت اللہ کا ایک نام بیت عقیق
۲۳۵	کفار کے ساتھ جہاد کا پہلا حکم
۲۳۶	سورة المؤمنون کی تفسیر
۲۳۷	وہ سات احکام جن پر کوئی پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا
۲۳۸	فردوس: جنت کا سب سے بلند درجہ ہے
۲۳۸	بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے مؤمنین
۲۳۹	دوزخ میں کافر کے ہونٹوں کا حال
۲۴۰	سورة النور کی تفسیر
۲۴۲	زنا انتہائی درجہ کی برائی ہے: اس لئے حرام ہے
۲۴۵	آیات لعان کا شان نزول

حضرت یونس علیہ السلام کی امت کی تعداد..... ۳۰۷	نذر پوری کرنے والے وہ لوگ بھی ہیں جو جم کر لڑے
پوری دنیا نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد ہے..... ۳۰۸	مگر شہید نہیں ہوئے..... ۲۸۱
سورۃ ص کی تفسیر..... ۳۰۹	نبی ﷺ کا ازواج کو اختیار دینا، اور ازواج کا
۱۔ ایک کلمہ جس سے عرب و عجم تابعدار ہو جائیں..... ۳۰۹	آپ ﷺ کو اختیار کرنا..... ۲۸۲
۲۔ مقرب فرشتوں کا بحث مباحثہ..... ۳۱۰	چہارتن کی اہل البیت میں شمولیت..... ۲۸۳
سورۃ الزمر کی تفسیر..... ۳۱۳	مستثنیٰ کی بیوی سے نکاح کے سلسلہ کی آیتوں کا شان
آخرت میں کفار کے ساتھ دوبارہ آویزش ہوگی..... ۳۱۷	نزول..... ۲۸۵
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں..... ۳۱۷	ذَوِّجُنْکَہَا (ہم نے ان سے آپ کا نکاح کر دیا) کی تفسیر..... ۲۸۸
اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان..... ۳۱۷	قرآن میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ ساتھ تذکرہ..... ۲۸۸
قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا..... ۳۱۹	اُم المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا امتیاز..... ۲۸۹
﴿اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ کا مصداق..... ۳۲۰	آیت کریمہ ﴿لَا يَجِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ﴾ منسوخ
جنت میں حیات ابدی، تندرستی، جوانی اور خوشی حالی	ہے یا نہیں؟..... ۲۸۹
حاصل ہوگی..... ۳۲۱	اسلامی معاشرت کے چند آداب و احکام..... ۲۹۱
جہنم کس قدر وسیع و عریض ہوگی..... ۳۲۱	نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ..... ۲۹۳
سورۃ المؤمن کی تفسیر..... ۳۲۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایذا دہی کا واقعہ..... ۲۹۴
دعا عین عبادت ہے..... ۳۲۴	سورۃ سبا کی تفسیر..... ۲۹۵
سورۃ حمۃ السجدۃ کی تفسیر..... ۳۲۴	سبا ایک آدمی کا نام ہے، جس سے دس عرب قبیلے وجود
اللہ تعالیٰ ہر بات سنتے ہیں اور ان کو سب اعمال کی	میں آئے..... ۲۹۸
خبر ہے..... ۳۲۶	جب حکم الہی نازل ہوتا ہے تو فرشتوں کا کیا حال ہوتا
ستقامت موت تک ایمان کے تقاضوں پر جتنا ہے..... ۳۲۷	ہے؟..... ۲۹۹
سورۃ الشوریٰ کی تفسیر..... ۳۲۸	سورۃ الفاطر کی تفسیر..... ۳۰۱
مودت فی القربی کی صحیح تفسیر..... ۳۳۱	امت محمدیہ کی تین قسمیں اور تینوں جنتی ہیں..... ۳۰۳
بلائیں آدمی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں..... ۳۳۲	سورۃ یس کی تفسیر..... ۳۰۴
سورۃ الزخرف کی تفسیر..... ۳۳۳	اعمال کی طرح ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں..... ۳۰۵
ہدایت کے بعد گمراہ ہونے والوں کو بات سمجھانا مشکل	سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا..... ۳۰۵
ہوتا ہے..... ۳۳۵	سورۃ الصافات کی تفسیر..... ۳۰۶
سورۃ دخان کی تفسیر..... ۳۳۵	قیامت کے دن جہنمیوں سے ایک سوال ہوگا..... ۳۰۷

- ۳۵۷ سورۃ الذاریات کی تفسیر
- ۳۵۸ قوم عاد پر انگوٹھی کے حلقہ کے بقدر ہوا چھوڑ دی گئی تھی
- ۳۵۹ سورۃ الطور کی تفسیر
- ۳۶۰ ادبار النجوم اور ادبار السجود کی تفسیر
- ۳۶۰ سورۃ النجم کی تفسیر
- ۳۶۱ سورۃ المنتہی کے متعلق چار فوائد
- معراج میں نبی ﷺ رویت باری سے مشرف ہوئے یا نہیں؟
- ۳۶۲ کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے چھوٹے گناہ نہ کئے ہوں
- ۳۶۳ سورۃ القمر کی تفسیر
- ۳۶۵ معجزہ شق القمر کا بیان
- ۳۶۶ تقدیر کا تذکرہ قرآن میں
- ۳۶۷ سورۃ الرحمن کی تفسیر
- ۳۶۷ جواب طلب آیات کا جواب
- ۳۶۹ سورۃ الواقعة کی تفسیر
- ۳۶۹ جنتیوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان
- ۳۷۱ جنت میں لمبا سایہ
- ۳۷۱ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ کی قیمت
- ۳۷۱ جنت میں اونچے بستر
- ۳۷۲ انسان شکر گزار ہونے کے بجائے تکذیب کرتا ہے
- ۳۷۲ مؤمن عورتیں جنت میں جوان رعنا ہوں گی
- ۳۷۲ سورۃ الواقعة بڑی پرتاثر سورت ہے
- ۳۷۳ سورۃ الحمدید کی تفسیر
- ۳۷۳ آسمان وزمین وغیرہ کے کچھ احوال
- ۳۷۶ سورۃ المجادلہ کی تفسیر
- ۳۷۸ آیات ظہار کا شان نزول
- ۳۸۰ یہودیوں کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے
- ۳۳۶ واضح دھویں کی پیشین گوئی پوری ہو چکی
- ۳۳۸ مرنے پر آسمان وزمین کا رونا
- ۳۳۹ سورۃ الاحقاف کی تفسیر
- بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام
- ۳۴۰ گھن گرج والے بادل میں عذاب بھی ہو سکتا ہے
- ۳۴۱ جنت بھی نبی ﷺ کی امت ہیں
- ۳۴۲ سورۃ محمد کی تفسیر
- ۳۴۴ نبی ﷺ کا بکثرت استغفار فرمانا
- ۳۴۴ ایمان ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیتے
- ۳۴۵ سورۃ الفتح کی تفسیر
- ۳۴۶ صلح حدیبیہ فتح مبین ہوئی
- ۳۴۷ نبی ﷺ کی ہر کوتاہی معاف اور مؤمنین کے لئے جنت کی بشارت
- ۳۴۸ اللہ نے شراغیزی کرنے والوں کی چال خاک میں ملا دی
- ۳۴۹ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو، ادب کی بات، پر قائم رکھا
- ۳۵۰ سورۃ الحجرات کی تفسیر
- ۳۵۱ نبی ﷺ کی آواز سے آواز بلند کرنے کی ممانعت
- ۳۵۲ نبی ﷺ کو گھر کے باہر سے پکارنے کی ممانعت
- ۳۵۳ ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو
- ۳۵۴ قرآن وحدیث کی پیروی اپنی رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے
- ۳۵۴ نسب و خاندان پر اترانے کی ممانعت
- ۳۵۵ سورۃ ق کی تفسیر
- ۳۵۶ جہنم کی بے پناہ وسعت کا بیان
- ۳۵۷

۳۸۰..... سرگوشی سے پہلے خیرات کا حکم	۴۰۹..... ﴿سورة الحاقة﴾ کی تفسیر
۳۸۱..... ﴿سورة المحشر﴾ کی تفسیر	۴۱۰..... آٹھ پہاڑی بکروں کی روایت
۳۸۲..... جنگی مصلحت سے باغات اجاڑنا جائز ہے	۴۱۲..... ﴿سورة المعارج﴾ کی تفسیر
۳۸۳..... حضرات انصار کا جذبہ ایثار	۴۱۳..... ﴿سورة نوح﴾ کی تفسیر
۳۸۳..... ﴿سورة متحن﴾ کی تفسیر	۴۱۴..... ﴿سورة الجن﴾ کی تفسیر
۳۸۵..... فتح مکہ کی تیاری اور اخفائے حال کی سعی	۴۱۴..... ﴿سورة الجن﴾ کا شان نزول
۳۸۷..... مسلمان عورتوں کا امتحان اور بیعت	۴۱۷..... ﴿سورة مزمل﴾ کی تفسیر
۳۸۹..... نوحہ ماتم کرنے کی ممانعت	۴۱۸..... ﴿سورة المدثر﴾ کی تفسیر
۳۹۰..... ﴿سورة القف﴾ کی تفسیر	۴۱۹..... ابتدائی پانچ آیتوں کا شان نزول
۳۹۰..... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل جہاد	۴۲۰..... صعود: آگ کا پہاڑ ہے
۳۹۰..... فی سبیل اللہ ہے	۴۲۰..... جہنم کے ذمہ دار فرشتے انیس ہیں
۳۹۰..... ﴿سورة الجمعة﴾ کی تفسیر	۴۲۱..... ﴿سورة القيامة﴾ کی تفسیر
۳۹۱..... نبی ﷺ عرب و عجم کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں	۴۲۱..... نبی ﷺ کو قرآن یاد نہیں کرنا پڑتا تھا، خود بخود یاد ہو جاتا تھا
۳۹۲..... خطبہ جمعہ سننے کا حکم	۴۲۲..... اعلیٰ درجے کے جنتی صبح و شام اللہ کی زیارت کریں گے
۳۹۲..... ﴿سورة المنافقين﴾ کی تفسیر	۴۲۳..... ﴿سورة الدهر﴾ کی تفسیر
۳۹۳..... ﴿سورة المنافقين﴾ کا شان نزول	۴۲۳..... ﴿سورة المہر﴾ کی تفسیر
۳۹۳..... جو مسلمان اعمال میں کوتاہی کرے گا وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا	۴۲۴..... ﴿سورة المہر﴾ کی تفسیر
۳۹۷..... ﴿سورة التغابن﴾ کی تفسیر	۴۲۵..... ﴿سورة النبأ﴾ کی تفسیر
۳۹۸..... بیوی بچے اگر اللہ کے فرض سے مانع بنیں تو وہ دوست نہیں، دشمن ہیں	۴۲۶..... ﴿سورة النازعات﴾ کی تفسیر
۳۹۸..... ﴿سورة الطلاق﴾ کی تفسیر	۴۲۷..... ﴿سورة عبس﴾ کی تفسیر
۳۹۹..... ﴿سورة التحریم﴾ کی تفسیر	۴۲۷..... ﴿سورة عبس﴾ کی ابتدائی آیات کا پس منظر
۴۰۰..... ﴿سورة التحریم﴾ کی ابتدائی آیات کا شان نزول	۴۲۸..... میدان حشر میں سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی
۴۰۵..... ﴿سورة الملک﴾ کی تفسیر	۴۲۸..... ﴿سورة التکویر﴾ کی تفسیر
۴۰۸..... ﴿سورة القلم﴾ کی تفسیر	۴۲۸..... جو قیامت کا منظر دیکھنا چاہے وہ تکویر، انفطار اور انشقاق پڑھے
۴۰۸..... قلم سے کون سا قلم مراد ہے؟	۴۲۹..... ﴿سورة الانفطار﴾ کی تفسیر
	۴۲۹..... ﴿سورة التطفیف﴾ کی تفسیر

دل پر بیٹھا ہوا گناہوں کا زنگ قبول حق سے مانع

بننا ہے..... ۴۳۰

میدان حشر میں لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے..... ۴۳۰

سورة الانشقاق کی تفسیر..... ۴۳۱

سورة البروج کی تفسیر..... ۴۳۲

یوم موعود، شاہد اور مشہود کی تفسیر..... ۴۳۲

مجمع کی کثرت پر اترانا تباہ کرتا ہے..... ۴۳۳

اصحاب الاخذود کا واقعہ..... ۴۳۶

سورة الطارق کی تفسیر..... ۴۳۸

سورة الاعلیٰ کی تفسیر..... ۴۳۸

سورة الفاشیہ کی تفسیر..... ۴۳۹

نبی کا کام صرف نصیحت کرنا ہے، مار کر مسلمان بنانا

نہیں ہے..... ۴۴۰

سورة الفجر کی تفسیر..... ۴۴۰

طاق اور جفت سے کیا مراد ہے؟..... ۴۴۱

سورة البلد کی تفسیر..... ۴۴۱

سورة الشمس کی تفسیر..... ۴۴۲

صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کا قاتل کیسا آدمی تھا؟..... ۴۴۳

سورة الليل کی تفسیر..... ۴۴۳

سورة الضحیٰ کی تفسیر..... ۴۴۵

آپ ﷺ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا نہ بیزار

ہوئے..... ۴۴۵

سورة الم نشرح کی تفسیر..... ۴۴۶

شرح صدر کا بیان..... ۴۴۶

سورة التین کی تفسیر..... ۴۴۸

سورة العلق کی تفسیر..... ۴۴۸

اللہ کے سپاہیوں سے مراد فرشتے ہیں..... ۴۴۹

سورة القدر کی تفسیر..... ۴۵۰

یہ آیتوں کی تفسیر نہیں..... ۴۵۰

سورة البینہ کی تفسیر..... ۴۵۲

بہترین خلائق کون لوگ ہیں؟..... ۴۵۲

سورة الزلزال کی تفسیر..... ۴۵۳

قیامت کے دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی..... ۴۵۳

سورة العادیات کی تفسیر..... ۴۵۴

سورة القارعة کی تفسیر..... ۴۵۴

سورة التکاثر کی تفسیر..... ۴۵۴

غلط طریقوں سے مال و دولت جمع کرنے کی مذمت..... ۴۵۵

امت کو خوش حالی کی بشارت..... ۴۵۶

وہ نعمتیں جن کا حساب دینا ہوگا..... ۴۵۶

سورة العصر کی تفسیر..... ۴۵۶

سورة الہزہ کی تفسیر..... ۴۵۷

سورة الفیل کی تفسیر..... ۴۵۷

سورة القریش کی تفسیر..... ۴۵۸

سورة الماعون کی تفسیر..... ۴۵۸

سورة الکوثر کی تفسیر..... ۴۵۸

حوض کوثر کے احوال..... ۴۵۹

سورة الکافرون کی تفسیر..... ۴۶۰

سورة النصر کی تفسیر..... ۴۶۰

سورة الہب کی تفسیر..... ۴۶۱

سورة الہب کا شان نزول..... ۴۶۲

سورة الاخلاص کی تفسیر..... ۴۶۲

سورة الاخلاص کا شان نزول..... ۴۶۳

معوذتین کی تفسیر..... ۴۶۳

سورة الفلق کی تفسیر..... ۴۶۳

۴۸۵	سوئے وقت کے اذکار و اذعیہ
۴۸۹	سوئے وقت قرآن کریم پڑھنا
۴۸۹	سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھنا
۴۸۹	سورۃ الکافرون پڑھنا
۴۹۰	سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک پڑھنا
۴۹۰	سورۃ الزمر اور سورہ بنی اسرائیل پڑھنا
۴۹۰	مسجات پڑھنا
۴۹۰	قرآن پاک کی کوئی بھی سورت پڑھنا
۴۹۱	سوئے وقت سبحان اللہ، اکبر اور الحمد للہ کا ورد
۴۹۱	تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان
	جو شخص دو باتوں کی پابندی کرے وہ جنت میں ضرور جائے گا
۴۹۲	باری باری پڑھی جانے والی تسبیح
۴۹۳	سوکر اٹھنے کی دعائیں
۴۹۴	جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو کیا ذکر کرے؟
۴۹۶	رات میں تہجد شروع کرتے وقت کی دعائیں
۴۹۶	دیگر دعائیں
۵۰۱	سجدہ تلاوت میں کیا ذکر کرے؟
۵۰۲	جب اپنے گھر سے نکلے تو کیا دعا کرے؟
۵۰۳	جب بڑے بازار میں داخل ہو تو کیا دعا کرے؟
۵۰۴	جب بیمار پڑے تو کیا ذکر کرے؟
۵۰۵	جب کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو کیا دعا کرے؟
۵۰۶	اس کے متعلق کہ مجلس سے کھڑا ہو تو کیا کہے؟
۵۰۷	فکر اور پریشانی کے وقت کے اذکار
۵۰۸	جب کسی منزل پر اترے تو کیا دعا کرے؟
۵۰۸	سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا
۵۰۹	جب سفر سے لوٹے تو کیا ذکر کرے؟

۴۶۴	سورۃ الناس کی تفسیر
۴۶۴	چاند بھی غاسق ہے جب وہ غروب ہو جائے
۴۶۵	معوذتین کی اہمیت
۴۶۵	اور بھول سوروشی کمزوریاں ہیں
۴۶۷	پہاڑ زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لئے

۴۶۹	أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ
-----	------------------------

۴۶۹	اذکار و دعوات کا بیان
۴۷۳	دُعا کی اہمیت
۴۷۴	ذکر کی فضیلت
۴۷۶	اجتماعی ذکر کی فضیلت
۴۷۷	ذکر و درد سے غفلت موجب حسرات ہے
۴۷۸	مسلمان کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے
۴۷۸	بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے
۴۷۹	ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا
۴۷۹	دعا کرنے والا پہلے اپنے لیے دعا کرے
۴۸۰	دعا میں ہاتھ اٹھانے اور منہ پر پھیرنے کا بیان
۴۸۱	عجلت پسندی قبولیت دعا کے استحقاق کو کھودیتی ہے
۴۸۱	صبح و شام کی دعائیں
۴۸۱	ایک ذکر جو آفات ارضی و سماوی سے بچاتا ہے
۴۸۲	ذکر قیامت کے دن ضرور خوش کیا جائے گا
	صبح و شام کی ایک جامع دُعا جس سے بندگی اور
۴۸۲	نیاز مسندی کا اظہار ہوتا ہے
	صبح و شام کی ایک مختصر دعا، جو نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم
۴۸۳	کو سکھایا کرتے تھے
۴۸۳	ایک دعا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی
۴۸۴	سید الاستغفار یعنی اللہ سے معافی مانگنے کی بہترین دعا

- ۵۰۹ جب کسی کو رخصت کرے تو کیا دعا دے؟
- ۵۱۰ جب سواری پر سوار ہو تو کیا ذکر کرے؟
- ۵۱۲ مسافر کی دعا کی قبولیت کا بیان
- ۵۱۲ جب آندھی چلے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۳ گرج کڑک کے وقت کیا دعا کرے؟
- ۵۱۳ جب نیا چاند دیکھے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۴ جب سخت غصہ آئے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۴ جب کوئی برا خواب دیکھے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۵ جب پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۵ جب کوئی کھانا کھائے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۶ جب کھانا کھا چکے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۶ جب مرغوں کی بانگ اور گدھے کا ریگنا سنے تو کیا دعا کرے؟
- ۵۱۷ تسبیح تکبیر، تہلیل اور تحمید کا ثواب
- ۵۱۸ تہلیل، تکبیر اور حوقلہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں .. ۵۱۹
- ۵۱۹ ذکر میں جہر نہ کرنا اور حوقلہ کی فضیلت
- ۵۱۹ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر جنت کے پودے ہیں .. ۵۲۰
- ۵۲۰ ایک ذکر جس کی وجہ سے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے .. ۵۲۰
- ۵۲۰ روزانہ سو مرتبہ سبحان اللہ وجمہ کہنے کا ثواب
- ۵۲۱ دو جملے بولنے میں ہلکے ثواب میں بھاری اور رخصت کو بہت پیارے ہیں .. ۵۲۱
- ۵۲۲ کلمہ توحید کی فضیلت
- ۵۲۲ سبحان اللہ وجمہ کا ثواب
- ۵۲۳ روزانہ سو مرتبہ تسبیح تحمید تہلیل یا تکبیر کا ثواب
- ۵۲۳ ایک ذکر کا ثواب چار کروڑ نیکیاں
- ۵۲۳ فجر کے بعد دس مرتبہ چوتھے کلمہ کے ورد کا ثواب
- ۵۲۵ جامع اور ہمہ گیر دعائیں
- ۵۲۵ اللہ کا اسم اعظم (سب سے بڑا نام کیا ہے)؟
- ۵۲۶ دعا حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنی چاہیے
- ۵۲۷ دعا یقین اور حضور دل سے مانگنی چاہیے
- ۵۲۸ جسم اور نظر کی عافیت کی دعا
- ۵۲۸ قرض کی ادائیگی اور محتاجی سے بے نیازی کی دعا
- ۵۲۹ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا
- ۵۲۹ ہدایت طلبی اور نفس کے شر سے پناہ خواہی
- ۵۳۰ مختلف کمزوریوں اور آزمائشوں سے پناہ طلبی
- ۵۳۰ انگلیوں سے تسبیحات گننے کا بیان
- ۵۳۰ دنیا و آخرت کی بہتری طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا
- ۵۳۱ ہدایت، تقویٰ، عفاف اور غنی کی دعا
- ۵۳۱ اللہ تعالیٰ سے ان کی خاص محبت مانگنا
- ۵۳۱ جو نعمتیں ملی ہیں ان کو طاعات میں استعمال کرنے کی دعا
- ۵۳۲ کرنا اور جو نہیں ملیں ان کو فراغ بالی کا ذریعہ سمجھنا
- ۵۳۲ کان آنکھ زبان دل اور شرمگاہ کے شر سے پناہ چاہنا
- ۵۳۲ اللہ کی بعض صفات سے بعض صفات کی پناہ طلب کرنا
- ۵۳۳ اور اللہ کی تعریف کا پورا حق بندہ ادا نہیں کر سکتا
- ۵۳۳ استعاذہ (پناہ طلبی) کی دو جامع دعائیں
- ۵۳۴ بوقت وفات آپ ﷺ کی جامع دعا
- ۵۳۴ دعا میں عزم بالجزم ضروری ہے
- ۵۳۵ قبولیت دعا کے دو بہترین اوقات
- ۵۳۵ صبح و شام کا ایک ذکر جس سے ایڈوانس گناہ معاف ہو جاتے ہیں
- ۵۳۶ ایک مختصر دعا جس میں سب کچھ آگیا ہے
- ۵۳۶ نبی ﷺ کی مجلس کے ساتھیوں کے لیے دعا

۵۳۷	فکر (ٹینشن) کا ہلی اور عذاب قبر سے پناہ
۵۳۷	ایک ذکر جس سے بے گناہ بھی بخش دیا جاتا ہے
۵۳۷	حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کرب و بلا میں کامیاب
۵۳۷	ہے
۵۳۸	اللہ تعالیٰ کے نام یاد رکھنے کی فضیلت
۵۳۹	اللہ تعالیٰ کے ننانوے مبارک نام
۵۳۹	مساجد اور مجالس ذکر سے استفادہ کیا جائے
۵۴۰	جب کوئی مصیبت نازل ہو تو کیا دعا کرے؟
۵۴۰	دنیا و آخرت کی خیریت و عافیت طلب کرنا
۵۴۱	شب قدر میں مانگنے کی ایک جامع دعا
۵۴۲	استخارے کی ایک جامع دعا
۵۴۲	جامع ذکر تسبیح و تحمیدہ
۵۴۲	وقوف عرفہ کی ایک جامع دعا
۵۴۳	ایک جامع دعا جس کو یاد کرنا بہت آسان ہے
۵۴۴	دین پر ثبات قدم رہنے کی دعا
۵۴۴	نیند نہ آنے کی دعا
۵۴۵	نیند میں ڈر جانے کی دعا
۵۴۶	اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اور اللہ کو اپنی تعریف
۵۴۶	بے حد پسند ہے
۵۴۶	قعدہ اخیر کی ایک اہم دعا
۵۴۷	صفات کی دہائی قبولیت دعا میں کارگر ہے
۵۴۷	جو با وضوء ذکر کرتا ہو اسوئے وہ کروٹ بدلتے وقت
۵۴۷	جو مانگے گا ملے گا
۵۴۸	صبح و شام کا ایک جامع ذکر اور دعا
۵۴۸	اذکار اربعہ کی وجہ سے پکے ہوئے پتوں کی طرح گناہ
۵۴۸	جھڑ جاتے ہیں
۵۴۹	کلمہ توحید کی بڑی فضیلت
۵۴۹	توبہ و استغفار کی فضیلت اور توبہ کرنے والے بندوں
۵۴۹	پر اللہ کی مہربانی
۵۵۲	توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے
۵۵۳	توبہ کب تک قبول ہوتی ہے؟
۵۵۳	توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بے حد خوشی ہوتی ہے
۵۵۵	توبہ کرو شان غفار ریت بختنے کے لیے آمادہ ہے
۵۵۵	بڑے سے بڑا گناہ معاف کرنا اللہ کے لیے کوئی بڑی
۵۵۵	بات نہیں
۵۵۶	اللہ کی رحمت بے پایاں ہے
۵۵۶	رحمت کی طرح عقوبت بھی بے پایاں ہے
۵۵۷	رحمت الہی: غضب خداوندی پر غالب ہے
۵۵۷	جب سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو کھل جاتا ہے
۵۵۷	درود و سلام کی اہمیت
۵۵۹	دل کی خشکی اور گناہوں کی صفائی کی دعا
۵۵۹	دعا کا دروازہ کھلنے سے رحمت کے دروازے کھل جاتا
۵۶۰	ہیں
۵۶۰	عافیت طلبی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے
۵۶۰	دعا نازل شدہ اور غیر نازل شدہ آفات میں مفید ہے
۵۶۰	تہجد لازم پیکڑو اس میں بہت فوائد ہیں
۵۶۱	اس امت کی عمریں ساٹھ تا ستر سال ہیں
۵۶۱	ایک جامع دعا جس میں چند مفید باتیں مانگی گئی ہیں
۵۶۲	جس نے ظالم کے لیے بد دعا کی اس نے بدلہ لے لیا
۵۶۲	دس بار کلمہ توحید کہنے کا ثواب
۵۶۲	مروجہ تسبیح بدعت نہیں اس کی اصل ہے
۵۶۳	ذکر کی کشادگی بوقت جزاء اس کے معنی کے بقدر ہوتی
۵۶۳	ہے
۵۶۴	اللہ کے در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا

۵۷۷ جہاد کے موقعہ پر دعا	۵۶۳ تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے
۵۷۸ دعا کلمہ توحید سے شروع کی جائے	۵۶۳ احادیث متبی
۵۷۸ باطن کی اصلاح اور مال و اہل و اولاد کے لیے دعا	۵۶۳ اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگنا
۵۷۹ دل کو دین پر مضبوط رکھنے کی دعا	۵۶۳ گرسد بار توبہ شکستی باز آ
۵۷۹ ہر قسم کے درد کی دعا	۵۶۵ نیا لباس پہننے کی دعا
۵۷۹ غروب کے وقت کی دعا	نماز فجر کے بعد سے اشراق تک مسجد میں رکا رہنا
۵۸۰ اخلاص سے کلمہ طیبہ کہنے کی فضیلت	۵۶۵ روزمرہ کا اعتکاف ہے
۵۸۰ بُرے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے پناہ چاہنا	۵۶۶ دوسرے سے دعا کے لیے کہنا
ایک ذکر جس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں	۵۶۶ قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعا
۵۸۰ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا کلام پسند ہے؟	۵۶۶ بیمار کے لیے دعا
۵۸۱ اذان و اقامت کے درمیان عافیت طلب کرنا	۵۶۷ وتر کی نماز کی دعا
۵۸۲ ذکر سے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے	(۹) نمازوں کے بعد نبی ﷺ کے اذکار اور پناہ طلبی
ایک چار کلماتی ذکر آپ ﷺ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا و قدر تفصیلہ	۵۶۹ حفظ قرآن کی دعا
۵۸۲ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی	دعا کے بعد کشادگی کا انتظار کرنا
۵۸۲ علم نافع اور علم میں زیادتی کی دعا	۵۷۱ کاہلی بے بسی بخیلی سٹھیا جانے اور عذاب قبر سے پناہ
۵۸۳ ذکر اللہ کی فضیلت	طلب کرنا
۵۸۴ حوقلہ جنت کا ایک خزانہ ہے	گناہ کی دعا کے علاوہ ہر دعا قبول ہوتی ہے
نبی ﷺ نے اپنی مقبول دعا امت کے لیے محفوظ رکھی ہے	سونے کے وقت کی دعا
۵۸۵ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرمائیں گے؟	صبح و شام سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھنا ہر چیز کے لیے کافی ہے
۵۸۵ دو غذاہوں اور دو فتنوں سے پناہ چاہنا	۵۷۳ میزبان کے لئے کیا دعا کرے؟
۵۸۶ ڈنگ مارنے والے جانور کے زہر سے حفاظت کی دعا	۵۷۳ ایک خاص استغفار کا عظیم ثواب
ایک دعا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ مانگتے تھے	دعا میں توسل کا ذکر
۵۸۶ دعا میں جلدی مچانے کی ممانعت	قبولیت دعا کا ایک خاص وقت
۵۸۷ تسبیحات گناہ ذکر میں معاون ہوتا ہے	قبولیت دعا کا دوسرا خاص وقت
	حوقلہ جنت کا ایک دروازہ ہے
	تسبیحات گناہ ذکر میں معاون ہوتا ہے

۶۰۵	فراق نبوی میں کھجور کے ستون کا بلکنا
۶۰۵	کھجور کے گچھے کا آپ ﷺ کے بلانے پر نیچے اتر
۶۰۵	آنا پھر لوٹ جانا
۶۰۵	دوسرا معجزہ: ایک صحابی کو خوبصورتی کی دعا دی پس
۶۰۵	وہ ایک سو بیس سال تک بوڑھے نہیں ہوئے!
۶۰۶	آپ ﷺ کی دعا سے کھانے میں بے حد برکت ہوئی
۶۰۷	آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا اور ایک بڑے
۶۰۷	مجمع کا اس سے وضو کرنا
۶۰۷	اچھے خوابوں سے نبوت کی ابتداء
۶۰۷	صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کھانے کی تسبیح سننا
۶۰۸	نبی ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی
۶۰۸	نبی ﷺ کے احوال (حلیہ اور اخلاق) کا بیان
۶۰۹	آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا
۶۰۹	نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے آپ جیسا خوبصورت ہوا
۶۰۹	نہ کوئی آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا ہوگا
۶۱۰	آپ ﷺ کا حسن و جمال
۶۱۰	چند دلچسپ واقعات
۶۱۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے احوال تفصیل سے
۶۱۱	بیان کئے ہیں
۶۱۲	آپ ﷺ صاف واضح گفتگو فرماتے تھے
۶۱۳	آپ ﷺ کبھی کلام کو تین مرتبہ دہراتے تھے
۶۱۳	آپ ﷺ مسکراتے تھے ہنستے کم تھے
۶۱۳	مہر نبوت کا بیان
۶۱۳	آپ ﷺ کی آنکھیں سرگیں تھیں
۶۱۳	دہن مبارک آنکھوں اور ایریڈیوں کا حال
۶۱۵	آپ ﷺ تیز رفتار تھے

اللہ تعالیٰ سے اچھی امید باندھنا بھی عبادت کا ایک

۵۸۷	پہلو ہے
۵۸۷	لمبی چوڑی آرزوئیں باندھنے کی ممانعت
۵۸۸	بقائے حواس کی اور ظالم سے بدلہ لینے کی دعا
۵۸۸	ہر حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو

أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ

۵۹۰	فضائل و مناقب کا بیان
۵۹۰	ہر صفت با کمال
۵۹۰	فصل نفل نبوی ﷺ کا بیان
۵۹۲	نسب پاک اور اونچا خاندان
۵۹۳	جنت میں بلند مرتبہ آپ ﷺ ہی کو حاصل ہوگا
۵۹۳	نبی ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ ﷺ
۵۹۵	کے چند دیگر امتیازات
۵۹۵	اذان کے بعد درود اور وسیلہ کی دعا اور ان کا فائدہ
۵۹۸	کیا عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے؟
۵۹۸	وہ آئے تو جن میں بہار آئی وہ گئے تو ہر پھول مرجھا گیا
۵۹۸	نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا بیان
۵۹۹	نبوت سے پہلے کا حال بحیرا راہب کا واقعہ
۶۰۱	بعثت نبوی اور بوقت بعثت عمر مبارک
۶۰۲	نبوت کی نشانیوں کا بیان اور ان معجزات کا بیان جن
۶۰۲	کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاص کیا
۶۰۲	معجزات کا بیان
۶۰۲	پہلا معجزہ: بعثت کے وقت ایک پتھر آپ ﷺ کو
۶۰۲	سلام کرتا تھا اور کھانے میں اضافہ
۶۰۲	پہاڑوں اور درختوں کا سلام کرنا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا..... ۶۲۴	آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے..... ۶۱۵
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے خیر کے کام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی سبقت نہیں کر سکے..... ۶۲۵	نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟..... ۶۱۶
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے اپنا قائم مقام بنایا..... ۶۲۵	مناقب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ..... ۶۱۶
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درپچے کے علاوہ تمام درپچے بند کرادیئے..... ۶۲۵	دلی دوست بنانے کے قابل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں..... ۶۱۷
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا..... ۶۲۶	ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے..... ۶۱۷
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے وزیر تھے..... ۶۲۶	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت میں بلند درجہ والوں سے بھی افضل ہوں گے..... ۶۱۸
قوت ایمانی میں آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا..... ۶۲۶	نبی ﷺ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانی و مالی احسان کسی کا نہیں..... ۶۱۸
مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ..... ۶۳۱	میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا..... ۶۱۹
فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ..... ۶۳۱	نبی ﷺ کے بعد خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر عمر رضی اللہ عنہ..... ۶۲۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لیے نبی ﷺ نے دعا فرمائی..... ۶۳۳	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے..... ۶۲۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ہمیشہ حق بات آئی تھی اور وہی ان کی زبان سے نکلتی تھی..... ۶۳۳	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں..... ۶۲۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی فوراً قبول ہوئی..... ۶۳۴	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے سامنے کھلتے تھے..... ۶۲۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا..... ۶۳۴	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما قیامت کے دن نبی ﷺ کے ساتھ مبعوث ہوں گے..... ۶۲۲
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرنے والے کا نبی ﷺ سے کچھ تعلق نہیں..... ۶۳۵	ابو بکر رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھی ہیں..... ۶۲۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالات نبوت کے حامل تھے..... ۶۳۵	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کان اور ناک تھے..... ۶۲۲
جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے سونے کا محل ہے..... ۶۳۶	آپ ﷺ نے آخر حیات میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت صغریٰ سوپنی..... ۶۲۳
	یہ بات مناسب نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرے..... ۶۲۴

حیات نبوی ﷺ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فضیلت میں	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں نبی ﷺ کے محل
تیسرے نمبر پر تھے ۶۳۵	جیسا محل ہے ۶۳۶
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کئے گئے ۶۳۵	شیاطین الانس والجن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں ... ۶۳۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات اور ان کے	حضرت عمر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن تیسرے نمبر پر قبر سے
جوابات ۶۳۶	نکلیں گے ۶۳۸
جس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض ہے وہ اللہ کے نزدیک	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے محدث (ملہم) ہیں ۶۳۸
مبغوض ہے ۶۳۷	ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی ہیں ۶۳۸
نبی ﷺ کی پیشین گوئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش	حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ خدا میں شہید ہوئے ۶۳۹
پہنچے گی ۶۳۷	❦ مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۶۳۹
❦ مناقب علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ۶۳۹	فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۶۳۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہم مزاج تھے ۶۵۰	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی ۶۴۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے ۶۵۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی ﷺ کے رفیق
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کہ حق ادھر ہو جدھر	ہوں گے ۶۴۱
علی رضی اللہ عنہ ہوں ۶۵۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیررومہ خرید کر وقف کیا ۶۴۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ مؤمن کامل ہیں ۶۵۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر اونٹوں اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و نفرت نفاق کی علامت	دیناروں سے لشکر کی بھرپور مدد کی ۶۴۲
ہے ۶۵۴	پس نبی ﷺ نے فرمایا: اب عثمان جو کچھ کریں اس کا
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق	ضرر ان کو نہیں پہنچے گا ۶۴۲
ہی عداوت رکھتا ہے ۶۵۵	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت رضوان
اللہ نے نبی ﷺ کو جن چار شخصوں سے محبت کرنے	رسول اللہ ﷺ نے کی جو ان کے لیے اپنی بیعت
کا حکم دیا ہے ان میں ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں ۶۵۵	سے بہتر تھی ۶۴۳
براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا ۶۵۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک قطعہ زمین خرید کر مسجد نبوی
حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں نبی ﷺ کے	میں اضافہ کیا ۶۴۳
بھائی ہیں ۶۵۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو فتنہ ہوا اس میں
نبی ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرندہ کھایا ۶۵۶	آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے ۶۴۴
رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مانگنے پر بھی دیتے	نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ
تھے اور بے مانگے بھی ۶۵۶	خلافت چھوڑیں ۶۴۵

۶۶۶..... فضائل حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	نبی ﷺ علم و حکمت کا گہر اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ
۶۶۶..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں	۶۵۷..... علی رضی اللہ عنہ کو اللہ و رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی اور
۶۶۶..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے چار لاکھ کی قیمت کے باغ کی وصیت کی	۶۵۷..... اللہ و رسول کو ان سے
۶۶۷..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح	۶۵۸..... حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جنگی صلاحیت حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھی
۶۶۷..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے قبولیت دعا کی دعادی	۶۵۹..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے طویل سرگوشی فرمائی..
۶۶۸..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خاندانی ماموں تھے	۶۵۹..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بحالت جنابت مسجد نبوی میں گزرنے کی روایت
۶۶۸..... نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا	۶۵۹..... نبوت ملنے کے دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھنے کی روایت
۶۶۹..... نیک آدمی کا مصداق حضرت سعد رضی اللہ عنہ	۶۵۹..... انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کا مطلب
۶۶۹..... فضائل حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۶۶۰..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرادیئے
۶۶۹..... حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں	۶۶۰..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کا اشتیاق
۶۷۰..... حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح	۶۶۱..... فضائل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ
۶۷۱..... حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں	۶۶۲..... طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی
۶۷۱..... نبی ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی ستائش کی	۶۶۲..... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ چلتے پھرتے شہید
۶۷۱..... فضائل حضرت عباس رضی اللہ عنہ	۶۶۳..... طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں نبی ﷺ کے پڑوسی ہوں گے
۶۷۱..... جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا	۶۶۳..... مذکورہ حدیث کا شان و رود
۶۷۲..... چچا اور بھتیجا ہم مزاج تھے	۶۶۳..... فضائل حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
۶۷۲..... باپ اور چچا: ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت ہیں	۶۶۴..... نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا
۶۷۲..... حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لیے مغفرت عامہ تامہ کی دعا	۶۶۴..... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حواری ہیں
۶۷۳..... فضائل حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ	۶۶۵..... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جسم راہ خدا میں زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا
۶۷۳..... دو ہاتھوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دو پر دیئے	۶۶۵.....
۶۷۳..... باحیثیت لوگوں میں نبی ﷺ کے بعد افضل حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں	

حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ اور اخلاق میں نبی ﷺ کے مشابہ تھے..... ۶۷۴	فضائل حضرات معاذ، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم..... ۶۸۵
حضرت جعفر بن ابی طالب غریب پرور تھے..... ۶۷۵	حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و معاذ و زید و ابی و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم کے امتیازات..... ۶۸۶
حضرت حسن بن ابی طالب کا سوانح..... ۶۷۵	حضرت ابی بن ابی طالب کو نامزد کر کے سورۃ البینہ سنانے کا حکم..... ۶۸۶
حضرت حسین بن ابی طالب کی سوانح..... ۶۷۶	عہد نبوی ﷺ میں قبیلہ خزرج کے چار شخصوں نے قرآن کریم حفظ کیا..... ۶۸۶
حسن حسین بن ابی طالب جنت کے جوانوں کے سردار ہیں..... ۶۷۶	نبی ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی ستائش کی..... ۶۸۶
اے اللہ ان لوگوں سے محبت فرما جو حسین بن ابی طالب سے محبت کریں..... ۶۷۶	فضائل سلمان فارسی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم..... ۶۸۷
حسین بن ابی طالب نبی ﷺ کے خوشبودار پھول تھے..... ۶۷۷	خوش آمدید طیب و مطیب..... ۶۸۸
ایک خواب کہ نبی ﷺ نے قتل حسین بن ابی طالب دیکھا..... ۶۷۷	عمار بن ابی طالب ہمیشہ راست روی والا معاملہ اختیار کرتے ہیں..... ۶۸۸
حسن و حسین بن ابی طالب آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے..... ۶۷۷	حضرت عمار بن ابی طالب کی سیرت کی پیروی کرو..... ۶۸۸
اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن بن ابی طالب کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائی..... ۶۷۸	حضرت عمار بن ابی طالب کو باغی جماعت قتل کرنے لگی..... ۶۸۹
اولاد کی محبت فطری امر ہے..... ۶۷۸	فضائل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ..... ۶۸۹
حسین بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے..... ۶۷۸	فضائل حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ..... ۶۹۰
ابن زیاد کو گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ملی..... ۶۷۹	ابن اسلام رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن کریم کی دو آیتیں نازل ہوئیں..... ۶۹۰
حضرت فاطمہ بن ابی طالب کے سوانح..... ۶۸۰	حضرت عبداللہ دس میں سے ایک جنتی ہیں..... ۶۹۱
حضرت فاطمہ بن ابی طالب جنت کی عورتوں کی سردار ہیں..... ۶۸۰	فضائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ..... ۶۹۱
فضائل حسنین بن ابی طالب کی تین متفرق حدیثیں..... ۶۸۰	ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کو مضبوط پکڑو..... ۶۹۲
نبی کے گھروالوں کے فضائل..... ۶۸۲	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ سے گھر جیسا تعلق تھے..... ۶۹۲
دعائے نبوی ﷺ کی برکت سے آل رسول کا اہل بیت میں شامل ہونا..... ۶۸۳	نبی ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو گھر میں آنے کی خصوصی اجازت دے رکھی تھی..... ۶۹۲
ایک روایت کہ قرآن اور کتبہ قیامت تک ساتھ رہیں گے..... ۶۸۴	ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیرت و خصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تھے..... ۶۹۳
چودہ منتخب ساتھیوں والی روایت..... ۶۸۴	
اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ..... ۶۸۵	

- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا .. ۷۰۲
- فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷۰۳
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت احادیث کا راز ۷۰۳
- صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی تائید کی ۷۰۳
- گدڑی میں لعل ۷۰۴
- دعائے نبوی سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چھوہاروں میں برکت ہوئی ۷۰۴
- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کی وجہ ۷۰۵
- لکھنا حفظ میں معاون ہوتا ہے ۷۰۵
- فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۰۵
- فضائل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ۷۰۶
- فضائل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۷۰۷
- خالد رضی اللہ عنہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں ۷۰۷
- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح ۷۰۸
- جنت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دسی رومال دنیا کے ریشم سے بہتر ہوں گے ۷۰۹
- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عرش الہی جھوم گیا ۷۰۹
- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا ۷۰۹
- فضائل حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ عبادہ رضی اللہ عنہ ۷۱۰
- حضرت قیس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی پولیس تھے ۷۱۰
- فضائل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۷۱۰
- فضائل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ۷۱۱
- حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا اجر دنیا میں نہیں کھایا ۷۱۱
- فضائل حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ۷۱۲
- فضائل حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۷۱۲
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں امارت کی کامل صلاحیت تھی ۶۹۳
- ابن مسعود ابی معاذ اور سالم رضی اللہ عنہ سے قرآن اخذ کرنے کا حکم ۶۹۳
- ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وضوء اور چیلوں کے ذمہ دار تھے ۶۹۳
- فضائل حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ۶۹۴
- حذیفہ رضی اللہ عنہ تم جو کچھ بیان کریں اس کی تصدیق کرو ۶۹۴
- فضائل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ۶۹۴
- حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کو بے حد محبت تھی ۶۹۵
- حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ پہلے زید بن محمد رضی اللہ عنہ کہلاتے تھے ۶۹۵
- بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی ۶۹۵
- حضرت زید ہر طرح امارت کے لائق تھے ۶۹۶
- فضائل اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ ۶۹۶
- نبی ﷺ نے آخر وقت میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی .. ۶۹۷
- اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرو نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے ۶۹۷
- نبی ﷺ کو اپنے متعلقین میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت تھی ۶۹۸
- فضائل حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ ۶۹۸
- فضائل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۶۹۹
- فضائل حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۷۰۰
- فضائل عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ۷۰۱
- فضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۷۰۱
- حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے نبی ﷺ کی دعائیں ۷۰۱
- نبی ﷺ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دل لگی ۷۰۲

ابوموسیٰ اشعری داؤد کے راگوں میں سے ایک راگ

دئے گئے تھے ۷۱۳

فضائل حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ۷۱۳

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۷۱۴

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کو جہنم کی آگ نہیں

چھوئے گی ۷۱۴

فضائل اصحاب رضوان ۷۱۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرنا حرام ہے ۷۱۵

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح ۷۱۶

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح کرنے کی ممانعت حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی حفاظت کی وجہ سے تھی ۷۱۷

خاندان میں آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب

سے زیادہ محبوب تھیں ۷۱۷

چارتن کی جنگ ومصالحت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی

جنگ ومصالحت کی روایت ۷۱۸

چارتن کی اہل بیت میں شمولیت دعائے نبوی رضی اللہ عنہ کی

برکت سے ہوئی ہے ۷۱۸

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیرت وخصلت اور دینی حالت

میں نبی رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھیں ۷۱۸

نبی رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۷۱۹

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۷۲۰

صدیقہ کے ساتھ ہم خوابی کے وقت بھی آپ رضی اللہ عنہا پر

وحی نازل ہوتی تھی ۷۲۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح باذن الہی ہوا ۷۲۱

جبرائیل علیہ السلام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوا یا

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہر مسئلہ کا کچھ نہ کچھ علم تھا ۷۲۱

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فصاحت و بلاغت میں ید طولیٰ

رکھتی تھیں ۷۲۲

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کی سب سے پیاری بیوی تھیں ۷۲۲

عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر خواتین پر برتری ۷۲۲

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح ۷۲۳

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ غیرت حضرت

خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی ۷۲۳

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت ۷۲۴

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی بہترین خاتون ہیں ... ۷۲۴

فضائل ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ۷۲۵

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نبی رضی اللہ عنہ کی نشانیاں ہیں ۷۲۵

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بھی نبیوں سے رشتہ ہے ۷۲۵

آپ رضی اللہ عنہ نے قرب وفات کی اطلاع ازواج کو نہیں

دی تاکہ وہ بے قرار نہ ہوں ۷۲۶

نبی رضی اللہ عنہ کا ازواج کے ساتھ بہترین برتاؤ ۷۲۶

آپ رضی اللہ عنہ ہر کسی سے دل صاف رکھتے تھے ۷۲۶

فضائل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۷۲۷

نبی رضی اللہ عنہ کو حکم ملا کہ ابی بن کعب کو قرآن سنائیں ۷۲۷

فضائل انصار وقریش ۷۲۸

جعرانہ میں اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انصار

کی بددلی اور نبی رضی اللہ عنہ کا ان سے خطاب ۷۲۸

انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی بغض

رکھتا ہے ۷۲۸

انصار کے اوصاف اور نبی رضی اللہ عنہ کا ان سے خصوصی

تعلق ۷۲۹

قریش کا ذکر خیر اور ان کے لیے دعا ۷۲۹

بطون انصار میں کون سا بطن بہتر ہے؟ ۷۳۰

۴۳۹..... ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا	۴۳۲..... فضائل مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً
۴۴۰..... ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ سے ناگواری	۴۳۲..... مدینہ منورہ کی چیزوں میں برکت کی دعا
۴۴۰..... ثقیف میں مہاجھوٹا اور ہلاکو ہوں گے	۴۳۲..... قبر اطہر اور منبر نبوی کے درمیان جنت کی کیاری
اب میں صرف قریشی، انصاری ثقفی یا دوسی کا ہدیہ قبول	۴۳۲..... مدینہ میں قیام اور موت کی فضیلت
۴۴۱..... کروں گا	۴۳۳..... مدینہ منورہ آخر تک آباد رہے گا
۴۴۱..... قبیلہ اسد اور اشعر کی تعریف	۴۳۳..... مدینہ بھٹی ہے جو دھات کے میل کو دور کرتی ہے
۴۴۱..... قبائل اسلم وغفار کے لیے دعا اور قبیلہ عصبہ محروم	۴۳۳..... مدینہ کا بھی حرم ہے
۴۴۱..... قبائل عرب میں تفضل	۴۳۴..... مدینہ تین ہجرت گا ہوں میں سے ایک ہے
۴۴۲..... شام اور یمن کے لیے دعا اور مجد محروم	۴۳۴..... فضائل مکہ مکرمہ زادہا اللہ تکریمنا
۴۴۳..... نسب و خاندان پر اترانے کی ممانعت	۴۳۵..... فضائل عرب اعزہم اللہ
۴۴۵..... نبی ﷺ کی حیات طیبہ کا بیان	۴۳۵..... عربوں سے بغض نبی ﷺ کے بغض تک مفہم ہوگا
۴۴۵..... عجیب و غریب واقعات پیدائش کے وقت	جو عربوں کو دھوکہ دے گا وہ آپ ﷺ کی
۴۴۶..... ہر صفت میں باکمال	۴۳۵..... شفاعت و مودت سے محروم رہے گا
آپ ﷺ کی آمد سے پہلے آپ ﷺ کے نام کے	۴۳۵..... عربوں کی ہلاکت قرب قیامت کی علامت ہے
۴۴۶..... چرچے	۴۳۶..... خروج دجال کے وقت عرب تھوڑے رہ جائیں گے
۴۴۸..... الفاظ نے آپ ﷺ کی شان کو بیان کیا	۴۳۶..... عرب ساری نسل ہیں
۴۴۸..... آپ ﷺ کا حسن و جمال	۴۳۶..... فضائل عجم اکرمہم اللہ
۴۴۹..... چند دلچسپ واقعات	۴۳۶..... عجمیوں پر عربوں سے زیادہ اعتماد
۴۵۰..... آپ ﷺ کا حلیہ مبارک	ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی کچھ عجیبی اس کو حاصل کر لیتے
۴۵۳..... آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی	۴۳۷..... فضائل یمن
عوام اور خواص میں آپ ﷺ کی نشست و برخاست	۴۳۷..... اہل یمن کے لیے دعا
۴۵۵..... کیسی ہوتی تھی	۴۳۸..... یمن والوں کی خوبیاں
۴۵۶..... آپ ﷺ کی مجلس ادب سے پر تھی	۴۳۸..... یمن والوں میں امانت داری ہے
۴۵۷..... آپ ﷺ کی مجلس اخلاق سے پر تھی	۴۳۸..... یمن کے قبیلہ ازد کی اہمیت
۴۵۹..... آپ ﷺ کی خاموشی کیسی ہوتی تھی	۴۳۸..... یمن کے قبیلہ حمیر کے لیے دعا اور ان کی خوبیاں
۴۶۰..... سنت رسول اللہ ﷺ	۴۳۹..... قبائل غفار، اسلم جہینہ اور مزینہ کا ذکر
۴۶۱..... آپ ﷺ کا لباس	۴۳۹..... ثقیف اور بنو حنیفہ وغیرہ قبائل کا ذکر

۷۶۳ لعاب وہن	۷۶۱ آپ ﷺ کا علم و عقل
۷۶۵ دارِ ہی مبارک	۷۶۱ آپ ﷺ کے اعضاء مبارک کیسے تھے
۷۶۸ آپ ﷺ کے اعضاء و جوارح	۷۶۲ آپ ﷺ رات میں بلا روشنی کے دیکھ لیتے
۷۶۸ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	۷۶۳ ثریا کے گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے
۷۶۹ آپ ﷺ کی صاحبزادیاں	۷۶۳ لعاب مبارک میں شفا
۷۶۹ آپ ﷺ کے صاحبزادے	۷۶۳ زبان مبارک سے سیرابی



أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

قرآن کریم کی تفسیر کا بیان

ابتداء میں چند تفسیری فوائد ذکر کیے جاتے ہیں جس طرح کہ ہر علم اور فن کے شروع میں ذکر کیے جاتے ہیں متقدمین کے نزدیک نو چیزوں کا اور متاخرین کے نزدیک تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے: ① تعریف علم ② موضوع ③ غرض و غایت اور چونکہ یہ تفسیر بڑا علم بلکہ اشرف العلوم ہے تو یہاں پر ان تینوں چیزوں کو بھی بیان کیا جائے گا اور تفسیر کی مناسبت سے بھی تاویل اور تحریف کی تعریف بھی بیان کی جائے گی اور ان میں فرق بھی بیان کیا جائے گا۔

تفسیر کا لغوی معنی: تفسیر کے مادہ اشتقاق میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ سفر سے مشتق ہے جس کا معنی ہے اظہار اور ابانت جیسے قرآن مجید میں ہیں: ﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا﴾ (الفرقان: ۳۳) دوسرا قول یہ ہے تفسیر کا مادہ ہے سفر، یہاں پر قلب مکانی کی گئی ہے اور سفر کا معنی بھی کشف اور ابانت ہے جیسے حدیث شریف میں ہے: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس مادہ میں فاسین راء پایا جائے تو وہاں کشف والا معنی ضرور ہوگا جیسے قرآن مجید میں ہیں: ﴿وَالصُّبْحُ إِذَا أَسْفَرَ﴾ (المدثر: ۳۴) اور سفر کو سفر اس لئے کہتے ہیں کہ مسافر کے جہاں کے حالات اور لوگوں کے اخلاق اور عادات کھل کر سامنے آ جاتی ہے اور تفسیر کو بھی تفسیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے بھی خدا تعالیٰ کی مراد اور منشاء سامنے آ جاتی ہے۔ تعریف یوں کی ہے:

علم يعرف به فهم كتاب الله المنزل على نبيه محمد ﷺ وبيان معانيه واستخراج احكامه وحكمه. علم تفسیر وہ علم ہے جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل ہو اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جاسکے۔

تفسیر اور تاویل میں فرق؟

جمہور کے ہاں تاویل اور تفسیر میں فرق ہے اما راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں دو فرق ہیں:

① التفسير يستعمل في الالفاظ والتاويل يستعمل في المعاني: یعنی جو معنی قرآن کے عبارت سے معلوم ہوئی وہ تفسیر ہے جو معنی الفاظ کے اشارات سے معلوم ہو وہ تاویل ہے۔

② التفسير يستعمل في المفردات والتاويل يستعمل في الجمل والمركبات: تفسیر کا استعمال مفردات میں اور

تاویل کا استعمال جملوں اور مرکبات میں ہوتا ہے۔

فائدہ: اصول شرع (دین کے بنیادی مآخذ) تین ہیں: قرآن کریم، سنت نبوی اور اجماع امت۔ ان میں اصل قرآن کریم ہے، اس کو متن کی حیثیت حاصل ہے، وہ اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ میں حضرت جبریل علیہ السلام اور نبی ﷺ کا کوئی دخل نہیں، البتہ اس کی تفسیریں و تشریحیں نبی ﷺ کے ذمہ رکھی گئی ہیں۔ سورۃ النحل (آیت ۴۴) میں ہے: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ اور ہم نے آپ ﷺ پر یہ قرآن اتارا تا کہ آپ ﷺ جو وحی لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے اس کو کھول کر بیان کریں۔

غرض تمام احادیث شریفہ قرآن کریم کی تفسیریں و تشریحیں ہیں، اور اجماع امت چونکہ آثار پر مبنی ہوتا ہے اس لئے اس کا مرجع بھی قرآن کریم ہے۔ اس طرح تفسیر قرآن کی روایتیں محدود نہیں رہتیں، بلکہ تمام حدیثیں قرآن کریم کی تفسیر بن جاتی ہیں، مگر وہ تمام روایتیں ابواب التفسیر میں ذکر نہیں کی جاتیں کچھ مخصوص روایت ہی ذکر کی جاتی ہیں، جن کا تعلق یا تو بنیادی مسائل سے ہوتا ہے، یا شان نزول سے، یا آیات کے مضمرات سے، یا دیگر نکات سے، پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب جو ابواب شروع ہو رہے ہیں ان میں مذکور روایات ہی تفسیری روایات ہیں، یہ تو ان روایات کا بعض حصہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ

باب ۱: تفسیر بالرائے پر وعید

(۲۸۷۴) مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص علم نہ ہونے کے باوجود قرآن کے بارے میں کوئی بات بیان کرے اسے جہنم میں اپنی جگہ پہنچنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(۲۸۷۵) اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے احتیاط کرو صرف وہی چیز بیان کرو جس کے بارے میں تمہیں علم ہو (میں نے یہ فرمایا ہے) جو شخص میری طرف سے کوئی جھوٹ بات جان بوجھ کر بیان کرے وہ جہنم میں اپنی جگہ پہنچنے کے لیے تیار رہے اور جو شخص قرآن کی تفسیر کے بارے میں اپنی رائے کے ساتھ کوئی بات بیان کرے وہ جہنم میں اپنی جگہ پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

(۲۸۷۶) مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ.

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی رائے کے ساتھ قرآن کی تفسیر بیان کرے تو اگر وہ ٹھیک بھی بیان کرے تو یہ اس نے غلط کیا۔

تشریح: تفسیر کی دو قسمیں ہیں تفسیر محمود اور تفسیر مذموم تفسیر محمود جو قرآن سے یا سنت رسول ﷺ یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال سے کیا جائے اور تفسیر مذموم جو محض اپنی رائے اور خواہش کے مطابق قواعد عربیہ اور قواعد شرعیہ کے مخالف اور محض اپنے باطل عقیدہ اور عمل کے ثابت کرنے کے لیے کیا جائے اس کو تفسیر بالرای بھی کہا جاتا ہے جیسے ہمارے زمانے میں باطل جماعتیں قرآن کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ نہ وہ تفسیر ہوتا ہے نہ تاویل ہوتا ہے بلکہ قرآن کی تحریف ہوتی ہے اور تحریف کی لغوی معنی تحریف الکلام عن موضعه ای تغیرہ۔ یعنی کلام کو بدل دینا اور تعریف یہ ہے بیان مراد اللہ تعالیٰ علی خلاف مایقتضیہ قواعد العربیہ۔ یعنی قواعد عربیہ کے مخالف محض اپنی من گھڑت بات کو اللہ کی مراد سے موصوف کرنا تحریف کہلاتا ہے:

تفسیر بالرای کا حکم؟

- مذکورہ احادیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی رائے کے بل بوتے پر قرآن مجید کی تفسیر کرنا جائز نہیں بلکہ شرعی اصول اور ضوابط کو نظر انداز کیا جائے اگر اتفاق سے اس کی تشریح صحیح بھی ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔
- اصول تفسیر کو نظر انداز کر کے تفسیر کرنے کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً:
- ① جو شخص تفسیر قرآن کے بارے میں گفتگو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ محض اپنی رائے کی بنیاد پر تفسیر شروع کر دے۔
- ② کسی آیت کی کوئی تفسیر صراحت کے ساتھ نبی کریم ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو اور وہ اسے نظر انداز کر کے محض اپنی عقل سے کوئی معنی بیان کرنے لگے۔
- ③ جن آیات میں صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم سے کوئی صریح تفسیر منقول نہیں ان میں لغت اور زبان و ادب کے اصولوں کو پامال کر کے کوئی تشریح بیان کرے۔
- ④ قرآن و سنت سے براہ راست اجتہاد کے ذریعہ مسائل و احکام کا استنباط شروع کر دے حالانکہ وہ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتا۔
- ⑤ قرآن کریم کی متشابہ آیات (جن کے بارے میں قرآن نے خود کہا ہے کہ ان کی سو فیصد صحیح مراد سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا) ان کی اپنی طرف سے یقین اور جزم کے ساتھ تفسیر بیان کرے اور اس پر وہ اصرار بھی کرتا ہو۔
- ⑥ اپنی رائے سے قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کرے جو اسلام کے دیگر مسلمہ اصول عقائد اور احکام کے خلاف ہو۔
- ⑦ تفسیر کے معاملے میں جہاں عقل و فکر کا استعمال جائز ہے وہاں کسی قطعی دلیل کے بغیر اپنی ذاتی رائے کو یقینی طور پر درست اور دوسرے مجتہدین کی آراء کو یقینی طور سے باطل قرار دے۔ یہ تمام صورتیں تفسیر بالرای کی ہیں جن سے اس کی احادیث سے منع کیا گیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن ۱۸۰، ۲)

تفسیر کا موضوع:

تفسیر کا موضوع کلام اللہ ہے اس لیے کہ علم کی موضوع وہ شے ہوتی ہے جس کی عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اور فن تفسیر کے اندر کلام اللہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے اس لیے فن تفسیر کا موضوع کلام اللہ ہے۔

غرض و غایت: اللہ کی (مراد) تبع ہو کر فوز بالسعادة الدارین ہے اور سعادة الدارین چند واسطوں سے ہیں اس لئے کہ سعادة دارین حاصل ہوتی ہے الاعتصام بالعروة الوثقی لن انفصام لها سے اور اعتصام حاصل ہوتا ہے علم بالا حکام الشرعیۃ

سے اور علم احکام شرعیہ موقوف ہے فہم قرآن پر اور فہم قرآن موقوف ہی فن تفسیر پر جب قرآن کا فہم حاصل ہوگا تو احکام شرعیہ کا علم حاصل ہوگا تو دین اسلام سے پختہ ہو کر چلنے والا بنے گا اور جب دین اسلام کے موافق چلے گا تو یقیناً اس دارین کی سعادت حاصل ہوگی اللہ فرماتا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل: ۹۷)

درجہ تفسیر:

(۱) تفسیر القرآن بالقرآن: اور اس کی چند صورتیں ہیں کہیں تو ایسا ہوگا کہ ابہام کے بعد فوری آگے اس کی تفسیر آ جاتی ہے اور اس کو تفسیر القرآن بالقرآن موصول کہا جاتا ہے جیسے:

﴿وَكُلُّوْا وَاَشْرَبُوْا حَتّٰى يَكْتَبَكُنَّ لَكُمْ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (البقرہ: ۱۸۷)

کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ صاف نظر آئے تمہیں خط سیاہ خط سفید سے اس مقام خیط الابيض اور خیط الاسود میں ابہام تھا کہ ایت میں حقیقی اور لفظی معنی مراد ہے یا کنایہ ہے آگے فرمایا من الفجر جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس سے حقیقی اور لفظی معنی مراد نہیں بلکہ یہ کنایہ ہے صبح صادق اور صبح کاذب سے اور کہیں تفسیر القرآن بالقرآن مفصلاً ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: ﴿فَتَلَقٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَبَّ عَلَیْهِ﴾ (البقرہ: ۳۷) تو دوسرے مقام پر اس کی تفصیل کردی۔

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۳)

دوسرا درجہ: تفسیر القرآن بالحدیث ہے مثال:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۸۲)

کہ وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا اور اپنے ایمان سے ظلم نہیں ملایا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے ظلم کی تشریح پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد ہر قسم کا ظلم مراد نہیں بلکہ ظلم سے مراد شرک ہیں اور تائید کے طور پر قرآن کی یہ آیت ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان: ۱۳) تلاوت فرمائی۔

تفسیر کا تیسرا درجہ: تفسیر القرآن باقوال الصحابہ ہے کہ قرآن کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے کی جائے گی قرآن کی آیت اور سورتوں کی شان نزول کے متعلق تو امت کا اجماع ہے کہ صحابی کا قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے البتہ شان نزول کے علاوہ کسی بھی آیت کی تفسیر کسی صحابی سے منقول ہو تو علماء کی ایک کثیر جماعت کے نزدیک وہ بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے مستدرک میں لکھا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما کے نزدیک صحابی کی تفسیر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاقان میں لکھا ہے کہ جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے مذہب اور بیان کردہ تفسیر سے اعراض کریں تو وہ مبتدع اور خطا کار ہے اور بات بھی حقیقت ہے کہ قرآن کو حضور ﷺ سے براہ راست سبقاً سبقاً پڑھنے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ چنانچہ سیوطی نے الاقان میں لکھا ہے کہ:

كان الرجل اذا قرء البقرة واول عمران جد في اعيننا.

جب کوئی سورۃ البقرہ اور آل عمران کی الفاظ معانی اور تفسیر پڑھ لیتا تو ہمارے نگاہوں میں وہ شخص بہت قابل احترام بن جاتا اور موطا امام مالک رحمہ اللہ میں ہے: اقام ابن عمر علی حفظ البقرۃ ثمانی سنۃ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما آٹھ سال تک صرف سورۃ البقرہ یاد کرتے رہے حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قوی الحافظہ صحابی ہے اور آٹھ سال تک صرف الفاظ یاد نہیں کرتے بلکہ ان کی تفسیر اور تشریح میں وقت دیا اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہے:

كان الرجل منا اذا تعلم عشر آيات لم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن. (ابن کثیر ج ۱ ص ۳)
عام لوگوں کو یہ معلوم تھا جب تک سیکھ لیتے کہ جب تک اس کی تفسیر و تشریح سیکھ نہ لیتے ان پر عمل نہ کرتے تو آگے نہیں پڑھتے تھے۔
ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے: وتفسیر الصحابی حجة. (صحابی کی تفسیر حجت ہے) تدرب الراوی میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: وتفسیر الصحابی مرفوع۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو زیادہ ماہرین تھے ان کے نام (۱) ابو بکر صدیق (۲) عمر بن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) ترجمان القرآن عبد اللہ بن عباس (۶) قاری القرآن ابی بن کعب (۷) زید بن ثابت (۸) ابو موسیٰ اشعری (۹) عبد اللہ بن مسعود (۱۰) سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ بنت صدیق (۱۱) عبد اللہ بن زبیر (۱۲) عبد اللہ بن عمر (۱۳) عبد اللہ بن سلام (۱۴) سلمان فارسی (۱۵) ابو درداء (۱۶) معاذ رضی اللہ عنہما اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو زیادہ ماہر تھے: (۱) عمر (۲) علی (۳) عبد اللہ بن مسعود (۴) عبد اللہ بن عباس (۵) عبد اللہ بن عمر (۶) زید بن ثابت (۷) عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا تو میں نے دیکھا ان حضرات کا علم چھ کی طرف لوٹتا ہے عمر علی ابن مسعود، معاذ، زید بن ثابت، ابو الدرداء رضی اللہ عنہم۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۰۴) اور فرماتے ہیں کہ میں ان چھ بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور ان سب کا علم ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں معلم اور مفتی بنا کے شہر کوفہ بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دار الخلافہ کوفہ ہی تھا اور دونوں بزرگوں نے اہل کوفہ کو علم تفسیر پڑھایا۔ اسی میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت، تعلیم و تربیت ہوئی اور انہی حضرات کی سکھایا علم آپ نے سیکھا اور اپنے مسلک کی بنیاد رکھی اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اکثر مسائل قرآن سے مستنبط کی۔

تفسیر کا چوتھا درجہ: تفسیر القرآن باقوال التابعین قرآن کی تفسیر تابعین اقوال سے کی جائے اس لیے کہ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن کی تفسیر پڑھی ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قرآن کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین رضی اللہ عنہم کی تفسیر حجت ہے تفسیر القرآن باقوال التابعین کی مثال ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الاعراف: ۲۰۴) نماز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجمع الناس علی انہا نزلت فی الصلاة. (نادی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۴۳، مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۶۰۵، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۳)

تمام لوگوں یعنی تابعین کا اجماع ہے کہ آیت ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ...﴾ نماز کے باری میں ہے اور تابعین میں سے جو علم تفسیر کے ماہر تھے ان کا تذکرہ تفاسیر میں بھی آتا ہے ان کے یہ نام ہیں: (۱) حضرت مجاہد بن زبیر مخزومی (۲) حضرت سعید بن جبیر (۳) حضرت عکرمہ (۴) عطاء بن ابی رباح (۵) حضرت حسن بصری (۶) مسروق (۷) سعید بن المسیب (۸) ابو العالیہ (۹) ربیع

بن انس (۱۰) محمد بن سیرین (۱۱) زید بن اسلم (۱۲) عروہ بن زبیر (۱۳) قتادہ محمد بن کعب القرظی (۱۵) علقمہ رضی اللہ عنہ۔

علم تفسیر کی شرافت:

علم تفسیر تمام علوم سے اشرف اور افضل ہے شرافت چار چیزوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے (۱) فن کی موضوع (۲) غرض و غایت کی وجہ سے (۳) مسائل و احکام کی وجہ سے (۴) شدت احتیاج کی وجہ سے اور فن تفسیر کو ان چاروں کی وجہ سے شرافت حاصل ہے: اس کا موضوع تمام علوم کی موضوع سے اشرف ہیں اس لیے کہ اس کا موضوع کلام اللہ جو صفت اللہ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صفت اللہ تمام صفات سے اعلیٰ اور افضل ہے اور اسی طرح غرض و غایت بھی اس فن کی اشرف ہے جو سعادت فی الدارين ہے اور یہ غرض تمام دنیاوی اغراض سے اشرف ہے اور اسی طرح اس کے احکام و مسائل بھی اشرف ہے اس لیے کہ ان میں مرادات اللہ کا بیان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مراد پر مطلع ہونا تمام مخلوق کی مرادوں کی مطلع سے افضل ہے اور اس علم کو اشد احتیاج ہے اس لیے اس علم کو رئیس علوم الدینیہ کہا جاتا ہے۔

فائدہ: علم تفسیر افضل ہے یا علم الحدیث تو بعض حضرات کی رائے ہے کہ علم التفسیر افضل کا تعلق کلام اللہ سے ہے اور کلام اللہ صفت اللہ ہے اور جس طرح ذات باری تعالیٰ قدیم اس طرح صفات اللہ بھی قدیم ہے اور غیر فانی ہے اور جو فن متعلق بالاباکی ہو وہ افضل ہوتا ہے اور علم الحدیث کا تعلق محمد ﷺ سے ہے اور آپ حادث ہیں لہذا ان کا کلام بھی حادث ہوا اور جو علم متعلق بالفانی ہو وہ متعلق بالباکی سے ادنیٰ ہے لہذا علم التفسیر افضل ہے علم الحدیث سے۔

تفسیر کرنے کے لئے پندرہ علوم ضروری ہیں؟

تفسیر کرنے کے لئے صلاحیت ضروری ہے، علم کے بغیر جو تفسیر کرے گا وہ تفسیر بالرای ہوگی، اور علماء نے تفسیر کرنے کے لئے پندرہ علوم ضروری قرار دیئے ہیں، جو یہ ہیں: لغت، نحو، صرف و اشتقاق، معانی، بیان، بدیع، قراءت، اصول دین (علم کلام) اصول فقہ، شان نزول، واقعات کی تفصیلات، نسخ و منسوخ، علم فقہ، وہ احادیث جن میں قرآن کے اجمال و ابہام کی وضاحت ہے، اور تفسیر کرنے کی خداداد صلاحیت اور ان پندرہ کو اگر سمیٹا جائے تو پانچ علوم ضروری ٹھہرتے ہیں:

اول: عربیت کی بھرپور صلاحیت، جس میں لغت، نحو، صرف و اشتقاق، معانی، بیان اور بدیع آجاتے ہیں۔

دوم: احادیث کا علم، جن میں اس نزول، واقعات کی تفصیلات اور نسخ و منسوخ کا بیان آجاتا ہے۔

سوم: علم کلام، کیونکہ جو اسلامی عقائد سے واقف نہیں وہ تفسیر کیسے کر سکتا ہے؟

چہارم: علم فقہ، اس کے بغیر مفسر قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے۔

پنجم: تفسیر کرنے کی خداداد صلاحیت۔ ان علام کے بغیر تفسیر قرآن پر اقدام کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔

فائدہ: تفسیر قرآن میں عقل کا استعمال ممنوع نہیں، قرآن کریم جگہ جگہ عقل کو استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے، پھر وہ قرآن فہمی میں عقل کے استعمال سے کیسے روک سکتا ہے؟ بلکہ اس حدیثوں میں ”رائے“ سے مراد ”نظریہ“ ہے۔ پہلے ایک نظریہ قائم کرنا پھر اس نقطہ نظر سے قرآن پڑھنا، اور قرآن کو اس کے مطابق بنانا تفسیر بالرائے ہے، جو حرام ہے، جیسے ایک صاحب نے حالات زمانہ سے متاثر ہو کر نظریہ قائم کیا کہ نبوت کا مقصد دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرنا ہے، پس جو پیغمبر اس میں کامیاب ہوئے وہی اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور جو انبیاء علیہم السلام حکومت الہیہ قائم نہ کر سکے وہ اپنے مشن میں ناکام رہے، توبہ! توبہ!

فائدہ: کہ جب اور جہاں حالات سازگار ہوں: حکومت الہیہ قائم کرنا مقاصد نبوت میں سے ایک اہم مقصد ہے، مگر وہ تعلیمات انبیاء علیہ السلام کی ایک شاخ ہے، بلکہ اہم شاخ ہے، مگر وہ درخت کا تنا نہیں، اگر اس کو اصل (تنا) بنا دیا جائے اور دین کی تمام تعلیمات کو اس پر مقرر کیا جائے تو یہ غلطی ہوگی۔

پھر اس کے آخر میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے:

استراض: حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ وغیرہ تابعین جو تفسیریں بیان کرتے ہیں وہ ان کی اپنی رائیں ہوتی ہیں، انکا کوئی مستند نہیں ہوتا، تو کیا وہ بھی تفسیر بالرای کے زمرہ میں آتی ہیں؟

جواب: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ان حضرات نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا، انھوں نے یہ باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنی ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ باتیں نبی ﷺ سے لی ہیں، خود حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے قرآن کی ہر آیت کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ نہ کچھ سنا ہے، اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا موقع ملتا تو مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ بہت سی باتیں نہ پوچھنی پڑتیں جو میں نے ان سے پوچھی ہیں، ان روایات سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تفسیریں نقل پر مبنی ہیں، عقل پر مبنی نہیں۔

اسرائیلی روایات کا حکم؟

ان کی حقیقت یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین پہلے اہل کتاب کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے بعد میں جب وہ مشرف باسلام ہوئے اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی تو انہیں قرآن کریم میں پچھلی امتوں کے بہت سے وہ واقعات نظر آئے جو انہوں نے اپنے سابقہ مذہب کی کتابوں میں بھی پڑھے تھے چنانچہ وہ قرآنی واقعات کے سلسلے میں وہ تفصیلات مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے تھے جو انہوں نے اپنے پرانے مذہب کی کتابوں میں دیکھی تھیں یہی تفصیلات اسرائیلیات کے نام سے تفسیر کی کتابوں میں داخل ہو گئی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جو بڑے محقق مفسرین میں سے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ روایات جن کی سچائی قرآن سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً فرعون کا غرق ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر تشریف لے جانا وغیرہ۔

(۲) وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن و سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

(۳) وہ روایات جن کے بارے میں قرآن و سنت اور دوسرے شرعی دلائل خاموش ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے قول فیصل یہ بیان کیا ہے کہ انہیں نقل کرنا جائز تو ہے لیکن اس نقل سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ شرعی اعتبار

سے وہ حجت نہیں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۹/۱)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورہ فاتحہ کی تفسیر



باب ۱: سورہ فاتحہ کی اہمیت

(۲۸۷۷) مَنْ صَلَّى صَلَوَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِإِمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ مَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ فَاقْرَأْهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ نِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُومُ الْعَبْدُ فَيَقُولُ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَمْدِي عَبْدِي فَيَقُولُ (الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) فَيَقُولُ اللَّهُ أَثْنَى عَلَى عَبْدِي فَيَقُولُ (مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ) فَيَقُولُ عَبْدِي وَهَذَا لِي وَبَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص نماز پڑھتے ہوئے سورت فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی۔ راوی بیان کرتے ہیں میں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو کیا میں اس وقت بھی تلاوت کروں گا) انہوں نے فرمایا اے فارسی کے بیٹے تم اسے دل میں پڑھ لو۔ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان میں دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے نصف حصہ میرے لیے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے وہ اس کو ملے گا بندہ کھڑا ہو کر یہ پڑھتا ہے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے نے میری حمد بیان کی پھر بندہ یہ کہتا ہے ﴿الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بندے نے میری تعریف بیان کی پھر بندہ پڑھتا ہے ﴿مَلِكُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ اور سورت کا آخری حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے اس کو وہ ملے گا وہ یہ کہتا ہے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿﴾

(۲۸۷۸) اَتَيْتُكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَبَّيْنَا دُفْعَتٍ إِلَيْهِ أَخَذَ بِيَدِي وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ إِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ يَدَهُ فِي يَدِي قَالَ فَقَامَ بِي فَلَقِيْنَاهُ أَمْرًا أَهْوَى صَبِيٍّ مَعَهَا فَقَالَ إِنَّ لَنَا إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهَا حَتَّى قَطَعَ حَاجَتَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي حَتَّى أَتَى بِي دَارَهُ فَالْقَتَ لَهُ الْوَلِيدَةُ وَسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا يُفِرُّكَ أَنْ تَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ إِلَهٍ سِوَى اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمُ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا تَفِرُّ أَنْ تَقُولَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَتَعْلَمُ شَيْئًا أَكْبَرُ مِنَ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارَى ضَلَالٌ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي خَنِيفٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَرَأَيْتَ وَجْهَهُ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَنْزَلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْتُ أَغْشَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ عَشِيَّةً إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ فِي ثِيَابٍ مِنَ الصُّوفِ مِنْ هَذِهِ النَّهَارِ قَالَ فَصَلَّى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنَصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةٌ وَلَوْ بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَبْقَى أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ أَوْ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَلْقَى اللَّهَ وَقَائِلٌ لَهُ مَا أَقُولُ لَكُمْ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَلَدًا فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَيْنَ مَا قَدَّمْتُ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قَدَّمَ امَهُ وَبَعْدَهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَبْقَى بِهِ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَبْقَى أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنِّي لَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الْفَاقَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَاجِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتَّى تَسِيرَ الطَّعِينَةُ فِيمَا بَيْنَ يَتْرِبِ وَالْحَبِيزَةُ أَوْ أَكْثَرُ مَا يَخَافُ عَلَى مَطِيَّتَيْهَا الشَّرَقَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ فِي نَفْسِي فَإِنِّي لَصَوْصٌ ظَلِي.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے لوگوں نے بتایا یہ حاتم کا بیٹا عدی ہے میں چونکہ امان لیے بغیر اور کسی تحریری (معاہدے) کے حاضر ہوا تھا اس لیے جب میں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھام لیا آپ ﷺ اس سے پہلے ہی اپنے اصحاب سے یہ کہہ چکے تھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا پھر نبی اکرم ﷺ مجھے ساتھ لے کر کھڑے ہوئے تو ایک خاتون اپنے بچے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی ہمیں آپ ﷺ سے کچھ کام ہے نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ گئے اور اس کا کام کر کے واپس آئے اور میرا ہاتھ دوبارہ پکڑ لیا اور اپنے گھر لے گئے ایک بچی نے نبی اکرم ﷺ کے لیے بھجونا بچھا دیا جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہو گئے میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر مجھ سے دریافت کیا تمہیں کلمہ پڑھنے سے کون سی چیز روکتی ہے؟ کیا تمہارے علم میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں پھر آپ ﷺ اس کے بعد کچھ دیر تک گفتگو کرتے رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ اکبر کہنے سے اس لیے بھاگ رہے ہو کہ تم اسے بڑی کسی چیز کے بارے میں جانتے ہو؟ تو میں نے عرض کی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور عیسائی گمراہی کا شکار ہیں حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی میں ایک خالص مسلمان

ہوں حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل اٹھا پھر آپ ﷺ نے میرے بارے میں حکم دیا اور مجھے ایک انصاری کے ہاں (مہمان) کے طور پر ٹھہرنے کے لیے فرمایا میں صبح شام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا ایک مرتبہ میں رات کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا اسی دوران کچھ لوگ آئے انہوں نے اون سے بنے ہوئے دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد تقریر کرتے ہوئے صدقہ دینے کی ترغیب دی اور ارشاد فرمایا (تم لوگ صدقہ کرو) خواہ ایک صاع ہو یا نصف صاع ہو یا ایک مٹھی جتنی کوئی چیز یا مٹھی کے کچھ حصے جتنی ہو آدی اپنے آپ کو جہنم کی گرمی سے بچائے خواہ ایک کھجور کے ذریعے یا کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے بچائے کیونکہ ہر شخص نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ بندے سے جو فرمائے گا وہ میں تمہیں بیان کر رہا ہوں (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا میں نے تمہیں سماعت اور بصارت عطا نہیں کی تھی؟ تو بندہ جواب دے گا جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں عطا کئے تھے؟ تو وہ جواب دے گا جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کہاں ہے جو تم نے اپنے لیے آگے بھیجا تھا؟ یعنی تم نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے؟ تو وہ شخص اپنے آگے پیچھے اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے ایسے کوئی چیز نہیں ملے گی جو اسے جہنم کی تپش سے بچا سکے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو ہر شخص کو جہنم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے خواہ نصف کھجور کے ذریعے بچائے اگر وہ بھی نہ ملے تو پاکیزہ بات کے ذریعے بچانے کی کوشش کرے مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم فقر و فاقہ کا شکار ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے وہ تمہیں عطا کرے گا (یہاں تک کہ ایک وہ وقت آئے گا) جب کوئی عورت مدینہ منورہ سے حیرہ تک کا یا اس سے بھی زیادہ سفر کرے گی اور اسے یہ اندیشہ بھی نہیں ہوگا کہ اس کی سواری چوری ہو جائے گی۔ حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں میں نے دل میں سوچا اس وقت طے قبیلے کے چور کہاں ہوں گے؟

(۲۸۷۸) الْيَهُودُ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى ضَلَالٌ

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتمؓ بنی النضر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں یہود وہ لوگ ہیں جن پر غضب ہوگا اور عیسائی وہ لوگ ہیں جو گمراہی کا شکار ہیں۔

تشریح: سورۃ الفاتحہ مکہ: سورۃ المدثر کے بعد ۵ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے انمبر پر ہے۔

رابط باعتبار نزولی کے سورۃ فاتحہ کا ربط باعتبار نزولی اس طرح فرماتے تھے کہ سورۃ علق میں فرمایا کہ اقراء کہ آپ کام سکھانا کہ آپ خود سکھیں گے اور لوگوں کو سکھاؤ گے۔ جس حدیث میں ہے: انما بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔

قرآن کریم کی موجودہ ترتیب (ترتیب مصحفی) یہ توقیفی ہے نہ کہ قیاسی جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی سورۃ یا چند آیات نازل ہوتی تھیں تو حضور اقدس ﷺ کا تبین وحی کو حکم دیتے کہ ”ضعوها بعد سورۃ فلان وفي سورۃ فلان“ اور اسی ترتیب توقیفی سے لوح محفوظ میں بھی موجود تھا لیکن اس ترتیب کے ساتھ نازل نہیں ہوا چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں سورۃ البروج کی آیت نمبر ۲۱، ۲۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو اس ترتیب کا منکر ہو کہ قرآن کریم لوح محفوظ میں بایں ترتیب نہ تھا تو وہ کافر ہے۔

فضیلۃ السورۃ او وجہ تقدیم السورۃ: مفسرین کرام رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ جس قدر کثرت سورۃ فاتحہ کی فضیلت کے بارے

میں روایات موجود ہیں۔

سورة الفاتحة کے اسماء:

مفسرین نے سورة الفاتحة کے بتیس نام ذکر کئے ہیں اور کچھ مفسرین نے اس سورة کے چھبیس نام گنوائے ہیں! کہ کسی چیز کے زیادہ نام، اس چیز کی فضیلت و عظمت اور شرف و مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں ناموں کی کثرت سے بھی معلوم ہوا کہ سورة الفاتحة بڑے مرتبے، بڑے شرف اور مقام والی سورة ہے۔

فاتحہ الکتاب: اس سورة کا سب سے مشہور نام، سورة فاتحہ ہے۔ فاتحہ الکتاب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ فاتحہ کا معنی کھولنے والی ہے۔ اس کا معنی ابتداء کرنے والی سورت بھی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کی ابتداء اسی سورة سے ہوتی ہے اس لیے اس کو فاتحہ الکتاب کہتے ہیں۔ تعلیم کی ابتداء، نماز کے اندر قرأت کی ابتداء بھی اسی سورة سے ہوتی ہے اسی لیے آپ ﷺ نے بھی اس سورة کو فاتحہ الکتاب فرمایا۔

سورة الحمد: اس سورة کا تیسرا نام سورة الحمد ہے اور حمد تعریف کو کہا جاتا ہے اور مراد ایسی سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاتی ہے اس لیے اس کا نام سورة الحمد بھی رکھا گیا ہے۔

وافیہ: اس سورت کا چھٹا نام الوافیہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا معنی ہے پورا کرنے والی چونکہ یہ سورت ہر مقصد کو پورا کرتی ہے مقصود اصلاح عقائد ہو یا اعمال یا اخلاق یہ سورت سب کو پورا کرتی ہے لہذا اسے وافیہ کہا جاتا ہے۔

سورة الكنز: ایک نام سورة الفاتحة کا سورة الكنز بھی ذکر کیا گیا ہے کنز کا معنی ہے خزانہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ((أُعْطِیْتُ مِنْ خَزَائِنِ الْعَرْشِ)) مجھے عرش کے خزانوں میں سے تین خزانے عطا کئے گئے ایک سورة الفاتحة، دوسرا آیۃ الکرسی اور تیسرا خزانہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

سورة الشفاء: سورة الفاتحة کا ایک نام سورة الشفاء بھی ہے یہ مبارک سورة انسان کے جسم کو لگنے والی بیماریوں کے لئے بھی شفاء ہے اور یہ سورة انسان کی روح اور سینے میں لگنے والے روگ (شرک و کفر) کے لئے بھی شفاء ہے ویسے تو سارے کا سارا قرآن شفاء ہے۔ ﴿وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲) امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: سورة الفاتحة میں ہر بیماری کے لئے شفاء موجود ہے۔ (سنن دارمی ص: ۳۲۰ ج: ۲)

امام الانبیاء ﷺ کا ایک اور ارشاد سنئے گا:

((إِذَا وَضَعْتَ جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَدْ أَمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْمَوْتَ. (درمنثور ۵/۱)

”جب تو سونے کے لئے بستر پر آئے اور سورة الفاتحة اور سورة الاخلاص پڑھ لے تو تو موت کے علاوہ ہر دکھ اور مصیبت سے محفوظ ہو گیا!“

سورة الکافیہ: اس سورت کا ایک نام سورة الکافیہ بھی ہے یعنی بندے کے عقائد و نظریات کی اصلاح کے لئے یہی ایک سورة کافی ہے۔ ایک نام اس سورة کا سورة النور بھی ہے، ایک نام سورة الاحسان ہے، ایک نام سورة السؤل بھی ہے، سورة المناجاة بھی ہے،

سورة الوافیه بھی ہے، ایک نام سورة الشافیہ بھی ہے۔

سورة الصلوة: سورة الفاتحة کا ایک نام سورة الصلوة بھی رکھا گیا ہے یعنی نماز والی سورت۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ)).

”میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیا ہے“

سورة الدعاء: چونکہ سورة الفاتحة میں ایک عظیم دعا کا تذکرہ ہوا ہے یعنی ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے سیدھے راستے پر استقامت بخش۔ اس لئے اس کا ایک نام سورة الدعاء بھی ہے۔ مشہور صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ.

”تمام ذکر و اذکار میں سب سے بہترین ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل دعا الْحَمْدُ لِلَّهِ ہے۔“

دعاء: اس سورت کا گیارہواں نام دعا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۳۸) اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے اور اس کے لیے عبودیت اور استعانت کا اقرار کرنے کے بعد اپنی حاجت کا سوال بھی کیا جاتا ہے لہذا بلاشبہ یہ سورت دعاء بھی ہے۔
تعلیم المسئلہ: سورة الفاتحة کا ایک نام ہے تعلیم المسئلہ سورة فاتحة کو تعلیم المسئلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سورة میں اللہ رب العزت نے بندوں کو اپنے سے مانگنے اور سوال کرنے کا طریقہ سکھایا ہے یعنی خدا سے سوال اور وہ آداب یہ ہیں۔ کہ جب میں کسی افسر کے پاس جاتا ہوں تو پہلے اس افسر کی تعریف کرتا ہوں۔ سرفلاں، فلاں، فلاں اس کے القاب بیان کرتا ہوں القاب بیان کرنے کے بعد اس سے پرانے تعلقات قائم کروں گا کہ ہمارے آج کے نہیں پرانے باپ دادے سے تعلقات ہیں اور تیسرے نمبر پر اپنا مدعا پیش کیا جاتا ہے اللہ نے آداب سکھائے۔ ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں تو پہلے خدا کی تعریف کریں گے۔ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ یہاں تک ہم نے خدا کی تعریف کی اس کے بعد اپنے پرانے تعلقات ذکر کرتے ہیں ﴿إِنَّاكَ نَعْبُدُ وَإِنَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ یا اللہ ہم پہلے آپ ہی کے غلام ہیں اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں پرانے تعلقات قائم کیے۔ اور اس کے بعد اپنا مدعی پیش کیا۔ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿حدیث نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ جب آپ دعا مانگتے ہیں تو ”أَعُوذُ بِاللَّهِ“ اور ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھ کر ایک بار ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ پڑھو اس کے بعد درود شریف نماز والا پڑھو اس کے بعد دعا کرو۔ یا اللہ میری شادی ہو مجھے دوکان ملے میرا کاروبار ہو آخر میں پھر درود شریف پڑھو اور ”آمین“ کہہ کر دعا ختم کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ درود شریف کو اللہ ضرور قبول کرتا ہے جب آپ نے شروع میں بھی درود پڑھا تو اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ اول آخر کو قبول کرے اور آپ کی درمیانی دعا کو نکال کر پھینک دے درود کے طفیل اللہ آپ کی دعا کو ضرور قبول کرے گا۔

أم القرآن: أم الكتاب: سنن دارمی کی مذکور الصدر حدیث میں اس سورت کو نبی اکرم ﷺ نے أم الكتاب فرمایا ہے اور صحیح بخاری ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر سورة فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس کو بچھونے کا نا ہوا تھا اور کہا میں نے صرف أم الكتاب

پڑھ کر دم کیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۹)

سورۃ الفاتحہ کا ایک نام اُم القرآن بھی رکھا گیا ہے اُم کا معنی بنیاد، اصل، مرکز، مغز اور نچوڑ کے ہیں چونکہ یہ سورت پورے قرآن کے مضامین کی جامع ہے پورے قرآن کی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اس کا نام اُم القرآن رکھا گیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کو پورے قرآن سے وہی نسبت ہے جو نسبت بیج کو درخت کے ساتھ ہوتی ہے سارے درخت کا اور درخت کے تنے، پتے، پھل اور پھول کا جس طرح بیج کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی طرح پورے قرآن کے مضامین کا تعلق سورۃ الفاتحہ کے ساتھ ہے! میں چاہتا ہوں کہ اُم القرآن کے اس مفہوم کی ذرا وضاحت کروں۔

رئیس المفسرین مولانا حسین علی رضویؒ کی خوبصورت توجیہ: رئیس المفسرین، قدوة السالکین مولانا حسین علی رضویؒ کا خیال اور رائے یہ ہے کہ قرآن مجید مضامین کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے۔

فتران مجید کا پہلا حصہ: سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ مائدہ کے آخر تک جاتا ہے اس حصے میں زیادہ تر مضمون یہ بیان ہوگا کہ الخَالِقُ لِكُلِّ شَيْءٍ هُوَ اللَّهُ، یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے۔

دوسرا حصہ: سورۃ الانعام سے شروع ہو کر بنی اسرائیل پر ختم ہوتا ہے اس حصے میں مسئلہ تربیت المربی لکل شیءِ ہوا للہ زیادہ تر مضمون یہ بیان ہوگا کہ پیدا کرنے کے بعد ہر شئی کی تربیت کرنے والا اور ہر چیز کو حد کمال تک پہنچانے والا اور پالنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تیسرا حصہ: سورۃ کہف سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ احزاب تک چلا جاتا ہے اس میں مسئلہ برکت ہے المبارک لکل شیءِ ہوا للہ اس حصے میں زیادہ تر یہ مضمون بیان ہوگا۔ برکتیں عطا کرنے والا صرف وہی ہے، اس نے اپنا کوئی اپنا اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔

چوتھا حصہ: سورۃ سبا سے شروع ہو کر قرآن مجید کے آخر تک ہے اس حصے میں المالك لکل شیءِ ہوا للہ زیادہ زور اس حقیقت کو سمجھانے پر صرف کیا گیا کہ قیامت کا دن ضرور آئے گا اور اس دن تمام تر اختیار اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کے آگے کوئی جبری اور زور والی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ ان چاروں مضامین کو جو قرآن کے اوراق اور صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو اجمالاً اور اختصار کے ساتھ سورۃ الفاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلا مضمون کہ ہر شے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اسے الحمد للہ میں اشارۃً بیان فرمایا ویسے بھی مشرکین عرب اللہ رب العزت کی صفت خالقیت کے معترف اور قائل تھے! (سورۃ زحرف: ۸۷، لقمان: ۲۵)

قرآن کے مضامین کا دوسرا حصہ ربوبیت والا کہ ہر شئی کو پالنے والا اللہ ہے اس مضمون کو الحمد للہ رَبِّ الْعَالَمِينَ (مالکیت والا) میں مختصر طور پر بیان فرمایا۔ مختار اور مالک صرف اللہ ہے اسے الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ میں بیان فرمایا اس لئے کہ انتہائی رحمت اور غایت درجہ کی شفقت، مہربانی بادشاہوں کی صفات ہیں۔ چوتھے مضمون کو (نفی شفاعت غالیہ) کہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن بھی کوئی جبری سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا قیامت کے دن کا بلا شرکت وہی مالک ہے اس مضمون کو مَلِکِ یَوْمَ الدِّینِ میں بیان فرمایا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی اور یہ حقیقت واضح ہوئی کہ قرآن مجید مضامین کا ایک ٹھانٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اللہ رب العزت نے اس سمندر کو سورۃ الفاتحہ کے کوزے میں بند کر دیا ہے سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کا نچوڑ، خلاصہ اور بنیاد ہے اس لئے اس کو اُم القرآن کہتے ہیں۔

فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں ایک سو چار کتابوں کے مضامین اللہ نے چار کتابوں میں بند کیے ہیں۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید اور پھر ان چار کتابوں کے علوم کو اللہ نے قرآن میں جمع کیا پھر اس قرآن کے علوم کو اللہ نے سورت فاتحہ میں جمع کیا اور سورت فاتحہ کے علوم کو اللہ نے دو جملوں میں جمع کیا ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

إِيَّاكَ نَعْبُدُ میں خالق کے حقوق کی حفاظت ہے اور إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ میں مخلوق کے حقوق کی حفاظت ہے۔ خالق اور مخلوق کے علاوہ اور تیسری چیز ہے ہی نہیں اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر قرآن نہ اترتا صرف یہ دو جملے اتارتے کہ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ“ اور ”إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ تو یہ قیامت تک کے لیے کافی تھے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے:

أَلْفَاتِحَةُ سِرِّ الْقُرْآنِ، وَسِرُّ أَلْفَاتِحَةِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ (ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵)

پورے قرآن کا مجید اور راز سورت الفاتحہ کا خلاصہ اور نچوڑ نہیں ہے بلکہ یہ آیت پورے قرآن مجید کا خلاصہ، مغز، لب لباب، عرق اور نچوڑ ہے

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ لِّبَابٌ وَلِبَابُ الْقُرْآنِ حَوَامِيمُ. (تفسیر روح المعانی)

”ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا خلاصہ حوامیم سب سے ہیں۔“

وجمیعہ فی الفاتحۃ اور پورے قرآن کریم کا خلاصہ سورۃ الفاتحہ میں ہے وجمیعہا فی البسلۃ اور سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ تسمیہ میں ہے وجمیع البسلۃ فی بائہا اور تسمیہ کا خلاصہ اس کی باء میں ہے وجمیع بائہا فی نقطتہا اور باء کا خلاصہ باء کے نقطہ میں ہے۔ وَكَأَنَّهُ أَرَادَ بِالنَّقْطَةِ الْمَعْنَى التَّوْحِيدِيَّ وَأَنَّ نَقْطَةَ سِرِّهِ مُرَادُ تَوْحِيدٍ۔ (مرآۃ المفاتیح بحوالہ حاشیہ بلغۃ الحیران ج ۱ ص ۷۰)

مشن انبیاء و رسل علیہم السلام:

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے مسئلہ توحید کو بیان کیا، یہی مشن تھا۔ علامہ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ بات لکھتے ہیں:

فَكُلُّ كِتَابٍ أُنْزِلَ عَلَى نَبِيٍّ أَوْ رَسُلٍ نَاطِقٌ بِأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

تمام کتب جو انبیاء علیہم السلام پر اتاری گئیں وہ یہی کہنے والی ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ ہی ہیں۔

(ابن کثیر ج ۳ ص ۱۷۶ بحوالہ مقدمہ کتاب التوحید ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کل آسمانی کتابیں ایک سو چار ہیں۔ ان میں سے ایک سو تین کتابوں کا خلاصہ قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہے اور حوامیم کا خلاصہ سورۃ فاتحہ کے اندر ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ فاتحہ تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہوئی۔

فائدہ: سورۃ الفاتحہ ایک جامع دعا ہے، بندوں کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے، اس میں بندوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اللہ کی حمد و ثنا کیسے کریں؟ اور وہ صرف اسی کے لئے بندگی کا اعتراف کیسے کریں؟ اور صرف اسی سے مدد کیسے چاہیں؟ اور صراط

مستقیم کی جو خیر کی تمام انواع کے لئے جامع ہے: درخواست کیسے کریں؟ اور جن پر خدا کا غضب بھڑکا، اور جو راہ راست سے دور جا پڑے: ان سے پناہ کیسے چاہیں؟ اور بہترین دعا وہ ہے جو جامع ہو، اور فاتحہ ایسی ہی ایک دعا ہے، اس لئے اس کو نماز کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ اور یہاں مقصود فاتحہ کی اہمیت بیان کرنا ہے، اور یہ اہمیت دو طرح سے ہے: ایک سورۃ الفاتحہ کو صلاۃ (نماز) کہا گیا ہے، یعنی گویا فاتحہ ہی نماز ہے، اور نماز کی اہمیت اظہر من الشمس ہے پس اسی کے بقدر فاتحہ بھی اہم ہے۔ دوم: جب بندہ فاتحہ پڑھتا ہے تو ہر آیت پر اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں، یہ بھی سورۃ الفاتحہ کی اہمیت کی ایک وجہ ہے، اس لئے بندوں کو نماز کے علاوہ بھی دعاؤں میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اليهود مغضوب عليهم، والنصارى ضلال:

یہود وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا غضب بھڑکا ہے، اور عیسائی گمراہ ہیں، اور ان دو قوموں کا تذکرہ بطور مثال ہے، نزول قرآن کے وقت اس کی مثالیں مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی تھیں، اس وقت یہود و نصاریٰ ہی اس کے مصداق تھے، اس لئے مثل میں ان کو پیش کیا گیا ہے، پھر جب نبی ﷺ کی امت میں اختلافات شروع ہوئے اور گمراہ فرقے وجود میں آئے تو اس کی مثالیں نبی ﷺ کی امت میں بھی مل سکتی ہیں، جو گمراہ فرقے فی شقاق بعید (انتہائی درجہ کی گمراہی میں) ہیں وہ مغضوب علیہم کا مصداق ہیں، اور جو اختلاف میں اتنی دور نہیں نکل گئے وہ ضالین کا مصداق ہیں، رہے قادیانی وغیرہ فرقے تو ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ منعم علیہ کون؟ منعم علیہ میں دو صفتیں تھیں۔ (۱) علم (۲) عمل۔

اگر علم ہو اور عمل نہ ہو تو ”الْمَغْضُوبُ عَلَيْهِمْ“ اور اگر عمل ہو اور علم اس کے پاس نہیں ہے وہ عمل کر رہا ہے بے علمی سے تو ”وَلَا الضَّالِّينَ“ تو وہ ضال بن جاتا ہے۔ تو یہاں پر دو چیزیں ہوگی علم اور عمل تو انعمت علیہم کون لوگ تھے۔ جن کو ربط القلب نصیب ہوئی تھی اور توحید اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ علم اور عمل پر ثابت قدم تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”لو کتبت فی الفاتحۃ“ جو کچھ فاتحہ میں ہے اگر میں اس کو لکھوں تو ”لَبَلَّغْتَ بکر بعید“ جو اس سے کا پیاں اور رجسٹر بنے گئے وہ ایک اونٹ جتنا وزن اٹھا سکتا ہے اس کے وزن کے برابر ہوں گے۔ یعنی اس کے اندر اتنا زیادے علوم ہیں اور اس دوسری روایت میں آتا ہے اگر میں جو سورۃ فاتحہ کے اندر علوم ان کو لکھوں تو ان کا امتنا وزن ہو جائے گا کہ چالیس اونٹ وہ وزن نہیں اٹھا سکیں گے۔

امتیازات الفاتحہ یا لطائف الفاتحہ: (۱) سورۃ الفاتحہ میں تعریف المعبود پانچ طریقوں سے بیان کی گئی ہے۔

① الوہیت ② ربوبیت ③ رحمانیت ④ تفردہ تعالیٰ بالحکمہ ⑤ انہ یغضب علی الکفر

(۲) اللہ کی بھی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں اور بندہ کے پانچ صفات بیان کئے گئے ہیں۔

① اللہ ② رحمن ③ رحیم ④ مالک ⑤ رب۔ یہ پانچ صفات اللہ کی بیان کی گئی ہیں۔

اور بندہ کی بھی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں۔

① عبادت ② الاستغانت ③ طلب الہدایۃ ④ طلب الاستقامۃ

⑤ طلب النعبۃ مع الاستعاذۃ من الغضب والضللال۔

وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

سورة البقرة کی تفسیر

سورة الفاتحہ قرآن مجید کا اجمالی مقدمہ تھا اور تمہید تھی اور سورة البقرہ قرآن مجید کا تفصیلی مقدمہ ہے۔ قرآن مجید کی طویل سورتوں میں سے ہے۔ ہر لحاظ سے طویل سورة ہے آیات کے اعتبار سے بھی اور آیات کے لمبی ہونے کے اعتبار سے بھی یہ قرآن مجید کی سب طویل سورة ہے۔ اس سورة کا نام سورة البقرہ ہے ہر سورة میں چار چیزیں بیان ہوں گی: ① سورة کا ربط ② سورة کے امتیازات (یعنی کون سی ایسی چیزیں ہیں جو اس سورة میں ہیں کسی دوسری سورة میں موجود نہیں) ③ دعویٰ سورة ④ تقسیم سورة (سورة کی تقسیم کیا ہے سورة کا خلاصہ کیا ہے؟)۔

سورة البقرہ کا سورة الفاتحہ کے ساتھ ربط: سورة البقرہ کا سورة الفاتحہ کے ساتھ ربط دو قسم پر ہے:

(۱) ربط امی: ہم نے فاتحہ میں اللہ رب العزت سے وعدہ کیا اور یہ ہم نے کہا کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ اور سورة البقرہ میں یہ کہا جائے گا کہ ﴿لَا نَعْبُدُ الْبَقَرَةَ﴾ گائے کی عبادت نہیں کریں گے ﴿كَمَا عَبَدَتِ الْيَهُودُ﴾ جیسے یہودیوں نے گائے کی عبادت کی۔ اگلی سورة کا نام آل عمران: ﴿لَا نَعْبُدُ آلَ عَمْرٍاءَ﴾ آل عمران کی عبادت نہیں کریں گے ﴿كَمَا عَبَدَتِ النَّصَارَى﴾ جیسے نصاریٰ نے عبادت کی۔

(۲) معنوی ربط: پہلی وجہ: سورة الفاتحہ میں اللہ رب العزت کے پانچ نام ہیں تو سورة البقرہ میں اس کی وضاحت ہے:

① الہ کون ہوتا ہے۔ ② رب کون ہوتا ہے۔ ③ مالک کون ہے۔ ④ رحمن کون ہے۔ ⑤ رحیم کون ہے۔

دوسری وجہ: سابقہ سورت میں تھا کہ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ اے اللہ جی ہمیں سیدھا راستہ دکھا دو۔ اس سورة میں آیا ﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ قرآن کے مطابق زندگی گزارو یہی صراط مستقیم ہے۔

تیسری وجہ: تیسری وجہ یہ ہے کہ سورة الفاتحہ میں صفات خمسہ خداوند اللہ رب العزت کے پانچ صفات بیان کی گئی ہیں اور سورة البقرہ کے شروع میں مومنین کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں۔

اللہ پر عقیدہ رکھے تو ”يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ رب العالمین پر عقیدہ رکھے تو ”وَيُؤَيِّدُونَ الصَّلَاةَ“ اور رحمن پر عقیدہ رکھے تو ”وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“ اور رحیم پر عقیدہ رکھے تو ”يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ“ اور مالک پر عقیدہ رکھے تو ”وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ“ اثبات مقاصد الاربعہ توحید، رسالت، جہاد اور انفاق۔

تو مختصر اور اجمالی خلاصہ یہ ہوا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کو ”مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ“ کی تعلیم سے مانو اور اس کلمے کی خاطر منظم ہو کر دشمن سے لڑو اور لڑنے کے لئے انفاق ضروری ہے۔ اور اگر آپ لڑیں گے تو فتح و کامیابی تمہاری ہوگی۔

تفصیلی خلاصہ اور تقسیم سورة:

سورة البقرہ ان چار مقاصد کے بیان کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہے۔

(۱) پہلا حصہ: آیت نمبر سو (۱۰۰) تک ایک آیت کے معنی نہیں جانتے تو یہ کل آیت ۹۹ ہوگی کیونکہ وہ آیت بقدر اسما الحسنیٰ ہے تو ان سب آیتوں میں توحید باری تعالیٰ کا بیان ہے۔

(۲) دوسرا حصہ: ایک سو ایک (۱۰۱) لے کر آیت نمبر ایک سو چھتر (۱۷۶) مسئلہ رسالت کو بیان کیا گیا ہے اس میں ترسٹھ آیات ہیں بقدر عمر رسول اللہ ﷺ کے۔

(۳) تیسرا حصہ: آیت نمبر ایک سو ستتر (۱۷۷) سے لے کر دو سو تیرپن (۲۵۳) تک اس میں ہے مسئلہ جہاد فی سبیل اللہ۔

(۴) چوتھا حصہ: یہاں سے لے کر آخر تک اس میں ہے مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ۔

خلاصہ سورت: سورۃ بقرہ چار ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول: میں تین فرقوں کا بیان ہے اور مسئلہ توحید پر دلائل ذکر ہوئے ہیں۔

باب دوم: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِیْلِ...﴾ (البقرہ: ۹۷) سے شروع ہوتا ہے اس میں رسالت کا مضمون اور اس پر وارد شبہات کے جوابات۔

باب سوم: ﴿لَيْسَ الْبِرُّ بِالْغَنَى﴾ سے شروع ہوتا ہے اس میں جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون ذکر ہوا ہے۔

باب چہارم: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ...﴾ (البقرہ: ۲۶۱) سے شروع ہوتا ہے اور اس میں انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور سورت کے آخری رکوع میں سورت کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ہزار اور امر اور ہزار نواہی اور ہزار اخبار ذکر ہوئے ہیں۔ (احکام القرآن)

بعض علما نے لکھا ہے: کہ اس سورت میں دو سو ستاسی آیات، چھ ہزار اسی کلمات اور پچیس ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۷۰، ۲۷۱)

مختصر خلاصہ: (جواہر) سورۃ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتداء سے ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۷۷) تک رکوع ۲۳ تک ہے اور دوسرا حصہ وہاں سے سورت کے آخر تک حصہ اول میں مضمون بیان کئے گئے ہیں توحید اور رسالت، ابتداء سے سورت سے ﴿وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ﴾ (البقرہ: ۲۸) (رکوع ۱۵) تک توحید ﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ﴾ (البقرہ: ۱۲۴) سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے گویا کہ پہلا حصہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی تشریح ہے دوسرے حصے میں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے طریقے اور اندرونی نظام کو درست کرنے کے لیے امور انتظامیہ بیان فرما کر مشرکین کے مقابلہ میں انہیں جہاد کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی خاطر مشرکین سے جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے۔ سورت کی روح: دینی اور دنیاوی لحاظ سے منظم ہو کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

﴿الْحَمْدُ...﴾

خلاصہ مضامین: مضامین کے اعتبار سے خلاصہ سورۃ بقرہ میں چھ مضامین مذکور ہیں:

① توحید ② رسالت ③ جہاد فی سبیل اللہ ④ انفاق فی سبیل اللہ ⑤ امور انتظامیہ ⑥ امور مصلحہ۔

مختصر خلاصہ: سورۃ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتداء سورت سے لے کر ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْمُتَّقُونَ ﴿۲۸﴾ تک ہے رکوع نمبر ۲۲ میں۔ اس میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں ابتدائے سورۃ سے ﴿وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ﴾ ﴿۲۸﴾ تک توحید اور ﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ﴾ سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے۔ گویا پہلے حصے میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی تشریح ہے۔

اعتیازات سورۃ: (۱) ذکر فرقۃ الثلثہ (۲) ذکر خلافت آدم (۳) ذکر احسانات الاربعۃ العامہ (۴) ذکر لواقیات الخمۃ بعث بعد الموت (کہ دنیا میں اللہ رب العزت نے موت کے بعد زندہ کیا ہے اس کے پانچ نمونے)۔ (۵) ذکر النعم علی بنی اسرائیل (۶) ذکر بناء ابراہیم البیت (۷) ذکر تحویل القبۃ (۸) ذکر الجہاد بالمرأل (تہذیب الاخلاق، تدبیر مملکت، تدبیر منزل، انتخاب الامیر)۔ (۹) آیت الکرسی (اعظم ایۃ فی القرآن) (۱۰) آیت المدینہ اطول آیۃ فی القرآن (یعنی قرآن مجید کی سب لمبی آیات) (۱۱) الدعاء فی الخاتمہ (۱۲) امثلۃ الاتفاق فی سبیل اللہ وغیر فی سبیل اللہ۔

باب ۳: ① انسانوں میں رنگت اور اخلاق کا اختلاف مٹی کا اثر ہے

(۲۸۷۹) إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبْضَتِهَا مِنْ بَهِيمِجِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدَرِ الْأَرْضِ فَجَاءَ مِنْهُمْ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيَّنَّ ذَلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (مٹی کی) مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے پوری روئے زمین سے اکٹھا کیا تھا یہی وجہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کا رنگ سرخ ہے کسی کا سفید ہے کسی کا سیاہ ہے کسی کا ان کے درمیان کا کوئی رنگ ہے کوئی نرم مزاج ہے کوئی سخت ہے کوئی خبیث طبیعت کا مالک ہے کوئی پاکیزہ طبیعت کا مالک ہے۔

تشریح: انسان میں زمین کی صفات کا ذکر:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے خمیر میں پوری زمین کے اجزاء کو شامل کیا ہے اور زمین کی جتنی خصوصیات ہیں وہ سب انسان کے اندر پائی جاتی ہیں جس طرح زمین کے کچھ حصے سرخ سفید کالے اور بعض اجزاء میں ان رنگوں میں سے کچھ کچھ اثر پایا جاتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف رنگ کے ہیں بعض سرخ بعض سفید بعض کالے اور بعض گندی پھر حدیث میں زمین کی چار قسم کی باطنی خصوصیات بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ بعض زمینیں نرم ہوتی ہیں ایسے ہی بعض انسان نرم مزاج ہوتے ہیں دوسری یہ کہ زمین کے کچھ حصے سخت ہیں اسی طرح بعض اولاد آدم بھی سخت مزاج ہیں تیسری یہ کہ بعض زمین خبیث ہے یعنی کھاری اور بخر ہوتی ہے کہ جس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح انسانوں میں سے غیر مسلم اور کافر سراسر ضرر ہی ضرر ہیں ان سے کوئی فائدہ نہیں چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ بعض زمین طیب ہے یعنی نفع بخش کارآمد اور زرخیز ہوتی ہے اس طرح مؤمن انسان سراسر مفید اور نفع رسا ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت آدم ﷺ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، اور مٹی بھی کسی ایک جگہ سے نہیں لی، بلکہ پوری زمین سے لی ہے، اس لئے زمین کے موافق انسانوں کے رنگ اور اخلاق پیدا ہوئے۔ اور رنگوں میں تین بنیادی رنگ ہیں: سرخ، سفید اور سیاہ باقی رنگ ان کے مرکبات ہیں، اور وہ بہت ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں آدم اول سے کس طرح صادر ہوئیں؟ یہ بات معلوم نہیں، البتہ آدم ثانی یعنی حضرت

نوح علیہ السلام کے بعد یہ رنگ ان کے تین لڑکوں میں نمودار ہوئے، اور اس طرح سرخ و سفید اور سیاہ قومیں وجود میں آئیں، پھر مختلف رنگوں کا آمیزہ وجود میں آیا۔

۲۔ بنی اسرائیل کی بیہودہ گوئی

(۲۸۸۰) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا) قَالَ دَخَلُوا مُتَّزِعِينَ عَلَىٰ أَوْرَاكِهْمَ أَيْ مُنَحَرِّفِينَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا ہے تم لوگ سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہونا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرماتے ہیں وہ لوگ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے تھے یعنی انہوں نے اس حکم سے انحراف کیا تھا۔

(۲۸۸۱) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ) قَالَ قَالُوا احْبَبْنَا فِي شَعْبِنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے (تو جن لوگوں نے ظلم کیا انہوں نے اس لفظ کو تبدیل کر دیا اور اس سے مختلف کیا جو ان سے کہا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے حبة فی شعبہ کا کہا۔

تشریح: سورۃ البقرہ (آیات ۵۸، ۵۹) میں بنی اسرائیل کا ایک واقعہ آیا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ میدان تہ سے نکل کر ایک بستی میں داخل ہوں، اور وہ وہاں جس جگہ سے جو رغبت ہو بے تکلف کھائیں، مگر دروازہ میں جھکتے ہوئے داخل ہوں، اور منہ سے کہیں: توبہ! توبہ! ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ (البقرہ: ۵۸) اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کر دیں گے، اور ان کے نیکو کاروں کو اور بھی نعمتیں دیں گے ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ﴾ (البقرہ: ۵۹) پس ان ظالموں نے بدل ڈالا ایک اور کلمہ: جو اس کلمہ کے خلاف تھا جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا، اس تبدیلی کی تفصیل درج ذیل روایت میں ہے:

ان لوگوں نے ﴿سُجَّدًا﴾ پر تو اس طرح عمل کیا کہ سرینوں کے بل سرکتے ہوئے داخل ہوئے، اور ﴿حِطَّةٌ﴾ کے بجائے ”گون میں غلہ“ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ چنانچہ ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ نے ایک آفت سماوی بھیجی، جس تھوڑی دیر میں ستر ہزار لوگ ہلاک ہو گئے۔

فائدہ: ﴿حِطَّةٌ﴾ کے مفسرین نے مختلف معانی لکھے ہیں: ایک معنی یہ بھی لکھا ہے کہ داخل ہوتے وقت کلمہ استغفار پڑھو۔

دوسرا قول یہ ہے کہ قُولُوا اَكْلِمَةً تَحِطُّ بِهَا الذُّنُوبُ کلمہ کہو جس سے گناہ گرجائیں۔

تیسرا قول کہ داخل ہوتے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھو۔

چوتھا قول کہ داخل ہوتے وقت بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھو۔

فائدہ: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں کلمات اور اقوال دو طرح کے ہیں:

- ① بعض کلمات میں معنی کی طرح الفاظ بھی مقصود اور اداء عبادت کے لیے ضروری ہوتے ہیں ایسے کلمات و اقوال میں لفظی تبدیلی بھی جائز نہیں جیسے کلمات اذان، ثناء، التحیات، دعائے قنوت اور تسبیحات رکوع و سجود وغیرہ، اس طرح کے کلمات میں دوسرے الفاظ کا استعمال درست نہیں۔

② بعض اقوال اور کلمات میں اصل مقصود معنی ہوتا ہے الفاظ مقصود نہیں ہوتے ان میں لفظی تبدیلی اگر اس طرح کی جائے کہ معنی پر کوئی اثر نہ پڑے تو جمہور محدثین اور فقہاء کے نزدیک یہ تبدیلی جائز ہے اس لیے حدیث میں بالمعنی جائز ہے لیکن اگر عربی زبان پر صحیح دسترس نہ ہو یا یہ کہ علوم حدیث میں اسے مہارت نہ ہو تو ایسے بندے کے لیے روایت بالمعنی کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ قبلہ معلوم نہ ہو تو جہت تحری قبلہ ہے

(۲۸۸۲) كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيَّنَ الْقِبْلَةَ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا عَلَيَّ حِيَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَرَكْتُ (فَأَيَّتِمَّا تَوَلَّوْا فَتَحَمَّ وَجْهُ اللَّهِ).

ترجمہ: عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے انتہائی تاریک رات تھی ہمیں یہ اندازہ نہیں ہوا کہ قبلہ کس سمت میں ہے؟ تو ہم میں سے ہر شخص نے اس طرف منہ کر کے نماز ادا کر لی جس طرف اس کا رخ ہوا صبح کے وقت ہم نے اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تم جس طرف بھی منہ پھیر لو اللہ تعالیٰ کی ذات اسی طرف ہوگی۔

تشریح: اگر کسی کو قبلہ معلوم نہ ہو تو جہت تحری قبلہ ہے، جس جانب ظن غالب ہو اس طرف نماز پڑھے، اور یہ نماز درست ہوگی، بعد میں اگر خطا ظاہر ہو تو بھی نماز درست ہے، اعادہ ضروری نہیں، اس سلسلہ میں درج ذیل روایات ہیں۔

تشریح: نماز میں جو کعبہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے: وہ ملت کی شیرازہ بندی کے لئے ہے، کعبہ شریف معبود نہیں ہے، معبود اللہ کی ذات ہے، پس سمت قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں جہت تحری کی طرف جو نماز پڑھی جائے وہ صحیح ہے۔

(۲۸۸۳) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاءَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي هَذَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی سواری پر ہی نفل ادا کر لیا کرتے تھے خواہ اس سواری کا رخ کسی بھی سمت ہو اس وقت جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لارہے تھے۔

تشریح: نفل نماز میں جب مجبوری ہو استقبال قبلہ ضروری نہیں، یہ انفرادی عبادت ہے۔

(۲۸۸۴) وَيُرْوَى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (فَأَيَّتِمَّا تَوَلَّوْا فَتَحَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) قَالَ فَتَحَمَّ قِبْلَةُ اللَّهِ.

ترجمہ: اس آیت کے بارے میں مجاہد سے یہ بات روایت کی گئی ہے (ارشاد باری تعالیٰ) تو تم جس طرف بھی رخ کر لو اسی طرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قبلہ اسی سمت میں ہوگا۔

تشریح: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے جو نسخ کی بات کہی ہے: اس کا کوئی قائل نہیں، علماء کے نزدیک دونوں آیتوں کے مصداق الگ الگ ہیں ﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ﴾ کا مصداق مجبوری کی حالت ہے، اور ﴿قَوْلٍ وَجْهَكَ﴾ کا مصداق وہ حالت ہے جب قبلہ معلوم ہو، اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں کوئی مجبوری نہ ہو۔

۴۔ مقام ابراہیم پر دو گانہ طواف پڑھنا

(۲۸۸۴) اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ فَتَزَلَّتْ (وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم مقام ابراہیم کے پاس نفل ادا کریں (تو یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔

(۲۸۸۵) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ اتَّخَذْتُ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَتَزَلَّتْ (وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔
سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵ میں ہے: ﴿وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو، اس آیت کا شان نزول یہ ہے:

تشریح: یہ موافقات عمر رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہے، اور یہ مضمون پہلے (کتاب الحج ۳۳ میں) گزر چکا ہے۔

۵۔ بیت المقدس کو عارضی قبلہ بنانے کی حکمت

(۲۸۷۶) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) قَالَ عَدَلًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسط امت بنایا ہے آپ ﷺ نے فرماتے ہیں اس سے مراد عادل ہے۔

(۲۸۸۷) يُدْعَى نُوحٌ فَيَقَالُ هَلْ بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُدْعَى قَوْمُهُ فَيَقَالُ هَلْ بَلَغْتُمْ فَيَقُولُونَ مَا آتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا آتَانَا مِنْ أَحَدٍ فَيَقَالُ مَنْ شَهِدُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمُّهُ قَالَ فَيُؤْتَى بِكُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) وَالْوَسْطُ الْعَدْلُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے (قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی؟ تو وہ جواب دیں گے جی ہاں پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے یہ پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم تک تبلیغ کر دی تھی؟ تو وہ جواب دیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا شخص نہیں آیا تھا تو پھر (حضرت نوح علیہ السلام) سے پوچھا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ تو پھر وہ جواب دیں گے حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر تم لوگوں کا لایا جائے گا تم لوگ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کر دی تھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد

یہی ہے۔ اور اس طرح ہم نے تم کو وسط امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائے۔
تشریح: سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ: حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کے بعد اب رسالت پر جو چند شبہات ہوتے تھے اُن کو دفع کیا جا رہا ہے۔ پہلے شبہ کا جواب: کہ آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس تھا اس کو کیوں چھوڑا؟
(سورة البقرة آیات ۱۴۲-۱۵۲) میں تحویل قبلہ کا اور اس کی حکمتوں کا مفصل تذکرہ ہے، اور اس پر اٹھنے والے ایک سوال کا جواب بھی ہے۔

پہلے تحویل قبلہ پر اعتراض کا حاکمانہ جواب دیا ہے، پھر دوسری آیت میں اس کا حکیمانہ جواب دیا ہے اور دونوں قبلوں کی طرف اس امت سے نماز اس لئے پڑھوائی گئی ہے کہ اس امت کے مزاج میں اعتدال پیدا ہو، چنانچہ اس امت کو دونوں قبلوں سے یکساں محبت ہے، اور دونوں قبلوں سے جن انبیاء کرام علیہم السلام کا تعلق رہا ہے ان سے بھی یکساں محبت ہے، کسی قبلہ سے اور اس قبلہ سے تعلق رکھنے والے انبیاء علیہم السلام سے اس امت کو کوئی بیر نہیں کہ خود معبود ہی ایک سمت معین کر دے۔

سمت قبلہ کی تعین کی حکمت:

انفرادی عبادتیں جیسے تلاوت قرآن، ذکر اللہ، روزہ، زکوٰۃ ان میں چونکہ اخفا اور خلوت پسندیدہ ہے وہ کسی رُخ پر بھی ہوں ادا ہو جائے گی کسی خاص سمت کی پابندی غیر ضروری ہے البتہ نماز اور حج ہی دو اجتماعی عبادتیں ایسی ہیں جن میں اعلان و اظہار ہوتا ہے اجتماع کا اہتمام ہوتا ہے ان میں اجتماعی زندگی کے آداب بھی سکھانے ہوتے ہیں اور اجتماعیت کے لیے سب سے بڑی ضرورت وحدت اور یکجہتی کی ہے یہ وحدت جس قدر مضبوط ہوگی اتنا ہی اجتماعی نظام مضبوط و مستحکم ہوگا یہاں انفرادیت و انتشار ساری شیرازہ بندی کو بکھیر کر رکھ دے گا اور جب تمام دنیا کے مسلمان ایک جہت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے تو ان کی عبادت میں وحدت نظم اور جہت پائی جائے گی اور اسلام نے تمام عبادات میں مسلمانوں کو وحدت و نظم کے تابع کیا ہے اور دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ نماز میں اصل یہ ہے کہ خضوع، خشوع اور حضور قلب ہو اگر انسان مختلف جہات کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھے تو اس سے حضور قلب حاصل نہیں ہوگا اس لیے ایک قبلہ بنایا گیا تاکہ سب اس کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھیں۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ: پہلے قبلہ کی افضلیت کا بیان اب اس امت کی افضلیت کا بیان یعنی جس طرح تم کو قبلہ افضل دیا گیا ہے اسی طرح تمہیں افضل امت بنایا گیا ہے امت وسط کا لفظ ایسی جامعیت اور خصوصیت کا حامل ہے کہ دوسرا لفظ اس کے پورے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا۔ عدل و انصاف اور میانہ روی پر قائم ایسی جماعت جو ساری اقوام میں امتیازی مقام رکھتی ہو۔ امت اعتدالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ افراط و تفریط کا شکار نہیں ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ ان کو احکام بھی ایسے معتدل دیئے گئے جو افراط و تفریط سے خالی ہیں نہ زیادہ سخت ہیں اور نہ زیادہ نرم۔ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی بدولت انہیں ایسی راہ ملی کہ وہ ترقی کرتے کرتے اس مرتبہ پر پہنچے کہ اعتدالی امت قرار دیئے گئے۔ اسی طرح تحویل قبلہ کے معاملہ میں بھی وہ اعتدال پسند رہے۔

اس امت کی امتیازی فضیلت اور خصوصیت؟

مذکورہ آیت اور حدیث میں اس امت کی ایک امتیازی فضیلت اور خصوصیت کا ذکر ہے کہ وہ ایک معتدل امت بنائی گئی جس کے نتیجے میں ان کو میدان حشر میں یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیں جب اپنے انبیاء علیہم السلام کی راہنمائی اور تبلیغ

کے عمل سے انکار کر دیں گے اور ان کو جھٹلا کر یہ کہیں گی کہ ہمارے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کسی نبی نے ہماری کوئی راہنمائی کی اس کڑے وقت میں امت محمدیہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے گواہی میں پیش ہوگی اور یہ گواہی دے گی کہ انبیاء علیہم السلام نے ہر زمانے میں اللہ کی طرف سے لائی ہوئی ہدایت ان کو پہنچائی اور اپنی طاقت کے بقدر ان کو سیدھے راستے پر لانے کی کوشش بھی کی اور انبیاء علیہم السلام اس بات کے مدعی ہوں گے کہ انھوں نے دین پہنچایا ہے، اور گواہ ایسے ہونے چاہئیں کہ جن کے حق میں گواہی دیں، ان سے نہ غایت درجہ قرب ہو نہ بعد، اسی لئے بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں معتبر نہیں، اور دشمنی رکھنے والے کو گواہی بھی معتبر نہیں، اور یہ امت ایسی ہی معتدل امت ہے اس کو گزشتہ انبیاء علیہم السلام سے نہ غایت درجہ قرب ہے، کیونکہ یہ امت ان انبیاء کی امت نہیں ہے، نہ اس امت کو ان انبیاء علیہم السلام سے کوئی دشمنی ہے، کیونکہ یہ امت ان انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان رکھتی ہے، اس طرح یہ امت قابل گواہی بن گئی ہے۔ پھر جب انبیاء علیہم السلام کی امتیں گواہوں پر جرح کریں گی کہ یہ لوگ ہمارے زمانہ کے نہیں ہیں، پھر وہ کیسے گواہی دے رہے ہیں؟ تو یہ امت جواب دے گی کہ ہمیں یہ باتیں ہمارے پیغمبر نے بتائی ہیں، اور وہ سچے تھے، چنانچہ نبی ﷺ کو لایا جائے گا اور آپ ﷺ گواہی دیں گے کہ میری امت نے سچی گواہی دی ہے، یہ باتیں ان کو میں نے بتائی ہیں، اور میں نے یہ باتیں ان کو اللہ کی کتاب کی بنیاد پر بتائی ہیں ﴿أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (النساء: ۱۳۲) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے؟ اس طرح میدان قیامت میں معاملہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصل ہوگا۔

فائدہ: تین مضمون ملتے جلتے ہیں، اس لئے ان کو الگ الگ سمجھ لینا چاہئے، اور ان سے متعلقہ آیتوں کو بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ عام طور پر ان میں اشتباہ واقع ہوا ہے۔

پہلا مضمون: قیامت کے دن تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے خلاف گواہیاں دیں گے، اور حضور اقدس ﷺ اپنی امت دعوت کے خلاف گواہی دیں گے، یہ مضمون صرف دو جگہ آیا ہے، سورۃ النساء آیت ۴۰ میں اور سورۃ النحل آیت ۸۹ میں، سورۃ النساء میں مقصود منظر کشی ہے اور سورۃ النحل میں مقصود مضمون کو مدلل کرنا ہے۔

دوسرا مضمون: قیامت کے دن امت محمدیہ پچھلی تمام امتوں کے خلاف انبیاء کرام علیہم السلام کی حمایت میں گواہی دے گی، اور جب ان امتوں کی طرف سے اعتراض ہوگا کہ یہ امت سب سے آخری امت ہے، انھوں نے ہمارا زمانہ نہیں پایا پھر یہ گواہی کیسے دے رہے ہیں؟ تو آنحضور ﷺ تشریف لا کر گواہی دیں گے کہ بلاشبہ میری امت جو کچھ کہہ رہی ہے سچ کہہ رہی ہے، ان کو مجھ سے اور قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔ یہ مضمون صرف یہاں (سورۃ البقرة آیت ۱۴۳ میں) آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اپنی کتاب الزہد میں حدیث لائے ہیں جس سے مذکورہ گواہی کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں کہ قیامت کے روز جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گی اور مقدمہ چلے گا تو سب سے پہلے اللہ رب العزت اسرافیل علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا تم نے میری امانت ادا کر دی اسرافیل عرض کریں گے کہ ہاں باری تعالیٰ میں نے وہ امانت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہنچادی پھر حضرت جبرائیل کو طلب کر کے پوچھا جائے گا کہ کیا اسرافیل علیہ السلام نے میری امانت تم تک پہنچادی؟ وہ اقرار کریں گے ہاں چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو چھوڑ دیا جائے گا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مزید سوال ہوگا تم نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے اے باری تعالیٰ میں تیری امانت تیرے رسولوں تک پہنچادی۔ اب رسولوں کو طلب کر کے پوچھا جائے گا کیا جبرائیل علیہ السلام نے میری امانت تم تک

پہنچادی؟ تو رسول عرض کریں گے کہ ہم نے تمہارا پیغام اپنی اپنی امتوں تک پہنچا دیا۔ پھر امتوں کو طلب کیا جائے گا پوچھا جائے گا کہ میرے نبیوں نے میری امانت تم تک پہنچائی تو انہم المصدق فینہم المکذّب بعض امتیں تصدیق کریں گی اور بعض جھٹلائیں گے انکار کرنے والی امتوں کے نبیوں سے کہا جائے گا۔

کہ وہ اس بات پر گواہ پیش کریں کہ واقعی انہوں نے امانت اپنی امتوں تک پہنچادی تو انبیاء کرام علیہم السلام اپنی گواہی کے لیے حضور ﷺ کی امت کا نام پیش کریں گے امت محمدیہ کو طلب کر کے پوچھا جائے گا کہ وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امانت اپنی اپنی امتوں تک پہنچادی وہ امتیں اس گواہی کا انکار کریں گی کہ مولایہ لوگ ہمارے زمانے میں نہیں تھے ہم ان کو بالکل نہیں پہچانتے لہذا یہ ہمارے خلاف کیسے گواہی دے سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ پھر دریافت فرمائے گا کہ اے امت محمدیہ کے لوگو! تم ان کی گواہی کیسے دیتے ہو؟ جبکہ تم ان کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو لوگ عرض کریں گے تو نے ہماری طرف آخری رسول بھیجا اور کتاب نازل فرمائی تیرے نبی ﷺ نے اور تیری کتاب نے بتایا ﴿أَنْ قَدْ ابْلَغُوا رُسُلَهُمْ﴾ (البقرہ: ۲۸) کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اللہ کا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا لہذا ہم اس یقین کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ واقعی تیرے پیغمبر نے تیرا پیغام پہنچا دیا اس کے بعد اپنی امت کے تذکیہ کے لیے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو کھڑا کرے گا آپ اپنی امت کا تذکیہ کریں گے کہ یہ لوگ صحیح گواہی دے رہے ہیں اسی کے متعلق فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا﴾ (النساء: ۴۱) یعنی ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور پھر ان سب پر آپ کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا۔

تیسرا مضمون: آنحضور ﷺ اپنے زمانہ کے لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے، اور آپ ﷺ کی امت اپنے اپنے زمانے کے لوگوں کے خلاف گواہی دے گی، یہ مضمون صرف سورۃ الحج آیت ۷۸ میں آیا ہے۔

فائدہ: ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنی سلمہ میں سے ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لائے اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں تھا پس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعضوں نے کہا واللہ یا رسول اللہ البتہ اچھا مرد تھا اور عقیف مسلمان تھا انہوں نے اس کی ثنا کی پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اتنی قدر بات کہہ جتنی تو جانتا ہے تو کہنے والے نے عرض کیا کہ چھپی باتوں تو خدا ہی جانتا ہے۔ اور ہم نے تو وہی کہا جو اس کے حال سے ظاہر ہوا اور یہی ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوئی۔ پھر بنی حارثہ میں سے ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے اور میں آپ کے پہلو میں تھا پس بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص بُرا آدمی تھا۔ البتہ یہ شخص سخت فحش بکتے والا آدمی تھا اور اُس پر اسلام کے برخلاف باتیں بیان کیں تو حضور ﷺ نے بعض سے کہا کہ تو بات اتنی کہہ جتنی تو جانے پس کہنے والے عرض کیا کہ چھپی باتوں کو تو خدا ہی جانتا ہے تو وہی کہا جو ہم کو اس کے حال سے ظاہر ہو وہ یہی ہے۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہوئی۔ پھر مصعب بن ثابت راوی نے کہ اس بیان پر محمد بن کعب القرظی راوی نے کہا کہ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكَ... عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

۶۔ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ کون سا تھا؟

(۲۸۸۸) لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدِّسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ

اللہ ﷻ یُحِبُّ أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ (قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَوُجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَوةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ وُجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ فَأَمَحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی آپ ﷺ کو یہ بات پسندیدہ تھی کہ آپ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہم نے آسمان کی طرف تمہارا چہرہ اٹھنا دیکھ لیا ہے ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم راضی ہو گے تم اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو تو آپ ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا کیونکہ آپ ﷺ اس کو پسند کرتے تھے (حضرت براء بیان کرتے ہیں ایک شخص نے آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی اس کا گزر انصاریوں کے پاس سے ہوا جو عصر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے اور وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے تھے تو اس شخص نے یہ کہا وہ گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی ہے آپ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے رکوع کی حالت میں ہی اپنا رخ (خانہ کعبہ کی طرف) پھیر لیا

تشریح: آپ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ کا قبلہ کیا تھا؟ اس میں دو قول ہیں مکہ میں بھی بیت المقدس قبلہ تھا اور مدینہ منورہ میں بھی سولہ سترہ ماہ بیت المقدس ہی قبلہ رہا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۲۴۰) دوسرا قول: کہ مکہ میں قبلہ بیت المقدس تھا تو پہلے قول میں رخ صرف ایک مرتبہ ہوگا اور دوسرے قول میں رخ دو مرتبہ ہوگا کہ پہلے بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگا پھر بیت المقدس کا۔

تحويل قبلہ کا حکم مسجد بنو سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے نازل ہوا تھا، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائی تھیں کہ نماز کے اندر ہی وحی آئی، پس آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم شمال کی جانب سے جنوب کی جانب پلٹ گئے، اور بقیہ دو رکعتیں کعبہ شریف کی طرف پڑھیں، اسی لئے مسجد بنو سلمہ کو مسجد القبلتین کہتے ہیں، (حدیث ۳۴۹، ۳۵۰ کتاب الصلوٰۃ میں) گزر چکی ہیں۔

۷۔ تحويل قبلہ پر ایک سوال کا جواب

(۲۸۸۹) لَمَّا وُجَّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ بِأَخَوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ) الْآيَةُ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہوگا جو اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (یعنی اعمال) کو ضائع نہیں کرے گا۔

(۲۸۹۰) کَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الْقَجْرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ لوگ فجر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔

سوال: تحویل قبلہ سے متعلق اہل کتاب کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ جو لوگ بیت اللہ شریف کے قبلہ مقرر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے انہیں تو اس طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا وہ تو بیت المقدس کی طرف منہ کرتے رہے لہذا اس نئے حکم کی روشنی میں ایسے لوگوں کی نمازوں کی کیا حیثیت ہوئی وہ مقبول ہوں گی یا نہیں؟ اس اعتراض کے جواب میں فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ أَيْمَانَكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۴۳) اللہ ایسے لوگوں کے ایمان ضائع کرنے والے نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر ایمان سے مراد نماز ہے یعنی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نمازیں ضائع نہیں کرے گا جو لوگ تحویل قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَوُّفٌ رَحِيمٌ﴾ (البقرہ) اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں سابقہ لوگوں نے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کے حکم کے مطابق صحیح طریقے سے ادا کی ہیں لہذا ان کی نمازیں مقبول ہیں۔

۸۔ سعی واجب ہے اور لا جناح کی تعبیر اس کے منافی نہیں

(۲۸۹۱) قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أَبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ لَبَنَاءِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ قَدْ كَرِهْتُ ذَلِكَ لِأَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أَمْرُنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُوْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ) قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هُوَاءٍ وَهُوَاءٍ.

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا میں یہ سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کا چکر نہیں لگاتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر میں ان دونوں کا طواف نہیں کرتا تو میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے تم نے بہت غلط بات کہی ہے آپ ﷺ نے اس کا چکر لگایا ہے مسلمانوں نے بھی اس کا چکر لگایا ہے زمانہ جاہلیت میں جو شخص مثل میں موجود منات طاغیہ (نامی بت) کے لیے احرام باندھا کرتا تھا اور وہ صفا اور مروہ کے چکر نہیں لگایا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا بھی چکر لگائے اگر ایسی ویسی صورت حال ہوتی جیسی تم نے کہی ہے تو پھر یہ آیت یوں ہونی چاہیے تھی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا وہ اگر

ان دونوں کا طواف نہ کرے۔

(۲۸۹۲) سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَ هُمَا تَطَوُّعٌ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرٌ أَمَّا إِنْ شَاكَ عَلَيْنَا.

ترجمہ: عاصم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صفا مروہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا یہ دونوں زمانہ جاہلیت کی نشانیاں ہیں جب اسلام آیا تو ہم نے ان کا طواف چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی بے شک صفا مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں کا طواف کرنا نفل ہے اور جو شخص نفل والی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور وہ اس سے واقف ہے۔

صفا، مروہ کی سعی کا کیا حکم ہے؟

اس مسئلہ میں تین رائے ہیں: پہلی رائے: امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب، امام مالک رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی صحیح ترین روایت یہ ہے کہ سعی حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوگا۔ دوسری رائے: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت یہ ہے کہ سعی واجب ہے، اگر وہ رہ جائے تو دم سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔

تیسری رائے: بعض سلف جیسے حضرت ابن عباس، حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور مجاہد رحمہم کی رائے یہ تھی کہ سعی سنت اور مستحب ہے، حج کے لئے طواف زیارت ضروری ہے، سعی ضروری ہے، سعی ضروری نہیں، جس نے طواف کر لیا اس کا حج ہو گیا، یہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نہایت دقیق فرق بیان کیا ہے، آیت میں تعبیر ہے: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (البقرہ: ۱۵۸) یعنی صفا و مروہ کی سعی کرنے میں ذرا بھی گناہ نہیں، یہ اباحت کی تعبیر نہیں ہے، اباحت کی تعبیر لا بڑھا کر ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ہے، یعنی اگر کوئی صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اس تعبیر کی وجہ: ایک فریق تو وہ ہے جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تذکرہ کیا ہے جو منات کے لئے احرام باندھتے تھے، وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے۔ اور دوسرا فریق وہ تھا جو کہتا تھا کہ قرآن میں صرف کعبہ کے طواف کا حکم ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کا حکم نہیں، سعی زمانہ جاہلیت کی ریت ہے، اور وہ مورتیوں کی وجہ سے کی جاتی تھی، اس لئے سعی کوئی شرعی چیز نہیں۔ ان دونوں فریقوں کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی، اور دونوں فریقوں کو اس آیت کے ذریعہ یہ بات سمجھائی گئی کہ صفا و مروہ کی سعی اللہ کے دین کی نشانیاں ہونے کی وجہ سے ہے، مورتیوں کی وجہ سے نہیں ہے، پس بے تکلف ان کی سعی کرو اور دوسرے فریق سے کہا گیا کہ لو اب قرآن میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کا حکم بھی آگیا، پس اب کعبہ کے طواف کے بعد ان کی بھی سعی کرو، اور اس دوسرے فریق کا

تذکرہ حدیث میں بھی ہے:

۹۔ سعی صفا سے شروع کرنا واجب ہے

(۲۸۹۳) سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَأَ (وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) فَخَلَفَ الْمَقَامَ ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ تَبَدُّأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ وَقَرَأَ (لَا الصَّفَا وَالْمَرْوَةُ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ).

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا جب آپ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا تھا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کی پھر آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے اس کا استلام کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم بھی اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا و مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی یادگاریں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں اس لیے ان کا طواف بھی کیا کرو تا کہ ملت ابراہیمی کی اتباع پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

فائدہ: شعائر یا تو شعیرہ کی جمع ہے یا شعارہ کی جس کے معنی ہیں ملامت۔ شعائر اللہ سے مراد مذہبی اصطلاح میں وہ مکان اور زمان اور وہ علامات و اوقات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مقرر ہوں ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں مثلاً کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، رمی جمار کے نشانات، صفا و مروہ اور تمام مساجد اسی طرح رمضان، اشہر حرام، عید الفطر، عید الاضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق، اسی طرح اذان و اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین چونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو اور اس کی عبادت کو یاد دلاتی ہیں۔ اس لیے ان کو شعائر اللہ اور خدا تعالیٰ کی یادگاریں کہا جاتا ہے۔ ان ہی چیزوں میں سے صفا و مروہ بھی خدائے قدوس کی دو یادگاریں ہیں اور چونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام جیسی صابرہ اور شاکرہ عورت ان پہاڑیوں کے مابین تھیں اور سات مرتبہ گئی آئی تھیں۔

فائدہ: تہذیب اخلاق کا پانچواں اصول شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ یہاں پر صفا و مروہ کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر شعائر اللہ کی عظمت کے بیان میں فرمایا: ﴿لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ﴾ (المائدہ: ۲) یعنی اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو بلکہ اس کی تعظیم کرو اس کو شعیرہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی علامت اور نشانی ہیں اس کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے مترادف ہے کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی یادآوری کا ذریعہ ہیں ان کو بت پرستی اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان کی تعظیم ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے۔ شعائر اللہ میں مکان کے علاوہ کئی اور چیزیں بھی داخل ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ اللَّهِ چار چیزیں اللہ کے شعائر میں سب سے بڑی ہیں ان میں خانہ کعبہ، حضور ﷺ کی ذات مبارکہ، نماز اور قرآن پاک شامل ہیں۔ آیت پاک ﷻ میں صفا کی تقدیم اتفاقی بھی ہو سکتی تھی، مگر

نبی ﷺ کے قول و فعل سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم اتفاقی نہیں ہے، بلکہ قصدی ہے، اور صفا سے سعی شروع کرنا واجب ہے، اور اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

۱۰۔ پہلے نیند آنے پر اگر روزہ شروع ہو جاتا تھا: بعد میں یہ حکم ختم کر دیا گیا

(۲۸۹۴) كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَخَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ وَلَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمِيسَى وَإِنْ قَامَ بَنُ صَرْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا خَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى إِمْرَأَتَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ طَعَامٌ فَقَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأُطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَعَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَجَاءَتْهُ إِمْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَبِيبَةُ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ (أَجَلَ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ) فَفَرَحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا (وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ).

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور افطار کئے بغیر سو جاتا تھا تو پھر وہ اگلے دن کچھ کھا پی نہیں سکتا تھا ایک مرتبہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا وہ افطار سے کچھ دیر پہلے اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں ہے لیکن میں جا کر کچھ تلاش کر کے لاتی ہوں حضرت قیس بن انصاری کیونکہ سارا دن کام کرتے رہے تھے اس لیے انہیں نیند آ گئی جب ان کی اہلیہ واپس آئی اور انہیں سوتے ہوئے دیکھا تو بولی ہائے افسوس اگلے دن دوپہر کے وقت حضرت قیس بن انصاری صرمہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں (کے ساتھ صحبت کرنا) حلال قرار دیا گیا ہے۔ تو مسلمان اس سے انتہائی خوش ہوئے (اور یہ آیت بھی نازل ہوئی) اور تم اس وقت کھاتے پیتے رہو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہو جائے

شان نزول: ابتدائے اسلام میں مغرب کے بعد سونے سے پہلے کھانا پینا مباشرت کی اجازت تھی لیکن عشاء اور سوجانے کے بعد دوسرا روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اور ان چیزوں کی بندش ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز عشاء کے بعد گھر گئے تو بیوی کا آراستہ پایا تو مباشرت کر بیٹھے اور صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول ﷺ اِنِّیْ اَعْتَزِدُ اَلَيْكَ مِمَّا وَقَعَ مِیْنِیْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعض اور حضرات کی آوازیں بھی اس قسم کے اعذار کی آئیں۔ اسی طرح حرقہ بن قیس یا صرقہ بن انس غنوی ایک غریب کاشتکار صحابی دن بھر روزے سے رہے شام کو گھر پر آئے کھانا تیار نہیں تھا تھکے ماندے سو گئے آنکھ کھلی تو کھانا تیار تھا لیکن ممانعت کی وجہ سے نہ کھا سکے، تو اس طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا ابھی آدھا دن گزر رہا تھا کہ نڈھال اور بے ہوش ہو گئے۔ آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی اسی طرح لباب النقول میں ہے کہ آیت میں ﴿يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ (البقرہ: ۱۸۷) کے نازل ہونے کے بعد حضرت غدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اپنے بکلیہ کے نیچے دو ڈورے سفید اور سیاہ رکھ لیتے تھے اور اس وقت تک کھاتے رہتے تھے جب ان دو ڈوروں میں امتیاز نہ ہوتا اور سمجھتے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ حضور ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: إِنَّكَ

عَرِيْضُ الْقَطِ یعنی تمہاری گردن اتنی چوڑی ہے کہ اس میں دن و رات دونوں سما جائیں۔ اس کے بعد مِنْ الْفَجْرِ کا لفظ نازل ہوا۔ اعتکاف مباشرت کے سلسلہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ بعض لوگ اعتکاف میں مسجد سے باہر نکلتے اور مباشرت کر کے پھر مسجد میں آجاتے غرض ان واقعات کے بعد یہ احکام آیات نازل ہوئیں۔

۱۱۔ دعا ہی عبادت ہے

(۲۸۹۵) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) وَقَالَ الدَّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ وَقَرَأَ (قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (ذَا خِرْنِ).

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تمہارا پروردگار فرماتا ہے تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دعا ہی عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تمہارا پروردگار یہ فرمایا ہے تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا یہ آیت ذخیرین تک ہے۔

اور سورۃ المؤمن کی آیت ۶۰ ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذَٰخِرِينَ﴾

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا: الدعاء هو العبادۃ: دعا ہی عبادت ہے اور دوسری حدیث میں ہے: الدعاء فتح العبادۃ: دعا عبادت کا مغز ہے، یعنی جوہر ہے، پس ہر عبادت کے ساتھ دعا ہونی چاہئے، رمضان میں اور روزوں میں بھی دعا کا اہتمام کرنا چاہئے (یہ حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہاں بھی ذکر کی ہے اور سورۃ المؤمن کی تفسیر میں بھی اور یہی اس کا اصل محل ہے، پھر ابواب الدعوات میں بھی لائے ہیں)۔

فائدہ: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ.

یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی دلیل بیان فرمائی ہے یہاں اجابت کے معنی قبول کرنے کے ہیں اور دعا کے معنی عبادت کے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خالص میری عبادت کرتے ہیں اور توحید کے پابند ہیں اس کی عبادت اور پکار قبول کر لیتا ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی عبادت اور دعا مردود ہوتی ہے۔ (قرطبی ص ۲ ص ۲۰۸)۔

۱۲۔ صبح کے سفید دھاگے اور رات کے سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے؟

(۲۸۹۶) لَبَّأْ نَزَلَتْ (حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ) مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا ذَٰلِكَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جب تک سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے تمہارے

سامنے ممتاز نہ ہو جائے اس سے مراد صبح صادق ہے آپ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا اس سے مراد دن کی سفیدی کا رات کی سیاہی سے ممتاز ہونا ہے۔

(۲۸۹۷) سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ فَأَخَذْتُ عِقَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْيَضُ وَالْأُخْرُ اسْوَدُ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم (سحری میں) اس وقت تک کھا اور پی سکتے ہو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہو جائے راوی بیان کرتے ہیں میں نے دو دھاگے لیے ان میں ایک سفید تھا دوسرا سیاہ تھا میں ان دونوں کا جائزہ لیتا رہا (اگلے دن جب نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا (یہاں روایت کے الفاظ سفیان نامی راوی کو بھول گئے ہیں) تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد دن اور رات ہیں۔

تشریح: فائدہ: سفید اور کالے دھاگے کا بیان: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھلایا پھر فرمایا کہ جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرنا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھ نہیں سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے؟ میں فجر تک ان دو دھاگوں کو دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیتے پھر میں حضور ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہر وہ چیز جس کی آپ نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب مجھے یاد نہیں۔ حضور ﷺ مسکرائے گویا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کیا کیا تھا میں ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا اور رات پھر انہیں دیکھتا رہا مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے۔ رسول اللہ ﷺ ہنسے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائیں دیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۰۰)

من الفجر کا مطلب اتنا واضح نہیں تھا کہ ہر کوئی سمجھ لیتا، اس لئے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی، پھر جب نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی تو بات صاف ہو گئی، اب کوئی اشتباہ باقی نہ رہا۔ (اور یہ مضمون کتاب الصوم میں گزر چکا ہے)

۱۳۔ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو: کا صحیح مطلب

(۲۸۹۸) كُنَّا بِبَيْتَةِ الرُّومِ فَأَخْرَجُوا إِلَيْنَا صَفًّا عَظِيمًا مِّنَ الرُّومِ فَخَرَجَ إِلَيْهِم مِّنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلُهُمْ أَوْ أَكْثَرُ وَعَلَى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صَفِّ الرُّومِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ وَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ يُلْقَى بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَامَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَتَأُولُونَ هَذِهِ الْآيَةَ هَذَا التَّأْوِيلُ وَإِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ لَمَّا أَعَزَّ اللَّهُ الْإِسْلَامَ وَكَثُرَ تَاجِرُوهُ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَ

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعَزَّ الْإِسْلَامَ وَكَثَّرَ نَاصِرُوهُ فَلَوْ أَقْمَنَّا فِي أَمْوَالِنَا فَاصْلَحْنَا مَا صَاحَ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ يَزِدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَكَانَتْ التَّهْلُكَةُ الْإِقَامَةُ عَلَى الْأَمْوَالِ وَإِصْلَاحُهَا وَتَرْكُنَا الْغَرَضَ وَمَا زَالَ أَبُو أَيُّوبَ شَاحِصًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى دُفِنَ بِأَرْضِ الرُّومِ.

ترجمہ: ابو عمران اسلم نجبی بیان کرتے ہیں ہم جنگ کے لیے روم میں موجود تھے ہمارے سامنے رومیوں کا بڑا لشکر آیا ان کے مقابلے کے لیے اتنے ہی مسلمان آئے جو تقریباً اتنے ہی تھے یا اس سے کچھ زیادہ تھے اس وقت مصر کے گورنر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے اور لشکر کے سپہ سالار حضرت فضالہ بن عبید تھے مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومیوں کی صف پر حملہ کیا اور انہیں چیرتا ہوا ان کے اندر تک چلا گیا تو کچھ لوگوں نے بلند آواز میں یہ کہا سبحان اللہ یہ خود ہلاکت کا شکار کر رہا ہے تو حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے اے لوگو تم لوگ اس آیت کی یہ تفسیر بیان کرتے ہو جبکہ یہ آیت ہمارے بارے میں یعنی یہ آیت انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا اور اس کے مددگاروں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو ہم لوگ ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے اور اس کے مددگار بہت سے لوگ ہو گئے ہیں تو ہمارے اموال ضائع ہو چکے ہیں اس لیے ہمارے لیے یہ بہتر ہوگا کہ اب انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش کریں (یعنی اپنی زراعت پر توجہ دیں) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی جس کے ذریعے اس نے ہماری اس بات کا جواب دیا۔

ترجمہ: ”اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت کا شکار نہ کرو۔“

(حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا) تو یہ ہلاکت کا شکار کرنا اپنی کھیتی باڑی میں مشغول ہونے اور اس کی اصلاح کرنے سے متعلق تھا یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم جہاد کرنے کو ترک کر دیں اس کے بعد حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کو روم کی سرزمین پر ہی دفن کیا گیا۔

تش: سورة البقرة آیت ۱۹۵ ہے: ﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

ترجمہ: اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو، اور اچھے کام کرو، بیشک اللہ تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حدیث آئی ہے۔

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ہلاکت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسر کے مختلف اقوال ہیں لیکن ان میں کوئی تعارض نہیں سب ہی مراد ہو سکتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مذکورہ روایت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہلاکت سے اس آیت میں ترک جہاد مراد ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ اور قوت عطا فرمادی تو ہم میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے وطن میں ٹھہر کر اپنے مال و جائیداد کی خبر گیری کریں اور انہیں بہتر بنانے کی محنت کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد مسلمانوں کی ہلاکت و تباہی کا سبب ہے اسی لیے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ساری عمر جہاد میں صرف کردی اور جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ شہر میں شہید ہو کر وہیں مدفون ہو گئے۔

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس ہو جانا اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنا ہے اس لیے مغفرت سے مایوس ہونا حرام ہے۔

(۳) بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا کہ بیوی بچوں کے حقوق ضائع ہو جائیں یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے ایسا اسراف جائز نہیں۔

(۴) بعض نے فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں دشمن سے لڑائی کے لیے اقدام کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جبکہ یہ اندازہ ظاہر ہے کہ ہم دشمن کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے اور خود یقیناً ہلاک ہو جائیں گے اس طرح کی صورت حال میں لڑائی پر اقدام کرنا اس آیت کی رو سے جائز نہیں ہے

۱۴۔ عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام کا ارتکاب کیا جائے تو فدیہ واجب ہے

(۲۸۹۹) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَفِيْ اَنْزَلْتُ هَذِهِ الْاَيَةَ وَلَا يَأْتِيْ عَلٰى بِهَا (مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّاسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسْكَ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُعْرِضُونَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ وَكَانَتْ لِيْ وَفَرَةٌ فَجَعَلْتُ الْهَوَامَّ تَسَاقُطُ عَلٰى وَجْهِيْ فَمَرَّبَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ كَانَ هَؤُلَاءُ رَأْسَكَ تُؤْذِيْكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْاَيَةُ قَالَ فَجَاهِدُ الصِّيَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَالطَّعَامَ لِسِتَّةِ مَسَاكِيْنٍ وَالنُّسْكَ شَاةً فَصَاعِدًا.

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس سے مراد میں ہی ہوں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہے یا صدقہ کرنا ہے یا قربانی کرنا ہے۔“ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر موجود تھے اور ہم نے احرام باندھا ہوا تھا مشرکین نے ہمیں وہاں رکنے پر مجبور کر دیا تھا میرے بال بہت لمبے تھے جو میرے منہ پر گرنے لگی تھیں اسی دوران نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے مجھے ملاحظہ کیا تو ارشاد فرمایا میرے خیال میں تمہارے سر کی جویں تمہیں تکلیف کا شکار کر رہی ہیں میں نے عرض کی جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بال منڈوا دو تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان سے مراد تین دن کے روزہ رکھنا ہے اور صدقہ کرنے سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور قربانی کرنے سے مراد ایک بکری ذبح کرنا ہے یا اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

(۲۹۰۰) قَالَ اَتٰى عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَوْقَدُ نَحْتِ قِدْرِ الْقَمَلِ يَتَنَاوَرُ عَلٰى جَبْهَتِيْ اَوْ قَالَ حَاجِبِيْ فَقَالَ اَتُؤْذِيْكَ هُوَ اَمْكُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَاَنْسُكَ نَسِيْكَ اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنٍ قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِى بِاَيِّعَيْنِ بَدَأَ.

ترجمہ: حضرت بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت ہنڈیا کے نیچے آگ سلگا رہا تھا جویں میری پیشانی پر گر رہی تھیں۔

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میرے ابروؤں پر گر رہی تھیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہاری جو میں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنا سر منڈا دو اور قربانی کر لو یا تین دن روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس سے پہلے کس کا ذکر ہے۔ اگر حالت احرام میں کوئی ایسی تکلیف لاحق ہو جائے کہ منوعات احرام سے بچنا سخت دشوار ہو جائے تو اس ممنوع کے ارتکاب کی اجازت ہے، مگر فدیہ ادا کرنا ہوگا، سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۶ میں یہ حکم ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل ہے۔

۱۵۔ احکام حج کی حدیث

(۲۹۰۱) الْحُجَّ عَرَفَاتُ الْحُجَّ عَرَفَاتُ أَيَّامُ مِنَى ثَلَاثٌ (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ) وَمَنْ أَذْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَذْرَكَ الْحُجَّ قَالَ ابْنُ أَبِي حُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَهَذَا أَحْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حج عرفات میں (موقوف کا نام ہے) حج عرفات (میں موقوف کا نام ہے) حج عرفات میں موقوف کا نام ہے منی میں قیام کے تین دن ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص دو دن کے بعد جلدی جانا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو شخص بعد میں جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے عرفات پہنچ گیا اس نے حج کو پایا۔

سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۷ میں اور بعد کی آیتوں میں حج کے احکام ہیں، اس سلسلہ میں ایک جامع حدیث ہے۔

فائدہ: عرفہ کے معنی میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں اکثر تفاسیر میں اسے حضرت آدم اور حضرت اماں حوا علیہما السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جب ان دونوں یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو زمین پر اتارا گیا تو حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں نازل کیا گیا۔ جدہ کے معنی نانی یا دادی کے آتے ہیں۔ حضرت حوا علیہا السلام تمام بنی انسان کی دادی یا نانی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو جزائر شرق الہند کے ایک جزیرہ مالدیپ یا سرندپ میں اتارا گیا یہ جزیرہ سری لنکا کے قریب ہے۔ زمین پر اترنے کے بعد دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچے اور پھر ان کی ملاقات اسی میدان عرفات میں ہوئی اور انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اس وجہ سے اسے عرفات کہتے ہیں۔ بعض دوسرے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ عرفات کا معنی پہچان اور عرف کا معنی نیکی ہوتا ہے اور عرف گھوڑی کی گردن کے بالوں کو کہتے ہیں۔ عرف اگر عین کی فتح کے ساتھ ہو تو اس کا معنی خوشبو بھی ہوتا ہے اور عرف پہچان کو بھی کہتے ہیں اس سے معرفت ہے۔ بہر حال اس مقام پر پہچان والا معنی زیادہ موزوں ہے جب کوئی مسلمان ان جگہوں پر پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں فریضہ حج ادا کرتا ہے۔

۱۶۔ سخت جھگڑا آدمی اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے

(۲۹۰۲) أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہو۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۴ میں اخس بن شریق کا تذکرہ آیا ہے، یہ شخص بڑا فصیح و بلیغ تھا، خدمت نبوی میں حاضر ہوتا، اور قسمیں کھا کر اسلام کا جھوٹا دعویٰ کرتا، پھر جب مجلس سے اٹھ کر جاتا تو فساد و شرارت اور مخلوق کی ایذا رسانی میں مشغول ہو جاتا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ ۚ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۖ﴾

ترجمہ: اور بعض آدمی ایسا ہے کہ آپ کو اس کی بات دنیا کی زندگی میں مزے دار معلوم ہوتی ہے، اور وہ اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہے جو اس کے دل میں ہے، اور وہ نہایت سخت جھگڑالو ہے۔

فائدہ: حافظ سیوطی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہد نے کہا جو شخص کج بحث، ہٹ دھرم اور ظالم ہو وہ اَلَدُّ الْخِصَامِ ہے۔ امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی اور امام بیہقی رحمہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض شخص اَلَدُّ الْخِصَامِ ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی رحمہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبدالکریم الجذری سے روایت کیا ہے کہ متقی کبھی جھگڑا نہیں کرتا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن عمرو بن العلاء سے روایت کیا ہے کہ جب دو شخص جھگڑا کرتے ہیں تو جو زیادہ برا ہوتا ہے وہ غالب آ جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے گناہ کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ لڑتے رہو اور تمہارے ظلم کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو اور تمہارا جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ باتیں کرتے رہو ماسوائے اس گفتگو کے جو اللہ کے متعلق کی جائے۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو بہت باتیں کرتا ہے وہ بہت جھوٹ بولتا ہے اور جو بہت قسمیں کھاتا ہے وہ بہت گناہ کرتا ہے اور جو بہت جھگڑا کرتا ہے اس کا دین سلامت نہیں رہتا اس کے بعد فرمایا اور جب اس منافق سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو اور اللہ کی نافرمانی نہ کرو تو وہ ضد اور تکبر میں آ کر اور بڑھ چڑھ کر فساد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

۱۷۔ حالضہ سے کتنا قرب جائز ہے؟

(۲۹۰۳) كَانَتْ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يُوَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهَا فِي الْبُيُوتِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذْنَىٰ فَاَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُوَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ وَأَنْ يَكُونُوا مَعَهُنَّ فِي الْبُيُوتِ وَأَنْ يَفْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ فَقَالَتِ الْيَهُودُ مَا نَرِيكَ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفْنَا فِيهِ قَالَ فَجَاءَ عَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ وَأَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ بِذَلِكَ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَنكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ فَتَمَعَرَّ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى

ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهَا فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَثَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهُمَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہودیوں میں یہ رواج تھا کہ جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو وہ لوگ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے نہیں تھے اس کے ساتھ بیٹھ کر پیتے نہیں تھے اس کے ساتھ گھر میں میل جول ختم کر دیتے تھے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو تم فرما دو یہ ناپاکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت کی وہ ایسی خواتین کے ساتھ بیٹھ کر کھالیا کریں ان کے ساتھ بیٹھ کر پی لیا کریں گھر میں ان کے ساتھ رہا کریں اور صحبت کرنے کے علاوہ ان کے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں (یعنی بوس و کنار کر سکتے ہیں) اس بات پر یہودیوں نے یہ کہا یہ صاحب ہمارے ہر کام کی مخالفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔“

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا انہوں نے عرض کی کیا ہم خواتین کے ساتھ حیض کے دوران صحبت نہ کریں؟ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک (غصے کی وجہ سے) سرخ ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا آپ ان دونوں حضرات پر ناراضگی کا اظہار کریں گے یہ دونوں حضرات اٹھ کر چل دیئے اس کے فوراً بعد دودھ کا تحفہ آیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو واپس بلایا اور ان دونوں کو وہ دودھ پلایا جس سے ہمیں یہ علم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض نہیں ہیں۔

سورة البقرة آیت ۲۲۲ ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۚ قُلْ هُوَ أَذًى ۚ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۚ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝﴾

ترجمہ: اور لوگ آپ ﷺ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ ﷺ فرمادیں: وہ گندی چیز ہے، پس تم حیض کے زمانہ میں عورتوں سے علیحدہ رہو، اور ان کے نزدیک مت جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں آنے کا حکم دیا ہے، یعنی آگے کی راہ سے، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں، اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں روایت ہے۔

تشریح: حالت حیض میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو دیکھنا، اور کپڑے کی آڑ کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں، باقی ہر معاملہ درست ہے، اور حائضہ کو ساتھ لٹانے کا مسئلہ اور حائضہ کا بچا ہوا کھانا کھانے کا مسئلہ، اور حائضہ سے صحبت کرنے کی حرمت اور کفارے کا بیان کتاب الطہارة (۹۸ حدیث ۱۳۳) میں آچکا ہے۔

۱۸۔ بیوی سے صحبت صرف آگے کی راہ میں جائز ہے، خواہ کسی طرح سے کی جائے

(۲۹۰۴) كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ مَنْ آتَىٰ امْرَأَتَهُ فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَتَوَلَّيْتُ (نِسَاءُكُمْ حَرُوثُ

لَكُمْ فَاتُوا أَحْرَثَكُمْ أَلِي شَيْئُكُمْ).

ترجمہ: ابن منکدر بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا یہودی یہ کہا کرتے تھے جو شخص اپنی بیوی کے پیچھے کی طرف سے اس کی اگلی شرمگاہ میں صحبت کرتا ہے اس کا بچہ بھیجگا ہوتا ہے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہاری بیویاں تمہارے کھیت میں تم جس طرف سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

(۲۸۰۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (نِسَاءُكُمْ حَرْثُكُمْ فَاتُوا أَحْرَثَكُمْ أَلِي شَيْئُكُمْ) يَعْنِي حِمَامًا وَاجِدًا.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے) ”تمہاری بیویاں تمہارے کھیت میں تم اپنے کھیت میں جس طرف سے چاہو آؤ۔“ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے) اس سے مراد یہ ہے (صحبت کا مقام) ایک ہونا چاہیے۔

(۲۹۰۶) جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا أَهْلَكَ قَالَ حَوْلْتُ رَحِيْلَ اللَّيْلَةِ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا قَالَ فَأَنْزِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةُ (نِسَاءُكُمْ حَرْثُكُمْ فَاتُوا أَحْرَثَكُمْ أَلِي شَيْئُكُمْ) أَقْبِلْ وَأَذْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاکت کا شکار ہو گیا ہوں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تمہیں کس چیز نے ہلاکت کا شکار کیا ہے انہوں نے عرض کی گزشتہ رات میں نے اپنی سواری کو پھیر دیا راوی بیان کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا راوی بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہاری عورتیں تمہارے کھیت میں تم ان میں جس طرف سے چاہو آؤ۔ (اس سے مراد یہ ہے) تم آگے کی طرف سے صحبت کرو یا پیچھے کی طرف سے کرو (یہ جائز ہے) البتہ پاخانہ کی جگہ صحبت کرنے سے بچو اور حیض (کے دوران صحبت کرنے سے بچو)۔

سورة البقرة آیت ۲۲۳ ہے: ﴿نِسَاءُكُمْ حَرْثُكُمْ فَاتُوا أَحْرَثَكُمْ أَلِي شَيْئُكُمْ﴾ تمہاری بیویاں تمہارے کھیت ہیں، سو اپنے کھیت میں جس طرح سے چاہو آؤ، حرث کے معنی ہیں: کھیت، یعنی پیداوار کی جگہ، اور وہ صرف آگے کی راہ ہے، پیچھلی راہ فرث (گوبر کی جگہ) ہے، پس صحبت صرف آگے کی راہ سے جائز ہے، البتہ اس کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں، جس طرح چاہے اگلی راہ میں صحبت کر سکتا ہے، حتیٰ کہ پیچھے سے بھی آگے کی راہ میں صحبت کر سکتا ہے۔

۱۹۔ ولیوں کو نصیحت کہ وہ مطلقہ عورتوں کو اپنی پسند کا نکاح کرنے سے نہ روکیں

(۲۹۰۷) أَنَّهُ زَوْجٌ أُحْتَهُ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَتْ عِنْدَهُ مَا كَانَتْ ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً لَّمْ يَزِجْهَا حَتَّى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَ بِهَا وَهَوِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهُ يَا لَكَ أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتُهَا وَاللَّهِ لَا تَرْجِعْ إِلَيْكَ أَبَدًا أَخْرُمَا عَلَيْكَ قَالَ فَعَلِمَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَاجَتَهُ إِلَيْهَا

وَحَاجَّتَهَا إِلَى بَعْلِهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنِ أَجَلَهُنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ سَمِعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً ثُمَّ دَعَاكَ فَقَالَ أَزَوْجُكَ وَأُكْرِمُكَ.

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنی بہن کی شادی ایک مسلمان سے کر دی یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کی بات ہے وہ خاتون اس شخص کے ہاں رہی جب تک اللہ کو منظور تھا پھر اس شخص نے اس عورت کو طلاق دے دی اور اس کے ساتھ رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ اس خاتون کی عدت گزر گئی پھر اس شخص نے اس خاتون کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی اس خاتون کی بھی خواہش یہی تھی تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے ساتھ اس شخص نے بھی اس خاتون کے لیے نکاح کا پیغام بھیج دیا تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا اولا لائق میں نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر کے تمہاری عزت افزائی کی اور تم نے اسے طلاق دے دی اللہ تعالیٰ کی قسم اب یہ کبھی بھی دوبارہ تمہاری طرف واپس نہیں آئے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا تھا کہ اس مرد کو اس خاتون کی کتنی ضرورت ہے اور اس خاتون کو اپنے شوہر کی کتنی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدت پوری ہو جائے یہ آیت یہاں تک ہے اور تم علم نہیں رکھتے۔

جب حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ بولے میں اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں پھر انہوں نے اس شخص کو بلایا اور بولے میں تمہاری شادی کرتا ہوں اور تمہاری عزت افزائی کرتا ہوں۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۲ ہے:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنِ أَجَلَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝﴾

ترجمہ: ”اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پھر وہ اپنی میعاد (عدت) پوری کر لیں تو تم ان کو اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے (سابق) شوہروں سے نکاح کریں، جبکہ وہ باہم معروف طریقہ پر رضا مند ہو جائیں، اس بات کے ذریعہ اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، یہ بات تمہارے لئے زیادہ صفائی کی اور زیادہ پاکیزگی کی ہے، اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“ روایت اس آیت کی تفسیر میں آئی ہے۔

عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کا زیادہ اختیار عورت کا ہے یا ولی کا؟

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ذیل میں یہ مسئلہ چھیڑا ہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت کس درجہ ضروری ہے؟ آیا عورت کا حق زیادہ ہے یا ولی کا؟ اور یہ بحث تفصیل سے کتاب النکاح میں گزر چکی ہے

۲۰۔ درمیانی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے

(۲۹۰۸) أَمَرْتُنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِئِي (حَافِظُوا عَلَى

الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) فَلَمَّا بَلَغْنَهَا اذْ نَحْمَا فَأَمَلْتُ عَلَى حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابویونس جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے ایک قرآن پاک تحریر کروں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تم اس آیت پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ اور تم نمازوں کی حفاظت کرو (بطور خاص) درمیان والی نماز کی۔

راوی بیان کرتے ہیں جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس آیت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے آیت کے یہ الفاظ املاء کروائے۔

تم نمازوں کی حفاظت کرو درمیانی نماز کی یعنی عصر کی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے رہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی (یہ آیت اس طرح) سنی ہے۔

(۲۹۰۹) صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔

(۲۹۱۰) يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ أَمَلًا قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر یہ دعا کی تھی۔ اے اللہ ان (کفار) کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں سورج غروب ہونے تک نماز وسطیٰ (یعنی عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی۔

(۲۹۱۱) صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔

سورة البقرة آیت ۲۳۸ ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾

ترجمہ: سب نمازوں کی حفاظت کرو، اور درمیانی نماز کی، اور اللہ کے سامنے عاجز بن کر کھڑے ہوؤ۔

اور میں متعدد صحیح مرفوع حدیثیں ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیچ کی نماز عصر کی نماز ہے، کیونکہ اس کے ایک طرف میں دن کی دو نمازیں: فجر اور ظہر ہیں، اور دوسری طرف میں رات کی دو نمازیں: مغرب اور عشاء ہیں۔ اور عاجزی کی تفسیر حدیث میں خاموشی سے آئی ہے، اور اسی آیت سے نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت ہوئی ہے، پہلے نماز میں باتیں کرنا جائز تھا، بعد میں اس کی ممانعت کی گئی، جیسا کہ اگلے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آ رہا ہے۔

فائدہ: میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث کا حوالہ ہے، وہ موطا مالک (کتاب صلاة الجماعة حدیث ۲۶) میں ہے: عمرو بن

رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے قرآن کریم کا ایک نسخہ لکھ رہا تھا، انھوں نے کہا: جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے بتانا، چنانچہ جب وہ اس آیت پر پہنچے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے لکھوایا:

﴿حُفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ذُو قُوَّةٍ مَّا لَئِلَٰهُ قُدْرَتُهُ﴾

حضرت سرہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں، ان تمام مرفوع روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے، مگر حضرت عائشہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے، اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ درمیانی نماز صبح کی نماز ہے، پس سوال یہ ہے کہ مرفوع حدیث موجود ہوتے ہوئے ان حضرات نے آیت کی دوسری تفسیر کیوں کی؟ اس کا جواب تحفہ (۲۸۶:۱) میں دیا گیا ہے، البتہ یہاں ایک دوسرا سوال ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے صلاۃ العصر قرآن میں کیوں لکھوایا، یہ تو تفسیر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب انزل القرآن علی سبعة احرف پر عمل تھا، یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لغت قریش پر سب لوگوں کو جمع نہیں کیا تھا، اس وقت ایسا قرآن میں تصرف جائز تھا، اور انزل القرآن کی شرح ابواب القراءۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۱۔ پہلے نماز میں گفتگو جائز تھی، پھر اس کی ممانعت کر دی گئی

(۲۹۱۲) كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَتَزَلَّتْ (وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَأَمَرَ نَابِیُ السُّكُوْتِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے دوران بات چیت کر لیا کرتے تھے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تو تم اللہ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے رہو۔“ تو ہمیں (نماز کے دوران) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ تشریح: الکوکب الدری میں ہے کہ یہ نسخہ مدنی دور میں ہوا ہے کیونکہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مکہ میں نہیں تھے اور کلام فی الصلوۃ کا مسئلہ اختلافی ہے، حنفیہ کے نزدیک نماز میں کلام کی مطلق گنجائش نہیں، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک فی الجملہ (کچھ نہ کچھ) کلام کی گنجائش ہے، پھر ان کے مذہب میں مختلف اقوال ہیں، اور امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے بھی اقوال ہیں۔ تفصیل تحفہ میں گزر چکی ہے، اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے۔

۲۲۔ راہ خدا میں عمدہ چیز خرچ کی جائے

(۲۹۱۳) عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ قَالَ تَزَلَّتْ فِیْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابَ نَحْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ یَأْتِی مِنْ نَحْلِهِ عَلَى قَدَرٍ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ وَكَانَ الرَّجُلُ یَأْتِی بِالْقِنُوِّ وَالْقِنُوِّ فِی عِلْقَةِ فِي الْمَسْجِدِ كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاءَ أَتَى الْقِنُوَّ فَضَرَبَهُ بِعَصَاةٍ فَيَسْقُطُ الْبُسْرُ وَالثَّمَرُ فَيَأْكُلُ كُلُّ وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا یَزْعَبُ فِي الْخِیْرِ یَأْتِی الرَّجُلُ بِالْقِنُوِّ فِیهِ الشَّیْضُ وَالْحَشْفُ وَبِالْقِنُوِّ قِدَانُ كَسَرَ فِی عِلْقَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَیَمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَ لَا تَتَّبِعُوا الْحَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِأَخِذٍ بِهِ إِلَّا أَنْ تُغِیْضُوا فِیْهِ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَهْدَىٰ إِلَیْهِ مِثْلَ

مَا أَعْطَى لَمْ يَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْتِمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ قَالَ فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحٍ مَا عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ وہ یہ فرماتے ہیں یہ آیت ہمارے یعنی انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ ہم کھجوروں کے مالک تھے ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا کرتا تھا کچھ لوگ کھجوروں کا ایک گچھا یا دو گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے تھے کیونکہ اصحاب صفہ کے لیے کسی کے گھر سے کھانا مقرر نہیں تھا اس لیے اگر ان میں سے کسی کو بھوک محسوس ہوتی تو وہ اس گچھے کے پاس آتا تھا اپنی لٹھی کے ذریعے اسے مارتا تھا جس کے نتیجے میں کچھ پکی اور کچھ کچی کھجوریں گر جاتی تھیں تو وہ انہیں کھا لیتا تھا اس طرح کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو خیرات دینے میں رغبت نہیں رکھتے تھے وہ ایسا گچھا لے آیا کرتے تھے جس میں خراب کھجوریں زیادہ ہوتی تھیں یا کوئی ایسا گچھا لے آیا کرتے تھے جو ٹوٹا ہوا ہوتا تھا تو اسے لا کر لٹکا دیتے تھے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اے ایمان والو تم جو کما تے ہو اس میں سے پاکیزہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے زمین میں سے تمہارے لیے نکالا ہے اور خراب چیزیں خرچ کرنے کی نیت نہ کرو حالانکہ تم خود اسے قبول کرنا گوارہ نہ کرو گے ماسوائے اس صورت کے کہ تم اس بارے میں چشم پوشی کرو۔“

راوی بیان کرتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے تم میں سے کسی ایک شخص کو اس طرح کی کوئی چیز تحفے کے طور پر دی جائے تو وہ اسے چشم پوشی کے ساتھ قبول کرے گا یا شرم کی وجہ سے قبول کرے گا حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد ہم میں سے ہر شخص اپنے پاس موجود ٹھیک چیز (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے) لے کر آیا کرتا تھا۔

تشریح: سورة البقرة آیت ۲۶۷ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغِشُّوا فِيهِ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَنِ حَيْثُ كَانَ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کیا کرو، اور اس میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہے، اور اس (کمائی اور پیداوار) میں سے نکمی چیز کا قصد نہ کرو، تم (وہ نکمی چیز) خرچ کرتے ہو جبکہ تم اس کے لینے روادار نہیں ہوتے، مگر یہ کہ تم چشم پوشی کرو (تو اور بات ہے) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ستودہ ہیں۔

اس آیت کا شان نزول روایت ہے۔

غریبوں پر خرچ کرنے کی دو نوعیتیں ہیں:

پہلی: اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا، یعنی غریب کی حاجت پیش نظر نہ ہو۔ اس صورت میں اچھی چیز خرچ کرنے کا حکم ہے، اس آیت میں بھی یہ حکم ہے، اور سورہ آل عمران آیت ۹۲ میں بھی یہ حکم ہے، فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ ”تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک تم اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔“

دوسری: کسی غریب کا تعاون کرنا، یعنی اس کی حاجت پیش نظر ہو، مثلاً ایک حاجت مند سردی کے زمانہ میں لحاف یا چادر مانگتا ہے،

اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ گھر میں جو بہتر سے بہتر لحاف یا چادر ہو وہ دی جائے، بلکہ جو ضرورت سے زائد ہو وہ دینا بھی درست ہے، اس کا بھی اجر و ثواب ملے گا، سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹ میں ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾

ترجمہ: ”لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں (خیرات میں) کیا خرچ کیا کریں؟ آپ ﷺ جواب دیں: جو ضرورت سے زائد ہو (وہ خرچ کرو)۔“

فائدہ: حلال کمائی کی مدح حافظ سیوطی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہ بن نیار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا ہے کہ سب سے اچھا کسب (کمائی) کون سا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جائز تجارت اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔ امام عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی پاکیزہ کمائی سے کھاؤ اور تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے تمہاری اولاد اور ان کے اموال تمہاری ملکیت ہیں۔ امام احمد عبد بن حمید، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے عمدہ کھانا وہ ہے جس کو انسان اپنی کمائی سے کھائے۔ اور انسان کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔

۲۳۔ شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے

(۲۹۱۴) إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَكُمَّ يَابْنَ آدَمَ وَلِلْمَلِكِ لَكُمَّ فَأَمَّا لَكُمُ الشَّيْطَانُ فَإِعَادًا بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبًا بِالْحَقِّ وَأَمَّا لَكُمُ الْمَلِكُ فَإِعَادًا بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقًا بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمِدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ الْآخَرَ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَرَأَ (الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ) الْآيَةَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انسان پر کچھ اثر شیطان کا ہوتا ہے اور کچھ اثر فرشتے کا ہوتا ہے شیطان کا اثر یہ ہوتا ہے کہ شر کا وعدہ ہوتا ہے اور حق کی تکذیب کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ ہوتا ہے اور حق بات کی تصدیق کرنا ہوتا ہے تو جو شخص اپنے اندر کوئی ایسی صورت پائے تو وہ یہ بات جان لے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جو شخص پہلی قسم والا اثر پائے تو شیطان کے شر سے پناہ مانگے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔“

تشریح: سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۸ ہے:

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

ترجمہ: ”شیطان تم سے محتاجی کا وعدہ کرتا ہے، یعنی کہتا ہے: اگر خرچ کرو گے تو محتاج ہو جاؤ گے، اور وہ تمہیں بری بات کا حکم دیتا ہے، یعنی بخل یا فضول خرچی کا مشورہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی طرف سے گناہ معاف کرنے کا اور زیادہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ وسعت والے خوب جاننے والے ہیں۔“

فائدہ: مفسرین کرام فرماتے ہیں: کہ شیطان انسان پر اس طرح حملہ آور ہوتا ہے کہ اگر مال تھوڑا ہے تو وہ بہکا تا ہے کہ اگر یہ مال

صدقات میں دے دیا تو پھر تمہارے پاس کچھ نہیں بچے گا۔ تم مفلس ہو کر دوسروں کے محتاج ہو جاؤ گے۔ جب اس قسم کا خیال آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ شیطانی دوسوہ ہے۔ اگر مال قلیل بھی ہے۔ تو اس میں سے کچھ نہ کچھ دے دو۔ اللہ تعالیٰ بقیہ مال میں برکت دے گا۔ فرمایا: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ (الباء: ۳۸) اگر خرچ کر دو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے ذریعے مال دے دے گا۔ لہذا بخل نہیں کرنا چاہئے بلکہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

وہ تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مالدار آدمی کو فحاشی کے کاموں میں لگا دیتا ہے کہ فکر نہ کرو تمہارے پاس بہت مال ہے خوب عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔ دنیا میں بار بار نہیں آتا لہذا کھاؤ پیو، عیش کرو یا پھر اس کا مال کھیل تماشے اور فضول رسم و رواج پر خرچ کراتا ہے کہیں دھوم دھام سے شادی ہو رہی ہے، ساگرہ منائی جا رہی ہے، باجے بجائے جا رہے ہیں، چراغاں کیا جا رہا ہے، کہیں عرس کئے جا رہے ہیں اور لاکھوں روپیہ ان فضول رسم و رواج پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں۔

۲۲۔ مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ پاک چیزیں کھائے

(۲۹۱۵) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ قَالَ وَذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَارِبِّ يَارِبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اے لوگو بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ چیز کو قبول کرتا ہے اس نے اہل ایمان کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس چیز کا حکم اس نے رسولوں کو دیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے اے رسولو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو تم لوگ جو عمل کرتے ہو میں اس کے بارے میں علم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا ہے: ”اے ایمان والو ہم نے جو تمہیں رزق عطا کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔“

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کر کے اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار پکارتا ہے (یعنی دعائیں کرتا ہے) حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام ہوتا ہے اس کا پینا حرام ہوتا ہے اس کا لباس حرام ہوتا ہے اس کی پرورش حرام چیز کے ذریعے ہوتی ہے تو اس کی دعا قبول کیسے ہوگی؟

اللہ تعالیٰ جس طرح عمدہ خیرات کو پسند کرتے ہیں، پاک چیزیں کھانے کو بھی پسند کرتے ہیں۔ کھانے اور کھلانے کے احکام ایک ہیں، فقہاء نے لکھا ہے: ناپاک چیز بیل بھینس کو کھلانا بھی جائز نہیں، اور مری ہوئی مرغی بلی کو کھلانا بھی جائز نہیں، کیونکہ جو چیز خود کھا سکتے: دوسرے کو بھی نہیں کھلا سکتے، اور اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث میں تین باتیں ہیں:

- (۱) ستھری چیزیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرو، کیونکہ اللہ ستھرے ہیں، وہ ستھری چیز ہی قبول فرماتے ہیں۔
- (۲) پاکیزہ چیزیں کھاؤ، اور حرام چیزوں سے بچو، اللہ تعالیٰ نے سورۃ المؤمنون (آیت ۵۱) میں پیغمبر کو نفیس چیزیں کھانے کا حکم دیا

ہے، اور یہی حکم سورۃ البقرۃ آیت ۷۳ میں مؤمنین کو دیا ہے۔
(۳) اگر پیٹ میں حرام لقمہ ہے، اور جسم پر حرام لباس ہے تو اس کی کوئی دعا قبول نہیں کی جائے گی، چاہے وہ دور دراز کا سفر کر کے، حرم مکی میں پہنچ کر دعا کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور دعا کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہوتا ہے جب غذا حلال نہ ہو تو پھر عبادت اور دعا کی مقبولیت کا بھی استحقاق نہیں رہتا۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۷۸۸)

۲۵۔ خیالات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے

(۲۹۱۶) يَقُولُ لَهَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (إِنْ تَبَدُّوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوْْا يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ) الْآيَةُ أَحْزَنُنَا قَالَ قُلْنَا يُحَدِّثُ أَحَدَنَا نَفْسَهُ فَيَحَاسِبُ بِهَا لَنْدَرِي مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَمَا لَا يُغْفَرُ مِنْهُ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ بَعْدَهَا فَتَسَخَّطَهَا (لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ).

ترجمہ: سدی بیان کرتے ہیں جس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی اس نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے وہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے تم چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب لے گا اور پھر وہ جسے چاہے گا اس کی مغفرت کر دے گا اور جسے چاہے گا اسے عذاب دے گا۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس آیت نے ہمیں غمگین کر دیا تو ہم نے سوچا اگر کوئی شخص اپنے دل میں کسی گناہ کا خیال کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا حساب ہوگا تو پھر ہمیں کیا معلوم اس میں کون سی چیز کو معاف کیا جائے گا اور کون سی چیز کو معاف نہیں کیا جائے گا؟ تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس نے سابقہ آیت (کے حکم) کو منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو اس کی طاقت کے مطابق پابند کرتا ہے آدمی جو نیکی کرے گا اس کا اجر اسے ملے گا اور جو گناہ کرے گا اس کا بدلہ اسے ملے گا۔

سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی تفسیر؟

جب سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِنْ تَبَدُّوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کر دیا کرو یا چھپاؤ ہر حال میں اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا آیت کی اصل مراد تو یہ تھی کہ اپنے اختیار اور ارادے سے جو کوئی عمل اپنے دل میں کرے گا اس کا حساب ہوگا غیر اختیاری دوسرے اور بھول چوک اس میں داخل ہی نہ تھی لیکن قرآن مجید کے الفاظ چونکہ بظاہر عام تھے ان عموم سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ انسان کے دل میں جو خیال غیر اختیاری طور پر آجائے گا تو اس کا بھی حساب ہوگا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے: کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے مؤمن بہت قریب ہوں گے تو ارشاد ہوگا کہ دنیا میں تم نے یہ یہ گناہ کئے تھے مؤمن اقرار کرے گا۔ فرمان ہوگا کہ جس طرح ہم نے دنیا میں پردہ پوشی کی تھی یہاں بھی ہم پردہ پوشی کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر معاف کر دیا جائے گا۔ ہاں منافقین اور کفار کی پردہ داری کی جائے گی۔

اسی طرح حدیث میں ہے: کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ آج کا دن وہ ہے جس میں چھپی چیزوں کا بھی جائزہ لیا جائے گا اور دلوں کے چھپے ہوئے وہ راز بھی کھول دیئے جائیں گے کہ میرے فرشتوں کو بھی جن چیزوں کی اطلاع نہیں اور نہ انہوں نے ان کو لکھا ہے۔ مگر اب تمہیں آگاہ کر کے ان پر محاسبہ کرتا ہوں جسے چاہوں گا بخش دوں گا اور جسے چاہوں گا پکڑ لوں گا۔ چنانچہ مؤمنین کی بخشش ہوگی اور کفار، منافقین کو عذاب دیا جائے گا۔

شان نزول: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت **وَإِنْ تُبْدُوا نَازِلَ هُوَ** تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہایت پریشانی ہوئی۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ نماز، روزہ، صدقات، جہاد وغیرہ اختیاری اعمال کے اب تک مکلف تھے۔ مگر اس آیت کی رو سے خطرات اور وساوس وغیرہ غیر اختیاری چیزوں کا بھی پابند کیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اہل کتاب کی طرح **سَبْعُنَا وَعَصَيْنَا** کہنا چاہتے ہو؟ تمہیں اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے **سَبْعُنَا وَأَطَعْنَا** کہنا چاہئے۔ چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے تعمیل حکم کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرنے چاہے مگر حکم کی اہمیت اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے زبان لڑکھڑانے لگی اس لئے اس جذبہ کی قدردانی ہوتے ہوئے **أَمَّنَ الرَّسُولُ نَازِلَ هُوَ** ہوئی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعمیل حکم کے پیش نظر پھر آیت **لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ** میں تخفیف احکام کی بشارت سنادی گئی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں **أَمَّنَ الرَّسُولُ** اور **لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ** نازل فرمائیں جس نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا جن میں سے پہلی آیت میں مسلمانوں کی مدح و ثناء اور دوسری آیت کی اصل تفسیر بتلائی گئی جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو اشتباہ پیش آیا تھا۔

فائدہ: دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

اول: وہ خیالات جن کا دل ہی سے تعلق ہوتا ہے، قول و فعل سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا، جیسے عقائد صحیحہ اور فاسدہ، یہ باتیں اگر وسوسہ کے درجہ میں ہیں یعنی وہ خیالات دل میں جنمے نہیں ہیں تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں، البتہ اگر وہ عزم کے درجہ میں جائیں تو ان پر جزا و سزا ہوگی۔

دوم: وہ خیالات جن کا تعلق قول سے ہے، جیسے دل میں بیوی کو طلاق دینے کا خیال آیا، یا قسم کھانے کا یا غلام آزاد کرنے کا، یا مطلقہ بیوی کو نکاح میں واپس لینے کا ارادہ ہوا تو جب تک زبان سے ان باتوں کا تکلم نہیں کرے گا: وہ اعمال و وجود میں نہیں آئیں گے۔ **سوم:** وہ خیالات جن کا تعلق عمل سے ہے، جیسے زنا کرنا، قتل کرنا، چوری کرنا وغیرہ۔ ان پر مؤاخذہ اس وقت ہوگا جب اس فعل کا صدور ہو جائے، پس اگر کسی نے دل میں ٹھانا کہ زنا کرنا ہے، یا قتل کرنا ہے تو جب تک یہ افعال صادر نہ ہوں، دنیا و آخرت میں ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

البتہ اگر گناہ کا صدور نیت صحیح ہونے کے باوجود کسی مانع کی وجہ سے نہ ہو تو اس پر آخرت میں مؤاخذہ ہوگا۔

۲۶۔ بعض گناہ دنیا ہی میں نمٹا دیئے جاتے ہیں

(۲۹۱۷) أَلَمْ تَسْأَلْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِنْ تُبْدُوا نَازِلَ هُوَ) أَوْ تُخْفُوا كَأَنْ تُبْدُوا

بِهِ اللَّهُ) وَعَنْ قَوْلِهِ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ) فَقَالَتْ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ هَذِهِ مُعَاتِبَةُ اللَّهِ الْعَبْدَ مَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحُمَى وَالنَّكَبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةَ يَضَعُهَا فِي يَدِ قَوْمِيصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْرَعُ لَهَا حَتَّى أَنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ الْبُزُّ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكِبَرِ.

ترجمہ: امیہ (نامی خاتون) بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا تمہارے دل میں جو بھی ہے تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب لے گا اور اس آیت کے بارے میں دریافت کیا جو شخص برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ ملے گا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا ہے اس کے بعد کسی نے بھی مجھ سے اس کے بارے میں دریافت نہیں کیا آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر عتاب کرنا ہے جو بخار یا کسی غمناک صورتحال کی شکل میں ہوتا ہے یہاں تک کہ آدمی اپنی جیب میں جو چیز رکھتا ہے اور پھر اسے گم کر دیتا ہے (تو وہ بھی اس میں شامل ہوگا) یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے بھٹی میں سے خالص سونا باہر آ جاتا ہے تشریح: مجازات کا سلسلہ دنیوی زندگی سے شروع ہو جاتا ہے، بعض اعمال کی جزا و سزا دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے، مثلاً والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بدلہ دنیا میں ضرور ملتا ہے، اور ماں باپ کی نافرمانی کی، ناپ تول میں کمی کرنے کی اور سود کھانے کی سزا بھی دنیا میں ضرور ملتی ہے، اور یہ سزا گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، چنانچہ آگے معاملہ صاف ہو جاتا ہے اور گناہوں سے پاک صاف کر کے ان کو اٹھایا جاتا ہے۔

۲۷۔ تکلیف شرعی کن امور کی دی جاتی ہے؟

(۲۹۱۸) لَمَّا نَزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (إِنْ تُبَدُّوْا أَمْوَإِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ) قَالَ دَخَلَ قُلُوْبُهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قُلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا فَالْقَى اللَّهُ الْإِيْمَانَ فِي قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (أَمِنْ الرَّسُوْلِ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ) الْآيَةَ (لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ (رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا) الْآيَةَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تمہارے دل میں جو ہے اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب لے گا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی وہ اور کسی چیز کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ یہ کہو ہم اس حکم کو مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں میں ایمان کو القاء کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی رسول پر ایمان لے آیا جو اس کے پروردگار کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور اہل ایمان بھی (ایمان لے آئے) اس آیت کے آخر میں یہ (ہے) اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی گنجائش کے مطابق پابند کرتا ہے آدمی جو نیکی کرتا ہے اسے اس کا اجر ملے گا جو وہ گناہ کرتا ہے اس کا اس

پر وبال ہوگا (بندہ یہ دعا کرے) اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں اور غلط کر بیٹھیں اس کا مواخذہ نہ کرنا۔ (اس پر اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) میں نے ایسا کیا (میں نے تمہاری دعا قبول فرمائی) (بندہ یہ دعا کرے) اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے والوں پر ڈالا تھا۔ (تو پروردگار فرماتا ہے) میں نے ایسا ہی کیا (یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی) (بندے یہ دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ایسی چیز کا پابند نہ کرنا اور ہماری بخشش کر دینا اور ہم پر رحم کرنا۔ (تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) میں نے ایسا ہی کیا (یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی)۔

تشریح: تکلیف مالا یطاق جائز نہیں، یعنی شریعت ایسے امور کا حکم نہیں دیتی جو انسان کے بس میں نہیں، پھر مالا یطاق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ کام جو سرے سے بندے کی قدرت میں نہیں، جیسے اندھے کو دیکھنے کا حکم دینا یا پاچ کو دوڑنے کا حکم دینا، ایسے مالا یطاق امور کی تکلیف شرعاً ممتنع ہے۔

(۲) وہ امور جو بندے کی قدرت میں ہیں، مگر شاق اور دشوار ہیں، جیسے شروع اسلام میں تہجد کی نماز فرض کی گئی تھی، جو ایک مشکل امر تھا، ایسے مالا یطاق امور کا حکم دیا جاسکتا ہے، چنانچہ شروع اسلام میں یہ حکم دیا گیا تھا، اور صحابہ نے سال بھر تہجد پڑھا تھا، پھر یہ حکم ختم کر دیا گیا، کیونکہ ایسے امور میں بھی شریعت بندوں کی سہولت کا خیال رکھتی ہے، مثلاً حائضہ کی نمازیں معاف کر دیں، اور سفر میں نمازیں قصر کرنے کی، اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی، یہ سب سہولت کے پیش نظر ہوا ہے۔

بَابُ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ

سورة آل عمران کی تفسیر

سورة آل عمران مدینہ: سورة انفال کے بعد ۸۹ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۳ پر ہے۔

ربط: سورة فاتحہ سے لے کر سورة مائدہ تک ذیل میں درج ہے: اب سورة فاتحہ سے مائدہ تک ربط یوں ہوگا: اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (فاتحہ) وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ الْبَقَرَةَ كَمَا فَعَلَ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُوْنَ (بقرہ) وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ اٰلَ عِمْرَانَ كَمَا فَعَلَ النَّصَارَى (آل عمران) وَنُؤَيِّدُ حَقُوْقَ النِّسَاءِ رَغْبَةً وَنُؤَيِّدُ صَدَقَاتِهِنَّ نَحْلَةً (نساء) فَانْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً اَنْعَامِكَ وَاَفْضَالِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (مائدہ)

ترجمہ: اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے جس طرح یہود و مشرکین عرب گائے کی اور نصاریٰ آل عمران کے بزرگوں کی عبادت کرتے تھے ہم عورتوں کے حقوق بہ رضا اور رغبت ادا کریں گے پس اے اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے فضل و احسان سے کامیاب فرما۔

ربط معنوی: ① سورة بقرہ کے آخر میں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ سے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی۔ سورة آل عمران میں بتایا کہ وہ کون سے کفار ہیں جن کے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہوا ہے۔ یعنی اس سے مراد مشرکین ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ کے بندوں کو مالک و مختار سمجھ کر مصیبتوں میں پکارتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کو معبود سمجھتے اور ان کو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔

② یہ سورت سورۃ بقرہ کی تفسیر ہے پچھلی سورت میں چار مضامین بیان ہوئے تھے اب اس کی تفسیر ہو رہی ہے۔

③ بقرہ میں توحید پر دلائل ذکر ہوئے اب اس پر شبہات ذکر ہوتے ہیں اور اس کے جوابات ذکر ہوتے ہیں۔

④ سورۃ بقرہ میں یہودیوں سے خطاب تھا اب اس سورت میں نصاریٰ سے خطاب ذکر ہے۔

دبظ: سابقہ سورت میں چھ مضامین بیان ہوئے توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، امور انتظامیہ، امور مصلحہ۔ اس سورت میں ان میں سے چار ذکر کئے گئے ہیں: ① توحید جس کے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کا رد بھی کیا گیا ہے اور زیادہ زور شرک اعتقادی کی نفی پر دیا گیا ہے۔ ② رسالت یعنی حضرت خاتم النبیین ﷺ کی صداقت۔ ③ جہاد فی سبیل اللہ۔ ④ انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

خلاصہ مضامین: اس سورت میں مشرکین نصاریٰ کے توحید کے متعلق پانچ اور رسالت کے متعلق تین شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور سابقہ سورت کے چھ مضامین میں سے چار مضامین کا ذکر ہے ابتدائے سورت سے لے کر ﴿يَا أَيُّهَا مَرُكُمُ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ تک عقیدہ توحید کا بیان ہے۔

پہلے دو شبہات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں شبہ ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، ابن اللہ، کلمۃ اللہ کہا ہے معلوم ہوا یہ اللہ کے نائب ہیں پکارنا چاہیے؟

جواب: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ (رکوع ۱، آیت ۷) یہ متشابہات میں سے ہے محکم اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ جو بھی اللہ کی مراد ہے اللہ کے علم میں ہے۔ اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

دوسرا شبہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو ڈھیوں کو ٹھیک ٹھاک کرتے ہیں مٹی میں پھونک مارتے ہیں جاندار بن جاتی ہیں (گھر میں رکھی ہوئی چیز بتا دیتے ہیں) معلوم ہوا وہ عالم الغیب متصرف الامور ہیں؟

جواب: فرمایا: ﴿يَا ذِينَ اللّٰهِ﴾ سب کچھ یہ جو کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں (رکوع ۵ میں)

تیسرا شبہ: وہ کہتے تھے ہمیں کچھ ایسی عبارتیں ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا ہے اپنی عبادت کا۔ (معاذ اللہ)؟

جواب: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۷۹) ”ایک رسول اور نبی ایسا نہیں کر سکتے۔“

چوتھا شبہ: حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل آتے تھے لا کے دینے والا بھی کوئی نہ تھا معلوم ہوا حاجتوں اور مشکلوں میں ان کو پکارنا چاہیے؟

جواب: ﴿قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران: ۳۷) ”حضرت مریم علیہا السلام فرماتی ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔“

پانچواں شبہ: حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر بے موسم اولاد ہوئی معلوم ہوا وہ کار ساز تھے؟

جواب: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۸) حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی تھی اس کا نتیجہ ہے۔

رسالت کے متعلق شبہات

پہلا شبہ: پہلے انبیاء علیہم السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر اس نبی نے حلال کر دیا ہے؟

جواب: ﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلَالًا لِّبَنِي إِسْرَآءِيلَ﴾ (آل عمران: ۹۳) یہ سب کھانے حلال ہیں جو اللہ نے حلال کئے ہیں۔ فقط حضرت یعقوب علیہ السلام کا اونٹ گوشت چھوڑنا اطباء کے مشورہ پر مبنی تھا۔

دوسرا شبہ: قدیم سے بیت المقدس قبلہ تھا اس نبی نے آ کے بدل دیا؟

جواب: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ﴾ (آیت: ۹۶)

تیسرا شبہ: جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اگر وہ سچے نبی ہوتے تو کفار کے ہاتھوں شکست نہ ہوتی؟

جواب: ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آیت: ۱۲۱)۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح دی جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّوهُمُ بِأُذُنِهِ﴾ (آیت: ۱۵۲)۔ لیکن ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی اللہ پاک نے عارضی شکست دی (محض ابتلاء و امتحان کے لئے) حالانکہ جنگ بدر میں باوجود تعداد کے کم ہونے کے اللہ پاک نے فتح دی۔

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ﴾ (آیت: ۸۱) سے ﴿فَقَدْ هَدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (آیت: ۱۰۱) تک رسالت کا بیان ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ﴾ (آیت: ۱۰۲) سے ﴿لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (آیت: ۱۰۵) تک جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد پھر آخر سورت میں انہی چار مضامین کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ: آخری پیغمبر آچکا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا لایا ہوا پیغام توحید مان لو اور حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ آخری پیغمبر سے مل کر اشاعت توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے نبی کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کے اقرار پر۔ ② سورت ممتاز ہے حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات پر ان الفاظ سے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ...﴾ (آیت: ۱۳۳)۔ ③ سورۃ ممتاز ہے جماعت کے قوانین کے ذکر پر (رکوع ۱۱ میں)۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان ذکر ہے۔

⑤ سورت ممتاز ہے حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت پر ﴿وَاصْطَلِفْنَا عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران: ۴۲)

⑥ سورت ممتاز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے۔

شان نزول: مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو ان کے ساتھ چیدہ چیدہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ وفد میں تین آدمی سرکردہ تھے یعنی عاقب، سید اور ابو حارثہ۔ یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے اور کہا کہ وہ اللہ کے ولد اور نائب ہیں۔ اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہمارے معبود ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب تو زندہ جاوید اور سارے جہان کا نگہبان اور رزاق ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں وہ ماں کے رحم میں اپنی مرضی کے مطابق بچے کی شکل بناتا ہے وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا ان

۱۔ آیات متشابہات میں غور و خوض جائز نہیں

فائدہ: حروف مقطعات کو مقطعات اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے ہر حرف کو ساکن اور دوسرے حرف سے جدا کر کے پڑھا جاتا ہے

اگرچہ لکھنے میں ملا کر ہی لکھا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں مقطعات کہا جاتا ہے۔ حروف مقطعات کا علم یعنی ان کا ترجمہ اور مراد الہی کسی کو معلوم نہیں چنانچہ اصحاب رسول ﷺ میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا فرمان یہ ہے کہ حروف مقطعات کا علم صرف اور صرف اللہ کریم ہی کے پاس ہے۔ کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی، اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حروف مقطعات کا علم صرف اور صرف اللہ کریم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶)

اعتراض: متشابہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اس کے متعلق علماء کے دو طائفہ ہیں اول متقدمین: ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان تو لائیں گے مگر کسی قسم کی تاویل نہ کریں گے۔ دوم متاخرین: انہوں نے متشابہات میں تاویل کی ہے اور شریعت کے اصول کے مطابق تاویل کے بھی قائل ہیں۔

فائدہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر کتاب میں کچھ اسرار ہوا کرتے ہیں اور قرآن مجید کے اسرار مقطعات قرآنیہ ہیں اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی خاص بات ہوا کرتی ہے قرآن مجید میں خاص بات مقطعات ہیں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عام لوگوں کو اسرار کے درپے ہونے سے اور غور کرنے سے روکا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ معنی سمجھے بغیر بھی یہ لوگ احکام مان لیتے ہیں اور قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کامل اطاعت و فرمانبرداری کی آزمائش ہو جاتی ہے۔ صرف پیغمبر علیہ السلام کو یہ اسرار معلوم ہوتے ہیں اگر ان کو بھی معلوم نہ ہوں تو خطاب بے کار ہو جاتا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ کی طرح علماء راخنین علم بھی اسرار مقطعات سے واقف ہوتے ہیں۔ چنانچہ آیت ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ أَمْثَلُ بِهِ﴾ (آل عمران: ۷) کی تفسیر میں یہ دونوں رائیں اصول کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ پھر علماء راخنین کے واقف اور باخبر ہونے میں مندرجہ ذیل مختلف رائیں ہیں:

① بعض اہل علم ان مقطعات کو انہی سورتوں کے نام مانتے ہیں جن کے شروع میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ اور اس مختصر نام رکھنے کا قدیم دستور اہل عرب میں چلا آ رہا ہے جیسے عین سے سونا، چاندی۔ غین سے بادل، نون سے مچھلی، قاف سے ایک مخصوص پہاڑ مراد لیتے ہیں یہی حال ان سورتوں کے نام رکھنے کا بھی ہے۔

② بعض علماء مقطعات کو اسمائے الہیہ کہتے ہیں جن کو تبرکاً بعض سورتوں کے شروع میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھلیعص یا حمہ ۝ عسق کہہ کر دعائیں گاتے تھے۔

③ بعض کے نزدیک یہ حروف اسمائے الہیہ کے اجزاء ہیں چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ الز، حمہ، ن کا مجموعہ الرحمن ہے۔

مولانا مودودی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں ایک غلط بات تحریر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا معنی پہلے زمانہ میں معلوم تھا مگر بعد میں سارے لوگ بھول گئے جس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ان کے معانی جانتے تھے بعد میں امت کے سارے لوگ بھول گئے یہ تو بالکل غلط بات ہے کہ کسی کو بھی اس کا معنی نہ آتا ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۴۹)

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عیسائی: انجیل کے متشابہات کی وجہ سے گمراہ ہوئے، اسی طرح اس امت میں بھی

ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے تشابہات کے پیچھے پڑیں گے، چنانچہ اس امت میں بھی پہلی گمراہی صفات باری تعالیٰ میں غور کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی، معطلہ، مجسمہ، مؤولہ اور مشبہہ فرقتے: صفات میں انتہائی غور و خوض کرنے کی وجہ ہی سے پیدا ہوئے ہیں، ایسی صورت میں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں سے دور رہا جائے، تاکہ آدمی ان کے فتنے سے محفوظ رہے۔

سورۃ آل عمران کی اس آیت کی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات ہیں لیکن قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿كَتَبْنَا أُحْكَمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝﴾ (هود: ۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی ساری آیات محکم ہیں ایک اور آیت میں ہے ﴿كَتَبْنَا مُتَشَابِهًا مَثَانًۢى ۚ تَفْشَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (الزمر: ۲۳) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات متشابہات ہیں۔

اس اشکال کا حل یہ ہے کہ سورۃ ہود کی آیت احکمت ایاتہ سے محکم کے اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے فصاحت و بلاغت اور حق و صداقت کا مضبوط اور مستحکم ہونا مراد ہے اور یہ کہ اس میں کوئی عبت اور فضول کلام نہیں اور دوسری آیت یعنی کتابا متشابہا سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات ایک دوسرے مضمون کی تصدیق اور تائید کرنے والی ہیں ان میں آپس میں معنی اور مفہوم کے لحاظ سے کوئی تعارض نہیں ہوتا

۲۔ نبی ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خاص تعلق ہے

(۲۹۲۱) إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَلَاةً مِنَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ وَلِيَّيَّ ابْنِي وَخَلِيلِي رَبِّي ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ).

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بنی اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے ہر نبی کے دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کچھ (خاص) دوست ہوتے ہیں میرے دوست میرے جد امجد ہیں جو میرے پروردگار کے خلیل ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”بے شک ابراہیم (علیہ السلام) کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ یہ نبی ہیں اور ایمان لانے والے لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دوست ہے۔“

سورۃ آل عمران کی آیت ۶۸ ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾

ترجمہ: بیشک سب لوگوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھنے والے: یقیناً وہ لوگ ہیں جنہوں نے

(ان کے زمانہ میں) ان کا اتباع کیا، اور یہ نبی ﷺ اور یہ ایمان والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے حامی ہیں۔

تشریح: ولایۃ: ولی کی جمع ہے، جس کے معنی یہاں خاص تعلق رکھنے والا ہے، یعنی ہر نبی کا گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے آپ ﷺ کا دوست کون ہے؟ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کا انبیاء میں سے کوئی دوست ہوتا ہے اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے دوست آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر آپ ﷺ نے دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ﴾ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر چیزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں

موافقت کرتے تھے جیسے انبیاء بنی اسرائیل کا خاص تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے، پھر ان کو واسطے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے، پھر ان کے واسطے سے حضرت نوح علیہ السلام سے ہے، پھر ان کے واسطے سے حضرت آدم علیہ السلام سے ہے، اور ہمارے پیغمبر ﷺ کا خاص تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہے، پھر ان کے واسطے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے اور ایسی صورت میں اوپر والے واسطوں کا اثر ماتحت نبوت میں آتا ہے، چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل کی شریعتوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے احوال کا اثر پایا جاتا ہے، اور ہمارے نبی ﷺ ملت اسماعیلی اور ملت ابراہیمی پر مبعوث ہوئے ہیں، اس لئے آپ ﷺ کی شریعت میں ان دونوں ملتوں کے اثرات ہیں۔

۳۔ عدالت میں جھوٹی قسم کھانے کا وبال

(۲۹۲۲) مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لِقَى اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَعَلَنِي فَقَدْ مَثَنِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَلَاكَ بَيْتُهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ دِيٍّ أَحْلَفُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنْ دُنِيَ يَحْلِفُ فَيَذْهَبُ بِمَا لِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال ہتھینا چاہتا ہو جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ حدیث میرے بارے میں ہے کیونکہ میرے اور یہودی کے درمیان کچھ زمین مشترک ملکیت کی تھی اس یہودی نے میری شراکت کا انکار کر دیا میں یہ مقدمہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہارے پاس ثبوت ہے میں نے عرض کی نہیں آپ ﷺ نے یہودی سے کہا تم قسم اٹھا لو میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو قسم اٹھا لے گا اور میرا مال ہتھینا لے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

”بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے نام کے عہد اور اس کی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔“ یہ آیت آخر تک ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۷۷ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

۴۔ آیت پاک ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ کا نزول اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل

(۲۹۲۳) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) أَوْ (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ وَكَانَ لَهُ حَائِطٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَائِطِي لِلَّهِ وَلَوْ اسْتَطَعْتُ أَنْ أَبْرَأَ لَكُمْ أَعْلَنُهُ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِي قَرَابَتِكَ أَوْ أَقْرَبِيكَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم لوگ اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اس چیز کو خرچ نہ کرو جسے تم پسند کرتے ہو۔“ اور یہ آیت نازل ہوئی: ”وہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے۔“

تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کی ان کا ایک باغ تھا (انہوں نے عرض کی) یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ باغ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اگر میں اس بات کو پوشیدہ رکھ سکتا ہوتا تو اس کا اعلان نہ کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو (یہاں پر ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ استعمال ہوا ہے قرایتک یا پھر اقربیک)۔

سورہ آل عمران آیت ۹۲ ہے: ﴿كُنْ تَنَالُوا الْيَوْمَ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا جذبہ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے مسجد نبوی ﷺ کے بالمقابل اور متصل ان کا باغ تھا جس میں ایک کنواں تھا جس کو بیرحاء کہا جاتا تھا نبی کریم ﷺ کبھی کبھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور بیرحاء کا پانی پیتے تھے آپ ﷺ کو اس کنویں کا پانی پسند تھا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ باغ بڑا قیمتی زرخیز اور ان کو اپنی جائیداد میں سب سے زیادہ محبوب تھا اس آیت کے نازل ہونے پر وہ حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تمام اموال میں بیرحاء مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں صرف فرمادیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اس مشورے کو قبول فرما کر اس باغ کو اپنے اقرباء اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنا محبوب گھوڑا خیرات کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خیر کی جائیداد وقف کی۔

۵۔ فرضیت حج کی آیت، اور چند سوالات

(۲۹۲۴) قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنِ الْخَنَاجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِيلُ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ أَتَى الْحَجَّ أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْعَجُّ وَالنَّجُّ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حاجی کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بکھرے ہوئے بالوں کا شخص اور میلے کپیلے کپڑے پہنا ہوا شخص ایک اور شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا حج زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس میں بلند آواز میں تبلیہ پڑھا جائے اور قربانی کی جائے ایک اور شخص کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ (قرآن میں حج کے لیے) جس سبیل کا تذکرہ ہوا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زاد سفر اور سواری۔

سورہ آل عمران آیت ۹۷ ہے: ﴿وَلْيَهْ عَلَى النَّكَاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمے بیت اللہ کا حج کرنا ہے، اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور یہ مضمون کتاب الحج ۴ حدیث ۸۰۳ میں گزر چکا ہے۔
فائدہ: حج کے دو معنی ہیں: ① لغوی ② شرعی۔ لغوی وہ ہے کہ کسی ہستی کو قابل تعظیم جان کر اس کی زیارت کے لیے کثرت سے جانا۔

چنانچہ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ماخذ نمبر ۱: حج کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کسی کی زیارت کے لیے قصد کرنا۔ (مفردات ص ۱۰۶) شرعی معنی: اصطلاح شریعت میں حج یہ ہے کہ مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص زمانہ میں مخصوص جگہ کی زیارت کرنا۔ چنانچہ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ماخذ نمبر ۱: حج کہتے ہیں وقت مخصوص میں افعال مخصوص کے ساتھ مکان مخصوص کی زیارت کرنا۔ (کنز الدقائق ج ۱ ص ۷۲) **فائدہ:** شرائط حج: شرائط تین قسم پر ہیں: اول شرط وجوب: حج میں آٹھ شرطیں ہیں: ① مسلمان ہونا ② عاقل ہونا ③ بالغ ہونا ④ آزاد ہونا ⑤ ایام حج کا ہونا ⑥ زادراہ پر قدرت ⑦ فرضیت حج کا علم ہونا۔ دوم شرط ادائیگی: حج کی ادائیگی کے لیے پانچ شرطیں ہیں ① صحت بدن ② موانع حسی کا نہ ہونا ③ راستہ کا مامون ہونا ④ عورت کے حق میں ایام عدت کا نہ ہونا ⑤ عورت کے ساتھ خاوند یا محرم کا ہونا۔ سوم شرائط صحت: حج کی صحت کے لیے چار شرطیں ہیں: ① اسلام ② احرام ③ مکان مخصوص ④ وقت مخصوص (جابر وی)۔

۶۔ آیت مباہلہ اور اس پر عمل کی تیاری

(۲۹۲۵) لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا كُفَّ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ) الْآيَةُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

ترجمہ: عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم لوگو آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلاتے ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ یہ میرے اہل بیت (بیت) ہیں۔

فائدہ: پہلے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ چارتن (علی، فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہم) نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل کئے گئے ہیں، اور آیت مباہلہ میں لفظ،، اہل بیت،، نہیں تھا، صرف بیٹوں، عورتوں اور خود کو مباہلہ میں شامل ہونا تھا، اور چونکہ آپ ﷺ کی زینہ اولاد حیات نہیں تھی، اس لئے آپ ﷺ نے مباہلہ کے لئے اپنے دونوں نواسوں اور داماد کو بلایا، اور بذات خود بھی مباہلہ کے لئے تیار ہوئے، اور بیویوں کو بلانے کے بجائے بیٹی کو بلایا، کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل ہو چکی تھیں، اور نواسے چونکہ چھوٹے تھے اس لئے بھی ان کے ساتھ ان کی ماں کا ہونا ضروری تھا۔

۷۔ قیامت کے دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے

(۲۹۲۶) رَأَى أَبُو أُمَامَةَ رُءُوسًا مِّنْصُوبَةً عَلَى دَرَجٍ دِمَشْقَ فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ ثُمَّ قَرَأَ يَوْمَ تَبْيِضُ وَجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وَجُوهٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قُلْتُ لِأَيِّ أُمَامَةٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْلَمْ أَسْمَعُهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا

مَا حَدَّثْتُكُمْ هَٰذَا.

ترجمہ: ابو غالب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کے سروں کو دمشق کے ایک منارے پر لٹکے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ جہنم کے کتے ہیں اور آسمان کے بیچ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے بدترین مقتول ہیں اور سب سے بہترین مقتول وہ ہیں جو ان کے ہاتھوں شہید ہوئے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔“ یہ آیت انہوں نے آخر تک تلاوت کی۔

ابو غالب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ نے خود نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانی یہ بات ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ بلکہ تین مرتبہ بلکہ چار مرتبہ یہاں تک کہ انہوں نے سات مرتبہ کا ذکر کیا نہ سنی ہوتی تو یہ تمہارے سامنے ذکر نہ کرتا۔

سفید چہرے والے اور سیاہ چہرے والے کون لوگ ہوں گے؟ ان کی تعیین کے بارے کے مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے۔

(۲) عطاء فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کے چہرے سفید ہوں گے بنو قریظہ اور بنی نضیر کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

(۳) یہ لوگ جنگ صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر کے حروراء مقام میں جمع ہوئے، ان کا لیڈر نافع بن الازرق تھا، اس لئے خوارج ازرقہ بھی کہلاتے ہیں، ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوہا لیا، اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا، جب ان خوارج کے سردمشق کے راستہ پر یہ سرنصب کئے ہوئے دیکھے، پس فرمایا: کلاب النار: یہ لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔

(۴) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ سیاہ چہرے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے ہوں گے جو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت سے پہلے یعنی نبی بننے سے پہلے تو آپ کی تصدیق کرتے تھے لیکن جب آپ نبی بن گئے تو بجائے اس کے کہ وہ آپ کی تائید و نصرت کرتے الٹا آپ کی تکذیب کر دی۔

۸۔ یہ امت بہترین اور معزز ترین امت ہے

(۲۹۲۷) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) قَالَ أَنْتُمْ تَبْتَغُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ.

ترجمہ: بہتر بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”تم سب سے بہتر امت ہو جسے لوگوں کے لیے بھیجا گیا۔“

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں تم لوگوں نے ستر امتوں کی تعداد کو پورا کر دیا ہے اور تم ان سب میں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے افضل ہو۔

سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی فائدہ رسانی کے لئے نکالی

گئی ہو، اس آیت پاک کی تفسیر میں نبی ﷺ نے۔

تشریح: یعنی پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، اور تم آخری امت ہو، اور تمام امتوں سے بہتر اور معزز ہو، کیونکہ اس امت کے ذمے نبیوں والا کام رکھا گیا ہے، اس لئے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور اس کی فضیلت سوا ہو گئی ہے۔

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: اس سے مراد خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اور بعد کے لوگوں میں سے وہ لوگ مراد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد پر ہوں اور ان کے جیسے کام کریں: وہ بہترین لوگ ہیں، جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے وجود میں لائے گئے ہیں، پس گمراہ فرقے اس آیت کا مصداق نہیں بلکہ وہ اہل حق بھی جو صحابہ والا کام نہیں کرتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے، دین کی تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تعلم میں حصہ نہیں لیتے، بلکہ تن پروری میں مشغول ہیں وہ بھی اس آیت کا مصداق نہیں۔

۹۔ ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے

(۲۹۲۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشَجَّ وَجْهُهُ شَجَّةً فِي جَبْهَتِهِ حَتَّى سَالَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوا هَذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ فَتَزَلَّتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ إِلَى آخِرِهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ ﷺ کی پیشانی پر بھی زخم آیا آپ ﷺ کا خون بہتا ہوا چہرے پر آ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرے حالانکہ وہ نبی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دیتا ہے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ...﴾ (آل عمران: ۱۲۸)

”تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ (اللہ تعالیٰ) انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے۔“ یہ آیت آخر تک ہے۔

(۲۹۲۹) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَجَّ فِي وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ وَرُحِيَ رَمِيَّةٌ عَلَى كَتِفِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُهُ وَيَقُولُ كَيْفَ تُفْلِحُ أُمَّةٌ فَعَلُوا هَذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ فَانْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ کے کندھے پر بھی ایک پتھر لگا آپ ﷺ کے چہرے پر خون بہنے لگا آپ اس کو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے وہ امت کیسے فلاح پاسکتی ہے؟ جو اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرے حالانکہ وہ نبی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے (راوی کہتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝﴾

ترجمہ: ”تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے (کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے بے شک وہ لوگ ظالم ہیں۔“

(۲۹۳۰) يَوْمَ أُحُدٍ اَللّٰهُمَّ الْعَن اَبَا سُفْيَانَ الْعَن اَلْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ الْعَن صَفْوَانَ ابْنَ اُمَيَّةٍ قَالَ فَانْزَلْتَ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ) فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَاَسْلَمُوا فَحَسَنَ اِسْلَامُهُمْ.

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے غزوہ احد کے دن یہ دعا کی۔ ”اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت کرے اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔“ راوی بیان کرتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ...﴾ (آل عمران: ۱۲۸)

تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے۔
تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توبہ کی توفیق دی ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔

(۲۹۳۱) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا عَلٰى اَرْبَعَةٍ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ) فَهَذَا هُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے چار افراد کے لیے دعائے ضرر کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾

”تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے بے شک وہ لوگ ظالم ہیں۔“
تو اللہ تعالیٰ نے ان (چاروں) کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

سورہ آل عمران آیت ۱۲۸ ہے: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ آپ ﷺ کا اختیار نہیں، یا تو اللہ تعالیٰ ان کی توجہ فرمائیں گے یا ان کو سزا دیں گے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

آیت کا شان نزول: غزوہ احد میں نبی ﷺ کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا، اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے نبی کے ساتھ یہ معاملہ کیا جبکہ وہ ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے؟ اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی، اور آپ ﷺ کو بددعا کرنے سے روک دیا گیا۔

تشریح: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور حنین و طائف کی جنگوں میں شریک رہے اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ: ابو جہل کے بھائی ہیں، ابو جہل توبہ میں مارا گیا مگر حارث فوج کے پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام بھی اچھا رہا، ان کا شمار بڑے صحابہ میں ہے وہ شام میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے پھر لوٹ کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حنین و

طائف کی جنگوں میں بحالت کفر شریک رہے پھر ایمان لائے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے اور چوتھے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں، حدیبیہ کی صلح میں آپ ہی فریق مقابل تھے، اور فتح مکہ کے موقع پر جب نبی ﷺ نے لوگوں سے سوال کیا تھا: ماذا تقولون؟ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا؟ تو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا: تقول خيرا، تظن خيرا، اخ کریم وابن اخ کریم وقد قلت: ہم اچھی بات سوچ رہے ہیں، اور اچھا گمان باندھ رہے ہیں، آپ شریف بھائی اور شریف بھتیجے ہیں اور آپ ﷺ کا ہاتھ بالا ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے ان کا یہ جواب بہت پسند کیا اور ارشاد فرمایا: لا تثريب عليكم اليوم، انتم الطلقاء۔ جاؤ سب کو معاف کر دیا، آج پچھلی باتوں پر شرمندہ بھی نہیں کیا جائے گا۔

تشریح: ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ ہدایت کا اختیار اللہ کا ہے، محبوب رب العالمین ﷺ کا بھی اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں، اگر آپ ﷺ کا کچھ اختیار ہوتا تو عم محترم ابو طالب کے معاملہ میں ہوتا، جبکہ ان کے معاملہ میں ارشاد پاک ہے: (انک لاتھدی من احببت ولكن اللہ یھدی من یشاء وهو اعلم بالمھتدین) آپ ﷺ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت پانے والوں کو خوب جانتے ہیں۔

فائدہ: روایات میں مذکور آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں قبائل رعل و ذکوان کا واقعہ بھی آیا ہے، ان قبائل نے چند صحابہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا تھا، جس سے نبی ﷺ کو بڑا صدمہ پہنچا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی اور ان قبائل کے لئے بددعا کی پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بددعا موقوف کر دی، یہ واقعہ احد کے بعد کا ہے، اس لئے اصل شان نزول احد کا واقعہ ہے، اور رعل و ذکوان والے واقعہ کو بھی صحابہ نے آیت کا مصداق قرار دیا ہے، اور صحابہ ایسا کرتے تھے۔

۱۰۔ نماز ذکر اللہ کا بہترین ذریعہ ہے

(۲۹۳۲) إِنْ كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

ترجمہ: اسماء بن حکم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں ایک شخص ہوں کہ جب میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی کوئی بات سنی ہو تو اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے ذریعے مجھے نفع عطا کرتا ہے لیکن جب نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی شخص نے کوئی حدیث سنائی ہو تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اگر وہ میرے سامنے قسم اٹھالے تو میں اس کی تصدیق کر دیتا ہوں ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا انہوں نے بتایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہے تو اس شخص کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”وہ لوگ جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں۔“ یہ آیت آخر تک ہے۔

سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ ہے:

﴿أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۝﴾

ترجمہ: آپ ﷺ وہ کتاب پڑھیں جو آپ ﷺ پر وحی کی گئی ہے، اور نماز کی پابندی کریں، بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کی یاد اس سے بھی بڑی چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتے ہیں۔ اس آیت میں نماز کا ایک فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بے حیائی اور ناجائز کاموں سے روکتی ہے، جیسے نالائق بیٹے کو نیک باپ بدچلتی سے روکتا ہے، مگر کبھی بیٹا ماننا نہیں، یہی حال نماز کا ہے، وہ نمازی بندے کو برائیوں سے روکتی ہے مگر کبھی نمازی اس کی نہیں سنتا۔ اور نماز کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے (ولذکر اللہ اکبر) کا یہی مطلب ہے۔

چنانچہ سورہ آل عمران آیات ۱۳۴، ۱۳۵ میں متقیوں (خدا سے ڈرنے والوں) کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو ضبط کرتے ہیں، اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتے ہیں، اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کر گزرتے ہیں، یا ایسا کام کر لیتے ہیں جن سے خود ان کی ذاتوں کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کون ہے؟ اور وہ لوگ اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے۔ یعنی متقیوں کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کبھی ان سے کوئی گناہ صادر نہ ہو، ہاں متقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب بھی اس سے کوئی گناہ صادر ہو جائے وہ اللہ کو یاد کرے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔

گناہ کے بعد توبہ کا حکم:

اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ تہ دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اس گناہ پر صدق دل سے ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو اور اس پر اصرار بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرمادیتے ہیں اور اللہ کے علاوہ اور کوئی گناہ کو معاف بھی نہیں کر سکتا اس آیت پاک سے نبی ﷺ نے صلاۃ التوبہ مشروع فرمائی ہے، یعنی جب کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو پاکی حاصل کرے (نہانے کی ضرورت ہو تو نہائے، ورنہ وضو کرے) پھر کم از کم دو نفلیں توبہ کی نیت سے پڑھے، پھر گڑ گڑا کر دعا کرے، امید ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ صورت نماز ہے، نماز کا مقصد اور اس کا سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، پس اگر صلوۃ التوبہ پڑھ کر توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ پر قلم عفو پھیر دیتے ہیں، باقی تفصیل محولہ بالا جگہ میں دیکھیں۔

۱۱۔ دوران جنگ اونگھ آنا نزول رحمت کی نشانی ہے

(۲۹۳۳) رَفَعْتُ رَأْسِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا يَجِيئُ تَحْتَ حَجَفَتِهِ مِنَ النَّعَاسِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنَ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنٌ نُّعَاسًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں غزوہ احد کے دن میں نے سراٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا ہر ایک شخص اُوگھ کی وجہ سے زمین کی طرف جھکا ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد یہی ہے: ”پھر اس نے غم کے بعد امن والی اُوگھ تم پر نازل کی۔“

(۲۹۳۴) اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ غُشِينَا وَنَحْنُ فِي مَصَافٍ يَوْمَ اُحُدٍ حَدَّثَ اَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ غَشِيَهُ النَّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَاُخِذْتُ وَاسْقُطُ مِنْ يَدِي وَاُخِذْتُ وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرَى الْمُنَافِقُونَ لَيْسَ لَهُمْ هُمْ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ اَجَبْنَ قَوْمٍ وَاَزَعَبَهُ وَاُخِذَ لَهُ لِلْحَقِّ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ہم پر غشی طاری ہو گئی ہم اس وقت غزوہ احد کے دن صف بنا کر کھڑے تھے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ وہ خود بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں اس دن اُوگھ آ گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں اس دن تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگتی تھی میں اسے پکڑ لیتا تھا وہ پھر میرے ہاتھ سے گرنے لگتی تھی میں اسے پکڑتا تھا جب کہ دوسرا گروہ منافقین کا تھا جنہیں صرف اپنی فکر تھی وہ بزدل لوگ تھے اور مرعوب ہو جانے والے لوگ تھے اور حق سے منہ موڑنے والے لوگ تھے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمْنَةً نُّعَاسًا كِي تَفْسِر:

اس آیت میں ”غم“ سے وہ پریشانی مراد ہے جو شکست کے وقت ان کو ہوئی تھی چنانچہ جب مسلمانوں پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے اور جن کو شہید ہونا تھا وہ شہید ہو گئے جنہوں نے شکست کی بوکھلاہٹ سے بھاگنا تھا بھاگ گئے تو میدان جنگ میں باقی رہنے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اُوگھ طاری کر دی تاکہ دہشت اور خوف زائل ہو جائے اس کے بعد مسلمان دوبارہ جمع ہو گئے اور دوبارہ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطاء فرمائی۔

لَعَنَات: یمید: جھک رہا تھا۔ حَجَفَة: چڑے کی ڈھال جس میں لکڑی اور تانت نہ ہو۔ نُعَاس: اُوگھ غنودگی ابتدائی نیند مصاف مصف کی جمع ہے لڑائی میں صف بندی کی جگہ یعنی میدان جنگ۔ اجبن (اسم تفضیل) زیادہ بزدل اربعب (اسم تفضیل) زیادہ ڈرنے والے دہشت زدہ۔

۱۲۔ مال غنیمت میں پیغمبر علیہ السلام خیانت نہیں کر سکتے

(۲۹۳۵) نَزَلَتْ هَذِهِ الْاَيَةُ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلَّ) فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءِ اَفْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلَّ اِلٰى اَخْرِ الْاَيَةِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”نبی کا یہ کام نہیں ہے وہ خیانت کرے۔“ یہ آیت ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو غزوہ بدر کے دن گم ہو گئی تھی بعض لوگوں نے یہ کہا تھا شاید نبی اکرم ﷺ نے اسے لے لیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ خیانت کرے یہ آیت آخر تک ہے۔

مذکورہ روایت میں اس آیت یعنی ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يَخْلُ﴾ (آل عمران: ۱۶۱) کا شان نزول ذکر کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی بعض لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو یہ کہنے والے اگر منافق تھے تو ان سے کوئی بعید بات نہیں کہ وہ ایسی بات کر سکتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے اور اگر کہنے والا نا سمجھ مسلمان ہو تو اس نے سمجھا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح چادر لینے کا اختیار ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں غلول کا گناہ کبیرہ ہونا اور قیامت کے دن اس کی شدید سزا کا ذکر ہے اور یہ کسی نبی کے متعلق یہ گمان کرنا کہ اس نے یہ گناہ کیا ہوگا نہایت بے ہودہ جسارت ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔

لفظ غلول مطلق خیانت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور خاص کر مال غنیمت کے لیے بھی اور مال غنیمت میں چوری اور خیانت کا جرم عام چوریوں اور خیانتوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ مال غنیمت میں پورے لشکر اسلام کا حق ہوتا ہے تو جس نے اس میں چوری کی اس نے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی چوری کی اگر کسی وقت اس کی تلافی کا خیال بھی آئے تو بہت مشکل ہے کہ سب کو ان کا حق پہنچائے یا معاف کرائے۔ یہی حال مساجد مدارس خانقاہوں اور اوقاف کے اموال کا ہے ان میں اگر خیانت کی گئی تو اس کی تلافی کی بھی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے اگر معاف بھی کرائے تو کس کس سے معاف کرائے گا اسی طرح بیت المال کا حکم ہے۔

۱۳۔ شہداء کا مقام و مرتبہ، اور ان کی انتہائی خواہش

(۲۹۳۶) لَقِيتَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِسْتُغْدِ اَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ اَبَاكَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا كَلَّمَ اللَّهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَ اَحْبَبِي اَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَا حًا وَقَالَ يَا عَبْدِي مِمَّنْ عَلَيَّ اَعْطَيْكَ قَالَ يَا رَبِّ تُخَيِّنُنِي فَاَقْتُلُ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي اَنْهُمْ لَا يَزِجِعُونَ قَالَ وَ اُنْزِلَتْ هَذِهِ الْاَيَةُ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

تَوَجَّعُوا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ملاقات مجھ سے ہوئی آپ نے مجھ سے دریافت کیا اے جابر کیا وجہ ہے؟ میں تمہیں شکستہ حال دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور وہ بال بچے اور قرض چھوڑ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ دوں جس کے ہمراہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جی ہاں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے ساتھ حجاب کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تمہارے والد کو زندہ کرنے کے بعد ان کے ساتھ حجاب کے بغیر گفتگو کی اور یہ فرمایا اے میرے بندے میرے سامنے آرزو کر میں تمہیں عطا کروں گا تو انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو مجھے زندہ کر دے تاکہ مجھے دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جائے تو پروردگار نے فرمایا اس بارے میں ہمارا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ لوگ (دنیا میں) واپس نہیں جائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں (اسی بارے میں) یہ آیت نازل ہوئی۔ جن لوگوں کو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہے تم انہیں مردہ ہرگز گمان نہ کرو۔

(۲۹۳۷) اِنَّهُ سِئِلٌ عَنْ قَوْلِهِ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ) فَقَالَ اَمَّا اِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرْنَا اَنَّ اَرْوَاحَهُمْ فِي طَيْرٍ خُصِرَ نَسْرُحٌ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَأْوِي اِلَى قَنَادِيلٍ مُّعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَاطْلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّكَ اِطْلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَازِيدُكُمْ قَالُوا اَرَبْنَا وَمَا نَسْتَزِيدُ وَنَحْنُ فِي الْجَنَّةِ نَسْرُحٌ حَيْثُ شِئْنَا ثُمَّ الطَّلَعَ عَلَيْهِمُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيدُونَ شَيْئًا فَازِيدُكُمْ فَلَمَّا رَأَوْا اَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ قَالُوا اَتُعِيدُ اَرْوَاحَنَا فِي اَجْسَادِنَا حَتَّى نَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَتُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً اُخْرَى.

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

”جن لوگوں کو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا تم انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ہم نے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا تو ہمیں یہ بتایا گیا کہ ان شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں وہاں چلی جاتی ہیں اور ان کا ٹھکانہ ان قندیلوں میں ہوتا ہے جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں ان کے پروردگار نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو تا کہ میں تمہیں مزید عطا کروں تو انہوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار ہم مزید کچھ نہیں چاہتے ہم جنت میں موجود ہیں ہم جہاں چاہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں اس کے بعد پروردگار نے انہیں دوبارہ مخاطب کیا اور فرمایا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو تا کہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ ان (شہداء) نے جب یہ دیکھا انہیں ایسے ترک نہیں کیا جائے گا (یعنی انہیں فرمائش کرنا ہی ہوگی) تو انہوں نے عرض کی تو ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں واپس کر دے تا کہ ہم دنیا میں واپس جائیں اور ہمیں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جائے۔

سورہ آل عمران آیت ۱۶۹ ہے: اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے چند فضائل اور درجات بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد صاحب غزوہ احد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے حالات کی وجہ سے انہیں حضور ﷺ نے شکستہ حال اور پریشان دیکھا تو فرمایا کہ تمہارے والد کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے براہ راست آمنے سامنے بالمشافہ کلام فرمایا ہے درمیان میں نہ تو کوئی پردہ حائل تھا اور نہ کوئی نمائندہ اور قاصد تھا یہ گویا ان کا اعزاز اور خصوصیت ہے جو انہیں اللہ کے راستے میں شہید ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ نیک مومنین کے لیے سامان راحت اور کفار و فجار کے لیے قبر کا عذاب قرآن و سنت سے ثابت ہے تو یہ حیات برزخی جب سب کے لیے عام ہے تو پھر شہید کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: یہ ہے کہ قرآن کریم کی اسی آیت نے یہ بتلایا ہے کہ شہداء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا رزق ملتا ہے اور رزق زندہ آدمی کو ملا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے منتقل ہوتے ہی شہید کے لیے جنت کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی زندگی اسی وقت سے اس کو مل جاتی ہے جو عام مردوں سے ممتاز حیثیت کی ہے۔ اب رہا کہ وہ امتیاز کیا ہے؟ اور وہ زندگی کیسی ہے؟ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے اور نہ ہی جاننے کی ضرورت ہے البتہ بسا اوقات ان کی حیات خاص کا اثر اس دنیا میں بھی ان کے جسموں پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زمین ان کو نہیں کھاتی وہ صحیح سالم باقی رہتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۸/۳۵۶)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ذہب کثیر من المحققین علی انہم احياء فی الحال لکن بحیات روحانیۃ۔ (تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۱۳۸)
علامہ خازن فرماتے ہیں: قلت معناه لا تقولوا امواتاً بمنزلة غیرہم من الاموات بل احياء تصل ارواحہم
الی الجنان کما ورد ان ارواح الشهداء فی حواصل طیر خضر تسرح فی الجنة فہم احياء من هذه الجهة وان
کانوا امواتاً من جهة خروج الروح عن اجسادہم۔ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۹۵)

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ مسلم میں فرماتے ہیں: حاصل الرفع ان ارواحہم فی اجواف طیر يتنعمون من نعم الجنة بخلاف
سائر الاموات فحصل الفرق بین الشهداء وغیرہم وبہ خصت الشهداء بانہم احياء۔ (علامہ سندھی حاشیہ مسلم ج ۱ ص ۷۰)
هذه الارواح بعد المفارقت تتأتم الی ان یردہ اللہ تعالیٰ يوم القيامة وهناك يحصل الاستزار
والتأتم الابدان فهذا قول قال به عالم من الناس مما یؤید شرع وينصر ظاهر القرآن ویزیل الشکوک
والشبهات عما ورد فی کتاب اللہ من صاحب القبر وعذابه فوجب۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۶۷)
علامہ عبدالحق حقانی: ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ اصل میں انسان روح اور بدن اس کے تابع ہے ثواب وعذاب بھی عالم برزخ میں
روح کو ہوتا ہے۔ (عقائد الاسلام ص ۱۶۶)

شہداء و مؤمنین اس بدن کے اعتبار سے دونوں کی موت برابر ہے یعنی دونوں یہاں کے جسم سے بے علاقہ ہو جاتے ہیں۔ (جمال قاضی ص ۱۳)
ہرچہ بادیاد بعد موت نہ ارواح شہداء کو ان ابدان کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے نہ ارواح مؤمنین کو بہر حال ابدان دنیا سے دونوں
شہداء و مؤمنین کے تعلق نہیں رہتا۔ (آب حیات ص ۱۶۸)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ: تحقیق آنست کہ معنی حیات تعلق روح بہ بدن است و در قبر اصل تعلق روح بہ بدن نیست بلکہ
بقاء شعور ادا رک را بعد از مفارقت از بدن تعبیر بحیات فرمودند۔ (مشکلات القرآن ص ۱۳)
حضرت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ: برزخ میں انسان کو جسم مثالی عطا ہوگا جو اس جسم عنصری کے مشابہ ہے۔ گو برزخ میں جسم عنصری
کا ہونا محال نہیں ہے مگر خلاف مشاہدہ ہے اہل کشف کو معلوم ہوا ہے کہ برزخ میں ارواح کو عذاب و ثواب جسم مثالی کے ذریعہ
ہوتا ہے۔ (اشرف الجواب ص ۳۱۲)

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ: لکن لا تشعرون تنبیه علی ان حیاتہم لیست بجسد۔ (بیضاوی ج ۱ ص ۸۲)
وعلیہ الجمهور الصحابة والتابعین وبہ نطقت الایات والسنن۔ (بیضاوی ج ۱ ص ۸۲)

۱۳۔ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی: وہ قیامت کے دن سانپ بن کر گلے میں لپٹے گا

(۲۹۳۸) مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهُ
مِنْ كِتَابِ اللَّهِ (وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْغُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ) الْآيَةَ وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مِصْدَاقَهُ (سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) وَمَنْ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِينٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ
غَضَبَانِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ) الْآيَةَ۔

تَرْجِمَتُہَا: ابو دائل حضرت عبداللہ بنی النبیؐ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں ایک اڑدھار کھے گا پھر اس کے مصداق کے طور پر انہوں نے ہمارے سامنے اللہ کی کتاب کی یہ آیت تلاوت کی۔

”اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اپنے فضل کے تحت عطا کیا ہے جو لوگ اس حوالے سے بخل سے کام لیتے ہیں وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں۔“

ایک مرتبہ انہوں نے یہ بات بیان کی اس کے مصداق کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”ان لوگوں نے جو چیز بخل کے طور پر (خرچ نہیں کی) قیامت کے دن وہ طوق کے طور پر ان کی گردن میں ڈال دی جائے گی۔“

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا) جو شخص قسم اٹھا کر اپنے مسلمان بھائی کا مال ہتھیا لے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے مصداق کے طور پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی یہ آیت تلاوت کی بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کے عوض میں خریدتے ہیں۔

سورہ آل عمران آیت ۱۸۰: مال میں سے اللہ کا حق (زکوٰۃ) نکال دیا جائے تو باقی مال پاک ہو جاتا ہے، اور وہ آخرت میں وبال نہیں بنتا، اور آیت پاک کا مصداق وہ مال ہے جس میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

۱۵۔ اصل کامیاب جو شخص دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں پہنچ گیا

(۲۹۳۹) اَنَّ مَوْضِعَ سَوِّطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا اَقْرَبُ وَاِنْ شِئْتُمْ (فَمَنْ زُحِزَحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعٌ الْغُوْرُ).

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک لٹھی رکھنے جتنی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔ (نبی اکرم ﷺ یا شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

”اور جس شخص کو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔“

سورہ آل عمران آیت ۱۸۵ ہے: اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ اسے جنت مل جائے اور جہنم سے چھٹکارا حاصل ہو جائے اس لیے ایک مسلمان کو آخرت کی تیاری اور اس کی فکر کرنی چاہیے۔ جب فوج کسی جگہ پڑاؤ کرتی تھی تو لوگ اپنے لئے جگہ ریزہ کرتے تھے اور علامت کے طور پر کوڑا رکھ دیتے تھے، جس سے ایک آدمی کے قیام کے بقدر جگہ ریزہ ہو جاتی تھی، اگر کسی کو جنت میں اتنی جگہ بھی مل جائے تو زہے نصیب! وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، کیونکہ دنیا کی ہر نعمت ختم ہونے والی ہے، باقی رہنے والی نعمتیں آخرت کی ہیں، اور باقی رہنے والی چیز اگر چہ تھوڑی ہو، فنا ہونے والی چیز سے بہتر ہوتی ہے

۱۶۔ علم دین کو چھپانا حرام اور عمل کے بغیر تعریف کا خواہش مند ہونا انتہائی مذموم ہے

(۲۹۴۰) اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ اِذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِہٖ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَہٗ لَئِنْ كَانَ کُلُّ اَمْرِئٍ فَرِحَ بِمَا

أَوْتَىٰ وَ أَحَبَّ أَنْ يُحَمَّدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذِّبًا لِّلْعَذَابِ بْنِ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ الْآيَةُ إِنَّمَا أُتِرِلَتْ هَذِهِ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ) وَتَلَا (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُجِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْعٍ فَكَتَمُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَخَرَجُوا وَقَدْ آرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْمَدُوا بِذَلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كِتَابِهِمْ وَمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ.

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں مروان نے اپنے دربان سے یہ کہا اے رافع تم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو ایسا شخص جو ملنے والی چیز پر خوش ہوتا ہے اور یہ پسند کرتا ہے کہ ایسی بات پر اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کی اگر ایسے ہر شخص کو عذاب ہوگا تو پھر ہم سب کو عذاب ہوگا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہارا اس آیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی پھر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم اسے لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو گے۔“

پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اس کے بارے میں تم ہرگز یہ گمان نہ کرو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی نبی اکرم ﷺ نے ان (اہل کتاب) سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس بات کو چھپایا اور آپ ﷺ کو مختلف بات بتادی پھر وہ لوگ چلے گئے ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے جس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا ان لوگوں نے آپ ﷺ کو اسی چیز کے بارے میں بتادیا ہے وہ اس بات پر نبی اکرم ﷺ سے تعریف کے طلب گار تھے اور وہ اس بات پر خوش بھی تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے جس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا (اس کے صحیح جواب کو) انہوں نے چھپالیا تھا۔

سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۸ ہے:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُجِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

ترجمہ: آپ ہرگز گمان نہ کریں ان لوگوں کو جو اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اس کام پر جو انہوں نے نہیں کیا، تو ایسے لوگوں کو آپ عذاب سے بچا ہوا خیال نہ کریں، ان کو دردناک سزا ہوگی۔

تفسیر: نبی ﷺ نے یہود سے کوئی بات دریافت کی، مثلاً یہ معلوم کیا کہ تورات میں میرے اور میری امت کے اوصاف کیا کیا آئے ہیں؟ یہود نے مختصر جواب دیا، چند باتیں بتائیں، اور باقی کو گول کر گئے، پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس سے رخصت ہوئے تو جو باتیں انہوں نے بتائی تھیں اس پر خوش ہوئے، اور وہ اس کے امیدوار ہوئے کہ جو باتیں انہوں نے نہیں بتائیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، پس قرآن کریم نے یہ آیت نازل کی کہ ان نالاقوں کو عذاب سے بچا ہوا خیال نہ کریں، ان کو آخرت میں دردناک

سزا ہوگی۔ مذکورہ دو آیتوں کے شان نزول کے بارے میں احادیث میں دو واقعات منقول ہیں یہ دونوں ہی نزول کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس میں کوئی بعد نہیں کیونکہ ایک آیت کے نزول کے اس متعدد ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: بخاری شریف میں اس آیت کا ایک شان نزول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ عہد نبوی میں منافقین میں سے چند لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نبی ﷺ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ لوگ آپ ﷺ سے پیچھے رہ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد وہ اپنے پیچے رہنے پر خوش ہوتے، پھر جب آپ مراجعت فرما ہوتے تو وہ آپ کے سامنے بہانے بناتے، اور قسمیں کھاتے، اور وہ پسند کرتے کہ ان کی ایسے کام پر تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیا، یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے، اس پر آیت پاک: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا﴾ نازل ہوئی۔ (بخاری حدیث ۴۵۶۷) رہا وہ شخص جو اللہ کی بلا واسطہ یا بالواسطہ بخشی ہوئی نعمتوں پر خوش ہوتا ہے: وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہے، البتہ جو نا کردہ نیک عمل پر تعریف کا خواہاں ہوتا ہے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ

سورة النساء کی تفسیر

سورة النساء مدنیہ: سورة الممتحنہ کے بعد ۹۲ ویں نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴ نمبر پر ہے۔
معنوی ربط: سورہ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ بھی مذکور تھے۔ بقرہ میں توحید کا بیان اور شرک کا رد ہر پہلو سے تھا۔ نفی شرک فعلی، نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری۔ سورہ آل عمران میں توحید و رسالت سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا اور شرک اعتقادی کی نفی کی گئی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ اب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لئے سورہ نساء میں تفصیل سے امور انتظامیہ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ایک امر مصلح (نماز) کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نماز امور انتظامیہ پر عملدرآمد کرنے میں مدد و معاون ہے گویا کہ سورہ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون (امور انتظامیہ) کو سورہ نساء میں شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

② سابقہ سورت میں فرمایا: ﴿أَصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾ (آل عمران: ۲۰۰) ”جہاد میں ثابت قدم اور مستعد رہنے کا ذکر ہے“ اس سورت میں نفس کا ذکر ہے ﴿مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ ”تو نفس سے جہاد بھی کرنا ہے۔“

نبی ﷺ نے فرمایا: اکبر جہاد وہ نفس سے جہاد کرنا ہے نفس گناہوں پہ اُبھارے گا مگر ثابت قدم رہنا۔

③ سابقہ سورت میں ہجرت کا تذکرہ ہے: ﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ مہاجرین کا بڑا مقام ہے ادھر سورة النساء ہے ربط یوں ہوگا کہ مہاجرین کا بڑا مقام ہے مگر انصار کا بھی کم نہیں ہے، انصار نے ہی تو عورت جیسی چیز مہاجر بھائی کے لئے قربان کر دی جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک اپنے مہاجر بھائی کو شریعت کے مطابق دے دی۔

مختصر خلاصہ: سورة نساء میں جو امور انتظامیہ مذکور ہیں وہ چونکہ دو قسم کے ہیں کچھ امور ایسے ہیں جن کا تعلق پبلک اور عام لوگوں سے ہے اور کچھ امور حکام کے متعلق ہیں اس اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے۔

پہلا حصہ ابتداء سے لے کر ﴿وَوَدَّ خُلُوهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا﴾ (رکوع ۸) تک ہے۔ اور دوسرا حصہ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ﴾ (الایۃ) سے لے کر ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا﴾ (رکوع ۱۸) تک ہے۔

پہلے حصے میں احکام رعیت (چودہ احکام میت ہیں) اور دوسرے حصے میں احکام سلطانیہ (نوا احکام سلطانیہ ہیں)۔ (از جواہر القرآن) کا بیان ہے۔ اور ہر حصہ کے بعد اصل مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اوّل کے بعد اجمالاً اور حصہ دوم کے بعد تفصیل کے ساتھ۔ احکام رعیت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور احکام سلطانیہ کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہونے دو۔ سورت کی ابتداء میں تحریفِ اخروی ہے یعنی احکام آگے آرہے ہیں ان کو بجالاؤ ورنہ آخرت میں تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ بیان کئے گئے ہیں (ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو، احسان کرو) احکام رعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو اور اس کے بعد ہی باقی دونوں (شرک نہ کرو، احسان کرو) امور بھی مذکور ہیں۔

احکام رعیت: احکام رعیت چودہ (۱۴) ہیں۔

(۱) یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے: ﴿وَإِذَا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالُهُمْ... تَا... حُوبًا كَيْدًا﴾
(۲) اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور ان کے دوسرے حقوق ادا کرو۔ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا... تَا... ذَلِكْ آذَىٰ آلَا تَعُولُوا﴾

(۳) یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے مہر بھی ادا کرو۔ ﴿وَإِذَا النِّسَاءُ صَدَّقْتِهِنَّ نِحْلَةً... تَا... هَنِيئًا مَرِيئًا﴾
(۴) یتیم بچوں کو ان کا مال اس وقت تک نہ دو جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جائیں ہاں اگر دینا بھی ہے تو گواہ بنا لو تا کہ معلوم ہو جائے کہ تم نے ان کا مال نہیں کھایا۔ ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ... تَا... وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا﴾
(۵) میت جو مال چھوڑے اس میں سب ورثاء کا حق ہے اور ان کے حصے بھی قرآن نے مقرر کئے ہیں کسی وارث کی حق تلفی نہ کرو یتیم ہو یا غیر یتیم ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ... تَا... وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾

(۶) ورثاء کے یہ حصے مقرر ہیں ان کے مطابق تقسیم کرو۔ ﴿يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ... تَا... وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾
(۷) مردوں اور عورتوں کو وراثت سے حصہ دو ضرور ہاں اگر ان میں سے کوئی برافعل کرے تو اسے قانون شرعی کے مطابق سزا دو۔ ﴿وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ... تَا... أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

(۸) ورثاء کو وراثت سے مال تو ملتا ہے عورتیں نہیں ملتیں ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو کرلو۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ... تَا... وَآخِذْنَ مِنْكُمْ مِّبْنًا قَاغِيظًا﴾

(۹) عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن ان درج ذیل عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ بخوشی نکاح کریں۔ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ... تَا... كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾

(۱۰) جن عورتوں سے نکاح جائز ہے بصورت نکاح ان کا مہر ادا کرنا ضروری ہے خواہ یا لونڈیاں۔ لونڈیوں سے نکاح اس لئے جائز ہے تاکہ تم ظلم (زنا) سے بچ سکو۔ ﴿وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَدَّاعَ ذَلِكُمْ... تَا... وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا﴾

(۱۱) مَالِ يَتِيمٍ، وراثت اور مہر کے علاوہ بھی کوئی حرام مال کسی صورت نہیں کھانا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَاْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ... تَا... وَ نَذْلَكُمْ مُدًّا خَلَا كَرِيمًا﴾

(۱۲) وارثوں کے جو حصے مقرر کئے گئے ہیں کسی سے حسد نہیں کرنا کی کر کے ظلم نہیں کرنا اور جس کا حصہ زائد ہے اس کی خواہش نہ کرنا۔ ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ... تَا... إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾

(۱۳) اگرچہ عورتوں کا وراثت سے حصہ ہے مگر مردوں کو عورتوں پر بالادستی حاصل ہے۔ ان پر خاوندوں کی عزت فرمانبرداری لازم ہے دو وجہ سے۔

اول: اس وجہ سے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔

دوم: اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر مال خرچ کرتے ہیں۔ اگر عورت میں بد خوئی ہو تو نصیحت کرو بقدر ضرورت مابھی سکتے ہو مگر ظلم نہیں کرنا۔ ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ... تَا... إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾

(۱۴) اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنی چاہیے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا... تَا... إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾ یہاں تک چودہ احکام رعیت ہیں اس کے بعد اجمالاً توحید کا تذکرہ ہے۔

احکام سلطانیہ: احکام سلطانیہ نو (۹) ہیں:

(۱) حق داروں کو ان کے حق دلو اور فیصلے انصاف سے کیا کرو ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا... تَا... ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

(۲) اے حکمرانو! اٹھو اور تہیاریوں سے مسلح ہو کر اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِزْبَكُمْ... تَا... فَسَوْفَ نُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

(۳) جو کمزور اور ضعیف مسلمان مکہ مکرمہ میں ظالم مشرکوں کے پنجہ میں تکلیف میں ہیں ان کو چھڑاؤ (آج بھی کمزور مسلمانوں کی امداد مشرک کافر کے مقابلے میں حکمرانوں پے لازم ہے۔ مگر ہائے کاش۔ (ظل) ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ... تَا... إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾

(۴) راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو مدینہ منورہ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں وہ منافقین تمہیں ملیں تو انہیں بھی ختم کر ڈالو۔ البتہ جو مدینہ منورہ میں ہی باقی ہیں انہیں قتل نہیں کرنا ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ... تَا... جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴾

(۵) اگر راستہ میں کسی مسلمان نے کوئی مسلمان قتل ہو جائے تو اس کے متعلق احکام یہ ہیں۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقتُلَ مُؤْمِنًا... تَا... وَاعْدَلْ لَهُ عَدْلًا عَظِيمًا﴾

(۶) اگر راستہ میں کوئی تمہیں کہے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کی لالچ میں اسے قتل نہ کرو۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ... تَا... إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾

(۷) اے مکہ کے محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کی جماعت تو بھیج رہا ہوں لیکن تم مکہ سے ہجرت کرنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ... تَا... وَكَانَ اللَّهُ عَفْوَ غَفُورًا﴾

(۸) جہاد کے لئے جارہے ہو تو نماز میں قصر کرو اور میدان کارزار میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملہ کا ڈر بھی ہو تو نماز اس طریقہ سے ادا کرو (میدان جہاد زندگی موت کی کشمکش میں بھی نماز معاف نہیں ہے ہاں قصر کر سکتے ہو۔ ہائے افسوس! ان لوگوں پرے جو امن و سلامتی میں رہ کر بھی نہیں پڑھتے (ظل) ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ... تا...﴾ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿﴾

(۹) جب آپ سفر جہاد پر جائیں تو قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں نہ کہ ظن و تخمین سے ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ... تا...﴾ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿﴾

نواح کام سلطانیہ کے بعد مسئلہ توحید کا تفصیلاً ذکر ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ نوٹ: نواح کام سلطانیہ کے درمیان جا بجا مشرکین منافقین اور اہل کتاب کے لئے زجریں، تخیلیں اور شکوے بھی مذکور ہیں۔ مختصر خلاصہ: لوگو! معاندین کے ساتھ جہاد کرنے سے پہلے تمہاری تنظیم اور باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا توحید و رسالت و معاد پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ کی تعلیم حاصل کر کے ان پر کاربند ہو جاؤ تا کہ منظم و متحد ہو کر مشرکین سے جہاد کر کے فتح یاب ہو سکو، اس طرح توحید کا مسئلہ چار دانگ عالم میں پھیل جائے گا اور شرک کا زور ٹوٹ جائے گا۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ معاشرے کی اصلاح کا تذکرہ ہے۔ ② مرد کی سربراہی کا تذکرہ ہے۔ ③ یتیم سے اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے اس کے مال کی حفاظت کرنی ہے۔ ④ وراثت کے تمام احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ⑤ عورتوں کو نصیحت دینے کے چار طریقوں کا تذکرہ ہے (آیت ۳۴) ⑥ قبول ایمان کی تین شرائط کا تذکرہ ہے۔ (آیت ۶۵) ⑦ چار قسم کے افراد اللہ پاک نے بہتر بنائے ہیں (آیت ۶۹)۔

۱۔ آیات میراث کا شان نزول

تشریح: یہ روایت پہلے (حدیث ۲۰۹۶ ابواب الفرائض ۶ میں) گزر چکی ہے، مگر یہ روایت صحیح نہیں، پھر ابواب الفرائض (۷) میں یہی روایت حضرت ابن عیینہ کی سند سے آئی ہے، اس میں ہے کہ آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَامَةِ﴾ (النساء: ۵۷) اس موقع پر نازل ہوئی ہے، یہ بات صحیح ہے، اور آیت ﴿يُؤْصِيكُمُ اللَّهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ﴾ (النساء: ۱۱) حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیوں کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے، اور یہ روایت پہلے حدیث ۲۰۹۲ ابواب الفرائض گزر چکی ہے۔

۲۔ شوہر والی عورتیں حرام ہیں، مگر جو باندی بنائی جائیں وہ حلال ہیں

(۲۹۴۱) مَرَضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُوذُنِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمَّا أَفَقْتُ قُلْتُ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَسَكَتَ عَلَيَّ حَتَّى نَزَلَتْ (يُؤْصِيكُمُ اللَّهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ) (النساء: ۱۱)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بیمار ہوا نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے اس وقت مجھ پر بے ہوشی طاری ہو چکی تھی جب مجھے افاتہ ہوا تو میں نے عرض کی میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے ایک مذکر کا حصہ دو مؤنث کے برابر ہوگا۔“

(۲۹۳۲) لَبَّائِكُنَّ يَوْمَ أُوطَاسٍ أَصَبْنَا نِسَاءَ لَهْنٍ أَزْوَاجٍ فِي الْمُسْرِ كَذُنٍ فَكِرِهَهُنَّ رِجَالٌ مِمَّنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ اوطاس کے موقع پر ہم نے ایسی خواتین کو پکڑا جن کے شوہر مشرکین میں موجود تھے بعض لوگوں نے ان خواتین کے ساتھ (صحبت کرنے) کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
”اور شادی شدہ عورتیں البتہ جو تمہاری ملکیت میں آجائے (ان کا حکم مختلف ہے)۔“

(۲۹۳۳) أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ أُوطَاسٍ لَهْنٍ أَزْوَاجٍ فِي قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَزَلَتْ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے جنگ اوطاس کے دن کچھ قیدیوں کو پکڑا جن کے شوہر ان کی قوم میں موجود تھے ان کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔
”شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں البتہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں (ان کا حکم مختلف ہے)۔“

سورۃ النساء آیت ۲۴ میں ہے: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ اور یہ حدیث ان سندوں کے ساتھ کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

۳۔ بڑے کبیرہ گناہ کیا ہیں؟

(۲۹۳۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا کبیرہ گناہوں کے بارے میں یہ فرمان نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا (کبیرہ گناہ یہ ہیں) کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی بات کہنا (یا جھوٹی گواہی دینا)۔

(۲۹۳۵) إِلَّا أَحَدِيثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِيًّا قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابوبکر اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی کیا میں تمہیں بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو لوگوں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ (بتائیے) آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا (راوی بیان کرتے ہیں) آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حالانکہ پہلے آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹی گواہی دینا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹ بولنا۔
راوی بیان کرتے ہیں اس جملے کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے یہ سوچا کہ اب آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

(٢٩٣٦) إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَائِرِ الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَتِيمِ الْغُمُوسُ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللَّهِ يَمِينٌ صَبْرًا فَادْخُلَ فِيهَا مِثْلَ جَنَاحِ بُعُوضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کبیرہ گناہوں میں کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا جھوٹی قسم کھانا (شامل ہیں) جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم اٹھائے گا جبکہ وہ قسم ہی فیصلہ کن ہو وہ شخص اس میں پھنسر کے پر جتنا جھوٹ شامل کر دے تو اس کے دل میں قیامت تک کے لیے ایک (سیاہ) نکتہ ڈال دیا جائے گا۔

(٢٩٣٤) الْكَبَائِرُ إِلَّا شَرَّكَ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْغَبُوسُ شَكَّ شُعْبَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کبیرہ گناہوں میں (یہ شامل ہے) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹی قسم اٹھانا یہ شک شعبہ نامی راوی کو ہے۔

سورۃ النساء آیت ۳۱ ہے: ﴿إِنْ تَجْنِبُوا كِبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا﴾

کبیرہ گناہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں، جامع ترین قول یہ ہے کہ (۱) جس گناہ پر کوئی وعید آئی ہو (۲) یا حد مقرر کی گئی ہو (۳) یا اس گناہ پر لعنت آئی ہو (۴) یا اس میں خرابی کسی ایسے گناہ کے برابر زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہے (۵) یا وہ کام آدمی نے دین میں سستی کی راہ سے کیا ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا مقابل صغیرہ گناہوں کا کی حدیثوں میں احاطہ نہیں کیا گیا۔

کبار کی تعداد کیا ہے؟ احادیث میں کبار کی تعداد مختلف منقول ہے بعض میں سات نو گیارہ چالیس ستر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سات سو کی تعداد بھی منقول ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس تعداد سے حصر بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ موقع محل کے لحاظ سے اس گناہ کی سنگینی اور اس وقت کے حالات اور تقاضے کے اعتبار سے یہ مخصوص تعداد بیان کی گئی ہے ورنہ کبار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۴۔ دنیوی احکام میں عورتوں کا مردوں سے کم درجہ ہونا، اور آخرت میں برابر ہونا

(٢٩٣٨) أَنَّهُمَا قَالَتِ يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ وَإِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْبَيْرَاطِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ مُجَاهِدٌ وَانْزَلَ فِيهَا إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَوَّلَ ظَعِينَةٍ قَدِمَتْ الْمَدِينَةَ مِنْهَا جَرَّافًا.

تو جہنم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی مرد جہاد میں شریک ہوتے ہیں خواتین جہاد میں شریک نہیں ہوتی ہیں ہمیں وراثت کا نصف حصہ ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو تم میں سے بعض پر جو فضیلت دی ہے اس حوالے سے آرزو نہ کرو۔“

مجاہد بیان کرتے ہیں اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ بے شک مسلمان مرد اور عورتیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئی تھی۔

سورة النساء آیت ۳۶ ہے:

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝﴾

عنصر: اس آیت میں اسی دنیوی تفاوت کا ذکر ہے، فرمایا: اگر اللہ نے عورت کو عورت بنایا ہے تو وہ مرد ہونے کی تمنا نہ کرے، اسی طرح مرد مہینہ میں تیس دن نماز پڑھتا ہے، اور عورت ماہواری کے دنوں میں نماز نہیں پڑھتی تو وہ اس کی تمنا نہ کرے کہ کاش وہ بھی تیس دن نماز پڑھتی، یہ اللہ کی تقسیم ہے وہ جس صنف کو جو نعمت بخشیں دوسری صنف کو اس کی تمنا نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح عورتوں کو حمل کی، وضع حمل کی، بچے کو دودھ پلانے کی، اور اولاد کو پالنے پوسنے کی جو فضیلت حاصل ہے: اس کی مرد تمنا نہ کریں کہ کاش وہ بھی عورت ہوتے تو ان کاموں کا ثواب حاصل کرتے اللہ تعالیٰ نے ہر صنف کا دائرہ کار الگ رکھا ہے۔

(۲۹۴۹) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا أَسْمَعُ اللَّهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهَجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے حوالے سے خواتین کا بھی ذکر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”میں تم سے کسی بھی مذکر یا مؤنث کے کئے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کروں گا تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔“

۵۔ دوسرے سے قرآن سننے میں بھی ایک فائدہ ہے

(۲۹۵۰) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَرَأْتُ مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا عَزَمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا میں آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کروں نبی اکرم ﷺ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے میں نے آپ ﷺ کے سامنے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا اس وقت کیا عالم ہوگا جب ہم ہر امت میں سے شہید لائیں گے اور تمہیں ان سب پر گواہ کے طور لائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے میری طرف اشارہ کیا جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(۲۹۵۱) قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اقْرَأْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنِي النَّبِيَّ ﷺ تَهْمَلَانِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے سامنے تلاوت کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ

میں آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کروں؟ جبکہ آپ ﷺ پر اسے نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے میں اسے دوسرے کی زبانی سنوں (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں) میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا۔ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیت کا مطلب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سن کر نبی کریم ﷺ اس لیے روئے تھے کہ آپ کے سامنے قیامت کا منظر آ گیا اور آپ کو اپنی امت کے ان لوگوں کا خیال آیا جو عمل کرتے ہی نہیں یا یہ کہ اعمال میں کم خور ہوں گے جس کی وجہ سے انہیں عذاب ہوگا۔ جن لوگوں نے اللہ کے احکام دنیا میں نہیں مانے، ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء کرام علیہم السلام کے اظہارات سنے جائیں گے، اور جو معاملات انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں پیش آئے ہیں، وہ سب ظاہر کر دیئے جائیں گے، اور انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد ان کے مخالفین پر جرم عائد کر دیا جائے گا، اور ان کو سزا ہوگی، ہمارے نبی ﷺ کو بھی اس وقت اپنے مخالفین کے سامنے بطور گواہ پیش کیا جائے گا، اور یہ مضمون سورۃ النحل آیت ۸۹ میں آیا ہے۔

فائدہ: جس طرح خود قرآن کریم پڑھنے کا فائدہ ہے، اسی طرح دوسرے سے قرآن سننے کا بھی ایک فائدہ ہے اور یہ دونوں فائدے مطلوب ہیں، مگر ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ سے قرآن سننے پر اکتفا کرنا اور خود نہ پڑھنا بڑی محرومی کی بات ہے، اصل خود پڑھنا ہے، البتہ دوسرے سے سننے کا بھی ایک فائدہ ہے۔ اور یہ مسئلہ تو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے مگر قرآن کریم کی تفسیر سے اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں۔

۶۔ نشہ کی حالت میں نماز جائز نہیں

(۲۹۵۲) صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَا نَا وَسَقَانَا مِنَ الْحَمْرِ فَأَخَذَتِ الْحَمْرُ مِنَّا وَخَصَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدْ مُوِنِي فَقَرَأْتُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ).

ترجمہ: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا انہوں نے ہمیں بلالیا اور ہمیں شراب پلائی شراب نے ہم پر اثر کیا (یعنی ہم پر مدہوشی طاری ہوئی) اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا ان لوگوں نے مجھے آگے کر دیا میں نے یوں تلاوت شروع کی۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ.
تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾

”اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ اس وقت تک جب تک تمہیں یہ علم نہ ہو جو تم پڑھ رہے ہو۔“

اس حدیث میں اس زمانے کا واقعہ ہے جس میں شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعوت میں شراب پی پھر

نشہ میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو سورۃ کافرون کی قراءت میں غلطی کر دی کہ جس سے معنی تبدیل ہو گئے چنانچہ انہوں نے پڑھا نحن نعبد ما تعبدون کہ ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی پر اگر نیند کا شدید غلبہ ہو یا کسی دوا کی وجہ سے ایسی غنودگی ہو کہ اسے کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا ہو یا نشہ کی حالت میں ہو تو ان تمام مواقع میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۷۔ باہمی اختلافات کا شریعت سے فیصلہ کرانا ضروری ہے

(۲۹۵۳) اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِجَ الْمَاءِ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاحْتَضَمُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ وَأَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) الْآيَةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرہ سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جس کے ذریعے لوگ اپنے باغات کو سیراب کیا کرتے تھے انصاری نے کہا پانی کو چلتا رہنے دیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا وہ لوگ اپنا مقدمہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا اے زبیر تم (اپنے باغ کو) سیراب کر لو اور پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو اس بات پر انصاری غصے میں آ گیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ (آپ ﷺ نے یہ فیصلہ اس لیے دیا ہے) کیونکہ یہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں (راوی بیان کرتے ہیں تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا) (غصے کی وجہ سے) متغیر ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر تم (اپنے باغ کو) سیراب کرو اور پانی کو روک کے رکھو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

”تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں اختلافی معاملات میں تمہیں حاکم تسلیم نہ کریں۔“

سورۃ النساء کی آیت ۶۵ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

فائدہ: آیت کے شروع میں جو لایا ہے وہ درحقیقت محکموں پر داخل ہے، اور تحکیم: کے معنی ہیں: فیصلہ کروانا، اور حکم بنانے کے تین مراتب ہیں: (۱) اعتقاد سے (۲) زبان سے (۳) عمل سے۔ اعتقاد سے حکم بنانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہر دنیوی نزاع کا فیصلہ شریعت سے کرنا ضروری ہے، پھر زبان سے اس کا اقرار بھی کرے، اور عمل سے اس کا مظاہرہ بھی کرے، یعنی اپنے

مقدمات غیر مسلم حج کے سامنے نہ لے جائے، بلکہ دین جاننے والوں سے اس کا فیصلہ کرائے۔ پہلا مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہے، اس کا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے، منافقین میں اسی کی کمی تھی، اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہے، اس کا نہ ہونا عند الناس کفر ہے، اور آخری مرتبہ صلاح و تقویٰ کا ہے، اور اس کا نہ ہونا فسق ہے، اور تنگی سے مراد طبعی تنگی نہیں ہے، وہ تو معاف ہے، بلکہ ایمانی تنگی مراد ہے۔ اور کی حدیث پہلے ابواب البیوع میں گزر چکی ہے۔

۸۔ نبی ﷺ نے مصلحت سے منافقین کو قتل نہیں کیا

(۲۹۵۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (فَمَا لَكُمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَعْتَيْنَ) قَالَ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيقَيْنِ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَقُولُ أَقْتُلْهُمْ وَفَرِيقٌ يَقُولُ لَا فَتَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (فَمَا لَكُمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَعْتَيْنَ) فَقَالَ إِنَّهَا طَيِّبَةٌ وَقَالَ إِنَّهَا تَنْفِي الْخُبْرَ كَمَا تَنْفِي النَّارَ حَبَّتِ الْحَبِّدِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو؟“ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانے والوں میں سے کچھ لوگ واپس آ گئے تو عام لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے ان کے حوالے سے دو فریق بن گئے ان میں سے ایک فریق کا یہ کہنا تھا ان لوگوں کو قتل کر دو یہ جنگ میں شرکت کئے بغیر واپس آ گئے (یہ منافق ہیں) ایک گروہ کا یہ کہنا تھا ایسا انہیں ہوگا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (مدینہ منورہ) طیب ہے یہ ناپاکی کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل (رنگ) کو نکال دیتی ہے۔

سورۃ النساء کی آیت ۸۸ ہے:

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فَعْتَيْنَ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝﴾

ترجمہ: پس تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں میں دو گروہ ہو گئے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ہے ان کی بد عملی کی وجہ سے! کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیا ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دین اس کے لئے تم ہرگز کوئی سبیل نہیں پاؤ گے۔

ایسی ہی ایک بد تمیزی عبد اللہ بن ابی کی اس وقت سامنے آئی تھی جب اس نے کہا تھا: جب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔ (سورۃ المنافقین آیت ۸) اس وقت بھی نبی ﷺ سے اجازت چاہی گئی تھی کہ عبد اللہ کو قتل کر دیا جائے، بلکہ ان کے بیٹے نے اس کی پیش کش کی تھی، مگر آپ ﷺ نے یہ فرما کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو روک دیا کہ لوگ قیامت تک پروپیگنڈہ کریں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بخشا ان کو بھی تہ تیغ کیا اسی مصلحت کے پیش نظر نبی ﷺ نے احد کی جنگ کے موقع پر جو واقعہ پیش آیا تھا اس میں بھی منافقین سے درگزر کیا تھا۔

سورۃ نساء کی اس آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ﴾ کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں اور سب ہی اس کے نزول کا سبب بن سکتی ہیں چند روایات یہ ہیں:

(۱) ایک تو یہ واقعہ ہے جو مذکورہ حدیث میں ہے۔ جب میدان احد پہنچ گئے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے ساتھ تین سو بندوں کو یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ میری رائے پر حضور ﷺ نے عمل نہیں کیا اب مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی میدان جہاد سے لوٹ کر آنے والے منافقین کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو طبقے ہو گئے ایک کی رائے یہ تھی کہ یہ کافر ہیں لہذا انہیں قتل کر دیا جائے جبکہ دوسرے طبقے کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ یہ کلمہ گو ہیں بظاہر مسلمانوں کی طرح اعمال کرتے ہیں لہذا انہیں قتل نہ کیا جائے اس پر یہ آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ﴾ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کفر میں جا چکے ہیں وہ سب اسلام سے بری ہیں انہیں مسلمان نہ سمجھا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ ایک پاکیزہ جگہ ہے اس میں کوئی گندی چیز نہیں رہ سکتی یہ نکال دیتا ہے لہذا اگر کوئی منافق ہے کفر پر چلا گیا ہے تو اسے بھی نکال دے گا۔

۹۔ مؤمن کو عداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہوگی

(۲۹۵۵) يَجِيئُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيئَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْعَبُ دَمًا يَقُولُ يَا رَبِّ هَذَا قَتَلَنِي حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ قَالَ فَذَكِّرُوا الْإِبْنَ عَبَّاسَ التَّوْبَةُ فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّيًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) قَالَ مَا نُسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا بَدَّلَتْ وَأَتَى لَهُ التَّوْبَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا اس مقتول کی پیشانی اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی شہ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا وہ عرض کرے گا میرے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس قاتل کو عرش کے قریب لے آئے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے توبہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزاء جہنم ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی اس کا حکم تبدیل نہیں ہوا ہے پھر توبہ کی گنجائش کہاں ہوگی؟ اہل السنۃ والجماعہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر کبیرہ گناہ بخشا جائے گا کیونکہ قرآن کریم میں دو جگہ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو تو نہیں بخشے گا کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور جو گناہ اس سے فروتر ہیں ان کو جس کے لئے چاہیں گے بخش دیں گے۔

اور سورۃ النساء آیت ۹۳ ہے۔ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو قتل کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی بات مروی ہے۔

تشریح: اس مسئلہ کی تفصیل ابواب الدیات ۷ میں گزر چکی ہے۔ وہاں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مصلحتاً تھا، ورنہ ان کے نزدیک بھی قتل مؤمن کا گناہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ مسلمان سمجھنے کے لیے اسلام کی صرف ظاہری علامات کافی ہیں

(۲۹۵۶) مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ غَنَمٌ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَالُوا مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنْكُمْ فَقَامُوا وَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غَنَمَهُ فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا الْإِمْنُ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتُ مُؤْمِنًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بنو سلیم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرا اس شخص کے ساتھ اس کی بکریاں بھی تھیں اس شخص نے ان حضرات کو سلام کیا تو یہ حضرات بولے اس نے آپ لوگوں سے بچنے کے لیے آپ کو سلام کیا ہے یہ لوگ اٹھے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں حاصل کر لیں پھر یہ حضرات وہ بکریاں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

”اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو (معاملات کی) چھان بین کر لیا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کرے اس کے بارے میں یہ نہ کہو تم مومن نہیں ہو۔“

سورۃ النساء آیت ۹۴ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہر کام تحقیق سے کرو، اور ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے یہ مت کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

اس آیت پاک کے متعدد شان نزول روایات میں آئے ہیں، ان میں سے دو روایتیں بھی ہیں۔

مسلمان سمجھنے کے لیے اسلام کی صرف ظاہری علامات کافی ہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ آیت سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو پھر کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ بغیر تحقیق کے اس کی بات کو نفاق قرار دے۔ اس آیت کے نزول کا سبب کچھ ایسے ہی واقعات ہیں جن میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں لغزش ہو گئی تھی۔

فائدہ: آیت کے الفاظ میں جو ﴿الْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَام﴾ ارشاد ہے اس میں لفظ سلام سے اگر السلام علیکم مراد لیا جائے تو پہلا واقعہ جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہاں نقل کیا ہے اس آیت کے ساتھ زیادہ موزوں اور مناسب ہوگا اور اگر سلام کے لفظی معنی سلامت اور اطاعت کے لیے جائیں پھر یہ تمام واقعات اس آیت کے شان نزول میں برابر ہوں گے اسی لیے اکثر حضرات نے سلام کا ترجمہ اس جگہ اطاعت کا کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/۳۲۸)

فائدہ: اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب: اس آیت سے یہ اہم مسئلہ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان بتلاتا ہو خواہ کلمہ پڑھ کر یا کسی اور اسلامی شعار کا اظہار کر کے مثلاً اذان نماز وغیرہ میں شرکت کرے تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ایسے شخص سے کسی ایسے فعل اور بات کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے اور ایسے حکم کا انکار ثابت نہ ہو جنہیں

ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ نماز کا انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں اسے کافر مرتد ہی قرار دیا جائے گا۔ لہذا یہ جو کہا جاتا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر قرار نہ دو اس کا یہی مطلب ہے۔

۱۱۔ جہاد کرنے والوں اور نہ کرنے والوں میں موازنہ اور معذوروں کا حکم

(۲۹۵۷) لَمَّا تَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ آلَايَةَ جَاءَ عَمْرُو بْنُ أُمِّرٍ مَكْتُومٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ صَرِيرُ الْبَصَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا تَأْمُرُنِي إِنْ صَرِيرُ الْبَصَرِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ الْآيَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ائْتُونِي بِالْكِتِفِ وَالِدَوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالِدَوَاةِ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں۔“ تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ نابینا تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ کیونکہ میں تو نابینا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل کئے۔ ”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو۔“ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس (اڈنٹ کے) شانے کی ہڈی اور دوات لے آؤ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی تختی اور دوات لے آؤ (تاکہ میں اس کو املاء کروادوں)۔

(۲۹۵۸) أَنَّهُ قَالَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ) عَنْ بَدْرِ وَالتَّحَارِجُونَ إِلَى بَدْرِ لَمَّا تَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَحْشٍ وَابْنُ أُمِّرٍ مَكْتُومٍ إِنَّا أَعْمَيَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَهَلْ لَنَا رُحْصَةٌ فَنَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ) (عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً) فَهُوَ لَاءِ الْقَاعِدُونَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا) دَرَجَاتٍ مِنْهُ عَلَى الْقَاعِدِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو وہ برابر نہیں ہیں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور وہ لوگ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو حضرت عبداللہ بن جحش بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو نابینا ہیں تو کیا ہمارے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

”اہل ایمان میں سے بیٹھے رہ جانے والے (یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے والے) وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہ ہو وہ برابر نہیں ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو فضیلت عطا کی ہے:

”ان لوگوں پر جو بیٹھے رہ گئے یعنی جہاد میں شریک نہیں ہوئے ایک درجے (کی فضیلت عطا کی ہے)۔“

تو یہ بیٹھے ہوئے لوگ وہ تھے جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں تھا (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اللہ تعالیٰ نے جہاد میں حصہ لینے والوں کو بیٹھے رہ جانے والوں پر عظیم اجر کے حوالے سے فضیلت دی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے درجات ہیں (اور لوگوں کو) ان اہل ایمان پر فضیلت حاصل ہے جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں تھا اور وہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔

(۲۹۵۹) رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَلَى عَلَيْهِ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) (وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَوْ اسْتَطِيعَ الْجِهَادُ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَفَخَذَهُ عَلَى فُجْدِي فَثَقُلْتُ حَتَّى هَمَمْتُ تَرَضُّ فُجْدِي ثُمَّ سَرَّي عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ (غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ).

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا میں اس کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اس نے مجھے بتایا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات کی اطلاع کرائی۔ ”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں۔“

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بتایا اسی دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے آپ ﷺ یہ آیت مجھے لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم اگر میں جہاد میں شریک ہونے کی طاقت رکھتا تو جہاد میں ضرور شریک ہوتا یہ صاحب نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل کی اس وقت آپ ﷺ کا زانو میرے زانو پر تھا مجھے اتنا وزن محسوس ہوا کہ مجھے لگا کہ میرا زانو ٹوٹ جائے گا پھر آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ الفاظ نازل کئے تھے۔ ”جنہیں کوئی ضرر نہ ہو۔“

سورة النساء آیات ۹۵، ۹۶ ہیں: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾

پہلا اعتراض: پہلی آیت میں تین مرتبہ قاعدین کا ذکر آیا ہے، اور پہلی جگہ ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾ کی قید آئی ہے، مگر دوسری دو جگہوں میں یہ قید نہیں آئی، پس کیا وہاں بھی یہ قید ملحوظ ہوگی؟

دوسرا اعتراض: پہلی آیت میں دَرَجَةً (مفرد) آیا ہے، اور دوسری آیت میں دَرَجَاتٍ (جمع) آیا ہے، ان میں کیا فرق ہے؟ یعنی دَرَجَةً سے کیا مراد ہے اور دَرَجَاتٍ سے کیا مراد ہے

جواب: ہے، اور دَرَجَةً سے نفس جہاد کے اعتبار سے درجہ کا تفاوت مراد ہے، اور دَرَجَاتٍ سے جہاد کے علاوہ دیگر اعمال کی وجہ سے درجات کا تفاوت مراد ہے۔

مجاہد اور غیر دونوں برابر نہیں:

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین پر درجہ میں فضیلت اور برتری دی ہے۔

اس آیت میں لفظ قاعدین جو کمر استعمال ہوا ہے اس سے کون مراد ہے؟

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک لفظ قاعدین سے دونوں جگہ وہی لوگ مراد ہیں جو بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے نہ وہ بیمار ہیں اور نہ وہ نابینا ہیں باقی رہے وہ لوگ جو شریعت کی نظر میں معذور ہیں مثلاً بیمار ہیں یا نابینا ہیں وہ اجر و ثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں یہی اکثر حضرات کی رائے ہے۔

(۲) بعض حضرات کے نزدیک پہلی آیت میں قاعدین سے معذور لوگ مراد ہیں یعنی لوے النکڑے اور نابینا وغیرہ کہ جو جہاد کا پختہ عزم اور ذوق تو رکھتے ہیں مگر اپنی معذوری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے اس نیت میں یہ لوگ بھی مجاہدین کے ساتھ اجر و ثواب میں برابر ہیں ہاں مجاہدین کو ایک درجہ ان پر فضیلت حاصل ہے کہ وہ نیت کے ساتھ ساتھ عملاً بھی جہاد میں شریک ہوئے ہیں اس لحاظ سے مجاہدین کا درجہ ان سے زیادہ ہے۔

اور دوسری آیت میں قاعدین سے وہ لوگ مراد ہیں جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے لیکن امیر کی اجازت سے خواہ اس وجہ سے کہ ان کے علاوہ دیگر لوگ جہاد کے لیے کافی ہیں یا کسی اور دینی ضرورت سے ایسے لوگوں پر مجاہدین کو کئی درجہ فضیلت حاصل ہے۔

تشریح: حضرت عمرہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا صحابہ میں بڑا مقام تھا، وہ ثانی مؤذن تھے اور جب نبی ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تھے تو ان کو مدینہ میں اپنا نائب بناتے تھے، تیرہ مرتبہ آپ ﷺ نے ان کو اپنا نائب بنایا ہے، اور ام مکتوم ان کی والدہ ہیں، اور ان کا نام عمرو ہے یا عبداللہ؟ اسی طرح ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

اور جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تھی تو ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ نازل نہیں کیا گیا تھا، آیت اس طرح نازل کی گئی تھی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ﴾ اور نزول کے ساتھ ہی یہ آیت لکھوا بھی دی گئی تھی، پھر جب آپ ﷺ نے جمع میں یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنا عذر پیش کیا، تو آپ ﷺ پر آثار وحی طاری ہوئے، اور (غیر اولی الضرر) نازل ہوا، چنانچہ شانے کی ہڈی یا تختی منگوا کر آیت کریمہ میں اس کا اضافہ کیا گیا۔ اور ایسا اس لئے کیا گیا کہ احکام کی آیتیں اسی طرح نازل کی جاتی تھیں، پہلے معاشرہ میں واقعہ رونما ہوتا تھا پھر جب لوگوں کے ذہنوں میں حکم شرعی کی طلب پیدا ہوتی تھی تو متعلقہ آیتیں نازل کی جاتی تھیں، جن کو سنتے ہی صحابہ مطلب سمجھ جاتے تھے، انکو سمجھانا نہیں پڑتا تھا۔

فائدہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کی سند میں دواہم باتیں ہیں:

(۱) یہ کہ اس میں صالح بن کیسان ابن شہاب یعنی امام زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں اور صالح بن کیسان امام زہری رضی اللہ عنہ سے بڑے ہیں تو یہ گویا روایت الا کا بر عن الا صاغر کی قبیل سے ہے۔

(۲) اس میں ایک صحابی تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں کیونکہ حضرت سہل بن سعد صحابی ہیں جو مروان سے روایت کر رہے ہیں اور مروان کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ وہ تابعی ہے صحابی نہیں۔

حدیث (۲) اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نابینا نہیں تھے، بلکہ ان کے بھائی ابو احمد نابینا تھے، جن کا نام صرف عبد تھا، ترمذی کی روایت میں تسارع ہے۔

فائدہ: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ میں جھنڈی بھی تھا اور اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں۔

۱۲۔ سفر میں قصر کا حکم اللہ کی خیرات ہے

(۲۹۶۰) قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمْ) وَقَدْ أَمَّنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبِلُوا صَدَقْتَهُ.

ترجمہ: حضرت علی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اگر تمہیں خوف ہو تو نماز کو مختصر کر لیا کرو۔“ تو اب تو لوگ امن کی حالت میں آگئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس بات پر تمہیں حیرت ہو رہی ہے میں بھی اس پر حیران ہوا تھا میں نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے تو اس کے دیے ہوئے صدقے کو قبول کرو۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۱ ہے ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ اس آیت میں دو مضمون ہیں: ایک: قصر کا حکم۔ دوم: یہ رخصت اس وقت ہے جب کافروں کی طرف سے خطرہ ہو، مگر بعد میں جب پورا جزیرۃ العرب مسلمان ہو گیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان کوئی کافر باقی نہ رہا اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد صحابہ تھے، اس وقت بھی نبی ﷺ نے پورے سفر میں اور حج کے دنوں میں قصر فرمایا، اس لئے سوال پیدا ہوا کہ آیت پاک میں قصر کی اجازت مشروط ہے، جب کافروں کی طرف سے خطرہ ہو تبھی قصر جائز ہے، چنانچہ نبی ﷺ سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم، فاقبلوا صدقته: (قصر)

”ایک خیرات ہے، اللہ نے وہ خیرات تم کو دی ہے، پس اللہ کی خیرات قبول کرو۔“

تشریح: خیرات واپس نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ نے جب قصر کا حکم بھیجا تو مشروط بھیجا تھا، مگر چونکہ وہ اللہ کی خیرات تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس نہیں لیا، کوئی خطرہ نہ وہ تب بھی قصر کا حکم باقی ہے۔

اور آیت پاک میں دوسرا مضمون یہ ہے کہ سفر میں قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے اس کو اباحت کی تعبیر سمجھا ہے، اس لئے انھوں نے سفر میں اتمام کی بھی اجازت دی ہے، مگر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ اباحت کی تعبیر نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کے دلوں سے بوجھ ہٹانے کے لئے یہ تعبیر ہے۔ اس کی تفصیل میں گزر چکی ہے

۱۳۔ نماز خوف کی مشروعیت

(۲۹۶۱) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ حَبْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِنَّ لِهَؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَاؤِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمَعُوا أَمْرَكُمْ فَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَإِنْ جِئْتُمْ إِيَّائِي النَّبِيِّ ﷺ

فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُولُ طَائِفَةٌ أُخْرَى وَرَاءَهُمْ وَلِيًّا خُذُوا حِذْرَهُمْ وَ
أَسْلِحَتَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي الْآخَرُونَ وَيُصَلُّونَ مَعَهُ رُكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَأْخُذُ هَؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُونُ لَهُمْ
رُكْعَةً رُكْعَةً وَلِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رُكْعَتَانِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہجنان اور عسفان کے درمیان کسی جگہ پڑاؤ کیا تو مشرکین نے کہا ان لوگوں کے نزدیک نماز ان کے آباؤ اجداد اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے یہ عصر کی نماز تھی تو تم لوگ اکٹھے ہو کر ایک ہی مرتبہ ان پر حملہ کرو حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ کہا آپ ﷺ اپنے اصحاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں آپ ﷺ ان میں سے ایک حصے کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے وہ لوگ اپنے ہتھیار اور بچاؤ کا سامان تیار کر رکھیں پھر دوسرا گروہ آئے اور وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک رکعت ادا کر کے پہلے لوگ اپنے ہتھیار اور اسلحے کو تیار رکھیں پھر لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوگی اور آپ ﷺ کی دو رکعت ہو جائیں گی۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۲ میں بحالت خوف نماز پڑھنے کا خاص طریقہ بیان کیا گیا ہے، فرمایا جب آپ ﷺ لوگوں میں تشریف رکھتے ہوں، اور آپ ﷺ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو، اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لے لیں، پھر جب وہ لوگ سجدہ کر لیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں، اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (امام کے پیچھے) آجائے، اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھے، اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں، کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

شان نزول: اس آیت کا حدیث میں یہ آیا ہے:

تشریح: صلوٰۃ الخوف کا بیان کتاب الصلوٰۃ ۲۸۳ میں گزر چکا ہے۔ اور روایات میں صلوٰۃ الخوف پڑھنے کی بہت سی صورتیں آئی ہیں، اس لئے ہر طرح نماز خوف پڑھی جاسکتی ہے، اور افضل صورت میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک جو صورت اس حدیث میں آئی ہے وہ افضل ہے، کیونکہ ہو آیت کے بیان سے اقرب ہے، اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو صورت آئی ہے وہ افضل ہے، تفصیل جگہ میں گزر چکی ہے۔

۱۴۔ سورۃ النساء کی چند آیات کا شان نزول

(۲۹۶۲) كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِمَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُو أَبِي رِيقٍ بَشَرٌ وَبَشِيرٌ وَمُبَشِّرٌ فَكَانَ بَشِيرٌ رَجُلًا مِمَّا يَقُولُ الشَّعْرُ يَهْجُوهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضُ الْعَرَبِ ثُمَّ يَقُولُ قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الشَّعْرَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا يَقُولُ هَذَا الشَّعْرُ إِلَّا هَذَا الْحَبِيثُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا ابْنُ الْأَبِي رِيقٍ قَالَهَا وَكَانُوا أَهْلُ بَيْتٍ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ إِثْمًا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِينَةِ الثَّمَرُ وَالشَّعِيرُ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرَمِكِ ابْتِغَاءَ الرَّجُلِ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِثْمًا طَعَامُهُمُ الثَّمَرُ وَالشَّعِيرُ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتِغَاءَ عَيْمِي رِفَاعَةَ بِنِ

زید جلاً من الدّمك فجعله في مشربة له وفي المشربة سلاحٌ درعٌ وسيفٌ فعدي عليه من تحت البيت فنقبت المشربة وأخذ الطعام والسلاح فلما أصبح أتاني عمي رفاعه فقال يا ابن أخي أنه قد عدي علينا في ليالتنا هذه فنقبت مشربتنا وذهب بطعامنا وسلاحنا قال فتعسّسنا في الدار وسألنا فقيل لنا قد رأينا بني أبيرق استوقدوا في هذه الليلة ولا تری فيما نرى إلا على بعض طعامكم قال وكان بنو أبيرق قالوا ونحن نسأل في الدار والله ما نرى صاحبكم إلا لبيد بن سهل رجلٌ منّا له سلاحٌ وإسلامٌ فلما سمع لبيد اختلط سيفه وقال أنا أسير في فوالله ليخاطبكم هذا السيف أولئتين هذه السرقة قالوا إليك عنا أيها الرجل فما أنت بصاحبها فسألنا في الدار حتى لم نشك أنهم أصحابها فقال عمي يا ابن أخي لو أتيت رسول الله ﷺ قد كرت ذلك له قال قتادة فأتيت رسول الله ﷺ فقلت إن أهل بيت منّا أهل جفاء عمدوا إلى عمي رفاعه بن زید فنقبوا مشربة له وأخذوا سلاحه وطعامه فليردوا علينا سلاحنا فأما الطعام فلا حاجة لنا فيه فقال النبي ﷺ سامر في ذلك فلما سمع بنو أبيرق اتوا رجلاً منهم يقال له أسير بن عروة فكلّموه في ذلك واجتمع في ذلك ناس من أهل الدار فقالوا يا رسول الله ﷺ إن قتادة بن النعمان وعمه عمدوا إلى أهل بيت منّا أهل إسلامٍ وصلاحٍ يرمونهم بالسرقة من غير بينة ولا ثبوت قال قتادة فأتيت رسول الله ﷺ فكلّمته فقال عمدت إلى أهل بيت ذكر منهم إسلامٌ وصلاحٌ ترميهم بالسرقة على غير ثبوت وبينته قال فرجعت ولوددت أني خرجت من بعض مالى ولم أكلّم رسول الله ﷺ في ذلك فأتاني عمي رفاعه فقال يا ابن أخي ما صنعت فأخبرته بما قال لي رسول الله ﷺ فقال الله المستعان فلم يلبث أن نزل القرآن إنا أنزلنا إليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما أراك الله ولا تكن للخائنين خصيماً يعني أبيرق واستغفر الله مما قلت لقتادة إن الله كان غفوراً رحيماً ولا تجادل عن الذين يختانون أنفسهم إن الله لا يحب من كان خوائفاً أثيماً يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم إلى قوله رحيماً أي لو استغفروا الله لغفر لهم ومن يكسب إثماً فإنما يكسبه على نفسه إلى قوله وإثماً مبيناً قولهم للبيد ولولا فضل الله عليك ورحمته إلى قوله فسوف نؤتيه أجراً عظيماً فلما نزل القرآن أتى رسول الله ﷺ بالسلامة فرده إلى رفاعه فقال قتادة لما أتيت عمي بالسلاح وكان شيخاً قد عشى أو عسى الشك من أبي عيسى في الجاهلية وكنت أرى إسلامه مدخولاً فلما أتيت به بالسلاح قال يابن أخي هي في سبيل الله فعرفت أن إسلامه كان صحيحاً فلما نزل القرآن لحق بشيئ بالمشركين فنزل على سلامة بنت سعد بن سمية فأنزل الله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضلّ ضللاً بعيداً فلما نزل على سلامة رماها حسان بن ثابت بأبيات من شعر فأخذت رحله فوضعتها على رأسها ثم خرجت به فرمت به

فِي الْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَتْ أَهْدَيْتَ لِي شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتُ تَأْتِينِي بِمِثْلِهِ.

تو کہتے ہیں: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انصار کا ایک گھرانہ تھا جسے بنو امیرق کہا جاتا تھا جو تین افراد تھے بشر، بشیر، مبشر بشر منافق تھا جو شاعر تھا اور اپنی شاعری کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا پھر وہ ان اشعار کو دوسرے عرب کی طرف منسوب کر دیتا تھا اور یہ کہتا تھا فلاں نے یہ یہ کہا ہے جب آپ ﷺ کے اصحاب اس شعر کو سنتے تو یہ کہتے اللہ کی قسم یہ شعر اسی خبیث نے کہے ہوں گے (بعض رایوں نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں) وہ یہ کہتے ہیں یہ اشعار ابن امیرق نے کہے ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں یہ لوگ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں غریب لوگ تھے مدینہ منورہ میں لوگوں کی زیادہ خوراک کھجور اور جوہوا کرتے تھے اگر کوئی شخص خوشحال ہوتا تھا تو وہ شام کی طرف آنے والے قافلے سے میدہ خرید لیتا تھا جسے وہ خود اکیلا ہی کھاتا تھا اس کے گھروالوں کو کھجوریں اور جوہی ملتے تھے ایک مرتبہ شام کی طرف سے ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کا ایک توڑا خریدا اور اسے اپنے بالا خانے میں رکھ دیا جہاں ہتھیار تلواریں وغیرہ رکھے ہوئے تھے ایک دن کسی نے ان کے گھر کے نیچے سے نقب لگا کر ان کا میدہ اور وہ ہتھیار چوری کر لئے اگلے دن صبح رفاعہ آئے بولے بھتیجے گزشتہ رات ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہمارا بالا خانے میں سے اناج اور ہتھیار چوری ہو گئے جب ہم نے اپنے محلے والوں سے تحقیق کی تو ہمیں بتایا گیا (یعنی اہل محلہ نے کہا) ہم لوگوں نے بنو امیرق کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا تھا تو ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ہی آپ لوگوں کا اناج کو چوری کیا ہے جب ہم اہل محلہ سے پوچھ گچھ کر رہے تھے تو بنو امیرق یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم ہمارا یہ خیال ہے ان کے ساتھی لبید بن سہل نے یہ چوری کی ہے (راوی کہتے ہیں) وہ ایک نیک مسلمان آدمی تھے جب لبید نے یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی تلوار نکال لی اور بولے میں نے چوری کرنی ہے اللہ کی قسم اب یا تو یہ تلوار تمہارے اندر پیوست ہوگی یا تم بتاؤ گے کس نے چوری کی ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا آپ اسے دور ہی رکھیں آپ نے چوری نہیں کی ہوگی (راوی کہتے ہیں) ہم محلے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے یہاں تک کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ بنو امیرق نے ہی چوری کی ہے۔ اس پر میرے چچا نے کہا بھتیجے اگر تم آپ ﷺ کے پاس جاؤ اور اس کا ذکر کرو (شاید آپ ﷺ کوئی مشورہ دیں)۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں عرض کی ایک گھرانے کے لوگوں نے میرے چچا کے ساتھ زیادتی کی ہے اور نقب لگا کر ان کا اناج اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لیے ہیں جہاں تک اناج کا تعلق ہے اس کی تو ہمیں اتنی ضرورت نہیں لیکن انہیں ہمارے ہتھیار واپس کرنے چاہئیں آپ ﷺ نے فرمایا میں جلد ہی اس بارے میں فیصلہ کرتا ہوں بنو امیرق نے جب اس بارے میں سنا تو وہ اپنے قوم کے فرد اسیر بن عروہ کے پاس آئے اور اس سے اس بارے میں بات چیت کی پھر بہت سے محلے والے بھی یہ کہتے ہیں اکٹھے ہو گئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ قتادہ بن نعمان کے چچا نے اس گھرانے پر جان بوجھ کر الزام لگایا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان بھی ہیں نیک بھی ہیں ان لوگوں نے کسی ثبوت کے بغیر ان پر چوری کا الزام لگایا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ سے بات چیت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ایک ایسے گھرانے پر الزام لگایا ہے جن کے مسلمان اور نیک ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے تم نے کسی ثبوت کے بغیر چوری کا الزام لگا دیا ہے قتادہ کہتے ہیں میں واپس آ گیا۔

اور میری یہ خواہش ہوئی کہ کاش میرا بھی کچھ مال چوری ہو جاتا لیکن میں اس بارے میں آپ ﷺ سے بات چیت نہ کرتا پھر میرے چچا رفاعہ میرے پاس آئے اور انہوں نے دریافت کیا اے بھتیجے کیا ہوا؟ میں نے انہیں بتایا آپ ﷺ نے جو مجھ سے فرمایا تھا تو انہوں نے کہا اب اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے تو تھوڑے ہی عرصے بعد قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

”بے شک ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان انصاف کرو۔ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ظاہر کیا ہے اور تم خیانت کرنے والوں کی طرف سے پیروکار نہ بنو۔“

یہاں خیانت کرنے والوں سے مراد بنو ابیرق ہیں۔ تم نے جو کہا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کرو یعنی تم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے جو کہا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے اور تم ان لوگوں کی طرف سے فریق نہ بنو جو اپنی ذات کے ساتھ خیانت کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے اور گنہگار شخص کو پسند نہیں کرتا وہ لوگ انسانوں سے چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ یہ آیت یہاں تک ہے غفورارحیم۔

یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا لبید کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دے گا جو شخص گناہ کرے گا تو وہ اپنے خلاف کمائے گا یہ آیت یہاں تک ہے کھلا گناہ اس سے مراد ان لوگوں کا لبید پر الزام لگانا تھا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی یہ آیت یہاں تک ہے۔

تو ہم عنقریب انہیں عظیم اجر عطا کریں گے۔ جب قرآن کا حکم نازل ہو گیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں وہ ہتھیار لائے گئے تو آپ ﷺ نے وہ ہتھیار حضرت رفاعہ کو واپس کر دیئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب وہ ہتھیار لے کر اپنے چچا کے پاس آیا تو وہ بڑی عمر کے آدمی تھے ان کی بینائی زمانہ جاہلیت میں کمزور ہو چکی تھی میں ان کے اسلام کے بارے میں کچھ مشکوک تھا لیکن میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بھتیجے یہ اللہ کی راہ کے لیے مخصوص ہیں (یعنی میں ان کا صدقہ کرتا ہوں) تو اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ان کا اسلام بالکل ٹھیک تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب قرآن کا حکم نازل ہوا تو بنو ابیرق میں سے بشیر جا کر مشرکین سے مل گیا اس نے سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

جو شخص ہدایت نازل ہو جانے کے بعد اپنے رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے بجائے دوسروں کے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف اس نے رخ کیا ہے پھر اسے جہنم تک پہنچائیں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کی مغفرت نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے وہ اس کے علاوہ جس کی مغفرت چاہے گا کر دے گا اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بنائے گا وہ انتہائی گمراہی کا شکار ہوگا۔

جب بشیر نے سلافہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے چند اشعار میں اس عورت کی بھی بھوک اس خاتون نے بشیر کا ساز و سامان سر پر رکھا اور اسے ساتھ لے کر نکلی اور جا کر کھلے میدان میں پھینک دیا اور پھر اس سے بولی تم میرے لیے تحفے کے طور پر حسان بن ثابت کے شعر لے کر آئے ہو؟ تم میرے لیے کوئی اچھی چیز لے کر نہیں آئے۔

سورۃ النساء کی آیات ۱۰۵-۱۱۶ کا نزول ایک خاص واقعہ میں ہوا ہے۔ حضرت رفاعہ بن زید کی چوری کا واقعہ مذکورہ حدیث

میں قرآن مجید کی آیت: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بِهِنَ النَّاسِ﴾ کا شان نزول بیان کیا گیا ہے اس حضرت رفاعہ بن زید کی چوری کا واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

واقعہ: بنو ابیرق ایک خاندان تھا، اس میں ایک شخص بشیر نامی منافق تھا، اس نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بخاری (کوٹھری) میں نقب دے کر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے ہوئے تھے چرا لئے، صبح کو یہ چیزیں پاس پڑوس میں تلاش کی گئیں، اور بعض قرآن سے بشیر پر شبہ ہوا۔ بنو ابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی براءت کے لئے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا، حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیج کر اس واقعہ کی اطلاع کی، آپ ﷺ نے تحقیق کا وعدہ فرمایا۔ جب بنو ابیرق کو یہ خبر پہنچی کہ معاملہ نبی ﷺ تک پہنچ گیا ہے اور آپ ﷺ نے تحقیق کا وعدہ فرمایا تو وہ لوگ ایک شخص کے پاس جو اسی خاندان کا تھا جس کا نام اسیر تھا جمع ہوئے اور باہمی مشورہ کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے بغیر گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی الزام لگایا ہے اور ان کا مقصود یہ تھا کہ نبی ﷺ اس معاملہ میں ان کی طرف داری کریں، آپ ﷺ نے طرف داری تو نہیں کی البتہ اتنا ہوا کہ جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں الزام لگاتے ہو؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، پھر چوری ثابت ہو گئی، اور مال برآمد ہوا، جو مالک کو دلایا گیا چنانچہ بشیر ناخوش ٹھہرا تھا، جب اس کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار پہنچے تو اس نے بشیر کو نکال باہر کیا، یہ شخص ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ آخر اس نے ایک اور شخص کے مکان میں نقب لگایا، پس دیوار اس کے اوپر گر گئی اور وہ وہیں دب کر مر گیا۔

لغات: ہجو: وہ ہجو اور مذمت کرنا۔ ینحلہ: اس شعر کو وہ منسوب کر دیتا۔ ضافطہ: غلہ کا سوداگر بیوپاری تاجر۔ کرمک: جعفر کے وزن پر۔ سفید آٹا میدہ۔ حنل: بوجھ تھیلا بورا، مشربہ کوٹھری ایک مخصوص چھوٹا سا کمرہ۔ درع: زرہ حدیث میں درع وسیف لفظ سلاح کا بیان ہے عدی علیہ (صیغہ مجہول) اس پر ظلم کیا گیا یعنی اس کی چوری کی گئی۔ نقبت (صیغہ مجہول) اس کمرے کی دیوار میں سوراخ کیا گیا۔ تحسنا: ہم نے پوچھ گچھ اور تحقیق شروع کر دی۔ اختوط سیفہ: لبید بن سہل نے اپنی تلوار کو سونت لیا تیار کر لیا۔ لیخالطنکم هذا السیف: اللہ کی قسم یہ تلوار۔ رورتم سے مل کر رہے گی یعنی میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ الیک عناء۔ تو ہم سے دور ہو جا تو چور نہیں۔ یومونہم بالسرقۃ: وہ ان پر چوری کا الزام لگا رہے تھے۔ عسی (سین کے ساتھ) بڑا ہونا عمر رسیدہ ہونا۔ عشی (شین کے ساتھ) نگاہ کمزور ہو گئی مدخول دخیل عیب دار یعنی میرا گمان یہ تھا کہ رفاعہ کا اسلام پختہ نہیں ہے اس میں نفاق کا شائبہ تھا رحلہ اس کا سامان۔ ابطح: کشادہ جگہ میدانی۔

۱۵۔ ڈھارس بندھانے والی آیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں سب سے پسندیدہ آیت

(۲۹۶۳) قَالَ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ).

ترجمہ: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے نزدیک قرآن کی سب سے زیادہ محبوب آیت یہ ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کی مغفرت نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے اس کے علاوہ جس کی چاہے مغفرت فرمائے گا۔“
قرآن مجید کی یہ آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں محبوب ہے کیونکہ یہ آیت خوارج کے خلاف حجت ہے۔

۱۶۔ کفایتیں مؤمن کے لئے کفارہ ہیں

(۲۹۶۳) لَمَّا نَزَلَ (مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكُّوا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَارِئُوا وَسَلِّدُوا فِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةً حَتَّى الشُّوْكَةُ يُشَاكُهَا وَالتَّكْبَةُ يُنْكِبُهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جو شخص کوئی برائی کرے گا اس کا بدلہ اس کو مل جائے گا۔ یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی انہوں نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا اس طرح تم تفریق سے بچو اور ٹھیک رہو بندہ مؤمن کو جو بھی پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کا اجر اسے ملے گا یہاں تک کہ اسے کاٹنا چھتا ہے یا کوئی مشکل پیش آتی ہے (تو اس کا اجر بھی قیامت کے دن ملے گا)۔

تشریح: اس آیت کے بارے میں اگلے عنوان کے تحت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آرہی ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی فردی ہے کہ مؤمن کو جو بخاریا تکلیف پہنچتی ہے، یا کاٹنا چھتا ہے: وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز ایک جیب میں تلاش کرے، مگر وہ دوسری جیب میں ہو، اس لئے وہ نہ ملے تو اتنی مشقت بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، اس لئے مؤمن کو اس آیت سے گھبرانا نہیں چاہئے۔

۱۷۔ مؤمن گناہوں سے پاک صاف کر کے اٹھایا جاتا ہے

(۲۹۶۵) كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُذِنْتُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا أُقِرُّكَ آيَةً أَنْزَلْتُ عَلَى قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَقْرَأْنِيهَا فَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنِّي وَجَدْتُ إِفْتِصَامًا فِي ظَهْرِي فَنَمَطْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَأْنِي أَنْتَ وَأُمِّي وَأَيْتَانَا لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَإِنَّا لَمَجْرِيُونَ بِمَا عَمَلْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُونَ فَتَجَزَوْنَ بِذَلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوْا اللَّهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوبٌ وَأَمَّا الْآخَرُونَ فَيجْتَمِعُ ذَلِكَ لَهُمْ حَتَّى يُجْزَوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

”جو شخص برائی کرے گا اس کا بدلہ اس کو مل جائے گا اور وہ شخص اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ولی یا مددگار نہیں پائے گا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں تمہارے سامنے وہ آیت تلاوت نہ کروں؟ جو ابھی نازل ہوئی ہے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں راوی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے جسم کو جھٹکا دیا آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر قربان جائیں ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا تو کیا ہمیں ان سب اعمال کی سزا ملے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو دنیا میں اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تاکہ تم لوگ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو تمام گناہوں سے پاک ہو جاؤ البتہ دوسرے لوگوں (یعنی کفار) کی تمام برائیاں جمع کی جائیں گی) تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے۔

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس مؤمن کے ساتھ اللہ کو خیر منظور ہوتی ہے، اس کو دنیا میں الاؤں بلاؤں میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر جب وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے تو اس کو اٹھایا جاتا ہے، پس المؤمنون سے مراد کامل مؤمنین ہیں، اور الآخرون کا مصداق نام نہاد مسلمان اور کافر ہیں۔

۱۸۔ نزاع سے بہتر صلح ہے

(۲۹۶۶) خَشِيتُ سَوْدَةً أَنْ يُطَلِّقَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید آپ ﷺ انہیں طلاق دے دیں گے انہوں نے عرض کی آپ ﷺ مجھے طلاق نہ دیں آپ مجھے نکاح میں برقرار رکھیں میری باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ آپس میں کوئی بات طے کر لیں اور یہ طے کرنا بہتر ہے۔“

تشریح: ابن سعد کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سودہ کو طلاق دے دی تھی، پھر ان کی درخواست پر رجوع کر لیا تھا، یہ بات غالباً صحیح نہیں، ترمذی شریف کی یہ روایت ہی صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی تھی، مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کچھ قرآن سے ایسا محسوس کیا تھا کہ آپ ﷺ ان کو طلاق دیدیں گے، چنانچہ انھوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی، نبی ﷺ نے اس کو قبول فرمایا، اور ایک خاص طور پر صلح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے حقوق چھوڑ دیئے جائیں، اور مصالحت کر لی جائے تو یہ درست ہے۔

حدیث میں: الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا او احل حراما: یہ حدیث (الصلح جائز) پہلے ابواب البیوع ۷۹ میں گزر چکی ہے۔

۱۹۔ سورۃ النساء کی آخری آیت: احکام میراث کی آخری آیت ہے

(۲۹۶۷) قَالَ اخْرَايَةَ اُنْزِلَتْ اَوْ اٰخِرُ شَيْءٍ اُنْزِلَ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ)۔

تَوْجِيهًا: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”لوگ تم سے حکم دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو کلالہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔“

۲۰۔ کلالہ کی تعریف

(۲۹۶۸) جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ تُجْزِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ.

تَوْجِيهًا: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟) ”لوگ تم سے حکم دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔“ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت کافی ہے۔

کلالہ: مصدر ہے، کل (ض) کلولا وکلالہ کے معنی ہیں: کمزور ہونا اور میراث کی اصطلاح میں کلالہ: وہ شخص ہے جو مرنے کے بعد اپنے پیچھے نہ باپ چھوڑے اور نہ ایسی اولاد چھوڑے جو اس کی وارث ہو، بلکہ اس کا وارث کوئی قرابتی ہو، جیسے بھائی، بہن وغیرہ، اور ایسا شخص جس کے اصول و فروع نہ ہوں کمزور سمجھا جاتا ہے۔

آیت کلالہ کا نزول؟ مذکورہ احادیث سے دو امر ثابت ہوتے ہیں:

(۱) کلالہ کی میراث سے متعلق سورۃ نساء میں دو آیتیں نازل ہوئی ہیں ایک آیت اس سورت کے شروع میں ہے اس میں اجمال اور اختصار کے ساتھ کلالہ کا بیان ہے اس کے بعد تفصیلی آیت نازل ہوئی جو اس سورت کی آخری آیت ہے یہ آیت حجۃ الوداع کے سفر میں نازل ہوئی جو گرمی کا موسم تھا اس لیے اس آیت کو ایۃ الصیف کہا گیا ہے اور کلالہ سے متعلق پہلی آیت چونکہ سردی میں نازل ہوئی ہے اس لیے اسے آیت الشاء کہا جاتا ہے۔

(۲) حضرت براء کی حدیث میں جو آیت کلالہ کو نزول کے اعتبار سے آخری آیت کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میراث کے احکام سے متعلق آخری آیت آیت کلالہ نازل ہوئی کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کی مختلف آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

کلالہ سے متعلق تفصیلی کلام ابواب الفرائض میراث الاخوان میں گزر چکا ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ

سورۃ المائدۃ کی تفسیر

سورۃ المائدۃ مکہ: سورۃ الفتح کے بعد ۱۱۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵ نمبر پر ہے۔

دبٹ: سابقہ سورت میں فرمایا: ﴿وَلَهُمْ صَوَاطُ أَمْثَلُ﴾ اور صراط مستقیم سے یہ بھی ہے کہ جو اللہ نے حلال کیا اس کو حلال سمجھو اور جو اللہ نے حرام کیا اس کو حرام سمجھو۔ مشرکین نے حلال سمجھا ﴿مَا أَهْلَ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ﴾ کو حالانکہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے۔

اور انہوں نے حرام سمجھا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے۔

ربط امی: اسی ربط سورۃ فاتحہ تا سورۃ المائدہ سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔

ربط معنوی: سورۃ نساء کے آخر میں ہے ﴿وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنَّ تَضَلُّوا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لئے شرک و کفر کی گمراہی سے بچانے کے لئے سورۃ مائدہ میں شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا تفصیل سے رد فرمایا ہے۔

مختصر خلاصہ سورت: سورۃ مائدہ کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۶ ﴿وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ تک ہے۔ پھر اس کے دو حصے ہیں شروع سے لے کر رکوع ۳ میں ﴿وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ تک شرک فعلی کا رد ہے اس کے متصل بعد ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ﴾ لے کر حصہ اول کے آخر ﴿وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ تک شرک اعتقادی کا رد ہے۔ حصہ اول کے بعد ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ﴾ سے لے کر رکوع ۹ کے آخر ﴿وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ تک۔ اس میں آنحضرت ﷺ کو کفار کے غلط رویہ پر غم کرنے سے منع فرمایا اور تسلی دی اس کے بعد یہود نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں پر زجریں فرمائیں جو اللہ کے حکموں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ﴾ سے لے کر سورۃ کے حصہ دوم کی ابتداء ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ﴾ تک مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو دلائل کے باوجود توحید نہیں مانتے ان سے دوستی نہیں رکھنی جو ان سے دوستی رکھے گا اس کا شمار انہی سے ہوگا۔

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ...﴾ الخ سے حصہ دوم کی ابتداء ہے الی آخر سورۃ۔ اس حصے میں بھی نفی شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا رد ہے مگر ترتیب مختلف ہے پہلے شرک اعتقادی اور پھر شرک فعلی کا رد۔ حصہ دوم کی ابتداء سے لے کر ﴿أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ﴾ تک شرک اعتقادی کی نفی کا بیان ہے۔ اور ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْزَنُوا طَيِّبَاتٍ...﴾ الخ سے آخر سورت تک شرک فعلی کی نفی مذکور ہے۔ آخری آیت میں پوری سورت کا خلاصہ مختصر بیان کیا: ﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ...﴾ الخ یعنی زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قبضے میں ہے جیسا کہ نصاریٰ کا گمان یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام بھی متصرف و مختار ہیں اس سے بالذات شرک فی التصرف کی نفی ہے اور بالتبع شرک فعلی کی۔ جب زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کوئی عبادت اور پکار کا مستحق بھی۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ علم غیب کی نفی پر انبیاء علیہم السلام کا اجماع مذکور ہے۔ ② سورت ممتاز ہے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے واقعے پر۔ ③ سورت ممتاز ہے کہ قرآن پاک کو اللہ پاک نے مُہِیْمِن (امین) اور دیگر ہر آسمانی کتاب کو روشنی کہا۔

۱۔ ایک انتہائی اہم آیت

(۲۹۶۹) قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ عَلَيْنَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (الْيَوْمَ أَكُنْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَنتُمْ عَلَىٰ كُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ) دِينًا لَا تَتَّخِذُوا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا

فَقَالَ عُمَرُ ابْنِي لَا عِلْمُ أَيْ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

ترجمہ: طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا ہے اے امیر المؤمنین اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی۔

”آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گئے۔“

تو ہم لوگ اس دن کو عید کا دن قرار دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ پتا ہے کہ یہ کس دن نازل ہوئی تھی؟ یہ آیت عرفات کے دن نازل ہوئی تھی جب جمعہ کا دن تھا۔

(۲۹۷۰) قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) وَعِنْدَهُ يَوْمُ دِيٍّ فَقَالَ لَوْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَا تَخْتَلِفُ يَوْمَهَا عِيدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ.

ترجمہ: عمار بن ابوعمار بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گیا۔“

اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس یہودی موجود تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن قرار دیتے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن دو عیدیں تھیں ایک جمعہ کا دن تھا اور دوسرا عرفات کا دن تھا۔

سورۃ المائدہ کی آیت تین میں ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾
عید اور تہوار منانے کا اسلامی اصول؟

مذکورہ احادیث میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں ایک اسلامی اصول کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ دنیا میں ہر قوم اور ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے حالات کے اعتبار سے اپنے تاریخی واقعات کے دنوں کی یادگاریں مناتے ہیں اور ان ایام کو ان کے یہاں ایک عید یا تہوار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے لیکن اسلام میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی موت و حیات یا شخصی حالات کا دن منان کا تصور نہیں بلکہ ان اعمال کے دن منائے گئے ہیں جو کسی خاص عبادت سے متعلق ہیں۔ اور عیدیں صرف دو رکھی گئی ہیں ایک رمضان کے اختتام پر یعنی عید الفطر اور دوسری حج کی عبادت سے فراغت کے بعد رکھی گئی ہے یعنی عید الاضحیٰ ان دو کے علاوہ کسی اور دن کو عید کے طور پر نہیں منایا گیا لہذا آج کل جو یہ رسم چل رہی ہے کہ عید میلاد النبی جشن آمد رسول جشن معراج فلاں اسلام میں ان کا کوئی تصور نہیں یہ سب رسومات ہیں جنہیں ترک کرنا ضروری ہے۔

حاصل یہ کہ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہماری عیدیں تاریخی

واقعات کے تابع نہیں کہ جس تاریخ میں کوئی اہم واقعہ پیش آ گیا اس کو عید منادیں بلکہ انہی ایام کو عید کے طور پر منایا جائے گا جن کی اسلام نے اجازت دے گا اور یوم عرفہ تو ہمارے لیے دیے بھی ایک قسم کی عید اور خوشی کا دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بیسیوں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور اللہ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوتی ہے لہذا اس دن کو اس آیت کے نزول کے عنوان سے عید اور جشن منانے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر: اکمال کا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن سے جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا، اور وہ مقصود انسانوں کو دین و شریعت عطا فرمانا تھا۔ اور اتمام کا مطلب یہ ہے کہ اب کسی دوسری چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور اس آیت میں دین کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی ہے، کیونکہ دین کا ظہور و غلبہ ان کی محنت سے ہوتا ہے۔ اور نعمت کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور اکمال دین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا دین ناقص تھا۔ دین تو ہر نبی کا اس کے زمانے کے اعتبار سے کامل تھا، مگر جو دین ان کے زمانے اور ان کی قوم کے اعتبار سے کامل تھا، وہ اگلے زمانے اور اگلی قوموں کے اعتبار سے نامکمل تھا، جیسے بچپن کا کرتا: اس عمر کے اعتبار سے کامل ہوتا ہے، مگر جوانی کے زمانے کے اعتبار سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب زمانے کے ش کے زمانے میں جو شریعت سب سے آخر میں نازل کی گئی ہے: وہ ہر جہت اور ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے، اس لئے اب رہتی دنیا تک نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی، یہی دین تا قیامت لوگوں کی نجات کے لئے کافی ہے

آیت کا زمانہ نزول اور مقام نزول:

یہ آیت ۱۰ھ میں عرفہ کے دین نازل ہوئی ہے، اور اتفاق سے وہ دن جمعہ کا دن تھا، اور یہ آیت میدان عرفات میں جبل رحمت کے پاس عصر کی نماز کے بعد نازل ہوئی ہے، جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہو رہا تھا، جس میں ڈیڑھ لاکھ پر دانے شمع نبوت کے گرد جمع تھے، یہ اجتماع ہر سال اسی جگہ ہوتا ہے، پس جگہ بھی بابرکت، وقت بھی بابرکت، دن بھی رکت اور دو عیدوں کے اجتماع کا دن تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فیاض و کریم ہیں

(۲۹۷۱) يٰمَيۡمُوۡنُ الرَّحْمٰنُ مَلٰٓئِیۡ سَحَّاءٌ لَا یُغۡیۡضُهَا اللَّیۡلُ وَ النَّهَارُ قَالَ اَرَاۡیۡتُمۡ مَا اَنۡفَقَ مُنۡذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فَاِنَّهٗ لَمۡ یَغۡضُ مَا فِیۡ یَمِیۡنِہٖ وَ عَزَّ شَہۡ عَلَی الْمَآءِ وَ بَیۡدَہُ الْاُخۡرٰی الْہِیۡزَانُ یُخۡفِضُ وَ یَرۡفَعُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے رحمان کا دایاں ہاتھ خزانے سے بھرا ہوا ہے وہ ہمیشہ اسے خرچ کرتا رہتا ہے دن اور رات کے (یعنی مسلسل) خرچ کرنے سے کسی بھی وقت اس میں کوئی کمی نہیں آتی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس بات پر غور کیا ہے اس نے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اس وقت سے خرچ کر رہا ہے اور پھر بھی اس کے دست عنایت میں کوئی کمی نہیں آئی اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے جسے وہ جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت ۶۴ ہے: یہود کی ایک گستاخی کا جواب: مذکورہ حدیث میں اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ اس کے پاس رزق کے اتنے خزانے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین پیدا کیا گیا اس وقت سے اللہ کی نعمتوں کے خزانے خرچ ہو رہے ہیں ان

میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث درحقیقت قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾
ترجمہ: ”اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے یعنی بخیل خود ہیں اور اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ بخل کا عیب لگاتے ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت الہی سے دور کر دیئے گئے بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں یعنی بڑے جواد اور کریم ہیں وہ حکیم ہیں اس لیے جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔“

اس آیت میں یہود کا ایک سنگین جرم یہ ذکر کیا گیا کہ وہ کم بخت یہ کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ تنگ دست اور بخیل ہو گیا واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں کو مالدار اور صاحب وسعت بنایا تھا مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کی دعوت ان تک پہنچی تو انہوں نے اسے قبول کرنے کے بجائے اس کی مخالفت کی اور اس سے روگردانی کی تو اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا بھی تنگ کر دی جس کی وجہ سے یہ نادار اور تنگ دست ہو گئے اس موقع پر یہ لوگ کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) اللہ کے خزانے میں کمی آگئی یا یہ کہ اللہ نے بخل اختیار کر لیا ہے ان کی اس گستاخی کا جواب اس آیت میں دیا گیا کہ بخیل یہی لوگ ہیں یہی لوگ ملعون ہیں اللہ کے خزانے کشادہ ہیں اس کی جود و سخا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

صفات متشابہات کے سلسلہ میں صحیح موقف:

یہ حدیث صفات متشابہات سے بھری ہوئی ہے، تقریباً ہر جملہ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی صفت بیان ہوئی ہے جو ہماری صفات سے ملتی جلتی ہے، ایسی صفات کے سلسلہ میں اہل السنہ والجماعہ کا موقف تنزیہ مع التفویض ہے اور اس مسئلہ پر تفصیلی میں آچکی ہے۔

۳۔ اللہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ

(۲۹۷۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرُسُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ) فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی جاتی تھی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ”اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک خیمے سے باہر نکالا اور لوگوں سے فرمایا اے لوگو تم لوگ واپس چلے جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری (حفاظت کا وعدہ) کر لیا ہے۔

سورۃ المائدہ کی آیت ۶۷ ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو کفار اور دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچنے کی خاطر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی حفاظت پر معذور فرمایا تھا پھر جب یہ آیت ﴿وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ﴾ نازل ہوئی تو آپ نے پہرے پر مامور صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ کہہ کر پہرے سے اٹھا دیا کہ اب کسی پہرے اور حفاظت کی ضرورت نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے یہ کام خود اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل سے حفاظت فرمائیں گے کہ کوئی کافر آپ کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا لہذا عارضی طور پر کسی تکلیف کا پہنچ جانا اس کے منافی نہیں۔

تفسیر: ﴿وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّكَاسِ﴾ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں آیا ہے مگر یہ ارشاد عام ہے، درج ذیل حدیث اس کی دلیل ہے۔
استراض: جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے: تو آپ ﷺ غزوہ احد میں زخمی کیوں ہوئے؟ اور اس کے علاوہ اور طرح سے کفار نے اور یہود نے آپ ﷺ کو کیوں ستایا؟
جواب: یہ واقعات نزول آیت سے پہلے کے ہیں۔ (۲) آیت میں آخری درجہ کا گزند پہنچانا مراد ہے۔

۴۔ تبلیغ کی محنت اس حد تک ضروری ہے کہ بے دین مسلمان اچھی طرح دیندار بن جائیں

(۲۹۷۳) لَبَا وَ قَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي فَهَلَّتْهُمْ عُلَمَاءُ هُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوهُمْ وَشَارَبُوهُمْ فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ (عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ مِمَّا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ) قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى تَأْطِرُوهُمْ أَطْرًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ باز نہیں آئے اس کے باوجود ان کے علماء ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتے رہے ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک جیسے کر دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی ان لوگوں پر لعنت کی اس کی وجہ یہ تھی انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے تجاوز کیا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پہلے آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک نجات نہیں پاسکتے جب تک تم ظالم کو ظلم سے روکو گے نہیں۔

(۲۹۷۴) إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَبَا وَ قَعَتْ فِيهِمُ الثَّقُصُ كَانَ الرَّجُلُ فِيهِمْ يَرَى أَخَاهُ يَقَعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ فَإِذَا كَانَ الْعَدْلُ يَمْنَعُهُ مَا رَأَى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِينَهُ وَشَرِيْبَهُ وَخَلِيْطَهُ فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ فَقَالَ (لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ مِمَّا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ) وَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ (وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ) قَالَ وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ لَا حَتَّى تَأْخُذُوا عَلَى يَدِ الظَّالِمِ فَتَأْطِرُوهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا.

ترجمہ: ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب بنی اسرائیل کے درمیان خامیاں آنا شروع ہوئیں تو ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے کسی بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو اسے روکتا تھا لیکن جب اگلا دن آتا تھا تو اسے گناہ کرتے دیکھ کر اسے روکتا نہیں تھا کیونکہ اس نے اس دوسرے شخص کے ساتھ کھانا ہوتا تھا پینا ہوتا تھا میل جول رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے ان لوگوں کے بارے میں (قرآن کی) یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی یہ اس وجہ سے ہے جو انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا۔“

سورۃ المائدہ کی آیات ۷۸ تا ۸۱ ہیں۔

ترجمہ: داؤد عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے ذریعے لعنت بھیجی گئی ان لوگوں پر جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہو گئے، یہ لعنت اس سبب سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے نکل گئے (زبور و انجیل میں ان لوگوں پر لعنت بھیجی گئی تھی، جیسے قرآن میں بھی ﴿فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكُفْرَيْنِ﴾ آیا ہے، چونکہ یہ کتابیں حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوئی ہیں، اس لئے یہ مضمون ان کی زبان سے ظاہر ہوا) وہ لوگ ایک دوسرے کو روکا نہیں کرتے تھے، اس برے کام سے جو وہ کرتے تھے، یقیناً ان کا فعل نہایت ہی برا تھا (پہلی آیت میں بنی اسرائیل کے کفار کا ذکر ہے اور اس آیت میں بد دین لوگوں کا، یہ لوگ کبار میں مبتلا تھے، ان کا فعل نہایت ہی برا تھا، کا یہی مطلب ہے کہ وہ بڑے گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے، اور ان میں جو نیک لوگ تھے وہ ان برے لوگوں کو ان کی برائی سے روکتے نہیں تھے، بلکہ آپ ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں (یعنی بد دین لوگوں سے دوستی جائز نہیں، اور یہ لوگ تو کفار سے دوستی رکھتے ہیں، پس پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے) جو کام انہوں نے آگے بھیجے ہیں وہ بہت ہی برے ہیں، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہو گئے ہیں اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اگر وہ لوگ اللہ پر اور رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لاتے جو ان کے پاس بھیجی گئی ہے تو وہ ان کفار کو کبھی دوست نہ بناتے، مگر ان میں سے بیشتر لوگ حد اطاعت سے خارج ہیں (مدینہ کے یہود نے مسلمانوں کی عداوت میں مشرکین مکہ سے دوستی کی تھی اور ان کو جنگ میں ہر تعاون کی پیش کش کی تھی: ان یہود کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے)

۵۔ حلال چیزوں کو حرام کرنے کی ممانعت

(۲۹۷۵) اِنَّهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتْ الْيَتٰى فِي الْبَقَرَةِ (يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اَرْثَمٌ كَبِيْرٌ) اَلَا يَتَذَكَّرْنَ اَنْ يَّوْقَعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ) اِلٰى قَوْلِهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنتَهُوْنَ فُدْعٰى عُمَرُوْ فَقَرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْتَهَيْنَا اِنْ تَهَيَّنَا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے کہا اے اللہ! شراب کے بارے میں ہم پر واضح نازل کر دے تو سورۃ البقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ”لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت سنائی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا کی اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما تو سورۃ النساء میں موجود یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو۔“ پھر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی۔ تو انہوں نے پھر یہ کہا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل کر دے تو سورۃ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ”شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے۔“ یہ آیت یہاں تک ہے تو کیا تم باز آ جاؤ گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔

سورۃ المائدہ آیات ۸۷، ۸۸ ہیں:

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجات:

(۱) اس کا نظریہ اور عقیدہ ہی یہ ہو کہ فلاں چیز حرام ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس چیز کا حلال ہونا شریعت میں قطعی دلائل سے ثابت ہو تو اسے حرام سمجھنے والا اللہ کے قانون کی صریح مخالفت کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

(۲) زبان سے کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے مثلاً یہ قسم کھالے کہ میں ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا یا فلاں جائز کام نہ کروں گا یا یہ کہے کہ میں یہ چیز فلاں کام کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اس صحابی رضی اللہ عنہ نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اس صورت میں اگر الفاظ قسم کھا کر اس چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے تو قسم ہو جائے گی جس کا حکم یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر ایسی قسم کھانا گناہ ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(۳) کسی حلال چیز کو عملاً چھوڑ دینے یا استعمال نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر حلال چیز کو چھوڑنا حلال سمجھتا ہے تو یہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے لیکن اگر حلال چیز کو چھوڑنا ثواب کی نیت سے نہ ہو بلکہ جسمانی یا روحانی بیماری کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ شراب کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے

(۲۹۷۶) مَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَلَمَّا حُرِّمَتْ الْخَمْرُ قَالَ رَجُلٌ كَيْفَ بِأَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوا يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَذَكَرْتُ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ قِيَمًا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ).

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے انتقال کر چکے تھے جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو کچھ افراد نے یہ کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا انجام ہوگا؟ جو ایسی حالت میں فوت ہوئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو وہ پہلے کھا چکے ہوں جبکہ (بعد میں) انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔“

شراب سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا:

مذکورہ احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں: (۱) شراب کی حرمت کے بارے میں بتدریج چار آیات نازل ہوئیں، تیسری

اور چوتھی آیت یعنی ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ...﴾ جب اتریں تو ان میں قطعی طور پر شراب کی حرمت کو بیان کیا گیا۔

(۲) ان روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کا ذکر ہے جبکہ دوسری بعض روایات میں نبی کریم ﷺ کی دعا کا ذکر ہے ان میں کوئی تعارض نہیں دونوں ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔

(۳) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حرمت شراب سے پہلے شراب پی اور پھر ان وفات حرمت کے حکم سے پہلے ہی ہو گئی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (المائدہ: ۹۳) شراب کی حرمت سے متعلق تفصیلی کلام ما جاء فی شارح الخمر میں گزر چکا ہے۔

اس آیت کے شان نزول میں مختلف واقعات سورۃ النحل کی آیت ۶۷ ہے:

﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا﴾

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے: تم اس سے سکر (کھجور کی شراب) اور کھانے کی عمدہ چیزیں بناتے ہو۔

اس آیت میں ایک لطیف اشارہ تھا کہ خمر (انگوری شراب) آئندہ حرام ہوگی، کیونکہ موضع امتنان (احسان یاد دلانے کے موقع) میں اس کا ذکر چھوڑ دیا تھا، جبکہ جاہلیت میں انگور کا زیادہ استعمال شراب کے لئے ہوتا تھا، تاہم خمر کا ذکر نہ کرنا بلا وجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اللھم بین لنا فی الخمر بیان شفاء: اے اللہ ہمارے لئے خمر کے سلسلہ میں تشفی بخش حکم نازل فرمائیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تحریم چاہتے تھے۔ (اس کی تفصیل ابواب الاشربة میں گزر چکی ہے)

۷۔ جب شراب حلال تھی اس وقت پینا کوئی گناہ نہیں تھا

(۲۹۷۷) مَاتَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُهَا قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَيْفَ بِأَصْحَابِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَهَا قَالَ فَذَلِكَ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ قِيمَا طَعِمُوا) الْآيَةُ.

ترجمہ: حضرت برائہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ افراد کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ وہ لوگ شراب پیا کرتے تھے جب اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ افراد نے یہ کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا انجام ہوگا؟ جو ایسی حالت میں انتقال کر گئے کہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“

(۲۹۷۸) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَذَلِكَ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ قِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ).

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ

کی کیا رائے ہے؟ جو ایسی حالت میں وصال کر چکے ہیں کہ وہ شراب پی لیا کرتے تھے؟ (یہ واقعہ اس وقت پیش آیا) جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو وہ پہلے کھا چکے ہوں گے جبکہ بعد میں انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی ہو ایمان لائے ہوں اور نیک اعمال کیے ہوں۔“

(۲۹۷۹) لَمَّا نَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ قَلِيلًا مَّا اتَّقَوْا وَأَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) قَالَ بِنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْتَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اس چیز کے بارے میں جو کہ وہ پہلے کھا چکے ہوں جبکہ بعد میں انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی ہو ایمان لے آئے ہوں اور نیک اعمال کیے ہوں۔“
(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے) نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم بھی ان لوگوں میں سے ایک ہو۔
سورۃ المائدہ کی آیت ۹۳ ہے:

شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں دو روایتیں آئی ہیں۔

(۲۹۸۰) أَنْ رَجُلًا آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَأَخَذْتُنِي شَهْوَتِي فَحَرَمْتُ عَلَى اللَّحْمِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتٍ مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا حَتَّىٰ رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو خواتین کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے شہوت غالب آ جاتی ہے اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی ہے۔

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی ہیں انہیں حرام قرار نہ دو اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے جو حلال پاکیزہ رزق تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کھاؤ۔“

۸۔ فضول باتیں پوچھنے کی ممانعت

(۲۹۸۱) لَمَّا نَزَلَتْ (وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي كُلِّ عَامٍ فَسَكْتَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ جَبَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن أَشْيَاءٍ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسْؤُكُمْ).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے حج کرنا لازم ہے اس شخص پر جو وہاں تک پہنچنے کی سبیل رکھتا ہو۔“ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے لوگوں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ (ہر سال کرنا) فرض ہو جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔“

(۲۹۸۲) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ آتَى قَالَ أَبُوكَ فَلَانَ فَذَكَرْتَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی میرا والد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

”اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں دریافت نہ کرو کہ اگر انہیں تمہارے سامنے ظاہر کیا جائے تو تمہیں برا لگے۔“

سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۱ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلْكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ ۝۱۰۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو وہ تمہیں بری لگیں، اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں وہ باتیں پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سوالات سے درگزر فرمایا، اور وہ بڑی مغفرت والے، بڑے بردبار ہیں۔ روایتوں میں فضول باتوں کی دو مثالیں آئی ہیں۔

اس آیت یعنی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءَ...﴾ کے شان نزول میں مختلف قسم کے واقعات بیان کئے گئے ہیں: (۱) صحیح مسلم اور بخاری میں ہے۔

(۲) دوسرا واقعہ اس آیت کے شان نزول میں یہی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں ہے۔

۹۔ اصلاح حال کی کوشش کے بعد آدمی معذور ہے

(۲۹۸۳) أَنَّهُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرُونَ هَذِهِ الْآيَةَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَصْرُكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا قَلَمُوا يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعْتَبَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اے لوگو تم یہ آیت تلاوت کرتے رہو۔

”اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو جب تم ہدایت حاصل کر چکے ہو تو گمراہ شخص تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا۔

(۲۹۸۳) اَتَيْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخَشِيِّ فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هَذِهِ الْاَيَةِ قَالَ اَيَّةُ اَيَةٍ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) قَالَ أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا خَبِيرًا سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَلِ انْتَهَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتُمْ شَخْصًا مُطَاعًا وَهُوَ مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤَثَّرَةٌ وَاجْتِهَابُ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَكْثَرَ الصَّابِرِينَ فِيهِمْ مِثْلُ الْقَبِيضِ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَنِي غَيْرُ عُثْبَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِنَّا أَوْ مِنْهُمْ قَالَ لَا بَلِ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا مِنْكُمْ.

ترجمہ: ابو امیہ شیبانی بیان کرتے ہیں میں حضرت ابو ثعلبہ خشنی کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے کہا اس آیت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کون سی آیت کے بارے میں؟ میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں۔ ”اے لوگو تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت حاصل کر چکے ہو تو گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“ تو حضرت ابو ثعلبہ خشنی نے فرمایا اللہ کی قسم تم نے اس بارے میں ایسے شخص سے سوال کیا ہے جو اس سے واقف ہے میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا تم نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب تم یہ صورتحال دیکھو کہ کنجوس شخص کی اطاعت کی جانے لگے خواہش نفس کی پیروی کی جانے لگے دنیا کو ترجیح دی جانے لگے ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے تو ایسی صورت میں تم صرف اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بعد جو دن آئیں گے ان میں صبر کرنا اسی طرح ہوگا جیسے انگارے پر ہاتھ رکھ دینا ان ایام میں عمل کرنے والے شخص کو ایسے پچاس آدمیوں جتنا اجر ملے گا جو تمہارے عمل کی مانند عمل کرتے ہوں گے۔

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے عتبہ کے علاوہ دیگر راویوں نے یہ اضافی بات نقل کی ہے۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ پچاس آدمی جن کا ذکر کیا گیا ہم میں سے (شمار) ہوں گے یا ان میں سے ہوں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ پچاس آدمی تم میں سے ہوں گے۔

گناہوں کی روک تھام سے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اہم ارشاد اس آیت یعنی ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ (المائدہ: ۱۰۵) کے ظاہری الفاظ سے جو شبہ ہو سکتا تھا اس کے پیش نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو بے موقع استعمال کرتے ہو کہ امر بالمعروف کی ضرورت نہیں خوب سمجھ لو کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور طاقت کے باوجود اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب میں پکڑ لے۔

۱۰۔ غیر مسلم وصی کی قسم پر کیا ہوا فیصلہ خیانت ظاہر ہونے پر ورثاء کی قسموں سے بدل جائے گا

(۲۹۸۵) عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ) قَالَ بَرِيءُ النَّاسِ مِنْهَا غَيْرِي وَغَيْرَ عِدَّتِي بِنِ بَدَاءٍ وَكَانَا نَصْرًا نَبِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فَاتَّيَا الشَّامَ لِيَتَجَارَعَ بَيْنَهُمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلَى لِبَنِي سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ بِيَتَجَارَعَةٍ وَمَعَهُ جَائِمٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيدُ بِهِ الْمَلِكَ وَهُوَ عَظُمُ تِجَارَتِهِ فَمَرَّضَ فَأَوْطَى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ أَهْلُهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذَلِكَ الْجَائِمَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفٍ دِرْهَمٍ ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعِدَّتِي بْنُ بَدَاءٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا إِلَى أَهْلِهِ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَائِمَ فَسَأَلُونَا عَنْهُ فَقُلْنَا مَا تَرَكَ غَيْرَ هَذَا وَمَا دَفَعْنَا إِلَيْنَا غَيْرَهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ تَأَمَّمْتُ مِنْ ذَلِكَ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَأَخْبَرْتُهُمْ الْخَبْرَ وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ صَاحِبِي مِثْلَهَا فَأَتَوَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَجِدُوا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَخْلِفُوهُ بِمَا يَعْظُمُ بِهِ عَلَى أَهْلِ دِينِهِ فَخَلَفَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ) إِلَى قَوْلِهِ (أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ) فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَخَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخُمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عِدَّتِي بْنُ بَدَاءٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس آیت کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔
 ”(ارشاد باری تعالیٰ ہے) اے ایمان والو جب تم میں سے کسی ایک کو موت آجائے تو تمہارے درمیان گواہی کا حکم ہے۔“
 حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ سب لوگ اس سے بری ہو گئے (راوی بیان کرتے ہیں) یہ دونوں حضرات اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی تھے اور شام آیا جایا کرتے تھے ایک مرتبہ یہ دونوں حضرات تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے وہاں بنو ہاشم کا غلام ان دونوں کے پاس آیا اس کا نام بدیل بن ابومریم تھا وہ تجارت کی غرض سے آیا تھا اس کے پاس چاندی کا بنا ہوا ایک مرتبان تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ کو یہ برتن پیش کرے کیونکہ یہ اس کے سامان تجارت میں سب سے بڑی چیز تھی لیکن وہ غلام بیمار ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو یہ تلقین کی یعنی وصیت کی اور یہ کہا وہ جو کچھ چھوڑ جائے گا وہ اس کے مالکوں تک پہنچا دیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اس غلام کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس برتن کو ایک ہزار درہم میں بیچ دیا اور وہ رقم آپس میں تقسیم کر لی پھر واپس آ کر ہم نے وہ سامان اس کے اصل مالکوں تک پہنچا دیا لیکن اس سامان میں پیالہ نہیں تھا انہوں نے ہم سے اس پیالے کے بارے میں دریافت کیا تو ہم نے کہا اس مرحوم نے تو یہی کچھ چھوڑا تھا اس نے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں دی تھی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے کے بعد جب میں نے اسلام قبول کیا تو میں نے اپنے گناہ کا ازالہ کرنا چاہا تو میں اس غلام کے مالکوں کے گھر گیا انہیں یہ ساری بات بتائی اور انہیں پانچ سو درہم دے کر یہ بھی بتا دیا کہ میرے ساتھی کے پاس بھی اتنی ہی رقم ہے تو وہ لوگ عدی کو لے کر حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ

نے ان سے گواہ طلب کئے مگر وہ ان کے پاس نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں ہدایت کی عدی سے اس کے دین کی سب سے عظیم ترین چیز کی قسم لے لیں تو عدی نے قسم اٹھائی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”اے ایمان والو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے۔“ تو عمرو بن عاص اور ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ وہ پیالہ بدیل کے پاس تھا اور عدی نے جھوٹ کہا ہے تو عدی بن بداء سے زبردستی پانچ سو درہم لیے گئے۔

(۲۹۸۶) خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَهْمٍ مَّعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيٍّ بَنِي بَدَاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضِ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بَتْرَكْتَهُ فَقَدُوا أَجَامًا مِّنْ فِطْصَةٍ فُحْوَصًا بِالذَّهَبِ فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَدُوا الْجَامِرَ بِمَكَّةَ فَقَبِلَ إِشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنَ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فُخْلَفَا بِاللَّهِ لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتَيْهِمَا وَإِنَّ الْجَامِرَ لَصَاحِبُهُمَا قَالَ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اشْهَادَةُ بَيْنِكُمْ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبوہم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حضرت تمیم داری اور دی بن بداء کے ہمراہ روانہ ہوا راستے میں ایک ایسی جگہ پر اس سہمی شخص کا انتقال ہو گیا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا جب بقیہ دونوں صاحبان اس کا ترکہ لے آئے تو اس میں چاندی کا بنا ہوا ایک برتن نہیں تھا جس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی بعد میں وہ برتن مکہ میں مل گیا تو بتایا گیا کہ ہم نے تو یہ برتن تمیم داری اور عدی سے خریدا ہے تو اس سہمی شخص کے پسماندگان میں سے دو آدمی اٹھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت کے مقابلے میں (ثابت ہونے کی زیادہ حق دار ہے) اور یہ برتن ان کے ساتھی کا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”اے ایمان والو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے۔“

سورۃ المائدہ کی آیات ۱۰۶-۱۰۸ ایک خاص معاملہ میں نازل ہوئی ہیں۔

ان احادیث میں قرآن مجید کی اس آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اشْهَادَةُ...﴾ کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص بدیل، نامی جو مسلمان تھا دونہرانی شخصوں تمیم اور عدی کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف گیا شام پہنچ کر بدیل بیمار ہو گیا اس نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر اپنے سامان میں رکھ دی، اور اپنے دونوں دوستوں کو اس کی اطلاع نہ کی مرض جب زیادہ بڑھا تو اس نے دونوں دوستوں کو وصیت کی کہ میرا سارا سامان میرے وارثوں تک پہنچا دینا انہوں نے وصیت کے مطابق سارا سامان لا کر وارثوں کے حوالے کر دیا مگر چاندی کا ایک پیالہ جس پر سونے کا ملمع یا نقش و نگار تھے اس میں سے نکال لیا، سہمی نے اپنے سامان کی ایک لسٹ بنا کر سامان میں رکھ دی تھی، جس کی تمیم و عدی کو خبر نہیں تھی، ورنہ انہوں نے جب سامان کھولا تو وہ لسٹ برآمد ہوئی، اس سے شبہ ہوا تو انہوں نے اوصیاء سے پوچھا کہ میت نے کچھ مال فروخت کیا تھا یا کچھ زیادہ بیمار رہا کہ علاج وغیرہ میں خرچ ہوا ہو ان دونوں نے اس کا جواب نفی میں دیا آخر معاملہ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا چونکہ وارثوں کے پاس گواہ نہ تھے تو ان دونوں نصرانیوں سے قسم لی گئی کہ ہم نے میت کے مال میں کسی طرح خیانت نہیں کی نہ کوئی چیز اس کی چھپائی آ خر قسم پر فیصلہ ان کے حق میں کر دیا گیا کچھ عرضہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ پیالہ ان دونوں نے مکہ مکرمہ میں کسی سار کے ہاتھ فروخت کیا ہے جب سوال

ہوا تو کہنے لگے کہ ہم نے میت سے خرید لیا تھا چونکہ خریداری کے گواہ موجود نہ تھے اس لیے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ کہیں ہماری تکذیب نہ کر دی جائے۔ میت کے وارثوں نے پھر نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع کیا اب پہلی صورت کے برعکس ان دونوں وصیوں نے خریداری کا دعویٰ کر دیا جبکہ وارث اس کے منکر تھے شہادت موجود نہ ہونے کی وجہ سے وارثوں میں سے دو شخصوں نے جو میت سے قریب تر تھے قسم کھائی کہ وہ پیالہ میت کی ملک تھا اور یہ دونوں نصرانی تہیم اور عدی اپنی قسم میں جھوٹے ہیں چنانچہ جس قیمت پر انہوں نے فروخت کیا تھا یعنی ایک ہزار درہم پر وہ قیمت وارثوں کو دلائی گئی۔

۱۱۔ حواریوں پر ماندہ اترنے کا بیان

(۲۹۸۷) اُنزِلَتْ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْرًا وَلَحْمًا وَأَمْرًا أَنْ لَا يَخُونُوا وَلَا يَدْخِرُوا لِغَدٍ فَقَاتُوا وَادْخَرُوا رَفَعُوا لِغَدٍ فَمَسْخُورًا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسمان سے ایسا دسترخوان نازل کیا گیا جس پر روٹی اور گوشت موجود تھے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس میں خیانت نہ کریں اور اسے کل کے لیے سنبھال کر نہ رکھیں لیکن ان لوگوں نے اس میں خیانت کی اور اسے اگلے دن کے لیے بھی سنبھال کر رکھ لیا جس کے نتیجے میں ان کے چہرے مسخ کر کے ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دی گئیں۔

سورۃ المائدہ آیات (۱۱۲-۱۱۵) میں یہ واقعہ ہے۔ کہ واقعاً آسمان سے دسترخوان نازل ہوا تھا اور انہیں اس بات کا پابند بنایا گیا تھا کہ کوئی شخص خیانت نہ کرے اور اس کھانے کو کل کے لیے بچا کر نہ رکھے لیکن ان لوگوں نے ان دونوں باتوں پر عمل نہیں کیا خیانت بھی کی اور کھانے کو کل کے لیے ذخیرہ بھی کیا اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے ان پر یوں عذاب آیا کہ ان کی شکلیں تبدیل کر کے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ان کے سامنے کر دی

(۲۹۸۸) قَالَ يَلْقَىٰ عِيسَىٰ حُجَّتَهُ فَلَقَاكَ اللَّهُ فِي قَوْلِهِ (وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي وَآخِيَّ إِلَهُينَ مِن دُونِ اللَّهِ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَقَاكَ اللَّهُ (سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ) الْآيَةِ كُلَّهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ) قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دلیل سکھائے گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنا لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں یہ جواب القاء کرے گا (تم یہ کہو) تو پاک ہے مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں ہے۔

سورۃ المائدہ آیات (۱۱۶-۱۱۸) میں یہ بات آئی ہے کہ قیامت کے دن تمام رسولوں سے ان کی امتوں کے روبرو بر ملا سوال

و جواب ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی سوال ہوگا، جن کو کروڑوں انسانوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا تھا۔ ان سے سوال ہوگا کہ کیا آپ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود مانو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: آپ کی ذات پاک ہے یعنی خدائی میں آپ کا کوئی شریک و سہیم نہیں، پھر میں ایسی نازیات کیسے کہہ سکتا ہوں الخ؟
فائدہ: یہ سوال و جواب قرآن کریم میں دو مقاصد سے نازل کئے گئے ہیں:

پہلا مقصد: جو ظاہر ہے کہ دنیا میں یہ سوال و جواب عیسائیوں کو سنائے گئے ہیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جس کو معبود مان رہے ہیں وہ تو خود قیامت کے دن اپنی بندگی کا اقرار کریں گے، اور ان کی بہتان تراشی سے براءت ظاہر کریں گے۔
دوسرا مقصد: جو دقیق ہے اور وہ کی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کا جواب دنیا ہی میں کر دیا گیا تاکہ وہ اس کو لے لیں اور قیامت کے دن جب انتہائی خوف ناک منظر ہوگا، وہ بے خوف ہو کر یہ جواب عرض کریں۔

فائدہ: اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول قرآن کے بعد دنیا میں تشریف لائیں گے، جمہی ان کے سامنے ان کا یہ جواب آئے گا، آپ نزول کے بعد قرآن کریم پڑھیں گے، اور اپنے اس جواب سے واقف ہوں گے، اور قیامت کے دن یہ جواب عرض کریں گے، ورنہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، پھر ان کو کیسے اپنے اس جواب کا علم ہوگا؟

۱۳۔ قرآن کریم کی آخری سورت

(۲۹۸۹) قَالَ اخِرُ سُورَةٍ اُنْزِلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۃ المائدہ ہے۔
سب سے آخر میں کون سی سورت نازل ہوئی۔ مذکورہ دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول کے اعتبار سے آخری سورتیں سورۃ مائدہ اور فتح ہیں جبکہ دوسری روایت میں سورۃ نصر کا ذکر ہے اس لیے امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی مرفوع روایت موجود نہیں کہ جس کی وجہ سے حتمی طور پر یہ کہا جائے کہ آخر میں کونسی سورت نازل ہوئی بس ہر ایک نے اپنے علم اور ظن غالب کے طور پر یہ بات ذکر کی ہے اس لیے دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں، یہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندازے ہیں، جس کے علم میں جو بات تھی وہ اس نے بیان کی فلا منافاة بینہما۔

وَمِنْ سُورَةِ الْاَنْعَامِ

سورۃ الانعام کی تفسیر

سورۃ الانعام مکیہ: سورۃ الحجر کے بعد ۵۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶ نمبر پر ہے۔
رابطہ اسمی: اللہ تم پر مائدہ (دستر خوان) نازل فرمائیں گے بشرطیکہ تم اَنْعَام و حَرْث (کھیتوں اور چوپاؤں) میں غیر اللہ کی نیازیں نہ دو اور غیر اللہ کی تحریمیں نہ کرو۔
رابطہ معنوی: جو مضمون سورۃ المائدہ میں مذکور ہے وہی اس سورت میں بھی مذکور ہیں (شرک فعلی، شرک اعتقادی) مگر باعتبار دلائل کے

ترقی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ یاد رہے اس میں شرک اعتقادی کا مضمون پہلے اور شرک فعلی کا بعد میں۔

سورۃ المائدہ میں شرک اعتقادی والے کی تکفیر کی گئی لیکن دلائل تقریباً نہ بیان ہوئے اب اس سورت میں دلائل کثیرہ بیان ہوں گے۔ سابقہ سورت میں تھا غیر اللہ کی نذر میں جانور ذبح نہ کرو اس سورت میں ہے اناج وغیرہ بھی غیر اللہ کی نذر میں نہیں دینے مختصر خلاصہ: اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر رکوع ۱۴ میں ﴿أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ تک ہے اس میں نفی شرک اعتقادی کا بیان ہے۔ دوسرا حصہ اس کے متصل بعد ﴿فَكُونُوا مِنَّا ذِكْرًا سَمُّهُ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ سے لے کر رکوع ۱۹ میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ تک ہے۔ اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ اس کے بعد ﴿ثُمَّ أَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا...﴾ سے دونوں مسئلوں پر دلیل نقلی (دلیل نقلی کی تعریف مقدمہ میں بیان ہو چکی ہے) اور ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ﴾ سے دونوں مسئلوں پر دلیل وحی (دلیل وحی کی تعریف مقدمہ میں بیان ہو چکی ہے) ذکر کی گئی ہے۔ یعنی پہلے تورات میں بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کار ساز نہیں اور اس کے سوا کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں۔ پھر تورات کے بعد قرآن میں بھی دونوں مسئلوں کی وضاحت کی گئی ہے اس لئے قرآن کی پیروی کرو۔ پھر سورت کے آخری رکوع میں ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ﴾ سے آخر سورت تک دونوں مضمونوں کا اجمالی طور اعادہ کیا گیا ہے۔ دونوں مضمونوں کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔

امتیازات: ① سورت ممتاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے ساتھ مناظرہ کرنے پر۔ ② سورت ممتاز ہے ایک ہی رکوع میں سات مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور قوم کو مشرک اور گمراہ کہنے پر۔ ③ سورت ممتاز ہے پانچ بار علم کی نفی پر سات بار شرک اعتقادی کی نفی پر۔ ④ سورت ممتاز ہے کہ اس کے نازل ہوتے وقت استقبال میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے آئے تھے۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی تسلی

(۲۹۹۰) عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّا لَا نُكْذِبُكَ وَلَكِنْ نُكْذِبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِلَايَاتِ اللَّهِ يَبْجَحُدُونَ).

توضیحات: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو جہل نے نبی اکرم ﷺ سے کہا ہم آپ ﷺ کو جھوٹا قرار نہیں دیتے ہم اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیت نازل کی۔ بے شک یہ لوگ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اس حدیث میں مذکورہ آیت کا واقعہ تفسیر مظہری میں سدی کی روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ کفار قریش کے دوسرا دارا غس بن شریق اور ابو جہل کی ملاقات ہوئی تو غس نے ابو جہل سے پوچھا کہ ابوالحکم (عرب میں ابو جہل کو ابوالحکم کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام میں اس کے کفر و عناد کے سبب اسے ابو جہل کا لقب دیا گیا) یہ تنہائی کا موقع ہے میرے اور تمہارے کلام کو کوئی تیسرا نہیں سن رہا مجھے محمد بن عبد اللہ کے متعلق اپنا خیال صحیح بتلاؤ کہ ان کو سمجھا سمجھتے ہو یا جھوٹا۔

ابو جہل نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ محمد سچے ہیں انہوں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن بات یہ ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو قصىٰ میں ساری خوبیاں اور کمالات جمع ہو جائیں باقی قریش خالی رہ جائیں اس کو ہم کیسے برداشت کریں؟ بنو قصىٰ کے

ہاتھ میں جھنڈا ہے حرم میں جاج کو پانی پلانے کی اہم خدمت ان کے ہاتھ میں ہے بیت اللہ کی درباری اور اس کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے اب اگر نبوت بھی انہی کے اندر ہم تسلیم کر لیں تو پھر باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے گا۔
اور ترمذی کی مذکورہ روایت میں بھی ابو جہل نے یہی کہا کہ ہم درحقیقت اس کتاب یا دین کی تکذیب کرتے ہیں جس کو آپ لے کر آئے ہیں۔

۲۔ وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے، مگر عام ہے

(۲۹۹۱) لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ (أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ هَاتَانِ أَيْسَرُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تم فرما دو وہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر سے تمہارے نیچے کی طرف سے تم پر عذاب بھیج دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ یا وہ تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے یا ایک دوسرے سے لڑا دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں ہلکے عذاب ہیں (راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں یہ دونوں آسان ہیں۔

(۲۹۹۲) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا إِنَّهَا كَايْنَةٌ وَلَمْ يَأْتِ تَأْوِيلُهَا بَعْدُ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تم یہ فرما دو وہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے اوپر عذاب نازل کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ہوگا کیونکہ اس کے بعد اس کی تاویل (یعنی اس حکم کو منسوخ قرار دینے کا حکم) نہیں آئی۔
سورۃ الانعام کی سورت ہے، اس کی آیت ۶۵ ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾

ترجمہ: آپ ﷺ (مکذبین سے) کہہ دیں: اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دیں (جیسے سنگ باری، طوفانی ہوا اور بارش) یا تمہارے پاؤں تلے سے (بھیج دیں، جیسے زلزلہ، غرقابی اور زمین میں دھنسا) یا تمہیں گروہ گروہ کر کے آپس میں بھڑا دیں، اور تمہارے بعض کو بعض کی سختی (لڑائی) چکھائیں۔

تفسیر: یہ آیت کفار کے تعلق سے نازل ہوئی ہے، مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کو بھی عام ہے۔

دو حدیثوں میں تعارض کا جواب: امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے جو دو حدیثیں ذکر کی ہیں ایک حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ان دونوں میں بظاہر تعارض ہے وہ اس طرح کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر

”رجم“ اور خسف کا عذاب نہیں آئے گا کیونکہ ان سے علیہ السلام نے پناہ مانگی ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں اس کی تصریح بھی منقول ہے جبکہ حدیث سعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر یہ عذاب قرب قیامت میں واقع ہوں گے تو بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔
جواب ①: نبی کریم ﷺ نے جواب دو عذابوں سے پناہ مانگی ہے یہ آپ ﷺ کے زمانے یعنی قرون خیر کے ساتھ مخصوص ہے کہ ان میں اس امت پر یہ عذاب نہیں آئیں گے۔

جواب ②: جن روایات میں خسف کے عذاب کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ اس امت کے بعض افراد اس عذاب میں مبتلا ہوں گے پوری امت اس میں مبتلا نہیں ہوگی اور جن روایات میں اس عذاب کی نفی کی گئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پوری امت پر ایک ہی وقت یہ عذاب نہیں آئے گا اس لیے دونوں حدیثوں تعارض نہیں۔

۳۔ ظلم سے ظلم عظیم مراد ہے

(۲۹۹۳) لَمَّا نَزَلَتْ (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَآيُنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لِقَمَانٍ لِابْنِهِ (يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو شامل نہیں کیا۔ تو یہ بات مسلمانوں پر بہت گراں گزری تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جو اپنے اوپر ظلم کرتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد یہ نہیں ہے اس سے مراد شرک ہے کیا تم نے وہ بات نہیں سنی؟ جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہی تھی (جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے)۔ ”اے میرے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

سورۃ الانعام کی آیت ۸۲ ہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ میں ”ظلم“ سے نبی کریم ﷺ کی تصریح کے موافق شرک مراد ہے عام گناہ مراد نہیں۔

”الم تسمعون ما قال لقمان لابنه“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ لقمان کی آیت گویا صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی جس کی طرف آپ ﷺ نے انہیں متوجہ فرمایا جبکہ صحیح بخاری میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا نزول اسی وقت ہوا ہے اس لیے بظاہر دونوں باتوں میں تعارض ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس آیت ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ کا نزول اسی وقت ہوا ہو پھر آپ ﷺ نے اس کی تلاوت فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لفظ کی مراد بارے میں تنبیہ کی اس سے یہ تعارض ختم ہو جاتا ہے فائدہ: ظلم کے اصل معنی ہیں؛ وضع الشیء فی غیر محلہ: کسی چیز کو نامناسب جگہ میں رکھ دینا، پھر ظلم کا استعمال حق سے تجاوز

کرنے کے لئے ہونے لگا، خواہ تجاوز قلیل ہو یا کثیر، اور خواہ تجاوز اعتقادی ہو یا علمی، چنانچہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ اور شرک و نفاق اور بد علمی پ اس کا اطلاق ہونے لگا، قرآن کریم میں یہ سب اطلاقات آئے ہیں، مذکورہ آیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے ظلم سے عملی گناہ مراد لے لیا، اس لئے اشکال ہوا، نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس آیت میں ظلم سے ظلم اعتقادی مراد ہے۔

البتہ بظلمہ: نکرہ تحت النفی ہے، اس لئے شرک عام ہے، کھلے طور پر شرک اور بت پرست ہو جائے: یہ تو مراد ہے ہی، اور جو غیر اللہ کو نہیں پوجتا، اور کلمہ اسلام پڑھتا ہے، مگر کسی فرشتہ یا رسول یا ولی کو اللہ تعالیٰ کی بعض صفات خاصہ میں شریک ٹھہراتا ہے، اور ان کے مزارات کو حاجت برداشتہتا ہے: یہ شرک بھی آیت میں مراد ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اس شرک سے بھی حفاظت فرمائیں (آمین)

۴۔ نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو پاتے ہیں

(۲۹۹۴) كُنْتُ مُتَكِنًا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللَّهِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَىٰ رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَقُولُ (لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ) (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) وَكُنْتُ مُتَكِنًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرْنِي وَلَا تُعَجِّلِينِي أَلَيْسَ اللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ (وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ) (وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ) قَالَتْ أَنَا وَاللَّهِ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ هَذَا قَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ جِبْرِئِيلُ مَا رَأَيْتُهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي خُلِقَ فِيهَا غَيْرَهَا ثَلَاثِينَ الْمَرَّةَ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عَظْمَ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا اكْتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْغُرْبَةَ عَلَى اللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ) وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَيْبٍ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَقُولُ (قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ).

توجہ مبہم: مسروق بیان کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا تو انہوں نے فرمایا: اے ابو عائشہ رضی اللہ عنہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی کوئی کہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بہت بڑی جھوٹی بات کی نسبت کی جو شخص یہ کہے حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات کی نسبت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

”بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی وہ بصارت کا ادراک کر سکتا ہے وہ لطف رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے (دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔“

کسی انسان کے بس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کلام کرے البتہ وحی کے ذریعے یا حجاب کے پیچھے سے اللہ اس سے کلام کر سکتا ہے۔ مسروق بیان کرتے ہیں میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا میں نے کہا اے ام المؤمنین آپ ذرا غور فرمائیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ (آپ جلدی نہ کیجئے)۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ تو اس نے اسے دوسری مرتبہ اترتے ہوئے دیکھا۔ (دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اس نے اسے افق مبین سے دیکھا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس بارے میں سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے

انہیں جس طرح پیدا کیا گیا ہے (میں نے) انہیں اس شکل میں صرف دو دفعہ دیکھا ہے میں نے دیکھا انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیان پوری جگہ کو گھیر لیا تھا۔ (پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) اور جو شخص یہ کہے حضرت محمد ﷺ نے اس چیز میں سے کچھ چھپایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا ہے تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف بہت بڑے جھوٹ کی نسبت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ اے رسول تم اس چیز کی تبلیغ کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

اور جو شخص یہ کہے وہ (یعنی نبی اکرم ﷺ یا وہ شخص خود) جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا تو اس نے اللہ کی طرف بہت بڑے جھوٹ کی نسبت کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”آسمانوں اور زمینوں میں موجود کوئی شخص غیب نہیں جانتا صرف اللہ جانتا ہے۔“

سورة الانعام کی آیت ۱۰۳ ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

ترجمہ: ”نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو پاتے ہیں، اور وہ نہایت باریک بین باخبر ہیں۔“

اس آیت کے ذیل میں تین مسئلے آتے ہیں:

پہلا مسئلہ: اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور زیارت نہیں ہو سکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخواست کی تھی کہ اے میرے رب! مجھے اپنی زیارت کرا دیجئے تو جواب ملا تھا: (لن ترائی): آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ (سورة الاعراف آیت ۱۳۳)

دوسرا مسئلہ: آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی، اور یہ مسئلہ بھی اہل حق کے نزدیک اجماعی ہے، کیونکہ قرآن کریم اور احادیث قویہ متواترہ سے یہ بات ثابت ہے، سورة القیامہ میں ہے: قیامت کے دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے، اور وہ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔

تیسرا مسئلہ: شب معراج میں نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟ یہ مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اختلافی چلا آ رہا ہے۔ جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے نزدیک شب معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار وہاں پر دیکھا۔ چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ (النجم: ۱۳) میں اسی دوسری روایت کا ذکر ہے اور سورة نجم کی ابتدائی آیات میں پہلی روایت کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آسمان کے افق پر دیکھا تھا اور ﴿شَدِيدُ الْقُوَىٰ﴾... یہ تمام صفات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ہیں۔ (فتح الباری ۸، ۸۱، کتاب التفسیر سورة النجم) اور مسئلہ کا عمل سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے توقف بہتر ہے۔

۵۔ مردار کی حرمت پر اعتراض کا جواب

(۲۹۹۵) اَتَى النَّاسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْكُلُ مَا نَقُلُ وَلَا تَأْكُلُ مَا يَقْتُلُ اللَّهُ فَانْزَلِ اللَّهُ (فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِنَّ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ) إِلَى قَوْلِهِ (وَإِنْ أَطْعَمْتُمُوهُمْ أَتَكْمَلُ لَمْ تُشْرِكُوا).

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کچھ افراد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے ہم اس جانور کو

کھا سکتے ہیں جسے ہم مارتے ہیں اور ہم اسے نہیں کھا سکتے جسے اللہ تعالیٰ نے مارا ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو اس میں سے کھا لو اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ”اگر تم ان کی پیروی کرو تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

ماکول اللحم دموی جانور کی حلت کے لئے دو شرطیں ہیں: شرعی طور پر ذبح کرنا، اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا، اگر ان میں سے ایک بھی شرط فوت ہو جائے تو وہ جانور حرام ہے۔

اعتراف: کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو شبہ میں ڈالنا چاہا کہ اللہ کے مارے ہوئے جانور یعنی مردار کو تو کھاتے نہیں ہو اور اپنے مارے ہوئے یعنی ذبیحہ کو کھاتے ہو اس پر مذکورہ آیات ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ...﴾ نازل ہوئیں۔

جواب: کہ مردار کو کھانا اس لیے حلال نہیں کہ اس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور مسلمان کے ہاتھ ذبح شدہ جانور کو کھانا اس لیے جائز ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور مسلمان تو بس اللہ کے حکم کا پابند ہے اس نے جس انداز سے جو حکم دیا ہے اسی کو پورا کرنے کا نام اطاعت ہے۔

۶۔ احکام عشرۃ پر مشتمل آیات کی اہمیت

(۲۹۹۶) مَنْ سَرَّكَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَقْرَأْهُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ کسی ایسے صحیفے کو دیکھے جس پر حضرت محمد ﷺ کی مہر لگی ہوئی ہو تو وہ ان آیات کو پڑھ لے۔ تم فرما دو تم لوگ آگے آؤ میں تمہارے سامنے اس چیز کی تلاوت کروں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام قرار دیا ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے ”تا کہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔“

سورۃ الانعام کی تین آیتیں (آیات ۱۵۱-۱۵۳) نہایت اہم آیتیں ہیں، ان میں دس احکام مذكور ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی اہمیت روایت میں ظاہر کی ہے: اور ان آیتوں میں جو دس احکام ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت و اطاعت میں کسی کو ساجھی نہ ٹھہرانا۔ (۲) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ (۳) فقر و افلاس کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرنا۔ (۴) بے حیائی کے کاموں سے دور رہنا، نہ علانیہ وہ کام کرنا نہ پوشیدہ طور پر۔ (۵) کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ (۶) یتیم کا مال ناحق طور پر نہ کھانا۔ (۷) ناپ تول میں کمی نہ کرنا (۸) انصاف کی بات کہنا، اگرچہ وہ قرابت دار کے خلاف پڑے۔ (۹) اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنا۔ (۱۰) صراط مستقیم کو اپنانا اور دوسری راہوں پر نہ چلنا۔ اور سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں بھی ایسے ہی اہم بارہ احکام ہیں۔

۷۔ قیامت کی ایک نشانی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے

(۲۹۹۷) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (أَوَيَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ) قَالَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں (ارشاد

باری تعالیٰ ہے) ”یا تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آجائے۔“ اس سے مراد سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے۔

(۲۹۹۸) ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَا لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنًا مِنْ قَبْلِ) أَلَا يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَالْإِنْسَانُ ظَلُومٌ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوْ مِنَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ نکل آئیں گی اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا وہ شخص جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا دجال دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے نکل آنا۔ سورۃ الانعام کا بڑا حصہ مشرکین عرب کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور ان کے شبہات و سوالات کے جواب میں نازل ہوا ہے۔ اور آخر میں (آیت ۱۵۸) ارشاد پاک ہے: ﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ السَّلَاطَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ نہیں انتظار کرتے وہ مگر اس کا کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا ان کے پاس آپ کا رب آئے، یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئے یعنی سورج مغرب سے نکل آئے۔

۸۔ نیکی کا کریمانہ اور گناہ کا منصفانہ ضابطہ

(۲۹۹۹) قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ إِذَا هُمْ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا فَإِنْ تَرَكَهَا وَرُبَّمَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَعْمَلْ بِهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً ثُمَّ قَرَأَ (وَمَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا فرمان حق ہے جب میرا بندہ کسی ایک نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو تم اس کو ایک نیکی کے طور پر نوٹ کر لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو تم اس کو دس گنا کے طور پر نوٹ کر لو اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو تم اسے نوٹ نہ کرو اور اگر وہ اسے کر لے تو تم اسے ایک برائی کے طور پر نوٹ کرو اگر وہ اسے چھوڑ دے (بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں)۔ ”اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو تم اسے بھی ایک نیکی کے طور پر نوٹ کرو۔“ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ جو شخص نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔

سورۃ المائدہ (آیات ۱۶۰) میں یہ ضابطہ بیان ہوا ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

ترجمہ: ”جو شخص کوئی نیکی لایا تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے، اور جو کوئی برائی لایا تو وہ نہیں سزا دیا جائے گا مگر اس کے برابر، اور وہ لوگ ظلم نہیں کئے جائیں۔“

فائدہ: یہ ذہن میں رہے کہ اس آیت میں نیکی کی جزاء میں جو دس گنا تک زیادتی ذکر کی گئی ہے اس میں ادنیٰ حد کا بیان ہے اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے اس سے زیادہ بھی دے سکتے ہیں اور دیں گے جیسا کہ دوسری روایات میں ستر گناہ اور سات سو گناہ تک ثابت ہے۔ فائدہ: نیکی کا اجر بڑھانا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں، اور گناہ کی سزا بڑھانا ظلم ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں ظلم کا گزر

نہیں چنانچہ نیکی کا پختہ ارادہ کرتے ہی ایک نیکی لکھی جاتی ہے پھر چاہے وہ کسی مانع کی وجہ سے نیکی نہ کر سکے اور جب نیکی کر لیتا ہے تو کم از کم دس گنا اجر لکھا جاتا ہے اور برائی کا پختہ ارادہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور برائی کرنے پر ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے، بلکہ اگر اللہ سے ڈر کر گناہ سے باز آ جائے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور کسی مانع کی وجہ سے گناہ نہ کر سکے تو نہ نیکی لکھی جاتی ہے، نہ گناہ۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَعْرَافِ

باب ۸۔ سورۃ الاعراف کی تفسیر

سورۃ الاعراف مکیہ: سورۃ ص کے بعد ۳۹ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۷ نمبر پر ہے۔

ربط الہی: اگر تم نے (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان سے غیر اللہ کی نذریں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراب سے بھی بچا کر جنت میں داخل کرے گا۔

ربط معنوی: تین سے ہے: ① مسئلہ نفی شرک اعتقادی کے لئے سورۃ الانعام میں دلائل عقلیہ کثرت سے بیان کئے گئے تھے لیکن دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آئی تھی تفصیلاً اور سترہ (۱۷) انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب اس سورۃ میں نفی شرک اعتقادی کے لئے دلائل نقلیہ آئیں گے۔

② سورۃ انعام میں نفی شرک فعلی (نذور غیر اللہ، تحریمات لغیر اللہ) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریمات لغیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم ضرورت کا ذکر کیا گیا یعنی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قرب خداوندی کا موجب سمجھنا اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم جاننا۔

① مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی جائے گی۔ ساتھ ہی ہر دو مضمون نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کی تکمیل بھی ہوگی۔

نوٹ: اس سورۃ میں مضامین کی ترتیب سورۃ المائدہ کے مطابق ہوگی (شرک فعلی پہلے اور شرک اعتقادی بعد میں)۔

مختصر خلاصہ: اس سورت میں تین دعوے ہیں: ① مسئلہ توحید کی تبلیغ میں پورا استقلال رکھو، مصائب آئیں تو برداشت کرو۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ ② ﴿مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ کی تابعداری کرو اور شیاطین کے تابع ہو کر اپنی طرف سے تحریمات نہ نکالو۔ یہ دعویٰ ﴿إِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ سے لے کر ﴿وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ تک مذکور ہے۔ اس کے بعد سورۃ میں ابلیس کا حضرت آدم علیہ السلام کو فریب دینا بیان کر کے تحریمات خود ساختہ (کپڑے پہن کر طواف کرنے کو حرام سمجھنا) کی تردید کی گئی۔ ③ تیسرا دعویٰ۔ غیر اللہ کو متصرف فی الامور (شرک اعتقادی کرتے ہوئے) یا برکات و ہندہ خیال کر کے نہ پکارو۔ یہ دعویٰ ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ سے لے کر ﴿لَقَوْمٍ يَشْكُرُونَ﴾ تک ہے۔

اس سورۃ میں چھ انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے تین قصے حضرت نوح علیہ السلام قصہ حضرت ہود علیہ السلام قصہ حضرت صالح علیہ السلام سے متعلق ہیں، چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا دعویٰ ثانی کے ساتھ متعلق ہے کہ قوم لوط بھی ایک حرام کو

حلال کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ تو تحلیل حرام یا تحریم حلال ایک بڑا جرم ہوا، پھر پانچویں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دعویٰ ثانی و ثالث کے ساتھ متعلق ہے اور چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ اول سے متعلق ہے۔ پانچویں اور چھٹے قصے کے درمیان کچھ کلام اہل مکہ کے لئے آگئی (آیات ۹۴ تا ۱۰۰) چھٹے قصے میں مصائب موسیٰ علیہ السلام کے چھ (حال اول ۱۰۳ تا ۱۲۶، دوم: ۱۲۷ تا ۱۲۹ سوم: ۱۳۰ تا ۱۳۷، چہارم ۱۳۸ تا ۱۴۱، پنجم: ۱۴۲ تا ۱۵۴، ششم ۱۵۵ تا ۱۵۷) احوال بیان ہوں گے اور اس کے بعد تحریف دنیوی کا نمونہ بیان (۱۶۳ تا ۱۶۶) کر کے یہود کے خود ساختہ مقولہ (سَيُغْفَرُ لَنَا) کی چار وجہ سے تردید کی گئی (۱۶۹ تا ۱۷۸)۔

اس کے بعد دعویٰ ثانی و ثالث کے متعلق چند آیات ہیں۔ ایک تسلی برائے نبی علیہ السلام اور ترغیب الی القرآن ہے۔ علاوہ ازیں تحویفات، شکوے اور زجریں ہیں۔

امتيازات: ① سورت ممتاز ہے اس ملا کے ذکر پر جس نے دنیا کو پسند کیا اور دین کو پیچھے چھوڑ دیا اس کی مثال کتے کی سی ہے ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ...﴾ ② سورت ممتاز ہے کہ اعراف والوں کا تذکرہ ہے۔ ③ سورت ممتاز ہے انسان کا چار چیزوں پر کامل ہونے پر ایک ہی آیت ۳۳ میں (نہایت عقیف، نہایت حلیم، نہایت شجاع، نہایت علیم)۔ ④ سورت ممتاز ہے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو تفصیل سے ذکر کرنے پر۔

۱۔ ذرا سی تجلی سے پہار کے پر نچے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے

(۳۰۰۰) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا) قَالَ حَمَّادٌ هَكَذَا وَأَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِظَرْفِ إِبْهَامِهِ عَلَى أُمْلَةٍ أَصْبَعِهِ الْيُمْنَى قَالَ فَسَاخَ الْجَبَلُ (وَحَزَمَ مُوسَى صَبْعًا)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس طرح اس کے بعد سلیمان نامی راوی نے انگوٹھے کے کنارے کو دائیں ہاتھ کی انگلی پر رکھ کر فرمایا تو وہ پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے کہ طور پہاڑ پر تورات عطا فرمانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے بلایا گیا، جب مدت پوری ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے لطف و عنایت کی باتیں کیں، اس موقع پر انھوں نے شدت اشتیاق سے درخواست کی کہ پروردگار! مجھے اپنا جلوہ دکھائیں، میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں، ادھر سے جواب ملا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے (دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً ممکن ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تھی، مگر شرعاً ممنوع ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان بلکہ اس دنیا کی ہر مخلوق ضعیف ہے وہ تجلی کو سہار نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ کی جانب میں کوئی استحالہ نہیں، ورنہ لن اری فرماتے کہ میں دیکھا نہیں جاسکتا۔

﴿فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کے دوسرے طریق میں خود نبی کریم ﷺ نے اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کی چھوٹی انگلی یعنی خضر کے سرے پر انگوٹھا رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اللہ جل شانہ کے نور کا صرف اتنا سا حصہ ظاہر کیا گیا تھا جس سے پہاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے یعنی نور کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ ظاہر کیا گیا تھا تو اس سے بھی پہاڑ ریزہ

ریزہ ہو گیا اور اس حدیث کے راوی سلیمان نے انگوٹھے کی نوک دائیں انگلی کے پورے پر رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اتنا سانور کا حصہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جس سے اس پہار کے پرچے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

۲۔ عہد الست کی تفصیل

(۳۰۰۱) اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِبَيْمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَفِيمَ الْعَمَلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ اللَّهُ النَّارَ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

”اور جب تمہارے پروردگار نے آدم کی اولاد کو ان کی پشتوں میں سے لیا اور انہیں ان کے اپنے بارے میں گواہ بناتے ہوئے دریافت کیا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں ایسا اس لیے کیا) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو ہم تو اس سے غافل تھے۔“

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر دایاں دست قدرت پھیرا اور اس میں سے ان کی ذریت کو نکال دیا پھر ارشاد فرمایا۔ میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے اور اہل جنت کا سائل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس میں سے کچھ ذریت کو نکالا اور فرمایا میں نے ان لوگوں کو جہنم کے لیے اور اہل جہنم کا سائل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عمل کیوں کیا جائے؟ راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے اہل جنت کا سائل کرنے کی توفیق بھی دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شخص مرتا ہے تو اہل جنت کا سائل کر رہا ہوتا ہے اور پھر وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ کسی بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے اہل جہنم کا سائل لیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ مرتا ہے تو اہل جہنم کا سائل کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

(۳۰۰۲) لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلَّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيَّ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبَيْضًا مِنْ نُورٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَأَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبَيْضٌ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الْأُمَمِ

مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ قَالَ رَبِّ وَكَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَمَى رَبِّ زِدْكَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضَى عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ أَوْلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَوْلَمْ تُعْطَهَا لِإِبْنِكَ دَاوُدَ قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَذَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِيَ آدَمُ فَخَطَّتْ ذُرِّيَّتُهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت میں سے ہر ایک جان نیچے گر پڑی جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک ان کی اولاد میں پیدا کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی پیشانی میں نور کی چمک رکھ دی پھر ان لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا اور انہیں بتایا گیا اے آدم علیہ السلام یہ تیری اولاد ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی پیشانی کی چمک حضرت آدم علیہ السلام کو پسند آئی تو انہوں نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون شخص ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں بعد کے زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام داؤد ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا اے میرے پروردگار تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میری عمر میں سے چالیس برس کا اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) جب آدم علیہ السلام کی عمر ختم ہو گئی تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں؟ تو فرشتے نے کہا کیا آپ نے وہ اپنے صاحبزادے حضرت داؤد کو نہیں دے دیئے تھے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کا انکار کر دیا یہی وجہ ہے ان کی اولاد بھی انکار کر دیتی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بات بھلا دی گئی تو ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو ان کی اولاد سے بھی خطا ہو جاتی ہے۔

سورة الاعراف (آیات ۱۷۲، ۱۷۳) میں عہد الست کا ذکر ہے۔ مذکورہ آیات اور احادیث میں اس عہد کا ذکر ہے جو عالم ارواح میں ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھیں ننھی ننھی چوٹیوں کی شکل میں جمع کیا اور پھر انہیں عقل و دانائی اور فہم و فراست بھی عطا فرمائی اور اپنی واحدانیت کا سب سے اقرار کرایا: یہ عہد و اقرار اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا اور اس اقرار کی جگہ وادی نعمان ہے جو میدان عرفات کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ شبہ آتا ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد یہ عہد جب کسی کو یاد ہی نہیں رہا تو پھر اس عہد کا فائدہ کیا ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عہد بعض خاص لوگوں کو اب بھی یاد ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں اس لیے عام لوگوں کے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ بہت سے احکام ایسے ہوتے ہیں جو اپنا ایک خاص اثر رکھتے ہیں چاہے وہ کام کسی کو یاد رہے یا نہ رہے بلکہ اس کی خبر بھی نہ ہو مگر وہ اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں یہ عہد و اقرار بھی ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے کہ اس قرار نے دراصل ہر انسان کے دل میں اللہ کی معرفت کا ایک بیج ڈال دیا جو پرورش پاتا رہتا ہے چاہے اس کی خبر ہو یا نہ ہو یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت پائی جاتی ہے پھر اسی عہد کی یاد دہانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور ایسے کام کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

تعارض کا جواب: احادیث میں ذریت کو آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے لینے یعنی نکالنے کا ذکر ہے، اور مذکورہ آیت میں اولاد آدم علیہ السلام کی

پیٹھ سے نکالنے کا تذکرہ ہے اور تطبیق اس کی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان لوگوں کو نکالا گیا تھا جو بلا واسطہ آدم علیہ السلام سے پیدا ہونے والے تھے پھر ان کی نسل کی پشت سے دوسروں کو، اسی طرح جس ترتیب سے اس دنیا میں اولاد آدم پیدا ہونے والی تھی، اسی ترتیب سے ان کی پشتوں سے نکالا گیا تھا یعنی آدھا مضمون قرآن میں ہے اور آدھا حدیثوں میں۔ اور صورت واقعہ دونوں سے مل کر مکمل ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ذریت جو اس وقت پشتوں سے نکالی گئی تھی صرف ارواح ہی نہیں تھیں بلکہ روح اور جسم کا ایسا مرکب تھا جو جسم کے لطیف ترین ذرات سے بنایا گیا تھا کیونکہ تربیت کی ضرورت زیادہ تر وہیں ہوتی ہے جہاں جسم و روح کا مرکب ہو اور جس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرنا ہو اور ارواح کی یہ شان نہیں ہوتی وہ تو اول سے آخر تک ایک ہی حال پر ہوتی ہیں بعض احادیث میں جو ان کے سفید اور سیاہ رنگ مذکور ہیں یا ان کی پیشانی کی چمک کا ذکر ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف روح نہیں تھی کیونکہ اس کا تو کوئی رنگ نہیں ہوتا جسم ہی کے ساتھ یہ اوصاف متعلق ہوتے ہیں۔

فائدہ: پہلے یہ بات آچکی ہے کہ تقدیر کے مسئلہ کی دو جانبیں ہیں: ایک اللہ کی جانب ہے کہ سب کچھ ازل سے طے شدہ ہے، مگر یہ صرف عقیدہ ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہے۔ اور دوسری: بندوں کی جانب ہے، جو عمل کی جانب ہے، یہ دنیا دار الاس ہے، یہاں ہر چیز کا سبب ہے، جس سے مسببات وجود میں آتے ہیں، اور تقدیر الہی میں صرف مسببات نہیں ہیں۔ بلکہ اس بھی ہیں پس جو جنت میں جائے گا وہ اس کے اس کی وجہ سے جائے گا، اور جو جہنم میں جائے گا وہ بھی اس کے اس کی وجہ سے جائے گا، چنانچہ پہلی حدیث میں پہلے نبی ﷺ نے تقدیر الہی کی پہلی جانب بیان فرمائی کہ جنت میں جانے والے اور جہنم میں جانے والے اللہ تعالیٰ ان سب کو ازل سے جانتے ہیں، چنانچہ پہلی مرتبہ میں آدم کی پشت سے جنتی نکالے گئے، اور دوسری مرتبہ میں جہنمی۔۔۔ پھر جب ایک صحابی نے سوال کیا۔ اور یہ سوال خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے تقدیر کے مسئلہ کی دوسری جانب ان کے سامنے رکھی کہ جنت و جہنم انسان کے اختیاری اعمال کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں، اور انسان اسی جانب کا مکلف ہے۔

اور بالخاصہ اثر کی مثال نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہنا ہے، بچہ اگر چہ اس وقت ان کلمات کے معانی نہیں جانتا، نہ بڑے ہونے کے بعد کسی کو یاد ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی گئی تھی؟ مگر اقرار ازل کی قوت پہنچانے کے لئے کانوں کی راہ سے جو ایمان کی تخم ریزی کی جاتی ہے وہ بڑے ہونے کے بعد اپنا رنگ دکھاتی ہے۔

اولہ یبق من عمری اربعون سنة اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر کے چالیس برس حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر کے آخر میں روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ حضرت آدم نے حضرت داؤد کو ساٹھ برس دیئے تو بظاہر دونوں باتوں میں تعارض ہے؟

(۱) ممکن ہے کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس سال دیئے ہوں پھر مزید بیس سال کا اضافہ کر دیا تو بعض راویوں نے چالیس سال کا ذکر کر دیا اور بعض نے ساٹھ سال کا اس لیے دونوں باتوں میں تعارض نہیں۔

(۲) یہ حدیث جو سورۃ اعراف میں ہے جس میں چالیس سال کا ذکر ہے یہ اس روایت سے زیادہ رائج ہے جس میں ساٹھ سال کا ذکر ہے اس لیے اسی رائج روایت کا اعتبار ہوگا ساٹھ سال والی روایت کو معتبر قرار نہیں دیا گیا۔ (تحفۃ الاحوذی ۸/ ۴۴ کتاب الآداب)

۳۔ اللہ کی بخشی ہوئی اولاد میں غیر اللہ کو ساجھی بنانا

(۳۰۰۳) لَبَّا حَمَلْتُ حَوَاءَ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِيئُهُ عَبْدُ الْحَارِثِ فَسَمَّيْتُهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ.

ترجمہ: حضرت سرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب سیدہ حوا رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو شیطان نے ان کے گرد چکر لگایا جس کے نتیجے میں ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا شیطان نے ان سے کہا آپ اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ بچہ زندہ رہا یہ چیز شیطان کی طرف سے اشارے اور اس کی ہدایت کی وجہ تھی۔

سورة الاعراف (آیت ۱۸۹، ۱۹۰) میں عام انسانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس آیت کے شروع میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا ذُؤَجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ اس آیت میں نفس واحدہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور ﴿وَجَعَلَ مِنْهَا ذُؤَجَهَا﴾ میں زوج سے حضرت حواء مراد ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ﴿فَلَمَّا تَغَشَّيْهَا حَمَلًا خَفِيًّا﴾ سے حضرت آدم کی مطلق اولاد کا ذکر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان اولاد آدم کی دعائیں سن لیں اور بالکل صحیح سالم خوبصورت بچہ عطا کر دیا تو اب وہ دونوں شرک کرنے لگے جس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کبھی تو یہ عقیدہ بنا لیا جاتا ہے کہ یہ بیٹا فلاں بزرگ نے دیا ہے یا اس بچے کو زندہ یا مردہ بزرگ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز کرنے لگتے ہیں اور کبھی بچہ کا نام رکھنے میں مشرکانہ انداز اختیار کرتے ہیں عبد اللات عبد العزى یا عبد الشمس یا بندہ علی وغیرہ ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کے بجائے ان بتوں یا بزرگوں کا پیدا کیا ہوا بندہ ہے یہ سب مشرکانہ عقائد و اعمال ہیں۔

دوسری تفسیر ان آیات کی وہ ہے جو امام ترمذی نے مذکور حدیث میں بیان کی ہے اس روایت کو بعض حضرات نے تو اسرائیلی روایت قرار دے کر ناقابل اعتماد ہے:

حدیث کا حال: حدیث پر لے درجہ کی ضعیف ہے، اور اندیشہ ہے کہ موضوع ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے شرک نہیں کیا، بلکہ آیت کا شروع کا حصہ شکر پر مشتمل ہے۔ اور آخری حصے میں بعد کے لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ (ما اشرك آدم، ان اولها شکر، و آخرها مثل ضربہ لمن بعده) یہ سب تفسیریں درمنثور میں ہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْفَالِ

باب ۹۔ سورة الانفال کی تفسیر

سورة الانفال: سورة البقرہ کے بعد ۸۸ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۸ نمبر پر ہے۔

ربط اسی: سورة الاعراف میں مسئلہ توحید بلا خوف و خطر واضح کرنے کا بیان تھا تو فرمایا مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین

تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموال غنیمت) حاصل ہوں گے اس لئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا۔

ربط معنوی: سورۃ مائدہ، انعام اور اعراف میں لفظی شرک فعلی اور لفظی شرک فی التصرف (اعتقادی) کو پوری تفصیل سے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورہ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہوگا وہاں وہ مؤمنوں کو تنگ کریں گے جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اس لئے سورہ انفال اور توبہ میں ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ سے جہاد کا حکم نازل فرمادیا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔

مختصر خلاصہ: سورۃ انفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ۴ میں ﴿يَغْنَمُ الْبَوْلَى وَ يَغْنَمُ النَّصِيرُ﴾ تک ہے اس میں ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور قوانین جہاد کا تذکرہ بھی ہے۔
حصہ اول میں پانچ قوانین جہاد:

قانون اول: جب میدان جنگ میں کافروں سے لڑائی ہو تو ثابت قدمی سے مقابلہ کرنا ہے پیٹھ دے کے بھاگنا نہیں ہے:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا...﴾ (الانفال: ۱۵)

قانون ثانی: اللہ پاک اور اللہ پاک کے نبی ﷺ کی اطاعت کرنی ہے تمہارے ایمان بھی مضبوط ہوں گے اور عزم و استقلال میں بھی مضبوطی ہوگی۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ...﴾ (الانفال: ۲۰)

قانون ثالث: اللہ پاک اور رسول خدا ﷺ کا حکم مانو اور امیر کی اطاعت کرو یہی کامیابی کی کنجی ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ...﴾ (الانفال: ۲۴)

قانون رابع: اللہ پاک اور رسول خدا ﷺ کی خیانت نہیں کرنی مراد یہ ہے کہ اپنے مال و اولاد کی خاطر دشمن سے خفیہ ساز باز نہ کرو یا یہ کہ مال غنیمت میں سے مت چھپاؤ۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْذَرُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ...﴾ (الانفال: ۲۷)

قانون خامس: اگر تم اللہ پاک سے ڈرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان فاصلہ ڈال دیں گے اور تمہیں بلند اور تمہارے دشمن کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا﴾ (الانفال: ۲۹)
اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ (الانفال: ۳۱) سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی مال غنیمت اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم ہے اور قوانین جہاد کا بھی تذکرہ ہے۔

حصہ ثانی میں قوانین جہاد:

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مؤمنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے۔

قانون اول برائے مؤمنین: جب میدان جنگ سے دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں متحد ہوتا کہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا...﴾ (الانفال: ۳۵)

قانون ثانی برائے نبی کریم ﷺ: جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ ﴿فَإِنَّمَا تَتَفَقَّهُهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرَّدُوهُمْ...﴾ (الانفال: ۵۷)

قانون ثالث برائے مؤمنین: دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالاتِ زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار رکھو اللہ پاک کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ضائع نہیں جائے گا۔ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ...﴾ (الانفال: ۶۰)

قانون رابع برائے نبی کریم ﷺ: اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت و شوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صلح کی پیش کش کر دیں تو آپ ﷺ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلاءِ کلمۃ اللہ ہے نہ کہ خونریزی اور قتل۔ ﴿وَلِنْ جَنَحُوا لِلْسَّلَامِ فَأَجْزَحْ لَهُا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ...﴾ (الانفال: ۶۱)

قانون خامس برائے نبی کریم ﷺ: اے پیغمبر ﷺ آپ کو اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اللہ ہی کافی ہیں اللہ پاک پر ہی بھروسہ کریں مؤمنین کو جہاد کی ترغیب دلائیں میں اللہ آپ کو آپ کی قلت کے باوجود مشرکین پر غلبہ عطا کروں گا۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ...﴾ (الانفال: ۶۳، ۶۵)

قانون سادس برائے حضور ﷺ: چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دیئے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے ہاتھ میں ایسے قیدی دشمن ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں۔ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى...﴾ (الانفال: ۶۷)

قانون سابع برائے پیغمبر خدا ﷺ: فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کریں گے اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیں گے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى...﴾ (الانفال: ۷۰) اس کے بعد ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ لِلدِّينِ...﴾ (الانفال: ۷۲) سے مجاہدین اور مہاجرین کو بشارت اخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مؤمنین کی دو قسمیں بیان کی گئیں۔

اول: مؤمنین مہاجرین۔ دوم: مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہوئیں۔ ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ﴾ اور ﴿غَيْرُ أُولُوا الْأَرْحَامِ﴾

اختیارات: ① سورت ممتاز ہے میدانِ جنگ کے قوانین کے بیان میں۔

② سورت ممتاز ہے سورۃ کے شروع میں تین ادا امر پر (تقویٰ، آپس میں صلح، اللہ پاک اور نبی کریم ﷺ کی تابعداری) پر۔

۱۔ مالِ غنیمت اللہ اور رسول کے لئے ہے

(۳۰۰۳) لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي مِنَ الْمُسْرِ كَيْفَ أَوْخِئُوا هَذَا هَبْ لِي هَذَا السَّيْفَ فَقَالَ هَذَا الْيَسْرُ لِي وَلَا لَكَ فَقُلْتُ عَسَى أَنْ يُعْطَى هَذَا مِنْ لِي بَلَاءٍ فَبَجَّعَنِي

الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَإِنَّهُ قَدْ صَارَ لِي وَهُوَ لَكَ قَالَ فَتَزَلَّتْ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ) الْآيَةُ

ترجمہ: مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر میں اپنی تلوار لے کر آیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی طرف سے میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا ہے یا اس کی مانند کوئی لفظ کہے تو آپ ﷺ مجھے یہ تلوار ہبہ کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ مجھے ملے گی نہ تمہیں ملے گی تو میں نے سوچا کہ شاید یہ کسی ایسے شخص کو دی جائے گی جو میری طرح کی صورت حال میں مبتلا نہیں ہوا تھا اسکے بعد (نبی اکرم ﷺ یا آپ ﷺ کا قاصد) میرے پاس آیا اور آپ ﷺ نے یہ فرمایا تم نے یہ مجھ سے جس وقت مانگی تھی اس وقت یہ میری نہیں تھی اب یہ میری ہو گئی ہے لہذا یہ تمہیں ملی۔ راوی بیان کرتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ”لوگ تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔“

غزوہ بدر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا، جب اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کی تقسیم کے سلسلہ میں نزاع پیش آیا، اس کی تفصیل حضرت عبادہ بنی اشجہ کی حدیث میں ہے جس کا امام ترمذی رحمہ اللہ نے میں حوالہ دیا ہے، یہ حدیث مسند احمد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔

لنکر کے تین حصے ہو گئے: کچھ لوگوں نے دشمن کا تعاقب کیا، تاکہ وہ پھر واپس نہ آئیں، اور کچھ لوگ کفار کے چھوڑے ہوئے سامان کے جمع کرنے میں لگ گئے، اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع رہے تاکہ چھپا ہوا دشمن ناگہانی حملہ نہ کر دے، جب جنگ ختم ہو گئی، اور رات کو ہر شخص اپنے ٹھکانے پر پہنچا تو جن لوگوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا: کہنے لگے کہ یہ مال تو ہم نے جمع کیا ہے، اس لئے اس میں ہمارے سوا کسی کا حصہ نہیں، اور جو لوگ دشمن کے تعاقب میں گئے تھے، انھوں نے کہا کہ تم لوگ ہم سے زیادہ اس کے حقدار نہیں، کیونکہ ہم نے ہی دشمن کو پسپا کیا تھا، اور تمہارے لئے یہ موقع فراہم کیا تھا، کہ تم بے فکر ہو کر مال غنیمت جمع کر لو، اور جو لوگ آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ کے گرد جمع رہے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی مال غنیمت جمع کرنے میں تمہارے ساتھ شریک ہو سکتے تھے، مگر ہم آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں مشغول رہے، جو جہاد کا سب سے اہم مقصد تھا، اس لئے ہم بھی اس کے مستحق ہیں، جب یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو درج ذیل آیت نازل ہوئی:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۖ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ (الأنفال)

دوسرا واقعہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ بدر میں میرے بھائی عمیر شہید ہو گئے، میں نے ان کے بدلے میں سعید بن العاص کو قتل کر دیا، اور اس کی تلوار لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں چاہتا تھا کہ وہ تلوار مجھے مل جائے، مگر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مال غنیمت میں جمع کر دو، مجھے دھچکا لگا کہ میرا بھائی شہید ہو گیا، اور میں نے اس کے قاتل کو مار گرایا، اور اس کی تلوار حاصل کر لی، مگر وہ بھی مجھ سے لے لی گئی، مگر میں تعمیل ارشاد کے لئے مجبور تھا، جب وہ تلوار مال غنیمت میں جمع کرنے کے لئے چلا تو ابھی دور نہیں گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، اور آپ ﷺ نے مجھے بلوا کر وہ تلوار مجھے عنایت فرما دی (اس طرح روایت مسند احمد میں ہے) اس میں کوئی بعد نہیں کہ یہ دونوں واقعے پیش آئے ہوں اور دونوں ہی کے جواب میں یہ

آیت نازل ہوئی ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت نے جن میں حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ انفال کا مذکورہ حکم ابتداء اسلام میں تھا جب تک تقسیم غنائم کا وہ قانون نازل نہ ہوا تھا جو اسی سورت کے پانچویں رکوع میں آ رہا ہے یعنی ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ ذَلِكُمْ خُمُسُهُ...﴾ میں کیونکہ سورۃ انفال کی پہلی آیت میں پورے مال غنیمت کو رسول اللہ ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں اور آگے جو تفصیلی احکام آئے ہیں ان میں یہ ہے کہ کل مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں عام مسلمانوں کی ضروریات کے لیے محفوظ کر دیا جائے اور بقیہ چار حصے مجاہدین کے درمیان ایک خاص قانون کے تحت تقسیم کر دیئے جائیں: اس تفصیل نے جو ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا...﴾ میں مذکور ہوئی ہے اس نے سورۃ انفال کی پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

راجح بات: کہ یہاں کوئی نسخ و منسوخ نہیں بلکہ اجمال اور تفصیل کا فرق ہے سورۃ الانفال کی پہلی آیت میں اجمال اور اختصار ہے اور اس سورت کی آیت نمبر اکتالیس یعنی ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا...﴾ میں اس اجمال کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔
فائدہ: غازیوں کو انعام دینے کی چار صورتیں:

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں غازیوں کو انعام دینے کی صورتیں راجح تھیں:

(۱) یہ اعلان کر دیا جاتا کہ جو شخص کسی مخالف کو قتل کرے گا تو جو سامان مقتول سپاہی سے حاصل ہو وہ اسی کا ہے جس نے قتل کیا، یہ سامان مال غنیمت میں جمع ہی نہ کیا جائے گا۔

(۲) بڑے لشکر میں سے کوئی جماعت الگ کر کے خاص جانب جہاد کے لیے بھیجی جائے اور یہ حکم دیا جائے کہ اس جانب سے جو مال غنیمت حاصل ہو گا وہ اسی خاص جماعت کا ہو گا جو وہاں گئی ہے صرف اتنا کرنا ہو گا کہ اس میں سے پانچواں حصہ عام مسلمانوں کی ضروریات کے لیے بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

(۳) پانچواں حصہ جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اس میں سے کسی خاص غازی کو اس کی ممتاز کارکردگی کے صلہ میں امیر کی صوابدید کے مطابق دیا جائے۔

(۴) پورے مال غنیمت میں سے کچھ حصہ الگ کر کے خدمت پیشہ لوگوں کو بطور انعام دیا جائے جو مجاہدین کے گھوڑوں وغیرہ کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳، ۲۶۶، ۲۶۷)۔

۲۔ دعائے نبوی کی برکت سے جنگ بدر میں فرشتوں کی کمک آئی

(۳۰۰۵) لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَدْرِ قِيلَ لَهُ عَلَيْكَ الْعِيْرُ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ قَالَ فَنَادَاكَ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِي وَثَاقِهِ لَا يَصْلُحُ وَقَالَ لَإِنَّ اللَّهَ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْ أَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ قَالَ صَدَقْتُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ سے کہا گیا آپ ﷺ کا فلے کا بھی تعاقب کریں کیونکہ اس قافلے کے ساتھ حفاظتی دستے کے طور پر کوئی نہیں تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں کہا وہ اس وقت بندھے ہوئے تھے یہ ٹھیک نہیں ہوگا انہوں نے یہ

بھی کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا ہے یہ دو میں سے ایک گروہ (پر آپ ﷺ غالب آ جائیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز آپ ﷺ کو عطا کر دی ہے جس کا اس نے آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا ہے۔

(۳۰۰۶) نَظَرَنِيَّ اللَّهُ ﷻ إِلَى الْمَشْرِ كَيْنَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةِ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷻ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبُدُ فِي الْأَرْضِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَا دَامَ يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِذَاءُهُ مِنْ مَنكَبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِذَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ التَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷻ كَفَاكَ مُنَا شِدَّتُكَ رَبِّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِئَةِ مِنَ الْهَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ) فَأَمَدَّهُمُ اللَّهُ بِالْمَلِكَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے مجھے یہ بات بتائی ایک مرتبہ (غزوہ بدر کے موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سو سے کچھ زیادہ تھے آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور پروردگار سے التجا کرنے لگے اے اللہ تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر دے اے اللہ اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور قبلہ کی طرف کیے اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اسے آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور پھر آپ ﷺ کو پیچھے کی طرف سے بھیج لیا اور عرض کی اے اللہ کے نبی آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے بڑی التجا کر لی ہے اس نے آپ ﷺ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اور جب تم اپنے پروردگار سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا کو قبول کیا (اور یہ فرمایا) میں تمہاری طرف ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں جو آگے پیچھے ہوں گے۔“

بدر کا معرکہ اسلام کا پہلا معرکہ تھا، مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی، ان کی نفری صرف تین سو تیرہ تھی، اور سب بے سروسامان تھے، کیونکہ وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہیں نکلا تھا، اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ سخت آزمائش کی گھڑی تھی۔ چنانچہ جب نبی ﷺ نے میدان میں صفیں درست فرمائیں، تو آپ ﷺ اس جھوپڑی میں تشریف لے گئے جو آپ ﷺ کے قیام کے لئے صحابہ نے میدان بدر میں تیار کی تھی۔ آپ ﷺ نے وہاں پروردگار عالم سے خوب گڑگڑا کر دعا کی، آپ نے عرض کیا: اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرمائیں! اے اللہ میں آپ سے آپ کے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں! اے اللہ اگر آج یہ گروہ

ہلاک ہو گیا تو آپ کی عبادت نہ کی جائے گی! اے اللہ اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد کبھی آپ کی عبادت نہ کی جائے۔۔۔ اس طرح خوب تضرع سے دعا کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ کے دونوں کندھوں سے گر گئی۔ جب دیر ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے، چادر درست کی اور عرض پرداز ہوئے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے بڑے الحاج کے ساتھ اپنے رب سے دعا کر لی، اب بس کریں، اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا، اللہ آپ کی ضرورت مدد فرمائے گا۔ اسی وقت وحی آئی کہ میں ایسے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے، کیونکہ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھپر سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے زرہ پہن رکھی تھی، آپ ﷺ پر جوش آگے بڑھ رہے تھے، اور چند لمحوں میں فیصلہ ہو گیا، چودہ صحابہ شہید ہوئے اور ستر کافر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے، یہ نصرت خداوندی کا کرشمہ تھا۔

پہلا اعتراض: اشکال ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مسلسل دعا میں الحاج وزاری کے ساتھ مشغول تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حوصلہ دیا کہ آپ دعا کو ختم کریں اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورت مدد کریں گے تو کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ کی مدد کے وعدے پر حضور ﷺ سے زیادہ یقین اور اعتماد تھا اور آپ ﷺ کو یقین نہیں تھا کہ آپ برابر دعا کو لمبا ہی کرتے جا رہے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا دعا کو لمبا کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین نہیں تھا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا لیکن اس وقت آپ کے اوپر امت کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ مسلسل اللہ کے سامنے الحاج وزاری میں مشغول رہے اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ امید یقین کے درجہ میں ہو گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کی ضرورت مدد فرمائیں گے گویا اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقام رجاء میں تھے اور نبی کریم ﷺ مقام خوف میں تھے اس لیے آپ ﷺ طویل دعا میں مشغول رہے۔

غزوہ بدر میں جو اللہ تعالیٰ کے فرشتے امداد کے لیے بھیجے گئے ان کی تعداد اس جگہ سورۃ انفال میں ایک ہزار مذکور ہے اور سورۃ آل عمران میں تین ہزار اور پانچ ہزار ذکر کی گئی ہے اس کا سبب دراصل تین مختلف وعدے ہیں جو مختلف حالات میں کئے گئے ہیں۔
پہلا وعدہ: ایک ہزار کا ہوا جس کا سبب رسول اللہ ﷺ کی دعا اور عام مسلمانوں کی فریاد تھی۔

دوسرا وعدہ: تین ہزار فرشتوں کی تعداد کا اس وقت کیا گیا جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ قریشی لشکر کے لیے مزید مدد آ رہی ہے یعنی یہ پتہ چلا کہ کرز بن جابر محارب مشرکین کی امداد کے لیے کمک اور مدد لے کر آ رہا ہے اس خبر سے مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت نازل فرمائی، جس میں تین ہزار فرشتوں کی امداد کا وعدہ ہے۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ اس وعدہ میں تین شرطیں تھیں، ایک ثابت قدمی، دوسرے تقویٰ، تیسرے مخالف فریق کا یکبارگی حملہ، پہلی دو شرطیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھیں اور اس میدان میں اول سے آخر تک ان میں کہیں فرق نہیں آیا مگر تیسری شرط یکبارگی حملہ کی واقع نہیں ہوئی اس لیے پانچ ہزار فرشتوں کے لشکر کے نزول کی نوبت نہیں آئی اس لیے معاملہ ایک ہزار اور تین ہزار میں ہی دائر رہا۔

جواب (۲): جنگ بدر میں ایک ہزار فرشتے آئے تھے، جس کا تذکرہ یہاں ہے، اور جنگ احد میں تین ہزار فرشتے اترے تھے، اور پانچ ہزار کا وعدہ اس تقریر پر تھا کہ کفار اسی وقت پلٹ جائیں، مگر وہ نہیں پلٹے، مسلمانوں نے حراء الاسد تک ان کا تعاقب کیا، چنانچہ انھوں نے

مکہ پہنچ کر دم لیا۔ سورۃ آل عمران میں یہ مضمون ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۳) سے متصل آیا ہے، اس لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بدر میں آنے والی مکہ کا ذکر ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں، وہ اُحد میں اترنے والے فرشتوں کا ذکر ہے، ملائکہ بدر واحد کے علاوہ غزوہ حنین میں بھی اترے ہیں، جس کا تذکرہ سورۃ التوبہ (آیت ۲۶) میں ہے۔

دوسرا اعتراض: نزول ملائکہ کی کیا حکمت ہے؟ اگر وہ لڑتے ہیں تو ایک فرشتہ کفار کے لئے کافی ہے، اتنی بڑی تعداد کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: نزول ملائکہ کی حکمت قرآن کریم میں سورۃ الانفال اور سورۃ آل عمران میں مذکور ہے: ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرًا لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ (انفال: ۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے بھیجی ہے کہ وہ بشارت ہو، اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کو قرار آئے، اور نصرت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، وہ زبردست حکمت والے ہیں۔ یہی مضمون آل عمران (آیت ۱۲۶) میں بھی ہے۔ یعنی ملائکہ عموماً لڑتے نہیں، وہ مجاہدین کے کاموں میں مکہ پہنچاتے ہیں، فوج کی نفری بڑھاتے ہیں، اور کفار کو نظر آتے ہیں۔

۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ سے عجیب استنباط

سورۃ الانفال کی آیت ۷ ہے: ﴿وَإِذْ يُعِدُّكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ﴾
تشریح: تجارتی قافلہ سے مراد: ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ہے، اسی کو بچانے کے لئے مکہ سے ایک ہزار کفار نکلے تھے، جو میدان بدر میں کام آگئے، اور تجارتی قافلہ راستہ بدل کر بیچ گیا، جب آپ ﷺ جنگ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ کو مشورہ دیا گیا کہ اب تجارتی قافلہ کا تعاقب کیا جائے، اب اس کو پکڑنے میں کوئی مانع نہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کیا، وہ اگرچہ دل سے مسلمان تھے، مگر لحاظ میں کفار کے ساتھ آئے تھے اور گرفتار ہوئے تھے، انھوں نے اس اقدام سے منع کیا اور آیت سے یہ بات مستنبط کی، چنانچہ نبی ﷺ نے ان کی بات مان لی اور تجارتی قافلہ کا تعاقب نہیں کیا۔

۴۔ جب تک امت استغفار کرتی رہے گی: عذاب سے محفوظ رہے گی

(۳۰۰۷) أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا لَأَمَّا تَيْنِ (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ) فَإِذَا مَغْيُضُ تَرَكْتُ فِيهِمْ أَلَا سَتُغْفَارُ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: ابو بردہ اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں دو طرح کی امان مجھ پر نازل کی ہے (اس نے فرمایا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کو عذاب دے جبکہ تم ان میں موجود ہو اور وہ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو قیامت تک کے لیے تمہارے درمیان استغفار چھوڑ جاؤں گا۔

آیت ۳۳ میں اس کا جواب ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان لوگوں میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں، اور نہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے والے ہیں دراصل ایک وہ استغفار کرتے ہوں۔ یعنی نزول عذاب سے دو چیزیں مانع ہیں: ایک ان کے درمیان نبی ﷺ کا وجود مبارک، دوم ان کا استغفار کرنا (وہ لوگ طواف و تلبیہ وغیرہ میں غفرانک کہتے تھے) یہ دونوں امان کفار کے ساتھ خاص نہیں، امت اجابہ یعنی مسلمانوں کے لئے بھی یہ دونوں امان ہیں۔

روایت میں ہے کہ نصر بن حارث اور ابو جہل وغیرہ نے کہا:

اللَّهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَوْ اِثْنَا بِعَذَابِ الْيَمِّ.

”اے اللہ اگر یہ قرآن مجید آپ کی طرف سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا دیجئے یا کوئی دوسرا سخت عذاب نازل کر دیجئے؟“

قرآن مجید نے اس کا جواب دیا ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ اس جواب میں عذاب نازل نہ ہونے کی دو وجہ بتائی گئی ہیں:

(۱) حضور ﷺ کا مکہ میں موجود ہونا۔

(۲) لوگوں کا استغفار کرنا۔ اہل مکہ کا استغفار کرنا اہل مکہ اس وقت اگرچہ مشرک اور کافر تھے تاہم طواف وغیرہ کے وقت وہ لوگ غفرانک غفرانک کا وظیفہ کیا کرتے تھے ان کا یہ استغفار کفر کے ساتھ ان کے لیے آخرت میں اگرچہ نافع نہیں ہوگا مگر دنیا میں انہیں یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ وہ لوگ دنیوی عذاب سے بچ گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ سے جس عذاب کی نفی کی گئی ہے اس سے عذاب دنیا مراد ہے اور ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ﴾ اللہ سے جس عذاب کو ثابت کیا گیا ہے اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔

۵۔ جہاد کے لیے اسلحہ اور سامان حرب کی تیاری فرض ہے

(۳۰۰۸) أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَى الْمُنَبِّرِ وَأَعَدَّوَالَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ قَالَ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّحْمَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَلَا إِنَّ اللَّهَ سَيَفْتَحُ لَكُمْ الْأَرْضَ وَسَيَكْفُونَ الْمُؤَنَّةَ يَعْجِزَنَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُلْهَوْ بِأَسْهُمِهِ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی۔ ”اور جہاں تک تم سے ہو سکے ان کے مقابلے کے لیے قوت تیار کرو۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یاد رکھنا قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) یاد رکھنا اللہ تمہارے لیے زمین کو فتح کر دے گا اور تم لوگ محنت و مشقت سے محفوظ ہو جاؤ گے اس وقت کوئی شخص اپنے تیروں سے غافل نہ ہو۔

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں حکم ہے کہ کفار کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے سامان جنگ تیار کرو، پھر سامان جنگ کی تفصیل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ یعنی مقابلہ کی قوت جمع کرو ﴿مِنْ قُوَّةٍ﴾ کا بیان ہے اور نبی ﷺ نے درج ذیل حدیث میں قوت کی تفسیر تیر اندازی سے فرمائی ہے۔

تشریح: لفظ قوت ایک جامع لفظ ہے، ہر طرح کا جنگی سامان، اسلحہ، ایٹمی قوت، ٹینک، لڑاکا طیارے، آب دوزکشتیاں، بندوق،

توپ، ہوائی جہاز، آہن پوش کروزر، میزائل وغیرہ سب اس لفظ کے تحت آ جاتے ہیں، اور نبی ﷺ نے مذکورہ ارشاد میں اپنے زمانہ کے موثر ترین جنگی سامان کو قوت کا مصداق قرار دیا ہے۔

فائدہ: اسلام کا دفاع جس طرح اسلحہ اور سامان جنگ کی تیاری سے ضروری ہے اسی طرح زبان و قلم سے اگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سازش اور کفار کی طرف سے آئے دن لگائے جانے والے الزامات اور شکوک و شبہات کا جواب اور دفاع کیا جائے تو یہ بھی جہاد ہے علماء اکرام کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے آیا ہوا نوشتہ (قطعی حکم) کیا ہے؟

(۳۰۰۹) لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِئَ بِالْأَسَارِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الْأَسَارِ فَدَّكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْفِلَتَنَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبٍ عَنْقٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا سَهِيلَ بْنِ بَيْضَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْإِسْلَامَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَمَا رَأَيْتَنِي فِي يَوْمٍ أَخَوْفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِثْلِي فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ حَتَّى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا سَهِيلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ قَالَ وَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِقَوْلِ عُمَرَ (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُفْغِنَ فِي الْأَرْضِ) إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے دن جب قیدیوں کو لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پورا قصہ اس حدیث میں نقل کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی بھی شخص صرف فدیہ دے کر یا گردن کٹوا کر واپس جاسکے گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سہیل بن بیضاء کا استثناء کر لیں کیونکہ میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ خاموش رہے راوی بیان کرتے ہیں اس دن مجھے اپنے بارے میں سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہوا کہ میرے اوپر آسمان سے پتھر برسانہ شروع ہو جائیں راوی بیان کرتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سہیل بن بیضاء کا حکم مستثنیٰ ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن کا حکم نازل ہوا۔ نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں تھی کہ وہ قیدیوں کو اپنے ہاں رکھے جب تک خونریزی نہ کر لے یہ آیت آخر تک ہے۔

(۳۰۱۰) لَمَّا تَحَلَّلَ الْغَنَائِمُ لِأَحَدِ سُودِ الرُّؤَسِ مِنْ قَبْلِكُمْ كَأَنْتُمْ تَنْزِلُونَ نَارًا مِنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا قَالِ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ فَمَنْ يَقُولُ إِذَا إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ الْأَنْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحَلَّلَ لَهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (لَوْ لَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم سے پہلے کسی بھی امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار نہیں دیا گیا پہلے زمانے میں آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی اور اسے ختم کر دیتی تھی۔ سلیمان بن اعمش نے یہ بات بیان کی ہے یہ

بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کون کہہ سکتا ہے؟

راوی بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر لوگوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ ابھی ان کے لیے حلال قرار نہیں دیا گیا تھا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے بارے میں پہلے سے طے شدہ فیصلہ نہ ہوتا تو تمہیں اسے لینے کی وجہ سے عظیم عذاب لاحق ہوتا۔“

سورة الانفال کی آیات (۶۷-۶۹) ہیں: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ﴾ نوشتہ تقدیر سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں: (۱) مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے حالانکہ ابھی تک ان کے لیے مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ﴾۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عذاب الہی بالکل سامنے آچکا تھا اللہ نے اپنے فضل سے روک دیا اور اگر عذاب آجاتا تو سوائے عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے کوئی اس سے نہ بچتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبب عتاب غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینا تھا۔

(۳) ان قیدیوں میں سے کئی سارے لوگوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ اسلام کو قبول کر لیں گے اس لیے ان پر عذاب نہیں آیا۔ قال الاعمش: فمن يقول هذا الا ابو هريرة رضي الله عنه الان۔ یہ جملہ معترضہ ہے اس سے سلیمان اعمش اپنے استاذ ابو صالح کی مدح اور تعریف کر رہے ہیں کہ ان کا علم وسیع اور ان کی روایات بہت زیادہ ہیں یہ روایت انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (عارضۃ الاحوذی ۱۱، ۲۲۳)

نبی کریم ﷺ نے ان قیدیوں کے متعلق حتمی فیصلے سے پہلے فرمایا کہ کسی بھی قیدی کو یوں ہی نہیں چھوڑا جائے گا اسے یا قتل کر دیا جائے گا یا فدیہ لے کر اسے چھوڑا جائے مجلس میں موجود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان قیدیوں میں سہیل بن بیضاء بھی ہیں جو مخلص مسلمان ہیں میں نے مکہ مکرمہ میں انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لہذا انہیں رہا کر دیں نبی کریم ﷺ ان کی بات سن کر خاموش رہے اس دوران ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہو گئے کہ میں نے شان اقدس میں گویا گستاخی کر دی ہے کہ مجھ پر آسمان سے پتھر نہ برسے لگیں تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الا سہیل بن بیضاء۔ چنانچہ پھر انہیں رہا کر دیا گیا پھر وہ مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں پر ان کی وفات ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاصابة فی تمييز الصحابة ۱۲۲/۳)

اعتراض: ہوتا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو پسند کرنے کا اختیار دے دیا گیا تھا اور اسی اختیار کی وجہ سے انہوں نے ایک چیز کو پسند کر لیا تو پھر ان پر عتاب کیوں نازل ہوا یہ عتاب بظاہر اس اختیار کے منافی ہے؟

(۱) علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ دونوں باتوں میں اختیار دیا تھا لیکن یہ اختیار بطور امتحان اور آزمائش کے تھا کہ دیکھیں یہ لوگ اس صورت کو اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا اس کو جو ان کے دل کی خواہش کے موافق ہے کیونکہ فدیہ والی صورت اختیار کرنے پر ستر مسلمانوں کی شہادت کا فیصلہ ذکر کرنے میں ایک خفیف اشارہ ضرور موجود تھا کہ یہ صورت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں۔ (شرح الطیبی ۸/۱۹ کتاب الجہاد)

(۲) امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیدیوں کے بارے میں حکم نازل ہونے سے پہلے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں فدیہ کی تمنا اور خواہش ہوئی بعض نے اس بارے میں آپس میں گفتگو بھی کی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجر اور عتاب نازل ہوا ان میں سے کوئی صورت اختیار کرنے پر عتاب نازل نہیں ہوا۔ (الجامع ال احکام القرآن ۸/۴۸)

ان آیات کی تفسیر میں درج ذیل دو روایتیں آئی ہیں:

تشریح: حدیث کے اس آخری جزء کی وضاحت یہ ہے کہ جب بدر کے قیدیوں کا مسئلہ پیش ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام وحی لائے کہ آپ ﷺ صحابہ کو دو باتوں میں اختیار دیں: اگر وہ چاہیں تو قیدیوں کو قتل کر کے دشمن کی شوکت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں، اور اگر وہ چاہیں تو فدیہ (جنگ کا ہرجانہ) لے کر ان کو چھوڑ دیں، مگر اس صورت میں آئندہ سال اتنے ہی مسلمان شہید ہوں گے۔ اس وحی میں ہلکا سا اشارہ تھا کہ یہ دوسری صورت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ قیدیوں میں سے جو جس کا عزیز ہے وہی اس کو قتل کرے تاکہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت: قربت داری سے زیادہ ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جائے، تاکہ مسلمان جنگ کا ساز و سامان درست کر سکیں۔۔۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ دوسری رائے پسند کی اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ اس پر یہ تین آیتیں اتریں، ان آیتوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید کی، مگر جو فیصلہ کیا گیا تھا اس کو برقرار رکھا۔

(۳) دوسری حدیث میں سہیل بن بیضاء کا ذکر ہے، یہ دو بھائی تھے: سہل اور سہیل دونوں مسلمان ہوئے تھے، اور نبی ﷺ کے زمانہ میں دونوں کا انتقال ہو گیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے دونوں کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھا تھا۔ اور اس حدیث میں سہل کا ذکر ہونا چاہئے تھا، وہی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تھا، جنگ بدر میں وہ مجبور کر کے لائے گئے تھے، چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کو فدیہ سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ

باب ۱۰۔ سورۃ التوبہ کی تفسیر

سورۃ التوبہ مدنیہ: سورۃ المائدہ کے بعد ۱۱۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۹ نمبر پر ہے۔

ربط اُمی: یہ ہے کہ مشرکین سے اعلان جنگ کر دو اور فتح کے بعد حاصل ہونے والے انفال کو اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کرو لیکن ﴿وَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ...﴾ (الآیۃ) اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اسلام لے آئیں اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پھر ان سے جہاد مت کرو۔

ربط معنوی: سورۃ الانفال میں مشرکین سے جہاد کرنے کا اجمالاً ذکر تھا اور قوانین جہاد کی تعلیم دی گئی۔ مالی غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنی ہے اختلاف نہیں کرنا مالی غنیمت کے مصارف کا بھی بیان ہے اور سورۃ توبہ میں بھی اعلان جنگ و جہاد کا اعادہ کیا گیا ہے اور بالتفصیل بتایا کہ کن سے جہاد کرنا ہے یعنی جو لگ شرک کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو نہیں مانتے ان سے

اعلان جنگ کر دو۔ سورۃ الانفال میں بھی اگرچہ قتال کا حکم بالا جمال موجود ہے مگر وہاں مقصود تو انین جنگ اور مصارف غنیمت کا بیان ہے اور سورۃ توبہ میں مقصود اعلان جنگ کا حکم ہے اس لئے قتال فی سبیل اللہ کو اس میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔
مختصر خلاصہ: سورۃ توبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ اس میں تین امور مذکور ہیں:

① بد عہدی کرنے والے مشرکین سے اعلان برأت۔

② مشرکین سے جہاد پر شبہات کا جواب۔

③ مشرکین سے جہاد کی وجوہات۔ اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتداء سے لے کر لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ تک۔ اس میں منافقین پر زجریں اور مؤمنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا...﴾ (الآیۃ) سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالت کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ...﴾ (الآیۃ) سے آخر سورت تک مضامین سورت کا اعادہ ہے۔

حصہ اول میں شبہات کا جواب: شبہ اول: مشرکین سے جہاد کیوں جائز ہے ان سے تو معاہدہ ہوا تھا؟

جواب: انہوں نے عہد توڑ ڈالا ﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ...﴾ (الآیۃ: ۷) (التوبہ: ۷)

شبہ دوم: مشرکین تو بڑے نیک کام کرتے ہیں بیت اللہ کی تعمیر، حاجیوں کی خدمت؟

جواب: شرک کی حالت میں اعمال صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان ہے: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا

مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ...﴾ (الآیۃ: ۱۷) (التوبہ: ۱۷)

شبہ سوم: مشرکین سے تو قریبی رشتہ داریاں ہیں جہاد سے قطعی رحمی ہوگی؟

جواب: اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جہاد کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو تم بھی عذاب الہی

کے منتظر رہو۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا...﴾ (الآیۃ: ۲۳) (التوبہ: ۲۳)

شبہ چہارم: جہاد کی صورت میں کاروبار اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہے؟

جواب: اللہ تمہیں فراخی دیں گے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيَكُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ...﴾ (الآیۃ: ۲۸) (التوبہ: ۲۸)

وجوہ قتال: ① ﴿لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ...﴾ (الآیۃ: ۲۹)۔ یعنی اللہ اور اللہ کے رسول پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

② ﴿وَلَا يَحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ...﴾ (الآیۃ: ۲۹) (التوبہ: ۲۹) یعنی وہ محرمات الہیہ مثلاً غیر اللہ کی نذرین، نیازیں ان کو حرام نہیں سمجھتے۔

③ ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ...﴾ (الآیۃ: ۳۰) (التوبہ: ۳۰) یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں نائب اور متصرف سمجھتے ہیں۔

- ④ ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالنَّبِيِّينَ ابْنِ مَرْيَمَ ۖ...﴾ (التوبہ: ۳۱) انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں، گدی نشینوں اور حضرت مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔
- ⑤ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ...﴾ (التوبہ: ۳۲) یہود و نصاریٰ کے علماء پیر فقیر لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیتے ہیں۔
- ⑥ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا...﴾ (التوبہ: ۳۶) اللہ پاک نے روزِ اول سے مہینوں کی تعداد بارہ بنائی ہے چار عزت والے مہینے ہیں مشرکین نے رد و بدل شروع کر دیا عزت والے مہینوں میں جنگ اور ان کی جگہ اور مہینے مقرر کر لئے۔
- امتیازات:** ① سورت ممتاز ہے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے یَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ کے بیان پر۔ ③ سورۃ ممتاز ہے حاجیوں کو پانی دینے پر أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ④ سورۃ ممتاز ہے بارہ مہینوں کے ذکر پر إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا... الآية

۱۔ انفال و براءت کے درمیان بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ

(۳۰۱۱) قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا حَمَلَكَمُ أَنْ عَمِدْتُمْ إِلَى الْإِنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي وَإِلَى بَرَاءَةِ وَهِيَ مِنَ الْبَيْعَيْنِ فَقَرَأْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطَرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ مَا حَمَلَكَمُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الرِّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّورُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُوا هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ ضَعُوا هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتْ الْإِنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَقَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قَرَأْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطَرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُمُوهَا فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کس چیز نے آپ کو اس بات کی ترغیب دی کہ آپ سورۃ انفال کو جو مثنیٰ میں سے ہے سورۃ توبہ کے ساتھ ملا دیں جو دو سو آیات والی سورت ہے (آپ نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور آپ نے اسے سبع طوال میں شامل کر دیا آپ کو کس چیز نے اس بات کی ترغیب دی؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ پر جس طرح مختلف زمانہ آتا رہا اسی اعتبار سے آپ ﷺ پر مختلف سورتیں نازل ہوتی رہیں اور یہ کئی سورتیں ہیں جب بھی نبی اکرم ﷺ پر کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ ﷺ کسی لکھنے والے کو بلاتے اور یہ ارشاد فرماتے ان آیات کو فلاں سورۃ میں رکھ دو جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر ہے اور جب آپ ﷺ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ یہ فرماتے اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھ دو جس میں اس چیز کا ذکر ہے سورۃ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں ابتدائی دور میں نازل ہوئی اور سورۃ براءۃ نازل ہونے کے اعتبار سے قرآن پاک کی آخری سورتوں میں سے ہے اور

اس کا مضمون اس کے مضمون کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اس لیے میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اس کا حصہ ہوگی اسی دوران نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے ہمارے سامنے یہ بات واضح نہیں کی کہ یہ اس سورۃ کا حصہ ہے اسی لیے میں نے ان دونوں کو ساتھ ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور میں نے اسے سبع طوال میں شامل کر دیا۔

تشریح: (۱) آیتوں کے کم و بیش ہونے کے اعتبار سے قرآن کی سورتیں چار قسموں میں منقسم ہیں:

① سبع طول: سات بڑی سورتیں، جو سورۃ بقرہ سے شروع ہو کر سورۃ توبہ پر ختم ہوتی ہیں۔

② مؤن (حالت رفعی میں) اور مصین (حالت نصبی و جری میں) وہ سورتیں جن میں سو یا سو سے کچھ زائد آیتیں ہیں

③ مثانی: ثنی کی جمع: بار بار پھیری جانے والی سورتیں، یعنی وہ سورتیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں

④ مفصلات: وہ سورتیں جن میں چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں، یہ سورۃ ق سے آخر تک ہیں (اور یہ بات اکثری ہے کلی نہیں) اور سورۃ

الانفال میں ۷۵ آیتیں ہیں، پس وہ مثانی میں سے ہے، اور سورۃ البراءۃ میں ۱۲۹ آیتیں ہیں، پس وہ مصین میں سے ہے، اور

ان دونوں کا مجموعہ ۲۰۳ آیتیں ہیں، اس طرح وہ سبع طول میں شمار کی گئیں۔

اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں سورتوں کو ملا کر شروع کی سات بڑی سورتوں میں شمار

کیا جائے، اور پہلے سورۃ انفال رکھی جائے اور اس کے بعد سورۃ توبہ اور درمیان میں بسم اللہ لکھی جائے، البتہ درمیان میں خالی جگہ

چھوڑ دی جائے تاکہ دونوں سورتوں کو ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی

تو آپ ارشاد فرمادیتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھ دیں لیکن سورۃ توبہ کے متعلق آپ نے کوئی تصریح

نہیں فرمائی کہ ان آیات کو کس صورت میں درج کیا جائے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مستقل سورت ہے کسی سورت کا جزء نہیں لیکن

آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اس سے پہلے بسم اللہ لکھو یا نہ لکھو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی الگ سورۃ نہیں کیونکہ عام قاعدہ

یہی تھا کہ جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی تو پہلی سورت سے امتیاز کے لیے بسم اللہ ذکر کی جاتا تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا

سے پردہ فرما گئے لیکن چونکہ ان دونوں سورتوں کے احکام اور مضامین ایک جیسے ہیں نیز نزول کے اعتبار سے سورہ انفال مقدم اور سورۃ توبہ

مؤخر ہے اس لیے میں نے ان دونوں سورتوں کو ایک ساتھ طوال میں رکھا اور سورہ انفال کو پہلے اور سورۃ توبہ کو بعد میں لکھا اور بسم اللہ

نہیں لکھی کیونکہ یہ امکان ہے کہ سورہ انفال کا جزء ہو اس احتمال کی وجہ سے بسم اللہ لکھنا درست نہیں اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ یہ

دونوں سورتیں دو الگ الگ سورتیں ہوں اس لیے ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا گیا ہے۔ (شرح الطیبی ۲/۲۹۹، تحفۃ الاحوذی ۸/۳۶۳)

۲۔ بڑا اور چھوٹا حج

(۳۰۱۲) أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَرُوا وَعَظَ ثُمَّ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ

أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ قَالَ فَقَالَ النَّاسُ يَوْمُ الْحُجِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ

أَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا أَلَا لَا يَجُوزُ جَانِبُ

إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدًا عَلَى وَلَدِهِ وَلَا وَلَدًا عَلَى وَالِدِهِ إِلَّا إِنْ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَحَلَّ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا وَإِنْ كُلُّ رِبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَاسِ بِنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ إِلَّا وَإِنْ كُلُّكُمْ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلَ دَمٍ أَضْعُ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَيْتِي لَيْتَ فَقَتَلْتُهُ هَذَا أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرُبُوهُنَّ صَرْبًا غَيْرَ مُدْرَجٍ فَإِنْ أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا وَإِنْ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقٌّ وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقٌّ فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُؤْطَيْنَ فُرْشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَإِنْ حَقَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.

ترجمہ: سلیمان بن عمرو بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے وہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے وعظ و نصیحت کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون سادن زیادہ حرمت والا ہے کون سادن زیادہ حرمت والا ہے کون سادن واضح حرمت والا ہے راوی بیان کرتے ہیں لوگوں نے جواب دیا حج اکبر کا دن یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تمہاری جائیں تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح یہ دن اس شہر میں اس مہینے میں قابل احترام ہے خبردار ہر زیادتی کرنے والا اپنے ساتھ ہی زیادتی کرتا ہے والد اپنے بیٹے کے جرم کے ذمہ دار نہیں ہوگا اور بیٹا اپنے والد کے جرم کا ذمہ دار نہیں ہوگا یاد رکھنا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو کسی بھی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کی صرف وہی چیز جائز ہوگی جسے وہ اپنی ذات کے حوالے سے بھی جائز سمجھتا ہو اور یاد رکھو زمانہ جاہلیت کا ہر سود معاف ہے تمہارے اصل مال تمہاری ملکیت شمار ہوں گے اور نہ تم زیادتی کرو اور تمہارے ساتھ زیادتی کی جائے عباس بن عبدالمطلب نے جو سود دیا ہے وہ سارے کا سارا معاف ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ زمانہ جاہلیت کا ہر خون معاف ہے زمانہ جاہلیت کا سب سے پہلا خون جو میں معاف کر رہا ہوں وہ حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جو بنو لیث کے ہاں دودھ پینے کے لیے بھیجے گئے تھے تو ہذیل قبیلے والوں نے انہیں قتل کر دیا تھا یاد رکھو خواتین کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے زیر ملکیت ہیں تم انہیں (مارنے پینے کی) اجازت نہیں رکھتے ماسوائے اس صورت کے کہ وہ واضح طور پر بے حیائی کا ارتکاب کریں اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں مارو لیکن اس میں زیادتی نہ کرو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے خلاف بہانے تلاش نہ کرو یہ بات یاد رکھو تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے وہ تمہارے بستر کے پاس ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو (یعنی گھر میں نہ آنے دے) اور وہ تمہارے گھر میں ان لوگوں کو اندر نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور یہ بات یاد رکھو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے لباس اور کھانے کے معاملے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

عمرہ کو حج اصغر (چھوٹا حج) کہتے ہیں، اس لئے اس سے ممتاز کرنے کے لئے سورۃ البراءۃ (آیت ۳) میں حج کو حج اکبر کہا گیا ہے۔ پس ہر سال کا حج حج اکبر ہوتا ہے، اور عوام میں جو مشہور ہے کہ جس سال جمعہ کے روز عرفہ ہو وہ حج اکبری ہوتا ہے، یہ عوامی بات ہے، شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں، البتہ جمعہ کے روز وقوف عرفہ ایک فضیلت رکھتا ہے مگر سورۃ البراءۃ میں الحج اکبر آیا ہے: اس سے سکا کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ بڑے حج کا دن کون سا ہے؟

(۳۰۱۳) سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے حج اکبر کے دن کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ قربانی کا دن ہے۔

(۳۰۱۴) قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔

یوم الحج اکبر سے کیا مراد ہے؟

اس کی تفصیل ابواب الفتن ما جاء في تحريم الدماء والاموال میں گزر چکی ہے۔ سورۃ البراءۃ (آیت ۳) میں ہے کہ براءت (بیزاری، قطع تعلق) کا اعلان ”بڑے حج کے دن“ کیا جائے، اور حج کے پانچ ایام (۸-۱۲) ہیں، پس اعلان کس دن کیا جائے؟ اعلان کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تھا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ بڑے حج کا دن کون سا ہے؟ یعنی میں اعلان کس دن کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو اعلان کیا جائے۔

۴۔ ۹ھ ہجری میں حج کے موقع پر کفار سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان عام

(۳۰۱۵) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِبَرَاءَةِ مَعَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَبْلُغَ هَذَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ يَفِ عَلَيْهِ قَاعُ طَاهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سورۃ براءۃ (توبہ) کو بھجوایا پھر انہیں بلوایا اور فرمایا اس کی تبلیغ کرنے کے لیے یہ مناسب ہے کہ میرے خاندان کا کوئی فرد ایسا کرے پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور یہ سورۃ انہیں دی (اور انہیں اعلان کرنے کی ہدایت کی)

(۳۰۱۶) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ عَلِيًّا فَبَيَّنَا أَبُو بَكْرٍ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذْ سَمِعَ رُغَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَرِغًا فَظَنَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ عَلَى فَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يُنَادِيَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَانْطَلَقَا فَصَجَا فَقَامَ عَلِيٌّ أَيْامَهُ

التَّشْرِيقُ فَنَادَى ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ بِرَيْقَةٍ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ فَيَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَلَا يَحْجَبَنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِي فَإِذَا عَيِيَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى بِهَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (حج کے موقع پر امیر بنا کر) بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ان کلمات کا اعلان کروادیں پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ابھی راستے میں تھے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی کی مخصوص آواز سنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تیزی سے باہر آئے وہ یہ سمجھے کہ شاید نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں لیکن اس پر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا مکتوب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی ان کلمات کا اعلان وہ کریں پھر یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے ان دونوں نے حج کیا تو ایام تشریق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ اعلان کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہر مشرک سے بری الذمہ ہیں تم لوگ چار ماہ تک اس علاقے میں گھوم پھر سکتے ہو اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا اور جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اعلان کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ تھک گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نے بھی یہ اعلان کیا۔

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان دس سال کے لیے صلح کا معاہدہ ہوا اس وقت مکہ مکرمہ میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل عرب بھی آباد تھے اس لیے اس معاہدہ کی ایک دفعہ یہ بھی رکھی گئی کہ قریش کے علاوہ دوسرے قبائل میں سے جس کا جی چاہے وہ قریش کا حلیف اور ساتھی بن جائے اور جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیف اور ساتھی بن جائے چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے نبی کریم ﷺ کا حلیف بنا پسند کیا اور آپ کے ساتھ ہو گئے اور قبیلہ بنی بکر نے قریش کے ساتھ ہونا اختیار کر لیا اس معاہدہ کی رو سے یہ لازمی تھا کہ دس سال کے اندر نہ باہمی جنگ ہوگی نہ کسی جنگ کرنے والے کو کسی جانب سے مدد دی جائے گی اور جو قبیلہ کسی فریق کا حلیف ہے وہ بھی اسی حکم میں سمجھا جائے گا کہ اس پر حملہ کرنا یا حملہ آور کی مدد کرنا معاہدہ کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا۔

اس معاہدے کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ خزاعہ پر رات کے وقت حملہ کر دیا اور قریش نے بھی بنی بکر کی ہتھیاروں اور اپنے افراد سے خوب مدد کی اس خلاف ورزی کی وجہ سے امن اور صلح کا یہ معاہدہ ٹوٹ گیا پھر آپ ﷺ تیاری کر کے ۱۰ رمضان ۸ھ ہجری میں مدینہ طیبہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد کے ساتھ مکہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے نکلے بالآخر مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ۹ھ میں حج کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں بھیجا تاکہ وہ ایام حج میں منی اور عرفات کے عام اجتماعات میں اس معاہدے کے خاتمے اور براءت کا اعلان کر دیں اس کا ذکر سورۃ توبہ کی تیسری آیت میں اس طرح آیا هُوَ اَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیوں کرایا؟۔ جنگ حنین و طائف سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹنے کے بعد نبی ﷺ نے ۹ھ ہجری میں حج کرانے کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا، اس کے بعد سورہ براءت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا، جس میں مشرکین سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو ختم کرنے کا حکم دیا، نبی ﷺ نے اس اعلان کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپی، اور اپنی اونٹنی دے کر پیچھے سے روانہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات مقام عرج یا وادی ضحمان میں ہوئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: امیر ہو یا مامور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مامور ہوں، پھر دونوں آگے بڑھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کرایا، اور دس تاریخ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلانات کئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اعلان کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے سونپی تھی کہ خون اور مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا دستور یہ تھا کہ اس کا اعلان یا تو سردار خود کرے یا اس کے خاندان کا کوئی فرد کرے، خاندان سے باہر کے کسی شخص کا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا اعلانات کئے تھے؟

(۳۰۱۷) سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتُ فِي الْحَجَّةِ قَالَ بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ أَنْ لَا يَطُوفَ بِلَبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا.

ترجمہ: زید بن شیبہ بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا حج کے موقع پر آپ ﷺ کو کن چیزوں کے ہمراہ بھیجا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا مجھے چار چیزوں کے ہمراہ بھیجا گیا تھا ایک یہ کہ بیت اللہ کا طواف کوئی برہنہ شخص نہیں کر سکے گا جس شخص کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو وہ اپنی مخصوص مدت تک ہوگا اور جس شخص کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا کوئی معاہدہ نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے (ایسے لوگ اپنا بندوبست خود کر لیں) اور جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور اس سال کے بعد (حج کے موقع پر) مشرکین اور مسلمان اکٹھے نہیں ہوں گے۔ یہ حدیث کتاب الحج ۴۴ میں مع شرح گزر چکی ہے۔

۶۔ مساجد کی حقیقی تعمیر اعمال توحید سے ہوتی ہے

(۳۰۱۸) إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کا مسجد میں آنے جانے کا معمول ہے تو تم اس کے بارے میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔“

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۸ ہے ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ﴾ کہ مساجد کی اصل عمارت اور آبادی وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الہی کے پابند ہوں اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں کافر اور مشرک مساجد کو آباد کرنے کے

اہل نہیں۔

جو شخص مساجد کی حفاظت صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے اور جو عبادت ذکر اللہ نماز یا علم دین اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لیے مسجد میں آتا ہے جاتا ہے اس کے یہ اعمال اس کے مؤمن کامل ہونے کی شہادت ہے۔

۷۔ بہترین مال

لسان ذاکر، قلب شا کر اور مؤمن بیوی بہترین ذخیرہ کرنے کی چیزیں ہیں

(۳۰۱۹) لَمَّا نَزَلَتْ (وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ أُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَنَّ الْمَالِ خَيْرٌ فَتَتَّخِذُهُ فَقَالَ أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”وہ لوگ جو سونے چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں۔“ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں شریک تھے آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے سونے اور چاندی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوگئی ہے اگر ہمیں یہ علم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے؟ تو ہم اسے اختیار کر لیتے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ اب فضیلت والا (مال) وہ زبان ہے جو ذکر کرتی ہو وہ دل سے جو شا کر ہو وہ بیوی ہے جو مؤمن ہو جو آدمی کی اس کے ایمان کے معاملے میں مدد کرے۔

لیکن اگر مال و دولت کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو پھر مال کو جمع کر کے رکھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

۸۔ کیا آئمہ اربعہ کی تقلید گمراہی ہے؟

(۳۰۲۰) أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلَيبٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَشَنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ تَرَاةٍ (اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ) قَالَ أَمَّا إِنَّهُمْ لَمَّا يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحْلَوْهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے گلے میں سونے کی بنی ہوئی صلیب موجود تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی اس بت کو اپنے سے دور کر دو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں نے آپ کو سورہ توبہ کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مذہبی پیشواؤں کو معبود بنا لیا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن ان کا معاملہ یہ تھا کہ جب وہ مذہبی پیشوا ان کے لیے کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے تو یہ اسے حلال سمجھ لیتے تھے اور جب وہ لوگ ان کے لیے کسی چیز کو حرام قرار دیتے تھے تو یہ بھی اسے حرام سمجھ لیتے تھے۔

مذکورہ حدیث اور آیت سے غیر مقلدین اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنا اسی طرح کی ضلالت

اور گمراہی ہے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو خدا کا درجہ دے رکھا تھا ان کی ہر بات کو سند کا درجہ دیتے تھے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پیروی تو قرآن و سنت کی مقصود ہے لیکن قرآن و سنت کی مراد سمجھنے کے لیے بحیثیت شارح قانون ان کی بیان کی ہوئی تشریح و تعبیر پر اعتماد کیا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت کے قطعی احکام میں کسی امام یا مجتہد کی تقلید ضروری نہیں سمجھی گئی کیونکہ وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا اصل مقصد اس کے بغیر آسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ جو حضرات تقلید کے مخالف ہیں عملاً وہ خود کسی نہ کسی درجہ پر کسی حیثیت سے تقلید ضرور کرتے ہیں اسی مقصد کے لیے غیر مقلد علماء کے فتاویٰ کے مجموعے شائع شدہ موجود ہیں ایک عام آدمی ان کے فہم و فراست پر اعتماد کر کے ان فتاویٰ پر عمل کرتا ہے اسی کا نام تقلید ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، علامہ ابن حزم، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ، اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ جیسے حضرات کی کتابیں دیکھتے ہیں۔ تو کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لیے ان کے پاس ذاتی تحقیق کا کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے کہ آئمہ جرح و تعدیل کے اقوال تقلید اور صرف تقلید اختیار کریں یہ سارا طرز عمل تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

اماموں اور ولیوں کے لئے تحلیل و تحریم کا اختیار تسلیم کرنا ان کو رب بنانا ہے۔ سورۃ التوبہ (آیت ۳۱) میں ہے: انھوں نے (یہود و نصاریٰ نے) اپنے علماء اور اولیاء کو اللہ کے سوا اپنا رب ٹھہرا لیا ہے۔

فائدہ: مجتہدین کی معروف تقلید اس آیت کے ذیل میں نہیں آتی، اور ابن حزم جولائے ہیں وہ ان کے مزاج کی ناہمواری کی وجہ سے ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، کیونکہ ائمہ کی تقلید من حیث ہو ہو نہیں کی جاتی، بلکہ من حیث ان نائب عن الشریعہ کی جاتی ہے، اور اسی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کی بھی تقلید کی جاتی ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تقلید نام ہے دلیل کے مطالبہ کے بغیر کسی کی بات مان لینے کا تو یہ بات صحیح ہے، کیونکہ دلیل کا سمجھنا ہر کہ نہ کا کام نہیں، اور جس میں اتنی صلاحیت ہے وہ تقلید ہی کیوں کرے گا؟ رہی یہ بات کہ ائمہ کے اقوال کی دلیل جانی چاہئے یا نہیں؟ یہ دوسری بات ہے اور چاروں مکاتب فکر کی کتابیں بیان دلائل سے بھری پڑی ہیں، معلوم ہوا کہ جن میں دلائل کے ادراک کی صلاحیت ہے ان کو ائمہ کے اقوال کے دلائل کا تتبع کرنا چاہئے۔

۹۔ غار ثور میں اللہ کی مدد و نصرت کا ظہور

(۳۰۲۱) اَنَّ اَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَنْظُرُ اِلَى قَدَمَيْهِ لَا بُصْرَةَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاِثْنَيْنِ اَللَّهُ تَالِيَهُمَا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی ہم اس وقت غار ثور میں موجود تھے اگر کوئی شخص اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ایسے دو افراد کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

تشریح: کوہ ثور پر دو غار ہیں: ایک: کشادہ اور کھلا ہوا، اس میں چھپا نہیں جاسکتا، تین چار آدمی اس میں آرام سے لیٹ سکتے ہیں۔ دوسرا: تنگ، جس میں دو آدمی مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں، اور اس کے بعد پہاڑ کی ڈھلان شروع ہو جاتی ہے، اس طرف اترنا بھی ممکن

نہیں، یہ چھپنے کے قابل جگہ ہے، اور اس میں چھپے ہوئے آدمیوں کے بالکل سر پر ایک سوراخ ہے، آپ ﷺ خطرہ کے وقت اس میں چھپتے تھے، اور خطرہ ٹل جانے پر باہر کے کشادہ غار میں آرام فرماتے تھے، کفار تلاش کرتے ہوئے اسی تنگ غار کے اوپر پہنچ گئے تھے، اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی تھی، اور آپ ﷺ نے مذکورہ جواب دیا تھا، جس کا تذکرہ سورۃ التوبہ (آیت ۳۰) میں ہے۔

۱۰۔ منافق کا جنازہ پڑھنا، دعائے مغفرت کرنا اور کفن دفن میں شریک ہونا حرام ہے۔

(۳۰۲۲) لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي دُعْيٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ مَحَوَّلْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي صَدْرِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا يَكُونُ يَوْمَ كَذَا قَالَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ حَتَّى إِذَا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ أَخْرِ عَنِّي يَا عُمَرُ إِنَّ قَدْ خَبَرْتُ فَأَخْبَرْتُ قَدْ قِيلَ لِي (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ) لَوْ أَعْلَمُ إِنِّي لَوَرَدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفْرَةً لَزِدْتُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَمَشَى مَعَهُ فَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى فَرَّغَ مِنْهُ قَالَ فَعَجَبْتُ لِي وَجُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَوَاللَّهِ مَا كَانَ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى تَرَلْتُ هَاتَانِ الْآيَتَيْنِ (وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلَى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلَى قَبْرِهِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی گئی نبی اکرم ﷺ اٹھ کر اس کی طرف جانے لگے جب آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں مڑا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دشمن عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ ادا کریں گے؟ اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ بات کہی تھی میں نے وہ ساری باتیں گنوا دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے جب میں نے اپنی بات پر بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار قبول کر لیا مجھ سے یہ کہا گیا۔ ”تم ان کے دعائے مغفرت کرو یا دعائے مغفرت نہ کرو اگر تم ان کے لیے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت کرو تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ پتہ ہو کہ ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں اس سے زیادہ مرتبہ ایسا کر لوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اس کے جنازے کے ساتھ گئے اور اس کے دفن ہونے میں شریک رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے خود حیرت ہوئی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کس جرأت کا مظاہرہ کیا باقی اللہ تعالیٰ

اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ دو آیات نازل ہو گئیں۔
 ”ان میں سے جو بھی شخص مر جائے تم نے کبھی بھی اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور اس کی قبر پر کھڑے نہیں ہونا۔“
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی منافق کی نماز جنازہ ادا نہیں کی اور کسی منافق کی قبر پر کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔

(۳۰۲۳) جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ مَاتَ أَبُوهُ فَقَالَ أَعْطَيْتَنِي قَبْرِي فَقَبِّلْنِي فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَبْرِي وَصَلَّى عَلَيْهِ وَقَالَ إِذَا فَرَغْتُمْ فَأَذِنُونِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ جَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ الْخَيْرَيْنِ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ) فَصَلَّى عَلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَابَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ) فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ

تو جبکہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن ابی کا بیٹا عبد اللہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب اس کا والد فوت ہو گیا تھا اس نے عرض کی آپ ﷺ مجھے اپنی قیص عنایت کریں تاکہ میں اس قیص میں اسے (یعنی اپنے باپ کو) کفن دوں اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کیجئے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کیجئے تو آپ ﷺ نے اپنی قیص اسے عطا کر دی اور فرمایا جب تم (نہلا دھلا کر کفن دے کے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا جب نبی اکرم ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن کھینچا اور عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع نہیں کیا کہ آپ ﷺ منافقوں کی نماز جنازہ ادا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا ہے کہ تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرو یا دعائے مغفرت نہ کرو (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
 ”اب ان میں سے جو بھی شخص فوت ہو تم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔“
 تو نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کی نماز جنازہ ادا کرنا ترک کر دی۔

مدینہ میں بارہ منافقوں کا ایک گروہ تھا، جو ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی، مسلمانوں کی اور اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ رہتا تھا، ان کا سردار عبد اللہ بن ابی تھا، تبوک سے واپسی کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس کا لڑکا بھی عبد اللہ تھا، وہ مخلص و فادار مسلمان تھے، انھوں نے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو کفن میں لگانے کے لئے کرتہ عنایت فرمائیں، آپ ﷺ نے عنایت فرمایا، انھوں نے دوسری درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھائیں، آپ ﷺ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے، کیونکہ ابھی تک آپ ﷺ کو اس سے روکا نہیں گیا تھا۔ اسی سورت کی آیت ۸۰: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ نازل ہو چکی تھی، مگر اس میں استغفار یا جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں تھی، صرف یہ بات تھی کہ منافقوں کے لئے استغفار بے سود ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے جنازہ پڑھنے کا بھی وعدہ فرمایا، وقت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہ اصرار منع کیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے استغفار سے منع نہیں کیا گیا، آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، اور قبرستان بھی تشریف لے گئے، پھر جلد ہی آیت ۸۳ نازل ہوئی، اور صاف طور پر منافقوں، کافروں اور مشرکوں کا جنازہ پڑھنے سے، استغفار کرنے سے، بلکہ کفن دفن میں شرکت کرنے سے بھی

روک دیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے پھر کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھا۔

سوال تو یہ ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی ایک ایسا منافق تھا جس کا نفاق مختلف اوقات میں ظاہر ہو چکا تھا اس کے باوجود آپ نے اپنی قمیص مبارک اس کے کفن کے لیے دی اور اس کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیا اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

(۱) اس کے صاحب زادے حضرت عبد اللہ جو مخلص صحابہ میں سے تھے ان کی دلجوئی کی خاطر آپ ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔
(۲) غزوہ بدر کے موقع پر جب کچھ قریشی سردار گرفتار کئے گئے تو ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کرتہ نہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو قمیص پہنادی جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ دراز قد تھے عبد اللہ بن ابی کے سوا کسی کی قمیص انہیں فٹ نہیں آرہی تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی سے قمیص لے کر اپنے چچا کو پہنائی اس کے اس احسان کا بدلہ ادا کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس کو عطا فرمادی۔

۱۱۔ لَمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَذَلِكُمْ يُذَكِّرُ

(۳۰۲۳) اَنَّهُ قَالَ تَمَّارِي رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدٌ قُبَاءٌ وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ مَسْجِدِي هَذَا.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہو گئی جس کی بنیاد پہلے دن تقویٰ پر رکھی گئی تھی (کہ اس سے مراد کون سی مسجد ہے؟) ایک شخص نے کہا اس سے مراد مسجد قباء ہے دوسرے نے کہا اس سے مراد مسجد نبوی ﷺ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد میری مسجد ہے۔

(۳۰۲۵) نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ (فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ) قَالَ كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيهِمْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

”اس میں وہ لوگ ہیں جو اچھی طرح سے پاکیزگی حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں وہ لوگ پانی کے ذریعے استنجاء کیا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۰۸ ہے: اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں، پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصداق مسجد نبوی ہے اور دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ اس کا مصداق مسجد قباء ہے، یہ بظاہر تعارض ہے، مگر حقیقت میں تعارض نہیں، مسجد قبا شان نزول کے اعتبار سے آیت کا مصداق ہے، اور مسجد نبوی الفاظ کے عموم کے اعتبار سے، بلکہ دنیا کی ہر وہ مسجد آیت کا مصداق ہے جس کی خشت اول تقویٰ پر رکھی گئی ہو۔

۱۲۔ کافر کے لئے استغفار کرنا جائز نہیں

(۳۰۲۶) سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ أَوْلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ).

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو سنا جو اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کر رہا تھا حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے اس سے کہا کیا تم اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہو حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے؟ تو اس نے کہا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی تھی؟ حالانکہ وہ بھی مشرک تھا میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

”نبی کے لیے اور اہل ایمان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں۔“

تشریح: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہجرت کر کے بیت المقدس روانہ ہوئے تو آخری بات جو انھوں نے اپنے باپ سے کہی تھی وہ یہ تھی: ”میں آپ کے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا، بیشک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔“ (مریم: ۴۷) چنانچہ آپ کے لئے حسب وعدہ دعائے مغفرت کی، جس کا تذکرہ سورۃ ابراہیم (آیت ۴۱) اور سورۃ الشعراء (آیت ۸۶) میں ہے، مگر یہ دعا اس کی حیات میں کی تھی، اور کافر کی حیات میں دعائے مغفرت کا مطلب اس کے لئے ہدایت طلبی کی دعا کرنا ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایمان نصیب فرمائیں تاکہ آخرت میں اس کی مغفرت ہو، اور یہ اب بھی جائز ہے، پھر جب ان کے باپ کا انتقال حالت کفر میں ہو گیا تو آپ نے اس کے لئے دعا موقوف کر دی۔ ادھر مسلمانوں کو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے روکا نہیں کیا تھا، چنانچہ نبی ﷺ اور مسلمان اپنے مشرک رشتہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے، اس سلسلہ میں پہلا واقعہ ابوطالب کا پیش آیا مذکورہ آیت کا صحیح بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے مگر عمر بھر رسول اللہ ﷺ کی حمایت و حفاظت کرتے رہے اور اس معاملہ میں برادری کے کسی فرد کا کہنا نہیں مانا رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کا بڑا اہتمام تھا کہ کسی طرح یہ کلمہ اسلام پڑھ لیں اور ایمان لے آئیں تو شفاعت کا موقع مل جائے گا اور یہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ مرض وفات میں جب ان کا آخری وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ کو بڑی فکر تھی کہ اس وقت بھی وہ کلمہ شریف پڑھ لیں تو کام ہو جائے چنانچہ اس حالت میں آپ ﷺ ان کے پاس پہنچے مگر ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ پہلے سے وہاں موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے چچا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں تو میں آپ کی بخشش کے لیے کوشش کر سکوں گا فوراً ابو جہل بول اٹھا کہ کیا آپ عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دیں گے رسول اللہ ﷺ نے کئی مرتبہ پھر اپنا کلام دہرایا مگر ہر مرتبہ ابو جہل یہی بات کہہ دیتا یہاں تک کہ آخری کلام میں ابوطالب نے یہی کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اسی حالت میں اس کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی کہ میں آپ کے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے اس پر یہ ممانعت کی آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ اور سب مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے منع فرما دیا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔

اس پر بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے کافر باپ کے لیے دعاء کی تھی اس کے جواب میں دوسری آیت نازل ہوئی ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ﴾ (التوبہ: ۱۱۳)۔ اس کے بعد ان دو آیتوں کے ذریعہ واضح احکام دیئے گئے، اب کافر کا جنازہ پڑھنا، اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا، اعزاز کی خاطر اس کی قبر پر خاطر اس کی قبر پر کھڑا ہونا، اس کی میت کی زیارت کے لئے جانا اور اس کے کفن دفن میں شریک ہونا حرام ہے۔

۱۳۔ جنگ تبوک سے تین پیچھے رہ جانے والوں کا واقعہ

(۳۰۲۷) لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ اِلَّا بَدْرًا وَلَمْ يَعَاتِبِ النَّبِيُّ ﷺ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرِ اِمَّا خَرَجَ يُرِيدُ الْعِيْرَ فَمَرَجَتْ قُرَيْشٌ مُّغِيْثِيْنَ لِعِيْرِهِمْ فَالْتَقَوْا عَنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَعَنَرْنٰ اِنْ اَشْرَفَ مَشَاهِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ لَبَدْرٌ وَمَا اُحِبُّ اَنْيْ كُنْتُ شَهِدًا مَّكَانَ بَيْعَتِيْ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ تَوَاقَفْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ لَمْ اَتَخَلَّفْ بَعْدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ اٰخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَادَّنَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ بِالرَّحِيْلِ فَاذْكُرْ الْحَدِيْثَ بِطَوْلِهِ قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَهُوَ يَسْتَنْبِزُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ وَكَانَ اِذَا سُرَّ بِالْاَمْرِ اسْتَنَّا رَفِجْتُ فَقَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَبَشِرْ يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ بِخَيْرٍ يَوْمٍ اَتَى عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدْتُكَ اُمُّكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهُ اَمِنْ عِنْدَ اللّٰهِ اَمْرٌ مِنْ عِنْدِكَ فَقَالَ بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ) مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبَ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَوْفٌ رَّحِيْمٌ حَتَّى بَلَغَ (وَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) قَالَ وَفِيْنَا اُنْزِلْتُ اَيْضًا (اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهُ اِنْ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا وَاَنْ اُخْلِعَ مِنْ مَّالِيْ كُلِّهِ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَى رَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ فَقُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بَخِيبَرٍ قَالَ فَمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ نِعْمَةً بَعْدَ الْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صَدَّقْتُهُ اَنَا وَصَاحِبَايْ وَلَا نَكُوْنُ كَذِبًا فَهَلَكُنَا كَمَا هَلَكُوْا وَاِنِّيْ لَا رَجُوْا اَنْ لَا يَكُوْنَ اللّٰهُ اَبْلَى اَحَدًا فِي الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِيْ اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ لِّلْكَذِبَةِ بَعْدُ وَاِنِّيْ لَا رَجُوْا اَنْ يُّحْفَظَنِي اللّٰهُ فَيَمَاتَنِيْ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن کعب اپنے والد (حضرت کعب بن مالک) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جس بھی غزوہ میں شرکت کی میں ان میں سے کسی ایک میں بھی نبی اکرم ﷺ سے پیچھے نہیں رہا یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا موقع آ گیا البتہ غزوہ بدر میں میں شریک نہیں ہوا تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے ایسے کسی شخص پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو اصل میں قریش کے قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے اور قریش اپنے قافلے کی مدد کے لیے نکلے تھے تو باقاعدہ کسی منصوبے کے بغیر ان کا سامنا ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم لوگ یہ سمجھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جن غزوات میں شرکت کرنے کی ان میں سب سے زیادہ فضیلت غزوہ بدر کو حاصل ہے لیکن بہر حال میری یہ خواہش نہیں ہے کہ شب عقبہ

کی بیعت میں شرکت کرنے کی بجائے کاش میں غزوہ بدر میں شریک ہوا ہوتا (وہ شب عقبہ) جب ہم نے اسلام پر ثابت قدم رہنے کا عہد کیا تھا اس کے بعد میں کبھی بھی کسی جنگ میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے نہیں رہا یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا موقع آ گیا اور یہ وہ آخری غزوہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے شرکت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو روانگی کا حکم دیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث نقل کی ہے۔ (آگے چل کر وہ یہ فرماتے ہیں) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے ارد گرد مسلمان موجود تھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا جب آپ ﷺ کسی بات پر خوش ہوتے تھے تو وہ اسی طرح چمکتا تھا میں آیا اور آ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے کعب بن مالک تمہیں اپنی پیدائش کے بعد آنے والے سب سے بہترین دن کی مبارک ہو میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپ ﷺ کی طرف سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی۔ ”اللہ تعالیٰ نے نبی پر مہاجرین پر اور انصار پر بڑا اکرم کیا جنہوں نے تنگی کے موقع پر نبی کی پیروی کی۔“ نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

حضرت کعب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میری توبہ میں یہ بات شامل ہے کہ اب میں جب بھی بات کروں گا تو سچ بولوں گا اور میں اپنا تمام مال صدقے کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس میں سے کچھ مال اپنے پاس رہنے دو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا تو میں نے عرض کی خیر میں جو میرا حصہ ہے میں اسے اپنے پاس رکھتا ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد میرے نزدیک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر سب سے بڑی نعمت یہ کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سچ بولا میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سچ بولا اور میرے دو ساتھیوں نے بھی اور ہم جھوٹ بول کر ہلاکت کا شکار ہونے والوں میں شامل نہیں ہوئے جیسا کہ دیگر لوگ ہو گئے تھے اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کے حوالے سے کسی بھی شخص کو اس طرح آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جس طرح مجھے آزمائش میں مبتلا کیا اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

سورۃ التوبہ (آیات ۱۱۷-۱۱۹) میں ہے۔ چنانچہ لوگوں کی پانچ قسمیں ہو گئیں:

(۱) ایک طبقہ ان مخلص مسلمانوں کا تھا جو یہ حکم سنتے ہی بغیر کسی تردد کے جہاد کے لیے تیار ہو گئے ان کا ذکر سورۃ توبہ کی اس آیت میں ہے ﴿اتَّبَعُوا فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾۔

(۲) بعض لوگ ابتداء کچھ تردد میں رہے لیکن بعد میں وہ بھی مجاہدین میں شامل ہو گئے ان کا بیان اس آیت کے اس جملے میں ہے ﴿مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ﴾۔

(۳) بعض وہ حضرات تھے جو واقعی طور پر معذور تھے اس لیے وہ نہ جاسکے ان کا ذکر آیت ﴿لَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ﴾ میں آیا ہے۔

(۴) بعض لوگ منافق تھے جو نفاق کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔

(۵) بعض مخلص مومن تھے جو اگرچہ محض سستی اور کالی کی وجہ سے جہاد میں نہ گئے مگر بعد میں وہ نادم اور تائب ہو گئے اور بالآخر ان سب کی توبہ قبول ہو گئی۔

مگر ان میں پھر دو قسمیں ہو گئی یہ کل دس آدمی تھے جن میں سے سات آدمیوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد فوراً اپنی ندامت و توبہ کا اظہار اس شان سے کیا کہ اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا کہ جب تک ہماری توبہ قبول نہ ہوگی ہم بندھے رہیں گے ان کی آیت توبہ تو اسی وقت نازل ہو گئی البتہ تین حضرات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ ہیں انہوں نے یہ عمل نہیں کیا ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بائے کاٹ کا حکم دے دیا کہ کوئی ان کے ساتھ کلام و سلام نہ کرے جس کی وجہ سے یہ حضرات سخت پریشان ہو گئے ان کا ذکر اس آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِقُوا﴾ میں ہوا ہے پچاس دن کے بعد بالآخر ان کی توبہ قبول ہو گئی یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ اس کے ساتھ ہی ان سے مقاطعہ اور سوشل بائے کاٹ کا حکم ختم کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ مہاجرین و انصار صحابہ جو ابتدا میں ہی جہاد کے لیے تیار ہو گئے انہوں نے بھی کوئی تصور نہیں کیا تھا ان کی توبہ بھی قبول کرنے کے کیا معنی ہیں؟

اس سوال کے مختلف جواب دیئے گئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گناہ سے بچا دیا اسی کو توبہ کے نام سے تعبیر کیا گیا۔
ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ نے تواب بنا دیا اس میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ توبہ سے کوئی بھی شخص بے نیاز اور مستغنی نہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مخصوص صحابہ بھی۔

۱۲۔ جمع قرآن کی تاریخ

(۳۰۲۸) أَنَّ زَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ بَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ فَقَالَ إِنَّ عُمَرَ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ بِقُرْآنِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ وَإِنِّي لَا خُشْيَ أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَيْفَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِمَجْهَرِ الْقُرْآنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيهِ الَّذِي رَأَى قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتْمِهَكَ قَدْ كُنْتَ تَكُتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْوَحْيَ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ قَالَ فَإِنَّهُ لَوْ كَلَّفُوا نِيَّ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذَلِكَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُهُمَا صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسْبِ وَاللِّخَافِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ وَصُدُورَ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ أُخْرَ سُورَةَ بَرَاءَةَ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ).

ترجمہ: عبید بن سابق بیان کرتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی جنگ یمامہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر میرے پاس آئے اور

انہوں نے یہ کہا جنگ یمامہ میں قرآن پاک کے بہت سے حافظ شہید ہو گئے ہیں اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح مختلف جگہوں پر حفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن پاک کا بڑا حصہ ضائع ہو سکتا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو (کتابی شکل میں) اکٹھا کرنے کا حکم دیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیا تو عمر نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ زیادہ بہتر ہے وہ مسلسل اس بارے میں میرے ساتھ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کے بارے میں وہی شرح صدر عطا کیا جو شرح صدر عمر کو عطا کیا تھا اور میری بھی اس بارے میں وہی رائے ہو گئی جو عمر کی رائے تھی۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نوجوان ہو سمجھدار ہو ہم تم پر کوئی الزام عائد نہیں کرتے (یعنی تمہارا کردار قابل تعریف ہے) تم نبی اکرم ﷺ کے لیے وحی کی کتابت بھی کرتے رہے ہو تو اس لیے تم قرآن پاک کو تلاش کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے وہ یہ حکم دیتے کہ میں ایک پہاڑ کو اس کی جگہ سے منتقل کر دوں تو وہ میرے لیے اس سے زیادہ بوجھل نہ ہوتا میں نے ان سے کہا آپ حضرات ایک ایسا کام کیوں کرنا چاہ رہے ہو جو نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ زیادہ بہتر ہے اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل میرے ساتھ اس بارے میں بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس بارے میں وہی شرح صدر عطا کر دیا جو ان دونوں حضرات کو عطا کیا تھا تو میں نے قرآن پاک کو تلاش کرنا شروع کر دیا میں نے اسے چمڑے کے مختلف ٹکڑوں کھجور کے پتوں پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کیا۔

سورۃ توبہ کی آخری آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملی (وہ آیت یہ ہے)۔

”تمہارے پاس رسول آیا ہے جو تم سے ہی تعلق رکھتا ہے تمہارا مشقت کا شکار ہونا اسے گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور مومنوں کے لیے مہربان اور رحم کرنے والا ہے اگر تم پھر بھی منہ پھیر لو تو اے رسول تم فرما دو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عظیم عرش کا پروردگار ہے۔“

(۳۰۲۹) أَنَّ حُدَيْفَةَ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةَ وَأَذْرَبِجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَرَأَى حُدَيْفَةُ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكَ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِيَ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسُخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ تَرَدُّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِالصُّحُفِ فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنْ يَنْسُخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَأَكْتُبُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ حَتَّى نَسْخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ بَعَثَ عُثْمَانُ إِلَى كُلِّ أَقْصَى بِمِصْحَفٍ مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِي نَسَخُوا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُهَا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلًا صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ فَالْتِمَسْتُهَا فَوَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَوْ ابْنِ خُزَيْمَةَ فَالْتِمَسْتُهَا فِي سُورَتِهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَاخْتَلَفُوا

يَوْمَئِذٍ فِي الثَّابُوتِ وَالثَّابُوتِ فَقَالَ الْقُرَشِيُّونَ الثَّابُوتُ وَقَالَ زَيْدُ الثَّابُوتُ فَرَفَعَ اخْتِلَافُهُمْ إِلَى عُمَانَ فَقَالَ
اَكْتُبُوا الثَّابُوتَ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ مَسْعُودٍ كَرِهَ لَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ وَقَالَ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ
وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ وَاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيدُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَلِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
مَسْعُودٍ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُبُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوها فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ فَالْقُوا اللَّهَ بِالْمَصَاحِفِ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَبْلَ غَيْبِي أَنَّ ذَلِكَ كَرِهَهُ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَجُلٍ مِنْ أَقَاضِلِ
أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: امام زہری بیان کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے وہ آرمینیا اور آذربائیجان فتح کرنے کے لیے اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام کے ساتھ جنگ کر رہے تھے حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے درمیان قرآن پاک کے بعض مقامات کے بارے میں اختلاف دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا
اے امیر المومنین آپ اس امت کو سنبھال لیجئے اس سے پہلے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں اس طرح اختلاف کرنے لگیں جس
طرح یہودی و نصاریٰ کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنا مصحف
ہمیں بھیج دیں تاکہ ہم اس کی مختلف نقلیں تیار کر لیں پھر ہم وہ آپ کو واپس کر دیں گے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کو اپنا قرآن پاک کا نسخہ بھجو دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت
عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا (اور یہ ہدایت کی) تم لوگ اس کی مختلف نقلیں تیار کرو
پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قریش سے تعلق رکھنے والے تین افراد کے بارے میں فرمایا جس معاملے میں آپ تینوں اور زید بن
ثابت کے درمیان اختلاف ہو جائے تو آپ نے اس لفظ کو قریش کی لغت کے مطابق لکھنا ہے کیونکہ یہ انہی کی زبان پر نازل ہوا ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں جب قرآن پاک کی وہ نقلیں تیار ہو گئیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں دور دراز کے علاقوں میں بھجوایا۔

امام زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خارجہ بن زید نے یہ بات بیان کی ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ احزاب کی
ایک آیت مجھے نہیں ملی جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تھی اور آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کی تھی۔

”اہل ایمان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کیا ان میں سے بعض نے اپنی
نذر کو پورا کر لیا اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔“

میں نے اس کی تلاش شروع کی تو مجھے یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت کے پاس ملی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ابو
خزیمہ کے پاس ملی تو میں نے اس کو اس سورۃ میں شامل کر دیا۔

امام زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان حضرات نے قرآن پاک میں استعمال ہونے والے لفظ تابوت اور تابوہ کے بارے میں
اختلاف کیا تو قریشیوں نے کہا یہ لفظ تابوت ہے جبکہ حضرت زید نے یہ فرمایا یہ لفظ تابوہ ہے۔

یہ اختلافی معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا اس کو لفظ تابوت لکھو کیونکہ قرآن پاک قریش کی لغت

پر نازل ہوا ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی نقل تیار کریں انہوں نے یہ فرمایا مسلمانو مجھے قرآن پاک کی نقل تیار کرنے سے الگ رکھا گیا ہے اور یہ کام اس شخص کو سونپا گیا ہے جو میرے اسلام قبول کرنے کے وقت ایک کافر کی پیٹھ میں تھا (یعنی یہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جب میں نے اسلام قبول کیا تھا) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ یہی وجہ ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے اے اہل عراق تم اپنے پاس موجود قرآن پاک کو سنبھال کر رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”جو شخص جس چیز کو چھپائے گا وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی ہوئی چیز کو ساتھ لے کر آئے گا۔“ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا) تم اپنے مصحف کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانا۔

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پتہ چلی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہیں آئی۔

جمع قرآن کے لفظ سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے، لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع نہیں تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو جمع کیا ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔ قرآن مکمل جمع اور مرتب تھا، اور اسی طرح حافظوں کو یاد بھی تھا۔ مگر وہ ایک جگہ اکٹھا لکھا ہوا نہیں تھا، اور حکومت کی تحویل میں بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کو سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا، جیسا کہ کی پہلی روایت میں ہے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب سابق وہ مسلمانوں کو سونپ دیا، جمع قرآن پر مفصل گفتگو کے مقدمہ میں ہے، اس کی ضرور مراجعت کر لی جائے۔

وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ

باب ۱۱۔ سورۃ یونس کی تفسیر

سورۃ یونس مکیہ: سورۃ الاسراء کے بعد ۵۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۰ ویں نمبر پر ہے۔

ربط الکی: سابقہ سورت میں ہے ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾... (الانبیاء: ۵) اس میں ہے ﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قُرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَنْفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ﴾... (یونس: ۹۸) کہ اب توبہ کا وقت ہے ایمان لے آؤ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قوم یونس ہی تھی کہ جب عذاب خداوندی آیا تو وہ ایمان لائے انہیں ان کے ایمان نے فائدہ دیا۔

ربط معنوی: سورۃ توبہ میں اللہ کے ساتھ شریک بنانے والوں کے ساتھ قتال کا حکم ہوا کہ کفار شرک اعتقادی میں بھی مبتلا ہیں اور شرک فعلی میں بھی۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو حاجت روا خیال نہیں کرتے ہمارا مذہب تو صرف یہ ہے کہ ہمارے معبود ہمارے کام خدا تعالیٰ سے کروا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کی عبادت کر لیتے اور ان کو پکار لیتے ہیں اس میں آخر کیا قباحت ہے؟ تو اب سورۃ یونس میں فرمایا جاتا ہے کہ کسی کو شفع غالب خیال کر کے پکارنا بھی شرک ہے لہذا اس سے باز آؤ۔

خلاصہ: دعویٰ سورت: اللہ پاک کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں ہے۔ اس سورت میں تین جگہ دعویٰ مذکور ہے۔

① ﴿مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ...﴾ (الآیۃ)۔ اللہ پاک کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں ہے، ہاں جنہیں آخرت میں اجازت ملے گی انبیاء علیہم السلام وغیرہ۔

② ﴿وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ...﴾ (الآیۃ)۔ (یوس: ۱۸)۔ اس میں ضمناً دعویٰ سورت ہے۔

③ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ...﴾ (تہ: ۱۱۰)۔ اس دعویٰ پر مختلف دلائل دیے گئے ہیں دلائل عقلیہ اور دلیل وحی۔

دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر ہے ﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ...﴾ (آیت ۶۱)۔ ایک نفی شرک فعلی پر ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ...﴾ (آیت ۵۹)۔ اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر

① ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ...﴾ (آیت ۳)۔

② ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا...﴾ (آیت ۶۵)۔

③ ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ...﴾ (آیت ۱۸)۔

④ ﴿هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ...﴾ (آیت ۲۲)۔

⑤ ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ...﴾ (آیت ۳۱)۔ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

⑥ ﴿أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ (آیت ۵۶، ۵۵)۔

⑦ ﴿أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ...﴾ (آیت ۶۶)۔

⑧ ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْيَلَّ لَتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا...﴾ (آیت ۶۷)۔

دلیل وحی: ﴿وَأَتَّبِعْ مَا يُوْحَىٰ إِلَيْكَ...﴾ (الآیۃ)۔ ان میں سے ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اس کے علاوہ بشارتیں، تحو فیض، زجریں اور شکاوی وغیرہ بھی مذکور ہیں۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ جنتیوں کا جنت میں آخری قول ﴿وَإِخْرُجُوهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

② سورت ممتاز ہے پانچ مرتبہ ان الفاظ پر کہ ﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا﴾۔

۱۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار الہی ہے

(۳۰۳۰) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ) قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادَىٰ مُنَادٍ إِنَّكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَ كُمُوهُ قَالُوا أَلَمْ يُبَيِّضْ وَجُوهَنَا وَيُنْجِنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا أَعْطَاهُمُ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت صہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

”وہ لوگ جنہوں نے اچھائی کی ان کے لیے اچھائی بھی ہوگی اور میں مزید اضافہ بھی ہوگا۔“
(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک شخص یہ اعلان کریگا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لیے ایک وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے وہ اسے پورا کرے دے تو وہ لوگ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دے اور جنت میں داخل نہیں کر دیا (اب کیا باقی رہ گیا ہے؟) نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حجاب کو ہٹائے گا نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے انہیں جو چیزیں بھی عطا کی تھیں ان میں سے کوئی بھی چیز ان لوگوں کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیں۔
(یہ حدیث اسی سند سے پہلے ابواب صفة الجنہ ۱۶ حدیث ۲۵۴۸ میں گزر چکی ہے)

۲۔ مؤمن کو دنیا میں خوشخبری خواب کے ذریعہ ملتی ہے

(۳۰۳۱) سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) قَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ فِيهِ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَىٰ لَهُ.

ترجمہ: عطاء بن یسار ایک مصری شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ صاحب فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ ”ان لوگوں کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے۔“ تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا ہے اس کے بعد کبھی بھی کسی نے مجھ سے اس بارے میں سوال نہیں کیا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی تھی جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تمہارے علاوہ اور کسی نے بھی اس بارے میں مجھ سے سوال نہیں کیا یہ آیت سچے خوابوں کے بار میں نازل ہوئی تھی جنہیں مسلمان دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۲۷۱ ابواب الرؤیا ۳ میں) آچکی ہے، اور حضرت عبادۃ بن الصامت کی حدیث بھی اسی میں ہے، اور ہمارے نسخوں میں متن ناقص تھا، پہلے مکمل ہے۔

۳۔ فرعون کے منہ میں کچھ بھر دینے کی روایت

(۳۰۳۲) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَمَّا أَعْرَقَ اللَّهُ فِرْعَوْنَ قَالَ (أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ) فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُهْتَمِدُ فَلَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَخْذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِي فِيهِ خَافَةً أَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ فرعون کو ڈبوئے لگا تو وہ بولا میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اس ذات کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ بات بتائی اے حضرت محمد ﷺ کاش آپ ﷺ اس وقت مجھے دیکھ رہے ہوتے کہ جب میں سمندر کا کچھڑ حاصل کر کے اسے اس

کے منہ میں ٹھونس رہا تھا اس اندیشے کے تحت کہ کہیں رحمت اس تک نہ پہنچ جائے۔

(۳۰۳۳) ذَكَرَ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ جِبْرِئِيلَ جَعَلَ يَدُشُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطَّيْنِ خَشْيَةً أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَكْرِهَهُ اللَّهُ أَوْ خَشْيَةً أَنْ يَرَحِمَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں یہ بات ذکر کی وہ فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے اس اندیشے کے تحت کہ کہیں وہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نہ کر دے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس اندیشے کے تحت کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کر دے۔

سورۃ یونس (۹۰-۹۲) میں ہے: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتار دیا، پھر فرعون اور اس کے لشکر نے شرارت اور زیادتی کے ارادے سے ان کا پیچھا کیا، تا آنکہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا میں یقین کرتا ہوں کہ اس ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں، کیا اب؟ حالانکہ پیشتر تو نے برابر نافرمانی کی، اور قطعی فساد یوں میں سے تھا! پس آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے، تاکہ تو اپنے پیچھے والوں کے لئے (عبرت کی) نشانی بنے، اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانوں سے قطعاً غافل ہیں۔

اور فرعون کے بوقت نزع ایمان لانے کے سلسلہ میں ایک روایت دوسندوں سے آئی ہے:

حدیث (۲) تشریح: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، مگر ساتھ ہی غریب بھی کہا ہے، کیونکہ عدی بن ثابت اگرچہ ثقہ راوی ہیں، مگر عطاء بن السائب معمولی راوی (صدوق) ہیں، اور آخر میں ان کا حافظہ بھی بگڑ گیا تھا۔

وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ

باب ۱۲۔ سورۃ ہود علیہ السلام کی تفسیر

سورۃ ہود مکہ: سورۃ یونس کے بعد ۵۲ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۱ نمبر ہے۔

ربط امی: سابقہ سورت میں شرک کے مختلف پہلو کا ذکر تھا تو حید کا اعلان فرمایا جب تم اسی انداز میں بیان کرو گے کہ مشرکین طعن دیں گے۔ تمہیں ملامت کریں گے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو مشرکین (ان کی قوم) نے عقیدہ توحید بیان کرنے پر طعن دیئے ﴿قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ﴾ (ہود: ۵۳)

ربط معنوی: اس سورت میں سورۃ یونس سے تین وجہ سے ترقی ہوئی ہے۔ ① سورۃ یونس میں دعویٰ کے لئے دلائل عقلیہ بیان کئے گئے، اس سورۃ میں دلائل نقلیہ بیان ہو رہے ہیں۔ ② مسئلہ توحید کی حقیقت کا اعلان کہ جو نہیں مانتے وہ صرف ضد و عناد کر رہے ہیں اس لئے شک کی گنجائش نہیں۔ ③ مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی تلقین۔ (لظم الدرر)

خلاصہ: سورۃ کے ابتدائی رکوع میں چار دعوے ذکر کئے گئے ہیں:

① عبادت صرف خدا کی کرو شرک سے توبہ کرو۔ چنانچہ فرمایا: ﴿أَلَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ ۚ وَبَشِيرٌ ۚ وَإِنْ

اَسْتَغْفِرُكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ ﴿آیات ۲، ۳﴾

② علم غیب حق تعالیٰ کا خاصہ ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (آیت ۶)

③ لوگوں کے بکواسات سے تنگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی سے کچھ نہ چھوڑنا بلکہ پوری تبلیغ توحید کرو، مصائب کی پرواہ نہ کرو۔ ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ﴾ (آیت ۱۲)

④ اہل عناد کے نہ ماننے کی وجہ سے شک میں نہ پڑو، یہ بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں شک نہیں ﴿فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (آیت ۱۷)

پھر اس سورۃ میں چار دفعہ لفظ ﴿لَقَدْ﴾ آیا ہے اور ترتیب وار دعاویٰ اربعہ سے متعلق ہے۔ دعویٰ اولیٰ کے لئے پہلے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد تیل دلائل نقلیہ بیان ہوئے۔ پھر دوسرے دعویٰ کے لئے دوسرے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد دلائل نقلیہ بیان ہوئے۔ پھر چھٹا قصہ دعویٰ اولیٰ کے لئے دلیل نقلی ہے، لیکن قصص کی ترتیب بحال رکھنے کے لئے اس کے بعد لایا گیا اور اس سے یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ دعویٰ اولیٰ مقصودی ہے۔ تیسرے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد تیسرے دعویٰ کے لئے ساتواں قصہ اختصاراً بیان ہوا اور اس کے بعد چند آیات جو تمام قصص سے متعلق ہیں لائی گئیں۔ پھر چوتھے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد چوتھے دعویٰ سے متعلق کچھ کلام، امر مصلح، تسلی وغیرہ ذکر ہوئے ہیں اور آخر سورۃ میں اجمالاً تمام دعاویٰ (دعاویٰ جمع ہے دعویٰ کی) کا اعادہ ہے۔ (لظم الدرر)

امتیازات: ① ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ (آیت ۷) کا ذکر ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو کہنے پر ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ﴾ (آیت ۴۳) کہ آج بچ جانے کی جگہ نہیں ہے مگر جس پر مہربان رحم کر دے۔

③ سورت ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے تین الفاظ کہے سلام، رحمت، برکت ﴿قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (آیت ۷۳)

۱۔ کائنات کا آغاز کس طرح ہوا؟

(۳۰۳) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ قَالَ أَخْبَدُ قَالَ يَزِيدُ الْعَمَاءُ أَمَّا لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

ترجمہ: حضرت ابو رزین بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کی اے اللہ کے رسول ﷺ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک بادل میں تھا جس کے نیچے بھی ہوا تھی اس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد نامی راوی بیان کرتے ہیں یزید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) العماء سے مراد ایسی چیز ہے جس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ ہو۔

سورۃ ہود (آیت ۷) میں ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ﴾
ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں (چھ ادوار) میں پیدا کیا، اور ان کا تخت شاہی پانی پر تھا، تا کہ وہ تم کو آزمائیں کہ تم میں سب سے اچھے عمل کرنے والا کون ہے؟

اس قسم کی آیات کی تفسیر میں دو حدیثیں مروی ہیں۔ ایک روایت بخاری شریف میں ہے (یہ روایت ترمذی شریف میں بھی بالکل آخر میں آ رہی ہے، مگر وہ مختصر ہے، بخاری میں مفصل ہے) اور دوسری روایت یہاں ہے (یہ روایت ابن ماجہ حدیث ۱۸۲) اور مسند احمد (۱۲/۱۱) میں بھی ہے

تشریح: یہ دوسری حدیث جو ترمذی رحمہ اللہ میں ہے معرکہ الآراء ہے، تمام کتابوں میں: قبل ان یخلق خلقه ہے، یعنی کائنات پیدا کرنے سے پہلے پروردگار عالم کہاں تھے؟ مگر مسند احمد میں یہ حدیث دو جگہ آئی ہے، پہلی جگہ (۱۱:۴) یزید بن ہارون کی روایت ہے، اس میں وہی الفاظ ہیں جو یہاں ترمذی میں ہیں۔ اور دوسری جگہ (۱۲:۴) بہز بن حکیم کی روایت ہے، ان کے الفاظ ہیں: قبل ان یخلق السماوات والارض: آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے پروردگار عالم کہاں تھے؟ اور ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کرتی ہے، پس سوال مطلق کائنات کے آغاز کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ اس عالم مشاہد کے آغاز کے بارے میں تھا۔ اس حدیث میں حضرت زین نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ جل شانہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ "عما" میں تھے اس "عما" سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) اگر یہ لفظ "عما" (الف ممدودہ کے ساتھ) ہو تو امام ترمذی نے حضرت یزید بن ہارون کا قول ذکر کیا ہے کہ اس کے معنی ہیں لیس معہ شئی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اللہ تعالیٰ بالکل اکیلا تھا لیکن عربی لغات اور شارحین حدیث نے اس کے معنی ذکر کئے ہیں: بادل وہ معنی لیس معہ شئی نقل نہیں کئے۔

اس کے معنی کے لحاظ سے کان فی عما کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے یہاں تک کہ عرش اور پانی کو بھی پیدا کرنے سے پہلے ایک سفید قسم کے بادل کے اوپر تھے اس کے اوپر بھی کچھ نہیں تھا اور نہ نیچے کچھ تھا اس حدیث میں ماتحتہ ہو و ما فوقہ ہواء میں لفظ ما برائے نفی ہے اور اگر یہ ماموصولہ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اس بادل کے اوپر بھی ہو اتھی یعنی خلا تھا اور اس کے نیچے بھی خلا ہی تھا بس صرف اللہ جل شانہ موجود تھے اللہ کے علاوہ کچھ نہیں تھا بس ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔

(۲) بعض نسخوں میں یہ لفظ عجمی (الف مقصورہ کے ساتھ) اس کے دو معنی ہیں: لیس معہ شئی یعنی صرف اللہ تعالیٰ موجود تھے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی نہ اس کے اوپر کچھ تھا اور نہ اس کے نیچے کچھ تھا۔

ابن الاثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ امر جو انسانی سمجھ اور اس عقل سے بالاتر ہو اس کی سمجھ میں نہ آتا ہو اسے عجمی کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو اپنی مخلوق سے پہلے موجود تھے اس کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی اس کی کیا کیفیت اور صورت تھی ان امور کا انسان کی عقل چونکہ احاطہ اور ادراک نہیں کر سکتی اس لیے اسے لفظ عجمی سے تعبیر کیا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "ابن کان ربنا" میں ایک مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے: ایہ کان عرش ربنا؟ تو اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کان فی عما۔

خلاصہ کلام: ہے کہ اگر لفظ عی الف مقصورہ کے ساتھ ہو تو پھر مذکورہ حدیث کی مراد بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی موجود تھے اللہ کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی اور اگر یہ لفظ عماء الف ممدودہ کے ساتھ ہو جس کے معنی بادل کے ہیں تو اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے تاہم جو بھی لفظ ہو اس پر ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ (الکوکب الدرر ۴/۱۶۷ تحفۃ الاحوذی ۸/۵۰۸)۔
ہواء سے کیا مراد ہے؟

کیا وہ ہوا مراد ہے جو عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر ہے، اور جو کرۂ ارض کو محیط ہے یا اس کے معنی خلا (خالی جگہ) کے ہیں، کیونکہ عربی میں ہر خالی چیز کو بھی ہواء کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: قلب ہواء: خالی دل، اور سورۃ ابراہیم (آیت ۴۳) میں ہے: ﴿أَفَلَا تَنْهَهُمُ هَوَاءٌ﴾: ان کے دل خالی (بدحواس) تھے۔ شارحین کرام نے دونوں احتمال ذکر کئے ہیں، میرے نزدیک ہواء بمعنی خلا رائج ہے، یعنی اس بادل سے اوپر اور نیچے خلا تھا یعنی بالفعل کوئی مخلوق موجود نہیں تھی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے: وما ثم خلق: وہاں کوئی مخلوق نہیں تھی، یہ تقریباً صراحت ہے کہ ہواء بمعنی خلا ہے، کیونکہ کرۂ ہوا تو خود ایک مخلوق ہے۔

یہ بادل: جس کا اس حدیث میں ذکر ہے کیا ہے؟ کیا یہ اللہ کی کوئی صفت ہے یا یہ کوئی مخلوق ہے؟ عام طور پر شارحین نے اس کو اللہ کی قرار دیا ہے، اور اللہ کی صفات کو ایک حد تک ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ پس اس کی زیادہ کاوش ٹھیک نہیں۔

اعتراف: سائل نے سوال کیا ہے: این کان ربنا: اور این: مکان دریافت کرنے کے لئے آتا ہے، اور جواب میں فرمایا ہے: فی عماء: اور فی ظرفیت کے لئے آتا ہے: پس کیا اللہ تعالیٰ مکانی ہیں؟ یعنی ان کے لئے کوئی مکان ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نہ زمانی ہیں نہ مکانی یعنی وہ نہ زمانے کے محتاج ہیں نہ مکان کے کیونکہ زمان و مکان انہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ پس خالق: اپنی مخلوق کا محتاج کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ خالق کا اپنی مخلوق کے ساتھ تعلق قائم ہو سکتا ہے ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (طہ: ۵) میں اور ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ﴾ (الملک: ۱۶) میں اور ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحید: ۴) میں اسی تعلق کا بیان ہے، اسی طرح سوال میں جو این ہے اور جواب میں جو فی ہے ان سے بھی یہی تعلق مراد ہے، مکانیت واقعی اور ظرفیت حقیقی مراد نہیں۔

۲۔ اللہ پاک ظالم کو مہلت دیتے ہیں

(۳۰۳۵) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُمْلِكُ وَرُبَّمَا قَالَ يُمְهِلُ الظَّالِمَ حَتَّى إِذَا أَخَذَكَ لَمَ يَفْلِتُهُ ثُمَّ قَرَأَ (وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ) الْآيَةَ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

”بے شک اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب

اس کی گرفت کرنا ہے تو پھر اسے بالکل نہیں چھوڑتا۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”اور اسی طرح تمہارے پروردگار کی گرفت ہے جب اس نے اس بستی پر گرفت کی جو ظالم تھی۔“

سورۃ ہود (آیت ۱۰۲) ہے: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾

ترجمہ: اور ایسی ہوتی ہے آپ کے رب کی پکڑ، جب وہ پکڑتے ہیں بستیوں کو درانحالیکہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بیشک ان کی پکڑ دردناک سخت ہے۔

۳۔ نیک بختی اور بد بختی ازل سے طے ہے، مگر انسان عمل کا مکلف ہے

(۳۰۳۶) لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَعَلَى مَا نَعْمَلُ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلَى شَيْءٍ لَمْ يُفْرَغْ مِنْهُ قَالَ بَلْ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الْأَقْلَامُ يَا عَمْرُو لَكِنْ كُلُّكُمْ لَنَا خُلُقٌ لَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: ”ان میں سے کچھ لوگ خوش بخت ہیں اور کچھ بد بخت۔“

میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ ہم عمل کس بنیاد پر کریں؟ ایک ایسی صورت کے بارے میں جو طے ہو چکی ہے؟ یا ایسی صورت حال کے بارے میں جو ابھی طے نہیں ہوئی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک ایسی چیز کے بارے میں سوچ کر جو طے ہو چکی ہے قلم جاری ہو چکے ہیں لیکن ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے

۴۔ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں

(۳۰۳۷) جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي عَاجِئٌ أَمْرًا فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمْسَهَا وَأَنَا هَذَا فَأَقِضْ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو لَقَدْ سَتَرْتَ اللَّهُ فَلَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا فَا نْطَلَقَ الرَّجُلُ فَاتَّبَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا قَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذَا كَرِهْنِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هَذَا لَهُ خَاصَّةٌ قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آبادی سے باہر ایک عورت کے ساتھ تعلق قائم کیا اور صحبت کرنے کے علاوہ اس کے ساتھ سب کچھ کیا اب میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں آپ ﷺ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا پردہ رکھا تھا اگر تم بھی اپنی ذات کا پردہ رکھتے تو یہ زیادہ بہتر تھا نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا پھر وہ شخص چلا گیا نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے پیچھے ایک اور شخص کو بھیجا اور اسے بلوایا پھر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔

”تم دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔“

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی کیا یہ حکم صرف اس شخص کے لیے خاص ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لیے (عام حکم ہے)۔

(۳۰۳۸) قَالَ آتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَيْسَ يَأْتِي الرَّجُلَ إِلَى امْرَأَتِهِ شَيْئًا إِلَّا قَدَّأَى هُوَ إِلَيْهَا إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُجَامِعْهَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا أَنْ يَتَوَضَّأُوا وَيُصَلِّيَ قَالَ مُعَاذُ فُقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهِيَ لَهُ خَاصَّةٌ أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةٌ قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةٌ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کسی عورت سے ملتا ہے حالانکہ ان کے درمیان پہلے کوئی جان پہچان نہیں ہے اور کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ جو تعلق قائم کرتا ہے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر لیتا ہے البتہ اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا۔ راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت ان لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو یہ ہدایت کی وہ وضو کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ اس کے لیے مخصوص ہے یا سب اہل ایمان کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمام اہل ایمان کے لیے عام ہے۔

(۳۰۳۹) أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً حَرَامٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ كَفَّارَتِهَا فَنَزَلَتْ (أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ) الْآيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِلَى هَذِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَكَ وَلِمَنْ عَمَلٌ بِهَا مِنْ أُمَّتِي.

ترجمہ: ابو عثمان نہدی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا جو اس کے لیے حرام تھا پھر وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کیا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ”دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو۔“

اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ میرے لیے مخصوص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے بھی ہے اور میری امت کا جو بھی فرد اس پر عمل کرے اس کے لیے بھی ہے۔

(۳۰۴۰) أَتَنَّبِئُ امْرَأَةً تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ إِنَّ فِي الْبَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ فَدَخَلْتُ مَعِيَ فِي الْبَيْتِ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَقَبَّلْتُهَا فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصِبْ فَأَتَيْتُ

عَمَرَ قَدْ كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخَيِّرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ أَخْلَفْتُ غَارِيًّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هَذَا حَتَّى مَتَّى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلَّا تِلْكَ السَّاعَةَ حَتَّى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ وَأَطْرَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا حَتَّى أَوْحَى إِلَيْهِ اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذَا كَرِهْتُ قَالَ أَبُو الْيَسْرِ فَأَتَيْتُهُ فَقَرَأَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِهَذَا خَاصَّةٌ أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ.

ترجمہ: حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک خاتون کھجوریں خریدنے کے لیے میرے پاس آئی تو میں نے اس سے کہا گھر کے اندر اس سے زیادہ اچھی کھجوریں پڑی ہوئی ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی میں اس کی طرف بڑھا اور میں نے اس کا بوسہ لے لیا پھر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس واقعے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا تم اپنی ذات پر پردہ رکھو توبہ کرو اور اس کے بارے میں کسی کو نہ بتانا لیکن مجھ سے صبر نہیں ہوا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا تم اپنی ذات پر پردہ رکھو اور توبہ کرو اور اس کے بارے میں کسی کو نہ بتانا لیکن مجھ سے صبر نہیں ہوا اور میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا (کیا تم نے اللہ کی راہ میں جانے والے شخص کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ یہ حرکت کی ہے) راوی بیان کرتے ہیں (یہاں تک ابو الیسر نے یہ آرزو کی کہ کاش وہ اسی وقت اسلام لائے ہوتے انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ جہنمی ہیں۔

(حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے خاصی دیر تک اپنے سر کو جھکائے رکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف وحی نازل کی گئی۔

”دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت ان کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔“

حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ آیت میرے سامنے تلاوت کی تو آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم اس کے لیے مخصوص ہے؟ یا سب لوگوں کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کے لیے عام ہے۔

سورہ ہود علیہ السلام (آیت ۱۱۴) میں ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهْتُ﴾

ترجمہ: اور دن کے دونوں سروں پر اور رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کا اہتمام کیجئے یعنی پانچ نمازیں پابندی سے پڑھئے، بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پذیر ہونے والوں کے لئے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود کی، حضرت معاذ بن جبل کی، اور حضرت ابو الیسر کعب بن عمرو بن عباد سلمیٰ انصاری بدوی کی جنی رحمہ اللہ۔

تشریح: ان حدیثوں کے علاوہ ایک حدیث پہلے (حدیث ۲۱۰ میں) گزری ہے کہ ”پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ کفارہ ہیں ان گناہوں کے لئے جو ان کے درمیان ہوئے ہیں، جب تک کہ نہ چھایا جائے کبیرہ گناہوں پر“ یعنی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

وَمِنْ سُورَةِ يُوسُفَ

باب ۱۳: سورہ یوسف علیہ السلام کی تفسیر

سورۃ یوسف مکیہ: سورہ ہود کے بعد ۵۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۲ نمبر پر ہے۔

ربط الہی: سورۃ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکارنے کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ پاک نے حکم دیا ہے کہ اس سوا کسی کو مت پکارو۔

ربط معنوی: سورۃ ہود کا مقصود دعویٰ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اس کی دلیل سورۃ ہود میں یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب بھی نہیں اور کار ساز بھی نہیں سورۃ ہود کی آخری آیت ہے ﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ سورۃ ہود کا دوسرا دعویٰ کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے یہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت اور دلیل کے ہے۔ اب اس سورۃ میں اس دلیل کے دونوں جزاء علم غیب خاصہ خداوندی ہے اور کار ساز اللہ ہی کی ذات ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے ایک مفصل دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ (نظم الدرر)

خلاصہ: اس سورۃ کے چار دعوئی ہیں: ① خدا تعالیٰ کے سوا عالم الغیب کوئی نہیں۔ ② خدا تعالیٰ کے سوا کار ساز کوئی نہیں۔ ③ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ④ انبیاء و رسل علیہم السلام کی نصرت ہم کرتے ہیں اگرچہ بعض اوقات صبر آزمائیت درمیان میں قصہ حضرت یوسف علیہ السلام بیان کیا گیا۔ سورۃ یوسف کے پہلے دو دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ سورۃ کی ابتداء سے لے کر رکوع ۱۱ میں ﴿الْحَقِّیْنَ بِالْضَلٰحِیْنِ﴾ تک ہے۔ اس میں پندرہ احوال ہیں جن پر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کا یہ واقعہ مشتمل ہے۔ ہر حال میں ان دو دعوؤں کو ثابت کرنا ہے۔

تیسرا دعویٰ: آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ﴾ (آل عمران: ۴۴) چوتھا دعویٰ: انبیاء و رسل علیہم السلام کی نصرت ہم کرتے ہیں۔ اِنْ ﴿حَتّٰی اِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ... الْاٰیۃ﴾ (یوسف: ۱۱۰) اس آیت کے شروع پر اہم تفسیر موجود ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے یوسف علیہ السلام کے تفصیلی واقعے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے دو قسم کی محبت پر (۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ جائز ہے۔ (۲) اور زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ ناجائز ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے یوسف علیہ السلام کی وزارت پر۔

۱۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

(۳۰۴۱) إِنَّ الْكُرَيْمَ بْنَ الْكُرَيْمِ بْنِ الْكُرَيْمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَلَوْلَيْدْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَيْتَ يُوسُفُ ثُمَّ جَاءَ فِي الرَّسُولِ أَجَبْتُ ثُمَّ قَرَأْتُ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ قَالَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى لُوطٍ إِنْ كَانَ لِيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ فَمَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ نَبِيًّا إِلَّا فِي ذُرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وہ معزز شخص جو ایک انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے ہیں جو انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے تھے جو انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے تھے وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے جتنا عرصہ حضرت یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر میں اتنا عرصہ قید میں رہتا (پھر میرے پاس حکمران کا) قاصد آتا تو میں اس کے ساتھ چلا جاتا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ جب اس کے پاس قاصد آیا تو اس نے کہا تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور دریافت کرو ان عورتوں کا کیا معاملہ تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم کرے انہوں نے ایک زبردست ستون کی پناہ حاصل کرنا چاہی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد جس بھی نبی کو مبعوث کیا اسے اس کی اپنی قوم کی طرف بھیجا۔

(۲) یوسف علیہ السلام کی پامردی کی تعریف:

سورہ یوسف علیہ السلام (آیت ۵۰) میں ہے کہ جب ساقی نے بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر سنائی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، پس جب ان کے پاس قاصد پہنچا تو انہوں نے کہا: تم اپنی سرکار کے پاس واپس جاؤ، اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے، جنہوں نے اپنے ہاتھ لہولہا کر لئے تھے؟ یعنی میری رہائی سے پہلے اس معاملہ کی صفائی ہو جانی چاہئے، چنانچہ بادشاہ نے معاملہ کی پوری تحقیق کی، اور جب آپ کی بے گناہی ثابت ہو گئی تب آپ جیل خانہ سے نکل کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بلند حوصلگی اور پامردی کی یہ فرما کر داد دی۔

(۳) حضرت لوط علیہ السلام کے بعد انبیاء مضبوط جتنے ہی میں مبعوث کئے گئے:

نبی ﷺ نے فرمایا: لوط علیہ السلام خاندان سے بھی زیادہ مضبوط پایے کی یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے ہوئے تھے، مگر اس وقت سخت گھبراہٹ میں ادھر خیال نہ گیا، اور مذکورہ بات بے ساختہ آپ کی زبان سے نکل گئی۔

ورحمۃ اللہ علی لوط ان کان لیأوی الی رکن شدید: اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے انہوں نے ایک رکن شدید کی طرف پناہ لینے کی تمنا کی تھی اس رکن شدید سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) رکن شدید سے اللہ تعالیٰ مراد ہیں اس میں صورت میں آپ ﷺ کی دعا رحمۃ علی لوط بطور مدح کے ہوگی کہ ان کا مقام کتنا بڑا تھا کیسے کیسے مصائب آئے لیکن حضرت لوط نے کبھی غیر اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف انہوں نے رجوع اختیار کیا۔

(۲) اس رکن شدید سے خاندان اور قبیلہ مراد ہے۔ اگر رکن شدید سے خاندان اور قبیلہ مراد ہو تو پھر نبی کریم ﷺ کی یہ دعا و رحمت اللہ حضرت لوط علیہ السلام کے ایک تسامح کو بیان کرنے کے لیے ہے ان سے گویا مقتضائے بشریت یہ لغزش ہوئی کہ اس موقع پر انہیں اپنا خاندان یاد آ گیا اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور اپنی رحمت ان پر نازل فرمائے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء علیہم السلام بھیجے ہیں تو ان میں سے ہر نبی کو ایک مضبوط اور طاقتور قبیلے میں سے بھیجا تا کہ انہیں یہ کہنے کی نوبت نہ آئے کہ کاش میری مدد کے لیے آتا۔ (فتح الباری ۶/۱۵ کتاب احادیث الانبیاء ولو طاذقال لقومہ)

وَمِنْ سُورَةِ الرَّعْدِ

باب ۱۴۔ سورۃ الرعد کی تفسیر

سورۃ الرعد مدنیہ: سورۃ محمد (ﷺ) کے بعد ۹۶ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۳ نمبر پر ہے۔
ربط الہی: سورۃ رعد کا سورۃ یوسف کے ساتھ الہی ربط یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے عقیدہ توحید سمجھایا اور بعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور عد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت سے لرزاں اور ترساں ہیں اور بروقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اللہ پاک کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔
ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں ایک جلیل القدر پیغمبر کا واقعہ بیان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے سوا غیب دان اور کار ساز دوسرا کوئی نہیں لہذا اسی کی بندگی کرو۔ اور اس سے پہلی سورۃ، سورۃ ہود میں بھی اس مسئلہ پر دلائل پیش کئے گئے تو اب یہ مسئلہ نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی (واضح) ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخنی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعوؤں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۃ رعد میں گیارہ دلائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔
خلاصہ: سورۃ الرعد میں مذکورہ بالا دونوں دعوؤں (غیب دان اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ دو وحی اور ایک دلیل نقلی مومنین سابقین سے۔

پہلی دلیل عقلی: اللہ ہی کار ساز ہیں ﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّيُوتَ... تَا... إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

دوسری: برائے نفی علم غیب از غیر خدا ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى... تَا... وَسَارِبًا بِالنَّهَارِ﴾

تیسری: کار ساز اللہ ہی ہے ﴿هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا... تَا... وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ﴾

چوتھی: کار ساز اللہ ہی ہیں: ﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ... تَا... بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾

پانچویں: علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ کار ساز اللہ ہی ہیں ﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ﴾

چھٹی: بطور تمثیل: ﴿أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾

معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح ہے۔ عالم الغیب کار ساز اللہ تعالیٰ ہی کی

ساتویں: اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہیں ﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾
 پہلی دلیل وحی: ﴿كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ...﴾ الخ ﴿دودعوؤں پر مبنی ہے۔
 آٹھویں عقلی دلیل: اللہ پاک ہی حاضر و ناظر ہیں غیب جانتے ہیں ﴿أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ...﴾ الخ ﴿...الآیہ﴾
 دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب ﴿وَالَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ يَفْرَحُونَ...﴾ الخ ﴿...الآیہ﴾
 دوسری دلیل وحی: ﴿قُلْ إِنَّمَا أُورِثُ...﴾ الخ ﴿...الآیہ﴾ عالم الغیب، کارساز اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔
 امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی پانی کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہے اے پانی آجا۔

② سورۃ ممتاز ہے اس بیان پر کہ اللہ کی کتاب پر اطمینان آتا ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے رعد فرشتے کے بیان پر۔

۱۔ گرج کی حقیقت کیا ہے؟

(۳۰۳۲) أَقْبَلْتُ يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ قَالَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ فَقَالُوا فَمَا هَذَا الصَّوْتُ الَّذِي تَسْمَعُ قَالَ زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتَّى يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ أَمَرَ قَالَوا صَدَقْتَ فَقَالُوا فَأَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ اسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ اشْتَكَى عِرْقُ النِّسَاءِ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَلَامُهُ إِلَّا لَحُومَ الْإِبِلِ وَالْبَنَاتِهَا فَلِذَلِكَ حَرَّمَهَا قَالَوا صَدَقْتَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ کچھ یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی اے ابوالقاسم آپ ہمیں رعد کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیا چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جسے بادلوں پر مقرر کیا گیا ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جن کے ذریعے وہ بادلوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق لے کر جاتا ہے انہوں نے عرض کی وہ آواز کیا ہوتی ہے جسے آپ سنتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس فرشتے کی بادلوں کو ڈانٹنے کی آواز ہوتی ہے جب وہ انہیں ڈانٹ کر کہتا ہے کہ وہ وہاں تک جائیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو ان یہودیوں نے کہا آپ ﷺ نے ٹھیک بتایا ہے انہوں نے دریافت کیا آپ ﷺ ہمیں اس چیز کے بارے میں بتائیے جسے حضرت اسرئیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنی ذات پر حرام قرار دے دیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں عرق النساء کی بیماری لاحق ہوگئی تھی تو انہیں اس کے لیے مناسب چیز صرف اونٹ کا گوشت اور اونٹ کا دودھ ملی تھی تو اسی وجہ سے انہوں نے اسے حرام قرار دے دیا تھا یہودیوں نے کہا آپ نے ٹھیک بتایا ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۳) میں ہے: ﴿وَيَسْبِغُ الرِّعْدُ بِحَبِيبٍ وَالْمَلَكُ مِنْ خِيفَتِهِ﴾ اور گرج فرشتہ اللہ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہے، اور دوسرے فرشتے (بھی) اس ہیبت سے۔

مخاریق مخراق کی جمع ہے: اس کے اصل معنی ہیں کہ وہ رومال یا کپڑے جس کو لپیٹ کر بچے ایک کھیل کھیلتے ہیں اور آپس میں

اس سے ایک دوسرے کو مارتے ہیں یا ڈراتے ہیں یہاں حدیث میں اس سے آلہ یا تلوار مراد ہے جس کے ذریعہ وہ فرشتہ بادلوں کو ادھر ادھر ہانک کر لے جاتا ہے۔ یسوق: وہ فرشتہ ہانکتا۔ زجرة: ڈانٹ۔ حتیٰ ینتہی: تاکہ وہ بادل پہنچ جائیں۔ حیث امر: (صیغہ مجہول) جہاں کا انہیں حکم دیا گیا۔ اسرائیل: یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے عبرانی زبان میں اس کے معنی ہیں عبد اللہ۔ اشتکی: مریض ہو گئے۔ عرق النساء: یہ ایک بیماری ہے جس میں کوہے کے جوڑے سے ایک درد شروع ہوتا ہے پھر وہ ران سے ہوتے ہوئے جوڑوں میں پھیل جاتا ہے عرق کے معنی رگ کے ہیں اور لفظ ”نساء“ (الف مقصورہ کے ساتھ) کوہے کی وہ رگ یا پٹھا جو ٹخنے تک ہوتا ہے اس میں جب درد پیدا ہو جائے تو اس بیماری کو عرق النساء کہا جاتا ہے۔

(۲) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے کیا چیزیں حرام کی تھیں؟

سورہ آل عمران (آیت ۹۳) میں ہے:

﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلَالًا لِّبَنِي إِسْرَءِیْلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَءِیْلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنْزَلَ التَّوْرَةُ﴾
 ”سب کھانے کی چیزیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں، علاوہ ان چیزوں کے جن کو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا نزول تورات سے پہلے۔“

۳۔ پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے کا مطلب

(۳۰۴۳) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَنُفِضْلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكْلِ) قَالَ الدَّقْلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلُّوُ وَالْحَامِضُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور ہم نے کھانے میں انہیں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد پھل کا عمدہ ہونا یا ہلکا ہونا اور میٹھا ہونا یا کڑوا ہونا ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۴) میں ہے: اور زمین میں خطے ہیں پاس پاس (ایک دوسرے سے ملے ہوئے) اور انگور کے باغات، کھیت اور کھجور کے درخت: جڑ ملے ہوئے اور بغیر جڑ ملے ہوئے، ایک ہی پانی سے سیراب کئے جاتے ہیں، اور ہم بعض پر پھل میں فوقیت دیتے ہیں، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں،، یعنی زمین اگرچہ ایک ہے، اور ایک ہی پانی سے سیراب کی جاتی ہے، مگر ہر درخت کا پھل یکساں نہیں ہوتا، کسی جگہ اعلیٰ درجہ کا پھل پیدا ہوتا ہے، اور کسی جگہ ادنیٰ درجہ کا، کسی کا مزہ کچھ ہوتا ہے اور کسی کا کچھ، پھلوں کو ایک دوسرے پر فضیلت یہ ہے کہ بعض پھل ایک شکل اور ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن بعض کا مزہ عمدہ بعض کا ردی بعض کا میٹھا اور بعض کا ترش ہوتا ہے یہ سارا کچھ رب کریم کی کمال قدرت کا ایک عظیم شاہکار اور بہت بڑا کارنامہ ہے۔

سُورَةُ اِبْرَاهِيْمَ

باب ۱۵۔ سورۃ ابراہیم کی تفسیر

سورۃ ابراہیم مکہ: سورۃ نوح کے بعد ۸۲ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۴ نمبر پر ہے۔

رابطہ الہی: حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل کے قیدیوں کے سامنے دیا نیز رعد فرشتہ اور دیگر فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بین کرتے ہیں شرک سے۔ تو اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال سنو انہوں نے اللہ کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ پاک کی توحید کا اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور کار ساز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا... رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نَعْلِنُ﴾

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ﴾

رابطہ معنوی: گزشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کر دیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورۃ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کے ذکر کیے گئے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے۔

اب سورۃ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی و اخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری اور ڈرن کر راہ راست پر آ جاتی ہیں۔ وقائع سے تحویفات دنیوی و اخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ: اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دو مختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از انبیاء علیہم السلام و مؤمنین اور ایک نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ و اخرویہ کا بیان ہے۔

دلیل عقلی اول: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... الْاٰیَةُ﴾ (کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ جب ساری کائنات کے مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہیں)۔

دلیل عقلی دوم: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ (یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے مسئلہ توحید کے اظہار کے لئے پیدا کی ہے) (کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں)۔

دلیل سوم مفصل: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمًا كَفَّارًا﴾ (جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے خالق و مالک ہیں اور سارا نظام عالم اللہ ہی کے اختیار میں ہے پھر وہی اللہ ہم سب کے کار ساز ہیں)۔

پہلی نقلی دلیل اجمالی: از انبیاء علیہم السلام: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ... تَا... يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید ہے جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشن ہے۔

دوسری نقلی دلیل تفصیلی: از حضرت ابراہیم علیہ السلام: ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا... تَا... اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعٌ الدُّعَاۗءِ﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ پاک ان اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائیں۔ نیز یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہیں۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شکر ادا کرنے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے شیطان کا اپنے مریدوں سے تفصیلی جھگڑے پر یعنی شیطان تقریر کرے گا ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ... الْآيَةُ﴾

③ سورۃ ممتاز ہے اللہ پاک کے اس وعدے پر ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا۔

۱۔ اچھے اور بے کار درخت کی مثالیں

(۳۰۴۴) اُنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطْبٌ فَقَالَ مَثَلُ (كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلُّ حَيٍّ بِأَذْنِ رَبِّهَا) قَالَ هِيَ النَّعْلَةُ (وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ) قَالَ هِيَ الْحَنْظَلُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا جس پہ تازہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

”پاک کلمے کی مثال اس پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخ بلندی پر ہوتی ہے وہ اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم کے تحت دیتا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد کھجور کا درخت ہے (پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی)

”اور خبیث کلمے کی مثال اس خبیث درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جاتا ہے اور اسے قرار حاصل نہیں ہوتا۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حنظلہ ہے۔

سورۃ ابراہیم علیہ السلام (آیات ۲۴-۲۶) میں ہے کہ پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ اور ایمان کی بات) کی مثال اچھی ذات کا درخت ہے، اور اصح روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اچھی ذات کے درخت کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے، اور گندی بات (کلمہ کفر اور باطل عقیدہ) کی مثال بے کار درخت ہے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی مثال اندرائن سے دی ہے، جس کو کسان زمین میں جنمے نہیں دیتا، دیکھتے ہی اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اندرائن: سیب کی طرح کا پھل ہے، مگر اس سے بہت چھوٹا ہوتا ہے، اور اس کا گودا انتہائی تلخ ہوتا ہے۔

لغات: قناع: کھجور کی ڈنڈیوں سے بنا ہوا پشت رڑے جس میں کھانا یا پھل رکھا جاتا ہے۔ رطب: تازہ پختہ کھجور۔ اصلہا: ثابت، اس کی جڑ مضبوط ہے۔ فرعہا: اس کی شاخیں۔ اُکْلَها: اپنا پھل۔ اجتثت: اسے اکھیڑ دیا جائے۔ قرار: ثبات، استحکام۔ حنظل: ایلو، پنجابی زبان میں اسے حُما (شد کے ساتھ) کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کلمۃ طیبۃ: پاکیزہ کلمہ اس سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ یعنی ایمان مراد ہے۔ شجرۃ طیبۃ: پاکیزہ درخت اس سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ کلمۃ خبیثۃ: کلمات کفر اور افعال کفر۔ شجرۃ خبیثۃ: اس سے ایلو مراد ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دارین میں پکی بات پر مضبوط رکھتے ہیں

(۳۰۴۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (يُخَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) قَالَ فِي الْقَبْرِ إِذَا قِيلَ لَهُ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ.

تَوْحِيحُہَا: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول پر ثابت قدم رکھے گا ان کی دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس سے مراد قبر ہے جب اس (مردے) سے دریافت کیا جائے گا تمہارا پروردگار کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے تمہارے نبی کون ہیں؟

سورۃ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے: ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں مضبوط رکھتے ہیں“ خواہ دنیا میں کیسی ہی آفات و بلیات آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو، مؤمن کلمہ طیبہ کی بدولت ثابت قدم رہتا ہے، اور قبر میں منکر و نکیر کے سوالوں کے صحیح جواب دیتا ہے، اور جب محشر کا ہولناک منظر ہوگا تو وہ کلمہ کی بدولت نہایت مطمئن ہوگا، اسے ادنی گھبراہٹ لاحق نہ ہوگی۔

۳۔ جب زمین دوسری زمین سے بدلی جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے؟

(۳۰۴۶) قَالَ تِلْكَ عَائِشَةُ هَذِهِ الْآيَةِ (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ.

تَوْحِيحُہَا: مسروق بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی۔ جس دن اس زمین کو دوسری زمین میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صراط پر ہوں گے۔

سورۃ ابراہیم علیہ السلام (آیت ۴۸) میں ہے: جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدلی جائے گی، اور آسمان بھی، اس تبدیلی کی کیفیت کیا ہوگی؟ یہ بات اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، کوئی کہتا ہے: آسمان و زمین کی ذوات بدلی جائیں گی، اور کوئی کہتا ہے: صفات بدلی جائیں گی۔ قیامت کے دن آسمان و زمین کی تبدیلی۔

(۱) زمین ایک سطح مستوی بنادی جائے گی جس میں نہ کسی مکان کی آڑ ہوگی نہ درخت وغیرہ کی نہ کوہے:

﴿لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا﴾ (ط: ۱۰۷)

(۲) اس زمین کے بدلے میں دوسری زمین اور اس آسمان کی جگہ دوسرے آسمان بنادیئے جائیں گے۔

سُورَةُ الْحَجَرِ

باب ۱۶۔ سورۃ الحجر کی تفسیر

سورۃ الحجر مکیہ: سورۃ یوسف کے بعد ۵۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ کے آخر میں ہے ﴿وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذْكُرُوا الْأَلْبَابَ﴾ (ابراہیم: ۵۲) اس سورۃ میں ہے ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (الحجر) حاصل ارتباط یہ ہے کہ ﴿أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (عقل والے) وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کافر لوگ وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر قیامت کے دن تمنا ہی کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہو جاتے ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾۔

ایمان سے مؤمن کو کیا فائدہ ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل ایمان کی ایک جماعت اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں داخل ہوگی تو مشرکین ان سے کہیں گے تمہیں تمہارے ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ہم اور تم اکٹھے ایک ہی جگہ عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جائیں گے اور وہ حکم دیں گے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والا ایک آدمی بھی جہنم میں باقی نہ رہے چنانچہ انہیں نکال لیا جائے گا لیکن اس وقت تک چہرے کے علاوہ ان کا سارا جسم جل کر سیاہ کوئلے کی طرح ہو چکا ہوگا، البتہ ان کی آنکھیں نیلی نہ ہوئی ہوں گی اور نہ ہی ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، پھر انہیں جنت کے دروازے پر بہتی ہوئی ایک نہر کے پاس لایا جائے گا، وہ اس میں غسل کریں گے اور ان سے ہر تکلیف اور داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ایک فرشتہ ان کا استقبال کرتے ہوئے کہے گا طِبُّنْهُمْ تم تو بہت اچھے رہے، اب ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ، جنت میں ان لوگوں کو جہنمی کے نام سے پکارا جائے، کچھ عرصہ بعد وہ اللہ پاک سے دعا کریں گے اور یہ نام بھی ان سے دور کر دیا جائے گا اور اس کے بعد انہیں کبھی اس نام سے نہیں پکارا جائے گا، جس وقت یہ لوگ جہنم سے نکلنے لگیں گے، اس وقت کفار تمنا کریں گے ہائے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے، یہی مراد ہے اس ارشاد ربانی کی ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (مسند امام اعظم رحمہ اللہ، کتاب الایمان۔ ظل)

ربط اسی: سورۃ ابراہیم میں دلائل اور وقائع اُمم سابقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اُسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

ربط معنوی: سورۃ ابراہیم میں وقائع بیان کر کے دہرایا گیا تاکہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۃ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ اُمم سابقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ: سورہ الحجر میں توحید پر دو عقل دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر۔

دلیل عقلی مفصل: ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا... تَا... تَارِدِ السَّيُورِ﴾

دلیل عقلی مختصر: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (الحجر: ۸۵)

اور تحریف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کیے گئے ہیں تین گزشتہ قوموں کے بعد دو کفار مکہ کے ذکر کیے گئے ہیں۔

① ﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ...﴾ الایہ قوم لوط نے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا احکام خداوندی نہ مانے تو عذاب آیا۔

② ﴿وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ...﴾ الایہ ان سے مراد اہل مدین ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلایا تو عذاب آیا۔

③ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ...﴾ الایہ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا تو عذاب آیا۔

④ کفار مکہ کے ﴿كَبَا أَتَزَلْنَا عَلَى الْمُقْسِمِينَ﴾... (الایہ) مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (عیاذ باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

⑤ ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش میں سے چند آدمی تھے جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کا تمسخر و استہزاء کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں:

① ﴿فَاَصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَبِيلَ﴾ ② ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا﴾ ③ ﴿وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ④ ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ ⑤ ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ﴾ (الایہ)

امتيازات: سورۃ ممتاز ہے سبع مثانی کے بیان پر ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ سورۃ ممتاز ہے ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ آپ ﷺ اللہ پاک کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ موت آجائے (موت اتنی یقینی ہے کہ نام ہی یقین رکھ دیا۔ ظل)۔ سورۃ ممتاز ہے ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ کے وعدے پر۔ اے پیغمبر ﷺ ہم آپ سے مذاق کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

۱۔ آگے ہونے والوں اور پیچھے رہنے والوں کی ایک مثال

(۳۰۴) كَانَتْ امْرَأَةٌ تَصَلِّيْ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَسَنًا مِّنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتَّىٰ يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِمَلَأَ يَرَاهَا وَيَسْتَاخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّىٰ يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْوَاخِرِ فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ ابْطِئِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک عورت جو نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتی تھی وہ بہت خوبصورت تھی بعض لوگ اسی وجہ سے آگے ہو جاتے تھے کہ پہلی صف میں شامل ہو جائیں تاکہ اس عورت کو نہ دیکھ سکیں جب کہ بعض لوگ پیچھے رہتے تھے تاکہ وہ آخری صف میں رہیں تاکہ جب وہ رکوع میں جائیں تو اپنی بغل میں سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے: اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ اور ہم تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔

سورۃ الحج کی (آیت ۲۴) ہے: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ ہم یقیناً تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں، اور تم میں سے پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ ٹھہرایا ہے، قوموں کے تقدم و تاخر کا بھی اور آدمی کی زندگی اور موت کا بھی، پس جو پیدا ہوتا ہے مقررہ اندازے سے پیدا ہوتا ہے، اور جو مرتا ہے وہ بھی مقررہ اندازے سے مرتا ہے، اور سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون پہلے مرے گا اور کون پیچھے، اور پھر ایسا ضرور ہونے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اعمال کا بدلہ چکانے کے لئے اپنے حضور میں جمع کریں گے۔

یہ آیت کا ماسبق لاجلہ الکلام ہے، اور حضرت ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ ربیع نے بطور مثال اس کی ایک اور تفسیر کی ہے:

۲۔ جہنم کا ایک دروازہ باغیوں کے لئے ہے

(۳۰۴۸) قَالَ لِيَجْهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي أَوْ قَالَ عَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک دروازہ سے ایک شخص کے لیے ہے جو میری امت کے کسی فرد پر تلوار کھینچ لے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) محمد ﷺ کی امت پر۔
سورۃ الحجر (آیت ۲۴) ہے: ﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ان مسلمانوں کے لئے ہے جو امت محمدیہ پر تلوار اٹھاتے ہیں یعنی حکومت سے بغاوت کرتے ہیں۔ مگر حدیث کا راوی جنید مستور بھی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا لقاء و سماع بھی نہیں، اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے، پس اس کی بنا پر باغیوں کے حق میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ سورۃ الفاتحہ کے نام اور اس کی فضیلت

(۳۰۴۹) الْحَمْدُ لِلَّهِ أَمُّ الْقُرْآنِ وَأَمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے ام الکتاب ہے اور سبع مثنیٰ ہے۔

(۳۰۵۰) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ مِثْلَ أَمْرِ الْقُرْآنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِ وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تورات میں اور انجیل میں اللہ تعالیٰ نے ام القرآن جیسی کوئی سورۃ نازل نہیں کی یہی سبع مثنیٰ ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔
”یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے وہ اسے ملے گا۔“

سورۃ الحجر (آیت ۸۷) ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ ہم نے آپ ﷺ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں اور قرآن عظیم عطا فرمایا یعنی ہم نے آپ ﷺ کو وہ دولت عطا فرمائی ہے جس کے آگے دنیا کی سب نعمتیں بچ ہیں۔

۴۔ مومن کی فراست سے ڈرو

(۳۰۵۲) اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ بے شک اس میں دانشوروں کے لیے نشانیاں ہیں۔“

سورة الحجر (آیت ۷۵) ہے: ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْتَوَسَّعِينَ﴾: بیشک اس میں یعنی قول لوط علیہ السلام کی تباہی کے واقعہ میں بصیرت والوں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں۔ متوسم: وہ شخص ہے جو علامات و قرآن دیکھ کر اپنی فراست و ذکاوت سے پوشیدہ بات کا پتہ لگا لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے متوسمین کی تفسیر ناظرین (غور کرنے والوں) سے کی ہے، اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے معتبرین (سبق حاصل کرنے والوں) سے، اور مقاتل رضی اللہ عنہ نے متفکرین (سوچنے والوں) سے کی ہے، اور مجاہد رضی اللہ عنہ نے متفرسین (تاثر کرنے والوں) سے، امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے حدیث کے بعد حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور حدیث قرینہ ہے کہ مجاہد رضی اللہ عنہ کی تفسیر رائج ہے۔ حدیث کا مطلب: فراست کے معنی ہیں: دانائی، تیز فہمی، سمجھ داری، بھانپ لینا، تاثر جانا، سمجھ جانا، بات کی تہ کو پہنچ جانا۔ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ فراست و ذکاوت سے پوشیدہ بات کا پتہ لگانے کی صلاحیت ہر شخص میں ہوتی ہے، اس میں مؤمن کی کچھ خصوصیت نہیں، آیت کریمہ میں بھی عام لوگوں سے خطاب ہے کہ قوم لوط علیہ السلام کے واقعہ میں ہر بابصیرت کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں، پس حدیث میں مؤمن سے مؤمن کامل مراد ہے، اور خطاب عام مؤمنین سے ہے۔

۵۔ لوگوں سے اعمال کی باز پرس ضرور ہوگی

(۳۰۵۱) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ) قَالَ عَنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

توضیح: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو (اللہ تعالیٰ) کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔ ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے اس چیز کے بارے میں جو وہ عمل کرتے تھے۔ (نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں اس سے مراد لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے۔

سورة الحجر (آیات ۹۱-۹۳) ہیں: ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۖ قَوْمًا لَّنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۖ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾: ”جن لوگوں نے قرآن کو جھوٹا ٹھہرایا ہے، تیرے رب کی قسم! ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے، ان کے ان اعمال کی جو وہ کرتے رہے ہیں، یعنی قرآن کو جھوٹا ٹھہرانے کے علاوہ بھی جو جو حرکتیں وہ کرتے رہے ہیں: ان سبھی اعمال کی باز پرس ہوگی۔“

مِنْ سُورَةِ النَّحْلِ

باب ۱۷۔ سورة النحل کی تفسیر

سورة النحل مکیہ: سورة الکہف کے بعد ۸۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۶ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تو نے سن لیا کہ ضد و عناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آنخل (شہد) کی مکھی کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بینظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا کام انجام دے

رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفت کا ایک ادنیٰ سامونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید مان لو۔

ربط معنوی: سورۃ ابراہیم میں وقائع سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۃ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے۔ اب سورۃ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو عذاب الہی آیا سمجھو۔ اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَهُودِ﴾ تک ہے اس حصے کی ابتداء میں ﴿اَتَىٰ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپیچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعویٰ توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرف فی التصرف پر چھ عقلی دلائل ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اس حصے میں دوبار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔ (آیت ۵۶، ۳۵)

دعویٰ توحید کا ذکر تین بار: ① ﴿يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ...﴾ تا... ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ﴾ ② ﴿إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ﴾ ③ ﴿وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ﴾

دلائل عقلیہ:

دلیل اول: ﴿خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ زمین و آسمان کے خالق مطلق ہی کا ساز ہیں۔

دوم: ﴿هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً﴾ جو ذات آسمان سے بارش برسا کر بہت سی چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتی ہے۔

سوم: ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ﴾ اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ...﴾ تا... ﴿اَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودان باطلہ نے ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرما۔ ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے ﴿إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ﴾ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے۔

چہارم: ﴿اَوْ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ﴾ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ لہذا متصرف و مختار بھی وہی ہے۔

پنجم: ﴿وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ...﴾ تا... ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ یہ سارا نظام کائنات اللہ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے

وہی سب کا کار ساز اور سارے عالم میں وہی متصرف و مختار ہے۔

ششم: ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ...﴾ تا... ﴿لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُوْنَ﴾ تم اپنی پیدائش میں اور اللہ پاک کی تخلیق میں غور

و فکر کرو پھر پتا چلے گا اللہ کے سوا کار ساز کون ہے۔

دلیل نقلی: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا...﴾ (الایۃ)

دلیل وحی: ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تَبْيٰتًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرٰى لِّلْمُسْلِمِيْنَ﴾

﴿وَلَا تَكُونُوْا كَالَّذِيْنَ نَقَضَتْ...﴾ (الایۃ) سے عہد شکنی (توحید کے عہد کو پورا نہ کرنا) کی مثال دی گئی ہے ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ

مَثَلًا قَرْيَةً﴾ اہل.... پر نزول عذاب۔

دوسرا حصہ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ﴾ سے لے کر ﴿لَعَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ تک ہے۔ اس میں شرک فعلی کی دو شکوک کا رد ہے ﴿فَكُلُوْا مِمَّا

رَزَقَكُمْ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ میں تحریمات مشرکین اور ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْبَيِّنٰتَ﴾ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا

تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمْ ﴿۱﴾ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف نثر مرتب کے طور پر متفرع ہے۔ ﴿هَذَا حَلْلٌ﴾ سے نذر لغیر اللہ اور ﴿هَذَا حَرَامٌ﴾ سے تحریمات غیر۔ ﴿إِنْ أَبَوْهُمُ﴾ سے خاتمہ ہے ﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ﴾ سے طریقہ تبلیغ اور واصر سے تسلی برائے آنحضرت ﷺ۔
 امتیازات: (۱) سورۃ ممتاز ہے کبھی کے ذکر پر ﴿وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ...﴾ (۲) سورۃ ممتاز ہے کہ جس کسی نے ایمان لایا اور عمل صالح کیا تو اسے حیاتِ طیبہ سے نوازا جائے گا۔
 (۳) سورۃ ممتاز ہے اس بات پر کہ تم اللہ کے بغیر کسی اور سے مدد مانگتے ہو تو ﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ﴾
 (۴) سورۃ ممتاز ہے اس جامع ترین آیت پر جس میں تین ادا امر اور تین نواہی کا تذکرہ ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَانِي ذِي الْقُرْبَى...﴾ (الآیہ)

۱۔ زوال کے وقت ہر مخلوق اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے

(۳۰۵۳) أَرْبَعُ قَبْلِ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ مُحْسَبٌ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحْرِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللَّهَ تِلْكَ السَّاعَةُ ثُمَّ قَرَأَ (يَتَقَيُّوْ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ) الْآيَةَ كُلَّهَا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے ظہر سے پہلے اور زوال کے ہو جانے کے بعد چار رکعت اسی طرح شمار کی جاتی ہیں جس طرح اتنی رکعات تہجد کی نماز میں ادا کی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہوتی ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”ان کا سایہ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لیے دائیں بائیں جھک رہا ہوتا ہے۔“

سورۃ النحل (آیت ۴۸) ہے: اور کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی وہ چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سایے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے ایک جانب سے دوسری جانب ڈھل جاتے ہیں اظہار عاجزی کرتے ہوئے! (سایوں کی یہی اطاعت شعاری ان کا سجدہ ہے)

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے۔

۲۔ بدلہ لینے میں ظلم سے تجاوز نہ ہو

(۳۰۵۴) لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَحَدٍ أَصِيبَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِينَ سِتَّةٌ مِنْهُمْ جَمْرَةٌ فَمَثَلُوا بِهِمْ فَقَالَ الْأَنْصَارُ لِمَنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هَذَا لَتُرَبِّينَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ فَتَحَ مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوِّقْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ) فَقَالَ رَجُلٌ لَا قَرِيشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَفُّوا عَنِ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب غزوہ احد کے موقع پر انصار کے ۶۴ افراد شہید ہوئے اور مہاجرین کے چھ

افراد شہید ہوئے جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے تو (کفار) نے ان کا مثلہ کیا تھا تو انصار نے یہ کہا اگر اب کبھی ہمارا ان سے سامنا ہوا تو ہم انہیں اس سے دگنی سزا دیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں جب فتح مکہ کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”اگر تم نے بدلہ لینا ہے تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور اگر تم صبر سے کام لو تو یہ (صبر کرنا) صبر کرنے والوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔“

ایک شخص نے یہ کہا آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں کے علاوہ اور کسی قتل نہیں کرنا۔ سورۃ النحل کی (آیت ۱۲۶) ہے: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝﴾ اور اگر تم بدلہ لو تو بس اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے، اور اگر تم صبر کرو تو یہ بات یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے، یعنی مظلوم کو بدلہ لینے کا حق ہے، مگر شرط یہ ہے کہ بدلہ لینے میں مقدار ظلم سے تجاوز نہ ہو۔

لعنات: مثلو: (صیغہ مجہول) ان کا مثلہ کیا گیا یعنی ان کے کان ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے۔ لنوبین: یہ ارباب سے ہے ہم ضرور اضافہ کریں گے دگنا کر دیں گے۔ کفوا: کف سے صیغہ امر ہے تم رک جاؤ یعنی قتل نہ کرو۔ عاقبتہم: تم بدلہ لینا چاہو۔ **وضاحت:** حدیث میں تقدیم و تاخیر ہے، فقال رجل مقدم ہے اور جانزل مؤخر ہے، صحیح ترتیب مسند احمد (۵: ۱۳۵) میں ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب ۱۸: سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر

سورۃ بنی اسرائیل مکیہ: سورۃ القصص کے بعد ۵۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۷۱ نمبر پر ہے۔ **ربط اسمی:** سورۃ بنی اسرائیل کو سورۃ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نوح علیہ السلام (شہد کی مکھی) الہام الہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کار ساز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے تم اس بات کو مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کر کے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب الہی سے ہلاک کر دیے جاؤ گے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں ایک چھوٹے عذاب کا تذکرہ تھا جس کا انہوں (مشرکین) نے مطالبہ کیا تھا ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً﴾ (النحل: ۱۱۲) لیکن اس سے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا۔ اب فرمایا کہ ان کو ایک بڑا معجزہ دکھایا جاتا ہے اس کے باوجود اگر تسلیم نہ کریں تو ان کو ایک بڑے عذاب سے ہلاک کیا جائے گا۔ فرعونوں کو معجزات دکھانے کے بعد ہلاک کیا تھا کیونکہ وہ ایمان نہ لائے تھے۔ اس لئے کہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہ مانے تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے (جو اہر القرآن، نظم الدرر)

خلاصہ: عذاب قحط ہم نے اٹھالیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزہ اسراء ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

معجزہ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیات دو قسم کی ہیں ① آیات توحید ② آیات معجزہ۔ سورۃ کا دعویٰ جس کے لئے معجزہ اسراء ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل مذکور ہے:

﴿قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ...﴾ (الآیہ) (حاجات میں جب بھی پکارو صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا...﴾ (الآیہ) پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ...﴾ (الآیہ) یہ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کا رسانی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید: ایک دلیل وحی، تین دلائل نقلیہ اور چھ دلائل عقلیہ۔

دلیل وحی: ﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ...﴾ (الآیہ) دلائل نقلیہ: ① شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾۔

② درمیان انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے ﴿قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ...﴾ (الآیہ)

③ آخر میں علماء اہل کتاب سے ﴿إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ﴾

دلائل عقلیہ: ① ﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾۔ وہی مافوق الاسباب سننے اور دیکھنے والا ہے۔

② ﴿وَجَعَلْنَا الْيَلَّ وَالنَّهَارَ آيَاتِينَ﴾ (آیت ۱۲)۔ نظام شمسی اسی کے اختیار میں ہے۔

③ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ﴾ (آیت ۲۰)۔ رزاق عالم وہ ہے۔

④ ﴿وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (آیت ۵۵) عالم الغیب وہی ہے۔

⑤ ﴿رَبُّكُمْ الَّذِي يُزِيحُ﴾ (آیت ۶۶) سمندری نظام وغیرہ بھی اسی کے اختیار میں ہے۔

⑥ ﴿قُلْ لَوْ أَنَّكُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (آیت ۱۰۰) ساری کائنات کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

آیات معجزہ: ① ﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا...﴾ (الآیہ) مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ اسراء پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

② ﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ...﴾ قرآن بھی معجزہ ہے۔

③ ﴿وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ﴾ منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد فوزِ اعذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔

④ ﴿وَأِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ﴾ مشرکین نے آپ کو اپنے معبودوں کی طرف مائل کرنے کے لئے بڑی کوشش کی مگر آپ کو اللہ پاک نے ثابت قدم رکھا اور ادنیٰ سا جھکاؤ بھی نہ آنے دیا۔

⑤ ﴿وَأِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ﴾ مشرکین مکہ معجزہ اسراء کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ کیونکہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کرنے والے خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے۔

امتيازات: ① معراج کا ذکر ہے۔ ② تہجد کا بیان ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں عبادت کے تین اجزاء پر ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ﴾

۱۔ معراج کے سلسلہ کی چند روایات

(۳۰۵۵) جِئْنِ أُسْرِي لِقَيْتُ مُوسَى قَالَ فَتَعْتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ قَالَ حَسْبُكَ قَالَ مُضْطَرِبُ الرَّجُلِ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَةٍ قَالَ وَلَقَيْتُ عِيسَى قَالَ فَتَعْتَهُ قَالَ رُبْعُهُ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ وَأُتَيْتُ بِإِنَائِيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَكُلْهُمَا شَبْتٌ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُ فَقِيلَ لِي هُدَيْتَ لِلْفِطْرَةِ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب مجھے معراج کروائی گئی تو میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی نبی اکرم ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے روایت میں یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا ان کے سر کے بال گھنگھریالے تھے یوں جیسے وہ شنواءہ قبیلے کے فرد ہیں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا وہ درمیانے قد کے مالک اور سرخ رنگ کے مالک تھے یوں جیسے وہ ابھی دیماس سے باہر آئے ہوں (راوی کہتے ہیں) یعنی حمام سے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے میرے سامنے دو برتن لائے گئے جن میں سے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی مجھ سے کہا گیا آپ ان دونوں میں سے جسے چاہیں حاصل کر لیں تو میں نے دودھ کو پی لیا تو یہ کہا گیا آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی گئی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ فطرت تک پہنچ گئے اگر آپ ﷺ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔

(۳۰۵۶) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ مُلْجَمًا مُسَرَّجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ أَيْمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَارَكَيْكَ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ قَالَ فَإِذَا فَضَّ عَرَفَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو جس رات معراج کے لیے لے جایا گیا تو اس وقت آپ ﷺ کی خدمت میں براق لایا گیا جس میں لگام بھی پڑی ہوئی تھی اور اس پر زین بھی رکھی ہوئی تھی اس نے آپ ﷺ کے سامنے شوخی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے کہا کیا تم حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اس طرح کر رہے ہو؟ تم پر ایسا کوئی شخص سوار نہیں ہوا جو ان سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہو راوی بیان کرتے ہیں تو اسے (یعنی براق) کو پسینہ آ گیا۔

(۳۰۵۷) لَمَّا أَتَيْنَاهُنَا إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرِئِيلُ بِأَصْبَحَهُ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهَا الْبُرَاقَ.

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا اور اس کے ذریعے پتھر میں سوراخ کر کے اس کے ذریعے براق کو باندھ دیا۔

(۳۰۵۸) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَمَّا كَذَّبْتَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحَجَرِ فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِئْتُ

أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

تَوْحِيدُہُمْ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب قریش نے میری بات کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کر دیا اور میں ان لوگوں کو اس کی نشانیاں بتانے لگا اور میں اس وقت اس کی طرف دیکھ رہا تھا (یعنی بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا)۔

ہجرت سے کچھ پہلے اسراء و معراج کا واقعہ پیش آیا ہے، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر اسراء کہلاتا ہے، اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کے اوپر تک کی سیر ”معراج“ کہلاتی ہے، سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے، اس مناسبت سے معراج کی روایتیں ذکر کرتے ہیں۔ معراج کی روایتیں متواتر ہیں، علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر میں ۲۵ صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں، جن سے معراج کی حدیثیں مروی ہیں، اور آخر میں لکھا ہے کہ معراج کی حدیثوں پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، اور ملحدوں اور زندلیقوں نے ان سے اعراض کیا ہے۔

لعنات: اسری بی: (صیغہ مجہول) مجھے رات کے وقت لے جایا گیا۔ حسبہ قال: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ جملہ عبد الرزاق راوی کا ہے مضطرب لے قدوالے اور بعض نے کہا: بلکہ گوشت والے۔ رَجُلُ الرَّأْسِ: وہ شخص جس کے سر کے بالوں پر تیل لگا ہوا ہو اور لٹک رہے ہوں۔ شذوۃ: یمین کا ایک قبیلہ ہے جو شنو یعنی عبد اللہ بن کعب کی طرف منسوب ہے اس کا لقب یعنی شذوۃ اس وجہ سے ہوا کہ اس کی اپنی اہل کے ساتھ دشمنیاں اور نفرتیں تھیں۔ کیونکہ شنمان کے معنی دشمنی اور نفرت کے ہیں۔ دَبْعَةُ: میانہ قد۔ دیماس: یہ خانہ اندھیری سرنگ اور حمام اس مقام پر بھی معنی مراد ہیں یہ تشبیہ اس بناء پر ہے کہ جس طرح غسل خانہ سے جب انسان نکلتا ہے تو نہایت صاف ستھرا اور تروتازہ ہوتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہایت صاف و شفاف اور تروتازہ تھے غور آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ بَرَّاق: وہ سواری جس پر نبی کریم ﷺ معراج کی رات سوار ہوئے یہ ایک نہایت تیز رفتار سواری ہے اس پر تمام انبیاء علیہم السلام سوار ہوتے رہے ہیں ملجما لگام لگائی گئی۔ مسر جا: اس پر زین کسی گئی استصعب علیہ وہ براق آپ ﷺ پر دشوار ہونے لگا یعنی بدکنے لگا گویا کہ وہ سوار ہونے کو پسند نہیں کر رہا تھا شوخی کرنے لگا تھا۔ فارض عرقا: پھر اسے پسینہ آ گیا پسینہ بہ پڑا۔ خرق: چیر دیا پھاڑ دیا سوراخ کر دیا۔ وشدبہ: اور اس کے ساتھ باندھ دیا۔ حَجَرِ حَطِيم: بیت اللہ سے باہر میزاب رحمت کے سامنے گول دیوار۔ جلی اللہ لی: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ظاہر کر دیا۔ عن آیاتہ۔ بیت المقدس کی علامتیں اور نشانیاں۔

۲۔ معراج بیداری میں ہوئی تھی یا خواب میں؟

(۳۰۵۹) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أَرَاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ) قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزُّقُومِ.

تَوْحِيدُہُمْ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اور ہم نے تمہیں جو خواب دکھائے وہ لوگوں کے لیے آزمائش تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا ظاہری آنکھ کے ساتھ خواب دیکھنا ہے جب آپ ﷺ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اور وہ درخت

قرآن میں جس پر لعنت کی گئی ہے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) یہ قوم کا درخت ہے۔

نبی کریم ﷺ کو معراج کے موقع پر کتنے برتن پیش کئے گئے اس بارے میں مختلف روایات منقول ہیں:

(۱) ترمذی کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن پیش کئے گئے ایک دودھ کا تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔

(۲) اور بخاری کی بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے بیت المعمور میں لے جایا گیا اور پھر میرے سامنے ایک

برتن شراب کا ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ تین برتن پیش کئے گئے۔

یہ برتن کس مقام پر آپ ﷺ کو پیش کئے گئے؟

بظاہر ان روایات میں تعارض ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو برتن دو مرتبہ پیش کئے گئے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس جس وقت آپ کو چاروں دریا یعنی دودھ شراب پانی اور شہد کے دریا دکھائے گئے اور دوسری مرتبہ بیت المقدس میں یہ برتن پیش کئے گئے جب آپ ﷺ انبیاء کی امامت سے فارغ ہو گئے تھے۔

برتنوں کی تعداد کا یہ اختلاف حقیقی اختلاف نہیں صرف ظاہری اختلاف ہے دراصل یہ چار برتن تھے جن میں دودھ پانی شراب اور شہد تھا بعض راویوں نے دو کا ذکر کیا بعض نے تین اور بعض نے چار برتنوں کا ذکر کیا یہ چاروں دریا سدرۃ المنتہی سے نکلتے ہیں۔ (فتح الباری ۷/ ۲۷۳، کتاب مناقب الانصار المعراج)

معراج کے جسمانی ہونے پر قرآن و سنت کے دلائل:

قرآن مجید کے ارشادات اور متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اسراء اور معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا جیسے عام انسان سفر کرتے ہیں چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے ہی لفظ سبحان اللہ سے اس طرف اشارہ موجود ہے کیونکہ یہ لفظ تعجب اور کسی عظیم الشان امر کے لیے استعمال ہوتا ہے اگر معراج صرف روحانی بطور خواب کے ہوتی تو اس میں کوئی عجیب بات ہے خواب تو ہر مسلمان بلکہ ہر انسان دیکھ سکتا ہے کہ میں آسمان پر گیا اور فلاں فلاں کام کئے۔

دوسرا اشارہ لفظ عبد سے ہے کیونکہ عبد یعنی بندہ صرف روح نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

اور جب نبی کریم ﷺ نے معراج کا واقعہ لوگوں کو بتایا تو کفار مکہ نے تکذیب کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور مذاق اڑایا یہاں تک کہ بعض نو مسلم یہ واقعہ سن کر مرتد ہو گئے اگر معاملہ محض خواب کا ہوتا تو یہ معاملات رومناہ ہوتے۔

جمہور امت کے نزدیک قرآن مجید کی اس آیت:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الزُّبُرَا۟لَآلَآءِ اَرْبَابًا لِّكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُو۟نَةَ﴾ (آیت: ۶۰)

میں رویا سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے خواب مراد نہیں مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کے سفر میں تمام مشاہدات اور مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں مگر اس دیکھنے کو تشبیہ کے طور پر لفظ رویا سے تعبیر کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی خواب

دیکھا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/ ۱۵۸، ۱۵۹، اللکوب الدرر ۴/ ۱۸۰)

۳۔ صبح کی قراءت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے

(۳۰۶۰) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا) تَشْهَدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور فجر کے وقت کی تلاوت بے شک فجر کی تلاوت میں حاضری ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے: ﴿كَانَ مَشْهُودًا﴾ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ فجر کی نماز میں فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے رات اور دن کے فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آ جاتے ہیں۔

۴۔ قیامت کے دن سب لوگ اپنے پیشواؤں کے ساتھ بلائے جائیں گے

(۳۰۶۱) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ) قَالَ يُدْعَى أَحَدُهُمْ فَيُعْطَى كِتَابُهُ بِمِيزِينِهِ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جَسَدِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا وَبَيَاضُ وَجْهِهِ وَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِ تَاجٍ مِنْ لَوْلُوءٍ يَتَلَأَلُ لَا فَيَنْطَلِقُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَيَرَوْنَهُ مِنْ بُعْدٍ فَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَبْهَذَا وَبَارِكْ لَنَا فِي هَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُمْ فَيَقُولُ لَهُمْ أَبَشِرُوا الْكُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هَذَا وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَسْوَدُ وَجْهُهُ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جَسَدِهِ سِتُّونَ ذِرَاعًا عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَيُلْبَسُ تَاجًا فَيَرَاهُ أَصْحَابُهُ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ هَذَا اللَّهُمَّ لَا تَأْتِنَا بِهِذَا قَالَ فَيَأْتِيَهُمْ فَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ أَخْرِجْهُ فَيَقُولُ أَبْعَدْكُمْ اللَّهُ فَإِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هَذَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ہمراہ بلائیں گے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کسی شخص کو بلایا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا جسم ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا پھر اس کے چہرے کو روشن کیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں سے بنا ہوا تاج رکھا جائے گا جو جھللا رہا ہوگا پھر وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ ساتھی اسے دور سے دیکھیں گے اور کہیں گے اے اللہ ہمیں بھی یہ عطا کر اور ہمارے لیے اس میں برکت رکھ دے یہاں تک کہ وہ شخص ان لوگوں کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا تم لوگوں کو خوشخبری ہو تم میں سے ہر شخص کو اس کی مانند ملے گا آپ ﷺ نے فرماتے ہیں جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا اور اس کا جسم ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا جتنا حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا پھر اس کا سر کو (عذاب والا) تاج پہنایا جائے گا۔ اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے تو یہ کہیں گے ہم اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اے اللہ تو ہمیں یہ عطا نہ کر آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص ان لوگوں کے پاس جائے گا تو وہ لوگ یہ کہیں گے اے اللہ تو اسے رسوا کر دے تو وہ شخص کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں دور کرے تم میں سے ہر شخص کو اس کی مانند ملے گا۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیات ۷۱، ۷۲) میں ہے: اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل حدیث آئی ہے:

۵۔ مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے

(۳۰۶۲) فِي قَوْلِهِ (عَلَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا) وَسُئِلَ عَنْهَا قَالَ هِيَ الشَّفَاعَةُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں یہ فرمایا ہے عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود پر فائز کرے گا۔

نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد شفاعت ہے۔
تشریح: مقام محمود کا لفظی ترجمہ ہے: تعریف کیا ہوا مرتبہ، مقام محمود: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام محمود سے شفاعت کبریٰ مراد ہے چنانچہ میدان حشر میں جس وقت تمام انسان جمع ہوں گے اور ہر نبی اور پیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام اس سے معذرت کر دیں گے صرف نبی کریم ﷺ کو یہ شرف عطا ہوگا کہ تمام انسانوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

۶۔ حق آیا اور باطل رنو چکر ہوا!

(۳۰۶۳) دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصْبًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَطْعُمُهَا بِمَخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِعُودٍ وَيَقُولُ (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا) جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے توڑنا شروع کیا۔ راوی نے بعض اوقات لفظ عود استعمال کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والی چیز ہے۔

آپ ﷺ نے یہ آیت بھی تلاوت کی۔ حق آگیا اور باطل نہ تو آغاز میں کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی دوبارہ سے کر سکتا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل کی آیت (۸۱) ہے: ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ شرک و کفر اور باطل کی رسوم امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین کے بت اور دوسرے مشرکانہ نشانات کو مٹانا واجب ہے اور تمام وہ آلات باطلہ جو صرف اللہ کی نافرمانی میں ہی استعمال ہوتے ہیں ان کا مٹانا بھی اسی حکم میں ہے لہذا تصویریں اور مجسمے جو لکڑی اور پیتل وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں وہ بھی بتوں ہی کے حکم میں ہیں۔

۷۔ ہجرت کے وقت مژدہ جانفزا

(۳۰۶۴) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ فَذَكَرَتْ عَلَيْهِ (وَقُلْ رَبِّ ادْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي

مُخْرِجُ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے پھر آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

”تم یہ کہو اے میرے پروردگار تو مجھے سچائی کی جگہ داخل کر اور سچائی کی جگہ سے نکال اور اپنی طرف سے میرا طاقتور مددگار پیدا کر دے۔“

سورہ بنی اسرائیل (آیت ۸۰) میں ایک دعا تلقین کی گئی ہے: ﴿وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ ۚ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ اور دعا کیجئے: میرے پروردگار! مجھے بہترین طریقہ پر داخل فرما۔ اس دعا میں اس طرف اشارہ تھا کہ اب مکہ چھوڑنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اور یہ بھی اشارہ تھا کہ یہ چھوڑنا ہمیشہ کے لئے چھوڑنا نہیں ہے، بلکہ دوبارہ مکہ میں واپسی ہوگی، اور یہ بھی اشارہ تھا کہ قوت و غلبہ ملنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ بعد کے حالات نے اس دعا کی حرف بہ حرف تصدیق کی، آپ ﷺ نے حفاظت خداوندی دشمنوں کے زرعے سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں پورے اعزاز کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا گیا، اور آٹھ ہی سال کے بعد مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخلہ ہوا، اور دس سال کے قلیل عرصہ میں وہ حکومت و غلبہ نصیب ہوا کہ جزیرۃ العرب میں مسلمانوں سے کوئی آنکھ ملانے والا نہ رہا۔ اس آیت کے الفاظ بھی اگرچہ عام ہیں، مگر یہ آیت کریمہ بھی مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، داخل کرنے سے مکہ میں داخل کرنا مراد ہے، اور نکالنے سے مکہ سے نکالنا مراد ہے، اور داخل کرنے کو تقوا (نیک فالی کے طور پر) کیا گیا ہے۔

۸۔ یہود و مشرکین روح کی حقیقت نہیں جان سکتے

(۳۰۶۵) قَالَتْ قَرِيْشٌ لِّيَهُوْدَ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَّسْأَلُ عَنْهُ هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَالُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی (وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا) قَالُوْا اُوْتِيْنَا عِلْمًا كَبِيْرًا اُوْتِيْنَا التَّوْرَةَ وَمَنْ اُوْتِيَ التَّوْرَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا فَاَنْزَلَتْ (قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِْدَادًا لِّلْكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَافْتَدَى الْبَحْرُ) اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش نے یہود سے کہا تم ہمیں کوئی چیز بتاؤ جس کے بارے میں ہم ان صاحب سے سوال کریں تو انہوں نے کہا تم ان سے روح کے بارے میں دریافت کرو انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”لوگ تم سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو روح میرے پروردگار کے امر کا نتیجہ ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“

تو انہوں نے کہا ہمیں تو بہت زیادہ علم دیا گیا ہے تو رات دی گئی ہے اور جس شخص کو تورات دی گئی ہو اس شخص کو بہت زیادہ بھلائی دی گئی تو یہ آیت نازل کی گئی۔

”تم یہ فرما دو اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کے لیے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائے گا۔“
یہ آیت کے آخر تک ہے۔

(۳۰۶۶) كُنْتُ اَمْسِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ سَأَلْنَاهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ فَاِنَّهُ يُسَبِّحُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ رَاسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ يُوْحِيْ اِلَيْهِ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ (الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کھیت سے گزر رہا تھا آپ ﷺ اپنی لاشی کے ذریعے ٹیک لگا کر چل رہے تھے آپ ﷺ کا گزر کچھ یہودیوں کے پاس سے ہوا انہوں نے کہا اگر تم ان سے سوال کرو (تو ٹھیک رہے گا) تو کسی نے کہا تم ان سے سوال نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں کوئی ایسا جواب دے سکتے ہیں جو تمہیں پسند نہ آئے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا اے ابا القاسم آپ ہمیں روح کے بارے میں بتائیں آپ ﷺ کچھ دیر کے لیے کھڑے رہے آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھالیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب وحی مکمل ہو گئی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

”روح میرے پروردگار کے امر کا نتیجہ ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“

مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی صداقت جانچنے کے لئے مشاورت کی اور طے کیا کہ وہ جو کلام پیش کرتے ہیں، اور اس کو اللہ کا کلام بتاتے ہیں: اس کو جانچا جائے۔ خود تو علوم انبیاء علیہم السلام سے واقف نہیں تھے، اس لئے ایک وفد مدینہ بھیجا، علمائے یہود نے ان کو تین سوالات بتلائے، اور یہ بھی بتایا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو دو کا جواب دیں گے اور ایک کا جواب نہیں دیں گے، اور اگر وہ شخص جھوٹا ہے تو تینوں کا جواب دے گا، یا کسی کا بھی جواب نہیں دے گا۔ وہ تین سوالات یہ تھے:

(۱) ان جوانوں کا حال بتاؤ جو قدیم زمانہ میں بادشاہ سے ڈر کر ایک غار میں چلے گئے تھے۔

(۲) اس بادشاہ کا حال سناؤ جس نے مشرق و مغرب کا سفر کیا تھا۔

(۳) روح کی حقیقت کیا ہے؟ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو روایتیں ذکر کی ہیں:

تشریح: آیت کے آخر میں یہود پر چوٹ ہے کہ چہ پدی اور چہ پدی کا شور با! تمہارا مبلغ علم ہی کیا ہے جو تمہیں روح کی حقیقت سمجھائی جائے، یہود یہ چوٹ برداشت نہ کر سکے اور انھوں نے مذکورہ بات کہی کہ ہم حاملین تورات ہیں، اور تورات میں بڑا علم ہے، پس ہم تھوڑا نہیں، بلکہ بڑا علم دیئے گئے ہیں، اس پر ان سے کہا گیا کہ تورات تو اللہ کے علم کا ایک ذرہ ہے، اللہ کا علم تو غیر متناہی ہے، پس تمہارا یہ دعویٰ کہ تم سب کچھ جانتے ہو، اور ہر مسئلہ سمجھ سکتے ہو: درست نہیں۔

اعتراض: یہ آیت تو ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی، اب دوبارہ نازل ہونے کا کیا مطلب؟

جواب: تکرار نزول ہوتا تھا، بعض آیتیں اور بعض سورتیں مکرر نازل کی گئی ہیں۔ اور اس کا مقصد کبھی تو اس آیت اور اس سورت کی

اہمیت واضح کرنا ہوتا تھا، اور کبھی پیش آمدہ صورت کے جواب کی طرف متوجہ کرنا ہوتا تھا کہ اس سوال کا جواب فلاں آیت میں ہے۔

۹۔ قیامت کے دن کفار منہ کے بل کیسے چلیں گے؟

(۳۰۶۷) يُخْشِرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةً أَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلَى وُجُوهِهِمْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ قَالَ إِنَّ الَّذِي أَمَشَاهُمْ عَلَى أَعْدَائِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَمْشِيَهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَمَّا إِنْهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں میں اٹھایا جائے گا کچھ لوگ پیدل ہوں گے کچھ سوار ہوں گے کچھ لوگ چہروں کے بل چل رہے ہوں گے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ لوگ چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو ذات ان کو پاؤں کے بل چلانے پر قدرت رکھتی ہے وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتی ہے کہ انہیں چہروں کے بل چلائے یا درکھنا وہ لوگ اپنے چہروں کے ذریعے بلندی اور کانٹے سے بچ کر (چلیں گے)۔

(۳۰۶۸) إِنَّكُمْ فَخْشُورُونَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجْرُونَ عَلَى وُجُوهِكُمْ.

ترجمہ: بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے تمہیں (قیامت کے دن) پیدل سوار چہروں کے بل چلنے کی حالت میں اٹھایا جائے گا

سورہ بنی اسرائیل (آیت ۹۷) ہے اور یہ دوسری حدیث پہلے ابواب صفۃ القیامہ میں گزر چکی ہے

۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کے تو واضح معجزات

(۳۰۶۹) أَنَّ يَهُودَ يَيْنَ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ نَسْأَلُهُ قَالَ لَا تَقُلْ لَهُ نَبِيُّ فَإِنَّهُ إِنْ يَسْمَعَهَا تَقُولُ نَبِيُّ كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةٌ أَعْيُنٌ فَأَتِيَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُشِيرُ كُوَا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْرِ قُوا وَلَا تَسْحَرُوا وَلَا تَمْشُوا بِرِجْلَيْهِ إِلَى سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهُ وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْدِفُوا مُحْصَنَةً وَلَا تَغْفِرُوا مِنْ الرِّحْفِ شَكَّ شُعْبَةً وَعَلَيْكُمْ الْيَهُودُ خَاصَّةً إِلَّا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ فَقَبْلَ يَدَيْهِ وَرَجْلَيْهِ وَقَالَ لَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيُّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تُسَلِّمَا قَالَا أَنْ دَاوُدَ دَعَا اللَّهَ أَنْ لَا يَزَالَ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيُّ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ أَسْلَمْنَا أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دو یہودیوں میں سے ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا تم ہمارے ساتھ ان نبی کے پاس چلو تاکہ ہم ان سے سوال کریں تو اس نے کہا تم نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے اس بات کو سن لیا کہ تم نے انہیں نبی کہا ہے تو وہ خوشی سے پھیل جائیں گے پھر وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دونوں نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں عطا کی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (اس سے مراد

یہ احکام ہیں) تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ تم زنا نہ کرو تم اس شخص کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے تم چوری نہ کرو تم جادو نہ کرو تم کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو ان کے لیے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تم سود نہ کھاؤ تم کسی پاکدامن عورت پر زنا کا الزام نہ لگاؤ دشمن سے مقابلے کے وقت تم راہ فرار اختیار نہ کرو۔

(شعبہ نامی راوی کو شک یہ ہے کہ شاید روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) اے یہودیوں کے گروہ تمہارے لیے یہ خاص حکم ہے تم ہفتے کے دن کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں تو ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور ان دونوں نے یہ عرض کی ہم یہ گواہی دیتے ہیں آپ ﷺ واقعی ہی نبی ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا پھر تم دونوں اسلام قبول کیوں نہیں کرتے؟ ان دونوں نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں آئے ہمیں یہ اندیشہ ہے؟ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

سورۃ نبی اسرائیل (آیت ۱۰۱) میں ہے: اور یہ حدیث پہلے ابواب الاستیذان والاداب (میں گزر چکی ہے)

۱۱۔ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ کا شان نزول

(۳۰۷۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ) وَلَا تُخَافُ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ سَبَّهَ الْمُسْمِرَ كُونَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ) فَيَسْبُوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ (وَلَا تُخَافُ بِهَا) عَنْ أَصْحَابِكَ بِأَنْ تُسَبِّحَهُمْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنكَ الْقُرْآنَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں یہ آیت اور تم اپنی نماز میں اپنی آواز زیادہ بلند نہ کرو اور بالکل پست بھی نہ رکھو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ جب بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو مشرکین قرآن کو اسے نازل کرنے والی اور لانے والی ذات کو برا کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تم بلند آواز میں تلاوت نہ کرو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ اس کے جواب میں وہ لوگ قرآن کو اسے نازل کرنے والے کو اور اس کے لانے والے کو برا کہیں (اور یہ حکم بھی نازل کیا) اور تم بالکل پست بھی نہ رکھو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ساتھیوں کو بھی تلاوت نہ سنا سکو۔ (اتنی آواز رکھو) کہ وہ تم سے قرآن سیکھ سکیں۔

(۳۰۷۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ) وَلَا تُخَافُ بِهَا وَابْتِغَ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُحْتَفٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَكَانَ الْمُسْمِرُ كُونَ إِذَا سَمِعُوا شَتَمُوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِتَعِبِيهِ (وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ) أَمْنِي بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُسْمِرُ كُونَ فَيَسْتَبِ الْقُرْآنُ (وَلَا تُخَافُ بِهَا) عَنْ أَصْحَابِكَ (وَابْتِغَ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا).

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اور تم اپنی تلاوت کو اتنا بلند نہ کرو اور اسے بالکل پست بھی نہ رکھو بلکہ درمیان کا راستہ اختیار کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت نبی اکرم ﷺ

مکہ مکرمہ میں روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے جب آپ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے تو بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے مشرکین جب یہ تلاوت سنتے تھے تو وہ قرآن کو اسے نازل کرنے والے کو اور اسے لے کر آنے والے کو برا کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم تلاوت اتنی بلند آواز میں نہ کرو کہ وہ مشرکین کو سنائی دے اور وہ قرآن کو برا کہیں اور اس کو بالکل پست بھی نہ رکھو کہ تمہارے ساتھیوں تک نہ پہنچے بلکہ تم درمیان کا راستہ اختیار کرو۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰ میں ہے:

تشریح: یہ حکم کفار کے درمیان ہی عمل کرنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ عام ہے، ایک واقعہ میں نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ آپ زرا زور سے پڑھا کریں، کیونکہ بہت آہستہ پڑھنے سے طبیعت اکٹا جاتی ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ آپ ذرا آہستہ پڑھیں، کیونکہ بہت بلند آواز سے پڑھنا تھکا دیتا ہے، پس معتدل راہ ہی بہتر ہے۔

۱۲۔ معراج کی دو باتوں کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا

(۳۰۷۲) قُلْتُ لِحَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ اَصْلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ لَا قُلْتُ بَلَى قَالَ اَنْتَ تَقُولُ ذَلِكَ يَا اَصْلَحُ بِمَ تَقُولُ ذَلِكَ قُلْتُ بِالْقُرْآنِ بَيْنِي وَبَيْنَكَ الْقُرْآنُ فَقَالَ حَدِيثُهُ مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْآنِ فَقَدْ اَفْلَحَ قَالَ سُفْيَانُ يَقُولُ قَدْ احْتَجَّ وَرُبَّمَا قَالَ قَدْ فَلَاحَ فَقَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي اَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى) قَالَ اَفْتَرَاهُ صَلَّيْ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ صَلَّيْ فِيهِ لَكُنْتُ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةُ فِيهِ كَمَا كُنْتُ بِتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ حَدِيثُهُ قَدْ اُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدَائِبَةِ طَوِيلَةِ الظَّهْرِ مُدَوِّدَةً هَكَذَا خَطْوُهُ مَدْبُورَةً فَمَا زَالَ يَطْهَرُ الْبُرَاقَ حَتَّى رَأَى اَيُّهَا الْجَنَّةَ وَالْعَارَ وَوَعْدَ الْاٰخِرَةِ اَجْمَعَ ثُمَّ رَجَعَ عَوْدًا هَبًا عَلٰى بَدَنِهَا قَالَ وَيَتَحَدَّثُونَ اَنَّهُ رَبَطَهُ لِمَا لَيْفَ مِنْهُ وَاِنَّمَا سَحَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.

ترجمہ: زہر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا نبی اکرم ﷺ نے بیت المقدس میں کوئی نماز ادا کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں میں نے کہا جی ہاں کی ہے انہوں نے فرمایا ارے او گنجے کیا تم یہ بات کہہ رہے ہو؟ تم کس بنیاد پر یہ بات کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا قرآن کی دلیل کے ساتھ میرے اور آپ کے درمیان (فیصلہ کرنے والی چیز) قرآن ہے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قرآن سے دلیل پیش کرتا ہے وہ واقعی دلیل پیش کرتا ہے۔ (یہاں راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں)۔

وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو زہر بن حبیش نے کہا (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اس میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وہاں نماز بھی ادا کی تھی؟ میں نے جواب دیا نہیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر نبی اکرم ﷺ نے اس میں نماز ادا کی ہوتی تو تم پر بھی اس (بیت المقدس) میں نماز پڑھنا لازم ہو جاتا جس طرح مسجد حرام میں نماز پڑھنا لازم ہے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک لمبی پیٹھ والا

جانور لایا گیا جو اتنا لمبا تھا اور جہاں تک نظر جاتی تھی وہاں اس کا ایک قدم ہوتا تھا پھر وہ دونوں حضرات یعنی (حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ) براق کی پشت پر رہے یہاں تک کہ ان دونوں نے جنت جہنم اور آخرت میں جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے ان سب کو دیکھ لیا پھر یہ دونوں واپس تشریف لائے تو ان کی واپسی بھی اسی طرح تھی جیسے وہ دونوں گئے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا لوگ یہ کہتے ہیں (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یا نبی اکرم ﷺ نے اسے باندھ دیا تھا تو ایسا کیوں کرنا تھا کیا وہ انہیں چھوڑ کر بھاگ جاتا؟ جبکہ غیب اور شہادت کا علم رکھنے والی ذات نے اس جانور کو ان کے لیے مسخر کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ بنی اہل کی تفسیر کے آخر میں دو متفرق روایتیں لائے ہیں، پہلی روایت کا تعلق معراج کے واقعہ سے ہے، پس یہ روایت سورت کے شروع میں آنی چاہئے تھی، جیسا کہ امام نسائی سنن کبریٰ میں شروع میں لائے ہیں۔ اور دوسری روایت شفاعت کبریٰ کی ہے، اس کو آیت ۷۹ کی تفسیر میں لانا چاہئے تھا، کیونکہ اس میں مقام محمود کا ذکر ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے معراج کی دو باتوں کا انکار کیا ہے: بیت المقدس میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا اور براق کو کندے سے باندھنے کا، مگر یہ دونوں باتیں صحیح روایتوں سے ثابت ہیں، اس لئے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی شاذ رائے قرار دیں گے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کے چند فضائل اور مناقب کا ذکر ہے:

(۳۰۷۳) اَنَا سَيِّدٌ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبَيْدِي لَوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لَوَائِي وَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ قَالَ فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَرَاعَاتٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ إِنِّي أَذْنَبْتُ ذَنْبًا أَهْبَطْتُ مِنْهُ إِلَى الْأَرْضِ وَلَكِنْ إِيْتُوا نُوحًا فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ إِنِّي دَعَوْتُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ دَعْوَةً فَأُهْلِكُوا وَلَكِنْ أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْهَا كَذِبَةٌ إِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دِينِ اللَّهِ وَلَكِنْ إِيْتُوا مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا وَلَكِنْ إِيْتُوا عِيسَى فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ إِنِّي عُيِدْتُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ إِيْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ فَيَأْتُونَ فَيَنْطَلِقُ مَعَهُمْ قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ قَالَ أَنَسُ فَكَانَ أَنْظَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَخَذَ بِحِلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأَقْعَقَهَا فَيَقَالُ مَنْ هَذَا فَيَقَالُ مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُونَ لِي وَيَرْجِعُونَ لِي فَيَقُولُونَ مَرَحَبًا فَأَخِرُ سَاجِدًا فَيُلْهِمُنِي اللَّهُ مِنَ الشَّعَاءِ وَالْحَمْدِ فَيَقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلِّ تَعَطَّ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ وَقُلْ يُسْمَعُ لِقَوْلِكَ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) قَالَ سُفْيَانُ لَيْسَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا هَذِهِ الْكَلِمَةُ فَأَخَذَ بِحِلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأَقْعَقَهَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور میں یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا اس دن ہر ایک نبی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں وہ سب سے پہلا فرد ہوں گا جس کے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا لوگ تین مرتبہ گھبراہٹ کا شکار ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ ہمارے والد ہیں آپ خدا کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تو حضرت آدم علیہ السلام یہ کہیں گے مجھ سے ایک ذنب سرزد ہوا جس کی وجہ سے مجھے زمین پر اتار دیا گیا تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں نے روئے زمین والوں کے لیے دعائے ضرر کی جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کا شکار ہو گئے تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے میں نے تین مرتبہ خلاف واقعہ بات کی تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خلاف واقعہ بات کی تھی اس کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی تائید کی تھی (حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہیں گے) تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ یہ کہیں گے میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت شروع ہو گئی تھی تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں وہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں انہیں ساتھ لے کر چل پڑوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا تو دریافت کیا جائے گا کون صاحب ہیں؟ تو جواب دیا جائے گا حضرت محمد ﷺ ہیں تو وہ لوگ میرے لیے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے وہ لوگ کہیں گے آپ کو خوش آمدید ہے تو اس وقت میں سجدے میں چلا جاؤں گا اس وقت اللہ تعالیٰ حمد و ثناء کے الفاظ مجھے الہام کرے گا اور مجھ سے یہ کہا جائے گا تم اپنا سراٹھاؤ مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی اور تمہاری بات کو سنا جائے گا یہ وہی مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود پر فائز کرے گا۔ سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف یہ والا جملہ منقول ہے۔

”میں جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا۔“

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ سب اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ پر انعامات ہیں میں ان پر کوئی فخر نہیں کرتا۔

(۲) آپ کے پاس لواء الحمد یعنی اللہ کی حمد و ثناء کا جھنڈا ہوگا۔

(۳) حضرت آدم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے اس جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔

(۴) بعثت کے وقت سب سے پہلے آپ ﷺ کے لیے زمین پھینکی گی۔

(۵) جب انسان جہنم کو دھکتا ہوا دیکھیں گے تو تین مرتبہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

پھر تیسری بار گھبراہٹ ہوگی تو اس وقت انبیاء علیہم السلام کا رخ کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کریں کہ حساب کتاب کا عمل شروع ہو جائے ہر نبی اس کام سے کسی نہ کسی وجہ سے معذرت کر دے گا۔ آخر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے۔ آپ ﷺ ان کی سفارش فرمائیں گے اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے مخصوص کلمات الہام کئے جائیں گے ان سے آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء

کریں گے اور پھر آپ سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔ اسی کو مقام محمود کہا جاتا ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْكَهْفِ

سورة الکہف کی تفسیر

سورة الکہف مکئہ: سورة الغاشیہ کے بعد ۶۹ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۸ نمبر پر ہے۔

دبط: سابقہ سورة میں ہے ﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ اللہ پاک نے اولاد نہیں بنائی۔ اس سورة میں ہے ﴿وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾ آپ ﷺ ان لوگوں کو ڈرائیں جو اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔

ربط معنوی: سورة بنی اسرائیل میں کہا گیا کہ ان کو ایک عظیم الشان معجزہ دکھایا جاتا ہے اس کے بعد بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے اب ان کے چند شبہات کا جواب دیا جاتا ہے کہ شاید شبہات دفع ہو جائیں اور ایمان لے آئیں تو ہلاکت سے بچ جائیں۔ نیز چونکہ بوقت ہلاکت کوئی یہ بہانہ کر سکتا ہے کہ میں تو ایمان اس لئے نہ لایا تھا کہ مجھے کچھ شبہات تھے اگر ان کا جواب دیا جاتا تو میں ایمان لے آتا تو اب اس عذر کو دفع کیا جاتا ہے اور شبہات کا جواب دیا جاتا ہے۔ یہاں سے قرآن کریم کا تیسرا حصہ شروع ہو رہا ہے اس میں اکثر کا ذکر وہی برکات دہندہ ہے وہی برکات کا سرچشمہ ہے

خلاصہ: اس سورة میں چار شبہات کے جوابات ہیں: شبہ اول: شبہ اولیٰ کہ اصحاب کہف جو اولیاء اللہ تھے وہ مدت مدید کے بعد بیدار ہوئے اور اس دوران بغیر کھائے پیئے زندہ رہے، پھر یہ کہ ان کو دھوپ نہ لگتی سورج ان سے کتر اجاتا تھا تو معلوم ہوا کہ ان کے اختیار میں کچھ ہے؟

جواب: (اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ... تا... اَحْصٰی لِمَا کُتِبُوْا اَمَدًا) اس میں اجمالاً جواب ہے کہ یہ اصحاب کہف نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی درستگی مانگی وہ مشرک بادشاہ بھاگ کر ایک غار میں جان بچائی۔ وہ کیسے متصرف فی الامور ہو سکتے ہیں؟ پھر ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ... تا... وَكَذٰلِكَ اَعْتَوْنَا عَلَيْهِمْ﴾ اس میں تفصیلاً جواب ہے۔ جب ہو بیدار ہوئے تو ان کو وہاں ٹھہرنے کی مدت بھی معلوم نہ تھی اور سورج کا ان پر نہ پڑنا آیات اللہ میں سے تھا۔ اس کے علاوہ اور بی جزئیات کا بیان ہے۔ منکرین کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔

امراؤل: ﴿وَاَضْرَبْ لَهُمْ مِّثْلًا... هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا﴾ یعنی جس دنیا پر مغرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم میں سے چھین لی جائے گی اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔

امردوم: ﴿وَاَضْرَبْ لَهُمْ مِّثْلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا... تا... خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا﴾ جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیجائے۔

امرسوم: ﴿وَيَوْمَ نُسِيْدُ الْجِبَالَ... تا... وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

شبہ دوم: شبہ ثانیہ کہ جنات کو پکارنے سے کام ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ وہ اختیار رکھتے ہیں؟

جواب: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ... تا... وَكَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا﴾ جن کو تم متصرف و کار ساز شمار کرتے ہو وہ تو تمہارے دشمن ہیں اور پھر وہ کسی چیز کے حق بھی نہیں ان کو کیوں پکارتے ہو۔

شبہ سوم: حضرت خضر علیہ السلام عالم الغیب ہیں ان سے چند ایسے واقعات صادر ہوئے جن کی حقیقت دوسرے لوگوں کو معلوم نہ تھی؟

جواب: وہ تو خود ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ عَنْ أُصْرِي﴾ کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعالیٰ سے بتایا تھا وہ کیسے عالم الغیب کا ساز ہو سکتے ہیں۔

شبہ چہارم: کہ ذوالقرنین رضی اللہ عنہما ولی تھا اور کافی تصرفات کیے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے اختیارات رکھتے ہیں؟

جواب: کہ اسباب کے ذریعہ مختلف مہمیں سرانجام دیں اور جہاں اسباب نے ساتھ چھوڑ دیا عاجز آ گئے ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ... تا... وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا﴾ ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یا جوج ماجوج کی وجہ سے۔ آخری رکوع ﴿أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ میں چار شبہات کے جوابات علی سبیل لف نشر مرتب کے ذکر کئے گئے ہیں ﴿أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا... تا... لَا يَبْعُونَ عَنْهَا حِوْلًا﴾ پہلے جواب پر متفرع ہے بالذات اور بالتبع دوسرے پر۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب نہیں جانتے تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے ﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ... الآية﴾ تیسرے پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ غیب دان ہیں تو متصرف فی الامور بھی اور کوئی نہیں۔ سے ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ... الآية﴾ نبی سے صفات ربی کی نفی ہے۔ آخر میں لقاء ربی کے لئے دو شرطیں ہیں عمل صالح کرنا اور شرک سے بچنا۔ (لظم الدرر وجوہ القرآن)

امتیازات: ① اصحاب کہف کے واقعے پر سورۃ ممتاز ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں ان تین وجوہات پر (خلاصہ میں مذکور ہیں)

③ سورۃ ممتاز ہے اصحاب کہف کی غار پر ﴿فَأَوَّاهٍ إِلَى الْكَهْفِ... الآية﴾

④ سورۃ ممتاز ہے تفصیل سے نفی شرک فی العلم پر۔

۱۔ جو موسیٰ خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے

(۳۰۷۴) قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يُزْعَمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى صَاحِبِ الْخَضِرِ قَالَ كَذِبٌ عَدُوٌّ لِلَّهِ سَمِعْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيْ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي يَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَى أَيْ رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ فَقَالَ لَهُ اجْمَلْ حُوتًا فِي مَكْتَلٍ فَخَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثُمَّ فَاَنْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاكَ وَهُوَ يُوشِعُ بَنُ نُونٍ فَجَعَلَ مُوسَى حُوتًا فِي

مِکْتَلٍ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى إِذَا آتَيَا الصَّخْرَةَ قَرَّ قَدَمُوسَى وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْبِکْتَلِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْبِکْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جُرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ وَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمٍ مَعَهُمَا وَلِيْلَتِيهِمَا وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي غَدَاءٌ نَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا دَوِينَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ فَكَانَا يَفْقَصَانِ آثَارَهُمَا قَالَ سُفْيَانُ يَزْعُمُ نَأْسٌ أَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنٌ الْحَيَوَةُ لَا يُصِيبُ مَاءٌهَا مَيِّتًا إِلَّا عَاشَ قَالَ وَكَانَ الْحُوتُ قَدْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ قَالَ فَقَصَّ آثَارَهُمَا حَتَّى آتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَيْكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رُسَدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تُصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسَى يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فُكِّلِمَا هُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ تَوَلٍّ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنَ الْأَوَاجِ السَّفِينَةِ فَزَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ حَمَلُونَا بِغَيْرِ تَوَلٍّ فَعَمَدَتْ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقَتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ فَأَخَذَا الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَفَقَّتْهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ يَقُولُ مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَا تَخَذُ عَلَيْهِمْ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى لَوَدِدْنَا أَنَّهُ كَانَ صَبْرًا حَتَّى يَقْضَى عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأُولَى كَانَتْ مِنْ مُوسَى نَسِيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ حَتَّى وَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَضَ عَلَيْنِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَضَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنَ الْبَحْرِ.

تَوْحِيدُہُمْ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہا نوح بکالی یہ بیان کرتا ہے بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ والے موسیٰ انہیں تھے جو حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن نے غلط کہا ہے میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ یہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے تو ان سے دریافت کیا گیا کون شخص سب سے زیادہ علم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ انہوں نے اس بات کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہیں کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی میرا ایک بندہ ایسا ہے جو دو سمندر کے ملنے کی جگہ موجود ہے اس کے پاس تم سے زیادہ علم ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: اے میرے پروردگار میں اس تک کیسے پہنچوں؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم ایک برتن میں مچھلی لو جس جگہ پر تم مچھلی کو کھو دو گے وہ بندہ وہیں ہوگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام چل پڑے ان کے ساتھ ایک نوجوان ساتھی بھی تھے جو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے ایک قول کے مطابق ان کا نام یوسع تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی اس برتن کے اندر موجود رہی وہ اور ان کے ساتھی چلتے رہے یہاں تک کہ یہ دونوں حضرات ایک چٹان کے پاس آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سو گئے اس دوران مچھلی نے اس برتن میں حرکت کی اور برتن سے نکل کر سمندر میں گر گئی راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پانی کے بہاؤ کو روک دیا یہاں تک کہ وہ ایک طاق کی مانند ہو گیا اور مچھلی کے لیے راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (دریا کی صورت حال پر) بہت حیران ہوئے پھر یہ دونوں حضرات اس دن کے بقیہ حصے میں اور اس کے بعد والی رات میں چلتے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کو یہ بات بھلا دی گئی کہ وہ انہیں بتائیں (مچھلی اب برتن میں موجود نہیں ہے) اگلے دن صبح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے یہ کہا تم ہمارے کھانے کا سامان لے آؤ ہمیں اس سفر کے دوران کافی تھکاؤٹ ہو گئی ہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تھکاؤٹ کا احساس اس وقت تک نہیں ہوا تھا جب تک وہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے تھے جس کے بارے میں انہیں حکم دیا گیا تھا تو ان کے ساتھی نے کہا (یہ الفاظ قرآن کے ہیں)۔

اس نے کہا آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا اور شیطان نے مجھے یہ بات بھلا دی تھی کہ (میں اس کا تذکرہ کروں یا میں اسے یاد رکھوں) مچھلی نے سمندر میں حیرت انگیز طریقے سے ایک راستہ بنا لیا تھا۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (اس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے) وہی تو ہم چاہتے تھے پھر یہ دونوں اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔ سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے لوگ یہ کہتے ہیں اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے اس کا پانی جس مردے کو لگتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی بیان کی ہے اس مچھلی کا کچھ حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھا چکے تھے لیکن جب اس پر اس پانی کے قطرے ٹپکائے گئے تو وہ زندہ ہو گئی نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں پھر وہ دونوں حضرات اٹھ قدموں واپس چلتے ہوئے اس چٹان کے پاس آئے تو وہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا تو وہ بولا اس جگہ سلام کہاں سے آگیا؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں اس نے دریافت کیا بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جی ہاں تو وہ بولا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا علم عطا کیا گیا ہے جس سے میں واقف نہیں ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا علم عطا کیا

گیا ہے جس کے بارے میں آپ نہیں جانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا (جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی وہ علم سکھائیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی ہے تو اس نے کہا تم میرے ساتھ صبر سے کام نہیں لے سکو گے اور تم ایسی چیز کے بارے میں صبر کر بھی کیسے سکتے ہو؟ جس کے بارے میں آپ کو علم ہی نہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اگر اللہ نے چاہا اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے کہا۔ ”اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو آپ مجھ سے ایسی کسی چیز کے بارے میں دریافت نہیں کریں گے جب تک میں خود اس کا آپ کے سامنے تذکرہ نہ کر دوں۔“

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے پھر حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں سمندر کے کنارے چل پڑے ان دونوں کے پاس سے ایک کشتی گزری ان دونوں نے ان سے کہا ان دونوں کو بھی سوار کر لیں وہ لوگ حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان گئے اور کسی معاوضے کے بغیر سوار کر لیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھٹڑ دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہمیں کسی معاوضے کے بغیر سوار کر لیا ہے اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی ہے (آگے کے الفاظ قرآن کے ہیں) تاکہ کشتی والوں کو ڈوب دیں آپ نے بہت غلط حرکت کی ہے تو حضرت خضر نے کہا کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر سے کام نہیں لے سکیں گے تو موسیٰ نے کہا آپ میرا اس چیز کے بارے میں مواخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا اور میرے معاملے کو پریشانی کا شکار نہ کریں۔ پھر یہ دونوں حضرات کشتی سے اتر گئے یہ دونوں ساحل پر چلتے ہوئے جا رہے تھے وہاں ایک بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اسے جھٹکا دے کر قتل کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا (یہ الفاظ قرآن کے ہیں)۔

کیا آپ نے ایک پاک صاف جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر دیا ہے؟ آپ نے قابل انکار حرکت کی ہے تو خضر نے کہا کیا میں آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر سے کام نہیں لے سکیں گے۔

نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہیں یہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ شدید (دارنگ) تھی۔ (یہاں سے قرآن کے الفاظ ہیں)۔

موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا آپ کو میری طرف سے یہ عذر پہنچ گیا ہے پھر یہ دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ یہ دونوں ایک بستی میں آئے اور انہوں نے اس بستی والوں سے کھانے کے لیے کچھ مانگا تو ان بستی والوں نے ان دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا ان دونوں نے وہاں ایک دیوار کو پایا جو گرنے والی تھی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں یعنی وہ گرنے والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح کیا (یعنی اسے کھڑا کر دیا) تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ وہ لوگ ہیں ہم ان کے پاس آئے تھے انہوں نے ہمیں اپنا مہمان بھی نہیں بنایا اور کچھ کھانے کے لیے بھی نہیں دیا (آگے کے الفاظ قرآن کے ہیں)۔

اگر آپ چاہتے تو اس کام کا ان سے معاوضہ لے سکتے تھے تو خضر نے کہا میرے اور آپ کے درمیان یہی فرق ہے اب میں آپ کو ان واقعات کی حقیقت کے بارے میں بتاؤں گا جس پر آپ صبر سے کام نہیں لے سکے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے؟ ہماری تو یہ خواہش تھی کہ وہ صبر سے کام لیتے تاکہ ان دونوں کے مزید واقعات کے بارے میں ہمیں پتہ چلتا۔

آپ ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے پہلی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہوئی تھی آپ ﷺ نے یہ بات بھی بیان کی ہے اس دوران ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی پھر اس نے اپنی چونچ سمندر میں ڈالی تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا میرے علم اور آپ کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہ حیثیت بھی نہیں ہے جو اس چڑیا (منہ میں آنے والے پانی کی) سمندر کے مقابلے میں ہے۔

سورة الکہف (آیت ۶۰) سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک تعلیمی سفر نامہ شروع ہوتا ہے۔ یہ واقعہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے، مگر یہود نے اس واقعہ میں اپنے پیغمبر کی کسر شان سمجھی، چنانچہ انھوں نے اس واقعہ کو ایک فرضی موسیٰ سے جوڑ دیا، نوف بکالی ایک تابعی ہیں، وہ کعب احبار کی بیوی کے لڑکے تھے، اور انھوں نے کعب احبار کے گھر میں تربیت پائی تھی، اور کعب احبار کتب یہود کے بڑے عالم تھے، ان سے نوف نے یہ بات حاصل کی کہ قرآن میں جس موسیٰ کا واقعہ ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہیں، بلکہ وہ ایک اور موسیٰ کا واقعہ ہے، جس کے باپ کا نام بیشان تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے نوف کی یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نوف کی بات کی پر زور تردید کی، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے پورا واقعہ تفصیل سے سنایا،

لعنات: عتب اللہ علیہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حوت: مچھلی۔ مکتل: کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری ٹوکرا۔ فتاح: حضرت موسیٰ کے نوجوان اور خادم یعنی یوشع بن نون جو بعد میں نبی بن گئے تھے۔ اضطرب الحوت: مچھلی بے چین ہوئی کود پڑی اچھلنے لگی۔ جریۃ الماء: پانی کا بہاؤ مثل۔ الطاق: طاق کی طرح یعنی کمان سا بن گیا۔ سربا: راستہ سرنگ۔ لہ ی نصب: نہیں ٹھکے۔ عین الحیاء: آب حیات کا چشمہ۔ قصا اثارہما: وہ دونوں حضرات اپنے نشانات قدم تلاش کرنے لگے۔ رجلا مسجی علیہ بثوب: اس شخص نے اپنے آپ کو چادر سے لپیٹا ہوا تھا۔ نول: کرایہ اجرت۔ نزعة: اس تختہ کو کھینچ کر نکال دیا۔ خرقتها: تو نے اس کشتی کو توڑ دیا پھاڑ دیا اور اس میں سوراخ کر دیا۔ اقتلعه بیدہ: اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو اکھڑ دیا۔ ان ینقض: وہ دیوار ٹوٹنے اور گرنے کے قریب تھی بعض راویوں نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں مائل یعنی وہ دیوار جھکی ہوئی تھی بس گرنے کو تھی۔ ثم نقر فی البحر: پھر اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر سے پانی لیا۔ فروة: وہ خشک اور سفید زمین جس پر کوئی گھاس نہ ہو۔ اھتزت: وہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ خضراء: سرسبز۔

۲۔ خضر نے جس لڑکے کو مار ڈالا تھا: اس کی سرشت میں کفر تھا

(۳۰۷۵) قَالَ الْغُلَامُ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طَبِيعَ يَوْمَ طَبِيعٍ كَافِرًا.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں وہ لڑکا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ فطری طور پر کافر تھا۔

سورة الکہف (آیت ۸۰) میں ہے:

۳۔ خضر کی وجہ تسمیہ

(۳۰۷۶) اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِاَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فِرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهُ خَضِرَاءُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے (حضرت خضر علیہ السلام کا نام) خضر اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بنجر زمین پر بیٹھے تھے تو وہ ان کے نیچے آنے کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہو گئی تھی۔

خضر (خاء کا زبر اور ضاد کا زیر) اور خضر (خاء کا زیر اور ضاد کا زبر) کے معنی ہیں: سبزہ زار، سرسبز مقام، اور حدیث میں ہے کہ اس بندے کو خضر اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ ایک مرتبہ سفید سوکھی ہوئی زمین پر بیٹھے تو وہ یکا یک سرسبز ہو کر لہلہانے لگی (یہ روایت بخاری میں بھی ہے۔

۴۔ یاجوج ماجوج روزانہ سد سکندری کھودتے ہیں

(۳۰۷۸) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي السِّدِّ قَالَ يَخْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ اَرْجَعُوا فَسْتَخْرِقُونَهُ غَدًا قَالَ فَيُعِيدُهُ اللَّهُ كَأَمَلٍ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَدَّتُّهُمْ وَارَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ اَرْجَعُوا فَسْتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَاسْتَنْلَى قَالَ فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَةِ حِينَ تَرَكَوْهُ فَيَخْرِقُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونُ الْبَيَاةَ وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسَهَائِمِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخْضَبَةً بِاللِّمَاءِ فَيَقُولُونَ قَهْرًا نَامَنَ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْ نَامَنَ فِي السَّمَاءِ فَسَوَّاهُ وَعَلَوْا فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَعْفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ قَالَ قَوْلَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطِرُ وَتَشْكُرُ شُكْرًا مِنْ لَحْوِمِهِمْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو (یا جوج ماجوج) کی دیوار کے بارے میں ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے وہ اسے روزانہ کھودتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اسے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا امیر انہیں یہ کہتا ہے تم واپس چلو کل ہم اسے توڑیں گے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے اگلے دن پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھیجنے کا ارادہ کرے گا تو پھر ان کا امیر ان سے کہے گا تم لوگ واپس چلو اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اسے توڑ دیں گے اب یہاں اس نے انشاء اللہ کہہ دیا آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر جب وہ لوگ آئیں گے تو اس دیوار کو اسی حالت میں پائیں گے جس میں وہ چھوڑ کر گئے تھے اور نکل کر ان پر حملہ کر دیں گے وہ سب چشموں کا پانی پی جائیں گے لوگ ان سے ڈر کر بھاگیں گے وہ لوگ اپنے نیزوں کا رخ آسمان کی طرف کریں گے جب وہ نیزے واپس آئیں گے ان کا یہ جملہ ان کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میں محمد ﷺ کی جان ہے اس کے بعد ان کا گوشت کھا کر زمین کے تمام جانور موملے تازے ہو جائیں گے اور شکر گزار ہوں گے۔

سورۃ الکہف (آیت ۹۴) میں ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ بھاگی داری والی عبادت سے بے نیاز ہیں

(۳۰۷۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ أَبِي قُصَّالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ تَأْذَى مُتَأَذٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيُطْلَبْ ثَوَابُهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشَّرَّكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید بن ابی قسطلہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جمع کرے گا جو ایک ایسا دن ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اس دن ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتے ہوئے اس میں کسی کو اللہ کا شریک کیا تو وہ اپنے ثواب کو اللہ کی بجائے اس دوسرے شخص سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے۔

سورۃ الکہف کی آخری آیت ہے: جو شخص اپنے پروردگار سے ملاقات کا آرزو مند ہے اس کو چاہئے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے پروردگار کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۶۔ دیوار کے نیچے سونا چاندی دفن تھا

(۳۰۷۷) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا) قَالَ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلَلِيُّ صَفْوَانُ ابْنِ صَالِحٍ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَوْسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ترجمہ: حضرت ام ورداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔ ”اور اس کے نیچے (ان دونوں بھائیوں) کا خزانہ ہے۔“ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) وہ سونا چاندی تھا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسی کی مانند منقول ہے۔ سورۃ الکہف (آیت ۸۲) ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ

باب ۲۰۔ سورۃ مریم کی تفسیر

سورۃ مریم مکیہ: سورۃ الفاطر کے بعد ۴۴ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۱۹ نمبر پر ہے۔

دبظ: سابقہ سورۃ میں تکرار کے ساتھ اللہ کی رحمت کا تذکرہ ہے ﴿رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً... يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ... يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً... هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي﴾ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء صلحاء سلاطین وہ اللہ کے ابناء نہیں

ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی ایک اولاد بنایا بلکہ وہ پاتے ہیں اللہ کی رحمت کو اور اسی کو اپنی ضروریات کے لئے پکارتے ہیں رحمت و نعمت کے طالب ہوتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا رحمت کے مستحق ہوئے اولاد ملی ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِيًّا﴾

ربط معنوی: سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازلہ کیا گیا جو شبہات باقی رہ گئے تھے اُن کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے گویا سورہ مریم سورہ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ کے ہے۔

خلاصہ: سورہ مریم کے دو حصے ہیں: اول ابتدائے سورہ سے رکوع ۴ کے آخر ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ تک ہے۔

دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتداء سے لے کر سورہ کے ﴿وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ.... اِلَىٰ آخِرِ السُّورَةِ﴾

حصہ اول: اس حصہ میں کچھ شبہات کا تذکرہ ہے۔

شبہ اول: حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ اللہ سے جو چاہیں کروا سکتے ہیں کیونکہ ان کی آخری عمر میں خرق عادت بیٹا پیدا ہوا۔

جواب: امر خارق اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی تھی۔ جو دوسرے کے سامنے درخواست کرتا ہو وہ متصرف نہیں ہو سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب ہے: ﴿إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ يَدِّ آءِ خَفِيًّا﴾

شبہ دوم: حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم علیہ السلام کے پاس بے موسم پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ سورہ آل عمران رکوع ۴، ۵ میں گزر چکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے اس لئے ان کو پکارنا چاہیے؟

جواب: حضرت مریم صدیقہ علیہ السلام تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب ہے: مثلاً ﴿قَالَتْ يَلَيْسَ لِي مَتَّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا﴾ ہائے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور ہو جاتی میں بھولی بسر۔ تو یہ حمل کی وجہ سے تکلیف تھی تو جو معبود ہو وہ صاحب اولاد نہیں ہوتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا معبود ہے ﴿وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

شبہ سوم: یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کار ساز سمجھ کر پکارتے تھے؟

جواب: کہ حضرت ابراہیم جو انبیاء علیہ السلام کے جدا مجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کو مت پکارو وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کسی طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ ﴿يَا بَنِي إِدْرِيسَ لِمَ تَعْبُدُونَ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾

شبہ چہارم: فرشتوں کے بارے میں شبہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں؟

جواب: ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ اس میں جواب دیا گیا ہے کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی اتر سکتے جو عاجز اور محکوم

ہوں وہ کار ساز نہیں ہو سکتے۔

سوال مقدار کا جواب : سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کو الوہیت کی بھی نفی ہوئی ہے تو پھر ان دونوں کو حاجات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا؟

جواب : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور نصاریٰ کے علماء سوء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب متصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ ﴿فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ﴾ ... (الآیۃ) قالت النسطور یہ منہم۔

نسطور یہ نے کہا: ان میں سے ھُوَ ابْنُ اللہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ وَالْمَلَكَانِیَّةُ اور ملکانیہ نے کہا ثَلَاثَةُ وہ تین میں سے تیسرا ہے اور یعقوبیہ نے کہا ھُوَ اللہ وہ اللہ ہے۔ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۸) (از جواہر القرآن)۔

حصہ دوم : دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویضیں اور بشارتیں اور آنحضرت ﷺ کے لئے تسلی ہے۔ اور سورۃ کے اختتام پر نزول قرآن کا مقصد جو سورۃ کہف کے شروع میں مذکور ہے کہ جو اللہ کی اولاد بناتے ہیں قرآن انہیں ڈرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔

اقتیارات : ① سورۃ ممتاز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنے پر ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللہ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر کہ ﴿ھُوَ عَلٰی ھٰیۡتٍ﴾ دوبار ذکر ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آنے پر ﴿فَاَرْسَلْنَا اِلَیْہَا رُوْحَنَا﴾

۱۔ حضرت مریم علیہا السلام ہارون کی بہن کیسے ہیں؟

(۳۰۸۰) بَعَثْنِیْ رَسُوْلَ اللہ ﷺ اِلَیْ نَجْرَانَ فَقَالُوْا لِیْ اَلَسْتُمْ تَقْرُوْنَ یَا اُخْتُ ہَارُوْنَ وَقَدْ کَانَ بَیْنَ عِیْسٰی وَ مُوْسٰی مَا کَانَ فَلَمْ اَدْرِ مَا اُجِیْبُہُمْ فَرَجَعْتُ اِلَیْ رَسُوْلِ اللہ ﷺ فَاخْبَرْتُهُ فَقَالَ اِلَّا اَخْبَرْتَهُمْ اَنْتُمْ کَانُوْا یُسْتُوْنَ بِاَنْبِیَآئِہُمْ وَالصَّالِحِیْنَ قَبْلَهُمْ۔

ترجمہ : حضرت مغیرہ بن بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے مجھے نجران بھیجا وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا آپ لوگ اس آیت کو اس طرح تلاوت نہیں کرتے؟ اے ہارون کی بہن جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو بہت زیادہ زمانی فاصلہ ہے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں انہیں کیا جواب دوں؟ جب میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے انہیں بتانا تھا کہ وہ لوگ اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام رکھا کرتے تھے۔

سورۃ مریم (آیت ۲۸) ہے:

”اے ہارون کی بہن! تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا، اور نہ تیری ماں کوئی آوارہ عورت تھی، یعنی پھر تو یہ کیا کر بیٹھی؟“
اس کا جواب درج ذیل حدیث میں ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، مسلم شریف کی روایت ہے۔

۲۔ قیامت کا دن کفار کے لئے پچھتاوے کا دن ہوگا

(۳۰۸۱) قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحُسْرَى قَالَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ حَتَّى يُوقَفَ عَلَى السُّورِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَسْرُؤُونَ وَيُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَسْرُؤُونَ فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ فَلَوْلَا أَنَّ اللَّهَ قَضَى لِأَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا فَرَحًا وَلَوْلَا أَنَّ اللَّهَ قَضَى لِأَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوا تَرَحًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”انہیں حسرت کے دن ڈراؤ۔“ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے موت کو سیاہ سفید رنگ والے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان موجود دیوار پر کھڑا کر کے کہا جائے گا اے جنت والو وہ دیکھیں گے پھر آواز دی جائے گی اے جہنم والو وہ لوگ جھانک کر دیکھیں گے پھر کہا جائے گا کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے جی ہاں یہ موت ہے پھر اس کو لٹایا جائے گا اور ذبح کر دیا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو دائمی زندگی اور بقا نصیب نہ کی ہوتی تو وہ لوگ اس خوشی سے ہی مر جاتے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کو دائمی زندگی اور بقا نصیب نہ کی ہوتی تو وہ لوگ اس افسوس میں ہی مر جاتے۔ سورۃ مریم کی آیت (۳۹) ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے

(۳۰۸۲) عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا عُرْجُ بِي رَأَيْتُ إِحْدَى نِسِّ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ.

ترجمہ: قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ سورۃ مریم (آیت ۵۷) ہے: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ وہ چوتھے آسمان میں ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اور روایات میں جو آیا ہے کہ ان کی ایک فرشتے سے دوستی تھی، وہ ان کو پروں میں چھپا کر آسمان میں لے گیا اور وہ وہاں زندہ ہیں: یہ اسرائیلی روایت ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان روایات پر تنقید کی ہے، اور حافظ رحمہ اللہ نے بھی ان کی تردید کی ہے۔

۴۔ جبریل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے پاس آنے میں حکم الہی کے پابند ہیں

(۳۰۸۳) لِحَبْرِئِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِنَّا تَزُورُنَا قَالَ فَتَزُكُّ هَذِهِ الْآيَةُ (وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ)

إلى آخر الآية.

تو ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے یہ کہا کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے پاس جتنا آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ راوی بیان کرتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔
”ہم صرف آپ ﷺ کے پروردگار کے حکم کے مطابق نازل ہوتے ہیں ہمارے آگے اور ہمارے پیچھے جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔“
سورہ مریم (آیت ۶۴) میں ہے:

۵۔ ہر ایک کو جہنم پر وارد ہونا ہے

(۳۰۸۴) يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْطَرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأُولَٰئِكَ يَبْزُقُونَ ثُمَّ كَالرَّيْحِ ثُمَّ كَحُطْرِ
الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاءِ كَيْفَ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشِدَّ الرَّجُلُ ثُمَّ كَمَشِيهِ.

تو ترجمہ: ساری دنیا بیان کرتے ہیں میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہوگا۔

تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو یہ حدیث سنائی نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے سب لوگ جہنم پر سے گزریں گے اور وہ اس میں سے اپنے اعمال کے حساب سے گزریں گے جو سب سے پہلے مرتبے کے ہوں گے وہ بجلی کے کوندے کی طرح گزریں گے پھر بعد والے ہوا کی طرح گزریں گے پھر گھوڑے کی رفتار سے گزریں گے پھر اونٹ کے سواری کی طرح گزریں گے پھر انسان کے عام دوڑنے کی طرح گزریں گے اور پھر پیدل چلنے کی طرح گزریں گے۔
سورہ مریم کی (آیت ۷۱) ہے۔ جہنم میں ہر شخص کا ”ورود“ ہوگا قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بڑی تاکید سے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا جہنم پر ورود ہوگا۔

۶۔ ہر مخلوق صالح مؤمن سے محبت کرتی ہے

(۳۰۸۵) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنْ قَدْ أَحْبَبْتُ فَلَا تَأْجِبْهُ قَالَ فَيَنَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ فذلِكَ قَوْلُ اللَّهِ (إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا) وَإِذَا أَبْغَضَ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنْ أَبْغَضْتُ فَلَا تَأْجِبْ نَادِي فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْبُغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ.

تو ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر وہ آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں پھر اس شخص کی محبت اہل زمین میں نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد یہی ہے۔

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمن ان کے لیے محبت قائم کر دے گا۔“
جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں پھر وہ آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں پھر اس شخص کے لیے زمین میں ناپسندیدگی نازل ہو جاتی ہے۔
سورۃ مریم (آیت ۹۶) ہے۔

۷۔ خوش عیش متکبر کافروں کا حال

(۳۰۸۶) يَقُولُ جِئْتُ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ اتَّقَاضَاهُ حَقِّي عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَبَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَلَدًا وَأَقْضِيكَ فَتَوَلَّيْتُ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَلَدًا) الْآيَةَ.

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں عاص بن وائل سہمی کے پاس آیا تاکہ اس سے اپنی رقم وصول کر سکوں تو وہ بولا میں تمہیں اس وقت تک ادائیگی نہیں کروں گا جب تک (حضرت محمد ﷺ) کا انکار نہیں کرتے تو میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا جب تک تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہو جاتے اس نے کہا کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا پھر تو مجھے وہاں بھی مال اور اولاد مل جائیں گے تو میں تمہیں اس وقت ادائیگی کر دوں گا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

”تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے مجھے مال اور اولاد ضرور دیئے جائیں گے۔“

سورۃ مریم کی (آیت ۷۷) ہے۔

ایک آیت کا شان نزول:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت مسلمان لوہار تھے عاص بن وائل کافر نے ان سے ایک تلوار بنوائی تھی رقم کی ادائیگی باقی تھی اس مسلمان نے جب اپنے حق کا مطالبہ کیا تو یہ کافر کہنے لگا کہ اگر تم محمد ﷺ اور ان کے دین سے انکار کرو گے تب تمہیں ادائیگی کروں گا مسلمان نے جواب دیا کہ ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مر کر دوبارہ زندہ کر دیا جائے وہ کہنے لگا کہ اچھا کیا میں مر کر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا اگر ایسا ہی ہے تو بس تمہارا قرض بھی اس وقت چکا دوں گا جب دوبارہ زندہ ہوں گا کیونکہ اس وقت بھی میرے پاس مال اور اولاد ہوں گے اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی قرآن کریم نے اس احمق کے جواب میں فرمایا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندہ ہونے کے وقت بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہوں گے کیا اس نے غیب کی باتوں کو جھانک لیا یا اللہ سے اس بارے میں کوئی معاہدہ کیا ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔

لہذا جس مال اور اولاد کا یہ ذکر کر رہا ہے آخرت میں ملنے کا معاملہ تو بہت دور ہے دنیا میں بھی جو کچھ اس کو ملا ہوا ہے اس کو بھی چھوڑنا پڑے گا یہ تو خالی ہاتھ قبر میں جائے گا اور اس مال وغیرہ کے وارث آخر کار ہم ہی ہوں گے یعنی یہ مال و اولاد اس سے چھن کر بالآخر اللہ جل شانہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

وَمِنْ سُورَةِ طه

باب ۲۱۔ سورہ طہ کی تفسیر

سورۃ طہ مکہ: سورۃ مریم کے بعد ۴۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۰ نمبر پر ہے۔

ربط اسی: سابقہ سورۃ میں حضرت مریم علیہا السلام کے احوال سے معلوم ہو گیا کہ وہ متصرف و کار ساز نہیں ہیں اس سورۃ میں اللہ پاک نے فرمایا: ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾ اے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری ہی عبادت کرتے رہو۔ ربط معنوی: مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے ان کا جواب سورۃ کہف اور سورۃ مریم میں دیا گیا اس کے بعد سورۃ طہ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ: سورۃ میں دو مضامین ہیں: ① توحید ② تشبیح (شجاعت و بہادری)

آیات توحید پانچ ہیں: ① ﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَهُنَّ أَمْثَلُ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۲﴾ تا... ﴿لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۝۳﴾ توحید کی خاطر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم اللہ کا ہے۔

② ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝۴﴾ اللہ پاک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ وہی متصرف و مختار ہے۔ اور نماز بھی اللہ کو یاد کرنے کے لئے پڑھو۔

③ ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝۵﴾ تا... ﴿أَزْوَاجًا مِّن تَبَاتٍ شَتَّىٰ ۝۶﴾ پیدا کرنا مخلوق کو روزی دینا اسی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔

④ ﴿أَفَلَا يَرَوْنَ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ صَرْوًا وَلَا نَفْعًا ۝۷﴾ اللہ کے سوا کوئی نافع اور ضار نہیں۔

⑤ ﴿إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۸﴾ معبود حقیقی صرف اور صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اس کے بعد ﴿فَتَعَلَّىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ سے ثمرہ توحید ہے۔

آیات تشبیح بھی پانچ ہیں: ① ﴿مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ۝۱﴾ یہ قرآن آپ پر مشقت کے لئے نہیں بلکہ ڈرانے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

② ﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝۲﴾ تا... ﴿فَاسْتَبِغْ لِبَاسًا يُّوحَىٰ ۝۳﴾ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کتنی تکلیفیں برداشت کیں مسئلہ توحید کی خاطر۔

③ ﴿كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ... ۝۴﴾ تا... ﴿وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝۵﴾ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کرنے کا مقصد بھی یہ ہے کہ انہوں نے تبلیغ میں کتنی تکلیفیں برداشت کیں۔

④ ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ... ۝۶﴾ تا... ﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝۷﴾ آپ ﷺ کو یاد کرنے میں جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرائیں گے۔ نیز خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔

⑤ ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ... تَا... لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ﴾ کوئی بھی مصیبت آجائے تو اس پر صبر اللہ پاک کی تسبیح و تقدیس کریں۔ اس سلسلے میں دو قصے ذکر کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلاً۔ حضرت کا جرأت و بہادری کے ساتھ مسئلہ توحید بیان کرنا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اختصاراً ان کی طرح آپ کے عزم و استقلال میں کمزوری نہ آنے پائے۔

﴿وَلَا تُمَدِّنْ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا... الْآيَةَ﴾ یہ فرمایا کہ مشرکین کی کثرت دولت اور مال و منال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾ سے امر مصلح کا ذکر ہے۔

تیمارات: ① سورۃ ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کو اس مقدس وادی میں وحی پر ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ﴾

② سورۃ ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کا اپنے آپ کو اور اپنے بھائی کو ان سات ادا امر کی دعا پر ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾ (آیت ۲۵)

③ سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جس کسی نے اللہ کی کتاب سے روگردانی کی تو قیامت کے دن اس کو اندھا اٹھاؤں گا ﴿مَنْ أَعْوَضَ عَنِ ذِكْرِي﴾ (آیت ۱۲۴)

اگر نماز بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو یاد آنے پر یا بیدار ہونے پر فوراً پڑھ لے

(۳۰۸۷) لَبَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ حَيْبَرِ أَسْرَىٰ لَيْلَةً حَتَّىٰ أَذْرَكَهُ الْكُرَىٰ أَنَاخَ فَعَرَسَ ثُمَّ قَالَ يَا بَلَّالُ اكْلَا لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَصَلِّ بَلَّالُ ثُمَّ تَسَاءَلْنَا إِلَىٰ رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الْفَجْرِ فَعَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَتَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ أَحَدًا مِنْهُمْ وَكَانَ أَوَّلُهُمْ اسْتَيْقَظَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَمَىٰ بَلَّالُ فَقَالَ بَلَّالُ يَا بَلَّالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اقْتَادُوا ثُمَّ أَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ ثُمَّ صَلَّى مِثْلَ صَلَاتِهِ فِي الْوَقْتِ فِي مَمَكُثٍ ثُمَّ قَالَ (اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب خیبر سے واپس تشریف لارہے تھے تو رات کے وقت سفر کرتے ہوئے آپ ﷺ کو آرام کی ضرورت محسوس ہوئی آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور وہیں رات کے وقت پڑاؤ کر لیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال آج رات ہمارے لیے تم نے پہرہ دینا ہے (یعنی فجر کے وقت اٹھا دینا ہے) راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نوافل ادا کرنے شروع کیے پھر وہ اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اسی دوران ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے ان سب لوگوں میں سے کوئی بھی بیدار نہیں ہوا ان میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ بیدار ہوئے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا اے بلال (تم نے تو ہمیں جگانا تھا) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے والد آپ ﷺ پر قربان ہوں یا رسول اللہ مجھے بھی اسی ذات نے روک لیا تھا جس نے آپ ﷺ کو روک لیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہاں سے روانہ ہو جاؤ پھر (کچھ آگے جا کر) نبی اکرم ﷺ نے اپنے جانوروں کو بٹھایا آپ ﷺ نے وضو کیا اور نماز ادا کی آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح ادا کی جس طرح نماز کو اس کے وقت میں ادا کرتے تھے یعنی ٹھہر ٹھہر کر نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔“

سورہ طہ (آیت ۱۴) میں ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ آپ میری یاد کے لئے نماز کا اہتمام کریں۔ اور یہ نماز کا سب سے اہم

فائدہ ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص نماز کے پورے وقت میں سوتا رہ جائے یا نماز کو بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ بیدار ہونے یا یاد آنے کے بعد فوراً نماز پڑھ لے اگر ایسا کرے گا تو نماز قضاء کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بھول چوک معاف ہے۔ حضور ﷺ کی غزوہ خیبر سے واپسی اور قضا نماز۔ غزوہ خیبر سن ۷ ہجری میں پیش آیا کئی دن محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتح عطا فرمائی۔ (یہ مسئلہ میں گزر چکا ہے، وہاں یہ واقعہ بھی تفصیل سے ہے)

مِنْ سُورَةِ الْأَنْبِيَاءِ

باب ۲۲۔ سورۃ الانبیاء کی تفسیر

سورۃ الانبیاء مکیہ: سورۃ ابراہیم کے بعد ۷۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۱ نمبر پر ہے۔

وَبط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى﴾ ﴿۱﴾ عنقریب تم صراطِ مستقیم اور ہدایت والوں کو جان لو گے۔ اس سورۃ میں آیا ﴿إِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ﴾ ﴿۲﴾ قیامت قریب ہے تم جان لو گے۔

ربط معنوی: سورۃ طہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا کار ساز نہیں لہذا اسی کو پکارو ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾ اب سورۃ انبیاء میں علی سبیل الترتیب یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کار ساز نہیں لہذا اسی کو پکارو ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ ﴿۲۷﴾

خلاصہ: سورۃ انبیاء علیہم السلام کا دعویٰ یہ ہے کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا وہی کار ساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔

یہ دعویٰ ﴿قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ﴿۱﴾ اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں دی گئی ہیں۔ ایک اجمالاً دس تفصیلاً۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنِ﴾ ﴿۱﴾

② ﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿۱۹﴾ (آیت ۱۹)

③ ﴿أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا﴾ ﴿۳۰﴾ (آیت ۳۰)

دلیل نقلی اجمالی: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ... الْآيَةِ﴾ میں تمام انبیاء سابقین علیہم السلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل: دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔

- ① حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام سے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ﴾ (آیت ۳۸)
 - ② حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ﴾ (آیت ۵۱)
 - ③ حضرت لوط علیہ السلام سے ﴿وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ (آیت ۷۴)
 - ④ حضرت نوح علیہ السلام سے ﴿وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ (آیت ۷۶)
 - ⑤ حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام سے ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمُونَ فِي الْحَرْثِ﴾ (آیت ۷۸)
 - ⑥ حضرت ایوب علیہ السلام سے ﴿وَإِيُوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسْنِي الصُّرُورَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ﴾ (آیت ۸۳)
 - ⑦ حضرت اسماعیل ادریس اور ذوالکفل علیہما السلام سے ﴿وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ﴾ (آیت ۸۵)
 - ⑧ حضرت یونس علیہ السلام سے ﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا﴾ (آیت ۸۷)
 - ⑨ حضرت زکریا علیہ السلام سے ﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا﴾ (آیت ۸۹)
 - ⑩ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَالَّتِي أَحْصَدْتُ فَرَجَهَا﴾ (آیت ۹۱)
- امتیازات از مخ القرآن: ① سورة ممتاز ہے نبی ﷺ کو رحمت للعالمین ذکر کرنے پر ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾
- ② سورة ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت توڑنے پر ﴿فَجَعَلَهُمْ جُودًا﴾ (آیت ۵۸)
- ③ سورة ممتاز ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کے بیان پر ﴿إِنِّي مَسْنِي الصُّرُورَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ﴾
- ④ سورة ممتاز ہے یونس علیہ السلام کی دعا پر ﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا﴾

۱۔ قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی

(۳۰۸۹) أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لِي مِمَّنْ يَكْذِبُونَ نَبِيًّا وَيَخُونُونَ نَبِيًّا وَيَعْصُونَ نَبِيًّا وَاشْتَبَهُهُمْ وَاضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ دُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ دُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ دُنُوبِهِمْ اقْتَصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَنْتَنِي الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا تَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ وَتَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلِمُ نَفْسٌ شَيْئًا إِلَّا يَهُدَىٰ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَجِدُنِي وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أَشْهَدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کچھ غلام ہیں جو میرے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں بھی انہیں گالیاں دے دیتا ہوں ان کی پٹائی بھی کر دیتا ہوں آپ ﷺ مجھے بتائیں (آخرت میں) میرا اور ان کا انجام اس حوالے سے کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ تمہارے ساتھ جو خیانت کرتے ہیں جو تمہاری نافرمانی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور جو تم

انہیں سزا دیتے ہو اس کا حساب لیا جائے گا اگر تمہاری دی ہوئی سزا ان لوگوں کی زیادتی کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر برابر چھوٹ جائے گا نہ تمہیں کچھ ملے گا نہ ان پر کچھ عائد ہوگا اور اگر تمہاری ان کو دی ہوئی سزا ان لوگوں کی کی ہوئی زیادتی سے کم ہوگی تو تمہیں اضافی (اجر و ثواب) مل جائے گا اور اگر تمہاری انہیں دی جانے والی سزا ان کے جرم سے زیادہ ہوگی تو پھر اس اضافی سزا کا تم سے قصاص لیا جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں وہ شخص اٹھ کر ایک طرف ہوتے ہوئے واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اللہ کی کتاب میں یہ نہیں پڑھا۔

”قیامت کے دن ہم انصاف کا ترازو قائم کریں گے اور کسی بھی شخص پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا خواہ وہ رائی کے دانے کے وزن جتنا ہو۔“

اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم مجھے اپنے لیے اور ان کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز محسوس نہیں ہوئی کہ ان سے علیحدگی اختیار کی جائے میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں یہ سب آزاد ہیں۔
سورۃ الانبیاء (آیت ۴۷) ہے۔

۲۔ ویل: جہنم کی ایک گہری وادی ہے

(۳۰۸۸) قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَهُوِي فِيهِ الْكَافِرُ اَزْبَعَيْنِ خَرِيْفًا قَبْلَ اَنْ يَبْلُغَ قَعْرَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

”ویل جہنم میں ایک وادی ہے کافر شخص اس میں چالیس سال تک گرتا رہے تو اس کی گہرائی میں پہنچے گا۔“

سورۃ الانبیاء میں دو جگہ (آیت ۱۴، ۹۷) لفظ، ویل، آیا ہے جس کے لغوی معنی ہلاکت، تباہی اور بربادی کے ہیں، جیسے: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُكْذِبِينَ﴾ تکذیب کرنے والوں کے لئے تباہی اور بربادی ہے۔ اور ایک ضعیف حدیث میں یہ ہے کہ ویل: جہنم کی ایک وادی (میدان) کا نام ہے، جس میں کافر چالیس سال تک گرتا رہے گا، اسکی تہ میں پہنچنے سے پہلے، یہ حدیث عبداللہ بن لہیعہ کی ہے، جو ضعیف راوی ہے، نیز دراج کی ابوالہیثم سے روایتیں بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خلاف واقعہ باتیں

(۳۰۹۰) لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ قَوْلِهِ اِنِّي سَقِيمٌ وَلَمْ يَكُنْ سَقِيْمًا وَقَوْلِهِ لِسَارَةَ اخْتِي وَقَوْلِهِ (بَلْ فَعَلَهُ كَبِئْرُهُمْ هَذَا).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کسی چیز کے بارے میں خلاف ظاہر بات نہیں کی سوائے تین چیزوں کے ایک ان کا یہ کہنا میں بیمار ہوں حالانکہ وہ اس وقت بیمار نہیں تھے دوسرا ان کا حضرت سارہ علیہا السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ میری بہن ہیں اور تیسرا ان کا یہ کہنا یہ کام ان میں سے بڑے بت نے کیا ہے۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۶۳) میں: (فَعَلَهُمْ كَيْدُكُمْ هَذَا) آیا ہے، اس مناسبت سے یہ روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسوب کرنے کی حقیقت۔ مذکورہ حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جو تین جھوٹ منسوب کئے گئے ہیں وہ حقیقت میں جھوٹ نہیں بلکہ ان مواقع میں انہوں نے تور یہ کا استعمال کیا ہے۔

تور یہ کا مطلب: یہ ہے کہ ایسے الفاظ بولے جائیں کہ جن کے دو مفہوم ہو سکیں سننے والا ان سے ایک مطلب سمجھے اور بولنے والے کی نیت دوسرے مفہوم اور مطلب کی ہو ظلم اور شر سے بچنے کے لیے تمام فقہاء کے نزدیک تور یہ کے طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے یہ شیعوں کے تقیہ سے بالکل الگ چیز ہے تقیہ میں تو صریح جھوٹ بولا جاتا ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے جبکہ تور یہ میں صریح جھوٹ نہیں ہوتا بلکہ بولنے والا بالکل صحیح اور سچ بول رہا ہوتا ہے۔ صریح جھوٹ نہیں تھیں۔

۴۔ دوسری زندگی: پہلی زندگی کی طرح ہوگی

(۳۰۹۱) قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ عُرَاةٌ غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّهُ سَيُؤْتَى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ الشِّمَالِ فَأَقُولُ رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَذَرُنِي مَا أَخَذْتُكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ) إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ فَيَقُولُ هُوَ لَا لَمْ يَزَلِ الْوَأْمَرُ تَدِينُ عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ وعظ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر حالت میں اٹھایا جائے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہم پر لازم وعدہ ہے۔“

آپ ﷺ نے اس آیت کو آخر تک تلاوت کیا پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا میری امت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا اور انہیں پکڑ کر بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کیا آپ نہیں جانتے؟ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا نئی چیز ایجاد کی تھی؟ تو میں وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندے (حضرت مسیح علیہ السلام نے کہی تھی جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو اب تو ان کا نگہبان ہے اور تو ہر چیز پر گواہ ہے تو انہیں عذاب دیتا ہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کر دے یہ آیت آخر تک ہے۔ پھر کہا جائے گا یہ لوگ جب آپ ﷺ سے جدا ہوئے تھے تو یہ لوگ ایڑیوں کے بل گھوم کر مرتد ہو گئے تھے۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۴) میں ہے: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ یہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

مِنْ سُورَةِ الْحَجِّ

باب ۲۳۔ سورۃ الحج کی تفسیر

سورۃ الحج مدنیہ: سورۃ النور کے بعد ۱۰۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۲ نمبر پر ہے۔

وَبَط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَإِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ﴾ مجھے معلوم نہیں قیامت کا اجل کب ہوگا لیکن اتنا ہے کہ ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ قیامت کا زلزلہ ہے بہت بڑی چیز۔

ربط معنوی: سورۃ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم السلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں جن سے ان کا عمل واضح ہو گیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۃ حج میں یہ بیان کیا جائے گا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعاء اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۃ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ حصہ اول ابتدائے سورۃ سے لے کر رکوع ۳ کے اختتام ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔

پہلی عقلی دلیل کا پہلا حصہ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ...﴾ (الآیۃ) تخلیق انسانی کا تذکرہ دوسرا حصہ: ﴿وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ...﴾ (الآیۃ) زمین ویران ہوتی ہے ہم پانی برساتے ہیں کیسے آباد ہوتی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَوَاتِ...﴾ (الآیۃ) ہر چیز اسی کے سامنے سر بسجود ہے۔ لہذا وہ متصرف فی الامور ہے۔

دوسرا حصہ: ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ﴾ سے لے کر رکوع ۵ کے اختتام ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ﴾ تک ہے۔ اس میں نفی شرک فعلی مذکور ہے بمع اقسام کے۔ تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، نذر و نیاز اللہ، نذر و نیاز غیر اللہ۔ اس پر بطور دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں۔ ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ...﴾ (الآیۃ) ... ﴿وَلْيُقِیْوْا لِّلَّهِ وَدَّعَهُمْ﴾ (ع ۴)۔ اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾ میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے ﴿وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ﴾ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام

احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا ﴿وَأَحَلَّتْ لَكُمْ الْأَنْعَامَ﴾ تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی جو تم نے حرام کئے ہیں وہ حرام نہیں بلکہ جو اللہ نے حرام کیا ہے وہ ہی حرام ہے۔ ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَتِّلُونَ﴾ سے اجازت جہاد و بشارت فتح ﴿وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ﴾ سے تسلی برائے آنحضرت ﷺ و تخویف دنیوی برائے مشرکین ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾ نفی شرک اعتقادی پر دلیل اول: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ﴾ نفی شرک اعتقادی پر دلیل دوم: ﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا﴾ شرک فعلی کا اعادہ: ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ دونوں مضمونوں کے لئے بمنزلہ دلیل۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے حاجیوں کے لئے ادا امر پر، سورۃ ممتاز ہے قرآن کے بیان کرنے والوں پر حملہ کرنے پر ﴿يَكَادُونَ يَسْطُونَ﴾ (آیت ۸۲)

۱۔ قیامت کے دن کی سنگینی کا ایک خاص پہلو

(۳۰۹۲) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ) إِلَى قَوْلِهِ (وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ) قَالَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ وَهُوَ فِي سَفَرٍ قَالَ أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَلِكَ يَوْمٌ يَقُولُ اللَّهُ لِأَكْثَرِ أُمَّةٍ ابْعَثْ النَّارِ قَالَ يَارَبِّ وَمَا بَعَثَ النَّارِ قَالَ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نَبْوَةً قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدُوُّ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كُمَلَتْ مِنَ الْمَنَافِقِينَ وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ ثُمَّ قَالَ إِنْ لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبِّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنْ لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا أَهْلُ الْجَنَّةِ فَكَبِّرُوا ثُمَّ قَالَ إِنْ لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبِّرُوا قَالَ وَلَا أَذِرُكُمْ قَالَ الثُّلَاثِينَ أَمْرًا لَا.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا۔“

راوی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ سفر کی حالت میں تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا (یعنی قیامت کا دن کون سا ہے) دن ہے لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمائے گا جہنم میں جانے والوں کو وہاں بھیج دو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار کتنے لوگ جہنم میں جانے والے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ہر ایک ہزار میں سے) نو سو ننانوے لوگ جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا (راوی بیان کرتے ہیں) مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حوصلہ رکھو کیونکہ ہر نبوت سے پہلے جاہلیت موجود رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاہلیت کے ان لوگوں کے ذریعے تعداد کو

پورا کر دیا جائے گا اگر یہ مکمل ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ منافقین کے ذریعے اس کو مکمل کیا جائے گا تمہاری اور دوسری اُمتوں کی مثال اسی طرح ہے جیسے کسی جانور کے ہاتھ کے اندرونی حصہ میں گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے یا جس طرح کسی اُونٹ کے پہلو میں کوئی تل ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی۔

راوی بیان کرتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں یا نہیں نبی اکرم ﷺ نے دو تہائی کے بارے میں بھی یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

(۳۰۹۳) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَفَاوَتْ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي السَّيْرِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَهُ بِهَا تَيْنِ الْاَيْتَيْنِ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ) إِلَى قَوْلِهِ (وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ) فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ حَثُّوا النُّطْقَ وَعَرَفُوا أَنَّهُ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُولُهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَلِكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللَّهُ فِيهِ أَدَمَ فَيَنَادِيهِ رَبُّهُ فَيَقُولُ يَا أَدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ فَيَقُولُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ إِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيُبْسِ الْقَوْمُ حَتَّى مَا أَبْدُوا بِضَاحِكَةٍ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي بِأَصْحَابِهِ قَالَ اغْمَلُوا وَابْشَرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَبَعْدَ خَلْقَتَيْنِ مَا كَانَتْ مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثُرَتْ أَهْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِي أَدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ قَالَ فَسَرَّيْ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ قَالَ اغْمَلُوا وَابْشَرُوا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے سفر کے دوران لوگ آگے پیچھے تھے نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں یہ دو آیات تلاوت کیں۔

”اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی عظیم چیز ہے۔“

یہ آیت یہاں تک ہے۔ ”لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا۔“

جب نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیز کر دیا انہیں یہ اندازہ ہو گیا کہ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرمائیں گے تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو؟ (اس آیت میں جس دن کا تذکرہ ہوا ہے) یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کرے گا اور ان کا پروردگار انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمائے گا اے آدم جہنم میں جانے والوں کو بھجوادو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار جہنم میں جانے والے کتنے لوگ ہیں؟ تو وہ فرمائے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں جانے والے ہیں اور ایک جنت میں جائے گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) یہ سن کر لوگ مایوس ہو گئے یہاں تک کہ کوئی بھی ہشاش بشاش نہیں رہا جب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم عمل کرتے رہو اور خوشخبری حاصل کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے تمہارے ساتھ دو طرح کی مخلوق ایسی ہے کہ وہ دونوں جس کے ساتھ ہوں اس کی تعداد کو زیادہ کر دیں گے ایک یا جوج ماجوج اور دوسرا اولاد آدم علیہ السلام کے وہ لوگ جو ابلیس کے ماننے والے تھے اور مرچکے ہیں یعنی اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں اس پر لوگوں کی پریشانی ختم ہوئی جو لاحق ہو گئی تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ عمل کرتے رہو اور خوشخبری حاصل کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے لوگوں کے درمیان تمہاری مثال اسی طرح ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل ہوتا ہے یا جیسے کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کی طرف گوشت ہوتا ہے۔

سورۃ الحج کے شروع میں ہے۔ یہ تو قیامت کی سگینی کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا وہ ہے جو درج ذیل حدیثوں میں آیا ہے۔ قیامت کے دن جب آدم علیہ السلام کو حکم ملے گا کہ جہنم کا وفد روانہ کیجئے، اور آدم علیہ السلام دریافت کریں گے کہ اس وفد کی تعداد کیا ہے؟ تو جواب ملے گا کہ ہزار میں ۹۹۹ جہنم میں روانہ کئے جائیں، اور ایک جنت کے لئے علاحدہ کیا جائے، سو چو! اس اعلان کے وقت اہل محشر کا کیا حال ہوگا؟ اس وقت کی ان کی پریشانی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہ بھی قیامت کا ایک زلزلہ ہے! قیامت کے دن یہ کام آدم علیہ السلام سے اس لئے لیا جائے گا کہ وہ سب انسانوں کے باپ ہیں، اور پہلے یہ حدیث گزری ہے کہ سب نیک بد روحیں آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں ہیں، اس لئے وہ سب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ایسا ہی شخص لوگوں کو چھانٹ سکتا ہے۔۔ اور جنت میں اس امت کی تعداد کا ذکر پہلے (حدیث ۲۵۴۳ میں) گزر چکا ہے۔

لعنات: قارہوا: تم میانہ روی اختیار کرو، اعتدال پہ رہو سدو تم سیدھے راستے پر استقامت سے رہو۔ کملت: میم پر تشدید اس تعداد کو پورا کیا جائے گا۔ رَفْمَةٌ: جانور کی کہنی کے اندر یعنی اگلے پاؤں کے سیاہ یا سفید داغ راوی کہتے ہیں کہ یہ ایک گول چیز ہوتی ہے جس پر کوئی بال نہیں ہوتے مہر کی طرح (۱) دراع الدابة جانور کی کہنی یعنی اگلا پیر شامة تل مسا جنب البعير اونٹ کے پہلو میں تفاوت بین اصحابہ فی السیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلنے میں آگے پیچھے ہو گئے۔ حثوا: دوڑا یا تیز کر دیا اکسایا۔ المعطی: مطیۃ کی جمع ہے سواریاں سواری والے جانور۔ ابعت بعث النار: آپ دوزخ میں جانے والوں کو اٹھائیے۔ یئس القوم: لوگ مایوس ہو گئے۔ ماأبدوا: ظاہر نہ کر سکے۔ ضاحکہ: ہنسنے کے وقت دکھائی دینے والا دانت۔ ابشروا: یہ لفظ سماع یا افعال سے ہے۔ خوش ہو جاؤ۔ مع خلیقتین: دو مخلوقوں کے ساتھ الا کثر تاہ مگر یہ کہ وہ دونوں مخلوقیں اس پر غالب رہیں گی۔ بنی ابلیس: شیطان کی اولاد یعنی وہ سرکش انسان جو کفر پر ہی مر گئے اس سے شیطان کی اپنی ذریت مراد نہیں سری (میغہ مجہول) زائل ہو گیا۔ بعض الذی یجدون: بعض وہ جس کو وہ پاتے تھے یعنی مایوسی کی کیفیت ختم ہو گئی۔ ما انتہ فی الناس الا کالشامة فی جنب البعير: دوسری امتوں کے ساتھ تمہاری تعداد ایسی ہے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل ہو۔

۲۔ بیت اللہ کا ایک نام بیت عتیق

(۳۰۹۴) اِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيقُ لِأَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (بیت اللہ کا نام) بیت العتیق اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ کوئی ظالم حکمران اس قبضہ نہیں کر سکتا۔

سورۃ الحج (آیت ۳۳) میں بیت اللہ شریف کی صفت عتیق آئی ہے، عتیق کے ایک معنی آزاد کے ہیں، اور عتیق کے ایک معنی: پرانا بھی ہیں، اس معنی کے لحاظ سے بھی بیت اللہ عتیق ہے، کیونکہ یہ زمین پہر پہلا گھر ہے جو اللہ کی بندگی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور ایک معنی لفظ عتیق کے: واجب الکریم بھی ہیں، اس معنی کے اعتبار سے بھی یہ گھر عتیق ہے، غرض مختلف وجوہ سے اس گھر کو عتیق کہا گیا ہے۔

۳۔ کفار کے ساتھ جہاد کا پہلا حکم

(۳۰۹۵) قَالَ لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لِيَهْلِكُنْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ) الْآيَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا یہ ضرور ہلاکت کا شکار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”جن لوگوں کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے انہیں اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ عنقریب جنگ ہوگی۔

(۳۰۹۶) لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَجُلٌ أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ فَذَلَّتْ (أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ) الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ (النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ).

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تو ایک صاحب بولے ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ”جن لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے ان کو اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ لوگ جنہیں ناحق طور پر ان کی آبادی (یعنی بستی) سے نکالا گیا ہے۔“ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ہیں۔

سورۃ الحج کی (آیت ۳۹) ہے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر کفار کی طرف سے بہت ظلم ہوتا تھا کوئی دن ایسا نہ گذرتا جس میں کسی کو زخم یا چوٹ نہ آتی ہو جب مکہ میں مسلمانوں کی تعداد خاصی ہو چکی تھی تو مسلمان نبی کریم ﷺ سے کفار کے مقابلے میں جہاد کی اجازت مانگتے

تھے نبی کریم ﷺ جواب میں فرماتے کہ صبر کرو مجھے ابھی تک جہاد کی اجازت نہیں دی گئی یہ سلسلہ دس سال تک اسی طرح چلتا رہا۔ یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنے کی اجازت دے دی گئی چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اس سے پہلے ستر سے زیادہ آیتوں میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۱۲/۶۶)

مِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ

باب ۲۴۔ سورۃ المؤمنون کی تفسیر

سورۃ المؤمنون مکیہ: سورۃ الانبیاء کے بعد ۸۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۳ نمبر پر ہے۔ ربط اسی: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَ اٰذُنٌ فِي النَّارِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا﴾ یعنی ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۃ مؤمنون کی ابتداء میں ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ جو مؤمنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذرین، نیازین دینے سے منع فرمایا اب سورۃ مؤمنون میں ترقی کر کے فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے مگر اس کے بجائے وہ شرک کی غمی غمی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں ﴿وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُوْنَ﴾۔

خلاصہ: دلائل کے اعتبار سے یہ سورۃ دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتداء سے لے کر ﴿اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبَسِّرُونَ﴾ (ع ۵) تک ہے۔ اور دوسرا حصہ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔

حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امورِ ثلاثہ کا بیان ہے۔

امراول: نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ﴾

امردوم: شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ﴾

امرسوم: ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُونَ﴾... تا... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِمُلْتِمَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُونَ﴾ اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں اور چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾... تا... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ انسانی تخلیق کا سلسلہ ہمارے لئے عقلی دلیل ہے۔

② ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ... تا... تَنْبِئُكَ بِالدُّهْنِ وَصَنِيعَ الْاَلَكِيْنَ﴾ انسانوں کے علاوہ آسمانوں وزمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا فرمایا۔

③ ﴿وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً... تا... وَ عَلٰی الْفُلْكِ تَحَمَّلُوْنَ﴾ یہ تمام چوپائے بھی اُسی اللہ تعالیٰ اکیلے ہی نے پیدا کئے اور دودھ کو پیدا کرنا انسانی عقل کے لئے حیران کن بات ہے۔

دلائل نقلیہ: حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا... تَا... وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝﴾ (۲۷)

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف ﴿فَاَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا... تَا... مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْذِرُونَ ۝﴾ (۲۷)

تیسری نقلی دلیل اجمالی: ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا دُؤْلًا تَتْرَا... تَا... فَبَعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۝﴾ ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ اور ہارون علیہ السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسیٰ و ہارون علیہ السلام: ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَ أَخَاهُ هَارُونَ ۝ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝﴾

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام: ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّةً... الْآيَةِ﴾

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہ السلام برائے نفی شرک فعلی: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۝﴾

حصہ دوم: حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

پہلی عقلی دلیل: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمْ السَّمْعَ وَ الْبَصَارَ وَ الْأَفْئِدَةَ... تَا... أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝﴾

دوسری عقلی دلیل: ﴿قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَ مَنْ فِيهَا... الْآيَةِ﴾ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿قُلْ مَنْ ذَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ... الْآيَةِ﴾ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ سانوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ... الْآيَةِ﴾ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جسے بچانا چاہے بچا سکتا ہے اور جسے نہ چاہے پھرا سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اللہ کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے پکارنے پر مشرک کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ﴿لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ﴾ (آیت ۱۱۷)

② سورۃ ممتاز ہے کہ مشرک کافر سے قیامت کے دن کلام نہ ہوگی ﴿اُخْسَعُوا فِيهَا وَ لَا تُكَلِّمُون ۝﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں نکلے رہو مجھ سے بات نہ کرنا۔

③ سورۃ ممتاز ہے انسان کی پیدائش پر ان الفاظ سے ﴿فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا﴾ (آیت ۱۳)

۱۔ وہ سات احکام جن پر کوئی پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا

(۳۰۹۷) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سَمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيَّ النَّحْلِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمَافَتْ كُنَّا سَاعَةً فُسِّرِي عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَ أَكْرَمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَ أَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْ مَنَا وَ آثِرْنَا وَلَا تُؤْثِر عَلَيْنَا وَ ارْضِنَا وَ ارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ ﷺ أُنْزِلَ عَلَى عَشْرِ آيَاتٍ مِنْ إِقَامَتِهَا دَخَلَ

الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) حَتَّى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کے پاس سے اس طرح آواز محسوس ہوتی تھی جیسے شہد کی مکھی بھنسناتی ہے ایک مرتبہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی ہم رکے رہے جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی۔ اے اللہ ہمیں مزید عطا کر اور ہمارے لیے کمی نہ کر تو ہمیں عزت عطا کر ہمیں ذلت کا شکار نہ کرنا ہمیں عطا کر ہمیں محروم نہ رکھنا ہمیں غالب کر دے ہمیں مغلوب نہ کرنا ہمیں راضی کر دے اور ہم سے بھی راضی ہو جا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔ مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اٰی اٰیماٰن کا میاں ہو گئے۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اگلی دس آیات تلاوت کیں۔“

سورۃ المؤمنین کے شروع میں گیارہ آیتیں ہیں، ان میں سات احکام ہیں، اگر ان پر کوئی شخص پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا۔ وہ اوصاف یہ ہیں: (۱) نماز میں خشوع کرنا۔ (۲) لغو اور بے فائدہ کاموں سے اعراض کرنا۔ (۳) اگر زکوٰۃ فرض ہو تو اسے ادا کرنا۔ (۴) ناجائز جگہ سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔ (۵) امانت کا حق ادا کرنا۔ (۶) عہد کو پورا کرنا۔ (۷) پابندی سے نماز ادا کرنا۔

۲۔ فردوس: جنت کا سب سے بلند درجہ ہے

(۳۰۹۸) اَنَّ الرَّبَّیْعَ بِنْتَ النَّضْرِ اَتَتْ النَّبِیَّ ﷺ وَكَانَ ابْنُهَا الْحَارِثُ بْنُ سَرَّاقَةَ اُصِيبَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهُ سَهْمٌ غَرِبَ فَاتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ اَصَابَ خَیْرًا اَحْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ وَاِنْ لَمْ یُصِبِ الْخَیْرَ اجْتَهَدْتُ فِی الدُّعَاءِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اُمُّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جَنَّةٌ فِیْ جَنَّةٍ وَاِنَّ ابْنَكَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُهَا وَاَفْضَلُهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ ربیع بنت نصر رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کا بیٹا حارث بن سراقہ غزوہ بدر میں شہید ہوا تھا اسے ایک نامعلوم تیر لگا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی آپ ﷺ مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں اگر تو وہ بھلائی تک پہنچ گیا ہے تو میں ثواب کی امید رکھوں اور صبر سے کام لوں اور اگر وہ بھلائی تک نہیں پہنچ پایا تو پھر میں اس کے بھرپور دعا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ وہ جنت میں ایک باغ ہے تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ تک پہنچ گیا ہے اور فردوس کا بلند ٹیلہ ہے یہ اس کا بالائی اور سب سے بہترین حصہ ہے۔

سورۃ المؤمنین کی (آیت ۱۱) میں فردوس کا ذکر آیا ہے، اس کے معنی ہیں: مکمل لوازم والا باغ، سرسبز و شاداب باغ (مذکر ہے مگر کبھی مؤنث بھی آیا ہے) یہ لفظ معرب ہے، اور تمام زبانوں میں معروف ہے، اور جنت عدن ہمیشہ رہنے کا باغ اور جنت کا سب سے بلند درجہ۔

۳۔ بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے مؤمنین

(۳۰۹۹) اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا زَوَّجَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الْاٰیَةِ (وَالَّذِیْنَ یُوْتُوْنَ مَا اتَوْا

قُلُوبُهُمْ وَجِلَّةٌ) قَالَتْ عَائِشَةُ أَهْمَ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِ قُونَ قَالَ لَا يَابُنْتُ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمْ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهُمْ أَوْلِيكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ ”اور وہ لوگ جو (اللہ کی راہ میں جتنا ہو سکتا ہے) اتنا دیتے ہیں اور پھر بھی ان کے دل ڈر رہے ہوں گے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کیا یہ وہ لوگ ہوں گے جو پہلے شراب پیا کرتے تھے اور چوری کیا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صدیق کی بیٹی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھیں گے روزے رکھیں گے صدقہ کوں گے اور نہیں یہ ڈر ہوگا کہ شاید ان کا یہ عمل قبول نہیں ہوگا یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائی میں سبقت لے جاتے ہیں۔

سورۃ المؤمنین (آیات ۵۷-۶۱) میں بھلائی کی طرف دوڑنے والے مؤمنین کا تذکرہ ہے، ان کے حالات میں خاص طور پر چار باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

نیک لوگوں کی ایک صفت: قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا﴾ کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگ وہ ہیں جو دین کے کام کر کے بھی اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں کہ ہمارا یہ عمل اللہ کے ہاں قبول ہوا ہے یا نہیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کو یہ فکر لگ جائے تو یہ اس کے عمل کے قبول ہونے کی علامت ہے۔
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عمل کر کے اتنا ڈرتے ہیں کہ تم برے عمل کر کے بھی اتنا نہیں ڈرتے

۴۔ دوزخ میں کافر کے ہونٹوں کا حال

(۳۱۰۰) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (وَهُمْ فِيهَا كَالْحُوتِ) قَالَ تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقْلُصُ شَفَتُهُ الْعَالِيَةَ حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اور وہ اس میں بد شکل ہو رہے ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں آگ انہیں بھون دے گی اور ان کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان میں پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لنگ کر ناف تک پہنچ جائے گا۔“

سورۃ المؤمنون (آیت ۱۰۴) میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جن کا پلڑا ہلکا ہوگا، فرمایا:

﴿تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالْحُوتِ﴾

”ان کے چہروں کو آگ جھلسے گی، اور وہ اس میں بگڑے ہوئے منہ والے ہوں گے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں کافر انتہائی بد شکل ہوگا اس کے دانت کھلے ہوں گے اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لنگ کر ناف کے قریب تک آجائے گا اور اب اسے کسی سے بولنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: ان کا نام یہ ہے کہ سعد بن مالک بن سنان انصاری خزر جی رضی اللہ عنہ لیکن نام سے زیادہ اپنی کنیت یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مشہور ہیں۔ غزوہ احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے والد شریک ہوئے اور اسی میں وہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ سے بہت سی احادیث سنیں اور پھر انہیں روایت کیا بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین نے ان سے اخذ حدیث کیا۔ والد کی شہادت کے بعد معاشی لحاظ سے مشکلات پیش آئیں تو اس سلسلے میں بات کرنے کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

من استغنى اغناه الله ومن يستعفف يعفه الله.

”جو شخص مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتے ہیں اور جو شخص برائی سے بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے برائی سے بچا دیتے ہیں۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں واپس آ گیا۔ آپ کی وفات سن ۶۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں ہی جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ (الاصابة ۶۵/۳ حرف السین)

وَمِنْ سُورَةِ النُّورِ

باب ۲۵۔ سورۃ النور کی تفسیر

سورۃ النور مدنیہ: سورۃ الحشر کے بعد ۱۰۲ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۴ نمبر پر ہے

ربط: سورۃ المؤمنون کے آخر میں ہے ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنبَا خَلَقْنَكُمْ عَبَثًا﴾ ہم نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا بلکہ ﴿سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا... الْآيَةَ﴾ ہم نے احکام مقرر کئے ہیں۔

نوٹ: اس سورۃ کا مقصد فحشاء (بے حیائی) کو دور کرنا (انوار التبیان)۔

ربط اسی: سورۃ المؤمنون کی ابتداء میں فرمایا ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ یعنی ایمان والے کامیاب ہوں گے اور سورۃ نور میں ہے ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

سابقہ سورۃ میں دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت کیا گیا تمام صفات کار سازی، حاجت روا مشکل کشا فوق الاسباب تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جو بطور خلاصہ فرمایا ﴿فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ... تَا... إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ اب سورۃ نور میں مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید ﷺ کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپ کا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس جھوٹی تہمت سے برأت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین

نے آپ ﷺ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھر کر اڑا دی تھی۔
خلاصہ: سورۃ نور کے دو حصے ہیں:

پہلا حصہ ابتدائے سورۃ سے لے کر رکوع ۷ کے آخر ﴿وَلَيْسَ الْبَصِيرُ﴾ تک ہے۔

تمہید ترغیب الی القرآن ﴿سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا...﴾ الایہ ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً...﴾ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ...﴾ الایہ ﴿پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے والوں کی سزا﴾ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ...﴾ الایہ ﴿اپنی بیویوں پر تہمت لگانے والوں کا حکم۔ اس کے بعد تہمت لگانے والے، معمولی حصہ لینے والے، سن کر خاموش رہنے والوں پر زجریں وغیرہ ہیں۔

اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین کا ذکر ہے:

قانون اول: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا...﴾ الایہ ﴿جب کسی کے گھر داخل ہونے لگو تو بلا اجازت نہیں داخل ہونا۔﴾
﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا...﴾ الایہ ﴿جو غیر رہائشی گھر ہوں، دکانیں، ہوٹل وغیرہ ان میں اجازت کی ضرورت نہیں۔ آج کل رہائشی ہوٹل ہیں ان میں بلا اجازت داخل نہ ہونے کا ہے۔﴾ (ظل)

قانون دوم: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ...﴾ الایہ ﴿مردوں کو نظروں کی حفاظت کا حکم ہے۔﴾ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ...﴾ الایہ

عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں: ① نظر کی حفاظت۔ ② شر مگاہوں کی حفاظت۔ ③ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ...﴾ الایہ اپنی زینت اور بدن کو قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ مثلاً اپنے محرموں کے سامنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کھلے رکھ سکتی ہیں: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ...﴾ الایہ ﴿چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیوروں کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں۔﴾

چوتھا قانون: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى...﴾ الایہ ﴿بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔﴾
پانچواں قانون: ﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ...﴾ الایہ ﴿تمہارے غلام اور باندیاں مکاتبت۔ مکاتبت کہتے ہیں غلام اور باندی کے مولیٰ (سردار) انہیں کہے اتنی دو اور تم آزاد ہو (ظل) چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انہیں مکاتبت کر دو۔﴾

چھٹا قانون: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتِيَّتَكُمْ عَلَى الْبَغَاءِ...﴾ الایہ ﴿اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے۔﴾

دعویٰ توحید: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ الایہ ﴿سے دعویٰ توحید کو ایک مثال سے سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی کار سازی سے یہ نظام دنیا چل رہا ہے۔﴾

دلیل نقلی بر توحید: ﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ...﴾ الایہ ﴿یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پکارنے والوں اور معبودانِ باطل کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔﴾

ایک شبہ کا جواب: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ...﴾ (الآیہ)
شبہ: مشرک بھی تو اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں؟ جواب: مشرک ساتھ شرک بھی کرتا ہے اس لئے اس کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ...﴾ (الآیہ) زمین و آسمان میں اللہ کی تسبیحات ہوتی ہیں پرندے بھی صفیں بنائے اللہ پاک کی تسبیح کرتے ہیں۔

② ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزَيِّجُ سَحَابًا﴾ بادلوں کو اکٹھا کرنا اور بارش برسانا اللہ کا کام ہے۔

③ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ...﴾ (الآیہ) ایک قطرہ سے جاندار کو پیدا کیا۔

حصہ دوم: دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَوَاقٍ﴾

اصلاح: مشرکوں کے لئے تین قوانین:

① ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ...﴾ (الآیہ) اوقاتِ استراحت میں باشعور بچوں اور بڑوں کو اندر بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔
عموماً ان اوقات میں لباس معمولی سا پہنا جاتا ہے۔

② ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ...﴾ (الآیہ) بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ معمولی لباس میں رہیں زیادہ اہتمام پردہ کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں ہاں البتہ احتیاط کریں تو بہتر ہے۔

③ ﴿لَيْسَ عَلَى الرَّعْطِ حَرَجٌ...﴾ (الآیہ) دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جا سکتے ہو۔ مزید تفصیل کے لئے تفسیر جواہر القرآن دیکھیں تیسرے قانون کی تفصیل وہاں موجود ہے۔

مؤمنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے مؤمنین اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں باد اور ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور سے اجازت لے کر جاتے ہیں۔

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ﴾ یہ زجر ہے مع تحویف دنیوی: نیز ادبِ رسول ﷺ کی تعلیم ہے ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَسْتَلُونَ...﴾ (الآیہ) یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور ﷺ سے اجازت لے کر نہیں جاتے بلکہ جو نہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے۔

﴿إِلَّا إِنْ يَلُوكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ...﴾ (الآیہ) آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔
نیازات: ① اس سورت کا امتیاز ہے کہ اس میں انہاں عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا ذکر ہے۔ اٹھارہ آیات پاکدامنی پر نازل ہوئیں۔

(سورۃ ممتاز ہے مردوں عورتوں کو پردہ کا حکم ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ...﴾ (الآیہ) ... وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ)

۱۔ زنا انتہائی درجہ کی برائی ہے: اس لئے حرام ہے

(۳۱۰) كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلًا يَحْمِلُ الْأَسْرَى مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهِمُ الْمَدِينَةَ قَالَ

وَكَانَتْ أَمْرًا يُغْنِي بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهُ وَإِنَّهُ كَانَ وَعَدَ رَجُلًا مِنْ أَسَارَى مَكَّةَ بِحِمْلِهِ قَالَ
فَجِئْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى ظِلِّ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُقْبِرَةٍ قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقٌ فَأَبْصَرْتُ سَوَادَ ظِلِّ
يَحْتَبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَى عَرَفَتِهِ فَقَالَتْ مَرْتَدٌ فَقُلْتُ مَرْتَدٌ فَقَالَتْ مَرْتَدٌ فَقَالَتْ مَرْتَدٌ وَأَهْلًا هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا
الَلَيْلَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللَّهُ الزَّانَا قَالَتْ يَا أَهْلَ الْحَيَامِ هَذَا الرَّجُلُ بِحِمْلٍ أَسْرَاكُمْ قَالَ فَتَبِعَنِي ثَمَانِيَّةٌ
وَسَلَكْتُ الْحَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى كَهْفٍ أَوْ غَارٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءَتْ حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوا فَظَلَّ بُولُهُمْ عَلَى
رَأْسِي وَأَعْمَاهُمْ اللَّهُ عَنِّي قَالَ ثُمَّ رَجَعُوا وَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى
الْإِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ فَجَعَلْتُ أَحْمِلُهُ وَيُعِينُنِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحْ عَنَاقًا فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ (الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً
أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا مَرْتَدُ
(الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ) فَلَا تَنْكِحُهَا.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک شخص تھا جس کا نام مرصد بن ابی نصر صد تھا وہ
ایک ایسا شخص تھا جو مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لاد کر مدینہ منورہ لایا کرتا تھا مکہ میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا وہ اس شخص کی
سہیلی تھی ایک مرتبہ اس شخص نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص کے ساتھ طے کیا کہ وہ اسے سوار کر کے لے جائے گا مرصد بیان
کرتے ہیں میں آیا اور مکہ کی ایک دیوار کی اوٹ میں ٹھہر گیا یہ چاندنی رات تھی اسی دوران عناق وہاں آئی اس نے دیوار کے پہلو میں
میرا ہولی دیکھا جب وہ مجھ تک پہنچی تو پہچان گئی وہ بولی مرصد ہو؟ میں نے کہا میں مرصد ہوں وہ بولی خوش آمدید آؤ آج رات ہمارے
ہاں ٹھہرو مرصد بیان کرتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے والو یہ شخص تمہارے
قیدیوں کو لاد کر لے جائے گا حضرت مرشد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آٹھ آدمی میرے پیچھے لگے میں خندمہ (پہاڑ کی طرف) بھاگا اور
ایک غار تک پہنچ گیا اور اس میں داخل ہو گیا وہ لوگ بھی آئے وہ لوگ آ کر میرے سر پر کھڑے ہو گئے انہوں نے وہاں پیشاب کیا
ان کا پیشاب میرے سر پر آ کر گرا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں میری طرف سے اندھا کر دیا مرصد بیان کرتے ہیں وہ لوگ واپس چلے
گئے میں اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا میں نے اسے (سواری پر) لاداد وہ ایک بھاری بھر کم شخص تھا میں اسے لے کر اذخر آیا میں نے
وہاں اس کی بیڑیاں کھولیں اور اسے سوار کیا اس نے مجھے تھکا دیا یہاں تک کہ میں مدینہ منورہ آیا تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں عناق کے ساتھ شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا آپ ﷺ
خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

”زنا کرنے والا مرد صرف زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور زنا کرنے والی عورت کے
ساتھ صرف زنا کرنے والا مرد یا مشرک مرد شادی کرے یہ بات اہل ایمان کے لیے حرام قرار دی گئی ہے (کہ وہ ایسی
عورت کے ساتھ) شادی کریں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اے مرد صرف زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا مرد یا مشرک شادی کر سکتے ہیں لہذا تم اس عورت کے ساتھ شادی نہ کرو۔ سورۃ النور کی تیسری آیت ہے: اس آیت کے شان نزول میں روایت آئی ہے۔

تشریح: اس آیت میں زنا کی انتہائی برائی بیان کی گئی ہے، مسئلہ بیان نہیں کیا گیا، لاینکح اور لاینکحھا: فعل مضارع منفی ہیں، فعل نہی نہیں ہیں، یعنی ایک بات کی خبر دی گئی ہے، ممانعت نہیں کی گئی۔ اور آیت کا صاصل یہ ہے کہ زنا اس قدر برا کام ہے کہ بدکار کی رغبت نیک عورت کی طرف نہیں ہوتی نہ بدکار عورت کی طرف نیک آدمی کی رغبت ہوتی ہے، چنانچہ زنا مؤمنین پر حرام کیا گیا، اور اس کی روک تھام کے لئے وہ سزا تجویز کی گئی جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے۔

زنا کے متعلق آیت کی تشریح جمہور فقہاء امت امام اعظم رحمہ اللہ، ابو حنیفہ مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے نکاح کرانے کے واقعات ثابت ہیں چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتویٰ نقل کیا ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت: وحرم ذلک علی المؤمنین میں ذلک سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

(۱) بعض مفسرین کے نزدیک ذلک کا اشارہ زنا کی طرف ہے مطلب یہ ہے کہ جب زنا ایسا خبیث فعل ہے تو اس لیے اسے مؤمنین پر حرام کر دیا گیا مسمیٰ کے اعتبار سے اس تفسیر پر کوئی اشکال نہیں رہتا لیکن ذلک سے زنا مراد لینا کسی قدر بعید ضرور ہے۔ (۲) بعض مفسرین نے ذلک کا اشارہ زانی و زانیہ اور مشرک و مشرکہ کے نکاح کی طرف قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مشرک عورت کا نکاح مسلمان مرد سے اور مشرک مسلمان عورت کا نکاح حرام ہے یہ حکم قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی ثابت ہے اور تمام امت کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔

اور زانی مرد سے پاکدامن عورت کا نکاح یا زانیہ عورت سے پاکدامن مرد کا نکاح حرام ہونا جو اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ پاکدامن مرد زانیہ عورت سے نکاح کر کے اس کو زنا سے نہ روکے۔

مسئلہ: مشرک مرد و زن سے نکاح کسی حال میں جائز نہیں، اور نیک آدمی کا زانیہ کے ساتھ، اور نیک عورت کا زانی کے ساتھ، اور زانی اور زانیہ کا باہمی نکاح جائز ہے، صحابہ کا ایسی عورتوں سے نکاح کرنا ثابت ہے، اور اگر ذلک (اسم اشارہ بعید) کا مشار الیہ نکاح کو بنایا جائے تو یہ ممانعت از قبیل مشورہ ہوگی۔

لغات: اسری: اسیر کی جمع ہے، قیدی۔ امرأۃ بغی: یعنی زنا کار عورت۔ لیلة مقبرة: چاندنی رات سواد ظلی میرے سائے کی سیاہی یعنی میری ذات۔ کوفیت عندنا: ہمارے پاس رات گزاریے۔ الخندمة: مکہ کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ کھف غار عماہم اللہ عنی: اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھے دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ رجل ثقیل: کافی بھاری آدمی۔ اذخر: مقام یعنی یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ فککت عنہ: میں نے اس سے (بیڑیاں) کھول دیں میں نے اسے چھڑوایا یعنی آزاد کیا۔ اکبل: کبل کی جمع ہے بیڑیاں تھکڑیاں۔

۲۔ آیات لعان کا شان نزول

(۳۱۰۲) قَالَ سَمِعْتُ عَنِ الْمُتَلَاءِ عَنِ بْنِ إِيمَارَةَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيْفَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ لِي ابْنُ جُبَيْرٍ ادْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ إِلَّا حَاجَةً قَالَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْدَعَةً رَحِلٌ لَهُ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُتَلَاءُ عَيْنَانِ أَيْفَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرِ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدْ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ (وَالَّذِينَ يَزْمُونَ أَرْوَاحَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ) حَتَّى خَتَمَ الْآيَاتِ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَعَظَّمَهُ وَذَكَرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ ثَلَاثِي بِالْمَرْأَةِ وَوَعَّظَهَا وَذَكَرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَيْسَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَلَاثِي بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَيْسَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مصعب بن زبیر کی حکومت کے زمانے میں لعان کرنے والوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا گیا کیا ان کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی؟ تو مجھے سمجھ نہیں آیا کہ میں کیا جواب دوں؟ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر گیا میں نے ان کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو مجھے بتایا گیا وہ آرام فرما رہے ہیں انہوں نے میری آواز سنی انہوں نے وہیں سے مجھے آواز دی اے ابن جبیر رضی اللہ عنہ اندر آ جاؤ تم اس وقت کسی کام سے ہی آئے ہو گے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اندر داخل ہوا تو وہ کجاوے کے نیچے بچھایا جانے والا ٹاٹ زمین پر بچھا کر اس پر لیٹے ہوئے تھے میں نے دریافت کیا اے ابو عبد الرحمن کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی؟ تو انہوں نے کہا سبحان اللہ ہاں اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے سوال کیا تھا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ ایک شخص اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگر وہ اس بارے میں بات کرتا ہے تو وہ بہت بڑا الزام لگاتا ہے اور اگر وہ خاموش رہتا ہے تو بہت بڑی بات پر خاموش رہتا ہے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ خاموش رہے آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد وہ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی میں نے آپ ﷺ سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا تھا میں اس میں مبتلا ہو گیا ہوں (راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیات نازل کیں۔ "وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ کے طور پر صرف ان کی اپنی ذات ہوتی ہے۔"

آپ ﷺ نے اس کی تمام آیات کی تلاوت کی۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیات تلاوت کیں آپ ﷺ نے اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکا ہے اس نے عرض کی نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے اس عورت کے بارے میں جھوٹ نہیں بولا پھر آپ ﷺ نے اس عورت کی طرف رخ کیا آپ ﷺ نے اسے بھی وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلے میں آسان ہے تو وہ عورت بولی اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس شخص نے ٹھیک نہیں کہا ہے پھر آپ ﷺ نے مرد سے آغاز کیا اور اس مرد نے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس بات کی گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو پھر آپ ﷺ نے اس عورت کی طرف رخ کیا تو اس عورت نے بھی چار مرتبہ اس بات کی گواہی دی کہ وہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اگر مرد نے سچ کہا ہو پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی۔

(۳۱۰۳) أَنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ أَمْرًا تَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِّكَ بْنِ السَّخْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَةُ وَالْأَحَدُ فِي ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هَلَالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَى أَحَدًا زَجَلًا عَلَى أَمْرٍ آتِهِ أَيْلَتُهُسُ الْبَيْتَةُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْبَيْتَةُ وَالْأَحَدُ فِي ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هَلَالُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزَلَنِي فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّئِي ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ) فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ (وَالْحَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) قَالَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَتْ فَهَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْحَامِسَةِ (أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) قَالُوا لَهَا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّاتٌ وَنَكَسَتْ حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّ سَتْرُجْعَ فَقَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْصِرْ وَهَذَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْهَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ حَدَّ لُجِّ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِّكَ بْنِ السَّخْمَاءِ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ لَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَانٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس کے شریک بن سخماء کے ساتھ (ناجائز تعلقات ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو ثبوت پیش کرو ورنہ تم پر حد جاری ہوگی راوی بیان کرتے ہیں حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو بیوی کے ساتھ دیکھتا ہے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے چل پڑے گا لیکن نبی اکرم ﷺ یہی فرماتے رہے یا ثبوت پیش کرو ورنہ تم پر حد جاری کی جائے گی ہلال نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں سچ کہہ رہا ہوں اور میرے اس معاملے کے بارے میں ضرور کوئی حکم نازل ہوگا جس کی وجہ سے مجھ پر حد جاری نہیں ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

”وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ کے طور پر صرف ان کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ تو آپ ﷺ

نے یہ آیات تلاوت کی اور یہاں تک کی۔

اور پانچویں مرتبہ (وہ عورت یہ کہے گی) اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اگر وہ مرد سچا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ ﷺ مڑے پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کو بلایا وہ دونوں آئے پھر ہلال بن امیہ کھڑے ہوئے انہوں نے گواہی دی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے تو تم دونوں میں سے کون تو بہ کرنا چاہے گا؟ پھر وہ خاتون کھڑی ہوئی اس نے بھی گواہی دی جب وہ اس مقام پر پہنچی پانچویں مرتبہ (وہ عورت یہ کہے گی) کہ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوا اگر وہ مرد سچا ہے تو لوگوں نے اس عورت سے کہا یہ چیز عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ عورت ہچکچائی اس نے اپنا سر جھکا لیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اب وہ اپنی بات سے رجوع کرے گی لیکن اس عورت نے کہا میں اپنی قوم کو کبھی رسوائی کا شکار نہیں کروں گی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس عورت کا دھیان رکھنا اگر اس نے سیاہ آنکھوں بھاری کولہوں اور موٹی رانوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سماء کی اولاد ہوگا (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس عورت نے ایسے ہی بچے کو جنم دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اس بارے میں اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو ہمارا اس کے ساتھ سلوک مختلف ہوتا (یعنی ہم اس پر حد جاری کر دیتے)

سورۃ النور کی آیت ۴ میں زنا کی تہمت لگانے کا حکم بیان ہوا ہے کہ تہمت لگانے والا چار عینی گواہ پیش کرے ورنہ اس پر حد قذف لگائی جائے، یہ حکم عام لوگوں کے حق میں ممکن العمل ہے کیونکہ زنا دیکھنے والے کو اگر چار ہواہ میسر نہ ہوں گے تو وہ خاموش رہے گا، اور حد قذف سے بچ جائے گا مگر شوہر کا معاملہ اس سے مختلف ہے، زنا تنہائی میں ہوتا ہے، اور شوہر اپنے گھر کے احوال سے واقف ہوتا ہے، اور اس کے سامنے ایسے قرائن آتے ہیں جو دوسروں کے سامنے نہیں آتے، اور نہ اس کی غیرت یہ بات گوارہ کر سکتی ہے کہ اپنی بیوی کے زنا پر چار گواہ بنائے، پس اس خانگی معاملہ پر شوہر سے گواہ کیسے طلب کئے جاسکتے ہیں؟ پھر زمانہ نبوت میں حد قذف کا حکم نازل ہونے کے بعد یکے بعد دیگرے ایسے دو واقعے پیش آئے جن میں شوہروں نے اپنی بیویوں کو غیر مرد کے ساتھ بد فعلی کرتے ہوئے دیکھا، اور انھوں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو سورۃ النور کی آیات (۶-۹) نازل ہوئیں، اور شوہر کا حکم عام لوگوں کے حکم سے علاحدہ کر دیا گیا، یہی آیات لعان ہیں۔ آیات لعان کس کے متعلق نازل ہوئیں۔

اشکال: ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیات حضرت ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور حضرت سہل بن سعد کی روایت جس کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے وفی ال عن سہل بن سعد سے اشارہ کیا ہے اور یہ بخاری کی روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات حضرت عویمر عجلائی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیات لعان کا نزول تو درحقیقت حضرت ہلال بن امیہ کے قصہ سے متعلق ہے البتہ بعد میں حضرت عویمر کے ساتھ بھی چونکہ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیات کا فیصلہ ان کو بھی پڑھ کر سنایا اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ہلال کے قصہ میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں فزل جبرائیل، جبکہ حضرت عویمر کے واقعہ میں الفاظ حدیث یوں ہیں: "قد انزل اللہ فیک" جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی طرح ایک واقعہ میں اس کا حکم

نازل ہوا ہے (یہ آیات کب نازل ہوئیں؟ اس کے بارے میں ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن حبان کی رائے ہے کہ ماہ شعبان ۹ ہجری میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ان آیات کا نزول غزوہ تبوک کے بعد سن ۱۰ ہجری میں ہوا ہے۔ (فتح الباری ۹/۳۹۷)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ

(۳۱۰۴) قَالَتْ لَهَا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَظِيرَتِي فَتَشَهَّدَ وَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أَنْتَاسِ أَبْنَاءِ أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَأَبْنَاءُ بَنِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غَيْبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْحَزَرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ ابْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَّا وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْحَزَرَجِ شُرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءً ذَلِكَ الْيَوْمَ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرْتُ فَقَالَتْ تَعَسِ مِسْطَحُ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِيْنِ ابْنِكَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرْتُ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعَسِ مِسْطَحُ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِيْنِ ابْنِكَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرْتُ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعَسِ مِسْطَحُ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ أُمُّ تَسْبِيْنِ ابْنِكَ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَسْبَهُ إِلَّا فِيكَ فَقُلْتُ فِي أَيْ شَيْءٍ قَالَتْ فَبَقَرْتُ لِي الْحَدِيثَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ.

لَقَدْ رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَكَانَ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَمْ أَخْرُجْ لَا أَحَدٌ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَوَعِكَتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِيَ الْعَلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُهِّي مَا جَاءَ بِكَ يَا بِنْتِي قَالَتْ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ فَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قَالَتْ يَا بِنْتِي خَفِي عَلَيْكَ الشَّانُ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ أُمُّ رَاةً حَسَنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَايِرُ إِلَّا حَسَدَنَهَا وَقِيلَ فِيهَا فَإِذَا هِيَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قَالَتْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَتَنَزَّلَ فَقَالَ لِأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا بِنْتِي أَلَا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِكَ فَرَجَعْتُ. وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهُ كَانَتْ تَرْفُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَتَهَا أَوْ عَجِينَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَصْدَقِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَسْقِطُوا إِلَيْهَا فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِعُ عَلَى تَبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ.

فَبَلَغَ الْأُمُّ ذَلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا كَشَفْتُ كَنَفُ أَنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَتَلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ صَلَّى

الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَنَفَنِی أَبُوای عَنْ یَمِیْنِی وَعَنْ شِمَالِی فَتَشْهَدُ النَّبِیُّ ﷺ وَحَمْدُ اللَّهِ وَأَثْلَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتَ قَارِئَتِ سُورًا أَوْ ظَلَمْتَ فَتُؤْتِیَ إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتْ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِ مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تُذْكَرَ شَيْئًا فَوَعِظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَلْتَفْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْنِي قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَأَلْتَفْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْنِي قَالَتْ أَقُولُ مَاذَا قَالَتْ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَا تَشْهَدْتُ فَحَدَّثْتُ اللَّهَ وَأَنْعَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا وَاللَّهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنْی لَمْ أَفْعَلْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ لِي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَ كُمْ لِي لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَأُشْرِبْتُ قُلُوبَكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ إِنْی قَدْ فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنْی لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ إِنَّمَا قَدَّ بَأَثَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا وَإِنْی وَاللَّهُ مَا أَجْدَلِي وَلَكُمْ مَثَلًا قَالَتْ وَالتَّهَسُّتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ).

قَالَتْ وَأَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَنَّا فَرَفَعَ عَلَيْهِ وَإِنْی لَا تَبَيِّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ الْبُشْرَى يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكَ قَالَتْ فَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ إِنْی أَبُوای قَوْمِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهُ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُ كَمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي لَقَدْ سَمِعْتُهُ فَمَا أَنْكَرُ ثَمُوهَ وَلَا غَيْرَ ثَمُوهَ.

وَكُنْتُ عَائِشَةُ تَقُولُ أَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا أُحْتَبُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْإِبْرَاهِيمِ سَلُولٌ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسُوسُهُ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَخَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْتَفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ (وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ (أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ (أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهُ يَارَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَلَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میرا واقعہ لوگوں میں مشہور ہوا تو مجھے اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی آپ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اب بعد ایسے لوگوں کے بارے میں تم لوگ مجھے مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی پر الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی بری بات نہیں دیکھی اور انہوں نے جس شخص کے بارے میں الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی بری بات نہیں دیکھی اور انہوں نے جس شخص کے بارے میں الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں کبھی کسی برائی کو نہیں جانتا وہ کبھی بھی میرے گھر میں میری عدم موجودگی میں نہیں آیا جب میں کسی سفر کی وجہ سے گھر میں موجود نہیں تھا تو میرے ساتھ وہ بھی (مدینہ منورہ سے) غیر موجود تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں میں ان لوگوں کی گردن اڑا دوں تو خزرج قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا حسان بن ثابت کی والدہ اسی قبیلے

سے تعلق رکھتی تھیں وہ شخص بولام غلط کہہ رہے ہو اللہ کی قسم اگر ان لوگوں کا تعلق اس قبیلے سے ہوتا تو تم نے کبھی یہ آرزو نہیں کرنی تھی کہ تم ان کی گردنیں اڑادو (راوی کہتے ہیں) یہاں تک کہ قریب تھا اس اور خزرج قبیلے کے درمیان مسجد میں ہی لڑائی شروع ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا اس دن شام کے وقت میں اور ام مسطح باہر نکلیں (یعنی رفع حاجت کے لیے) درمیان میں ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو ان کے منہ سے نکلا مسطح ہلاک ہو جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے ان سے کہا یہ کیا بات ہوئی آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو وہ خاموش رہیں پھر انہیں دوبارہ ٹھوکر لگی تو انہوں نے پھر یہ کہا مسطح برباد ہو جائے تو میں نے ڈانٹا میں نے ان سے کہا اے امی جان آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو وہ خاموش رہیں پھر انہیں ٹھوکر لگی تو انہوں نے پھر یہ کہا مسطح برباد ہو جائے میں نے پھر انہیں ڈانٹا تو پھر میں نے ان سے کہا اے امی جان آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں اسے صرف تمہاری وجہ سے برا کہہ رہی ہوں میں نے دریافت کی میں نے کیا: کیا مطلب؟ تو انہوں نے سارا واقعہ مجھے سنایا میں نے کہا کیا ایسا ہو چکا ہے انہوں نے جواب دیا جی ہاں اللہ کی قسم میں اپنے گھر میں واپس آئی اور میں جس مقصد کے لیے باہر نکلی تھی اس کی مجھے ذرا بھی ضرورت نہ رہی پھر مجھے بخار ہو گیا میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی آپ ﷺ مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیں آپ ﷺ نے میرے ساتھ ایک لڑکا بھیج دیا میں جب (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے) گھر میں داخل ہوئی تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے مجھے نیچے تھیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اوپر قرآن پڑھ رہے تھے (والدہ نے) دریافت کیا بیٹی کیسے آئی ہو؟ تو میں نے ان کے سامنے پورا واقعہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا یہ لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے انہیں بھی اس سے بہت تکلیف ہوئی اسی طرح جیسے مجھے ہوئی تھی انہوں نے مجھ سے کہا میری بیٹی گھبرانا نہیں اللہ کی قسم جو بھی عورت اپنے شوہر کو اچھی لگتی ہو وہ مرد اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سونکیں بھی ہوں تو عورتیں اس سے حسد کرتی ہیں اور ایسی عورت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کا مطلب تھا کہ اس کا اتنا افسوس انہیں نہیں ہوا جتنا مجھے ہوا تھا میں نے دریافت کیا کیا میرے والد بھی اس بارے میں جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں میں نے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ بھی؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں اور اس پر مجھے اور زیادہ افسوس ہوا اور میں رونے لگی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن لی وہ اس وقت گھر کے اوپری حصے پر موجود تھے اور تلاوت کر رہے تھے وہ نیچے اترے انہوں نے میری والدہ سے دریافت کیا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کے بارے میں جو بات مشہور ہوئی ہے وہ اسے پتہ چل گئی ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے فرمایا اے میری بیٹی میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ تو میں واپس آ گئی نبی اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے آپ ﷺ نے میری خادمہ سے میرے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا مجھے ان میں صرف ایک عیب کا علم ہے کہ یہ صرف (آنا گوندھ کر) سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اس آٹے کو کھا جاتی ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ استعمال ہوا ہے) اس پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھی نے اس خادمہ کو ڈانٹا اور بولے تم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے سامنے سچی بات کہنے کو انہوں نے اس خادمہ کو برا بھلا کہا تو وہ خادمہ یہی بولی اللہ کی ذات پاک ہے اللہ کی قسم میں ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں وہی علم رکھتی ہوں جو سنار خالص اور سرخ سونے کے بارے میں رکھتا ہے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی) ہیں جن

صاحب کے بارے میں یہ الزام لگایا گیا جب ان تک یہ بات پہنچی تو وہ یہ بولے سبحان اللہ میں نے کبھی بھی کسی عورت کا ستر بے پردہ نہیں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بعد میں وہ صاحب اللہ کی راہ میں شہید ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اگلے دن میرے والدین میرے ہاں آ گئے اور وہ سارا دن میرے پاس رہے وہ میرے پاس ہی موجود تھے جب عصر کے بعد آپ ﷺ بھی تشریف لے آئے میرے والدین اس وقت میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر تم نے برائی کا ارتکاب کیا ہے یا اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو تم اللہ سے توبہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس دوران ایک انصاری عورت آ کر دروازے پر بیٹھ گئی وہ (اندر آنے کی اجازت کی طلبگارتھی) میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ کو اس عورت کا خیال نہیں ہے؟ کہ یہ کسی کو کہہ دے گی لیکن آپ ﷺ نے وعظ و نصیحت جاری رکھی تو میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے انہیں کہا آپ انہیں جواب دیں انہوں نے فرمایا میں کیا جواب دوں؟ میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے کہا آپ انہیں جواب دیں تو انہوں نے کہا میں کب جواب دوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ان دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا میں نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثناء بیان کی اور پھر میں نے کہا اللہ کی قسم اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہی ہوں تو آپ لوگوں کے سامنے یہ بات میرے لیے فائدہ مند نہیں ہوگی کیونکہ بات آپ لوگوں سے کی جا چکی ہے اور وہ آپ کے دلوں کے اندر اتر گئی ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا تو آپ لوگ کہیں گے تم نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے (میں نے کہا) اللہ کی قسم مجھے اپنے لیے اور آپ کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال ہی سمجھ آتی ہے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام لینا چاہا لیکن مجھے یاد نہیں آ سکا جو انہوں نے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے)

”تو ہی بہتر ہے اور تم لوگ جو کہہ رہے ہو اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد لی جاسکتی ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اسی دوران آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو ہم لوگ خاموش ہو گئے جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار واضح تھے آپ ﷺ نے اپنا پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت کا حکم نازل کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اس وقت شدید ترین غصے کی حالت میں تھی میرے والدین نے مجھ سے کہانی اکر م ﷺ کے سامنے (تعظیم کے طور پر کھڑی ہو جاؤ) تو میں نے کہا اللہ کی قسم میں ان کے لیے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ ہی میں ان کی تعریف کروں گی اور نہ ہی میں آپ دونوں کی تعریف کروں گی بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا ہے کیونکہ آپ لوگوں نے اس بات کو سن کر نہ اس کا انکار کیا نہ اسے روکنے کی کوشش کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جہاں تک زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا انہوں نے صحیح بات کہی لیکن جہاں تک ان کی بہن حمنہ کا تعلق ہے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل تھی اس بارے میں کلام کرنے والوں میں مسطح حسان بن ثابت اور منافق عبد اللہ بن ابی شامل تھے وہ اس بارے میں طرح طرح کی باتیں کیا کرتے

تھے اور ان سب میں وہی بنیادی شخص تھا جس نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس نے اور حمنہ نے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اب سطح کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”تم میں سے جو لوگ فضیلت اور گنجائش رکھتے ہیں وہ یہ ہرگز قسم نہ اٹھائیں۔“

اس سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس بات کی کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔

یہاں مراد سطح ہے (یہ آیت یہاں تک ہے)۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کر دے اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں اللہ کی قسم اے ہمارے پروردگار ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم ہماری مغفرت کر دے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سطح کے ساتھ وہی پہلے کا سلوک شروع کر دیا۔

واقعہ افک کا خلاصہ:

حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی المصطلق جس کو غزوہ مرہ سیح بھی کہا جاتا ہے سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ قیام فرمایا صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ جو خالی تھا اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس کے اندر ہی ہوں گی اور وہاں سے روانہ ہو گئے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گمشدہ ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا تو یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو تلاش کے لیے واپس آئیں گے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ آگے جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلے کی رہ جانے والی پیزیں سنبھال لیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم حجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا انہیں دیکھتے ہیں ان للہ... الخ پڑا اور سمجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا بے علمی میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہیں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل تھا مے پیدل چلتے قافلے کو جا ملے۔

منافقین نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح بعد میں اکیلے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ آتے دیکھا تو اس موقع کو غنیمت جانا اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ یہ تنہائی اور علیحدگی بے سبب نہیں اور یوں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مطعون کر دیا حالانکہ یہ دونوں حضرات ان باتوں سے یکسر بے خبر تھے بیض مخلص مسلمان بھی منافقین کے اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے مثلاً حضرت حسان بن ثابت مصطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

نبی کریم ﷺ پورے ایک ماہ تک جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے براءت نازل ہوئی سخت پریشان رہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شروع میں اس واقعہ کا علم ہی نہیں تھا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں اس کی ساری تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود بیان فرمائی ہے۔

سورۃ النور کی (آیات ۱۱-۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور بے گناہی کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں، اوپر زنا کی سزا

کے بعد تہمت زنا کی سزا کا بیان آیا ہے، یعنی اگر کسی پر زنا کا الزام لگایا جائے تو ضروری ہے کہ الزام لگانے والا اس کو چار عینی گواہوں سے ثابت کرے، ورنہ حد قذف کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے، ممکن ہے اس سزا کو کوئی زیادہ سمجھے، وہ کہے کہ کسی کو صرف ”زنا“ کہنے کی اتنی بڑی سزا کیسے مناسب ہے؟ اس لئے حد قذف کے بیان کے بعد تہمت زنا کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے، تاکہ یہ بات میں آجائے کہ زنا کی تہمت معمولی بات نہیں، یہ بہت سنگین جرم ہے، اور اس کی یہ سزا زیادہ نہیں، بلکہ واجب ہے۔

لعنات: ابنوا: یہ آبن سے ہے نصر ینصر اس کے معنی ہیں انہوں نے تہمت اور الزام لگایا۔ عثرت: مسطح کا پاؤں پھسل گیا اسے ٹھوکر لگ گئی۔ تعس: تباہ و برباد اور ہلاک ہو جائے۔ تسبیلن ابنک: تم اپنے بیٹے کو برا بھلا اور کئے رہی ہو۔ بقوت الی: اُم سطح نے پورا واقعہ افک میرے سامنے کھول کر بیان کیا۔ وعکت: (صیغہ مجہول) مجھے بخانا یا ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں ان کا نام زینب تھا۔ ما جاء بك یا بنیة: بیٹی کیسے آنا ہوا۔ لحد یبلغ منها مفع متی: اس بات نے میری ماں پر اتنا اثر نہ کیا جتنا کہ اس کا مجھ پر اثر ہوا تھا۔ خففی عليك الشأن: تم اپنے اوپر سوار نہ کرو یعنی حوصلہ رکھو پریشان نہ ہو گویا ان کی والدہ ان کو تسلی دے رہی ہیں کہ حاسدین ایسا کرتے رہتے ہیں۔ ذہل کو سوار نہ کرو۔ ضرائر: ضررہ کی جمع ہے: سوکنیں۔ استعبرت: میرے آنسو جاری ہو گئے میری آنکھیں اشک باریں۔ فاضت عینا: یہ بات سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہ پڑے۔ عجین: خمیرہ آنا۔ انتھرو: کو ڈانٹنا زبرد تو بیخ کیا اسے کوسا۔ حتی اسقطوا لها به: اس کے دو ترجمے کئے گئے ہیں: (۱) یہاں تک کہ بعض صحابہ نے اس خادمہ کو واقعہ افک کے بارے میں پوری تفصیل صراحت کے ساتھ بتائی۔ (۲) یہاں تک کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس باندی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براہ راست بیان کرنے کی وجہ سے برا بھلا بھی کہا اس میں لہجہ ضمیر خادمہ کی طرف لوٹ ما ہے اور بہ کی ضمیر حدیث کی طرف لوٹ رہی ہے مراد یہ ہے کہ بالحدیث الذی قالتہ عن براء عائشة رضی اللہ عنہا، یعنی اس باندی کی وجہ سے جو اس باندی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے بارے میں کہی۔

صائح: زرگر سار۔ ما کشف کشف کشف انشی قط: میں نے کبھی کسی عورت کے کپڑے کا کفارہ یعنی ستر نہیں کھولا یعنی حرام کا م زنا نہیں کیا۔ قد اکتنفی: مجھے گھیر رکھا تھا یعنی میرے والدین میرے آس پاس بیٹھے تھے۔ ان کنت فارقت سوا: اگر تم نے کسی برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ اشربت قلوبکم صیغہ مجہول) تمہارے دلوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے۔ باء تبه: اس نے اس بات کا اعتراف اور اقرار کر لیا۔ رفع عنہ صیغہ مجہول) آپ ﷺ سے وحی کی کیفیت زائل ہوئی۔ لا تبیین السرور: میں خوشی کے آثار محسوس کر رہی تھی۔ ابشری یا عائشہ رضی اللہ عنہا، تو خوش ہو جا تجھے بشارت ہو۔ لا غیر تموہ: نہ تم لوگوں نے اس بات کو تبدیل کرنے کی کوشش کی یعنی اس الزام کے خلاف جیسے آواز اٹھانی چاہئے تھی ویسی نہیں اٹھائی۔ عصمہا اللہ: اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا۔ یشتو شیدہ: عبد اللہ بن ابی منافق اس واقعہ سے متعلق لوگوں سے پوچھتا اور پھر اسے آگے پھیلاتا اور اسے موضوع سخن بناتا۔ الذی تولى کبره: وہ شخص جو اس واقعہ کے بڑے حصہ کا ذمہ دار بنا یعنی جو اس کا اصل سرغنہ اور لیڈر تھا۔

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے معاملہ میں تین کو حد قذف لگی

(۳۱۰۵) لَمَّا نَزَلَ عُنْدِي قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْيَمْنِ فَقَدْ تَكَرَّرَ ذَلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَأَمْرَاةٍ فَضُرِبُوا أَحَدَهُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میری برأت کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اس بات کا تذکرہ کیا قرآن کی (اس سے متعلق آیات کی تلاوت کی) جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت دو مردوں اور ایک عورت پر حد جاری کی گئی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے منبر سے وہ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائیں، پھر منبر سے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا، پس ان کو حد قذف لگائی گئی (دو مرد: حضرت حسان اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہما، اور ایک عورت: حضرت حمہ)۔

کیا عبداللہ بن ابی پر حد جاری کی گئی؟

(۱) رئیس المنافقین اس لئے بیچ گیا کہ وہ چالاک تھا، اس نے خود کچھ نہیں کہا تھا، دوسروں سے کہلوایا تھا۔
(۲) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کو سزا اس لیے نہیں دی گئی کہ اس کے لیے آخرت کے عذاب عظیم کو ہی کافی سمجھ لیا گیا اور مومنوں کو سزا دے کر دنیا میں ہی پاک کر دیا گیا۔

(۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اس منافق پر بھی آپ ﷺ نے حد جاری فرمائی ہے

حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ:

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے صحابی ہیں غزوہ خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے اور غزوہ مریسج ان کا پہلا غزوہ ہے جس میں انہوں نے شرکت کی انہی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما علمت علیہ الا خیرا (میں تو ان کے بارے میں خیر اور بھلائی ہی جانتا ہوں)۔

ان کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ ان کی وفات حضرت عمر کے دور خلافت میں ہوئی ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ یہ ۱۹ ہجری میں جہاد آرمینہ میں شہید ہوئے ہیں بعض حضرات نے سن وفات ۵۸ ہجری اور بعضوں نے ۶۰ ہجری بھی بتایا ہے۔ (الاصابة ۳/۳۵۶ حرف الصاد)

وَمِنْ سُورَةِ الْفُرْقَانِ

باب ۲۶۔ سورۃ الفرقان کی تفسیر

سورۃ الفرقان مکہ: سورۃ یس کے بعد ۲۲ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۵ نمبر پر ہے
ربط اسی: سورۃ نور میں فرمایا ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ (الایہ) مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم

میں اُجالا اور اسی سے سارا جہاں قائم ہے۔ اور سورۃ الفرقان میں فرمایا ﴿تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ...﴾ ایہ یعنی یہی نور تو حید حق باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی۔ توضیح کے لئے اللہ پاک نے فرقان نازل فرمایا۔

ربط معنوی: اب تک یہ بحث مکمل ہوئی اللہ پاک نے اولاد نہیں بنائی نائب نہیں ہے جیسے سورۃ کہف میں ہے ﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ اور نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی بھی ہوئی اب ترقی کر کے یہ مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ برکات دہندہ بھی رب کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (لہذا اس عقیدہ سے بھی غیر اللہ کو نہ پکارو)۔

خلاصہ: اس سورۃ میں تین ﴿تَبٰرَكَ﴾ آئے ہیں۔ پہلے دو تبارک میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہیں اور تیسرے تبارک کے بعد یہ ثابت کیا گیا کہ اُخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔
اپنا عقل اور سات دلائل نقلیہ دیئے گئے ہیں۔

- ① ﴿الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ﴾ برکات دہندہ وہی ذات ہے جس نے فیصلہ کن کتاب اُتاری۔
- ② ﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ ایہ برکات دہندہ وہی ذات ہے جو آسمانوں زمینوں کا مالک ہے۔
- ③ ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ...﴾ ایہ برکات دہندہ وہ ذات ہے جو خالقِ عالم ہے۔
- ④ ﴿وَالَّتِي أُخِذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهًا...﴾ ایہ برکات دہندہ غیر اللہ نہیں بلکہ وہ ذات ہے جو خالقِ عالم اور موت و حیات کا مالک ہے۔
- ⑤ ﴿قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ ایہ اس کتاب کو اُتارنے والی ذات آسمانوں زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو جانتی ہے لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرے تَبٰرَكَ میں چھ دلائل عقلیہ بیان کیے ہیں رکوع نمبر ۵ میں۔

6/1 ﴿أَلَمْ تَدْرِ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ...﴾ ایہ جب سائے کا بڑھنا گھٹنا اللہ پاک کے اختیار میں ہے تو پھر برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

7/2 ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ...﴾ ایہ یہ دن رات کی آمد و رفت جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

8/3 ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيِّنَ...﴾ ایہ جب رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارشیں اور بخر زمین کو آباد کرنے والی یہ سب اللہ پاک کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

9/4 ﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ...﴾ ایہ جب دو مختلف الذائقہ بلا حائل اکٹھے چلتے ہیں اللہ پاک کے حکم سے آپس میں ملتے نہیں یہ انسانی عقول کو حیران کر دینے والی بات جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

10/5 ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا...﴾ ایہ وہ ذات جس نے پانی کے ایک قطرہ سے بشر کو پیدا کیا اور پھر آپس میں رشتے منسلک کر دیئے۔ یہ ایسی کارِ یگری جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

11/6 ﴿الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ...﴾ ایہ آسمانوں زمینوں کی تخلیق جب اللہ نے کی ہے تو برکات دہندہ بھی اللہ پاک ہی کی ذات ہے۔

نوٹ: اسی تَبٰرَكَ میں سات دلائل نقلیہ بھی بیان ہوئے ہیں (رکوع 4 میں)۔

(۱) ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ..... الْآيَةَ﴾

(۲) ﴿وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا... الْآيَةَ﴾

دلیل نقلی (۳) تا (۶) ﴿وَعَادًا وَثَمُودَ... تَا... وَكُلًّا تَبَرْنَا تَنْبِيْرًا ۝﴾

⑦ ﴿وَلَقَدْ آتَوْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ... الْآيَةَ﴾

تیسرے تبار میں دودلائل عقلیہ بیان ہوئے ہیں۔

⑧ ﴿تَبَرْنَا الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا... الْآيَةَ﴾

12/1 ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ... الْآيَةَ﴾ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہیں اسی طرح آخرت کی برکات بھی

اسی کے قبضہ میں ہیں چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آ رہا ہے۔ آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ آگے نیک بندوں کی صفات کا تذکرہ ہے۔ گویا اس تبارک میں پہلی دودنیاوی برکات پر دلیل دے کر پھر ساتھ ہی نیک لوگوں کی صفات کا تذکرہ کر کے ربط جوڑا کہ دنیا و آخرت کی برکات اللہ کی طرف سے ہیں اور ان نیک لوگوں کو جو برکات آخرت میں ملیں گی وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوں گی۔

13/2 ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا إِفْكُ إِفْتَرَاهُ... الْآيَةَ﴾ مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ

تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد ﷺ کا خود ساختہ ہے۔ ﴿وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ﴾

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ (ضلالت) کے سات بار ذکر ہونے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے لفظ برکت کے تین بار ذکر ہونے پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں چھ بار لفظ ”لا“ کے ذکر پر لرد الشریک ﴿لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا﴾۔

ترتیب وار تین بڑے گناہوں کا تذکرہ

(۳۱۰۶) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ

أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ أَنْ تَزْنِي بِمَحَلِيلَةٍ جَارِكَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

(۳۱۰۷) سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ

أَجْلِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ أَوْ مِنْ طَعَامِكَ وَأَنْ تَزْنِي بِمَحَلِيلَةٍ جَارِكَ قَالَ وَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَمًا يُضَاعَفْ لَهُ

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُخْلَدُ فِيهِ مَهَانًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) تمہارے کھانے میں سے کھائے گی اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور کسی ایسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور وہ زنا نہیں کرتے جو شخص ایسا کرے گا وہ گناہ تک پہنچے گا اور اس کو قیامت کے دن دگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ رسوائی کے ساتھ اس میں ہمیشہ رہے گا۔“

سورۃ الفرقان (آیت ۶۸) میں تین کبیرہ گناہوں کا تذکرہ آیا ہے: یہ تین گناہ ترتیب دار ہیں، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الشَّعَرَاءِ

باب ۲۷: سورۃ الشعراء کی تفسیر

سورۃ الشعراء مکہ: سورۃ الواقعہ کے بعد ۴۷ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۲۶ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ الفرقان میں فرمایا ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ﴾ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا ﴿وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ یعنی دعویٰ تبارک کی توضیح و تفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں بلکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک کے لئے دلائل عقلیہ بیان کئے لیکن دلائل نقلیہ ضمناً انتہائی اجمال کے ساتھ آئے۔ اب اس سورۃ میں دلائل نقلیہ کا بیان تفصیلاً ہوگا۔ (جواہر، نظم)

سورۃ فرقان کے آخر میں کہا دعوت الی التوحید ہو جانے کے باوجود تم نے تکذیب کی تو اب عذاب خداوندی کا انتظار کرو ﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ اب اس سورۃ میں عذاب دنیوی کے نمونے بیان ہوئے کہ مکذبین کو ہم نے کیسے ہلاک کیا۔ اس سورۃ کی ابتداء میں بھی مشرکین کے رد کا ذکر ہے ﴿فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ﴾ (جواہر، نظم)

خلاصہ: ﴿يَنذُرُكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْبَيِّنَاتِ﴾ تمہید مع ترغیب ہے ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ﴾ آنحضرت ﷺ کے لئے تسلی ہے۔

دعویٰ توحید پر ایک دلیل عقلی اور سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی و نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب ہے۔

دلیل عقلی: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْآرِضِ... الْآيَةِ﴾ زمین کو کیسے سرسبز و شاداب کیا۔

دلائل نقلیہ: ① حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ... الْآيَةِ﴾

② حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ﴿وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ إِبْرَاهِيمَ...﴾

- ③ حضرت نوح علیہ السلام سے ﴿كَذَّابَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾
 ④ حضرت ہود علیہ السلام سے ﴿كَذَّابَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ﴾
 قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہیں دے کر بھیجا گیا۔
 ⑤ حضرت صالح علیہ السلام سے ﴿كَذَّابَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ﴾ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔
 ⑥ حضرت لوط علیہ السلام سے ﴿كَذَّابَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ﴾
 ⑦ ﴿كَذَّابَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ﴾
دلیل وحی: ﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
 آخر میں پھر نقلی دلیلیں:

- دلیل نقلی ① ﴿وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾
 دلیل نقلی ② ﴿أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ﴾

شبہات اور ان کے جوابات:

- ① شبہ یہ تھا کہ محمد ﷺ کے پاس جن آتے ہیں جو انہیں سکھا جاتے ہیں؟
جواب: ﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ قرآنی قوانین شیاطین کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاء اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔
 ② شبہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہیں؟

جواب: ﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ اور ان کے تابعدار صراط مستقیم پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا ﷺ کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ گمراہ نہیں ہیں۔

خلاصہ: از نیلوی شاہ صاحب رحمہ اللہ: پھر اسی نفی شرک برکتی پر نقلی دلائل بھی بسط کے ساتھ سناد دیئے تاکہ یہ لوگ ماضی کے واقعات سن کر تدبر اور غور و فکر کریں اور ظلمات سے نکل نور کی طرف آئیں اور اپنے مرعوبہ معبودوں کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔
امتیازات: از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے پانچ مرتبہ ﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ کے بیان پر۔
 ② سورۃ متاہے آٹھ مرتبہ ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا﴾ کے بیان پر۔

تبلیغ پہلے نزدیک کے لوگوں کو کی جائے

(۳۱۰۸) قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد المطلب کی صاحبزادی صفیہ اے محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ اے عبد المطلب کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے حوالے سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال میں سے تم جو چاہو مانگ سکتے ہو۔

(۳۱۰۹) لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ انْقُذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ انْقُذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ انْقُذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ انْقُذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ انْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكَ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِنَّ لَكَ رَجَسًا بَلَّهَا بِلَالُهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

”تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“

تو آپ ﷺ نے قریش کو اکٹھا کیا اور ان کے ہر خاص و عام فرد کو بلایا اور فرمایا۔ اے قریش کے گروہ تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر تمہارے بارے میں کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں اے عبد مناف کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے لیے کسی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اے قصی کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے بارے میں کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں اے عبد المطلب کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے بارے میں کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں اے محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے لیے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں میری تمہارے ساتھ رشتے داری ہے جس کا فائدہ میں تمہیں پہنچاؤں گا۔

(۳۱۱۰) قَالَ لَمَّا نَزَلَ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ فَرَفَعَ مِنْ صَوْتِهِ فَقَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا صَبَا حَاةُ.

ترجمہ: اشعری بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“

تو آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور بلند آواز میں فرمایا۔ ”اے عبد مناف کی اولاد خطرہ ہے۔“ سورۃ الشعراء (آیت ۲۱۴) ہے: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ یعنی آپ ﷺ پہلے اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیں، دعوت و تبلیغ کا یہی اصول ہے، پہلے نزدیک کے لوگوں کو دین پہنچانا چاہئے، ان کا دُروں سے زیادہ حق ہے، پھر درجہ بدرجہ تمام لوگوں پر دین کی محنت کی جائے، اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں بھی اس ترتیب کا خیال رکھنا چاہئے۔

وَمِنْ سُورَةِ النَّملِ

باب ۲۸: سورة النمل کی تفسیر

سورة النمل مکيه: سورة الشعراء کے بعد ۴۸ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۲۷ نمبر پر ہے۔

ربط الہی: سورة الفرقان میں فرمایا: یہ دعویٰ توحید حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے پھر سورة الشعراء میں فرمایا: یہ شاعری نہیں بلکہ منزل من اللہ ہے اب سورة النمل میں بیان ہوگا کہ اس بات میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو:

﴿يَا أَيُّهَا النَّملُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِطَنَّكُمْ سُلَيْمَنٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ٥٠﴾ (النمل: ۱۸)

چیونٹی نے کہا اے چیونٹیاں! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں لاعلمی میں روند نہ ڈالیں کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے ﴿وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہ تھے۔

ربط معنوی: سورة النمل کا ماقبل سے معنوی ربط یہ ہے سورة الفرقان میں دعویٰ تبارک پر زیادہ عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورة الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورة النمل کے چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا، چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہیں۔

خلاصہ: چار واقعات: ① ﴿إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِيهِ... تا... فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ٥١﴾۔ یہ پہلا واقعہ ہے اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان نہ تھے۔

② ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا... تا... وَأَسَلْتُمُوعَ سُلَيْمَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥٢﴾۔ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ مہد کے غائب ہونے کی وجہ سے۔ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب دان نہ تھے عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

③ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَاحِبًا... تا... وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ٥٣﴾۔ یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعویٰ کی دوسری علت بیان کی گئی ہے حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچالیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

④ ﴿وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ... تا... فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ٥٤﴾۔ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مؤمنین کو بچالیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ علی سمیل غیر لطف نشر مرتب کے طور پر۔ یہ تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دو قسموں سے معلوم ہوا کہ صفات کارساز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبرداروں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے

اور حاجات میں صرف اُسی کو پکارنا چاہیے۔ برکات دہندہ اللہ ہی ہیں اس پر پانچ نقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلائل: ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ... الْآيَةُ﴾

﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا... الْآيَةُ﴾

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاكَ... الْآيَةُ﴾

یہ مقصودی دلیل ہے جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہذا مصائب و حاجات میں صرف اُسی کو پکارنا چاہیے ﴿أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ... الْآيَةُ﴾ ﴿أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ... الْآيَةُ﴾ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ... الْآيَةُ﴾ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعویٰ پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ... الْآيَةُ﴾ یہ لف نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

آخر میں ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

دلیل عقلی اول: عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ... الْآيَةُ﴾

دلیل عقلی دوم: یعنی متصرف و مختار کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں ﴿أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا آلِيلَ... الْآيَةُ﴾

لہذا برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس کے درمیان میں ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ کے ذکر پر۔

② سورۃ ممتاز ہے پانچ مرتبہ لفظ ﴿عَالَهُ مَعَ اللَّهِ﴾ پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے چیونٹی کے مسئلہ توحید بیان کرنے پر۔ چیونٹی کا یہ عقیدہ تھا کہ سلمان غیب نہیں جانتے بے شعوری میں کچل نہ ڈالیں۔

قیامت کے قریب زمین سے ایک جانور نکلے گا

(۳۱۱) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوسَى فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتُخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِأَلْحَاتِيمِ حَتَّىٰ إِنَّ أَهْلَ الْخَوَانِ لَيَجْتَبِعُونَ فَيَقُولُ هَا هَا يَا مُؤْمِنُ وَيُقَالُ هَا هَا يَا كَافِرُ وَيَقُولُ هَذَا يَا مُؤْمِنُ وَيَقُولُ هَذَا يَا كَافِرُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی۔ (قیامت سے پہلے) ایک جانور نکلے گا جس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا وہ اس کے ذریعے مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا یہاں تک کہ لوگ ایک دسترخوان پر اکٹھے ہوں گے تو کوئی شخص (اس واضح نشانی کی وجہ سے کہے گا) اے مومن اور کہا جائے گا اے کافر مومن یہ کہے گا اے کافر اور کافر یہ کہے گا اے مومن۔

سورة النمل کی (آیت ۸۲) ہے۔ یا جوج و ما جوج کی طرح دابة الارض کے بارے میں بھی بہت سے رطب و یابس اقوال اور روایات تفسیر میں ہیں، مگر معتبر روایات سے بس اتنا ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے مکہ کا ایک پہاڑ پھٹے گا، اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا لوگوں کو بتائے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے، اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے مکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا۔

وَمِنْ سُورَةِ الْقَصَصِ

باب ۲۹ سورة القصص کی تفسیر

سورة القصص مکیہ: سورة النمل کے ۲۹ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۸ نمبر پر ہے۔ ربط اسی: ربط یہ ہے کہ سورة النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا جا چکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔ ربط معنوی: سورة النمل تک دعویٰ تبارک کے لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور علتیں بیان ہو چکی، اب اس سورة میں کہا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کے بیان پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور شجاعت سے مسئلہ بیان کرنا۔ (نظم الدرر)۔ خلاصہ: یہ سورة حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل از نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے قبیلعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ واقعہ موسیٰ علیہ السلام اجمالاً اور تفصیلاً مذکور ہے۔

﴿نَتْلُوْا عَلَیْكَ... تا... مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝۱﴾ کہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد ﴿وَ اَوْحَیْنَا اِلَیْ اُمِّ مُوْسٰی... تا... وَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ ۝۲﴾ (ع ۳)۔ میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔ امر اول: ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ... الایہ﴾ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم: ﴿اِنَّا رَاٰوْهُ اِلَیْكَ... الایہ﴾ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعے سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔

امر سوم: ﴿وَ جَاۤءُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ... الایہ﴾ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ علیہ السلام کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم: ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَیْ فَلَئِنْ اُكُوْنَ ظٰلِمًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ... الایہ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم: ﴿وَ قَالَ مُوْسٰی رَبِّیْ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاۤءَ بِالْهُدٰی... الایہ﴾ قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہو گا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم: ﴿وَ هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ... الایہ﴾ اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق

ہیں۔

عقلی دلائل: اس کے بعد دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلائل مذکور ہیں۔

① ﴿وَدَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ...﴾ (الایہ) سب کچھ جب اللہ کی چاہت سے ہوتا ہے اور ہے بھی سب کچھ اسی کے اختیار میں تو پھر برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی ہے۔

② ﴿وَدَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ...﴾ (الایہ) عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعاء ہے۔
 ثمرہ دلائل مذکورہ: ﴿وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ...﴾ (الایہ) یہ مذکورہ دونوں کا ثمرہ ہے۔ جب عالم الغیب، مختار کل وہ ہے تو پکار کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم: ③ ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الِئِلَ سِرْمَدًا...﴾ (الایہ)
 ④ ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الِئِلَ سِرْمَدًا...﴾ (الایہ) یہ نظام شمسی دن اور رات کی آمد و رفت اسی کے اختیار میں ہے۔
 ⑤ یہ دراصل تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کا بالاجمال اعادہ ہے ﴿وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ الِئِلَ وَالنَّهَارَ...﴾ (الایہ)
 اللہ پاک نے اپنی رحمت سے دن اور رات بنایا رات آرام کے لئے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

ایک نقلی دلیل، از علماء اہل کتاب ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ...﴾ (الایہ)

نوٹ: آخری رکوع میں علی سبیل غیر لفظ نثر مرتب چھ امور کا تذکرہ ہے جو کہ پہلے چھ امور پر مقرر ہیں۔

امتيازات: سورة ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کے علاوہ دوسری عورتوں کے دودھ پینے سے انکار پر۔ سورة ممتاز ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا بھیڑوں کو پانی پلانے پر۔ سورة ممتاز ہے قارون کے خزانوں پر ﴿إِنْ مَفَاتِحُ لَنْتُنَّوْا بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ...﴾ (الایہ) جس کے خزانوں کی چابیاں بہت بڑی طاقت و جماعت اٹھاتی تھی اس کے خزانوں کے کیا کہنے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں راہ پر لاویں

(۳۱۲) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبِيهِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ أَنْ مَا يُحِبُّهُ عَلَيْهِ الْجَزْعُ لَا قَرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا (جناب ابو طالب) سے یہ فرمایا: آپ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں میں اس کی وجہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں گواہی دوں گا تو انہوں نے کہا اگر مجھے قریش کے بارے میں یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ بعد میں یہ کہیں گے میں نے موت کے خوف کی وجہ سے یہ کہا ہے تو میں یہ کلمہ پڑھ کے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

”تم جسے چاہتے ہو اسے ہدایت نہیں دیتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔“

وَمِنْ سُورَةِ الْعَنْكَبُوتِ

باب ۳۰۔ سورۃ العنکبوت کی تفسیر

سورۃ العنکبوت مکیہ: سورۃ الروم کے بعد ۸۵ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۹ نمبر ہے۔
 ربط اسی: سابقہ سورۃ میں موسیٰ علیہ السلام کے (القصص) قصے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر کسی قدر تکالیف اٹھائیں۔ اور اب فرمایا کہ غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جال جس مکڑی کا گھر اُسے سردی، گرمی اور طوفان، باد و باران سے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات سے کام نہیں آسکتی۔
 ربط معنوی: اب یہ بیان ہوا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اس کی دو علتیں بیان ہوئیں متصرف و کار ساز اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور سورۃ القصص میں بتایا گیا کہ پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ: سورۃ العنکبوت میں تین دعوے مذکور ہیں پہلے دو خصوصی اور ایک عمومی۔

① مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔

② مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔

اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور بعد والے چار دوسرے دعوے پر لطف نشر مرتب کے طور پر۔

دعویٰ توحید ہے جو سورۃ کے درمیان میں مذکور ہے اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کار ساز نہیں ہے۔ اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔ ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

مرکزی دعویٰ: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا... تَا... وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَلِيمُونَ ۝﴾

دلائل عقلیہ: ﴿خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ... الْآيَةُ﴾ زمینوں آسمانوں کی پیدائش وہ اللہ تعالیٰ ہی کرنے والے ہیں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

□ علی سبیل الاعتراف من الخصم: ﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَن خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ... الْآيَةُ﴾ آیت میں مذکور اشیاء کے خالق کے بارے میں پوچھا جائے کہ کو کون ہے تو کہیں گے۔ اللہ

③ ﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ... الْآيَةُ﴾ رزاق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

④ علی سبیل الاعتراف من الخصم: ﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَن نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً... الْآيَةُ﴾ بارش اُتارنے والی ذات اور بنجر زمین کو آباد کرنے والی ذات کے بارے میں پوچھا جائے کہ کون ہے تو کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ

دلیل وحی: ﴿أَنزَلْنَا مَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاقِمِ الصَّلَاةَ... الْآيَةُ﴾

دلیل نقلی: از مؤمنین اہل کتاب: ﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ...﴾ (آیہ)

امتیازات: از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے عنکبوت پر ﴿إِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنَكَبُوتِ﴾ (آیت ۴۱)

② سورۃ ممتاز ہے نماز کا بے حیائی اور منکر کاموں سے روکنے پر۔ ان الفاظ سے۔

③ ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ سورۃ ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دلانے پر ﴿فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ﴾

۱۔ اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں

(۳۱۱۳) قَالَ أُنْزِلَتْ فِي أَرْبَعِ آيَاتٍ فَذَكَرَ قِصَّةً وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللَّهُ بِالْبِرِّ وَاللَّهُ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَمُوتَ أَوْ تَكْفُرَ قَالَ فَكُلُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُطْعِمُوا هَذَا شَجَرٌ وَافَاهَا فَذَكَرَتْ هَذِهِ الْآيَةَ (وَوَضِعْنَا الْإِنْسَانَ بَوَالِدَيْهِ حَسَنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي) الْآيَةَ.

ترجمہ: مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں انہوں نے پورا قصہ ذکر کیا ہے (جس میں یہ مذکور ہے)۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ نے یہ کہا تھا کیا (اللہ تعالیٰ نے) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اللہ کی قسم جب تک تم دوبارہ کفر اختیار نہیں کرتے اس وقت تک میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی راوی بیان کرتے ہیں جب لوگ انہیں کچھ کھلانے کی کوشش کرتے تھے تو زبردستی ان کا منہ کھولتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ تمہیں مجبور کرنے کی کوشش کریں کہ تم کسی کو میرا شریک ٹھہراؤ۔“

سورۃ العنکبوت (آیت ۸) اور سورۃ لقمان (آیت ۱۵) میں یہ مضمون ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے، لیکن اگر وہ اولاد پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو ان کی اطاعت جائز نہیں، اور حدیث میں قاعدہ کلیہ ہے: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق: کسی بھی مخلوق کی بات ماننا جائز نہیں، خالق تعالیٰ کی نافرمانی والے کام میں، مثلاً وہ کہے کہ نماز مت پڑھ، روزہ مت رکھ، کسی کو ناحق قتل کر تو اس کی اطاعت جائز نہیں۔

۲۔ لوط علیہ السلام کی قوم اپنی محفلوں میں نامعقول حرکتیں کرتی تھی

(۳۱۱۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرَ) قَالَ كَانُوا يَخْذِفُونَ أَهْلَ الْأَرْضِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بیان کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور تم اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو۔

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) وہ لوگ زمین والوں پر کنکریاں پھینکا کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔
سورۃ العنکبوت (آیت ۲۹) میں قوم لوط علیہم السلام کے منکرات کے تذکرہ میں ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ

باب ۳۱۔ سورۃ الروم کی تفسیر

سورۃ الروم مکیہ: سورۃ الانشقاق کے بعد ۸۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۰ نمبر پر ہے۔
ربط امی: عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدہ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

ربط معنوی: سورۃ عنکبوت میں فرمایا: ﴿أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ یعنی صرف زبان سے آمنا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔
سورۃ روم میں فرمایا: ﴿وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِخُ الْمُؤْمِنُونَ﴾ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورۃ کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورۃ میں تین بار ذکر کیا گیا۔

① ﴿يَنْصُرِ اللَّهُ﴾ ② ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ③ ﴿إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ﴾

خلاصہ: مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا ﴿فَسُبْحَنَّ اللَّهَ...﴾ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ اس مضمون کو دوسرے انداز میں دوبار اور بھی ذکر کیا۔

① ﴿فَأَقْمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾ (آیت ۳۰)

② ﴿فَأَقْمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَدِيمِ﴾ (آیت ۴۳) مسلمانوں کا غلبہ مشرکین پر مبنی بر توحید ہے اس لئے اس سورۃ میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں سے مدلل اور واضح کیا گیا۔

تیرہ دلائل عقلیہ: مثال آٹھ دلیلوں کے بعد مذکور ہے۔

① ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ...﴾ (آیت ۱۵) مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطاء کرنا یہ اللہ تعالیٰ ہی کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

② ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا﴾ انسانوں کی جنس ہی میں آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا یہ اللہ پاک کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

- ③ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ الایہ... آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنا انسانوں کی زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا۔
- ④ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ...﴾ الایہ... رات آرام کے لئے اور دن رزق کی تلاش کے لئے بنادیا ہے۔
- ⑤ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا...﴾ الایہ... یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اُتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔
- ⑥ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ...﴾ الایہ... آسمان و زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی اللہ تعالیٰ ہی زندہ کریں گے۔
- ⑦ ﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ الایہ... سارا نظام کائنات اُسی کے تصرف میں ہے۔
- ⑧ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ...﴾ الایہ... یہ ساری کائنات کو ابتداء اُسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى۔ یہ ماقبل تمام دلائل کا حاصل ہے۔ جب یہ تمام صفات اسی کی ہیں جو آٹھ دلائل میں بیان ہوئی تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ بھی اور نہیں ہے۔
- مثال: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے دیگر تصرفات میں شریک نہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور اولیائے کرام جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ غلام اور عبیہ ہیں اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے۔
- ﴿بَلِ السَّاعِ الْآتِيْنَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ﴾ مسئلہ توحید تو واضح ہو گیا لیکن شرک محض نفسانی خواہشات کی وجہ سے نہیں انکاری ہیں۔
- ⑨ ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ...﴾ الایہ... رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔
- ﴿فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَسْكِينَ...﴾ الایہ... سے دفع عذاب کے لئے اُمورِ خلاش کا بیان: (۱) شرک نہ کرو۔ اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں ہے (۲) ظلم نہ کرو۔ (۳) احسان کرو۔ ان اُمور کا ذکر ان آیات میں مذکور ہے۔
- ⑩ ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُعِيْشُكُمْ...﴾ الایہ... جب خالق و رزاق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزمومہ معبودوں میں کوئی ان صفات میں کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔
- ⑪ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيحَ مُبَشِّرَاتٍ وَ لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهِ...﴾ الایہ... جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا اور برکات دہندہ ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔
- ⑫ ﴿اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا...﴾ الایہ... جب اللہ پاک ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر ادھر لے جاتے ہیں جہاں چاہتے ہیں بارش برساتے ہیں ویران زمینوں کو آباد کرتے ہیں۔ تو سمجھ لو حاجت روا مشکل کشا برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

③ ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ...﴾ (الایہ) اللہ تعالیٰ ہی سب کے خالق ہیں اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گزار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے خاوند اور بیویوں کے درمیان دو الفاظ کے ذکر سے (مَوَدَّةٌ اور رَحْمَةٌ) ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾

② سورۃ ممتاز ہے پانچ نمازوں کی فرضیت پر ﴿فَسُبْحَنَّ اللَّهُ جِئْنَا نُسُّونَ وَجِئْنَا نُصْبِحُونَ﴾ ③ وَلَهُ الْحَدُّ فِي السَّهْوِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَجِئْنَا نُظْهِرُونَ ﴿

تفصیل: نُسُّونَ۔ جس وقت تم شام کرتے ہو۔ اس سے عصر اور مغرب کی نماز مراد ہے۔
نُصْبِحُونَ۔ صبح کی نماز مراد ہے۔ عَشِيًّا: عشاء کی نماز۔ نُظْهِرُونَ: ظہر کی نماز مراد ہے۔

۱۔ غلبت کی قراءت صحیح نہیں

(۳۱۱۵) أَنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي مُنَاحِبَةٍ (الْمَغْلِبَةِ الرُّومِ) أَلَا احْتَضَطْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ الْبِضْعَ مَا بَيْنَ ثَلَاثٍ إِلَى تِسْعٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سورہ روم کے نزول کے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے ابو بکر تم نے شرط لگانے میں زیادہ وقت کیوں نہیں رکھا کیونکہ لفظ (بضع) تین سے لے کر نو تک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ سورۃ الروم کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے۔

۲۔ سورۃ الروم کی شروع کی آیتوں کا شان نزول

(۳۱۱۶) لَمَّا كَانَ يَوْمٌ بَدَرَ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ فَأَحْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَوَلَّى (الْمَغْلِبَةِ الرُّومِ) إِلَى قَوْلِهِ (يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ) قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو رومی اہل فارس پر غالب آ گئے یہ بات اہل ایمان کو بہت اچھی لگی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”الم رومی مغلوب ہو گئے۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اہل ایمان اللہ کی مدد سے خوش ہوئے۔“

راوی بیان کرتے ہیں رومیوں کے ایرانیوں پر غالب آنے کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہوئے تھے۔

(۳۱۱۷) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (الْمَغْلِبَةِ الرُّومِ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ) قَالَ غَلِبَتْ وَغَلَبَتْ كَانَ الْمَشْرِقُ كُونَ يُجِبُونَ أَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ فَارِسٍ عَلَى الرُّومِ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ الْأَوْتَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُجِبُونَ أَنْ يَظْهَرَ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَمَّا إِنَّهُمْ سَيَغْلِبُونَ فَذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ أَجَلًا فَإِنْ ظَهَرَ تَأْكَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَإِنْ ظَهَرْنَا تُمْ

كَانَ لَكُمْ كَذًا وَكَذَا فَجَعَلَ أَجَلًا خَمْسَ سِنِينَ فَلَمْ يَظْهَرُوا فَادَّكَّرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَلَا جَعَلْتَهُ إِلَى دُونَ
قَالَ أَرَأَاهُ الْعَشْرَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَالْبِضْعُ مَا دُونَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّومُ بَعْدُ قَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
(الْمَغْلِبَتِ الرُّومُ) إِلَى قَوْلِهِ (وَيَوْمَ مِئْدٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ) قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَنَّهُمْ
ظَهَرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

تو جمعہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ الم رومی مغلوب ہو گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں اسے غلبت بھی پڑھا جاسکتا ہے اور غلبت بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ مشرکین کو یہ بات پسند تھی کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں اس کی وجہ یہ تھی ایرانی اور مشرکین دونوں بت پرست تھے جبکہ مسلمانوں کو یہ بات پسند تھی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ رومی بھی اہل کتاب تھے مشرکین نے اس کا تذکرہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ (رومی) عنقریب غالب آجائیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ مشرکین کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کوئی مدت مقرر کر لیں اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں یہ ملے گا اور اگر آپ غالب آ گئے تو آپ کو یہ کچھ ملے گا (یعنی آپ شر لگالیں) تو انہوں نے اس کی مدت پانچ سال مقرر کی اس دوران رومی غالب نہیں آئے انہوں نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسے آخری حد تک کیوں نہیں مقرر کیا راوی بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے حدیث میں دس کے الفاظ ہیں۔ ابوسعید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے عربی زبان میں لفظ بضع کا مطلب دس سے کم (یعنی ۹) تک ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں اس کے رومی غالب آئے راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے الم رومی مغلوب ہو گئے۔ یہ آیت یہاں تک ہے: اللہ کی مدد کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہو گئے وہ جسے چاہتا ہے اس کی مدد کرتا ہے۔

(۳۱۱۸) لَمَّا نَزَلَتْ (الْمَغْلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ) فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَفِي ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى (وَيَوْمَ مِئْدٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ) وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسٍ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيُسُوًّا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمَانٍ بِنَبِيِّهِمْ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ الْآيَةَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ (الْمَغْلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ) قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَا بِي بَدْرٍ فَذَلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ رَعْمَ صَاحِبِكِ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِي بَضْعِ سِنِينَ أَفَلَا تَرَاهُنَّكَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ بَلَى وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانِ وَقَالُوا لَا بِي بَكْرٍ كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعَ ثَلَاثَ سِنِينَ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ فَسَمِعَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهَى إِلَيْهِ قَالَ فَسَمِعُوا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ قَالَ فَمَضَتْ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ رَهْنِ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ فَغَابَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْبِيَةً سِتَّ سِنِينَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي بَضْعِ سِنِينَ وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذَلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ.

تَرْجُمَتُہَا: حضرت نیا رب بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: ”الم رومی مغلوب ہو گئے زمین کے کچھ حصے میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب آجائیں گے کچھ ہی برسوں میں۔“

راوی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت اہل فارس رومیوں پر غالب آچکے تھے اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی غالب ہوں کیونکہ مسلمان اور رومی دونوں اہل کتاب تھے اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہوئے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے۔

قریش یہ چاہتے تھے کہ ایرانی غالب رہیں ایرانی اور قریش اہل کتاب نہیں تھے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے نواحی علاقہ میں بلند آواز میں یہ آیت پڑھی۔
”الم رومی مغلوب ہو گئے ہیں زمین کے کچھ حصے میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند ہی برسوں میں۔“

تو کچھ قریشیوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمارے ساتھ شرط لگالیں آپ کے آقا نے یہ کہا ہے رومی عنقریب چند برسوں کے اندر ایرانیوں پر غالب آجائیں گے تو کیوں نہ ہم اس بارے میں شرط لگالیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے راوی بیان کرتے ہیں یہ شرط حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے شرط لگالی انہوں نے شرط کا معاوضہ طے کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کتنا عرصہ مقرر کرتے ہیں کیونکہ عربی زبان میں لفظ بضع تین سال سے لے کر نو سال کے لیے استعمال ہوتا ہے تو آپ ہمارے اور اپنے درمیان اس کا درمیانی حصہ آخری حد مقرر کر لیں راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے چھ سال کی مدت مقرر کر لی راوی بیان کرتے ہیں جب چھ سال گزر گئے اور اہل روم غالب نہیں آئے تو مشرکین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شرط کا طے شدہ حصہ وصول کر لیا جب ساتواں سال شروع ہوا تو اہل روم ایرانیوں پر غالب آ گئے تو چند مسلمانوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا آپ نے چھ سال کا عرصہ کیوں مقرر کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بضع بیان فرمایا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

جزیرۃ العرب سے لگی ہوئی دو بھاری حکومتیں:

روم و فارس تھیں، یہ حکومتیں اس وقت کی دو سپر پاور تھیں، ان میں مدت دراز سے آپس میں ٹکر چلی آرہی تھی، ۶۰۲ ع سے ۶۱۴ ع کے بعد تک ان میں حریفانہ نبرد آزمائی کا سلسلہ جاری رہا، نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ۵۷۰ ع میں ہوئی ہے، اور بعثت ۶۱۰ ع میں، آپ ﷺ کی بعثت کے بعد روم اور فارس میں مقام اذرعات و بصری کے درمیان لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہو گئے، خسرو پرویز نے رومن امپائر کو مہلک اور فیصلہ کن شکست دیدی، شام، مصر اور ایشیائے کوچک سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے، اور رومی اپنے دار السلطنت میں پناہ گیزیں ہونے پر مجبور ہو گئے، جب یہ خبر مکہ مکرمہ پہنچی تو مشرکوں نے بغلیں بجائیں، وہ مسلمانوں سے کہنے لگے: تم اور رومی اہل کتاب ہو، اور ہم اور فارسی ہم مشرب ہیں، پس روم پر فارس کا غالب آنا ہمارے لئے نیک فال ہے ہم بھی تم پر غالب آئیں گے۔ اس پر سورۃ الروم کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں، جن میں پیشین گوئی کی گئی کہ نو سال کے اندر اندر رومی

فارسیوں پر غالب آجائیں گے، مگر حالات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بات ناممکن ہے، لیکن مسلمانوں کا اللہ کے وعدے پر یقین تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیات سنیں جن میں اللہ نے یہ اعلان کر دیا کہ بے شک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ضرور ہو گئے ہیں لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب ہو جائیں گے اور غالب مغلوب غالب ہو جائیں گے تو، مکہ کے اطراف اور مشرکین کی مجلسوں اور بازار میں جا کر اس کا اعلان کیا کہ تمہیں خوش ہونے کی کوئی ضرورت نہیں چند ہی سالوں میں روم پھر فارس پر غالب آجائیں گے مشرکین مکہ میں سے ابی بن خلف نے ان کا مقابلہ کیا اور کہنے لگا کہ تم جھوٹ بولتے ہو ایسا نہیں ہو سکتا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے اور اس کے ساتھ سوا دنٹ کی شرط لگائی (اس وقت تک شرط لگانے کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں تمہیں سوا دنٹ دوں گا ورنہ اسی قدر دنٹ تم مجھ کو دو گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے بضع سنین کی مدت کچھ کم مقرر کی تھی نبی کریم ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو فرمایا کہ بضع کا لفظ تین سے دس تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے تم نے پانچ سال کی مدت کم رکھی ہے اس میں اضافہ کر لو چنانچہ آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس مدت میں اضافہ کر دیا اور پھر ایسا ہی ہوا کہ رومی نو سال کی مدت کے اندر اندر یعنی ساتویں سال دوبارہ فارس پر غالب آ گئے جس سے یقیناً مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

رومیوں کو یہ فتح عین اس وقت ہوئی جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ حاصل ہوا اور مسلمان اپنی فتح پر خوش ہو رہے تھے اس وقت امیہ بن خلف مرچکا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے وارثوں سے اپنی شرط کے مطابق سوا دنٹیوں کا مطالبہ کیا چنانچہ انہوں نے وہ اونٹنیاں انہیں دے دیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان تمام کو صدقہ کر دو ان کا استعمال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے گو کہ جائز تھا لیکن پسندیدہ نہیں تھا اس لیے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

لعنات: ظہرت الروم: روم غالب آ گئے۔ فی ادنی الارض: نزدیک کی زمین پر ملتے ہوئے ملک میں ایک قریب کے موقع میں اس سے ارض روم کے وہ علاقے مراد ہیں جو سر زمین عرب کے قریب تر ہیں یعنی ملک شام کے دوشہر اذرعات اور بصری جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔ **الاجعلته الی دون: راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس کے ساتھ لفظ "العشر" یعنی "۱۰" الی دون العشر،** ہے تم نے اس مدت کو دس سال کے قریب کیوں نہیں مقرر کیا۔ **مناحبہ: آپس میں شرط لگانا۔** **الاحتطت: آپ نے احتیاط نہیں کیا** قاہرین غالب تھے۔ **لا ایمان ببعث: وہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔** **یصیح: بلند آواز سے پڑھنے لگے۔** **نواحی مکہ: مکہ مکرمہ کے اطراف** خرج ابو بکر نکلے یعنی گھومنے لگے۔ **افلا تراھنک: کیا ہم آپ کے ساتھ شرط نہ لگالیں؟** **تحریم الرھان: شرط کو حرام قرار دینا** ارھن: شرط لگائی۔ **تواضعو: سب نے اتفاق کیا۔** **رھان: شرط لگانا۔** **شرط وسطا: درمیانی مدت۔** **تنتھی الیہ: جس مدت پر آپ پہنچ جائیں۔**

وَمِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ

باب ۳۲۔ سورہ لقمان کی تفسیر

سورۃ لقمان مکہ سورۃ الصف کے بعد ۵۸ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۱ نمبر پر ہے ربط اسی: سورۃ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دے دیا جائے گا۔ سورۃ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

ربط معنوی: سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورۃ میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی۔ گویا یہ سورۃ روم کے لئے بمنزلہ تہہ ہے۔

خلاصہ: دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل آٹھ عقلی دلیلیں ذکر کیں۔ پانچویں اور آٹھویں دلیل عقلی میں خدا تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اور باقی دلائل میں خدا تعالیٰ کا کارساز ہونا بیان ہوا۔ اور دلائل کے دو ٹوٹے بھی ذکر کئے۔

① تیسری عقلی دلیل کے بعد۔ ② چھٹی عقلی دلیل کے بعد۔

نقلی دلیل: ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ①﴾

عقلی دلیل اول: ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... تَا... فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ②﴾

کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں: زمین و آسمان کا پیدا کرنا، زمین پر پہاڑ بنادینا، چوپاؤں کو زمین میں پھیلانا، آسمان سے پانی اُتارنا، زمین میں جوڑا جوڑا اُگانا یہ سب اللہ پاک کی کاریگری ہے۔ غیر اللہ نے کیا پیدا کیا وہ دکھاؤ۔ ظالم مشرک کھلی گمراہی میں ہیں۔

② ﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ... تَا... وَلَا كَيْتَبٌ مُنِيرٌ ③﴾ زمین و آسمان میں تسخیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسی نے اپنی ظاہری، باطنی نعمتوں کو پورا کیا اور جھگڑالو لوگوں کے پاس کوئی عقلی، وحی، نقلی نہیں ہے۔

③ ﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَن خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ... تَا... لَا يَعْلَمُونَ ④﴾ یہ علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ زمین و آسمان کے خالق کے بارے میں پوچھیں تو خود اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہیں۔

اسی آیت میں ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ سے شمرہ دلائل اجمالاً مذکور ہے۔

④ ﴿لِلَّهِ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ... الْآيَةُ﴾ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اللہ ہی کے لئے ہے اللہ پاک غنی ہیں تعریفیں کئے ہوئے ہیں ہر وقت تعریفیں ہو رہی ہیں۔

⑤ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَّا فِي الْأَرْضِ... تَا... إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ⑥﴾ نفی علم غیب پر روئے زمین پر تمام درخت قلمیں بن جائیں سات سمندر سہا بن جائیں پھر بھی اللہ پاک کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

⑥ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُوَلِّجُ الْبَيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ النَّهَارَ... تَا... وَ أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ⑦﴾ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ یہ شمرہ دلائل ہے تفصیلاً۔

⑦ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ...﴾ الآية ﴿اللَّهُ تَعَالَى هِيَ مَحْضُ ابْنِ مَهْرَبَانِي سَے دَرِیَاؤں اور سَمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتے ہیں۔

⑧ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ...﴾ الآية ﴿نَفْیِ شَرِکِ عِلْمِ پَر۔ پانچ چیزوں کا عِلْمُ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں پانچ چیزوں کے بیان پر جن اللہ تعالیٰ ہی عالم ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ...﴾ الآية

② سورۃ ممتاز ہے لقمان حکیم کا اپنے بیٹے کو بارہ اوامر اور نو اہی پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے تمام درختوں کے قلموں اور سات دریاؤں پر ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمْدُءُ...﴾ الآية

اللہ سے غافل کرنے والی باتیں

(۳۱۱۹) قَالَ لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوا هُنَّ وَلَا تَعْلَمُوهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَتَمْنَهُنَّ حَرَامٌ وَفِي مِثْلِ هَذَا أُتِرْتُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ يَشْتَرِي لَهَا الْحَدِيثُ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں گانے بجانے والی کنیزوں کی خرید و فروخت نہ کرو اور نہ ہی کنیز کو گانا بجانا سکھاؤ کیونکہ ان کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے اور ایسی کنیزوں کی قیمت حرام ہے۔ اسی طرح کی صورت حال کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اور بعض لوگ وہی ہیں جو کھیل کود کی چیزوں کو خرید لیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کر دیں۔ سورہ لقمان (آیت ۶) میں نیکو کاروں کے تذکرے کے بعد بدکاروں کا ذکر ہے:

آیت کا شان نزول:

قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهَا الْحَدِيثَ﴾ کے شان نزول کے بارے میں ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا وہ ملک فارس سے شاہان عجم کسری وغیرہ تاریخی قصے خرید کر لایا اور مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد ﷺ تم لوگوں کو قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں یہ لوگ اس کے قصے شوق و رغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی محنت اٹھانی پڑے صرف مزے دار قسم کہانیاں اور ہسٹریاں تھیں ان کی وجہ سے بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلام الہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ مل گیا۔

قرآن مجید کی اس آیت میں ابو الحدیث سے جس طرح شاہان عجم کے قصے کہانیاں یا گانے والی لونڈی مراد ہے اسی طرح اس سے گانا بجانا اس کا ساز و سامان اور آلات ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز مراد ہے جو انسانوں کو خیر اور نیکی کے کاموں سے غافل کر دے اس میں قصے کہانیاں افسانے ڈرامے ناول اور جنسی لٹریچر رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور

جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور ریڈیو، فلمیں وغیرہ بھی اور اگر موبائل، انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کو خلاف شرع مناظر دیکھنے یا ناجائز کاموں میں استعمال کیا جائے تو پھر یہ بھی اسی لہو میں داخل ہوں گے۔

وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ

باب ۳۳۔ سورۃ السجدۃ کی تفسیر

سورۃ السجدۃ مکیہ

سورۃ المؤمنون کے بعد ۸۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۳ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ لقمان میں حضرت لقمان حکیم کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے: ﴿يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ٥﴾ لقمان حکیم نے بیٹے کو نصیحت کی شرک نہ کرنا رب کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھنا کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۃ سجدہ میں فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا...﴾ (الآیۃ) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ تعالیٰ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو شفع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۃ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں شفع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا ناجائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

نوٹ: اس ربط کو دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے چوتھے حصے کے لئے یہ بطور مقدمہ الجیش کے ہے اس لئے کہ چوتھے حصے میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے اور اس سورۃ میں نفی شفع غالب دونوں ایک ہی صفت کی نفی ہیں از غیر اللہ۔

خلاصہ: اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعت قہری کی نفی ہے، مسئلہ توحید پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔

دلیل عقلی اول: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ...﴾ (الآیۃ) یہ نفی شفاعت قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے ﴿مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ...﴾ (الآیۃ) یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفع غالب ہے۔

دلیل نقلی از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ...﴾ (الآیۃ) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔

دلیل عقلی: ﴿أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ...﴾ (الآیۃ) اس دلیل سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیات نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح مردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ اللہ پاک نے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کا تذکرہ کسی کے ذہن میں نہیں آتا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ...﴾ سورۃ ممتاز ہے ﴿مَثْنَىٰ هَذَا الْفَتْحُ...﴾ الایۃ پر۔

۱۔ وہ لوگ جن کے پہلو خواہاں ہوں سے علیحدہ رہتے ہیں

(۳۱۲۰) اَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ (تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) نَزَلَتْ فِي انْتِظَارِ الصَّلَاةِ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ آیت۔

”ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں۔ یہ آیت اس نماز کے بارے میں نازل ہوئی جسے شام کی نماز کہا جاتا ہے (یعنی عشاء کی نماز)۔“

سورۃ السجدۃ (آیت ۱۶) میں اعلیٰ درجہ کے مؤمنین کے تذکرہ میں ہے: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾: ان کے پہلو خواہاں ہوں سے علیحدہ۔ اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں آئی ہیں۔

۲۔ اعلیٰ درجہ کے جنتیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

(۳۱۲۱) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں پتہ چلا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال بھی نہیں آیا اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں (ان الفاظ میں موجود ہے)۔

کوئی شخص یہ نہیں جانتا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے؟ جو اس چیز کی جزا ہوگی جو وہ عمل کرتے تھے۔

(۳۱۲۲) إِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ رَبَّهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ أَيْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَدْنَىٰ مَنْزِلَةٍ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي بَعْدَ مَا يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ كَيْفَ ادْخُلُ وَقَدْ نَزَلُوا مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذًا بِهِمْ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَىٰ أَنْ يَكُونَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ قَدْ رَضِيتُ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَيَقُولُ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ هَذَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهِ فَيَقُولُ رَضِيتُ أَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَعَ هَذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ.

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے برسر مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا انہوں نے سوال کیا اے میرے پروردگار جنت میں سب سے کم مرتبہ کس کا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص کا ہوگا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا اور اسے کہا جائے گا اب تم اندر داخل ہو جاؤ تو وہ کہے گا میں اس کے اندر کیسے داخل ہو سکتا ہوں؟ جبکہ سب لوگوں نے اپنا گھر اور اپنے حصے کی جگہ کو حاصل کر لیا ہے تو اسے کہا جائے گا

کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تمہیں وہ کچھ دیا جائے جو دنیا کے کسی بھی بادشاہ کے پاس ہوتا تھا تو وہ کہے گا جی ہاں میں راضی ہوں اس سے کہا جائے گا تمہیں یہ ملا اور اس کی مانند مزید ملا تو وہ کہے گا میں راضی ہو گیا میرے پروردگار تو اسے کہا جائے گا تمہیں یہ ملا اور اس کا دس گنا مزید ملا تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں راضی ہو گیا تو اسے کہا جائے گا اس کے ساتھ جو تمہارے نفس کی خواہش ہو اور جو تمہاری آنکھوں کو اچھا لگے وہ بھی (تمہارا ہوا)۔

سورۃ السجدہ کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ پس نہیں جانتا کوئی شخص وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان (اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں) کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے، یہ ان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہے!

وَمِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ

باب ۳۴۔ سورۃ الاحزاب کی تفسیر

سورۃ الاحزاب مدنیہ

سورۃ ال عمران کے بعد ۹۰ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۳ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ سجدہ میں فرمایا ﴿مَا لَكُمْ مِّن دُونِهِ مَن وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں بیان کیا گیا کہ شفیع قہری کوئی، اب اس سورۃ میں کہا جاتا ہے کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں کہ کم از کم ہمارے معبودوں کو شفیع مان لو صلح ہو جائے گی لیکن تم نرمی اختیار نہ کرنا۔ کسی کے شفیع کہنے سے کوئی شفیع نہیں بن جاتا، جیسے کسی کو بیٹا کہہ دینے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بنا جاتا یا کسی کو ماں کہہ دینے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دوفروع میں۔ اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ فروعی خرابیاں یہ تھیں۔

اول: وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے۔

دوم: اپنے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے تھے اور متبنیٰ کی وفات یا تطلق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔ اصل مقصود تو عقیدہ شریکۃ یعنی شفاعت تہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسوں کو ذکر بطور نظیر ہے۔

حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنالینے سے ہو حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ...﴾ میں حضور ﷺ کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کی اتباع کا حکم دیا گیا ﴿وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمْ آئِينَ﴾ میں نظیر اول مذکور ہے ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ﴾ میں دوسری نظیر کا ذکر ہے۔ اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور ﷺ

کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مبہا فرمادیے۔ پہلے حضور ﷺ کی قریبی رشتہ دار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے متنبی زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاندن بیوی کی نہ بن آئی۔ حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے عمل سے جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور ﷺ کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا امکان تھا کہ خود حضور ﷺ کے دل میں خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس (۱۹) احکام نازل فرمادیے۔ آٹھ رسول اللہ ﷺ کے لئے، نو (۹) مومنین کے لئے اور دو (۲) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ ﷺ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر ﷺ کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھنا۔

اے ازواجِ پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر ﷺ کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور سوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تحریفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں ﴿التَّيْبَتِ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَلْفُسِهِمْ...﴾ الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر ﷺ نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ ﷺ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ ﷺ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی مانیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ...﴾ الخ یہ آنحضرت ﷺ سے پہلا خطاب ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا...﴾ الخ (۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصرا و مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سرو سامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناسازگاری اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی۔ اس واقعہ کی تفصیلات ﴿إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ﴾ (ع ۲) سے ﴿وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا﴾ (ع ۳) تک میں مذکور ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ...﴾ الخ (ع ۴) یہ آنحضرت ﷺ سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے جسالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر ﷺ کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا

فرمائے گا ﴿يُنْسَاءَ النَّبِيِّ...﴾ الخ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہلا خطاب ہے۔ اے ازواج پیغمبر! اگر تم سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دو گنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی اسے دوہرا اجر دوں گا۔ ﴿يُنْسَاءَ النَّبِيِّ...﴾ الخ یہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواج پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس ﴿وَإِذْ تَقُولُ...﴾ الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں باقی رکھے اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورت حال یہ تھی اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ ﷺ خود اس سے نکاح کر لیں لیکن آپ ﷺ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کریں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ خود آپ ﷺ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔ ﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ...﴾ الخ یہ آنحضرت ﷺ سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

﴿مَا كَانَ مُحْتَدًا...﴾ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لہذا آپ ﷺ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ ﷺ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحیت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُورُوا نِعْمَةً مِّنَ اللَّهِ...﴾ الخ یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ...﴾ الخ یہ آنحضرت ﷺ سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پروا نہ کریں ﴿وَلَا تَطْعَمُ الْكُفْرِينَ...﴾ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ...﴾ الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین: اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (ﷺ) کا نکاح کر دیا کیونکہ غیر مدخول بہا تھیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ...﴾ الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ...﴾ الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین: ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے

گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ...﴾ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین: ایمان والو! میرے پیغمبر (ﷺ) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا اور مسئلہ حق واضح کر دیا۔ اس لئے تم آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپ ﷺ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ...﴾ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تحریفِ اخروی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ...﴾ الخ (۸ع) حضور ﷺ سے ساتواں خطاب: پیغمبر ﷺ کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مؤمنین عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے ﴿لَئِنْ لَّمْ يَكْتُمُوا...﴾ الخ یہ منافقین پر زجر اور تحریفِ دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیئے جائیں گے۔

﴿يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ...﴾ الخ یہ تحریفِ اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا...﴾ الخ (۹ع) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ پیغمبر ﷺ کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ...﴾ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تحریف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کے لفظ پر۔

② سورۃ ممتاز ہے نبی ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح پر اللہ پاک نے عرشوں پر خود کیا ﴿ذَوُّ جَنَّتْهَا...﴾ الایہ

۱۔ جاہلیت کی تین غلط باتیں

(۳۱۲۳) قَالَ قُلْنَا لِبَنِي عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ) مَا عَلَىٰ بِذَلِكَ قَالَ قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ مَا يَصْلِيْ فَخَطَرَ خَطَرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَهُ أَلَا تَرَىٰ أَنَّ لَهُ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَّعَكُمْ وَقَلْبًا مَّعَهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ)۔

ترجمہ: قابوس بن ابوظہیر نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس سے کیا مراد ہے؟

”اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔“

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے آپ ﷺ کو کوئی خیال آیا (اس کی طرف توجہ کی وجہ سے آپ ﷺ نماز بھول گئے) تو منافقین جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے یہ کہا کیا تم لوگوں نے غور کیا؟ ان صاحب کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل ان لوگوں کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل کی۔ ”اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دودل نہیں بنائے۔“
سورۃ الاحزاب (آیت ۴) میں جاہلیت کی تین غلط باتوں کی تردید ہے۔

۲۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ بات سچ کر دکھلائی جس کا انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

(۳۱۲۴) قَالَ عَمِّيْ اَنْسُ بِنُ النَّظْرِ سُمِّيَتْ بِهٖ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَبُرَ عَلَيَّ فَقَالَ اَوَّلَ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيْبَتْ عَنْهُ اَمَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ اَرَانِي اللّٰهُ مَشْهَدًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَمَّا بَعْدَ لَيْرَيْنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ قَالَ فَهَابُ اَنْ يَقُوْلَ غَيْرَهَا فَشَهِدَ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ مِّنَ الْعَامِ الْقَابِلِ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو اَيْنَ قَالَ وَاِهَالِ رِيْحِ الْجَنَّةِ اَجِدُهَا دُوْنَ اُحُدٍ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُوِيَ جَدُّ فِيْ جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ بَنِيْ صَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمِيَتْ فَقَالَتْ عَمَّتِيْ الرُّبَيْعُ بِنْتُ النَّظْرِ فَمَا عَرَفْتُ اَخِيْ اِلَّا بِبَنَانِهِ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْاَيَةُ (رَجُلًا صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيْلًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے چچا حضرت انس بن نصر رضی اللہ عنہ جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا وہ غزوہ بدر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں میرے لیے یہ بات بڑی قابلِ افسوس تھی یہ وہ پہلی جنگ تھی جس میں آپ ﷺ شریک ہوئے اور میں اس میں شریک نہیں ہوا اللہ کی قسم اب اگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کر دے گا جو میں کروں گا انہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پھر وہ آپ ﷺ کے ساتھ اگلے سال غزوہ احد میں شریک ہوئے ان کی ملاقات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ بولے اے ابو عمرو کہاں کا ارادہ ہے؟ تو حضرت انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ اس طرف احد کے دوسری جانب سے مجھے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر انہوں نے جنگ میں شرکت کی اور شہید ہو گئے ان کے جسم میں اسی سے زیادہ زخموں کے نشان تھے میری پھوپھی ربیع بنت نصر نے کہا میں نے اپنے بھائی کو صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو سچ ثابت کیا ان میں سے بعض اپنی نذر کو پورا کر چکے ہیں کچھ انتظار کر رہے ہیں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(۳۱۲۵) اَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ غَيْبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْرِ كَيْنَ لَئِنْ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالًا لِلْمُسْرِ كَيْنَ لَئِنْ اللّٰهُ كَيْفَ اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ اُحُدٍ اُنْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْرِ كَيْنَ وَاعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي اَصْحَابَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِيْهٖ سَعْدٌ فَقَالَ يَا اَخِيْ مَا فَعَلْتَ اَنَا مَعَكَ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَصْنَعَ مَا صَنَعَ قُوْجِدَ فِيْهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ صَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَرَمِيَتْ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُوْلُ فِيْهِ وَفِيْ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ (مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ) قَالَ يَزِيْدُ يَعْنِي هَذِهِ الْاَيَةُ.

دوران میں مسجد کے دروازے سے اندر آیا میں نے اس وقت بہتر لباس پہنا ہوا تھا جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ جس نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تھا جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کر لیا؟ تو اس شخص نے عرض کی میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا یہ (طلحہ) ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا حضرت طلحہ بن عبید اللہ قریشی تیبی رضی اللہ عنہ: عشرہ مبشرہ میں سے، آٹھ سابقین اسلام میں سے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پانچ اسلام قبول کرنے والوں میں سے، اور چھ اصحاب شوری (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے لئے نامزد کردہ لوگوں) میں سے ہیں۔ جنگ بدر کے موقع پر آپ تجارت کے لئے چام گئے ہوئے تھے، مگر نبی ﷺ ان کو جنگ بدر کی غنیمت میں اور اجر و ثواب میں حصہ دار بنالیا تھا، پھر جنگ احد میں آپ نے شرکت فرمائی، اور اس میں بڑا کارنامہ انجام دیا، وہ نبی ﷺ کیلئے ڈھال بنے رہے، اور اپنے ہاتھ سے تیر روکتے رہے، یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ شل ہو گیا۔ نبی ﷺ نے درج ذیل واقعہ میں ان کو (من قضی نحبہ) کا مصداق قرار دیا ہے، معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنے والے ہوی حضرات نہیں ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے، بلکہ جنہوں نے ڈٹ کر جنگ لڑی وہ بھی آیت کا مصداق ہیں، اگرچہ وہ جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔

لعنات: کبر علیہ: ان پر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونا بڑا شاق گزرا۔ لئن ارانی اللہ: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا ہاب ڈر گئے خوفزدہ ہو گئے۔ قال: واھا الریح الجحنة: انس بن نصر خود ہی بول پڑے قبل اس کے کہ حضرت سعد ان کی بات کا جواب دیں جنت کی خوشبو کتنی اچھی ہے وہ کتنی اچھی ہے کس قدر خوب ہے۔ اجدھا دون احد من: اُحد پہاڑ کے دامن میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ ضربة: تلوار کی چوٹ تلوار کی مار۔ طعنة: نیزہ لگنے کا نشان رمیہ تیر لگنے کا نشان۔ بنان: انگلیوں کے پورے۔ من قضی نحبہ: بعض نے اپنے عہد اور منت کو پورا کر لیا۔ لئن اللہ اشھدنی: اس میں لام برائے تاکید اور ان شرطیہ ہے اصل عبارت اس طرح ہے۔ لئن اشھدنی اللہ: اگر اللہ تعالیٰ مجھے حاضر کریں موقع دیں۔ انکشف المسلمون: مسلمان کھل گئے یعنی شکست کھا گئے۔ ابرا الیک: میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں براہ راست کا اظہار کرتا ہوں۔ ہما جاء به هو لاء المشرکون: اس چیز سے جیسے یہ مشرک لائے ہیں یعنی حضور ﷺ سے جنگ کرنا۔ واعتذر الیک: میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک ایسے شہید کو دیکھ لے جو زمین پر چل رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے جنگ جمل میں مروان نے انہیں تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں ایسا لگا کہ ان کا خون بند نہ ہوا اور اسی میں وہ جمادی الاول ۳۶ھ میں شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۲ سال تھی اور بصرہ میں ہی انہیں دفن کیا گیا امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کے مناقب میں مذکورہ روایات ذکر کی ہیں۔ (الاصابة ۳، ۴۳۰)

۴۔ نبی ﷺ کا ازواج کو اختیار دینا، اور ازواج کا آپ ﷺ کو اختیار کرنا

(۳۱۲۸) قَالَتْ لَهَا أَمْرٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ آزْوَاجِهِ بَدَأِي فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَا كِرْلِكَ أَمْرٌ أَفَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَيْ لَمْ يَكُونَا لِيَا مَرَأِي بِفَرَا قَهُ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ إِنَّ كُنْتُمْ تُدْرِكُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ) حَتَّى بَلَغَ

(لِلْمُحْسَنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ) فَقُلْتُ فِي آيٍ هَذَا اسْتَأْمِرُ أَبُوئِي فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْذَّرَ الْآخِرَةَ وَفَعَلَ
أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ ﷺ نے مجھ سے پہلے کی آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ میں تمہارے سامنے ایک معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے نبی اکرم ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت نہیں کریں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو اگر تم لوگ دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ۔
آپ ﷺ نے یہ آیت یہاں تک پڑھی۔ تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لیے عظیم اجر ہے۔
(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی میں اللہ اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) نبی اکرم ﷺ کی دیگر ازواج نے بھی ویسا ہی کیا جو میں نے کیا تھا۔

سورة الاحزاب (آیات ۲۸، ۲۹) میں ہے۔

شان نزول: بنو نضیر اور بنو قریظہ کی فتوحات کے بعد آنحضرت ﷺ کی آمدنی بڑھ گئی تھی، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس وقت یہ خیال ہوا کہ اب ہمیں مزید نفقہ ملنا چاہئے، چنانچہ سب ازواج نے مل کر نبی ﷺ کے سامنے اپنا یہ مطالبہ رکھا، آپ ﷺ کو اس سے بڑا رنج ہوا، کیونکہ آمدنی ضرور بڑھی تھی مگر ساتھ ہی مسلمانوں کی ضروریات بھی بڑھی تھیں، اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا تھا، اور نو مسلموں کی معاشی کفالت حکومت کی ذمہ داری تھی، علاوہ ازیں: اللہ نے اپنے حبیب کے لئے جو معیار زندگی پسند فرمایا تھا: اس سے بھی یہ مطالبہ میل نہیں کھاتا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک گھر میں تشریف نہیں لے جائیں گے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمادی جس میں ازواج کو اختیار دینے کا ذکر ہے جس کی تفصیل ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش و آرام کو اختیار نہیں کیا اس وقت آپ ﷺ کے عقد میں نو بیویاں تھیں پانچ قریش میں سے تھیں حضرت عائشہ حفصہ، ام حبیبہ سودہ ام سلمہ اور چار ان کے علاوہ تھیں یعنی حضرت صفیہ میمونہ زینب اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن۔ اور سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کا حکم سنایا، انھوں نے اللہ و رسول کی مرضی کو اختیار کیا، پھر سب ازواج نے ایسا ہی کیا، اور سب نے دنیا کے عیش و عشرت کا خیال دل سے نکال ڈالا۔

۵۔ چہارتن کی اہل البیت میں شمولیت

(۳۱۲۹) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (لَمَّا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلَى خَلْفِ ظَهْرِهَا فَجَلَّلَهُ

بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ أَنْتِ عَلَى مَكَانِكَ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ.

ترجمہ: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے سوتیلے صاحبزادے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ ”اے اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔“ نبی اکرم ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں اپنی چادر میں لے لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی پشت کے پیچھے تھے آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں لیا پھر فرمایا: ”اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے۔“ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنا مقام ہے تم بھلائی کی جگہ پر ہو۔

(۳۱۳۰) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ الصَّلَاةُ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا چھ ماہ تک یہ معمول رہا آپ ﷺ فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے جاتے ہوئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو یہ فرماتے تھے۔ اے اہل بیت نماز کا (وقت) ہو گیا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔“

چهارتن یعنی حضرات فاطمہ، حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم کی اہل البیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے، اہل البیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک رائج یہ ہے کہ اہل بیت میں دونوں ہی داخل ہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تو اس قرآنی آیت کی وجہ سے اور داماد اور اولاد یعنی حضرت علی، فاطمہ اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ان روایات کی رو سے جو صحیح سند سے ثابت ہیں جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں چادر میں لے کر فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں ہر قسم کی گندگی اور آلودگی سے دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے۔ (روح المعانی ۱۲، ۱۳)

انک علی مکانک وانت علی خیر۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ہی ہو کیونکہ تم تو اہل بیت ہی ہو لہذا تمہیں چادر کے نیچے آنے کی ضرورت نہیں کہ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں یہی مطلب رائج ہے۔ کیونکہ سورۃ الاحزاب میں آیات تخییر کے بعد پانچ آیتوں میں ازواج ہی کے لئے مختلف ہدایات، نصائح اور فضائل بیان ہوئے ہیں، اور ان کے درمیان میں یہ آیت آئی ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

”اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح سے پاک صاف کرے۔“

اہل البیت میں الف لام عہدی ہے، اور مراد نبی ﷺ کا گھر ہے، اور آپ ﷺ کے گھر والوں سے مراد آپ ﷺ کی ازواج

ہیں، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ پورے رکوع میں خطاب ازواج ہی سے ہے، اور سورۃ ہود رکوع ۷ میں بھی اہل البیت سے حضرت سارہ علیہ السلام مراد ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ تھیں۔ مگر آیت عام ہے، کیونکہ عنکم اور یطہرکم میں مذکر ضمیریں استعمال ہوئی ہیں، اس لئے نزول آیت کے ساتھ ہی نبی ﷺ نے چارتن کو ایک کھل میں لے کر دعا کی،، الہی! یہ بھی میرے گھروالے ہیں،، یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جیسا کہ دوسری حدیث میں آپ کا چارتن کو اہل البیت سے خطاب فرمانا مروی ہے۔

۶۔ متنبی کی بیوی سے نکاح کے سلسلہ کی آیتوں کا شان نزول

(۳۱۳۱) قَالَتْ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكُنْتُمْ هَذِهِ الْأَيَّةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ) يَعْنِي بِالإِسْلَامِ (وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) يَعْنِي بِالْعِتْقِ فَأَعْتَقْتَهُ (أَمْسِكَ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ) إِلَى قَوْلِهِ (وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا) وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوا تَزَوَّجَ حَلِيلَةَ ابْنِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (مَا كَانَ مُحْتَدًا) أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَبْنَاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ فَلَيْتَ حَتَّى صَارَ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ) فَلَانِ مَوْلَى فَلَانٍ وَفَلَانٍ أَخُو فَلَانٍ (هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ) يَعْنِي أَعْدَلُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اگر نبی اکرم ﷺ نے وحی میں سے کوئی چیز چھپانی ہوتی تو آپ ﷺ اس آیت کو چھپاتے۔ اور جب تم نے اس شخص سے یہ کہا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا تھا اور تم نے بھی احسان کیا تھا۔

(نبی اکرم ﷺ کا احسان یہ تھا) کہ آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس چیز کو پوشیدہ رکھتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دینا تھا اور تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اس خاتون کے ساتھ شادی کی تو لوگوں نے کہا انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی شخص کے والد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ان صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا جب وہ چھوٹے تھے اس کے بعد یہی صورت حال رہی یہاں تک کہ وہ بڑے ہو گئے اور انہیں زید بن محمد کہا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے (اس مسئلے کے بارے میں) یہ حکم نازل کیا۔

”تم ایسے لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کے حوالے سے بلاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ انصاف کے زیادہ قریب ہے اگر تمہیں

ان لوگوں کے حقیقی باپ کے بارے میں علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے آزاد کردہ غلام ہیں۔“

(یہ کہنا فلاں فلاں کا آزاد کردہ غلام ہے فلاں فلاں کا (دینی بھائی ہے) یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ قریب

(۳۱۳۲) لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَأَمَّا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكُنْتُمْ هَذِهِ الْآيَةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) الْآيَةَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے اگر کسی چیز کو چھپانا ہوتا تو آپ ﷺ اس آیت کو چھپاتے۔
”اور جب تم نے اس شخص سے یہ کہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا اور تم نے بھی اس پر انعام کیا تھا۔“

(۳۱۳۳) قَالَ مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ ابْنِ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ ابْنِ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ (ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں پہلے ہم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کا یہ حکم نازل ہوا۔

”تم ایسے لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کے حوالے سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ قریب ہے۔“

(۳۱۳۴) عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ) قَالَ مَا كَانَ لِيَعِيشَ لَهُ فِيكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ.

ترجمہ: عامر شعبی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی شخص کے والد نہیں ہیں۔ شعبی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے ان کا کوئی بھی بیٹا تمہارے درمیان زندہ نہیں رہا۔“

(۳۱۳۶) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ) فِي شَأْنِ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ جَاءَ زَيْدٌ يُشْكُوهُمْ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَأْمَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أُمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”تم اپنے من میں اس چیز کو چھپاتے رکھتے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور تم لوگوں سے ڈر گئے تھے۔“

یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ان کی شکایت کرتے ہوئے انہیں طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور آپ ﷺ سے مشورہ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے الفاظ قرآن میں یوں استعمال ہوئے۔ ”تم اپنی بیوی کو روکے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔“

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قبیلہ کعب کے تھے۔ ادھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا باپ حارثہ اپنے بیٹے کے فراق میں تڑپتا تھا، وہ برابر حضرت زید کو تلاش کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک سال حج کے موقع پر زید کے قبیلہ کے کچھ لوگوں نے زید کو منیٰ میں نبی ﷺ کے ساتھ دیکھا اور پہچان لیا۔ انھوں نے جا کر حارثہ کو اطلاع دی، وہ اپنے بھائی کے ساتھ زرفدیہ لے کر مکہ آیا اور نبی ﷺ سے ملا اور درخواست کی کہ آپ ﷺ زرفدیہ لے کر زید کو آزاد کر دیں، نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے بہتر بات پیش کروں؟ حارثہ نے کہا:

ضرور، آپ نے زید کو بلایا، اور پوچھا: ان لوگوں کو جانتے ہو؟ زید نے کہا: ہاں جانتا ہوں، یہ میرے ابا ہیں اور یہ میرے چچا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہیں لینے آئے ہیں، اب تمہیں اختیار ہے، چاہو تو میرے ساتھ رہو اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ حضرت زید نے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، اس پر آپ ﷺ نے خوش ہو کر زید کو کعبہ کے پاس حطیم میں لے جا کر اعلان عام کیا کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے، چنانچہ ان کے باپ اور چچا خوش ہو کر لوٹ گئے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بھی احسان ہے اور حضور ﷺ کا بھی اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان یہ تھا کہ انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچایا اور اسلام لانے کی توفیق دی یہاں تک کہ یہ ان چار خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے اور نبی کریم ﷺ کے ان پر احسان اور انعام کی تفصیل یہ ہے کہ یہ آٹھ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال میں گئے ہوئے تھے۔ وہاں قبیلہ قین کے لوگوں نے حملہ کر کے انہیں غلام بنالیا اور عکاظ کے میلے میں جا کر حضرت حکیم بن حزام کے ہاتھ بیچ دیا انہوں نے یہ غلام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اس کے بعد جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ کے پیش کر دیا اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی:

ان کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے ان کے علاوہ کسی اور صحابی کا نام قرآن میں نہیں تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے غزوہ موتہ میں جب یہ لشکر کے امیر تھے شہید ہو گئے اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال تھی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے کر دیا لیکن حضرت زید کو یہ شکایت رہتی تھی کہ ان کی اہلیہ کے دل میں اپنی خاندانی فوقیت کا احساس ابھی تک مٹا نہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت زید کے مشورہ لینے سے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ حضرت زید کسی وقت اپنی اہلیہ کو طلاق دیدیں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہ آپ کے نکاح میں آئیں گی تاکہ عرب میں اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کو جو معیوب سمجھا جاتا ہے اس رسم کا عملی طور پر خاتمہ ہو جائے۔

مگر طبیعتوں میں عدم موافقت کی وجہ سے نکاح راس نہیں آیا حضرت زید رضی اللہ عنہ باپ ہونے کے ناتے نبی ﷺ سے حضرت زینب کی شکایت کرتے اور آپ ﷺ سمجھاتے کہ زینب نے میری وجہ سے یہ نکاح منظور کیا ہے، اسے نبھاؤ، اگر تم اس کو طلاق دیدو گے تو ایک اور دھبہ اس پر لگے گا، لوگ اس کو طعنہ دیں گے کہ تجھے غلام نے بھی نہیں رکھا (امسك عليك زوجك، و اتق الله) کا یہی مطلب ہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تنگ آ کر حضرت زینب کو طلاق دیدی، اور وہ عدت میں بیٹھ گئیں۔ و تخفی فی نفسک ما للہ مبدیہ (اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا) اس آیت میں چھپانے والی بات یہی تھی کہ حضور ﷺ نے حضرت زید کو یہ بات نہیں بتائی کہ تم حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دو گے اور پھر وہ میرے نکاح میں آئیں گی آپ ﷺ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اس نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا حالانکہ جب اللہ کو آپ کے ذریعہ اس رسم کا خاتمہ کرانا ہی تھا تو پھر لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی آپ ﷺ کا یہ خوف اگرچہ فطری تھا اس کے باوجود آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ فرمائی گئی صحیح روایات کی روشنی میں اس آیت کی یہی تفسیر صحیح ہے۔

زَوَّجْنٰكَهَا (ہم نے ان سے آپ کا نکاح کر دیا) کی تفسیر

(۳۱۳۷) نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ (فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَا كَهَا) قَالَ فَكَانَتْ تَفْعُرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ زَوَّجَكُنْ أَهْلُو كُنْ وَزَوَّجَنِي اللَّهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب زید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے اپنی غرض کو پورا کر لیا تو ہم نے اس عورت کی شادی تمہارے ساتھ کر دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ خاتون اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی دیگر ازواج کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں تم لوگوں کی شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے کی ہے۔

(۱) اس نکاح کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز بخشا کہ خود ہی نکاح کر دیا نکاح کی معروف شرائط اس میں نہیں پائی گئیں یعنی نکاح خوانی حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور حضرت زینب کا دوسری عورتوں کے سامنے یہ فرمانا کہ تمہارا نکاح تو تمہارے والدین نے کیا میرے نکاح خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔

پھر جیسا کہ اندیشہ تھا: اس نکاح کے بعد طوفان بد تمیزی اٹھ کھڑا ہوا، اور کفار نے وہ کہا جو نہیں کہنا چاہئے تھا، انھوں نے بہو پر دل آ جانے کا شاخسانہ نکالا، اور دانستہ یا نادانستہ ان لغویات کا اثر روایات میں در آیا۔

اور جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو لوگوں نے کہا: اپنے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح کر لیا! پس یہ آیت اتری محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (آیت ۴۰)

تشریح: لکن استدراک کے لئے آتا ہے، یعنی کلام سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو رفع کرنے کے لئے آتا ہے، جب اس بات کی نفی کی کہ آپ ﷺ کا کوئی صاحبزادہ حد بلوغ کو نہیں پہنچا، پس کوئی عورت آپ ﷺ کی بہو نہیں ہو سکتی، تو وہم پیدا ہوا کہ اس میں تو آپ ﷺ کی کسر شان ہے، بالغ مذکر اولاد کا ہونا فخر و عزت کی بات ہے، آپ ﷺ کو اس سے محروم کیوں رکھا گیا؟ لکن سے جواب اور جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مصلحت سے آپ ﷺ کی زینہ اولاد زندہ نہ رہی تو کیا حرج ہے، آپ ﷺ کی روحانی اولاد بے حساب ہے، آپ کی امت کے مؤمنین آپ ﷺ کے روحانی بیٹے ہیں، کیونکہ ان کو ایمان آپ ﷺ کی بدولت ملا ہے۔

۷۔ قرآن میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ ساتھ تذکرہ

(۳۱۳۵) اَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ مَا أَرَى كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا لِلرَّجَالِ وَمَا أَرَى النِّدَّ كَرْنَ بِشَيْءٍ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) الْآيَةُ.

ترجمہ: حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا انصاریہ بیان کرتی ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی کیا وجہ ہے کہ

میں دیکھتی ہوں ہر چیز مردوں کے لیے ہے مجھے عورتوں کے بارے میں نظر نہیں آیا کہ ان کا کسی حوالے سے ذکر کیا گیا ہو؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں۔“

بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں ہی کا ذکر ہے، عورتوں کا کہیں تذکرہ نہیں، اسی طرح بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ سورۃ الاحزاب کے چوتھے رکوع میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ذکر تو آیا مگر عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہیں ہوا، اس پر سورۃ الاحزاب کی (آیت ۳۵) نازل ہوئی، اور اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تذکرہ کیا گیا تا کہ ان کو تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی، اور جس طرح مردوں کے لئے روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہیں: عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کھلا ہوا ہے۔

۸۔ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا امتیاز

۱۱۔ آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ﴾ منسوخ ہے یا نہیں؟

(۳۱۳۸) قَالَتْ خَطْبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَّرَنِي ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي أَتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِنَّا أَفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ) الْآيَةَ قَالَتْ فَلَمْ أَكُنْ أَحِلَّ لَهُ إِلَّا لِي لَمْ أَهَاجِرْ كُنْتُ مِنَ الطَّلَاقِ.

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابوطالب بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کیا آپ ﷺ نے میرے عذر کو قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے نبی ہم نے تمہارے لیے ان بیویوں کو حلال قرار دیا ہے جن کے مہر تم ادا کر دیتے ہو اور ان عورتوں کو بھی (حلال) قرار دیا ہے جو تمہاری ملکیت میں ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال فے کے طور پر عطا کیں اور (اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے) تمہارے چچا کی بیٹیوں کو تمہاری پھوپھی کی بیٹیوں کو تمہارے ماموں کی بیٹیوں کو اور تمہاری خالہ کی بیٹیوں کو جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ہر مومن عورت کو (تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے) اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے لیے ہبہ کر دے۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یوں میں نبی اکرم ﷺ کے لیے حلال نہیں ہوتی تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔

(۳۱۳۹) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ مِنْهُنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَجَبَتْكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ) وَأَحْلَلَ اللَّهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ (وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ) وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِينٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ (وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ) وَقَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا

أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي أَتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ حَتَّىٰ آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ إِلَىٰ قَوْلِهِ (خَالِصَةً لَّكَ مِنَ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ) وَحَرَّمَ مَا سِوَىٰ ذَلِكَ مِنَ أَصْنَافِ النِّسَاءِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہجرت کرنے والی مومن عورتوں کے علاوہ دیگر تمام اقسام کی خواتین کے ساتھ نکاح کرنے سے نبی اکرم ﷺ کو منع کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اس کے بعد تمہارے لیے خواتین (کے ساتھ شادی کرنا) حلال نہیں ہے اور نہ یہ کہ اپنی ازواج کی جگہ دوسری ازواج لے آؤ خواہ ان (دوسری عورتوں کی) خوبصورتی تمہیں پسند آئے البتہ تمہاری ملکیت میں جو (خواتین آتی ہیں) ان کا حکم مختلف ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ نے مومن عورتیں آپ ﷺ کے لیے حلال قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ اور مومن عورت کو (بھی تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے) اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے لیے ہبہ کر دیتی ہے۔

اسلام کے علاوہ اور کسی بھی دین کی پیروی کا عورت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اور فرمایا۔ جو شخص ایمان کا انکار کرے تو اس کا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

”اے نبی ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال قرار دی ہیں جن کے مہر تم ادا کر دیتے ہو اور وہ کنیزیں حلال قرار دی گئی ہیں (جو تمہاری ملکیت میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے طور پر تمہیں عطا کی ہیں)۔“

یہ آیت یہاں تک ہے۔ ”یہ حکم صرف تمہارے لیے ہے عام مومنین کے لیے نہیں ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ تمام اقسام کی خواتین کو حرام قرار دیا ہے۔

(۳۱۴۰) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

ترجمہ: عطاء بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی نبی اکرم ﷺ کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ ﷺ کے لیے تمام خواتین کو حلال قرار نہیں دے دیا گیا۔

سورۃ الاحزاب میں تین آیتیں (۵۰-۵۲) نبی ﷺ کے تعلق سے نازل ہوئی ہیں، ان میں یہ مضمون ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کن عورتوں سے نکاح جائز ہے اور کن عورتوں سے نکاح جائز نہیں؟ ان میں سے آخری آیت: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ﴾ میں اختلاف ہوا ہے کہ وہ منسوخ ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ یہ آیت منسوخ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ترمذی رحمہ اللہ میں ہے، فرماتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے لئے سب عورتیں حلال کر دی گئیں۔“ (یہ حدیث مسند احمد اور نسائی میں بھی ہے، اور صحیح ہے)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ یہ آیت منسوخ نہیں، ان کے نزدیک ﴿مِنْ بَعْدُ﴾ کا مضاف الیہ الاصناف الاربعۃ المذکورۃ فی الآیۃ الخمسین ہے یعنی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي أَتَيْتَ أُجُورَهُنَّ...﴾ الآية میں جن چار قسم کی عورتوں کی حلت کا بیان ہے ان کے علاوہ عورتیں آپ ﷺ کے لئے حلال نہیں، اور اس تقدیر پر آیت کو منسوخ ماننے کی

ضرورت نہیں، اور آیت: (ترجی) باری مقرر کرنے کے سلسلہ میں ہے، اس مسئلہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

۱۲۔ اسلامی معاشرت کے چند آداب و احکام

(۳۱۴۱) قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى بَابَ امْرَأَةٍ عَرَسَ بِهَا فَاِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ فَاَنْطَلَقَ فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ فَاَحْتَسِبُ ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ فَاَنْطَلَقَ فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوا قَالَ فَدَخَلَ وَارْعَىٰ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ فَذَكَرْتُه لِابْنِ طَلْحَةَ قَالَ فَقَالَ لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَيُنْزِلَنَّ فِي هَذَا شَيْءٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا آپ ﷺ اپنی اس اہلیہ کے دروازے کے پاس تشریف لائے جن کے ساتھ آپ ﷺ کی نئی شادی ہوئی تھی وہاں کچھ لوگ موجود تھے آپ ﷺ تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اپنا کوئی کام کیا آپ ﷺ کی وجہ سے کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ لوگ جاچکے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے گھر کے اندر چلے گئے آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ گر ادیا راوی بیان کرتے ہیں میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا جو تم کہہ رہے ہو اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس بارے میں ضرور کوئی حکم نازل ہو جائے گا (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) تو حجاب کے حکم کے متعلق آیت نازل ہو گئی۔

(۳۱۴۲) قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ بَعَثْتَ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا مِنَّا لَكَ قَلِيلٌ فَقَالَ ضَعُهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ عِيْلًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ فَسَمِّ رَجُلًا قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ قَالَ قُلْتُ لَا نَسِ عَدَدُكُمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءُ ثَلَاثَ مِائَةٍ قَالَ وَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوا حَتَّى أَمْتَلَاتِ الصُّفَّةَ وَالْحُجْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَتَحَلَّقَ عَشْرَةُ عَشْرَةً وَلِيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا قَالَ فَخَرَجْتُ طَائِفَةً وَدَخَلْتُ طَائِفَةً حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَذِرُنِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرُ أُمِّ حِينَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ مِنْهُمْ طَوَائِفُ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِيَّةٌ وَجَهَهَا إِلَى الْحَائِطِ فَثَقَلُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقَلُوا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَرْعَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَسْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى خَرَجَ عَلَيَّ وَأَنْزَلْتُ هَذِهِ الْأَيَّاتِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ يُدْعَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاطِرٍ إِنَّمَا هِيَ إِذَا دُعِيتُمْ

فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ (إِلَى آخِرِ الْآيَةِ) قَالَ
الْجُعْدُ قَالَ أَنَسٌ أَنَا أَحَدُ النَّاسِ عَهْدًا بِهَذِهِ الْآيَاتِ وَنَحْنُ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے (حضرت زینب بنت جحش) کے ساتھ شادی کی اور آپ ﷺ اپنی اہلیہ کو رخصت کروا کے لے آئے تو میری والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حمیس تیار کیا اور اسے ایک برتن میں ڈال کر فرمایا اے انس اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ ﷺ سے عرض کرنا یہ میری والدہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے آپ کو سلام بھی کہا ہے اور یہ عرض کی ہے یا رسول اللہ یہ ہماری طرف سے حقیر سا تحفہ آپ ﷺ کے لیے ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی میری والدہ نے آپ ﷺ کو سلام کیا ہے اور انہوں نے یہ عرض کی ہے یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کے لیے حقیر سا تحفہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے رکھ دو پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور فلاں شخص کو فلاں شخص کو اور جو بھی ملے اسے میرے پاس بلا کر لے آؤ نبی اکرم ﷺ نے کچھ افراد کے نام بھی لیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جن لوگوں کے نام لیے تھے اور جو شخص مجھے ملا میں ان سب کو بلا کے لے آیا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا تین سو کے قریب افراد تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا اے انس وہ پیالہ لے آؤ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ سارے لوگ اندر آ گئے یہاں تک کہ وہ چبوترہ اور کمرہ بھر گئے ان لوگوں کا بیٹھنا نبی اکرم ﷺ کو گراں محسوس ہو رہا تھا آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج کے ہاں جا کر انہیں سلام کیا پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ ان بیٹھنا نبی اکرم ﷺ پر گراں گزر رہا ہے تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف گئے اور سب لوگ وہاں سے باہر نکل گئے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا نبی اکرم ﷺ گھر کے اندر تشریف لے گئے میں حجرے میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ پر یہ آیات نازل ہو چکی تھیں نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کو لوگوں کے سامنے تلاوت کیا۔

”اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو البتہ اگر کھانے کے لیے تمہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے تو داخل ہو سکتے ہو۔ لیکن اس طرح نہیں کہ کھانے کی جلد آمد کے منتظر ہو۔“ یہ آیت آخر تک ہے۔

بعد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان آیات کے بارے میں سب سے پہلے مجھے پتہ چلا تھا اور پھر آپ ﷺ کی ازواج نے پردہ کرنا شروع کر دیا۔

(۳۱۴۳) قَالَ بَلَّغِي رَسُولَ اللَّهِ بِأَمْرِ آتٍ مِنْ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوا وَخَرَجُوا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنْطَلِقًا قَبْلَ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ فَأَنْصَرَفَ رَاجِعًا قَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا

فَأَنزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى الطَّعَامِ غَيْرَ نَاطِرِينَ إِنَآءُ) وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی (وہ رخصت ہو کر آ گئیں تو آپ ﷺ نے مجھے بھیجا میں لوگوں کو دعوت کے لیے بلا لایا جب ان لوگوں نے کھانا کھا لیا تو وہ لوگ چلے گئے جب آپ ﷺ نے دیکھا تو ان میں سے دو لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ اٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چل دیئے پھر وہاں سے آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ دونوں آدمی بھی اٹھ کر باہر نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اے ایمان والو! نبی (اکرم ﷺ) کے گھروں میں صرف اسی وقت داخل ہو جب تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور اس میں بھی کھانے کی طلب ظاہر نہ کیا کرو۔“

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۳) میں اسلامی معاشرت کے چند آداب و احکام بیان ہوئے ہیں۔

اس آیت میں تین آداب و احکام ہیں: (۱) بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں نہ جانا۔ (۲) دعوت ہو تب بھی وقت سے پہلے نہ پہنچ جانا۔ (۳) کھانے سے فارغ ہو کر منتشر ہو جانا، تاکہ اہل خانہ آرام کر سکیں اور گھر والے کھانا کھا سکیں۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ کی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تین روایتیں ذکر کی ہیں۔

۱۳۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ

(۳۱۴۴) عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَبِّرِ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الدِّمَاسِيَّ كَانَ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَ نَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمْتَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں نماز کے لیے اذان دینے کا طریقہ خواب سکھایا گیا تھا انہوں نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے حوال سے یہ بات نقل کی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر درود بھیجیں تو ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو نبی اکرم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ بشیر نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور تو

حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تمام جہانوں میں برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) سلام پڑھنے کا طریقہ تمہیں سکھایا جا چکا ہے۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۶) میں ہے: اس کی تفصیل کتاب الصلاۃ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: درود کے صیغے روایتوں میں مختلف آئے ہیں، ان میں سے کوئی بھی درود بھیج سکتے ہیں اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو درود آیا ہے وہ پہلے (حدیث ۴۹۴ میں) گزر چکا ہے۔ اور ہر وہ درود جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے: وہ درود ابراہیمی ہے، اور وہ سب سے افضل درود ہے، ہم نماز میں وہی درود بھیجتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ صلاۃ و سلام کے لیے وہی الفاظ استعمال کئے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں ورنہ کسی بھی ایسی عبادت سے صلاۃ و سلام کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے جس میں صلاۃ و سلام کے الفاظ ہوں یوں اسے درود بھیجنے کا ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایذی دہی کا واقعہ

(۳۱۴۵) اَنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سَتِيْرًا مَا يُرَىٰ مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَحْيَاءٌ مِنْهُ فَاِذَا مِنْ اِذَاهُ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسْتُوْرُ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ اِمَّا بَرَصٌ وَّ اِمَّا اَذْرَةٌ وَّ اِمَّا اَفَةٌ وَّ اِنْ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَرَادَ اَنْ يُبَيِّرَتْهُ هِمَّا قَالُوْا وَاِنْ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَام خَلَا يَوْمًا وَّ وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلٰى حَجْرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَاِنْ الْحَجْرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَاَخَذَ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجْرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجْرٌ ثَوْبِيْ حَجْرٌ حَتّٰى اَنْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ فَرَاوْهُ عَزْرِيَّا تَا اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَاَبْرَاهُ هِمَّا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ قَالَ وَقَامَ الْحَجْرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهُ وَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجْرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجْرِ لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَاِذْكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوسٰى فَبَرَّاهُ اللّٰهُ هِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شرمیلے اور باپردہ آدمی تھے ان کے اس شرمیلے پن کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں ہوتا تھا تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے اس حوالے سے انہیں اذیت پہنچائی وہ لوگ یہ کہنے لگے یہ اپنے بدن کو اس لیے اہتمام کے ساتھ ڈھانپ کے رکھتے ہیں کیونکہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا انہیں برص ہے یا ان کے خصبے بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور عیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے بری ظاہر کرے جو ان لوگوں نے بیان کی تھی ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا تنہا رہے تھے انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنا شروع کر دیا جب وہ فارغ ہوئے اور اپنے کپڑوں کی طرف آئے تاکہ ان کپڑوں کو حاصل کریں تو وہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر چل پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاشی پکڑی اور پتھر کے پیچھے بھاگے وہ یہ کہہ رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کے کچھ افراد کے پاس پہنچ گئے انہوں نے انہیں برہنہ دیکھا تو انہوں نے دیکھا

کہ وہ سب سے خوبصورت جسم کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے بری ظاہر کر دیا جو ان لوگوں نے کہا تھا آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر وہ پتھر ٹھہر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر انہیں پہنا اور اپنے عصا کے ذریعے پتھر کو مارنا شروع کیا اللہ کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے تین (راوی کو شک ہے) چار یا شاید پانچ نشانات اس پتھر پر موجود تھے (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے)۔

اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس چیز سے بری ظاہر کر دیا جو ان لوگوں نے کہا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل احترام تھا۔

سورة الاحزاب کے آخر میں (آیت ۶۹) ہے اور تمہارا شے کا واقعہ یہ ہے۔ انبیائے کرام عالی نسب ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے، تاکہ لوگ ان کی طرف التفات کریں، چنانچہ کبھی گرے پڑے نسب میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام میں کوئی ایسا جسمانی عیب بھی نہیں ہوتا جس سے لوگوں کو گھن آئے، چنانچہ کوئی نبی اندھا، بہرا، لونجا اور گونگا نہیں ہوا، اور ایوب علیہ السلام کو بہ حکمت الہی جو ابتلاء پیش آیا تھا وہ چند روز کی تکلیف تھی، پھر وہ ختم ہو گئی تھی، اور حالت پہلے سے بہتر ہو گئی تھی۔

اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو جو فہمائش کی گئی ہے اس کا سلسلہ (آیت ۵۷) سے چلا آ رہا ہے، ازواج مطہرات (عائشہ، صفیہ اور زینت بنت علیؓ) کے معاملات میں منافقوں نے آپ ﷺ کو بے حد تکلیف پہنچائی ہے، چنانچہ اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ ایسی حرکتوں اور ایسی باتوں سے احتراز کریں، کیونکہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچانے والے کا انجام برا ہوتا ہے۔

سُورَةُ السَّابَا

سورة سبا کی تفسیر

سورة السبا مکیتہ

سورة لقمان کے بعد ۵۸ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۴ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورة احزاب میں بیان کیا گیا تھا کہ تم توحید پر قائم رہو۔ اگرچہ احزاب (قبائل) تمہارے مقابلے میں آجائیں فتح اور کامیابی تمہاری ہی ہوگی جیسا کہ غزوہ احزاب میں مشرکین کے مقابلہ میں تمہیں فتح دی اب سورة سبا میں فرمایا: مشرکین اگر مسئلہ توحید کو مان لیں تو ان کے لئے بہتر ہے ورنہ انہیں انکار و عناد پر وہی سزا دی جائے گی جو قوم سبا کو دی گئی۔

ربط معنوی: سورة سبا کو سورة احزاب سے معنوی ربط یہ ہے کہ سورة احزاب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا۔ اور کسی کو شفیع غالب کہہ دینے سے وہ فی الواقع شفیع غالب نہیں بن جاتا۔ اب سورة سبا میں انبیاء، ملائکہ اور جنات کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا جائے گا کہ وہ شفیع غالب نہیں ہیں۔

خلاصہ: سورة سبا سے قرآن کریم کا چوتھا حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرالے۔

اس لئے حاجات و مشکلات اور مصائب و بلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں: ① نفی شفاعت قہری۔ ② نفی عبادت غیر اللہ۔ چنانچہ سورۃ سبائیں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے۔ اور سورۃ فاطر میں بطور نتیجہ و ثمرہ بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو پھر غیر اللہ (انبیاء کرام و ملائکہ) کی عبادت کیوں کرتے ہو اور انہیں حاجات میں مافوق الاسباب کیوں پکارتے ہو؟ اس کے بعد سورۃ یسین، الصافات اور ص میں مضمون اول (نفی شفاعت قہری) کو بطریق ترقی بیان کیا گیا چنانچہ سورۃ یسین میں ذکر کیا گیا کہ ہم نے معاندین اور منکرین توحید کو پکڑا مگر ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کوئی بھی انہیں ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکا۔ اور سورۃ صافات میں فرمایا چھڑانا تو درکنار جن خاصانِ خدا یعنی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مشرکین کا گمان ہے کہ وہ عند اللہ شفیع غالب ہیں وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے مصائب و بلیات میں انتہائی عاجزی اور زاری کا اظہار کر رہے ہیں اور اس کے بعد سورۃ ص میں فرمایا وہ نہ صرف اللہ کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کر رہے ہیں بلکہ بطور ابتلا بعض جسمانی مصائب و تکالیف میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح یہ تینوں سورتیں سورۃ سبائیں پر مرتب و مبنی ہیں۔

نیز سورۃ زمر میں بھی یہ مضمون مذکور ہے کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس طرح سورۃ زمر بھی سب پر مبنی ہے۔ اسی طرح سورۃ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۃ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا اس طرح سورۃ زمر اور حوامیم سب سورۃ فاطر پر مرتب اور اس کی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورۃ سبائیں، یسین، صافات اور ص کا مبداء ہے۔ اور اسی طرح سورۃ فاطر زمر اور حوامیم کا مبداء ہے۔ اس لئے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ حوامیم کے بعد تا آخر قرآن زیادہ تر تحویفاتِ اخرویہ اور قیامت کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ حوامیم کے بعد سے آخر تک مستقل پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔ سورۃ سبائیں مرکزی مضمون نفی شفاعت قہری ہے۔ جیسے چھ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جن میں سے ایک دلیل نقلی اور وحی اور چار عقلی ہیں۔ جن میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اور اصل مضمون کے بارے میں چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ پہلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں۔ دوسرا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اور تیسرا جنات کے بارے میں اور چوتھا ملائکہ کے بارے میں ہے۔ اور آٹھ تبلیغ کے طریقے بیان ہیں تین درمیان میں اور پانچ آخر میں مذکور ہیں۔ اور موقع بموقع تحویفات اور زجریں وغیرہ بھی ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ... وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ﴾ تمام نظام قدرت اسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ زمین میں جو چیز داخل ہوتی ہے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور چڑھتی ہے وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ایسے مالک و قادر کی سلطنت میں سب کے سب عاجز ہیں کوئی اس بادشاہ کے ہاں شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔

② ﴿قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي...﴾ تا... ﴿إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ یہ جواب شکوئی بھی ہے۔ اس آیت کے شروع میں شکوئی ہے اس کا جواب ہے۔ اور یہ دوسری عقلی دلیل ہے جب اللہ پاک ہی غیب جانتے ہیں تو پھر ان کے آگے کوئی شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔

③ ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ...﴾ تا... ﴿قُلْ اللَّهُ﴾ یہ تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ تمہیں کون زمین و آسمان سے رزق دیتا ہے تو خود اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ۔ جب رزاق وہ اللہ تعالیٰ ہیں تو سمجھ جاؤ کہ ان کے

سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔

④ ﴿قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ... تَا... وَهُوَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ۝﴾ جب رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو پھر سمجھ جاؤ اللہ پاک کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں کار ساز متصرف بھی کوئی نہیں۔

دلیل نقلی از علماء اہل کتاب: ﴿وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ... تَا... إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝﴾

دلیل وحی: ﴿وَإِنْ اهْتَدَيْتُمْ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝﴾

شبہات کے جوابات:

شبہ اول: حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں: شبہ اول مشرکین کا یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا۔ جب انہیں اس قدر تصرف حاصل تھا تو پھر وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے؟

جواب شبہ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۝﴾ (آیت ۱۰)

یہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو فضیلت دی تھی ان کے اپنے اختیار میں نہیں تھی لہذا وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

شبہ دوم: حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں: شبہ مشرکین کا یہ تھا کہ ہوا اور جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان تھے اور یہ چیزیں ان کے اختیار میں تھیں اور وہ شفیع غالب تھے۔

جواب شبہ: ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ غَدُوًّا شَهْرًا وَرَوْحًا شَهْرًا ۝﴾ سلیمان علیہ السلام بے شک بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے لیکن یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار و تصرف میں نہ تھیں بلکہ ان کو ہم نے اپنے حکم سے ان کے ماتحت کر دیا تھا اور وہ انسان کے فائدے کے لئے ہمارے حکم سے کام کرتے تھے۔

شبہ سوم: جنات کے بارے میں: مشرکین یہ عقیدہ تھا کہ جن عالم الغیب ہیں؟

جواب شبہ: ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ... الْآيَةُ﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کو کام لگا کر خود عبادت خانے میں لائھی سے ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہو گئے اور اسی حال میں ان کی روح رفیق اعلیٰ سے جاملی۔ لیکن لائھی کے سہارے کی وجہ سے ان کا بدن مبارک اسی طرح کھڑا رہا اور جن بھی ان کو زندہ سمجھ کر کام میں لگے رہے۔ عرصہ کے بعد لائھی کو دیمک لگ گئی اور وہ ٹوٹ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا بدن مبارک زمین پر گر پڑا جنوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ اب جنوں کی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ اس محنت و مشاقہ میں کیوں مبتلا رہے۔

شبہ چہارم: ملائکہ کے بارے میں: مشرکین فرشتوں کو بھی عند اللہ شفیع غالب مانتے تھے؟

جواب شبہ: ﴿قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ... الْآيَةُ﴾ ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

طریقہ ہائے تسبیح:

① ﴿وَإِنَّا أَوْ لِيَاكُمُ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝﴾ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مشرکین سے خطاب میں لب و لہجہ نرم اختیار کرنا ہے۔

- ② ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے۔
- ③ ﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا... الْآيَةُ﴾ قیامت کے دن اللہ ہم سب کو جمع کر کے فیصلہ فرمائیں گے اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال کی جزا و سزا پالے گا۔
- ④ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ... الْآيَةُ﴾ ترغیب الی التوحید۔
- ⑤ ﴿قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ... الْآيَةُ﴾ تبلیغ حق پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔
- ⑥ ﴿قُلْ إِنْ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ... الْآيَةُ﴾ میرا رب حق کھول کے بیان کرتا ہے اور وہی عالم الغیب ہے۔
- ⑦ ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ دین حق کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے۔ دلائل حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب رہے گا۔

- ⑧ ﴿قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ... الْآيَةُ﴾ تمہیں اپنے اعمال درست کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ میرے اعمال کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔
- امتیازات: از رخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے نبی کے بارے میں ان الفاظ پر ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾
- ② سورۃ ممتاز ہے دیمک کا سلیمان علیہ السلام کی لالچی کو کھا جانے پر۔
- ③ سورۃ ممتاز ہے ہوا کا سلیمان علیہ السلام کا تابع ہونے پر ان الفاظ سے کہ ﴿عُدُّوْهَا شَهْرٌ وَرَوَّاحُهَا شَهْرٌ﴾ (آیت ۱۲)

۱۔ سب ایک آدمی کا نام ہے، جس سے دس عرب قبیلے وجود میں آئے

(۳۱۴۶) آتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلَا أَقَاتِلُ مَنْ أَذْبَرَ مِنْ قَوْمِي يَمْنَنُ أَقْبَلُ مِنْهُمْ فَأَذِنَ لِي فِي قِتَالِهِمْ وَأَمَرَنِي فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ سَأَلَ عَنِّي مَا فَعَلَ الْغُطَيْفِيُّ فَأُخْبِرْتَنِي قَدَسَرْتُ قَالَ فَأَرْسَلَنِي فِي أَثَرِي فَرَدَّنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَأَقْبَلُ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسَلِّمْ فَلَا تَعْبَلْ حَتَّى أُحْدِثَ إِلَيْكَ قَالَ وَأُنْزِلَ فِي سَبَائِمَا أُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا سَبَا أَرْضٌ أَوْ امْرَأَةٌ قَالَ لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشْرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَّامَنُ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَسَائِمُ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فَأَمَّا الَّذِينَ تَسَائِمُوا فَلَحْمٌ وَجُذَامٌ وَغَسَّانٌ وَعَامِلَةٌ وَأَمَّا الَّذِينَ تَيَّامَنُوا فَأَلَزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّونَ وَجَنْبَرٌ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَأُمَمَارٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا أُنَمَّا قَالَ الَّذِينَ مِنْهُمْ خُثْعَمٌ وَبَجِيلَةٌ.

ترجمہ: حضرت فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری قوم کے جن افراد نے اسلام قبول کر لیا ہے میں ان لوگوں کے ساتھ مل کر ان سے جنگ نہ کروں جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا؟ تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کی مجھے اجازت دی اور مجھے ان کا امیر مقرر کیا جب میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر آ گیا تو آپ ﷺ نے میرے بارے میں دریافت کیا غطفی کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ میں روانہ ہو چکا ہوں حضرت فروہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کے درمیان موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی قوم کو دعوت دو ان میں سے جو اسلام قبول کر لے اس کے

اسلام کو قبول کرو اور جو اسلام قبول نہ کرے اس کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو جب تک میں تمہیں دوسرا حکم نہ دوں۔
راوی بیان کرتے ہیں سورہ سبا کا کچھ حصہ اس وقت نازل ہو چکا تھا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سبا سے مراد کیا ہے؟ یہ کوئی علاقہ ہے یا کوئی خاتون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کوئی علاقہ یا کوئی خاتون نہیں ہے یہ ایک مرد تھا جو عرب تھا اور اس کے ہاں دس بچے پیدا ہوئے ان میں سے چھ کو اس نے مبارک سمجھا اور چار کو منحوس سمجھا جن لوگوں کو اس نے منحوس قرار دیا وہ یہ ہیں لخم جذام غسان اور عاملہ۔ جن لوگوں کو اس نے مبارک سمجھا وہ یہ ہیں ازد اشعری حمیر کندہ بدجج انمار ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ انمار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جن کی شاخیں خشم اور بھیلہ ہیں۔

سورہ سبا (آیات ۱۵-۲۱) میں قوم سبا کا ذکر آیا ہے، سبا: بہت سے قحطانی قبائل کا جد امجد ہے، کہتے ہیں: اس کا اصل نام عبد شمس تھا، وہ جنگیں بہت لڑتا تھا اور لوگوں کو قید کرتا تھا: اس لئے سبا سے مشہور ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذکور واقعہ بیان کر کے مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو ایذا پہنچائی انہیں تنگ کیا تم لوگ اپنے نبی کے ساتھ یہ رویہ اختیار نہ کرنا یہ واقعہ سنا کر ہدایت کی جارہی ہے کیونکہ بالقصد کسی صحابی سے حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے کا امکان نہیں اور جتنے قصے قصد و اختیار سے تکلیف پہنچانے کے احادیث میں ہیں وہ سب منافقین کے ہیں۔

لعنات: حییا: حیا دار شرم و حیا والے۔ سستیو: پردہ میں رہنے والے پردہ پوش برص ایک بیماری ہے جس نے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔ أذرة: پھولے ہوئے خصیے وہ بیماری جس میں خصیے پھول جاتے ہیں۔ عذ بنوبہ: وہ پتھر موسیٰ کے کپڑے لے بھاگ پڑے حجر یہ حالت نفی میں ہے یا حجر اے پتھر۔ ندبا: زخم کا نشان اثر

۲۔ جب حکم الہی نازل ہوتا ہے تو فرشتوں کا کیا حال ہوتا ہے؟

(۳۱۴۷) قَالَ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا صَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعًا نَّاقًا لِقَوْلِهِ كَاذِبًا سَلْسَلَةً عَلَىٰ صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ وَالشَّيَاطِينُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملے میں فیصلہ ظاہر کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں اس کے اس فرمان کے سامنے سر کو جھکاتے ہوئے یوں جیسے کسی پتھر پر زنجیر ماری جاتی ہے پھر جب ان کے دلوں سے یہ خوف ختم ہوتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ پھر وہ جواب دیتے ہیں حق فرمایا ہے وہ بلند مرتبے کا مالک عظیم ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں شیاطین اوپر نیچے اکٹھے ہوتے ہیں (تاکہ فرشتوں سے اس بات کو سن سکیں)۔

(۳۱۴۸) قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رَجَىٰ بَنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَالُوا كُنَّا نَقُولُ يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُؤَلَّدُ عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّهُ لَا يُرْفَعُ بِهِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ رَبَّنَا عَزَّوَجَلَّ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا سَبَّحَ لَهُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ

ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُوْنُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ إِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ ثُمَّ سَأَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ أَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ ثُمَّ يَسْتَعْبِدُ أَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبْرُ أَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَيَرْمُوْنَ فَيَقْذِفُوْنَهُ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ وَيَزِيدُوْنَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے کچھ اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے اس دوران کوئی تارا ٹوٹا جس سے روشنی پھیل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں تم ایسی صورت حال کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے جب تم اسے دیکھتے تھے انہوں نے عرض کی ہم یہ کہتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کا انتقال ہو گیا ہے یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ ستارہ کسی کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ٹوٹا بلکہ ہمارے پروردگار جب کسی معاملے کا فیصلہ ظاہر کرتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر آسمان والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر درجہ بدرجہ مختلف آسمانوں والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تسبیح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والوں سے دریافت کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ لوگ انہیں بتاتے ہیں پھر ہر آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے اس خبر کے بارے میں جانتے ہیں یہاں تک کہ یہ خبر آسمان دنیا والے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے پھر شیاطین چوری چھپے اسے سننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں یہ ستارہ مارا جاتا ہے پھر وہ اپنے ساتھیوں (یعنی کاہنوں) تک وہ بات پہنچاتے ہیں تو ان کی جو بات پوری ہوتی ہے وہ دراصل حق ہوتی ہے لیکن یہ لوگ درمیان میں کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں اس میں کچھ اضافہ کر دیتے ہیں (اس لیے ان کی بعض باتیں ثابت نہیں بھی ہوتیں)۔

سورۃ سبا (آیت ۲۳) ہے: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَكَ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ اللہ کے حکم نازل ہونے کے وقت فرشتوں کی حالت: مذکورہ آیت اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم نافذ فرماتے ہیں تو تمام فرشتے رجز و انکساری سے اپنے مارنے لگتے ہیں اور گھبراہٹ سے یوں ہو جاتے ہیں گویا وہ مدہوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کی یا ان فرشتوں کے پردوں کی آواز یوں محسوس ہوتی ہے جیسے چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے سے آواز پیدا ہوتی ہے جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے اس کے بعد اس پر عمل کرتے ہیں۔

اعتراض: پہلی حدیث میں ہے کہ فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں، اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہ تسبیح میں لگ جاتے ہیں، یعنی ان کو ہوش رہتا ہے؟ یہ تعارض ہے؟ نیز جب وہ ہوش میں ہوتے ہیں تو نزول وحی کے بعد نیچے والے فرشتے اوپر والے فرشتوں سے کیوں پوچھتے ہیں؟

جواب: فرشتے بالکل بے ہوش نہیں ہو جاتے، بلکہ وہ تسبیح میں لگ جاتے ہیں، اور اس میں اتنے منہمک ہو جاتے ہیں کہ وحی کا پوری طرح ادراک نہیں کر پاتے، اس لئے اوپر والے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں۔

سُورَةُ فَاطِرٍ

باب ۳۶: سورة الفاطر کی تفسیر

سورة الفاطر مکیہ

سورة الفرقان کے بعد ۳۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۳۶ نمبر پر ہے۔

ربط امی: سورة سبا میں نفی شفاعت قہری کا مسئلہ ذکر کیا گیا اور شبہات کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ قوم سبا کو انکار و کفران کی سزا دینا ہی میں دی گئی۔ اب سورة فاطر میں دلائل مذکور ہوں گے۔ تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو زمین و آسمان کا فاطر (خالق) ہے جس کے نہ ماننے سے عذاب دیا گیا۔

ربط معنوی: سورة سبا میں نفی شفاعت قہری کا ذکر تھا انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، جنات کے بارے میں شبہات کا تشفی جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ رب تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔ اب سورة فاطر میں مذکور ہوگا کہ (جب اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو) ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے بجا لاؤ۔ اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔

خلاصہ: اس سورة میں نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک متصرف و مختار عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں لہذا حاجات میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اس دعوے پر گیارہ عقلی دلائل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ تین جگہ دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ اجمالاً اور دو جگہ تفصیلاً۔ ساتھ ساتھ تحویلیں، بشارتیں، اور زجریں بھی مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ... تا... اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ② اللہ پاک ہی آسمانوں زمینوں کو پہلی دفعہ پیدا کرنے والے ہیں فرشتوں کو قاصد بنایا۔ ہر چیز میں اللہ پاک کی مرضی چلتی ہے۔ جب فرشتے قاصد و خادم ہوئے تو کار سازی کی نفی از ملائکہ ہو گئی تو کار ساز اللہ پاک کی ذات ہے جو ان خدم کے خالق و مالک ہیں۔

② ﴿مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ... تا... وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ③ رحمت کا دروازہ کھولنا اور بند کرنا اللہ پاک کے اختیار میں ہے لہذا اللہ تعالیٰ ہی کار ساز ہیں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے۔

تیسری عقلی دلیل اور ثمرہ اول اجمالاً: ③ ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ... تا... فَاَنۡتِ تُؤۡفِكُوۡنَ﴾ ④ یہ پہلا اور مختصر ثمرہ بھی ہے جو پہلی دونوں دلیلوں پر مرتب ہے اللہ کے سوا تمہارا کوئی رزاق نہیں لہذا اس کے سوا کار ساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں۔ پہلی اور دوسری دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور رحمت و برکت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس کا نتیجہ اور ثمرہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق و رزاق نہیں۔

④ ﴿وَاللّٰهُ الَّذِیۡ اَرْسَلَ الرِّیۡحَ... تا... کَذٰلِکَ النُّشُوۡرُ﴾ ⑤ اللہ پاک ہی بنجر زمین کو آسمان سے پانی اتار کر آباد کرتے ہیں لہذا وہی کار ساز ہیں۔

⑤ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ... تَا... إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کوٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر قطرہ آب سے اس کی نسل کا سلسلہ جاری کیا۔ شکم مادر میں بچہ پر جو کچھ گذرتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر ایک کی عمر کا اندازہ اُسے معلوم ہے۔ سب کا خالق بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے اس لئے کار ساز بھی وہی ہے لہذا حاجات میں مانوق الاسباب اسی کو پکارو۔

⑥ ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ... تَا... وَلَكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ شیریں اور کھاری پانی کے سمندر بھی اسی نے پیدا کئے پھر ان میں تمہاری خوراک کے لئے مچھلیاں اور زینت و آرائش کے لئے قیمتی جواہرات پیدا کئے اور وہی سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو سہارا دیتا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے تجارت سے نفع کماؤ جس نے یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی سب کا حاجت روا اور کار ساز ہے۔

⑦ ﴿يُولِجُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ... تَا... كُلُّ يَوْمٍ يَجُوزِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ رات دن کی آمد و رفت ان گھٹنا اور بڑھنا سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام شمسی جو ساری کائنات سے عبارت ہے اللہ پاک کے تصرف و اختیار میں ہے۔

دوسرا ثمرہ تفصیلی: ﴿ذِكْرُكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ... تَا... وَلَا يَنْبِئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ یہ سابقہ دلائل کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے جتنی صفات دلائل کے ماتحت گزری ہیں یہ سب اللہ پاک کی ہیں تو پھر سمجھ جاؤ حاجت روا مشکل کشا، کار ساز، عالم الغیب، متصرف فی الامور، مختار کل اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

⑧ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ... تَا... وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ﴾ سب اللہ کے محتاج ہیں لیکن اللہ پاک سب سے بے نیاز ہے وہ چاہے تو سب انسانوں کو یکدم ختم کر کے ان کی جگہ اور انسان پیدا کر لے۔ یہ اللہ پاک کے لئے مشکل نہیں ہے۔ لہذا اللہ پاک ہی متصرف و مختار اور کار ساز ہیں۔

⑨ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً... تَا... مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ﴾ آسمان سے مینہ برسانا اور زمین سے مختلف الوان و اقسام کے ثمرات نکالنا، پہاڑوں میں سفید، سرخ اور سیاہ وغیرہ مختلف رنگوں کے پتھر، انسانوں اور چوپاؤں میں رنگوں کا اختلاف۔ یہ سب اس کے کمال قدرت و صنعت کی نشانیاں ہیں۔ اس قادر و توانا کے سامنے کوئی کار ساز نہیں۔

⑩ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ... الْآيَةُ﴾ جب عالم الغیب اللہ پاک ہیں تو کار ساز بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔
⑪ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ... تَا... إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ زمین و آسمان کو اپنی اپنی جگہ روکنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ پاک کے سوا ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس لئے ساری کائنات کا سہارا اور کار ساز بھی وہی ہے۔

دلیل وحی: ﴿وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ... تَا... إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ﴾ قرآن کی صورت میں ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے اس میں مسئلہ توحید بیان کیا وہ سراپا حق ہے۔

امتیازات: از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر کہ اللہ پاک سے زیادہ ڈرنے والے علماء ہیں ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (آیت ۲۸)

② سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر ﴿إِلَيْهِ يُصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعُضَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (آیت ۱۰) اللہ پاک ہی کلمہ طیبہ کو قبول فرماتے ہیں اور عمل صالح کو بلند کرتے ہیں۔

امت محمدیہ کی تین قسمیں اور تینوں جنتی ہیں

(۳۱۴۹) أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِّنْ ثَقِيفٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ كِنَانَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ) قَالَ هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا ہے۔ پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنادیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تھا پھر ان میں سے کچھ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے اور کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے تھے اور کچھ بھلائی کی طرف سبقت لے جانے والے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا یہ سب لوگ ایک ہی مرتبے کے حامل ہیں اور یہ سب جنت میں ہوں گے۔ سورۃ الفاطر کی (جس کا دوسرا نام سورۃ الملائکہ ہے) آیت ۳۲ ہے۔ امت محمدیہ کی تین قسمیں:

جمہور مفسرین کے نزدیک ﴿الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (یعنی جن کو ہم نے منتخب اور پسندیدہ قرار دیا اپنے بندوں میں سے) سے امت محمدیہ مراد ہے اس میں اہل علم براہ راست اور دیگر لوگ علماء کے واسطے سے شامل ہیں اس آیت میں لفظ اصطافینا سے امت محمدیہ کی سب سے بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں لفظ اصطافینا اکثر انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال ہوا ہے۔ پھر اس امت میں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا وارث بنایا ان کی تین قسمیں ہیں جن کی تفسیر امام ابن کثیر نے یوں کی ہے:

(۱) ”ظالم“ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے تقاضوں پر پوری طرح عمل نہیں کیا اپنے فرائض چھوڑ دیئے اور گناہوں کا بھی ارتکاب کر لیا ان کے بارے میں یہ فرمایا کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

(۲) مقتصد (درمیانی راہ چلنے والا) اس سے وہ مسلمان مراد ہیں جو فرائض و واجبات پر تو عمل کرتے ہیں اور گناہوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں مگر نفلی عبادات اور مستحب کاموں پر اہتمام سے عمل نہیں کرتے۔

(۳) سابق بالخیرات: یہ وہ مسلمان ہیں جو تمام فرائض اور واجبات پر عمل کرنے کے ساتھ نفلی عبادات اور مستحب کاموں کا بھی بڑا اہتمام کرتے ہیں تمام حرام اور مکروہ امور سے پرہیز کرتے ہیں۔

یہ تینوں قسمیں مسلمانوں کی ہیں سب ہی آخر کار مغفرت کے بعد ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان سابق بالخیرات ہوں گے وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور جو مقتصد ہیں ان سے ہلکا اور معمولی سا حساب ہوگا اور جو ظالم ہوں گے ان پر میدان حشر میں سخت رنج و غم طاری ہوگا پھر آخر کار ان کو بھی حکم ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں یوں ان کے تمام غم اور رنج دور ہو جائیں گے اسی کا ذکر اس کے بعد والی آیت میں ہے ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ﴾ ”وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارا غم دور کر دیا۔“ (تفسیر ابن کثیر ۵/۲۸۶)

سورة یس

باب ۳۷۔ سورة یس کی تفسیر

سورة یسین مکہ: سورة الجن کے بعد ۴۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۶ نمبر پر ہے۔
سورة الفاطر کے آخر میں ہے: ﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ﴾ وہ قسمیں اٹھاتے۔ اس سورة میں ہے کہ کوئی ڈرانے والا آئے تو ہم راہ راست پر آجائیں گے۔
اس سورة میں فرمایا: آپ ﷺ ان کے لئے نذیر آگئے ہیں۔

ربط معنوی: سورة سبائیں نفی شفاعت قہری کا مضمون مذکور ہوا، سورة یسین، الصافات، ص اور زمر کا کچھ حصہ سورة سبائیں پر مرتب ہے یعنی مضمون (نفی شفاعت قہری) ان سورتوں بطریق ترقی ذکر کیا گیا ہے سورة سبائیں اس دعوے کے بارے میں شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ اب سورة یسین میں فرمایا کہ یہ موعومہ سفارشی جب مشرکین کو خدا تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکے تو وہ شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں۔

خلاصہ: دعوائے سورہ اور اس پر پانچ عقلی دلائل اور اس کے علاوہ شکوے، زجریں، تخوفیں، بشارتیں مذکور ہیں۔
دعوائے سورة: ﴿أَتَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرْدُنَ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُون﴾ یعنی اللہ پاک کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکے۔
دلائل عقلیہ: ① ﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ... تا... جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ﴾ ہم نے کتنی ہی سرکش اور مشرک قوموں کو ہلاک کیا اور ان کے شفعا نے ان کو ہلاکت سے نہیں بچایا۔

② ﴿وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ... تا... وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ﴾ مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے غلبہ پیدا کرنا کھجور اور انگور اور پھلوں کے باغات پیدا کرنا، زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا یہ ہمارا کام ہے ان کے شفعا اس میں شریک نہیں ہیں۔ تمہارے موعومہ شفعا اور معبود (فرشتے، جن، انبیاء علیہم السلام) ان کاموں میں سے ایک کام بھی نہیں کر سکتے پھر وہ شفیع اور معبود کیسے بن سکتے ہیں۔

③ ﴿وَآيَةٌ لَهُمُ الْكُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ یہ سارا نظام شمسی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے چل رہا ہے۔ اس کائنات کے نظم و نسق میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا۔ اگر کوئی شفیع غالب ہے تو اس نظام میں ادنیٰ سے ادنیٰ تبدیلی کر کے دکھا دے۔

④ ﴿وَآيَةٌ لَهُمُ أَنَّا حَمَلْنَا... تا... وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ﴾ ہم ان کوششیوں اور بحری جہازوں میں صحیح سلامت پارا تارتے ہیں اور جب چاہیں غرق کر دیں لیکن ان کے موعومہ سفارشی اور کار ساز انہیں غرق ہونے سے نہ بچا سکیں گے۔
⑤ ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ... تا... أَفَلَا يَشْكُرُونَ﴾ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ انواع و اقسام کے چوپائے

جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے ہیں اور دودھ پیتے ہیں یہ سب ہم ہی نے پیدا کئے ہیں ان کے مزعومہ معبودوں کا ان کی تخلیق میں کوئی حصہ نہیں اس لئے وہ معبود اور شفیع نہیں ہو سکتے۔

۱) امتیازات: ① سورة ممتاز ہے سبز رنگ کے درخت سے آگ جلنے پر ﴿وَالَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا﴾ (آیت ۸۰) ① سورة ممتاز ہے تین بار لفظ صیغہ پر۔

③ سورة ممتاز ہے مجرموں کے الگ ہونے پر ان الفاظ سے: ﴿وَأَمَّا زُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ﴾ (آیت ۵۹)

۱۔ اعمال کی طرح ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں

(۳۱۵۰) كَانَتْ بَنُو سُلَيْمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ فَأَرَادُوا الثَّقَلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ آثَارَكُمْ تَكْتُبُ فَلَا تَنْتَقِلُوا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو سلمہ قبیلہ کے لوگ مدینہ منورہ کے کنارے آباد تھے انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ”بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو وہ آگے بھیجیں گے اور جو پیچھے رکھیں گے اس کو نوٹ کریں گے۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بے شک تمہارے قدموں کے نشانات نوٹ کیے جاتے ہیں اس لیے تم منتقل نہ ہو۔

(۱) جس طرح انسان کے اعمال لکھے جاتے ہیں: ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں، اور آثار سے مراد: اعمال کے ثمرات و نتائج ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے ہیں، یا باقی رہتے ہیں، مثلاً کسی عالم نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی، شاگرد تیار کئے یا کوئی تصنیف کی تو یہ اس کے اعمال ہیں، پھر شاگردوں سے اور کتابوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا تو وہ اس کے آثار ہیں، یا کسی نے کوئی وقف کیا تو یہ اس کا عمل ہے، اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا: وہ وقف کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اور یہ قاعدہ صرف اعمال صالحہ کے لئے نہیں ہے، بلکہ برے اعمال اور ان کے برے آثار و ثمرات بھی لکھے جاتے ہیں۔

(۲) آثار سے قدموں کے نشان مراد ہیں جو قدم کہ انسان نماز یا کسی اچھے کام کے لیے اٹھاتا ہے یا وہ قدم جو برائی کے لیے اٹھتے ہیں ان کو بھی لکھا جاتا ہے چنانچہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں یہی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہ رہے تھے تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو دور سے چل کر آؤ گے تو جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی تمہارا اجر و ثواب بڑھے گا کیونکہ ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اس کی تائید میں نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ﴾ (آیت ۱۲) (تفسیر ابن کثیر ۵/۳۰۴)

۲۔ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا

(۳۱۵۱) قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَدْرِي يَا أَبَا ذَرٍّ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَانَتْهَا قَدْ قِيلَ

لَهَا اِظْلَعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعْ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ذَلِكَ مُسْتَقْرَّ لَهَا قَالَ وَذَلِكَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تم جانتے ہو؟ (یہ سورج) کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ جاتا ہے اور سجد کی اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت مل جاتی ہے (جب قیامت آنے والی ہوگی) تو اس سے کہا جائے گا تم اسی طرف طلوع ہو جاؤ جہاں سے آئے ہو تو سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وہ اپنی مخصوص ڈگر پر چلتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں یہ حضرت عبداللہ کی قرأت ہے۔

سُورَةُ الصَّافَاتِ

باب ۳۸: سورة الصافات کی تفسیر

سورة الصافات مکیہ: سورة الانعام کے بعد ۵۶ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۷ نمبر پر ہے۔
ربط اسمی: سورة یسین، صافات، ص۔ اور زمر کا کچھ حصہ سورة سبا پر مرتب ہے۔ سورة سباء میں تھا جو لوگ ان معبودوں کو شفع غالب سمجھتے ہیں وہ قوم سبا کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں اور سورة الصافات میں فرمایا خود فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں تم سب کا معبود ایک ہے۔

ربط معنوی: سورة یسین میں کہا گیا کہ مشرک اقوام پر جب ہلاکت آئی ان کے خود ساختہ شفعاء ان کو نہ بچا سکے۔ اب ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ بچانا تو درکنار خود وہ تو تمہارے سامنے عاجز یاں کر رہے ہیں اپنی بے بسی کا برملا اعلان کر رہے ہیں تو وہ شفع غالب کیسے ہوں؟ (نظم الدرر وجوہ القرآن)

سورة صافات کی ابتداء میں فرشتوں اور جنوں کے عجز کا ذکر ہے اس کے بعد شکوے، زجریں، بشارتیں، تحویفیں مذکور ہیں پھر سات انبیاء علیہم السلام کا اس انداز سے ذکر ہے کہ وہ تو خود مصائب و آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیاز مندی کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ فرشتوں کے ذکر اور ایک بار جنوں کے ذکر کا اعادہ ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ایک بار اجمالی اعادہ ہے اور آخر میں پوری سورة کا خلاصہ مذکور ہے ﴿وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ۝... تا... وَرَبِّ الْمَشَارِقِ ۝﴾ فرشتوں کا ذکر ہے ﴿إِنَّا زَيْنَابُ السَّامَاءِ الدُّنْيَا بِزَيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝... تا... فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝﴾ جنوں کا ذکر ہے۔

سات قصے:

① ﴿وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْنَعْمَ الْجَاجِبُونَ ۝... تا... ثُمَّ أَعْرَفْنَا الْأَخْرَيْنَ ۝﴾ یہ نئی شفاعت تہری کے لئے پہلا قصہ ہے۔ نوح علیہ السلام تو خود بصد عجز و نیاز ہمیں پکار رہے ہیں اور ہم ہی نے ان کو اور ان کے ماننے والوں کو غرق سے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے غرق کیا۔ پھر وہ کسی طرح معبود اور شفع غالب بن سکتے ہیں۔

② ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْعَتِهِ لِرِزْهِيمَ ۖ... تا... وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ ۖ﴾ یہ دوسرا قصہ ہے ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہم نے آگ سے بچایا وہ اللہ کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے فرزند کو اللہ پاک کی راہ میں ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

③، ④ ﴿وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۖ... تا... إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۖ﴾ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو ہم ہی نے محض اپنے فضل و احسان سے سختیوں سے بچایا وہ تو خود محتاج و عاجز تھے، اس لئے اس کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

⑤ ﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ... تا... إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۖ﴾ یہ پانچواں واقعہ ہے الیاس علیہ السلام کو قوم کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے ہم نے ہی بچایا۔

⑥ ﴿وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ... تا... وَبِالْيَلِيلِ أَفَلَكَ تَعْقِلُونَ ۖ﴾ یہ چھٹا قصہ ہے۔ لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم ہی نے بچایا ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے ہلاک کیا۔ حضرت الیاس اور حضرت لوط علیہ السلام ہماری مدد کے محتاج تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہ تھے۔

⑦ ﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ... تا... فَأَمْنُوا فَفَتَنَّاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۖ﴾ یہ ساتواں قصہ ہے یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ہمیں پکارا اور پھر ہم ہی نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے صحیح سلامت باہر نکالا، لہذا وہ بھی کارساز شفیع اور غالب نہ تھے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا خواب دیکھنے پر ﴿إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ﴾ (آیت ۱۰۲) سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ اگر یونس علیہ السلام نے تسبیحات بیان نہ کی ہوتیں تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہوتے ﴿لَكِنَّتَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾۔

۱۔ قیامت کے دن جہنمیوں سے ایک سوال ہوگا

(۳۱۵۲) مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا إِلَىٰ شَيْءٍ إِلَّا كَانَ مَوْقُوفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا زِمَّ بِهِ لَا يُفَارِقُهُ وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا ثُمَّ قَرَأَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَقِفُّهُمْ أُنْتَهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب کوئی دعوت دینے والا کسی چیز کی طرف دعوت دیتا ہے تو اسے قیامت کے دن ٹھہرایا جائے گا اور وہ چیز اس کے ساتھ ہوگی اس سے الگ نہیں ہوگی اگرچہ کسی شخص نے کسی ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا۔

”انہیں ٹھہرا لو ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا کیا وجہ ہے تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے تھے؟“

سورۃ الصافات (آیات ۲۲-۶۲) میں ہے۔

۲۔ حضرت یونس علیہ السلام کی امت کی تعداد

(۳۱۵۳) سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَأَرْسَلْنَاكَ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ قَالَ عِشْرُونَ أَلْفًا).

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔ اور ہم نے اسے ایک لاکھ افراد یا اس سے بھی زیادہ کی طرف مبعوث کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (ایک لاکھ سے) بیس ہزار زیادہ تھے۔ سورۃ الصافات (آیت ۱۷۷) میں ہے: ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ اور حضرت ابی بن کعب نے نبی ﷺ سے زائد کی تفسیر پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیس ہزار“ (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے) چنانچہ زائد کی اور تفسیریں بھی آئی ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہیں، ان کو اظہار شک کی کیا ضرورت ہے جو یہ فرمایا کہ وہ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی؟ یعنی قطعی تعداد کیوں بیان نہ کی؟

جواب: یہ او شک کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ بمعنی ”بھی“ ہے یعنی یونس علیہ السلام ایک بڑی امت کی طرف بھیجے گئے تھے، جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔

۳۔ پوری دنیا نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد ہے

(۳۱۵۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللَّهِ (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ) قَالَ حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثٌ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے دیا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (وہ ذریت) حام سام یافث تھے ایک قول کے مطابق ان کا نام یافث اور ایک قول کے مطابق یافث اور ایک قول کے مطابق یفث ہے۔

(۳۱۵۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثٌ أَبُو الرُّومِ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں سام عربوں کے جد امجد ہیں حام حبشیوں کے جد امجد ہیں جبکہ یافث رومیوں کے جد امجد ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا، اس میں کشتی والوں کے علاوہ سب ہلاک ہو گئے تھے، اس کے بعد ساری دنیا کی نسل حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سے چلی، سورۃ الصافات کی (آیت ۷۷) میں ہے: ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ﴾ فائدہ: مورخین کہتے ہیں: سام کی اولاد سے: عرب اور فارس ہیں، اور حام کی اولاد سے افریقی ممالک کی کالی نسلیں ہیں، اور یافث کی اولاد سے ترک، منگول اور یاجوج و ماجوج ہیں (اور پہلی روایت میں سعید بن بشیر ضعیف راوی ہے اور دوسری حدیث کی سند ٹھیک ہے، مگر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا)۔

سُورَةُ ص

باب ۳۹۔ سورہ صا کی تفسیر

سورۃ ص مکیہ: سورۃ القمر کے بعد ۳۸ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُنَّ ۖ لَوْ أَنْ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۖ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْخَاصِينَ ۝﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿وَالْقُرْآنُ ذِي الذِّكْرِ ۝﴾ جس کی تمنا کرتے تھے وہ قرآن آچکا ہے مگر پھر بھی وہ قرآن سے اعراض کرتے ہیں اور کفر پر ڈٹے رہے۔

ربط معنوی: سورۃ صافات میں بتایا گیا کہ مشرکین جن کو شفیع غالب سمجھ پر پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے عجز کا اظہار کر رہے ہیں اب اس سورۃ میں بطور ترقی مذکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگان خدا کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکالیف اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔
خلاصہ: دعویٰ سورۃ جو کہ ربط میں مذکور ہے اس پر پانچ نقلی دلائل ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل وحی۔ شروع میں تمہید و ترغیب۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان ہے۔

دلائل نقلیہ: ① حضرت داؤد علیہ السلام سے ﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا ذَاؤُدَّ... الْآيَةَ﴾ (آیت ۱۷)

② حضرت سلیمان علیہ السلام سے ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاؤُدَ سُلَيْمَانَ ۖ... لَوْلَفِي وَحُسْنِ مَا بٍ ۝﴾

③ حضرت ایوب علیہ السلام سے۔ ﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا أَيُّوبُ ۖ...﴾ (آیت ۴۱)

④ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام سے ﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا إِبْرَاهِيمَ... الْآيَةَ﴾ (آیت ۲۵)

⑤ حضرت اسماعیل، الیسع، اور زوالکفل علیہم السلام سے ﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا إِسْمَاعِيلَ... الْآيَةَ﴾ (آیت ۴۸)

دلیل عقلی: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ... الْآيَةَ﴾ (آیت ۲۷) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور مافیہا کو بے کار پیدا نہیں کیا۔

دلیل وحی: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ... الْآيَةَ﴾ (آیت ۲۹) یہ سراپا برکت کتاب کو ہم نے آپ ﷺ پر اتارا جس میں مسئلہ توحید کا ذکر ہے اور احکام کو کھول کھول کر ذکر کیا۔ ہم نے اس لئے اتاری ہے کہ سمجھنے والے اس میں غور کریں اور اسے سمجھیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ طلب کرنے پر ﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي ۖ﴾ (آیت ۳۵)

② سورۃ ممتاز ہے قیامت کے دن کافر کا اپنے آپ کو شریر کہنے پر ﴿كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝﴾

۱۔ ایک کلمہ جس سے عرب و عجم تا بعد از ہو جائیں

(۳۱۵۶) قَالَ مَرِضٌ أَبُو طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَ أَبِي طَالِبٍ فَجُلٌ فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ كُنِيَ يَمْنَعُهُ وَشَكَّوهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي مَا تُرِيدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَدِينُنْ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجْمُ الْجُزْيَةَ قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ يَا عَمِّ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ فَقَالُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْبِلَّةِ الْأَخْرَةِ إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ قَالَ فَتَنَزَّلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ (ص) وَالْقُرْآنُ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ (إِلَى قَوْلِهِ) مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْبِلَّةِ الْأَخْرَةِ إِنَّ هَذَا (إِلَّا اخْتِلَاقٌ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب جناب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے نبی اکرم ﷺ بھی ان کے پاس آئے اس وقت جناب ابوطالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی ابو جہل اٹھاتا کہ نبی اکرم ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے منع کرے راوی بیان کرتے ہیں ان لوگوں نے ابوطالب کے سامنے آپ ﷺ کی شکایت کی تو ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے آپ ﷺ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ کلمہ پڑھیں یہ لوگ عربوں کے حاکم بن جائیں گے اور عجمی جزیہ لے کر ان کے پاس آیا کریں گے ابوطالب نے دریافت کیا ایک کلمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک کلمہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا یہ لوگ یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے تو انہوں نے کہا ایک خدا؟ ہم نے کسی دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں سنی یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہے۔

راوی کہتے ہیں تو ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

”ص اس قرآن کی قسم جو نصیحت سے لبریز ہے کفر کرنے والے لوگ صرف تکبر اور مخالفت کا شکار ہیں۔“

یہ آیت یہاں تک ہے۔ ”ہم نے یہ بات کسی دوسرے مذہب میں نہیں سنی یہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات ہے۔“

شان نزول: روایت میں ان آیات کا شان نزول آیا ہے۔ ابوطالب اور سرداران قریش کا کلمہ ایمان کی دعوت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا چچا جان میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟ ابوطالب نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے اور عجمی لوگ انہیں جزیہ دیں اس پر ابو جہل نے کہا بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ تمہارے باپ کی قسم ہم ایک کلمہ نہیں دس کلمے کہنے کو تیار ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا بس لا الہ الا اللہ کہہ دو یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو اختیار کر لیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے اس موقع پر سورۃ ص کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں ﴿مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْبِلَّةِ الْأَخْرَةِ﴾ (آیت ۷) اس میں ملے آخر کا سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) عبد اللہ بن عباس قتادہ اور مقاتل فرماتے ہیں کہ اس سے عیسائی مذہب مراد ہے کہ یہی آخری مذہب ہے۔

(۲) مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے ملت قریش مراد ہے کافر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے طریقہ کے لوگ گزرے ہیں ہم سب سے آخر میں آئے ہیں اور ہم ہی حق پر ہیں ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طرح پایا ہے۔ ان سے ہم نے ایسی کوئی بات نہیں سنی جو یہ محمد ﷺ بتاتا ہے۔

۲۔ مقرب فرشتوں کا بحث مباحثہ

(۳۱۵۷) اَتَانِي اللَّيْلَةُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ

تَدْرِي فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّى وَجَدَتْ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِى فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ قَالَ رُبِّي الْكَفَارَاتِ وَالْكَفَارَاتُ الْهُكْتُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيُومِرُ وَلَدْنَهُ أُمُّهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتُ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُفْتُونٍ قَالَ وَاللَّذَّجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات (خواب میں) میرا پروردگار میرے پاس بہترین صورت میں آیا (راوی کو شک ہے کہ شاید حدیث میں خواب کا ذکر ہے) تو اس نے فرمایا اے محمد کیا تم جانتے ہو؟ ملاءِ اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے حلق میں محسوس کیا جس سے مجھے پتہ چل گیا کہ آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا اے محمد کیا تم یہ جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں وہ کفارات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا (زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر) باجماعت نماز کے لیے آنا جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جو شخص یہ کام کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا اے محمد جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا مانگو۔

”اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے یہ توفیق عطا کر) بھلائی کے کام کرنے کی برائی سے بچنے کی مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کی اور جب تو اپنے بندوں کے بارے میں آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کیے بغیر اپنی بارگاہ میں لے جانا۔“

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا درجات (ان کاموں سے حاصل ہوتے ہیں) سلام پھیلانا دوسروں کو کھانا کھلانا اور رات کے وقت اس وقت نماز ادا کرنا جب لوگ سو چکے ہوں۔

(۳۱۵۸) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدَتْ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي اللَّذَّجَاتِ وَالْكَفَارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَرُوهَاتِ وَإِنْتَظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيُومِرُ وَلَدْنَهُ أُمُّهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میرا پروردگار میرے پاس بہترین شکل میں آیا اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں پروردگار نے دریافت کیا ملائ علی کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے علم نہیں ہے پھر پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا جس سے مجھے مشرق اور مغرب کے درمیان میں موجود ہر چیز کا پتہ چل گیا پھر اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں اے میرے پروردگار پروردگار نے فرمایا ملائ علی کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں اور زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر باجماعت نماز کی طرف جانے کے بارے میں ناپسندیدہ صورت حال کے وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو شخص باقاعدگی کے ساتھ ان اعمال کو سرانجام دیتا رہے گا وہ بھلائی کے ساتھ مرے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

(۳۱۵۹) قَالَ احْتَبِسْ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّىٰ كِدْنَا نَتَرَاتِي عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوبٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَىٰ مَصَافِكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَّا إِنِّي سَأَحْدِثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمْ الْغَدَاةُ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَتَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي فَاسْتَشْقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَىٰ قُلْتُ لَا أَدْرِي رَبِّ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتَهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّىٰ وَجَدْتُ بَرْدًا نَامِلَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّىٰ لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَىٰ قُلْتُ فِي الْكُفَّارَاتِ قَالَ مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَاسْتِبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلَبْسُ الْكَلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلِّ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتُ فِتْنَةً قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَىٰ حُبِّكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتَهَا حَقٌّ فَأَدْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہمیں سورج نکلنا ہوا نظر آ جاتا نبی اکرم ﷺ تیزی کے ساتھ باہر تشریف لائے نماز کے لیے اقامت کہی گئی آپ ﷺ نے آپ ﷺ نے نماز پڑھائی آپ ﷺ نے مختصر نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے بلند آواز میں ہم سے فرمایا تم جس حالت میں ہو یہیں رہو پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں جس وجہ سے میں آج صبح نہیں آ سکا گزشتہ رات میں بیدار ہوا میں نے وضو کیا اور جتنا مقدر میں تھا نماز ادا کی پھر میں نماز کے دوران ہی سو گیا

یہاں تک کہ گہری نیند میں چلا گیا تو میں نے اپنے پروردگار کو بہترین شکل میں دیکھا اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار اس نے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا آپ ﷺ نے یہ باقی تین مرتبہ بیان کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں نے پروردگار کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو ہر چیز میرے سامنے روشن ہو گئی اور میں نے اسے پہچان لیا پھر اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار اس نے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات کے بارے میں اس نے فرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کی زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر بھلائی کی طرف جانا نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا اس نے فرمایا پھر کس چیز کے بارے میں میں نے عرض کی کھانا کھلانے نرم گفتگو کرنے رات کے وقت نوافل ادا کرنے جب لوگ سو رہے ہوں کے بارے میں (بات کر رہے ہیں) تو پروردگار نے فرمایا تم یہ دعا مانگو اے میرے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کے کام سرانجام دینے برائی کو نہ کرنے مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر یا اور جب تو لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے آزمائش میں مبتلا کیے بغیر موت دے دینا میں تجھ سے تیری محبت اور جس سے تو محبت کرتا ہے اس شخص کی محبت اور اس عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت کے قریب کر دے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حق ہے اسے نوٹ کر لو اور پھر اس کی تعلیم حاصل کرو۔

سورۃ صاد (آیت ۶۹) ہے: ﴿مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ ① امام ترمذی رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث قرآن مجید کی اس آیت ﴿مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ ② کی تفسیر کے طور پر ذکر کی ہیں لیکن آیت میں جس اختصام کا ذکر ہے اس سیوہ اختصام مراد نہیں جو مذکورہ احادیث میں مذکور ہے چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس اختصام کا ذکر ہے اس کی تفسیر اس کے بعد والی آیت میں ہے ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ﴾ ③۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف الفاظ کی طرف دیکھتے ہوئے اس آیت کے تحت یہ احادیث ذکر کی ہیں کہ اس آیت میں بھی مقرب فرشتوں کے اختصام اور بحث مباحثہ کا ذکر ہے جس طرح کہ مذکورہ احادیث میں ان کے اختصام کا ذکر ہے اگرچہ ان دونوں اختصاموں کے مفہوم اور تفسیر میں فرق ہے۔

فیما يختصم الملاء الاعلىٰ: ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ مقرب فرشتے کون سے اعمال کی عظمت و فضیلت کے بارے میں بحث کر رہے ہیں یا یہ کہ وہ کونسے اعمال ہیں جنہیں آسمانوں پر پہنچانے میں فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔

سُورَةُ الزُّمَرِ

باب ۴۰۔ سورۃ الزمر کی تفسیر

سورۃ الزمر مکیہ: سورۃ السبا کے بعد ۵۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۳۹ نمبر پر ہے۔

ربط اسی: سورہ ص میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاً سمجھتے ہو وہ تو خود امتحان و ابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اس لئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفع غالب نہیں۔ اب سورہ زمر میں بیان کیا جائے کہ اہل توحید اور اہل شرک (غیر اللہ کو شفع غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہل توحید جنت میں اور اہل شرک جہنم میں جائیں گے۔

ربط معنوی: سورہ سباء میں نفی شفاعت قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورہ فاطر میں بطور تفریع مذکور تھا کہ کار ساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مانوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورہ یسین، صافات اور ص سورہ سبا پر مرتب ہیں کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعت قہری کا ذکر ہے۔ اور سورہ زمر سورہ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورہ سبا پر بھی مرتب ہے یعنی ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ (آیت ۳) اور ﴿أَوِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ﴾ (آیت ۴۳) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفع غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجا لاؤ اور حاجات میں اسی کو پکارو۔

خلاصہ: تمہید مع ترغیب، ذکر دعویٰ تین بار، تفریع دعویٰ، دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیان ثمرہ دلائل چار بار، چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی صمنا۔

سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ: دعویٰ سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اول: ﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ یہ دعویٰ سورہ سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو ﴿إِلَّا إِلَهُ الدِّينِ الْخَالِصُ﴾ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ﴿هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ یہ دعویٰ پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور سب پر غالب ہے۔

ذکر دعویٰ دوسری بار: ﴿قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي﴾ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔

ذکر دعویٰ تیسری بار: ﴿قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ تَأْمُرُوَنِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ﴾ اے نادانوں! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی: پہلی عقلی دلیل: ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ... تَا... لَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ﴾ زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمدورفت اور سورج اور چاند کا میعاد متعین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور و فکر کرو، یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ... تَا... فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾ یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظام شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمادیا۔ رحم مادر میں مختلف حالات سے گزار کر تمہاری پیدائش کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ... تَا... لِكَذٰلِكَ لَاؤِي الْأَكْبَابِ﴾ یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرمادی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت

بِجَلَالِهِ ﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا دَجَلًا...﴾ تمثیل برائے مؤمن و مشرک۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ...﴾ تا... ﴿كَيْقُولَنَّ اللَّهُ﴾ یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لا محالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل: ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ...﴾ تا... ﴿يَتَفَكَّرُونَ﴾ پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے۔ حاصل یہ کہ انسان کی ابتداء و انتہاء اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے اس لئے وہ معبود برحق ہے۔

چھٹی دلیل: ﴿أَوَلَمْ يَعْلَمُوا...﴾ تا... ﴿يُؤْمِنُونَ﴾ انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو خالق و رزاق ہو وہی معبود ہو سکتا ہے۔ ساتویں عقلی دلیل: ﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ...﴾ تا... ﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ﴾ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ و نگران بھی وہی ہے۔ لہذا سب کا معبود بھی وہی ہے۔ سلسلہ دلائل وحی:

پہلی دلیل وحی: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ...﴾ ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو یہ مسئلہ کسی کا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ دوسری دلیل وحی: ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ...﴾ تا... ﴿أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ﴾ مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا کہ میں خالصتاً خدائے واحد کی عبادت کروں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں بلکہ من عند اللہ ہے۔ تیسری دلیل وحی: ﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ...﴾ تا... ﴿فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ یہ عمدہ اور پرتاثر کتاب اللہ نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سن کر کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیل: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ (ع ۳) ہم نے آپ پر پیغام حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پرتاثر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ پانچویں دلیل علی سبیل الترقی: ﴿وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (ع ۶) یہ ترقی من الادنی الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پرتاثر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل و جان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیل وحی: ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ...﴾ تا... ﴿وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیل نقلی بھی آگئی ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِكَ﴾ انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

سلسلہ بیان ثمرات دلائل: ثمرات چار ہیں پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن و کافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہو گیا کہ تمام صفات کا رسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ: ﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ... تا... يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ گزشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ: ﴿قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ... تا... يَخْتَلِفُونَ﴾ یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار و تجدد پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔ سلسلہ تقابل بین المؤمن والكافر:

اول: ﴿أَمَّنْ هُوَ قَائِمٌ... تا... إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ دلیل کے بعد مومن و کافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مومن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمت خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوم: ﴿أَمَّنْ شَرَحَ اللَّهُ... تا... أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ایک وہ مومن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نور اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبول اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم: ﴿أَمَّنْ يَتَتَّبِعِ بَوَّجْهَهُ سَوَاءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (۳۷) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوں گے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مومن ہے جو عذاب جہنم سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

ابتدائے سورۃ میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا: ﴿سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعویٰ کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس سورۃ میں ﴿وَ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ﴾ (آیت ۱۰) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ میں جا بجا تحویف و تبشیر کا بھی ذکر ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر پریشان ہوتا ہے ﴿وَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ... الْآيَةُ﴾

② سورۃ ممتاز ہے اس آیت پر ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا... الْآيَةُ﴾ نیند کے وقت روح کو عارضی طور پر روک لیا جاتا ہے مگر اس کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ چھوڑ دی جاتی ہے مگر موت کے وقت روح روکی جاتی ہے وہ نہیں چھوڑی جاتی۔

③ سورۃ ممتاز ہے کافروں کو جہنم میں بھگانے کا ذکر ہے ان الفاظ سے ﴿وَسَيُنْزِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا﴾

④ سورۃ ممتاز ہے مومنین کو جنت میں لے جانے پر ﴿وَسَيُنْزِلُ الَّذِينَ آمَنُوا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾

۱۔ آخرت میں کفار کے ساتھ دوبارہ آویزش ہوگی

(۳۱۶۰) لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ) قَالَ الرَّبُّ يَوْمَ يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتُكْذَرُونَ عَلَيْنَا الْخُصُومَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ الْأَمْرَ إِذَا الشَّدِيدُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔
”پھر بے شک تم لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپس میں بحث کرو گے۔“

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بحث و مباحثہ دنیا میں تو ہمارے درمیان موجود ہے تو کیا یہ دوبارہ ہمارے درمیان ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں تو حضرت ہاں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر تو معاملہ بہت شدید ہوگا۔
سورۃ الزمر (آیات ۳۰، ۳۱) میں ہے: ”بیشک آپ (نبی ﷺ) کو بھی مرنا ہے اور ان (مخالفین) کو بھی مرنا ہے، پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس جھگڑو گے!“ یعنی وہاں پھر آویزش ہوگی، اور حق باطل کا آخری فیصلہ ہوگا۔

۲۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

(۳۱۶۱) قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا) وَلَا يُبَالِي.

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔
”اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔“

(حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں) اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) ہے: ”اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے حق میں زیادتی کی ہے! یعنی جو کافر ہیں، مشرک ہیں یا گنہگار ہیں: تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوؤ، بیشک اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرمادیں گے۔“ اس کے بعد نبی ﷺ نے بطور تفسیر فرمایا: ”اور وہ پرواہ نہیں کریں گے۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان

(۳۱۶۲) جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إَصْبَعٍ وَالْأَرْضَيْنِ عَلَى إَصْبَعٍ وَالْجِبَالِ عَلَى إَصْبَعٍ وَالْخَلَائِقِ عَلَى إَصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْبَلِكُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ (وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا اے حضرت محمد ﷺ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کو ایک انگلی اور تمام زمینوں کو ایک انگلی اور تمام پہاڑوں کو ایک انگلی اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی کے ذریعے تھامنا ہے اور پھر یہ فرمانا ہے میں بادشاہ ہوں راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اطراف کے دانت ظاہر ہو گئے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جو اس کو پہچاننے کا حق ہے۔“

(۳۱۶۳) مَرَّ يَهُودِيٌّ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَا يَهُودِيٌّ حَدِّثْنَا فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِذَا وَضَعَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ عَلَى ذِيهِ وَالْأَرْضَ عَلَى ذِيهِ وَالْمَاءَ عَلَى ذِيهِ وَالْجِبَالَ عَلَى ذِيهِ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى ذِيهِ وَأَشَارَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ بِمُخْضَرِّهِ أَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتَّى بَلَغَ الْإِجْهَامَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا اے یہودی ہمیں کوئی بات بتاؤ تو اس نے کہا اے ابوالقاسم آپ ﷺ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو اس پر زمین کو اس پر اور پانی کو اس پر پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا۔

محمد بن صلت نے اپنی سب سے چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے تمام انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے انگوٹھے تک پہنچے۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق ہے۔“

(۳۱۶۴) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرِي مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا قَالَ أَجَلُ وَاللَّهِ مَا تَدْرِي حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ (وَالْأَرْضُ كُلُّهَا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ) قَالَتْ قُلْتُ فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کیا تم جانتے ہو جہنم کتنی وسیع ہے؟ میں نے عرض کی نہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم تم جان بھی نہیں سکتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات مجھے بتائی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔

قیامت کے دن روئے زمین اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم کے پل پر ہوں گے۔

(۳۱۶۵) إِنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ (وَالْأَرْضُ كُلُّهَا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ) فَأَيْنَ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ يَا عَائِشَةُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اور زمین قیامت کے دن اس کے دست قدرت میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو اہل ایمان اس وقت کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ وہ پل صراط پر ہوں گے۔ سورۃ الزمر کی (آیت ۶۷) ہے: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝﴾

اللہ کی قدرت کے بارے میں ایک یہودی کا کلام:

ایک یہودی نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں مذکورہ کلام کیا تو نبی کریم ﷺ تعجب اور اس کی تصدیق کی وجہ سے بنے آپ ﷺ اس کی بات سن کر کیوں بنے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس یہودی کا کلام سنا تو آپ ﷺ مسکرا دیئے کہ یہ بھی اللہ جل شانہ کی قدرت کی تصدیق کر رہا ہے لیکن اس طرح کا علم اور عقیدہ رکھنے کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھی وما قدر واللہ حق قدرہ کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت اور عظمت کو نہیں پہچانا جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ دیگر چیزوں کو بھی شریک کر لیا ہے اور ایسی چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشابہات میں سے ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں جبکہ متأخرین نے اس میں تاویل کی ہے کہ یہاں اصابع یعنی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت مراد ہے۔

۴۔ قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا

(۳۱۶۶) كَيْفَ أَنْعَمُوا وَقَدْ أَنْعَمَ صَاحِبُ الْقُرْنِ الْقُرْنِ وَحَلَّى جَبْهَتَهُ وَاصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُونَ فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قُولُوا احْسِبْنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ رَبِّنَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں کیسے آرام سے ہو سکتا ہوں؟ جبکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اپنا منہ صور کے ساتھ لگا دیا ہے اس نے اپنا سر جھکا دیا ہے اور اپنے کان لگائے ہوئے ہے اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ اسے اس میں پھونک مارنے کا حکم دیا جائے تو وہ اس میں پھونک مار دے مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے ہم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ سفیان نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ”اور ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔“

(۳۱۶۷) قَالَ أَخَرَأَبِي الرَّسُولُ اللَّهُ مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفُخُ فِيهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! صور کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک سینگ (یا باجہ) ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔

سورة الزمر (آیت ۶۸) ہے: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ اور صور میں پھونکا جائے گا، جس سے آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں وہ بے ہوش نہیں ہوگا۔

۵۔ ﴿إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ کا مصداق

(۳۱۶۸) قَالَ يَهُودِيٌّ يَسُوقُ الْمَدِينَةَ لَا وَالَّذِي أَصْطَفَىٰ مُوسَىٰ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَصَكَ بِهَا وَجْهَهُ قَالَ تَقُولُ هَذَا وَفِينَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُونَ) فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسَىٰ أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَذْرَىٰ أَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلِي أَمْ كَانَ هَمِّنَ اسْتَشْفَىٰ اللَّهُ وَمَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک یہودی نے مدینہ منورہ کے بازار میں کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے اس پر ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اس یہودی کو طمانچہ رسید کر دیا اور بولا تم نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں یہ بات کہہ رہے ہو؟ (جب یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (پہلے یہ آیت پڑھی)۔

”اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز بے ہوش ہو کر گر جائے گی ماسوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو وہ لوگ اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت عرش کے ایک پائے کو تھامے ہوئے ہوں گے مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا سر اٹھالیا تھا یا وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا ہے اور جو شخص یہ کہے میں حضرت یونس سے بہتر ہوں تو اس نے غلط کہا۔

سورة الزمر (آیت ۶۸) میں ہے: قیامت کے دن (پہلی بار) صور میں پھونکا جائے گا، پس بے ہوش ہو جائیں گے۔

”جو لوگ آسمانوں میں ہیں، اور جو لوگ زمین میں ہیں، مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں (وہ بے ہوش نہیں ہوگا) پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا، پس اچانک وہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔“

اس آیت میں جو استثناء ہے: اس کا مصداق کون ہے؟ درمنثور کی روایات کے مطابق چار فرشتے: جبریل، اسرافیل اور ملک الموت (عزرائیل) ہیں، اور بعض روایات میں عرش کے اٹھانے والے فرشتے بھی ان میں شامل ہیں، یعنی پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو ان کو موت نہیں آئے گی، مگر اس کے بعد کسی وقت ان کو بھی موت آئے گی، اور سوائے ذات حق کے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ جیسا کہ سورة الرحمن (آیت ۲۷) میں اس کی صراحت ہے، اور ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت کو موت آئے گی۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی درجہ احتمال میں استثناء آیا ہے۔

ومن قال: أنا خير من يونس بن متى فقد كذب.

”آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں حضرت یونس سے افضل ہوں تو اس نے جھوٹ بولا۔“
علماء نے اس کی مختلف وجہیں لکھیں ہیں:

- (۱) آپ ﷺ نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا کہ میں ابھی تک آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں اس کے بعد آپ کو بتا دیا گیا کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔
- (۲) محض اپنی رائے سے دلیل کے بغیر مجھے کسی نبی پر فضیلت نہ دو۔
- (۳) مطلب یہ ہے کہ میری فضیلت اس انداز سے بیان نہ کرو کہ جس سے اس مفضول نبی کی تحقیر اور توہین لازم آجائے یا جس سے تم آپس میں بحث و مباحثہ اور لڑنا شروع کر دو۔

حضرت یونس علیہ السلام قوم کو عذاب کی خبر دے کر بغیر اذن الہی کے وہاں سے چل دیئے تھے اور ہمارے نبی ﷺ مکہ میں جے رہے تھے، تا آنکہ آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی، پس اگر کوئی ان دونوں باتوں میں موازنہ کرے اور آپ ﷺ کی فضیلت بیان کرے تو یہ غلط طریقہ ہے، تفضیل انبیاء برحق ہے، مگر کسی بھی نبی کی تنقیص جائز نہیں، اور نہ ایسا انداز اختیار کرنا جائز ہے جس سے تنقیص لازم آئے، پس یہودی نے قسم کھائی تھی تو وہ اس کا معاملہ تھا، اس کے مقابلہ میں انصاری نے جو قسم کھائی اس سے موسیٰ علیہ السلام کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے جو مناسب نہیں تھا، بس آپ ﷺ نے یہی فیصلہ فرمایا۔

۶۔ جنت میں حیات ابدی، تندرستی، جوانی اور خوشی حالی حاصل ہوگی

(۳۱۶۹) يُنَادِي مُنَادٍ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصْعَوْا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعْمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا اب تمہارے لیے زندگی ہے تم کبھی بھی نہیں مرو گے اب تمہارے لیے صحت ہے اب تم کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے اب تمہارے لیے جوانی ہے تم کبھی بھی بوڑھے نہیں ہو گے اب تمہارے لیے نعمتیں ہیں تم کبھی بھی تکلیف میں مبتلا نہیں ہو گے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ”اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے اس چیز کے عوض میں جو تم عمل کرتے تھے۔“

سورۃ الزمر کی (آیت ۷۴) ہے: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ اور جنتی کہیں گے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا، اور ہم کو جنت کی زمین کا مالک بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس نیک عمل کرنے والوں کا بدلہ کیسا اچھا ہے!

۷۔ جہنم کس قدر وسیع و عریض ہوگی

جہنم کی وسعت و پھیلاؤ سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بتائی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ﴾... الایۃ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ لوگ

اس وقت کہاں پر ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جہنم کے پل پر ہوں گے۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ

باب ۴۱۔ سورۃ المؤمن کی تفسیر

سورۃ المؤمن مکیہ: سورۃ الزمر کے بعد ۶۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۴۰ نمبر پر ہے۔

ربط الہی: سورۃ زمر میں دوزمروں (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے ﴿فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ﴾ ایک جنتی گروہ اور ایک دوزخی۔

اور سورۃ مؤمن میں آل فرعون کی زبان سے وہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے یعنی مسئلہ توحید ماننے والا گروہ جنتی ہے اور نہ ماننے والا دوزخی۔

ربط معنوی: سورۃ زمر کا مرکزی دعویٰ ہے ﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں

کسی کو شریک نہ کرو۔ اور سورۃ مؤمن، سورۃ حم السجدہ اور شورئٰی میں جز و اعلیٰ اور مغیر عبادت یعنی دعا اور پکار کا مسئلہ مفصل اور مدلل بیان

کیا گیا ہے۔ نیز سورۃ زمر میں نفی شفاعت قہری کا بیان بھی ہے ﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ﴾ جسے سورۃ مؤمن، سجدہ، اور

شورئٰی کے بعد زخرف میں بیان کیا گیا۔

خلاصہ: سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ از ابتداء سورۃ تا ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (ع ۷)۔ دوسرا حصہ ﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ﴾ سے

آخر سورۃ تک، پہلے حصے میں تین مرتبہ دعویٰ کا ذکر ہے اور اثبات دعویٰ کے لئے ایک دلیل وحی ایک دلیل نقلی اور دو عقلی دلیلیں ہر عقلی

دلیل کے بعد ایک ایک ثمرہ اور دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے۔

ذکر دعویٰ تین بار؟

① ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَكَوْكَرَةً الْكَافِرُونَ﴾ (ع ۲) مصائب اور حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو

اگرچہ مشرکین کی یہ بات ناگوار گزرے اور وہ غیظ و غضب سے جل جائیں ﴿رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ... تا... سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾

دعویٰ کی اہمیت کا ذکر ہے یہ حکم نامہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ بلند شان والے عرش عظیم کے مالک کی طرف سے ہے جو ہمیشہ سے

اپنے پیغمبروں پر اپنے حکم نامہ نازل فرماتا رہا ہے ﴿وَأَنذَرَهُمْ يَوْمَ الْأَرْزَاقِ... الْآيَةِ﴾ تخویف اخروی ہے ﴿وَاللَّهُ يَقْضِي

بِالْحَقِّ﴾ متعلق بدعویٰ ہے۔ ﴿وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ﴾ یہ امر اوّل ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر ارادے کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ﴾ یہ امر دوم ہے یعنی معبودان باطلہ ایسا نہیں کر سکتے ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ یہ ماقبل کی

دونوں باتوں کی دلیل ہے۔

② ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ... الْآيَةِ﴾ (ع ۶)۔ اپنے مالک اور پروردگار کا حکم ہے کہ غائبانہ حاجات میں صرف مجھ

ہی کو پکارو جو لوگ صرف مجھے ہی پکارنے کے پابند نہیں بلکہ میرے سوا اوروروں کو بھی پکارتے ہیں میں انہیں ذلیل و رسوا کر کے

جہنم میں داخل کروں گا۔

② ﴿هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ... الْآيَةِ﴾ (ع ۷)۔ اللہ تعالیٰ ہی زندہ جاوید ہے اس پر کبھی موت

نہیں آئے گی اس لئے مصائب و آفات اور حاجات و مشکلات میں خالصتاً اسی کو پکارو۔ تمام صفات الوہیت اسی کی ذات پاک

کے ساتھ مختص ہیں۔

دلائل عقلیہ :

① ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْيَوْمَ... الْآيَةَ﴾ رات اور دن ایسی نعمتیں اور ان کے علاوہ دیگر انعامات سب اللہ کی طرف سے ہیں ﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ...﴾ یہ شرہ دلیل ہے۔ وہی نعم و محسن اللہ تم سب کا مالک اور خالق ہے اس کے سوا کوئی کار ساز نہیں۔ اس لئے حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو ﴿كَذَلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِينَ...﴾ یہ زجر ہے۔

② ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ...﴾ (ع ۷)۔ اللہ نے تمہاری خاطر زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، تمہیں خوبصورت شکلیں عطا کیں اور تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ روزی کا انتظام فرمایا۔ ﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ...﴾ یہ دوسری عقلی دلیل کا شرہ ہے۔ مذکورہ بالا صفات والا اللہ ہی تمہارا رب اور کار ساز ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے اس لئے غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

دلیل نقلی از موسیٰ علیہ السلام ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى... الْآيَتِينَ﴾ (ع ۶)

دلیل وحی : ﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

حصہ دوم : اعادہ دلیل عقلی اول : ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ...﴾ تا... ﴿كُنْ فَيَكُونُ﴾ (ع ۷)۔

اللہ تعالیٰ نے ہی تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ رحم مادر میں تخلیق کے تمام مدارج سے گزار کر احسن تقویم میں پیدا کیا اور دنیا کی زندگی کی تمام ضروریات مہیا کیں زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے وہی کار ساز اور حاجت روا ہے۔ حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارو۔

دلیل عقلی دوم : ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ...﴾ تا... ﴿فَأَنَّى إِلَٰهَ اللَّهِ تُشْرِكُونَ﴾ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے چوپائے پیدا فرمائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے جس محسن حقیقی نے یہ سب نعمتیں عطا فرمادیں وہی مالک معبود اور متصرف اور کار ساز ہے مصائب اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیے۔

اعادہ پہلی نقلی دلیل : ﴿الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِنَا آرْسَلْنَا بِهِ رَسُولَنَا﴾ (ع ۸) ﴿مَا أَرْسَلْنَا بِهِ﴾ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

دلیل نقلی دوم : ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ... الْآيَةَ﴾ (ع ۸)

اعادہ دلیل وحی : ﴿قُلْ إِنِّي نُفَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ... الْآيَةَ﴾ (ع ۷)

نوٹ : نیز دونوں حصوں میں تخویف دنیوی بھی مذکور ہے۔

﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ کا مطلب یہی ہے کہ ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ کیونکہ عبادت کی جزء اعظم پکار ہے اس لئے غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب امور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

امتیازات : سورۃ ممتاز ہے ﴿وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ﴾ (تفویض الی اللہ پر) اللہ پاک کی طرف معاملے کو سونپنا۔

سورۃ ممتاز ہے فرعونوں پر صبح و شام آگ پیش کرنے پر ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ فرعونوں پر آگ پیش کی جاتی ہے صبح و شام فرعون پر تو بطریق اولیٰ پیش کی جاتی ہوگی حالانکہ فرعون کی لاش تو مصر کے عجائب گھر میں ہے۔ اگر مصر کے عجائب گھر

میں صبح و شام آگ پیش کی جاتی تو جہنم کی آگ کا دنیا کی آگ سے سرگنا سخت ہونا بھی واضح ہے پھر تو آج تک ساری دنیا جل چکی ہوئی اب قرآن کریم کے سچ ہونے میں شک بھی نہیں پھر آگ نظر بھی نہیں آتی تو ماننا پڑے گا کہ عذاب و ثواب اس قبر میں نہیں بلکہ سمین اور علیین میں ہوتا ہے ہاں کسی کی برائی یا کرامت ظاہر کرنی ہو تو مظہر یہ قبر ہے۔

دعا عین عبادت ہے

(۳۱۷۰) الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ (وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ).

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے دعا عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک وہ لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہوئے (منہ موڑتے ہیں) عنقریب وہ جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔“

آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ پہلے (ادعونی) سے دعا کا حکم دیا، پھر اسی کو (عبادتی) میں اپنی عبادت قرار دیا، پس معلوم ہوا کہ دعا عین عبادت ہے۔

سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ

باب ۴۲۔ سورۃ حم السجدة کی تفسیر

سورۃ حم السجدة مکیہ: سورۃ مؤمن کے بعد ۶۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۴۱ نمبر پر ہے۔

سابقہ سورۃ میں ہے ﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا قَالُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحَدَّكَ...﴾ (الایہ) کافروں نے جب عذاب کو دیکھا تو ایمان لائے مگر ایمان نے ان کو نفع نہ دیا۔ اس سورۃ میں ہے ﴿فَاَعْرَضْ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾ اکثر کافروں نے حق سے اعراض کیا وہ حق نہیں سنتے۔

ربط معنوی: اس سورۃ کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل یعنی سورۃ مؤمن میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اب اس سورۃ میں ایک شبہ کا جواب دیا جائے گا۔ شبہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے ان کی نذر مانتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً خواب میں کسی پیر فقیر کو دیکھا جو اسے کہتا ہے تم پر یہ سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے وغیرہ۔ اس کا جواب ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ...﴾ (الایہ) میں دیا گیا ہے کہ یہ قُرَنَاءَ (شیاطین) کی شرارت ہے کہ وہ انسان کو مس شیطانی سے تکلیف پہنچاتے اور پھر اس سے شرک کرا کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا خوابوں میں مختلف شکلوں میں آکر انسانوں کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے حکم ﴿فَاسْتَقِمْوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ﴾

... (الایہ) کہ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اسی طرح حَمَّ مومن کے بعد ہر حَمَّ میں ایک شبہ کا جواب دیا جائے گا اور ہر سورۃ اپنے سے پہلی سورۃ کے مضامین کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ پر چار عقلی دلیلیں اور وہ دعویٰ ربط کے اندر واضح ہے۔ اور چار شبہات کا جواب اور ایک دلیل وحی صمنا۔
دعویٰ سورۃ: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ... تَا... وَاسْتَغْفِرُكُمْ﴾ اس میں صراحۃً دعویٰ کا ذکر ہے اور صمنا دلیل وحی کا۔ تم سب کا معبود اور کارساز ایک ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ کی وحی سے کہتا ہوں اس لئے اسی کی طرف سیدھی راہ پر چلو توحید کو مانو اور اسی سے اب تک جو شرک کیا ہے اس کی اور دوسرے گناہوں کی معافی مانگو۔

دعویٰ سورۃ پر شبہ اور اس کا جواب:

اس دعویٰ کے بارے میں یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات مصیبت زدہ انسان غیروں کو پکارتا ہے تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے یا بعض خواب ایسے نظر آتے ہیں جن سے غیر اللہ کو پکارنے کی تائید ہوتی ہے تو اس کا جواب ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرُونًا... تَا...﴾ انہم کانوا خاسرین ﴿﴾ یعنی یہ مس شیطانی کا اثر ہے۔ نیز شیطاں خواب دکھا کر شرک کی تلقین کرتے ہیں۔
چار عقلی دلیلیں علی سبیل الترقی: اس سورۃ میں چار عقلی دلیلیں مذکور ہیں:

پہلی دودلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور آخری دودلیلوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ ہی عالم الغیب ہے۔ جب وہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے تو اس کے سوا کسی کو مصائب و حاجات میں پکارنا جائز نہیں ہر عقلی دلیل کے بعد تحریف مذکور ہے۔

پہلی عقلی دلیل: ﴿قُلْ إِنَّا نَعْبُدُكَ... تَا...﴾ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿﴾ حاصل یہ ہے کہ تم کیسے نادان ہو کہ اس ذات پاک کے ساتھ اوروں کو شریک بناتے ہو جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا۔ آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی اور زمین کو رزق کے خزانوں سے مالا مال کر دیا لیکن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان میں سے کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتے۔

دوسری عقلی دلیل: یہ دلیل پہلی دلیل سے ترقی اور اس کی تفصیل ہے اور اس میں قیامت کا اثبات بھی ہے ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ... تَا...﴾ اِنْ كُنْتُمْ لِرَآئِهِ تَعْبُدُونَ ﴿﴾ (ع) یہ پہلی دلیل کے ایک حصے (یعنی آسمان سے متعلق) کی تفصیل ہے کہ اللہ کے نشانات قدرت میں سے دن، رات اور سورج اور چاند ہے۔ یہ چیزیں اسی کے اختیار اور تصرف میں ہے اور اس کے تابع فرمان میں لہذا ان کو کارساز سمجھ کر ان کی عبادت و تعظیم بجا نہ لاؤ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ... تَا...﴾ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿﴾ پہلی دلیل کے ارضی (زمین سے متعلق) حصے کی تفصیل ہے یہ بھی سورۃ اس کی قدرت کے نشانات میں سے ہے اور اس میں لہلہاتا منظر پیدا کر دیتا ہے جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ یہ قادر و قیوم تم سب کا معبود اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔

تیسری دلیل: ﴿اَلَيْهِ يَرْدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ... تَا...﴾ وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهِ ﴿﴾ (ع) اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غیب کی کنجیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿أَوْ لَمْ يَكُنْ بِرَبِّكَ أَكْثَرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾ (۶۷)۔ اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور اپنے علم محیط سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارا جائے جو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

شبہات کا جواب:

شبہ اول: مشرکین کا شبہ یہ تھا کہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ عربی قرآن تو محمد ﷺ خود بنا کر سناتا ہے؟ جواب شبہ: ﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا...﴾ الخ کہ اگر قرآن عجمی زبان میں اُترتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ یہ قرآن واضح اور مفصل کیوں نہیں وہ ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا یہ قرآن ماننے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور نسخہ شفاء ہے لیکن جو اسے سنتے ہی نہیں اس لئے وہ گمراہی کی تاریکی میں ہی گم رہیں گے۔

شبہ ثانی: شبہ یہ تھا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں ہوا معلوم ہوا کہ محمد ﷺ اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا بنا کر سناتا ہے نیز اگر یہ سچی کتاب ہوتی تو اس کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب لوگ ہی اس پر ایمان لے آتے؟

جواب شبہ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ...﴾ الخ کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی تھی وہ ایک ہی دفعہ میں ساری نازل کی گئی تھی وہ بھی تو سچی کتاب تھی لیکن اس میں بھی اختلاف کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ انکار محض عبادا ہے۔

شبہ ثالث: شبہ یہ تھا کہ جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟

جواب شبہ: ﴿وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ...﴾ الخ کہ عذاب کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے وہ آئے گا ضرور لیکن اپنے وقت پر اس سے پہلے نہیں آسکتا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ آسمان و زمین دونوں نے کہا ہم تابعدار ہیں ﴿قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾ (آیت ۱۱)

② سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں مبلغ کی اُن تین صفات پر جن کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور دوسرا نیک عمل کرتے ہیں اور تیسرا اقرار کرتے ہیں کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ﴾ (آیت ۲۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ ہر بات سنتے ہیں اور ان کو سب اعمال کی خبر ہے

(۳۱۷۱) اِخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ قُرَشِيَّانٍ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيلٌ فَقَهُ قُلُوبِهِمْ كَثِيرٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ فَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِذَا خَفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا خَفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بیت اللہ کے قریب تین آدمیوں کی بحث ہو گئی ان میں سے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی تھا یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی تھا ان میں عقل کم تھی اور ان کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی ان میں سے ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے ہم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز میں کہیں تو سن لیتا ہے اگر ہر آواز میں کہیں تو

نہیں سنتا ہے تیسرے نے کہا اگر وہ بلند آواز کو سن لیتا ہے تو پھر اسے پست آواز کو بھی سن لینا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
”اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)۔“

(۳۱۷۲) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَبَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيرٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ قَلِيلٌ فَقَهُ قُلُوبُهُمْ قُرْشِيُّ وَخَتْنَاهُ ثَقَفِيَّانِ أَوْ ثَقَفِيٍّ وَخَتْنَاهُ قُرْشِيَّانِ فَتَكَلَّمُوا بِكَلَامٍ لَمْ أَفْهَمُهُ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هَذَا فَقَالَ الْآخَرُ إِنَّا إِذَا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا سَمِعَهُ وَإِذَا لَمْ نَرْفَعْ أَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ فَقَالَ الْآخَرُ إِن سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَمَا كَرُثُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں خانہ کعبہ کے پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا اسی دوران تین آدمی آئے جن کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی اور ان کے دماغ میں عقل کم تھی ان میں سے ایک قریشی تھا اور دوسرے کے داماد تھے جو ثقفی تھے یا ایک ثقفی تھا اور دوسرے کے داماد تھے جو قریشی تھے انہوں نے کوئی بات کی جس کو میں سمجھ نہیں سکا پھر ان میں سے ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس کلام کو سن لیتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز میں بات کریں تو وہ اس کو سن لے گا اور اگر ہم بلند آواز میں نہیں کرتے تو اس کو نہیں سنے گا تیسرے نے کہا اگر وہ کچھ حصے کو سن سکتا ہے تو پھر وہ ساری بات کو سن سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)۔“

یہ آیت یہاں تک ہے۔ ”تو تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔“

سورۃ حم السجدة کی (آیات ۲۲، ۲۳) ہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں یہ روایت آئی ہے۔

تشریح: موثلاً عقل کا کھونا ہوتا ہے، مگر اس میں استثناء بھی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ما رايت سمينا عاقلا الا محمد بن الحسن: میں نے کوئی موثلاً عقلمند آدمی نہیں دیکھا، مگر امام محمد رحمہ اللہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ ستقامت: موت تک ایمان کے تقاضوں پر جتنا ہے

(۳۱۷۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا) قَالَ قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرُوا أَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِنَ اسْتَقَامَةٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”بے شک وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر ان میں سے اکثر نے اس کا انکار کر دیا تو جو شخص اسی بات پر مرے گا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جس نے استقامت اختیار کی۔

سورة حم السجدة (آیت ۳۰) اور سورة الاحقاف (آیت ۱۳) میں استقامت پر خوش خبری سنائی گئی ہے ایمان کے بعد استقامت کیا ہے؟ اس کی تفسیر اس حدیث میں ہے۔ استقامت سے کیا مراد؟

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے نزدیک اس کے معنی ہیں اخلاص۔

(۲) اللہ کی اطاعت پر دوام اور اہتمام سے گناہوں سے بچنا۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک استقامت کے معنی یہ ہیں کہ انسان موت تک کلمہ شہادت پر ثابت قدم رہے (۱)

(۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الاستقامة ان تستقيم على الامر والنهي ولا تروغ وروغان الشعالب. استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکام ادا کرو اور نواہی پر سیدھے جبرے رہو اس سے لومڑیوں کی طرح اوہرا و ہرا نہ فرار نہ نکالو۔

سُورَةُ الشُّورَى

باب ۴۳۔ سورة الشورى کی تفسیر

سورة شوریٰ مکیہ: سورة حم السجدة کے بعد ۶۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۲ نمبر پر ہے۔
رابطہ: سابقہ سورة میں یہ شبہ دور کیا گیا کہ خواب میں یا بیداری میں بعض دفعہ بزرگوں کی زیارت ہو جاتی ہے تو ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو حاجات میں پکارنا اور ان کی نذریں منتیں ماننا جائز ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ خواب میں یا بیداری میں بزرگوں کی شکلوں میں متشکل ہو کر سامنے آتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اب سورة شوریٰ میں ایک دوسرے شبہ کا جواب دیا جائے گا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں سابقہ کتب میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئیں ان میں یہی مضمون تھا، لیکن اب اگر ان کتابوں میں اس کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے جس سے شرک کی تائید ہوتی ہو، تو وہ خدا کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے باغی علماء اور گمراہ پیشواؤں کی تحریف ہے اور انہوں نے خود ہی ایسے مشرکانہ مضامین لکھ کر ان کتابوں میں شامل کر دیئے ہیں، اس لئے بعد والے لوگ جو ان کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوئے وہ معذور نہیں ہوں گے۔ اس قسم کے تین شبہات کا جواب گذشتہ سورتوں میں گزر چکا ہے۔

اول: حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایسے کلمات ملتے ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے سورة بقرہ (ع ۱۲، آیت ۱۰۲) میں اس کا جواب دیا گیا ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيْطٰنَ كَفَرًا...﴾ (الایہ) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف غیر اللہ کو پکارنے اور جادو کرنے کی نسبت غلط ہے یہ شیاطین کی شرارت ہے کہ انہوں نے خود کتابیں تصنیف کر کے ان میں اپنی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ایسے کلمات منسوب کر دیئے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی طرف بعد کے مفسد لوگوں نے گمراہ کن اور مشرکانہ باتیں منسوب کر دی ہیں

جن سے وہ بزرگ بری ہیں۔

دوم: عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ہی ہمیں تعلیم دے گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرنا۔ اس کا جواب سورۃ آل عمران (۸۷، ۸۸) ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ...﴾ میں دیا گیا کہ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان ہے وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ کے پیغمبر سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی توحید کے خلاف لوگوں کو تعلیم دے۔

سوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن میں جو کلمات ملتے ہیں مثلاً ابن اللہ (انجیل) کلمۃ اللہ، روح اللہ (قرآن) سے شبہ ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ شاید ان کو نظام کائنات میں کچھ اختیارات بھی دیئے گئے ہوں۔ اس کا جواب سورۃ آل عمران (آیت ۷) ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ...﴾ میں دیا گیا ہے کہ یہ کلمات متشابہات میں سے ہیں اور دین و شریعت کے احکام کی بنیاد محکمات ہیں نہ کہ متشابہات اور متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان جوابات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔

خلاصہ: ازالہ شبہ اور اس کے بعد اس سے متعلق دونوں دعوؤں کے بارے میں آیات۔

پہلا دعویٰ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ دوسرا دعویٰ: انبیاء علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے۔ یہ تحریفات بعد کے لوگوں کے لئے قابل عذر نہیں ہیں جس طرح گوسالہ سامری کی آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے قابل معذرت نہیں تھا پھر دونوں دعوؤں کے متعلق آیات ہوں گی اور درمیان میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہوگا۔ سورۃ میں تینوں دلائل عقلی، نقلی اور وحی۔

تفصیل: ﴿كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ...﴾ تا... ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اس سارے جہان میں اللہ تعالیٰ ہی متصرف، مختار اور کار ساز ہے ﴿تَكَادُ السَّمُوتُ يَنْفَقِرُونَ...﴾ تا... ﴿هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ فرشتے بھی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کرتے ہیں اور اہل توحید کے لئے اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ﴾ مشرکین پر: جرم تخویف ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا...﴾ ترغیب الی القرآن و بشارت و تخویف آخری ﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ...﴾ الخ اعادہ زجر۔ ﴿فَاطِرُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ...﴾ تا... ﴿إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ یہ ﴿لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ سے متعلق ہے یعنی یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور مالک و مختار ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ...﴾ تا... ﴿وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾ تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین کو قائم کرنے یعنی اللہ کی توحید و تبلیغ کرنے اور غیر اللہ کی پکار سے روکنے کا حکم دیا گیا۔ تمام پیغمبر اللہ کی توحید پر متفق تھے ﴿وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ...﴾ الخ یہ اس سورۃ کے مرکزی شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے، تو پھر کتب سابقہ میں اس کے خلاف لکھا ہوا کیوں ملتا ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ بعد کے باغی پیشواؤں کی تحریف ہے، انہوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے اور جاننے کے بعد ضد و عناد کی وجہ سے توحید میں اختلاف ڈالا۔ ﴿لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ...﴾ الخ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ ان باغیوں اور

سرکشوں پر عذاب کیوں نہیں آتا جو توحید کا انکار کرتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر آئے گا۔ ﴿وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ...﴾ الخ... ان گمراہ کن اور باغی علماء کے بعد جو لوگ آئے وہ ان کی محترف کتابوں کو دیکھ کر توحید کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہوئے۔

﴿فَلِذَلِكَ فَادْعُ...﴾ یا... ﴿وَالْيَهُ الْمَصِيرُ﴾ یہ ماقبل پر چار امور متفرع ہیں ﴿فَلِذَلِكَ فَادْعُ﴾ آپ اس حکمنامہ کی دعوت دیتے رہیں۔ ﴿وَأَسْتَقِمُّ كَمَا أُصِرْتُ﴾ اسی پر قائم رہیں۔ ﴿وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ﴾ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں ﴿قُلْ أَصَدُّ...﴾ الخ... میرا اسی پر ایمان ہے جو خدا نے فرمایا۔ باغیوں کی تحریقات کو نہیں مانو گا ﴿وَأُصِرْتُ لِأَعْدَالٍ بَيْنَكُمْ﴾ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ شکوک میں پڑے ہیں اور باغیوں کی تحریرات کو مانتے رہیں، لیکن آپ مسئلہ توحید کی دعوت کو جاری رکھیں اور اسی پر قائم رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات میں پکاریں اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اور اعلان کر دیں کہ میں اسی چیز کو مانوں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ...﴾ الخ... باغی اور گمراہ علماء کی تحریقات کی پیروی کرتے ہوئے جن لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑا وہ اس بارے میں معذور نہیں کیونکہ اول تو اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمادی ہے جو حق و باطل کے درمیان میزان ہے۔ دوم اس مسئلہ کو انبیاء علیہم السلام اور علماء حق تسلیم کر چکے ہیں اس لئے ان مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں جیسا کہ گوسالہ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے معذور ہونے کا سبب نہ بن سکا ﴿وَمَا يَذْكُرُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ﴾... تا... ﴿لَقَدْ ضَلِلَ بَعِيدٌ﴾ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

﴿اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ﴾ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، اس لئے غائبانہ اسی کو پکارو۔ یہ ترغیب فی الآخرة و ترہید فی الدنیا ہے ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ...﴾ الخ... یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ خدا کی شریعت میں تو یہی تھا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، کیا تمہارے پیشواؤں اور معبودوں نے اس کی شریعت کے خلاف کوئی نئی شریعت بنالی ہے؟ ﴿وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ...﴾ تا... ﴿وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾ تخویف اخروی ہے ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا...﴾ تا... ﴿إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾ یہ بشارت اخرویہ ہے اور درمیان میں ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ...﴾ الخ... سے ترغیب ہے ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى...﴾ الخ... یہ شکوہ ہے رسول اللہ ﷺ گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سابقہ کے مطابق دعوت پیش کرتے ہیں، لیکن معاندین پھر بھی آپ ﷺ کو مفتری کہتے ہیں ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ...﴾ الایہ... یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف کنندہ اور غیب دان ہے، اسی سے گناہ بخشواؤ اور اسی کو پکارو ﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا...﴾ الخ... بشارت اخرویہ۔ ﴿وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ تخویف اخروی ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ﴾ یہ ایک سوال کا جواب ہے، وہ ایسا مہربان ہے تو سب کو فراخی سے رزق دیتا تو سب ہی اس کے احکام سے باغی ہو جاتے، اس لئے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک کو ایک خاص اندازے سے دیتا ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي يُنْزِلُ الْغَيْثَ...﴾ تا... ﴿إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ﴾ یہ پہلے دعویٰ پر پہلی نقلی دلیل ہے ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ...﴾ تا... ﴿فَمَتَاعٌ الْحَيَوةِ الدُّنْيَا﴾ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ﴿وَمَا عِنْدَ اللَّهِ...﴾ تا... ﴿فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ﴾ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ اور اس دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان بھی ہے۔

① شرک نہ کرو ﴿لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾

② ظلم نہ کرو ﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ﴾ اور

③ احسان کرو ﴿وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ یہ تخویف اخروی ہے۔ ﴿وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ﴾ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی جو شخص محض ضد و عناد کی وجہ سے باطل پرست علماء کی تحریفات کو مان کر گمراہ ہو گیا، اسے راہ راست پر کوئی نہیں لاسکتا ﴿وَتَرَى الظَّالِمِينَ...﴾ تا... ﴿فَمَا لَهُمْ سَبِيلٌ﴾ یہ تخویف اخروی ہے۔

﴿اسْتَجِيبُوا لِلرِّبِّكُمُ...﴾ تا... ﴿وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ﴾ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور تخویف اخروی ہے۔ یعنی باغیوں اور گمراہوں کی تحریفات کی پیروی نہ کرو اور صرف اللہ ہی کو پکارو ﴿وَإِنْ أَعْرَضُوا...﴾ یہ زجر مع تسلیہ ہے۔ اگر معاندین اعراض کرتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں آپ کا کام سنانا اور سمجھانا ہے نہ کہ منوانا ﴿وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا...﴾ یہ زجر ہے۔ ﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ تا... ﴿إِنَّهُ عَلَيْهِمْ قَدِيرٌ﴾ یہ پہلے دعویٰ پر عقلی دلیل ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے۔ ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور اولاد دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو۔ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ﴾ کے ساتھ بھی اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور آپ کے ساتھ تین ہی طریقوں سے کلام کیا گیا۔ جو چیز اس وحی کے خلاف ہوگی وہ مفسد اور گمراہ کن پیشواؤں کی ایجاد اور تحریف ہوگی۔ ﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾ یہ دلیل وحی ہے۔ ان ہی تین طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کو بھی توحید ہی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ ﴿صِرَاطَ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ...﴾ یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ ﴿كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ﴾ اس سورۃ میں جو مضمون توحید نازل کیا گیا ہے یہی مضمون ہم اس سے پہلی سورتوں میں آپ کی طرف نازل کرتے رہے ہیں اور یہی مضمون توحید گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کرتے رہے ہیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے وحی کی اقسام پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾

③ سورۃ ممتاز ہے بچے بچوں کی تقسیم پر ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا ثَا...﴾ اللہ پاک جس کے لئے چاہتے ہیں بچیاں عطا کرتے ہیں اور جس کے لئے بچے اور کسی کو بے اولاد بھی کر دیتے ہیں اور کسی کو دونوں عطا کرتے ہیں۔

۱۔ مودت فی القربی کی صحیح تفسیر

(۳۱۷۴) سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبَى إِلَيَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَعْلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

ترجمہ: طاؤس بیان کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تم فرمادو میں اس (تلمیح) کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ قربت کے حوالے سے جو محبت (کا تقاضا ہوتا ہے اس کی تم سے توقع رکھتا ہوں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ رشتے دار حضرت محمد ﷺ کی آل تھے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ کا قریش کی ہر ذیلی شاخ کے ساتھ کوئی نہ کوئی رشتے داری کا تعلق تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا میری تمہارے ساتھ جو رشتے داری ہے تم اس کے حوالے سے صلہ رحمی کرو۔
سورۃ الشوریٰ (آیت ۲۳) میں ہے: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾۔

(۱) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے نبی کریم ﷺ کے رشتہ دار مراد ہیں پوری آیت کا مفہوم اب یوں ہوگا کہ آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ میں تم سے اسلام کی بات پہنچانے پر کسی اجرت اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم میرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک صلہ رحمی اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ تفسیر بتائی گئی جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کی تو اس کو انہوں نے غلط قرار دیا اور حضرت سعید سے فرمایا کہ یہ مراد نہیں کیونکہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری نہ ہو۔
لہذا اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ قریش چونکہ نبی کریم ﷺ کی بات کو اچھی طرح نہیں سنتے تھے رکاوٹیں ڈالتے ایذا رسانی کے درپے رہتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتا میری بات سنو مانو یا نہ مانو میری تائید کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے مگر رشتہ داری کے ناتے تم میرے ساتھ حسن سلوک تو ضرور کرو دشمنی اور عداوت نہ کرو ظلم اور اذیت سے باز رہو کہ کسی رشتہ اس سے تو ضرور مانع ہونا چاہیے جمہور علماء کے نزدیک اس آیت کی یہی تفسیر رائج ہے

تشریح: بخاری شریف (حدیث ۴۸۱۸) میں اعلت کی جگہ غلط ہے، یعنی تم نے آیت کی تفسیر کرنے میں جلدی کی، اور بے سوچے سمجھے ہی بات کہہ دی، یہ آیت کی صحیح تفسیر ہے، نزول آیت کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں، اس وقت ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، پھر یہ بات کفار سے کہی جا رہی ہے، ان سے یہ بات کہنے کا کوئی تک نہیں۔۔۔ قبیلہ: جب پھٹتا ہے تو بطون پیدا ہوتے ہیں، اور بطون جب پھٹتے ہیں تو افخاد (و: لخذ) پیدا ہوتے ہیں، نبی ﷺ کی قریش کے ہر بطن میں رشتہ داری تھی۔۔۔ اور الا المودۃ: استثناء منقطع ہے۔

۲۔ بلائیں آدمی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں

(۳۱۷۵) قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهِ لَمَعْتَبَرًا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى قَالَ وَإِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَإِذَا هُوَ فِي قُشَايَشٍ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَأَيْتُكَ وَأَنْتَ تَمُرُّ بِنَا مُمَسِّكٌ بِأَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَأَنْتَ فِي حَالِكَ هَذَا الْيَوْمَ فَقَالَ هَلْ جِئْتَنِي أَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِي مُرَّةَ ابْنِ عَبَّادٍ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَنِ اللَّهِ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ قُلْتُ هَاتِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَ مَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللَّهُ عَنْهُ أَكْثَرُ قَالَ وَقَرَأَ (وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ)۔

ترجمہ: عبداللہ بیان کرتے ہیں بنو مرہ کے ایک بزرگ آدمی نے مجھے یہ بات بتائی میں کوفہ آیا تو مجھے بلال بن ابوبلدہ کے بارے

میں بتایا گیا تو میں نے کہا اس کے انجام میں تو عبرت پائی جاتی ہے پھر میں اس کے پاس گیا تو وہ اپنے اسی گھر میں موجود تھا جو اس نے خود بنایا تھا اسے اذیت پہنچانے کی وجہ سے اور مار پیٹ کی وجہ سے اس کی شکل و صورت تبدیل ہو چکی تھی اس کے بدن پر ایک پرانا سا لباس تھا میں نے (اس کی یہ حالت دیکھ کر) کہا الحمد للہ اے بلال مجھے تمہارا وہ وقت بھی یاد ہے جب تم ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور وہاں کوئی غبار نہیں ہوتا تھا لیکن تم ناک پر رومال رکھ لیتے تھے اور آج تمہاری یہ حالت ہے اس نے دریافت کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں عباد کا بیٹا ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں تو بلال نے کہا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں بہت نفع پہنچائے تو میں نے کہا سناؤ تو اس نے کہا ابو بردہ نے اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

”بندے کو جو بھی چھوٹی یا بڑی تکلیف لاحق ہوتی ہے وہ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اور وہ گناہ تو بہت زیادہ ہیں جو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف کر دیتا ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے (یا شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) یہ آیت تلاوت کی۔

”اور تمہیں جو مصیبت لاحق ہوتی ہے تو یہ تمہارے اپنے اعمال کے نتیجے میں ہوتی ہے اور وہ بہت سے گناہوں سے درگزر کر لیتا ہے۔“

سورۃ الشوریٰ کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۖ﴾

”اور جو بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کا نتیجہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت سی حرکتوں سے درگزر فرماتے ہیں۔“

سُورَةُ الزُّخْرَفِ

باب ۴۴۔ سورۃ الزخرف کی تفسیر

سورۃ زخرف مکیہ: سورۃ شوریٰ کے بعد ۶۳ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۴۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ اور اس سورۃ کی ابتداء میں فرمایا: ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ﴿فَهٰذَا هُوَ الْاَرْتِبَاطُ﴾۔

ربط معنوی: سورۃ شوریٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف اور کارساز ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے وہ باغی اور گمراہ پیشواؤں کی تحریفات ہیں جو انہوں نے محض ضد سے لکھ کر ان میں شامل کر دیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اب سورۃ زخرف میں مشرکین کے ایک شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں اور ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں کیونکہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اور ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے اور انہیں اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے شفیع (سفارشی) ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ سورۃ کے آخر میں

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ...﴾ (الایہ) میں اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں اور قیامت کے دن صرف انہی لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی۔ اس لئے مشرکین کے حق میں کوئی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔

خلاصہ: تمہید مع ترغیب: تین عقلی دلیلیں جن میں سے دُعا سبیل الاعتراف من الخضم ہیں ایک شروع میں اور ایک آخر میں۔ تین نقلی دلیلیں تفصیلاً اور ایک دلیل وحی اور آخر سورۃ میں دُعا کی مذکور ہے۔

دلائل عقلیہ:

پہلی عقلی دلیل: ﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ...﴾ تا... ﴿الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ﴾ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف۔ اگر ان مشرکوں سے پوچھو کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے کہ اللہ نے جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ...﴾ تا... ﴿وَالْيَهُ تَرْجِعُونَ﴾ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان میں وہی معبود برحق اور متصرف و کارساز ہے۔ ساری کائنات اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور قیامت کا علم صرف اسی کو ہے جب ساری کائنات میں وہی معبود اور متصرف و مختار ہے تو کوئی اس کا نائب بھی نہیں۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ...﴾ (الایہ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودانِ باطلہ کا خالق اللہ ہے لیکن وہ پھر نہیں سمجھتے اور اللہ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے ہیں۔

دلائل نقلیہ:

پہلی نقلی دلیل: پہلی نقلی دلیل از حضرت ابراہیم علیہ السلام ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِّي ذِكْرًا عَظِيمًا﴾ (۳۷)

دوسری نقلی دلیل: دوسری نقلی دلیل از موسیٰ علیہ السلام ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ...﴾ تا... ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ﴾ (۵۷)

تیسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام ﴿وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ...﴾ (الایہ)

دلیل وحی: ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي...﴾ تا... ﴿صَوَاطِئَ مُسْتَقِيمَةٍ﴾ یہ دلیل وحی ہے۔

دُعا سورۃ: ﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ...﴾ (الایہ) یہ سورۃ کا مرکزی دُعا ہے اور مشرکین کے ایک شعبے کا جواب ہے کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجات کو پورا کرنے والا نہیں اور سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے لیکن ہم اپنے معبودوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں فرمایا مشرکین جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں ان کے حق میں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

خلاصہ: از نیلوی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ: اور اگر کہو کہ ہم غیر اللہ کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر نہیں پکارتے بلکہ وہ ہماری سفارش اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں اس لئے ہم ان کو شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں شفیع غالب سمجھ کر پکارتا بھی شرک ہے۔

روابطہ الی: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صَوَاطِئِ مُسْتَقِيمَةٍ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا﴾ پیچھے صاحب قرآن اور اس سورۃ میں قرآن کا ذکر ہے۔ سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اللہ تعالیٰ مثل کوئی نہیں ہے اس سورۃ میں ہے ﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا﴾ اللہ پاک بے مثل ہیں تو اللہ پاک کی اتاری ہوئی کتاب بھی بے مثل ہے۔

امتیازات، ازخ القرآن:

- ① سورة ممتاز ہے کافروں کے اس قول پر ﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾ (آیت ۳۱)
- ② سورة ممتاز ہے سواری کی دعا پر ﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾

ہدایت کے بعد گمراہ ہونے والوں کو بات سمجھانا مشکل ہوتا ہے

(۳۱۷۶) مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هَٰذَا كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ (مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هَٰذَا إِلَّا أَجْدَلًا بَلَّهُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ).

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے کوئی بھی قوم ہدایت حاصل کر لینے کے بعد اس وقت تک گمراہی کا شکار نہیں ہوتی جب تک ان کے درمیان جھگڑا نہیں ہو جاتا پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔
”وہ لوگ یہ بات تمہارے سامنے صرف اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ بحث کریں اور وہ لوگ بحث کرنے والے ہیں۔“
عام جالوں (دین سے ناواقفوں) کو اور سادہ گمراہوں کو بات سمجھانا آسان ہے، وہ آسانی سے اپنی غلطی سمجھ جاتے ہیں، مگر جو لوگ کبھی ہدایت پر ہوتے ہیں، پھر وہ گمراہ ہو جاتے ہیں، اور اپنی گمراہی کو دین بنا لیتے ہیں، جیسے مودودی، غیر مقلد اور رضا خانی بدعتی: ان کو ان کی گمراہی سمجھانا بہت دشوار ہوتا ہے، وہ بحث و تکرار کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں جس کی کوئی نہایت نہیں ہوتی، وہ واضح حقائق کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، سادہ بدعتیوں کو ان کی گمراہی سمجھانا آسان ہے، جب قرآن و حدیث سے ان کو بات سمجھائی جاتی ہے تو وہ اپنی بدعات چھوڑ دیتے ہیں،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینی معاملات اور شرعی مسائل میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بہت سے لوگ محض عقل کے بل بوتے پر بحث کرتے ہیں ان کا مقصد طلب حق نہیں ہوتا بلکہ مقابل کو زچ کرنا اور مغلوب کرنا پیش نظر ہوتا ہے یہ طریقہ درست نہیں اس سے مسلمانوں کی صفوں میں دینی امور میں تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے آپس میں بحث برائے بحث ہونے لگتی ہے۔

سُورَةُ الدُّخَانِ

باب ۴۵۔ سورۃ دخان کی تفسیر

سورۃ الدخان مکیہ: سورۃ الزخرف کے بعد ۶۴ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۴۴ نمبر پر ہے۔
ربط معنوی: سورۃ زخرف میں مشرکین کے اس شبہ کو دور کیا گیا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ خدا کے نائب اور اس کے دربار میں شفیع غالب ہیں وہاں دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق اور مالک اور وہی ساری کائنات میں متصرف اور کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ اب سورۃ دخان میں مشرکین کے ایک اور شبہ کو جواب دیا گیا ہے یعنی ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود خدا کے نائب اور شفیع غالب نہیں ہیں لیکن وہ ہماری دعائیں پکاریں سنتے اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں اس لئے اگر وہ ہماری پکاریں سن کر اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر ڈالیں خواہ وہ قبول کرے یا

نہ کرے تو اس میں حرج ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا ﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (۱۷) کہ سب کچھ جاننے والا اللہ ہی ہے اور وہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے اور کوئی نہیں۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ ﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ اور درمیان میں توحید پر ایک دلیل عقلی ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ... تَا...﴾ (۱۸) بالحق ہے نیز تخویف دنیوی و اخروی اور بشارت اخرویہ کا بھی ذکر ہے۔

دلیل عقلی: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ... تَا... لَا يَعْلَمُونَ﴾ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے زمین و آسمان اور اس سارے جہاں کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری وحدانیت اور قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے۔ دعویٰ سورۃ: اس سورۃ کا دعویٰ وہ ربط میں مذکور ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے رات میں فیصلہ کرنے پر ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾

② سورۃ ممتاز ہے کافروں کی دوستی کے فائدہ نہ دینے پر ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْتِي عَنْ مَوْلَى شَيْئًا﴾ (آیت ۴۱)

۱۔ واضح دھوئیں کی پیشین گوئی پوری ہو چکی

(۳۱۷۷) جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ قَاصًّا يَقْضُ يَقُولُ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ الدُّخَانُ فَيَأْخُذُ مَسَامِجَ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ كَهَيْئَةِ الزُّكَّامِ قَالَ فَعَضِبَ وَكَانَ مُتَكِيًّا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ إِذَا سُئِلَ أَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهِ قَالَ مَنْصُورٌ فَلْيُخْبِرْ بِهِ وَإِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنْ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَبَارِئُ قُرَيْشًا اسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُمَّ أَعِزِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبَعِ يُوسُفَ فَأَخَذَهُمْ سَنَةً فَأَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ أَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَأَدْعُ اللَّهَ لَهُمْ قَالَ فَهَذَا لِقَوْلِهِ (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) قَالَ مَنْصُورٌ هَذَا لِقَوْلِهِ (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ) فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ قَدْ مَضَى الْبَطْشَةُ وَلِلزَّامِ وَالْدُّخَانُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَبْرُ وَقَالَ الْآخَرُ الرُّومُ.

ترجمہ: مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا ایک داعظ نے تقریر کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے زمین سے ایک دھواں نکلے گا جو کفار کی سماعتوں کو ختم کر دے گا اور مومن کو اس کے نتیجے میں زکام کی سی کیفیت کا سامنا کرنا پڑے گا راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ غصے میں آ گئے وہ پہلے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا جب آدمی سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جسے وہ جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق جواب دیدے یہاں منصور نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے لیکن جب انسان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو وہ کہہ دے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ آدمی کے علم میں یہ بات شامل ہے کہ جب اس سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت

کیا جائے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا تو وہ یہ کہہ دے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہ فرمایا ہے۔
 ”تم یہ فرما دو میں اس بات پر تم سے اجر طلب نہیں کرتا اور میں اپنی طرف سے بات نہیں بتاتا۔“
 نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ قریش نافرمانی کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی تھی۔
 ”اے اللہ! ان لوگوں کے خلاف قحط سالی کے سات سالوں کے ذریعے میری مدد کر جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے سات سال تھے۔“

تو ان لوگوں کو قحط سالی نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کی سب چیزیں ختم ہو گئیں یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مردہ جانور کھانے لگے بعض راویوں نے یہاں ہڈیوں کا ذکر کیا ہے۔
 راوی بیان کرتے ہیں (ان لوگوں کو یہ محسوس ہوتا تھا) جیسے زمین سے دھواں نکل کر جا رہا ہے۔
 راوی بیان کرتے ہیں ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا آپ ﷺ کی قوم ہلاکت کا شکار رہی ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا کیجئے یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے۔ تو اس دن کا انتظار کرو جب آسمان دھواں ظاہر کرے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔

منصور نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ یہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب کو دور کر دے ہم تو مومن ہیں۔ تو کیا آخرت کا عذاب دور کیا جائے گا؟ (حضرت عبد اللہ نے فرمایا) بطشہ لازم اور دخان ظاہر ہو چکے ہیں۔

ایک راوی نے یہ بات نقل کی ہے چاند سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے اور ایک نے کہا ہے رومیوں سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔
 سورة الدخان (آیات ۱۰-۱۶) ہیں: ”پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان واضح دھواں لائے گا۔“

آیت میں دخان سے کیا مراد ہے؟

(۱) اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ یہ دھواں علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جو قیامت کے بالکل قریب رونما ہوگی یہ دھواں پوری فضا میں پھیل جائے گا جمہور کے نزدیک یہی تفسیر رائج ہے۔

(۲) اس دخان سے وہ گرد و غبار مراد ہے جو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دخان کی پیشین گوئی واقع ہو چکی ہے اس سے مکہ مکرمہ کا قحط مراد ہے۔

دخان کی وہ تفسیر جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی ہے قرآن کے ظاہری الفاظ سے بعید معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ شدید بھوک کی وجہ سے انہیں آسمان پر خیالی دھواں نظر آتا تھا اس بات کو قرآن نے تأقی السماء اور دخان مبین اور یغشی الناس کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ تعبیر بہت بعید ہے کیونکہ بظاہر ان الفاظ سے عام آسمان پر کھلے دھوئیں کا چھا جانا اور سب لوگوں کا اس دھوئیں سے متاثر ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ دھواں تو خود ان کی اپنی شدت مصیبت کا اثر تھا اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے ظاہر قرآن کے مطابق اس کو ترجیح دی ہے کہ اس دخان سے وہ دھواں مراد ہے۔

اور بخاری (حدیث ۴۷۶۷) میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: خمس قد مضین: الدخان، والقمر، والروم، والبطشہ،

واللزام: پانچ پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں: ایک: دھویں کی پیشین گوئی جو مذکورہ آیات میں ہے۔ دوسری: شق القمر کی پیشین گوئی جس کا ذکر سورۃ القمر کے شروع میں ہے۔ تیسری: رومیوں کے دوبارہ جیتنے کی پیشین گوئی، جس کا ذکر سورۃ الروم کے شروع میں ہے۔ چوتھی: سخت پکڑ کی خبر، جس کا ذکر مذکورہ آیات میں ہے۔ پانچویں: وبال آنے کی خبر، جس کا ذکر سورۃ الفرقان کی آخر آیت میں ہے۔

تطبیق: اور دونوں قولوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک: دخان مبین: واضح دھواں۔ دوم: محض دخان، علامات قیامت میں یہ دوم ہے، اول کا ذکر سورۃ الدخان میں ہے، اور دوم کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے، صرف حدیثوں میں ہے، اور یہ بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، فرمایا: دخان دو ہیں: ایک گزر چکا، اور دوسرا جو باقی ہے وہ آسمان وزمین کی درمیانی فضا کو بھر دے گا، اور مؤمن کو اس سے صرف زکام کی کیفیت پیدا ہوگی، اور کافر کے تمام منافذ کو پھاڑ ڈالے گا، یہ روایت روح المعانی میں ہے، میرے خیال میں یہ بہترین تطبیق ہے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے داعظ پر رد اس لئے کیا کہ سورۃ دخان کی آیات کی تفسیر میں یہ بات بیان کر رہا تھا جو غلط تھا، اس دخان کا تذکرہ صرف حدیثوں میں آیا ہے۔

۲۔ مرنے پر آسمان وزمین کا رونا

(۳۱۷۸) مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ يُّصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يُّنْزَلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَكِيََا عَلَيْهِ فَبَكَى قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے ہر مومن کے لیے دو دروازے ہیں ایک کے ذریعے اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور ایک کے ذریعے اس کا رزق نیچے آتا ہے جب مومن کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ دونوں اس پر روتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ”نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین انہیں مہلت دی گئی۔“
سورۃ الدخان (آیت ۲۹) ہے:

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ﴾

”پس ان (فرعونیوں) پر آسمان وزمین نہیں روئے، اور نہ وہ مہلت دیئے گئے۔“

مگر یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، مولیٰ اگرچہ عبادت گزار تھا مگر ضعیف راوی ہے، اسی طرح یزید بھی زاہد تھا مگر ضعیف راوی ہے، ان کی روایتیں صرف ترمذی اور ابن ماجہ میں ہیں، اس لئے بعض حضرات نے اس حدیث کا اعتبار نہیں کیا، اور آیت کو مجاز و استعارہ قرار دیا ہے، ان کے نزدیک آسمان وزمین کا حقیقتاً رونا مراد نہیں، بلکہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ فرعونیوں کا وجود ایسا بے کار تھا کہ اس کے ختم ہو جانے پر کسی کو بھی افسوس نہیں ہوا۔

سُورَةُ الْاَحْقَافِ

باب ۴۶۔ سورۃ الاحقاف کی تفسیر

سورۃ الاحقاف مکہ: سورۃ الجاثیہ کے بعد ۶۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ اس سورۃ کی ابتداء میں ہے۔
﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيْمِ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ جاثیہ میں یہ شبہ دور کیا گیا ہے کہ ہمارے معبود بے شک سنتے نہیں اگر اللہ چاہے اور ہماری پکار ان کو سنو ادے اور وہ ہمارے لئے سفارش کر دیں فیہا ورنہ زیادہ سے زیادہ ہماری پکار لغو ہو جائے گی۔ تو اس کا جواب دیا گیا ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ...﴾ الایہ یہ ہم نے آپ کو واضح قانون دے دیا ہے کہ وہ نہیں سنتے آپ اس کا اتباع کریں اور مشرکین کی خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ کریں۔ اب سورۃ احقاف میں اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ مانا ہمارے معبود سنتے نہیں لیکن ان کی پکار میں تاثیر اور برکت ضرور ہے کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو ہم تمام مصائب سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ہمارے کام درست ہو جاتے ہیں۔

سورۃ کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا ان کی پکار میں اگر کوئی تاثیر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت سے وہ ان کو خلاصی دلا دیتے۔ ﴿فَلَوْلَا نَصْرُهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبٰنًا اِلٰهَةً ۚ﴾
خلاصہ: دعویٰ سورۃ پر چار تفصیلی نقلی دلائل ایک دلیل عقلی، ایک دلیل وحی، ایک دلیل عقلی علی اثبات القیامۃ۔ خاتمہ میں ایک آیت متعلقہ تمام حوائم۔

دلائل نقلیہ:

① ﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ... تا... اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ یہ زجر ہے اور نقلی دلیل۔

② ﴿وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبْتُ مُوسٰى اِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ... تا... وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

③ ﴿وَادْكُرْ اِخَا عَادَ ۚ... تا... اِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝﴾

④ ﴿وَاذْصَرْفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمْعُوْنَ الْقُرْآنَ...﴾ الایہ

دلیل عقلی: ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ...﴾ الایہ اس ساری کائنات کو ہم نے اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے کائنات کا ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس کی صفات کار سازی اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

دلیل وحی: ﴿قُلْ اِنْ اِفْتَرَيْتُمْ...﴾ الایہ یہ ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ۚ﴾ شکوے کا جواب ہے اور ہمناد دلیل وحی ہے۔

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ...﴾ الایہ یہ دلیل وحی پر ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر تمہارے پاس وحی آتی ہے تو بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہوگا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے مجھے تو اپنے حال کی بھی خبر نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کی طرف سے وحی آئے۔

دلیل علی علی اثبات القیامۃ:

﴿أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ... تَا... بَلَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

یہ قیامت اور بعثت بعد الموت پر عقلی دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے اور اس میں غور نہیں کرتے جس خدائے ذوالجلال مالک صفات کمال نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھک ہار کر بیٹھ نہیں گیا اور نہ اس کی قوت و طاقت میں اس سے کوئی ضعف ہی پیدا ہوا ہے:

فَإِنْ قُدِّرَتْ ذَاتُ تَبِيَّةٍ لَا يَنْقُصُ وَلَا يَنْقُطُ بِالْإِيجَادِ ابْدَالُ الْبَدِينِ. (مظہری ج ۸ ص ۴۱۶)

کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلی کیوں نہیں؟ نہ صرف مردوں کو زندہ کرنے پر بلکہ وہ تو ایسی قدرت کاملہ کا مالک ہے کہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

آیت متعلق بحوامیم سبعة: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ... تَا... فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ۝﴾

اقتیازات: ① سورة ممتاز ہے قرآن پڑھتے وقت جنات کے خاموش ہونے کے ذکر پر ﴿أَنْصِتُوا... الْآیَہ﴾

② سورة ممتاز ہے نبی کے اس کہنے پر کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ دنیا میں کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

﴿وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ... الْآیَہ﴾

۱۔ بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۱۷۹) لَمَّا أُرِيدَ عُثْمَانُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي نَصْرِكَ قَالَ أَخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلٌ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَانُ فَسَبَّانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدُ اللَّهِ وَنَزَلَ فِي آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ نَزَلَتْ فِيَّ (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَأَمَنْ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ) وَنَزَلَتْ فِيَّ (قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ) إِنَّ اللَّهَ سَيُفَا مَعْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ نَبِيُّكُمْ فَاللَّهُ اللَّهُ فِي هَذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَإِنَّ قَتْلَكُمْ لَهُ لَتَطْرُدَنَّ جِيْرَانَكُمْ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسْلُنَّ سَيْفُ اللَّهِ الْمَعْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُعْمَدُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَقَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

ترجمہ: عبدالملک بن عمیر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمانؓ کو شہید کیے جانے کا موقع آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں کے پاس جا کر انہیں مجھ سے درو رکھیں آپ کا اندر رہنے کے مقابلے میں باہر رہنا میرے لیے زیادہ بہتر ہے راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن سلام باہر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا میرا نام زمانہ جاہلیت میں فلاں تھا نبی اکرم ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا میرے بارے میں اللہ

کی کتاب کی آیات بھی نازل ہوئیں یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی۔

”اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس بات کی گواہی دی جو اس کی مانند ہے اور وہ تو ایمان لے آیا مگر تم نے تکبر اختیار کیا بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔“

یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی۔

”تم یہ فرما دو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔“ (پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا) بے شک اللہ تعالیٰ کی تلوار میان میں ہے اور تمہارے اس شہر میں فرشتے تمہارے ساتھ ہوتے ہیں یہ وہ شہر ہے جس میں تمہارے نبی تشریف لاتے تھے تو ان صاحب (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں شہید کر دیا تو فرشتے تمہارے پڑوس چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی تلوار تمہارے لیے نکل آئے گی جو ابھی میان میں ہے اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے کہا اس یہودی کو بھی مار دو اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی مار دو۔

۲۔ گھن گرج والے بادل میں عذاب بھی ہو سکتا ہے

(۳۱۸۰) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَىٰ مَحِيلَةً أَقْبَلَ وَآذَبَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ وَمَا أَذَرَنِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ (فَلَمَّا رَأَوْهُ كَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطَرٌ نَّآ)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب بادل دیکھتے تھے (تو بے چینی کے عالم میں) کبھی اندر آتے تھے کبھی باہر تشریف لایا کرتے تھے لیکن جب بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ خوش ہو جایا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم (ہو سکتا ہے) یہ وہی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”جب انہوں نے بادل کو اپنی وادی کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔“

اعتراض: سورة الانفال (آیت ۳۳) میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ آپ ﷺ کے ان میں ہوتے ہوئے عذاب دیں۔ پھر نبی ﷺ بادل دیکھ کر پریشان کیوں ہوتے تھے؟

جواب: نفی تباہ کن عذاب کی ہے یعنی ایسا عذاب جو پوری قوم کو تہس نہس کر دے: آپ ﷺ کی موجودگی میں نہیں آئے گا، مگر چھوٹا موٹا عذاب آ سکتا ہے، اور عذاب بہر حال عذاب ہے، خواہ کتنا ہی معمولی ہو، وہ اللہ کے غصے کی وجہ سے ہوتا ہے، پس اس سے ڈرنا چاہئے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سورة الانفال کی آیت بعد میں نازل ہوئی اس سے پہلے گویا آپ پر یہ کیفیت ہوتی تھی لیکن یہ جواب کمزور ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ رہا ہے کبھی ختم نہیں ہوا۔

(۲) بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ تو آپ ﷺ کو یقین تھا کہ قوم عاد کی طرح ان پر عذاب نہیں آئے گا لیکن اس کے باوجود مقام قرب کی وجہ سے خوف کا یہ غلبہ رہتا تھا کہ کہیں میری امت پر بھی ایسا عذاب نہ آجائے مؤمن پر شفقت کی وجہ سے

ایسا فرماتے کہ اس پر عذاب نہ آجائے اور کافر پر اس امید سے کہ ممکن ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے کیونکہ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۳۔ جنات بھی نبی ﷺ کی امت ہیں

(۳۱۸۱) قَالَ قُلْتُ لِبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ صَحِبَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةً الْحِجْنِ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلَكِنْ قَدْ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ فَقُلْنَا اغْتَبِيلْ أَوْ اسْتَطِيطْ مَا فَعَلَ بِهِ فَبَيَّنَّا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتَّى إِذَا أَصْبَحْنَا أَوْ كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَحْيَى مِنْ قَبْلِ حِرَاءٍ قَالَ فَذَكَرُوا إِلَهُ الدِّبْيِ كَانُوا فِيهِ فَقَالَ آتَانِي دَرَاغِي الْحِجْنِ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ فَأَنطَلَقَ فَأَرَانَا أَثَارَهُمْ وَأَثَارَ نِيَرَاتِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جَنِّ الْحَزِيرَةِ فَقَالَ كُلُّ عَظْمٍ يُذَكَّرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَّ مَا كَانَ لِحُبِّهَا وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عُلْفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهَا فَإِنَّهُمَا زَادَاخُوا إِيَكُمْ الْحِجْنِ.

ترجمہ: علقمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا (جنات) کی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی رات میں آپ میں سے کوئی ایک اتھ تھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا ہوا یہ کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہم نے نبی اکرم ﷺ کو غیر موجود پایا آپ ﷺ اس وقت مکہ میں تھے تو ہم یہ سمجھے کہ شاید کسی نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا ہے یا آپ ﷺ کو اغواء کر لیا گیا ہے وہ رات کاٹنی بہت مشکل تھی جب صبح ہو گئی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب صبح قریب تھی تو اسی دوران نبی اکرم ﷺ غار حرا سے تشریف لے آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

جنوں کا ایک نمائندہ میرے پاس آیا تھا تو میں ان لوگوں کے پاس چلا گیا تو میں نے ان کے سامنے قرأت کی۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے ہمیں ان جنات

کے نشانات آگ کے نشانات دکھائے۔

شعبی نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں یہ بات بھی منقول ہے ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے زادرہ مانگا وہ جزیرہ کے رہنے والے جنات تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے گا وہ تمہارے ہاتھوں میں آجائے گی اور اس پر پہلے سے زیادہ گوشت لگا ہوگا اور ہر اونٹ کی یگنی یا گوبر تمہارے جانوروں کے لیے چارے کی حیثیت رکھے گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم ان دو چیزوں کے ذریعے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہے۔

جنات سے چھ ملاقاتیں اور ان کی تفصیل:

(۱) پہلی ملاقات کا ذکر ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے جس میں آپ ﷺ اچانک غائب ہو گئے ساری رات آپ ﷺ ان کو تبلیغ کرتے رہے صبح آپ تشریف لائے اس موقع پر کوئی صحابی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔

(۲) دوسری ملاقات مکہ کے جبل جحون میں ہوئی۔

(۳) تیسری ملاقات اعلیٰ مکہ میں ہوئی آپ ان کے ساتھ پہاڑوں میں تشریف لے گئے۔

(۴) مدینہ منورہ میں بقیع الغرقہ کے مقام پر۔

ان تین راتوں میں یعنی مکہ میں دو راتوں اور مدینہ میں ایک رات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

(۵) مدینہ سے باہر یہ ملاقات ہوئی جس میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

(۶) چھٹی ملاقات کسی سفر میں ہوئی اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن حارث موجود تھے۔ (الکوکب الدرۃ، ۲۲۱ کتاب لطہارت الوضوء بالنیذ)

فائدہ: انسانوں کی طرح جنات بھی نبی ﷺ کی امت ہیں: جنات نبوت کے معاملات میں انسانوں کے تابع ہیں، جیسے عورتیں

اس معاملہ میں مردوں کے تابع ہیں کیونکہ نبی و رسول ہمیشہ مرد ہی ہوئے ہیں، اسی طرح نبی و رسول ہمیشہ انسان ہوئے ہیں، اور

عورتیں مردوں کے اور جنات انسانوں کے تابع رہے ہیں، مرد ہی عورتوں کو اور انسان ہی جنات کو دین پہنچاتے ہیں۔ البتہ

حکومت میں جنات مستقل ہیں، ان کی اپنی حکومت علاحدہ ہے، اور عورتیں اس معاملہ میں بھی مردوں کے تابع ہیں، البتہ سلیمان علیہ السلام

کے زمانہ میں حکومت کے معاملہ میں بھی جنات انسانوں کے تابع تھے۔ سورۃ الاحقاف (آیت ۲۹) میں جنات کے قرآن کریم

سننے کا، اس متاثر ہونے کا، ایمان لانے کا، پھر لوٹ کر کر دعوت انجام دینے کا تذکرہ ہے۔

اختلاف: داؤد بن ابی ہند کے شاگرد اسماعیل بن علیہ کی اس روایت میں یہ ہے کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا یعنی مردار کی

ہڈی گوشت سے بھری ہوئی ملے گی، اور داؤد کے دوسرے شاگرد عبدالاعلیٰ کی روایت مسلم شریف (حدیث ۲۵۰ کتاب الصلاۃ حدیث ۱۵۰)

میں ہے: (لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ یقع فی ایدیکم او فرمایا کون لکھا): یعنی مذبوحہ جانور کی ہڈی پر گوشت بھرا

ہوا ملے گا، اس اختلاف میں بھی تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یا تو یہ کہا جائے کہ کل حفظ مالم یحفظہ الآخر: ہر راوی نے آدمی بات یاد رکھی ہے، پس مذبوحہ اور مردار: دونوں کی ہڈیوں پر گوشت

ملے گا۔

(۲) یا یہ کہا جائے کہ مسلم شریف کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، پس مذبوحہ کی ہڈی پر گوشت ملے گا۔

سوال (۱): جنات کا وجود انسان سے مقدم ہے، اور جنات مکلف مخلوق ہیں، پھر تخلیق آدم سے پہلے ان کو دین کیسے پہنچتا تھا؟

جواب: اس وقت جنات ہی میں سے رسول و نبی مبعوث ہوتے ہو گئے، مگر جب اللہ کا خلیفہ انسان وجود میں آ گیا تو ان میں نبوت و

رسالت کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا، اب وہ اس معاملہ میں انسانوں کے تابع ہیں۔

سوال (۲): جنات: انسانوں سے اب کس طرح علوم حاصل کرتے ہیں؟ کیا وہ ہماری درسگاہوں میں حاضر ہو کر علم حاصل کرتے

ہیں؟

جواب: یہ بات ممکن ہے، مگر ضروری نہیں، کیونکہ نبی ﷺ کے بعد جس طرح انسانوں میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا ہے، اسی

طرح جنات میں بھی یہ سلسلہ جاری ہوا ہے، اب وہ اپنی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور کبھی ہماری درسگاہوں سے بھی

استفادہ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

سُورَةُ مُحَمَّدٍ (ﷺ)

باب ۷۴۔ سورۃ محمد ﷺ کی تفسیر

سورۃ محمد مدنیہ: سورۃ الحدید کے بعد ۹۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۷ نمبر پر ہے۔ سورۃ الاحقاف کے آخر میں اللہ پاک نے تہدیداً کفار کے لئے فرمایا ﴿كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ﴾ ”گویا کہ وہ اس دن دیکھ لیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا جا رہا ہے“ اور اس سورۃ میں تہدیداً کفار کے لئے فرمایا:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ﴾

”وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ پاک کے راستے روکا اللہ پاک نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔“

ربط معنوی: سورۃ الاحقاف میں واضح کر دیا گیا کہ مشرکین جن مزعومہ شفعاء کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے مالک نہیں نہ متصرف و مختار ہیں نہ ان کی دعاء پکارتے ہیں۔ اب سورۃ محمد ﷺ میں فرمایا مرد بنو اور مسئلہ توحید کی خاطر جہاد کرو۔

خلاصہ: مسئلہ توحید کا مفصل اور واضح بیان سورۃ احقاف میں ہو چکا ہے۔ اب اگلی سورتوں میں زیادہ ترقیامت کا بیان ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل مقصود اصلی ہے اس لئے تھوڑا تھوڑا ذکر اس کا بھی آتا رہے گا اور جہاد کا ذکر بھی ہوگا۔ اس لئے اگر سورۃ محمد ﷺ سے آخر تک قرآن پاک کا پانچواں حصہ قرار دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

سورۃ محمد، فتح، حجرات تینوں باہم مرتبط ہیں گویا تینوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے۔ اگلی سورتوں میں بھی ایسا ہوگا کہ ایک مضمون متعدد سورتوں میں بیان کیا جائے گا۔ سورۃ محمد ﷺ میں قتال کا حکم ہے کہ مرد بنو اور جہاد کرو اور سورۃ فتح میں فتوحات کا وعدہ ہے۔ سورۃ حجرات میں نظم و نسق کے قواعد و ضوابط اور اصول و آداب مذکور ہیں یعنی اگر جہاد کرو گے اللہ پاک فتوحات عطا کریں گے اور جب فتوحات ہو جائیں تو ان قواعد و ضوابط کے مطابق نظم و نسق چلاؤ۔ سورۃ محمد ﷺ کے مضمون کے اعتبار سے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتداء سورۃ تا آخر رکوع ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾ اور دوسرا حصہ رکوع نمبر ۳ سے لے کر ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا...﴾ الایہ آخر سورۃ تک ہے۔

پہلے حصے میں مؤمنین اور مشرکین کی صفات کا مقابلہ اور دونوں کی جزاء مذکور ہے۔ نیز حکم جہاد و ترغیب الی الجہاد کی علتیں اور وہ مقصد یعنی مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد فرض ہے۔ اور دوسرے حصے میں منافقین پر زجریں ہوں گی جو نہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے اور نہ جہاد میں مال خرچ کرنا چاہتے تھے اور آخر میں احوال مشرکین کا بیان ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے جنت میں چار قسم کی نہروں پر ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي دُعِيَ الْمُتَّقُونَ...﴾ الایہ

② سورۃ ممتاز ہے جہاد کے بعد مسئلہ توحید کے بیان پر ﴿فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آیت ۱۹)

ا۔ نبی ﷺ کا بکثرت استغفار فرمانا

فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”تم اپنے ذنب اور مومنین و مومنات کے ذنب کے لیے مغفرت طلب کرو۔“ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں ایک دن میں (یعنی روزانہ) اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔
سورۃ محمد کی (آیت ۱۹) ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ آپ تو گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔

متعدد جواب دیئے ہیں: (۱) آپ ﷺ کے قلب مبارک پر بسا اوقات ایک بوجھ سا ہو جاتا تھا جبکہ آپ اللہ کا ذکر براہ راست نہ کرتے کسی دینی مشغولیت کی وجہ سے تو اس پر آپ استغفار فرماتے۔
(۲) گو کہ آپ ﷺ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے لیکن اللہ کا شکر اور بلند درجات کے حصول کے لیے آپ کثرت سے استغفار کرتے تھے۔

(۳) امت کو یہ درست دینا مقصود ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار کیا کریں۔ (فتح الباری ۱۱/۱۲۱)
جواب: استغفار کے مادے: ”غ، ر“ کے اصل معنی ہیں: چھپانا۔ پس استغفار کا اصل مفہوم ہے: رحمت میں ڈھانکنے کی دعا کرنا، اگر گناہ ہو تو اس کو معاف کر دے، ورنہ بدرجہ اولیٰ، کیونکہ گنہگار تو ممکن ہے رحمت میں نہ لیا جائے، مگر معصوم (بے گناہ) ضرور رحمت میں چھپا لیا جائے گا۔ غرض استغفار: عصمت کے منافی نہیں، بلکہ دونوں میں گہرا جوڑ ہے۔

۲۔ ایمان ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیتے

(۳۱۸۳) تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ هَذِهِ الْآيَةِ (وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ) قَالُوا وَمَنْ يُسْتَبْدَلُ بِنَا قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ هَذَا وَقَوْمُهُ هَذَا وَقَوْمُهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔
”اور اگر تم منہ پھیر لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔“
تو لوگوں نے عرض کی ہماری جگہ اور کون سے لوگ آئیں گے؟ راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ اور اس کی قوم کے لوگ یہ اور اس کی قوم کے لوگ۔

(۳۱۸۴) قَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرَ اللَّهُ إِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتَبْدَلُوا بِنَا ثُمَّ لَمْ يَكُونُوا أَمْثَالَنَا قَالَ وَكَانَ سَلْمَانُ يَجْنُبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ هَذَا وَأَصْحَابُهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مَنُوطًا بِالْأُتْرَى لَتَنَاولَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ اگر ہم منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری جگہ انہیں لے آئے گا اور وہ ہماری مانند نہیں

ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں حضرت سلمان بنیوشہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں موجود تھے نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان بنیوشہ کے زانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان اور اوج ثریا پر بھی ہو تو قارس کے کچھ لوگ اس تک پہنچ جائیں گے۔

سورۃ محمد ﷺ کی آخری آیت ہے: ﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾ اور اگر تم روگردانی کرو گے یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا، پھر وہ تم جیسے (بخل) نہیں ہوں گے (بلکہ وہ دل کھول کر راہِ خدا میں خرچ کریں گے)۔ اور سورۃ الجمعہ کے شروع میں امت کی دو قسمیں کی ہیں: جریرۃ العرب کے باشندے اور ان کے علاوہ لوگ، پہلی قسم کی طرف نبی ﷺ کی بعثت بلا واسطہ ہوئی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے، مگر اس کی یہ سند ضعیف ہے، اس میں ایک مجہول راوی ہے، اور یہی حدیث دوسری سند سے اس طرح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ بنیوشہ کہتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے کہ اگر تم نے روگردانی کی تو ان کو ہماری جگہ لایا جائے گا پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے؟ حضرت ابو ہریرہ بنیوشہ کہتے ہیں اور سلمان قاری نبی ﷺ کے پہلو میں تھے، پس نبی ﷺ نے ان کی ران پر ہاتھ مارا، اور فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر لٹکا ہوا ہوتا تو بھی اس کو قارس کے کچھ لوگ حاصل کر لیتے۔

حدیث کی یہ دوسری سند بھی ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن جعفر ہیں، جو علی بن المدینی کے والد ہیں، اور ضعیف ہیں، مگر اس کی ایک تیسری سند سورۃ الجمعہ میں آ رہی ہے، اور اسی سند سے یہ حدیث بخاری شریف (حدیث ۴۸۹۷) میں ہے پس اس حدیث کا سورۃ محمد ﷺ کی آخری آیت سے تعلق نہیں، بلکہ سورۃ الجمعہ کی آیت ۳ ﴿وَأَخْرَجْنَا مِنْهُمْ﴾ سے تعلق ہے۔

سُورَةُ الْفَتْحِ

باب ۴۸۔ سورۃ الفتح کی تفسیر

سورۃ الفتح مکیہ: سورۃ الجمعہ کے بعد ۱۱۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۸ نمبر پر ہے۔

سورۃ محمد ﷺ میں فرمایا: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ اور فرمایا ﴿بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ لَا مَوْلَى لَهُمْ﴾ اس نصرت کا ثمرہ اور اللہ پاک کا مؤمنوں کا دوست ہونا وہ یہ ہے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ ربط معنوی: سورۃ محمد ﷺ میں اعلان جہاد کیا گیا ہے۔ اب سورۃ فتح میں، فتح کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جب تم جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دیں گے۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ: از ابتداء تا ﴿عَدَا بَا أَلَيْسَ﴾ آخر رکوع ۲۔ اس میں دو بشارتیں اور ان کی دو غلطیاں مذکور ہیں۔ اور ترغیب الی الجہاد اور زجر برائے منافقین۔ سورۃ محمد ﷺ سے بطور ترقی مسئلہ توحید کا بیان یعنی شرک کی نفی کرو۔ اور دوسرا حصہ ﴿لَقَدْ رَفَعْنَا﴾ ابتداء رکوع ۳ تا آخر سورۃ اعادہ مضامین حصہ اول اور آخر میں ﴿لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ...﴾ سے ایک شبہ کا ازالہ۔

ازالہ شبہ: لَقَدْ صَدَقَ یہ ایک شبہ کا جواب ہے، شبہ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور سر منداے اور بال کٹوائے آپ نے یہ خواب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ خواب آپ نے سفر عمرہ سے پہلے دیکھا تھا۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی سمجھا کہ آپ کا خواب اسی سال پورا ہوگا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام حدیبیہ سے واپس ہونا پڑا تو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سچا خواب دکھایا تھا اور وہ خواب لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اَرَاكَ الرَّؤْيَا الصَّادِقَةَ (روح) تم نے یہ سمجھ لیا کہ خواب اسی سال پورا ہوگا حالانکہ اس کے لئے سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ یہ خواب آئندہ سال پورا ہوگا اور تم سب بلا خوف و ہراس، امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے اور مناسک عمرہ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کرو گے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے سر منڈاؤ گے اور بال کٹاؤ گے تخلیق کو تقصیر پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تخلیق، تقصیر سے افضل ہے۔ ﴿فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا﴾ خواب کی تعبیر کے ظہور کی تاخیر میں جو حکمت ہے وہ تمہیں معلوم نہیں، لیکن اللہ کو معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ خواب کا مصداق ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک فتح عطا فرمانا چاہتا ہے۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو صلح حدیبیہ سے فوراً بعد ماہ صفر میں ہوئی تاکہ اس فتح سے مسلمانوں کے دل میں سکون پیدا ہو اور موعودہ فتح عظیم (فتح مکہ) کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

وہو فتح خیبر لتستروح اليه قلوب المؤمنين الى ان يتيسر الفتح الموعود۔ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲)

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے بیعت رضوان پر۔

② سورة ممتاز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کلمہ تقویٰ کو لازم کیا ﴿كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (آیت ۲۶)

۱۔ صلح حدیبیہ فتح مبین ہوئی

(۳۱۸۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ فَكَلَّمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَسَكَتَ فَحَرَكْتُ رَاحِلَتِي فَتَنَحَّيْتُ وَقُلْتُ لِكَلِّكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا أَخْلَقَكَ بِأَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ قَالَ فَمَا نَشَبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يُصْرُخُ بِي قَالَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْكَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ مَا أَحْبُّ أَنْ لِي مِنْهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا.

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ایک دفعہ ایک سفر میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے میں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات کی آپ ﷺ نے مجھے جواب نہ دیا میں نے دوبارہ بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے میں نے پھر بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے میں نے اپنی سواری کو حرکت دی اور ایک طرف ہٹ گیا میں نے سوچا اے خطاب کے بیٹے تمہاری ماں تمہیں روئے تم نے نبی اکرم ﷺ کو تین دفعہ مخاطب کیا اور آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا تمہارے بارے میں مناسب یہی ہے کہ (تمہارے بارے میں) قرآن نازل

ہو جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ہی میں نے کسی شخص کو بلند آواز میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے گزشتہ رات مجھ پر ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے کہ میرے نزدیک یہ ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج ظلم ہو جائے (یعنی پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے)۔ (دوسورۃ یہ ہے) بے شک ہم نے تمہیں واضح فتح نصیب کی ہے۔

سورۃ فتح کا نزول:

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں آئے اور منسرتین کے نزدیک سورۃ فتح سن چو جبری میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور حرم مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا مگر قریش مکہ نے آپ ﷺ کو عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا پھر وہ اس پر صلح کرنے کے لیے تیار ہو گئے کہ اس سال تو آپ ﷺ واپس چلے جائیں مگر سال اس عمرے کی قضا کر لیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً قاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح کی صلح سے ناراض تھے۔ حدیبیہ کی دفعات مسلمانوں کی توقعات کے خلاف تھیں، ان دفعات سے مسلمانوں کے جذبات اس قدر مجروح ہوئے تھے کہ وہ غم سے نڈھال تھے، اور سب سے زیادہ غم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تھا، انھوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، انھوں نے پوچھا: ہمارے متحمل جنت میں اور ان کے متحمل جہنم رسید نہیں ہو گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! انھوں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کی رسوائی کیوں برداشت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے لڑکے! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی تافرمانی نہیں کر سکتا، وہ میری مدد کرے گا، اور مجھے ہر بڑے صلح نہیں کرے گا، انھوں نے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم اسی سال یہ کام کریں گے؟ انھوں نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم بہر حال بیت اللہ کے پاس پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، اور ان سے بھی یہی گفتگو کی، انھوں نے بھی ٹھیک وہی جواب دیا جو نبی ﷺ نے دیا تھا البتہ اتنا اندازہ لیا کہ اے آدمی تو آپ ﷺ کی رکاب تھامے رو، یہاں تک کہ موت آجائے، کیونکہ بخدا! آپ ﷺ برحق نبی ہیں۔

صلح کی تکمیل کے بعد قربانیوں کر کے سب نے احرام کھول دیا، اور قاعدہ مدینہ کی طرف لوٹا، راستہ میں سورۃ الفتح نازل ہوئی، اور اس میں حدیبیہ کو فتح حسین قرار دیا گیا، نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ سورت سنائی، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی تفسیر کا احساس ہوا تو وہ سخت ہام ہوئے، خود کہتے ہیں: میں نے اس روز جو گستاخی کی تھی اور جو باتیں کہی تھیں، ان سے ڈر کر میں نے بہت سے اعمال کئے، برابر صدقہ و خیرات کرتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا، غلام آزاد کرتا رہا، یہاں تک کہ اب مجھے خیر کی امید ہے۔

۲۔ نبی ﷺ کی ہر کوتاہی معاف اور مؤمنین کے لئے جنت کی بشارت

(۲۱۸۲) قَالَ تَزَلَّتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) مَرْجِعُهُ مِنَ الْحَبَشَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ تَزَلَّتْ عَلَى آيَةِ أَحَبِّ إِلَيَّ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَ آيَةَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا هَبْنَا مَرِيئًا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَتَزَلَّتْ عَلَيْهِ (لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ (فَوْزًا عَظِيمًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

”تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ ذنب اور بعد والے ذنب کی مغفرت کر دے۔“

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ سے واپس آرہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ ﷺ کو بہت بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آخرت میں کیا سلوک ہوگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ (راوی بیان کرتے ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

”تا کہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنات میں داخل کرے جن میں نہریں بہتی ہیں۔ یہ آیت یہاں تک ہے عظیم کامیابی ہے۔“

صلح حدیبیہ کے نتیجے میں تین باتیں حاصل ہوئیں:

پہلی بات: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾ وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا ﴿۱﴾ تا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں آپ ﷺ کی وہ کوتاہیاں جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو بعد میں ہوں گی، اور آپ ﷺ پر اپنے احسانات کی تکمیل فرمادیں، اور آپ ﷺ کو سیدھے راستے پر استوار رکھیں، اور اللہ آپ ﷺ کو ایسا غلبہ دیں جس میں عزت ہی عزت ہو! (جس کے بعد آپ ﷺ کو کسی سے دبانہ پڑے) یعنی صلح حدیبیہ کے نتیجے میں خود آپ ﷺ کو چار باتیں حاصل ہوئیں:

(۱) اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں سے درگزر فرمانے کا اعلان۔

(۲) احسانات خداوندی کی تکمیل یعنی شان نبوت کی سر بلندی کی اطلاع کہ اب آپ ﷺ کا قرآن کا اور دین اسلام کا شہرہ شروع ہوگا، اور اسلام کی اشاعت خوب ہوگی۔

(۳) ماضی کی طرح آئندہ بھی صراط مستقیم پر استوار رکھنے کی بشارت۔

(۴) باعزت غلبہ کی پیش خبری جو فتح مکہ کی صورت میں حاصل ہوئی۔

فائدہ: ان میں سے پہلی بات کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے میں یہ بات آچکی ہے کہ گناہوں کے چار درجے ہیں: معصیت (نافرمانی) سیئہ (برائی) خطیئہ (غلطی) اور ذنب (کوتاہی، عیب) ذنب: گناہوں کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، کوتاہی جو آدمی کو عیب دار کر دے: ذنب کہلاتی ہے، اور یہ بات بھی لوگوں کے خیالات کے اعتبار سے ہے، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ صلح حدیبیہ میں آپ ﷺ سے چوک ہو گئی ہے، یہ صلح ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ اعلان محض گمان کرنے والوں کے گمان کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔

۳۔ اللہ نے شرانگیزی کرنے والوں کی چال خاک میں ملادی

(۳۱۸۷) أَنْ تَمَانَيْنَ هَبَطُوا عَلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ الشَّعْبِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَقْتُلُوهُ فَأَخَذُوا وَآخَذُوا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيَّدِيَكُمْ

عَنْهُمْ) الْإِيَّةُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی افرا صبح کی نماز کے وقت تنعیم پہاڑ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر (حملہ کرنے کے لیے) اترے وہ یہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کو شہید کر دیں ان سب کو پکڑ لیا گیا پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

”اور وہی وہ ذات ہے جنہوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا۔“

نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ: اس سفر میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ رات کے آخری حصے میں یعنی فجر کے وقت اسی (۸۰) کافر جبل تنعیم سے اتر کر آئے تاکہ وہ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے العیاذ باللہ نبی کریم ﷺ کو قتل کر دیں آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سازش کا پتہ چل گیا چنانچہ ان تمام کو گرفتار کر لیا گیا۔

قریش مکہ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قدم قدم پر مسلمانوں کا ساتھ دے رہی ہے ان پر مسلمانوں کا رعب اور دہشت سی چھا گئی وہ خود ہی صلح پر آمادہ ہوئے اس کے لیے ان لوگوں نے اپنے تین نمائندے بھیجے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور مرکز بن حفص ان میں سے پہلے دو حضرات بعد میں مسلمان ہو گئے سہیل بن عمرو نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تک جو خیر پہنچی ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا ہے یہ غلط خبر ہے ہم ان کو آپ کے پاس بھیجتے ہیں لہذا آپ ان اسی (۸۰) افراد کو آزاد کر دیجئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام افراد کو آزاد کر دیا اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ﴾ (آیت: ۲۴) کہ ہم نے تمہارے درمیان لڑائی کو ختم کر دیا اور صلح کرادی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو، ادب کی بات، پر قائم رکھا

(۳۱۸۸) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ (وَأَلَزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى) قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

ترجمہ: طفیل بن ابی اپنے والد (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”اور اس نے تقویٰ کی بات پر انہیں قائم رکھا۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

کلمۃ التقویٰ سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں کلمۃ التقویٰ سے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ مراد ہے اور بعض نے اس میں رسول اللہ کا اضافہ بھی کیا ہے اس کو کلمۃ تقویٰ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ ہی تقویٰ اور شرک سے براءت کی بنیاد ہے اس کے پڑھنے سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ صلح حدیبیہ میں کئی موڑ ایسے آئے تھے کہ مسلمان بے قابو ہو جاتے، مگر ہر موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تھام لیا، اور انہوں نے حرم و کعبہ کی حرمت کو پامال نہ ہونے دیا، سب سے پہلے مشرکین نے اصرار کیا کہ اس سال عمرہ کئے بغیر واپس جاؤ، یہ بات ناقابل برداشت تھی، مگر نبی ﷺ نے اس کو مان لیا، پھر جب معاہدہ لکھا جانے لگا تو انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے پر اعتراض کیا، پھر نام پاک محمد ﷺ کے ساتھ وصف رسول اللہ برداشت نہ کیا، یہ سب نادانی والی ضدیں تھیں، مگر آپ

ﷺ نے اور صحابہ نے وہ سب نازیبا مطالبے مان لئے اور صلح ہو گئی، اس کا تذکرہ سورۃ الفتح (آیت ۲۶) میں ہے۔

سُورَةُ الْحُجُرَات

باب ۴۹۔ سورۃ الحجرات کی تفسیر

سورۃ الحجرات مدنیہ: سورۃ المجادلہ کے بعد ۱۰۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۹ نمبر پر ہے۔ سورۃ الفتح میں اللہ پاک نے فرمایا ﴿وَتُوقَدُّوهُ﴾ نبی کی موجودگی میں آواز کا بلند کرنا یہ توقیر کے منافی اور خلاف ہے لہذا اس سورۃ میں فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ... (الآیۃ)﴾ ربط معنوی: سورۃ الفتح میں اعلان فتح کے بعد سورۃ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ خلاصہ: حصہ اول میں آداب پیغمبر تنویر، مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔ حصہ دوم میں اعراب (دیہاتیوں) پر شکوئی اور بیان توحید برسمیل ترقی سورۃ محمد میں فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سورۃ فتح میں فرمایا: ﴿وَتَسْبِيحُوهُ﴾ یعنی وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے اور کوئی نہیں سورۃ حجرات کے آخر میں فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

قوانین معاشرت: سات قوانین معاشرت مذکور ہیں جن میں سے پہلے دو حضور نبی کریم ﷺ کے آداب کے متعلق اور پانچ عام ہیں۔ ① ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْضُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ... (الآیۃ)﴾ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو مخالفت نہ کرو۔

② ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا... تا... أَجْرَ عَظِيمٍ﴾ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں گفتگو کے دوران تمہاری آواز پست ہونی چاہیے نبی کی آواز سے۔ اور آپ ﷺ کی مجلس مبارک میں آہستہ آواز سے گفتگو کرو۔

③ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ﴾ کسی خبر پر پہلے تحقیق کرو پھر اقدام۔ تاکہ بعد میں تمہیں ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ... تا... وَاللَّهُ عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ﴾ یہ قانون اول سے متعلق ہے یعنی تم پر آپ ﷺ کی اطاعت فرض ہے نہ کہ ان پر تمہاری۔ چونکہ تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کرنا اور فسق و فجور سے کفر و عصیان سے تمہیں دور کرنا مقصود ہے اس لئے تم پر پیغمبر ﷺ کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔

④ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا... تا... لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ﴾ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان لڑائی ہو جائے تو صلح کراؤ۔ اگر کوئی ایک صلح پر آمادہ نہیں ہوتا تو اس سے قتال کرو تاکہ وہ حکم الہی کے سامنے جھک جائے۔

⑤ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ... (الآیۃ)﴾ آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ اس کے عیوب پر طعن نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو۔

⑥ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا... تَا... إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝﴾ کسی کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔ دوسروں کو عیب جوئی نہ کرو۔ اور کسی کی پس پشت بدگوئی (غیبت) نہ کرو۔

⑦ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ... الْآيَةُ﴾ شرفِ نفس پر فخر نہ کرو، عظمتِ شان کا مدار نسب نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ پر۔
 امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ اللہ اور پیغمبر ﷺ کے حکم سے آگے مت جائیے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدَّ مَوَابِدِينَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ... الْآيَةُ﴾

② سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ ایک دوسرے کو بُرے نام سے مت پکارو ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾
 ا۔ نبی ﷺ کی آواز سے آواز بلند کرنے کی ممانعت

(۳۱۸۹) أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَعِمْهُ عَلَى قَوْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعِمْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتُ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ قَالَ فَتَنَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامَهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهُ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اقرع بن حابس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سفارش کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اسے اس کی قوم کا گورنر مقرر کر دیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے گورنر مقرر نہ کریں ان دونوں حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپس میں بحث شروع کی یہاں تک کہ ان کی آواز اونچی ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا راوی بیان کرتے ہیں اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔“
 راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی بات کرتے تھے تو ان کی بات سنائی نہیں دیتی تھی جب تک اسے غور سے سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

راوی بیان کرتے ہیں اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا (کہ ان کا طرز عمل کیا تھا؟)

سورۃ الحجرات کی (آیت ۲) ہے: ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو“ اور ان کے سامنے اس طرح زور سے مت بولو جس طرح تم آپس میں زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو!
 شانِ نزول: اس آیت کے شانِ نزول میں روایت آئی ہے۔

حدیث کا حال: ترمذی رحمہ اللہ کی یہ روایت ٹھیک نہیں، مؤمل (بروزن محمد) کا حافظہ خراب تھا، بخاری شریف (حدیث ۴۳۶۷) میں

یہ حدیث اس طرح ہے: بنو تمیم کا ایک قافلہ نبی ﷺ کے پاس آیا، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد کو امیر بنائیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ اور بخاری شریف (حدیث ۷۳۰۲) میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حال نزول آیت کے بعد یہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت چپکے سے بات کرتے تھے: اذا حدث النبی ﷺ بمحدث: حدثه کاخی السرار۔ اس سے یہ ادب معلوم ہوا کہ کہ اپنے استاذ شیخ بزرگ اور والدین کے سامنے ادب سے بات کی جائے اور پست آواز سے بولا جائے بلند آواز سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ نبی ﷺ کو گھر کے باہر سے پکارنے کی ممانعت

(۳۱۹۰) عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِي قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنَ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مُحَمَّدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذِمِّي شَيْنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جو تمہیں حجرے کے باہر سے بلاتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ میری تعریف خوبی اور میری مذمت رسوائی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تو اللہ کی شان ہے۔

سورۃ الحجرات (آیات ۵، ۴) میں ہے: جو لوگ آپ ﷺ کو کمروں کے باہر سے پکارتے ہیں: ان میں سے بیشتر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ ان آیتوں کے شان نزول یہ روایت آئی ہے۔

سن ۹ ہجری میں قبیلہ بنو تمیم کے اس (۸۰) افراد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ لوگ دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرے میں آرام فرما رہے تھے یہ دیہاتی لوگ تھے جو معاشرت اور رہن سہن کے آداب سے ناواقف تھے انہوں نے بے وقت ان حجروں کے باہر ہی سے پکارنا شروع کر دیا اور کہنے لگے اخرج الینا یا محمد ﷺ۔ اے محمد! آپ ہمارے پاس باہر آجائیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنَ الْحُجُرَاتِ...﴾ (الایۃ) اس میں انہیں یہ حکم دیا گیا کہ اس طرح بے وقت غیر مہذب طریقے سے نہ بلایا کریں بلکہ انتظار میں بیٹھ جایا کریں جب نبی اپنی ترتیب سے تمہارے پاس آجائے تو اس وقت ان سے بات کیا کریں۔

استراض: نبی ﷺ آج دنیا میں تشریف فرما نہیں، پھر یہ احکام قرآن میں کیوں باقی ہیں؟

جواب: نبی ﷺ کے ورثاء (علماء و مشائخ) موجود ہیں، یہ آداب ان کے ساتھ بھی برتے جائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کسی صحابی سے حدیث لینے کے لئے جاتے تھے تو دروازے پر بیٹھ جاتے تھے، دستک نہیں دیتے تھے، جب وہ صحابی خود باہر تشریف لاتے تب دریافت کرتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو عبیدہ کا بھی یہی حال تھا، فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی عالم کے دروازے پر پہنچ کر دستک نہیں دی، بلکہ انتظار کرتا تھا، جب وہ نکلتے تو ملاقات کرتا۔ (روح المعانی)

۳۔ ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو

(۳۱۹۱) كَانَ الرَّجُلُ مِمَّا يَكُونُ لَهُ الْإِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيَدْعُو بِبَعْضِهَا فَعَسَى أَنْ يَكُفَّرَ قَالَ فَذَكَرْتُ هَذِهِ الْآيَةَ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ).

ترجمہ: حضرت ابو جبر بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم میں سے بعض لوگوں کے دو نام ہوتے تھے بعض کے تین نام ہوتے تھے بعض اوقات ان میں سے کسی ایک نام کے ذریعے بلایا جاتا تو وہ آدمی اس نام کو ناپسند کرتا تھا راوی بیان کرتے ہیں تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ بلاؤ۔“

سورہ حجرات کے شروع میں نبی ﷺ کے حقوق و آداب کا بیان ہے، پھر عام مسلمانوں کے حقوق و آداب معاشرت کا بیان شروع ہوا ہے۔ آیات (۹، ۱۰) میں مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی اصلاح کا بیان ہے، پھر آیات (۱۱، ۱۲) میں اشخاص و افراد کے باہمی حقوق و آداب معاشرت کا بیان ہے، آیت (۱۱) میں تین باتوں کی ممانعت فرمائی ہے: ① کسی مسلمان کے ساتھ تمسخر و استہزاء کرنا جائز نہیں۔ ② کسی پر طعنہ زنی کرنا ممنوع ہے۔ ③ کسی کو ایسے لقب سے ذکر کرنا جس سے اس کی توہین ہو یا وہ اس کو برا مانے: جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص ایسے نام یا لقب سے مشہور جائے جو ہے تو برا لیکن وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا ہے اور اس سے اس کی تحقیر بھی پیش نہ ہو تو اسے ذکر کرنا بالاتفاق جائز ہے جیسے بعض محدثین کے نام کے ساتھ اعرج احب مشہور ہے یا حدیث میں ایک صحابی کو آپ ﷺ نے ذوالیدین کے نام سے بلایا ہے۔

فائدہ: سنت یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے القاب سے یاد کیا جائے، چنانچہ نبی ﷺ نے خاص خاص صحابہ کو کچھ القاب دیئے ہیں، جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اور عتیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس اللہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کے القاب سے نوازا ہے۔

۴۔ قرآن و حدیث کی پیروی اپنی رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے

(۳۱۹۲) قَالَ قَرَأَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ (وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ يَطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ) قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ يُؤْخَى إِلَيْهِ وَخِيَارُ أُمَّتِكُمْ لَوْ أَطَاعَهُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّوا فَكَيْفَ بِكُمْ الْيَوْمَ.

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

”تم لوگ یہ بات جان لو تمہارے درمیان اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات ماننے لگ جائے تو تم مشکل کا شکار ہو جاؤ گے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تمہارے نبی ہیں جن کی طرف وحی کی گئی ہے۔

”تمہارے بہترین پیشوا (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اگر وہ نبی علیہ السلام بہت سے معاملات میں ان کی بات ماننے لگ جائیں تو وہ

لوگ مشکل کا شکار ہو جائیں تو تمہارے عالم کیا ہوگا۔؟“

واقعہ:

ایک واقعہ پیش آیا کہ نبی ﷺ نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو المصطلق میں زکاتیں وصول کرنے کے لئے بھیجا، قبیلہ کے لوگوں کو چونکہ معلوم تھا کہ فلاں تاریخ میں رسول اللہ ﷺ کا عامل آئے گا، اس لئے وہ بستی سے باہر استقبال کے لئے نکلے، ولید نے سمجھا کہ پرانی دشمنی کی وجہ سے یہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے ہیں، وہ واپس لوٹ آئے اور نبی کو اطلاع دی کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور میرے قتل کے درپے ہو گئے آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا، اور ہدایت فرمائی کہ خوب تحقیق کے بعد اقدام کرنا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے تحقیق کی تو سب باغوس نکلی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے واپس آ کر نبی ﷺ کو سارا واقعہ بتایا، پس سورہ حجرات کی آیت (۶) نازل ہوئی، یہ حکم اب بھی باقی ہے، البتہ اب قرآن و حدیث رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں، اب قرآن و حدیث کی پیروی ضروری ہے، اپنی صوابد پر عمل کرنے سے یہ بات بہتر ہے۔

۵۔ نسب و خاندان پر اترانے کی ممانعت

(۳۱۹۳) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَظَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبْيَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظَمَهَا بِأَبَائِهِ فَالْنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيْنٌ عَلَى اللَّهِ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ قَالَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ).

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے اب لوگ دو طرح کے ہیں ایک وہ جو نیک پرہیزگار ہوں اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوں اور وہ جو گناہ گار بد بخت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے حیثیت ہوں تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”اے لوگو بے شک ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مؤنث سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور قبائل بنائے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔“

(۳۱۹۴) الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرْمُ التَّقْوَى.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں حسب (مال کے حوالے سے ہے) اور عزت (تقویٰ کے حوالے سے ہے)۔

سورہ حجرات میں آداب معاشرت کی تعلیم کے بعد (آیت ۱۳) میں انسانی مساوات کی ایک جامع تعلیم ہے۔

اللہ کے ہاں فضیلت کا معیار:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ حسب سے دنیا کا مال و دولت اور جاہ و منصب مراد ہے یہ چیز دنیا داروں کی نظر میں بڑی اہمیت اور وقعت کی حامل ہوتی ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں سب سے زیادہ فضیلت اور اکرام والا وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار اور گناہوں سے بچنے والا ہو۔

سُورَةُ ق

باب ۵۰۔ سورۃ قاف کی تفسیر

سورۃ ق سورۃ المرسلات کے بعد ۳۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۰ نمبر پر ہے۔

سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿إِنَّهَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور اس سورۃ میں فرمایا ﴿بَلْ عَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ﴾ حاصل ربط یہ ہے کہ مؤمن ایمان لائے اور کافروں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ڈرانے والا آیا۔

ربط معنوی: سورۃ محمد، فتح اور حجرات ایک حصہ تھا جس میں مسئلہ جہاد کا ذکر تھا اب سورۃ ق، الذاریات اور الطور ایک ایک حصہ ہے جس میں حشر و نشر اور جزا و سزا کا ذکر ہوگا۔ دوسرے حصے کا پہلے حصے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حصے کا مضمون یہ تھا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی اور الہ بنا رکھے ہیں۔ اب دوسرے حصے میں یہ مذکور ہوگا کہ شرک کرنے کے علاوہ وہ قیامت اور جزا و سزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مشرکین تو حید کا بھی انکار کرتے تھے اور قیامت کا بھی دعویٰ سورۃ یعنی حشر و نشر پر دو عقلی دلیلیں پہلی مفصل اور دوسری مختصر۔ ابتداء میں کفار کے لئے زجر اور آخر میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلیہ اور درمیان میں دعویٰ تو حید کا ذکر علی سبیل الترقی بنسبت سورۃ سابقہ، منکرین دعویٰ ﴿كَذَلِكَ الْخُرُوجُ﴾ کے لئے تخویف دنیوی و اخروی اور ماننے والوں کے لئے بشارت اور ذکر واقعات اشارۃ۔

دلیل عقلی اول بر حشر و نشر تفصیلی: ﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ... تَا... وَاحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتَةً﴾ یہ حشر و نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے یہ منکرین قیامت اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آسمانوں کو کس طرح محفوظ و محکم بنایا، زمین کو پیدا کر کے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں تروتازہ پھل پیدا کئے، ہم آسمان سے مینہ برسا کر باغات اور غلے پیدا کرتے ہیں اور بارش سے مردہ زمین کو زندگی اور تازگی عطا فرماتے ہیں۔

﴿كَذَلِكَ الْخُرُوجُ﴾ یہ سورۃ کا دعویٰ ہے۔ یعنی جس طرح ہم مذکورہ بالا کاموں پر قدرت رکھتے ہیں اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جس طرح ہم نے مینہ برسا کر مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈال دی اور اس سے طرح طرح کی ہبزیاں اور درخت اُگائے، اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے زمین سے نکال لیں گے۔

دلیل عقلی دوم بر حشر و نشر مختصر: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ... الْآيَةِ﴾ یہ ثبوت قیامت پر دوسری اور مختصر دلیل ہے ہم نے اس ساری کائنات کو صرف اندازہ چھ دنوں میں پیدا کر لیا اور ہم تھکتے نہیں تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کون سا مشکل کام ہے جو ہم سے نہ ہو سکے گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اللہ پاک کا جہنم کو یہ کہنے پر ﴿هَلْ اَمْتَلَاتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ﴾ ”اے جہنم! کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی یا اللہ کوئی اور ہے جہنمی؟“

② سورۃ ممتاز ہے اُن دو فرشتوں پر جو دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ (آیت ۱۷)

جہنم کی بے پناہ وسعت کا بیان

(۳۱۹۵) اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ (هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ) حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزَوِّىْ بَعْضُهَا اِلَى بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جہنم مسلسل یہی کہتی رہے گی کیا اور لوگ ہیں؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تو وہ یہ کہے گی بس بس تیری عزت کی قسم (اتنا ہی کافی ہے) پھر اس کا ایک حصہ دوسرے کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔

سورۃ قاف کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ اَمْتَلَاتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ﴾ جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے: کیا تو بھر گئی؟ اور وہ جواب دے گی: کیا کچھ اور ہے؟ یعنی میں ابھی نہیں بھری!

سُورَةُ الذَّارِيَاتِ

باب ۵۱۔ سورۃ الذاریات کی تفسیر

سورۃ الذاریات مکیہ: سورۃ الاحقاف کے بعد ۶۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۱ نمبر پر ہے۔

رابط: دونوں سورتوں میں قیامت کا تذکرہ ہے۔

رابط معنوی: سورہ قی میں مذکور ہوا کہ قیامت اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلتا اور حشر و نشر برحق ہے اب سورۃ الذاریات میں بطور ترقی

مذکور ہوا کہ صرف حشر و نشر ہی نہیں بلکہ جزاء و سزا بھی ہوگی ﴿اِنَّمَا تُوعَدُوْنَ لَصَادِقٌ﴾ ﴿وَ اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ﴾

ابتداء میں جزاء و سزا پر ایک شاہد اور حشر و نشر کا ایک نمونہ، اثبات دعویٰ کے لئے دو عقلی دلیلیں۔ دونوں دلیلوں کے درمیان تخویف

دنوی کے پانچ نمونے اور دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔

اثبات دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل:

﴿وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ... تا ... ﴿اِنَّہٗ لَحَقُّ مِّثْلِ مَا اَنْتُمْ تُنْطِقُوْنَ﴾

زمین اور تمہاری جانوں میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور آسمان سے رزق اُترتا ہے یعنی بارش برتی ہے

زمین سے رزق نکلتا ہے۔

آگے آخری آیت میں فرمایا: زمین و آسمان کے رب کی قسم حشر و نشر اسی طرح حق ہے جس طرح تم بول رہے ہوتے ہو تمہیں

یقین ہوتا کہ ہم بول رہے ہیں اسی طرح حشر و نشر بھی یقینی ہے۔

اثبات دعویٰ پر دوسری عقلی دلیل:

﴿وَالسَّاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمَوْسِعُونَ﴾... تا... ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ آسمان و زمین کو بنایا ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا۔ جو اللہ پاک ان چیزوں پر قادر ہیں وہ حشر و نشر بھی برپا کر سکتے ہیں۔

تخویف دنیوی کے پانچ نمونے:

- ① حضرت ابراہیم کے قصہ میں ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ﴾... تا... ﴿وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾
 - ② حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ﴿وَفِي مُوسَى إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾... تا... ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾
 - ③ قوم عاد کے بارے میں ﴿وَفِي عَادٍ...﴾ تا... ﴿كَالزَّمِينِ﴾
 - ④ قوم ثمود کے بارے میں ﴿وَفِي ثَمُودَ...﴾ تا... ﴿وَمَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ﴾
 - ⑤ قوم نوح کے بارے میں ﴿وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ﴾
- امور ثلاثہ برائے دفع عذاب:

﴿إِنَّ التَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ﴾... تا... ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُورِ﴾

① شرک نہ کرو۔ ② احسان کرو۔ ③ ظلم نہ کرو۔

ایماتات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿فَجَاءَ بِعِجْلِ سَبِينٍ﴾ پر یعنی طاقتور بچھڑے پر۔ (آیت ۲۶)

② سورۃ ممتاز ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ جن و انس کو اللہ نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

قوم عاد پر انگوٹھی کے حلقہ کے بقدر ہوا چھوڑ دی گئی تھی

(۳۱۹۶) قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطَتْ إِنَّ عَادَ لَهَا أَطْحَطْتُ بَعَثْتُ قَبِيلًا فَتَزَلَّ عَلَى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجُرَادَاتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَتِكَ لِمَرِيضٍ فَأَدَاوِيَهُ وَلَا لِأَسِيرٍ فَأَفَادِيَهُ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتُ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّتِي سَقَاهُ فَرَفَعَ لَهُ سَحَابَاتٍ فَقِيلَ لَهُ اخْتَرِ أَحَدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السُّودَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيلَ لَهُ خُذْهَا رَمَادًا رَمِيدًا لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ أَحَدًا وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرَّيْحِ إِلَّا قَدَرُ هَذِهِ الْحَلَقَةِ يَعْنِي حَلَقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَأَ (إِذَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَةَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْنَاهُ كَالزَّمِيمِ) (الْأَيَّةُ).

ترجمہ: ابو اہل ربیعہ قبیلہ کے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ صاحب بیان کرتے ہیں میں مدینہ منورہ آ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کے سامنے عاد قبیلہ کے ایک قاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا میں اللہ سے

اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد قبیلے کے قاصد کی مانند ہو جاؤں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا عاد قبیلے کے قاصد کا کیا معاملہ ہے؟ تو میں نے کہا آپ ﷺ نے ایسے شخص سے پوچھا ہے جو اس بات سے واقف ہے عاد قبیلے میں جب قحط پڑ گیا تو انہوں نے عیل نامی آدمی کو بھیجا اس نے بکر بن معاویہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو بکر نے اسے شراب پلائی اور دو کنیزوں کا گانا سنایا پھر وہ وہاں سے نکلا اور مہرہ کے پہاڑوں کی طرف چل دیا اس نے یہ کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوا کہ کسی بیمار کی دوا دارو کروں یا قیدی کا فدیہ ادا کروں تو اپنے بندوں کو جو چاہے پلا اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی پلا ان مناجات کے ذریعے اس نے بکر بن معاویہ کا شراب پلانے کا شکریہ ادا کیا۔ تو اس کے سامنے کئی بدلیاں آئیں اس سے کہا گیا تم اس میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو تو اس نے ان میں سے (زیادہ) سیاہ والی بدلی کو اختیار کیا اس سے کہا گیا تم جلی ہوئی راکھ لے لو جو عاد قبیلے کے کسی فرد کو نہیں چھوڑے گی۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ان لوگوں پر اتنی ہوا چھوڑی گئی تھی جو اس حلقے کے برابر تھی ان کی مراد انگوٹھی کا حلقہ تھی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”جب ہم نے ان پر تیز چلنے والی ہوا کو بھیجا جس نے کسی بھی چیز کو نہیں چھوڑا وہ جس چیز پر سے گزرتی تھی اسے بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) تباہ و برباد کر دیتی تھی۔“

جب ہود علیہ السلام کی قوم نے کفر کے سوا ہر چیز کو ماننے سے انکار کر دیا، تو حق تعالیٰ نے تین سال تک مسلسل بارش کو روک دیا، جب جان پر بن آئی تو انھوں نے ستر آدمیوں کا ایک وفد حرم مکہ کو روانہ کیا، تاکہ وہاں جا کر پانی کے لئے دعا کریں، اس وقت کعبہ شریف کی عمارت نہیں تھی، وہ نوح علیہ السلام کے طوفان میں ڈھ پڑی تھی، مگر اس کی جگہ معلوم تھیم اور عاد نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک ہونے والی پہلی قوم ہے، اور اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی سخت آفت آتی تو حرم شریف میں جا کر اللہ تعالیٰ سے کشائش کی دعا کیا کرتے تھے۔

سُورَةُ الطُّورِ

باب ۵۲۔ سورۃ الطور کی تفسیر

سورۃ الطور مکہ: سورۃ النہ سجده کے بعد ۸۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۲ نمبر ہے۔
دونوں احوال قیامت ہے۔

ربط معنوی: سورۃ الذاریات میں فرمایا تھا ﴿إِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ﴾ یعنی جزاء و سزا ضرور ہوگی۔ اب سورۃ الطور میں بطور ترقی فرمایا: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ... مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾ مگرین پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا عذاب واقع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جزاء و سزا کو کوئی روک نہ سکے گا اور نہ کوئی اس سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکے گا۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ پردو عقلی اور دو نقلی دلیلیں (ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ایک کتب سابقہ سے) اور ایک دلیل وحی۔ درمیان اور آخر میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی۔ باقی تخویف و بشارت اور زجرات۔

دلائل نقلیہ:

نقلی دلیل اول: ﴿وَ الطُّورِ﴾ یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی کوہ طور گواہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔

تکلی دلیل دوم: ﴿وَدَلِيلُ تَقَاتِي كُتُبِ سَابِقِهِ﴾ یہ دلیل تقاتی کتب سابقہ سے ہے یعنی کتب سابقہ بھی شائد ہیں کہ جزاء و جزا واقع ہوگی اور اسے روکنے والا نہیں۔

دلیل وحی: ﴿وَدَلِيلُ النَّبِيِّ الْمَعْمُورِ﴾ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے بیت معمور جہاں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی تھی وہ بھی کواد ہے وہاں آپ پر یہی حکم نازل ہوا تھا۔

مقتل دلیل اول: ﴿وَالشَّفَقِ الْمَرْفُوعِ﴾ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ آسمان بلند کے احاطے سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔
مقتل دلیل دوم: ﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ﴾ سمندر نے تمہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے حیثہ قدرت سے باہر نہیں جا سکتے۔

اقیازات: ① سورۃ ممتاز ہے بیت معمور پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے بندہ بار لفظ امہ پر۔

ادبار النجوم اور ادبار السجود کی تفسیر

(۳۱۹۷) قَالَ ادْبَارُ النُّجُومِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَادْبَارُ السَّجُودِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (سورۃ طور میں استعمال ہونے والے الفاظ)۔

ستاروں کے بعد سے مراد (فجر) کی دو سنتیں ہیں سجود کے رخصت ہونے سے مراد مغرب کے بعد والی سنتیں ہیں۔

سورۃ ق کی (آیت ۴۰) ہے ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَادْبَارَ النُّجُومِ﴾ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ ﴿ادْبَارُ النُّجُومِ﴾ فجر کی نماز سے پہلے کی دو سنتیں ہیں، اور ﴿ادْبَارُ السَّجُودِ﴾ مغرب کے بعد کی دو سنتیں مگر یہ حدیث ضعیف ہے، رشیدین بن کریم ضعیف راوی ہے، اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سجود سے فرض نمازیں مراد ہیں، یعنی نمازوں کے بعد مرفوع حدیث میں جو تسبیحات آئی ہیں وہ پڑھی جائیں۔ اور ادبار النجوم سے فجر کی سنتیں، فجر کے فرض اور ان کے بعد کی تسبیحات مراد ہیں۔

سُورَةُ النَّجْمِ

باب ۵۳۔ سورۃ النجم کی تفسیر

سورۃ النجم مکہ کی: سورۃ الاخلاص کے بعد ۲۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۳ نمبر پر ہے۔

رہط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ مِّثْلَ بَعْضِ رِيبِ الْمُنُونِ﴾ یعنی پیغمبر ﷺ کے پیغمبر کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ شاعر ہیں اور گردش زمانہ کے منتظر ہیں کہ ایک دن انہوں نے دنیا سے جانا ہے۔ اور ﴿أَمْ يَقُولُونَ نَقُولُ﴾ یہ قرآن گھڑی ہوئی کتاب ہے۔ اللہ پاک نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿﴾ آپ ﷺ راہ راست پر ہیں اور الزامیہ فرمایا۔ کیا تم نے لات، عزی، منات کو معبود بنا رکھا ہے۔

رہط معنوی: سورۃ طور میں مذکور ہوا کہ جزاء و جزا برحق ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی سے عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔ اب سورۃ النجم

میں فرمایا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو عذاب الہی سے محفوظ رکھ سکے نہ لات و منوۃ اور غزوی اور نہ فرشتے اور نہ یہ پکار کے لائق ہیں۔

خلاصہ: یہ سورۃ پہلی سورتوں پر مقرر ہے اور اس کا مقصود بالذات مضمون شفاعت قہریہ کی نفی ہے تمہید مع ترغیب۔ دعویٰ اولیٰ لات، منات، غزوی کو مت پکارو۔ دعویٰ ثانیہ: فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو۔ اعادہ ہر دو دعویٰ بطریق لف نثر مرتب۔ آخر میں تسلی زجر اور دلیل نقلی از انبیاء آخر میں دعویٰ سورت کا اعادہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے سدرۃ المنتہیٰ پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے نبی ﷺ کا شب معراج کے تفصیلی حال پر۔

۱۔ سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق چار فوائد

(۳۱۹۸) لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى قَالَ انْتَهَى إِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقِ قَالَ فَأَعْطَاهُ اللَّهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ فَرَضْتُ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ حُمْسًا وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لَأُمِّتِهِ الْمُقْحَمَاتُ مَا لَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ (أَذْيَعُشَى السِّدْرَةَ مَا يَعْشَى) قَالَ السِّدْرَةُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْيَانُ فَرَأَشَ مِنْ ذَهَبٍ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَأَرَعَهَا وَقَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مَعُولٍ إِلَيْهَا يَنْتَهِي عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے (راوی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں زمین کی جانب سے چڑھنے والی چیزیں اس مقام تک ہی پہنچتی ہیں اور اس مقام سے زمین کی جانب چیزیں منتقل کی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ ﷺ کی امت کے (افراد کے) تمام کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی شخص کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ جب سدرۃ کو اس چیز نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپا۔ انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے سدرۃ چھٹے آسمان میں ہے۔

صفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس کو ڈھانپنے والی چیز سونے کے پروانے تھے پھر انہوں نے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا وہ اس طرح اڑ رہے تھے۔

مالک بن مغول نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے وہاں تک جا کر مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے اس سے اوپر کیا ہے؟ مخلوق کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔

۱۔ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ:

سدرۃ کے معنی ہیں: بیری کا درخت، اور المنتہیٰ کے معنی ہیں: باڈر، سرحد۔ ساتویں آسمان سے آگے ایک مقام ہے، اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے یعنی باڈر کی بیری، کی حدیث میں اس کی دو وجہ تسمیہ آئی ہیں: (۱) جو چیزیں زمین سے چڑھتی ہیں، اور جو چیزیں

آسمان سے اترتی ہیں: وہ اس سرحد پر رک جاتی ہیں، اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہی ہے۔ (۲) مخلوقات کا علم اس بیری کے درخت تک پہنچ کر رک جاتا ہے یعنی مخلوقات ان چیزوں کو نہیں جانتیں جو اس سے اوپر ہیں، اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہی ہے۔

۲۔ سدرۃ کہاں ہے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان میں ہے، اور مسلم شریف (حدیث ۱۶۲) کتاب الایمان حدیث (۲۵۹) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان کے اوپر ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے، اور یہی جمہور کا قول ہے، اور اس سرحد کا نام منتہی بھی اس کا قرینہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان سے اوپر ہے۔

۳۔ سدرۃ پر کیا چیزیں چھارہی ہیں؟

سورۃ النجم (آیت ۱۶) میں ہے: ﴿إِذْ يَغْشَى السُّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ جب اس سدرۃ کو لپٹ رہی تھیں وہ چیزیں جو لپٹ رہی تھیں وہ چیزیں جو لپٹ رہی تھیں۔ اس اجمال کی شرح میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سدرۃ پر سونے کے پتنگے (پروانے چھا رہے ہیں، پھر سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اور اس کو ہلایا اور کہا کہ اس طرح پتنگے چھا رہے ہیں، یعنی سفیان رحمہ اللہ نے اشارے سے پروانوں کی حرکت اور ان کا اضطراب سمجھایا۔

۴۔ سدرۃ کے پاس نبی ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں:

(۱) وہاں آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ (۲) وہاں آپ ﷺ کو سورۃ البقرۃ کی آخری آیتیں (أَمَّنَ الرَّسُولُ سے آخر تک) عطا فرمائی گئیں، یعنی یہ آیتیں وہاں نازل ہوئیں۔ (۳) وہاں آپ ﷺ کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اگر آپ ﷺ کی امت شرک سے بچی رہی تو اس کے تمام کبار دیر سویر معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۔ معراج میں نبی ﷺ رویت باری سے مشرف ہوئے یا نہیں؟

(۳۱۹۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

ترجمہ: شبیبی بیان کرتے ہیں میں نے زبر بن حبیش سے اس بارے میں دریافت کیا۔

تو وہ کمان کے دو کناروں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس وقت حضرت جبرائیل کو دیکھا جن کے ۶۰۰ پر تھے۔

(۳۲۰۰) لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا يَعْرِفُهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤُوسَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَأَاهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوقٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رُؤْيَا ثُمَّ قَرَأْتُ (لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى) فَقَالَتْ أَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخُبْرَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ أَكْثَرَ الْفِرْيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَىٰ جَبْرِيلَ لَمْ يَزَلْ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ وَمَرَّةً فِي جَنَادِلِهِ سِتُّ مِائَةٍ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأَفْقَ.

ترجمہ: امام شعبی بیان کرتے ہیں میدان عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ملاقات کعب احبار سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا اور پھر بلند آواز میں تکبیر کہی یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم بنو ہاشم ہیں تو حضرت کعب احبار نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو دیدار عطا کیا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ کلام کیا اور حضرت محمد ﷺ نے اس کا دو مرتبہ دیدار کیا۔

مسروق بیان کرتے ہیں بعد میں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کہی ہے جس کی وجہ سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے ہیں میں نے ان سے کہا ذرا ٹھہریں جلدی نہ کریں پھر میں نے یہ آیت تلاوت کی۔

”تو اس نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔“

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے؟ اس سے مراد (حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا ہے) تمہیں کس نے کہا ہے؟ حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے یا حضرت محمد ﷺ نے (لوگوں سے) کوئی ایسی چیز چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ کرنے کا حکم دیا تھا یا یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم بھی تھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل کرتا ہے۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) وہ شخص بہت بڑا بہتان لگائے گا جو ان باتوں کا قائل ہوگا البتہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہی کے قریب ایک مرتبہ جیاد کے مقام پر جب ان کے ۶۰۰ پر تھے اور انہوں نے افق کو بھردیا تھا۔

(۳۲۰۱) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَىٰ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ (لَا تَدْرِيهِ الْبَصَارُ وَهُوَ يُدْرِيكَ الْبَصَارُ) قَالَ وَيُحَاكِ ذَاكَ تَجَلَّىٰ بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ وَقَالَ أَرِيَهُ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے۔

بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی لیکن وہ بصارت کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہارا ستیاناس ہو یہ اس وقت ہے جب وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی کرے جو اس کا نور ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے انہوں نے یہ فرمایا تھا حضرت محمد ﷺ نے دو مرتبہ اپنے پروردگار کا دیدار کیا تھا۔

(۳۲۰۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ (وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزَّلَهُ أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ) (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ) (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ.

تَرْجَمَتُهُ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اور جب اس نے اسے دوسری مرتبہ اترتے ہوئے دیکھا تھا سدرۃ المنتہی کے قریب۔ اور اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کرنی تھی۔ اور وہ کمان کے دو کناروں کی طرح ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے۔

(۳۲۰۳) قَالَ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) قَالَ رَأَاهُ بِقَلْبِهِ.

تَرْجَمَتُهُ: عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”ان کے دل نے اس چیز کو جھٹلایا نہیں جو انہوں نے دیکھا۔“
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں کے ذریعے کیا تھا۔

(۳۲۰۴) قُلْتُ لَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَدْرِكُكَ النَّبِيُّ ﷺ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَمَّا كُنْتُ تَسْأَلُهُ قُلْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ نُوْرٌ آتَى أَرَاهُ.

تَرْجَمَتُهُ: عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پاتا تو میں آپ ﷺ سے ایک سوال کرتا انہوں نے دریافت کیا تم کیا سوال کرتے؟ تو میں نے کہا میں آپ ﷺ سے سوال کرتا کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا؟ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تھا۔ ”وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“

(۳۲۰۵) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَبْرِيلَ فِي حُلَّةٍ مِّنْ رَّفْرِفٍ قَدْ مَلَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

تَرْجَمَتُهُ: عبدالرحمن بن یزید حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اس نے جو دیکھا اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک ریشمی جوڑے میں دیکھا انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیا ہوا تھا۔

شب معراج میں نبی ﷺ رویت باری سے مشرف ہوئے یا نہیں؟ یہ مسئلہ صحابہ کے زمانہ سے اختلافی چلا آ رہا ہے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رویت کا انکار کرتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رویت کے قائل تھے، پھر تابعین میں سے حضرت حسن بصری اور حضرت عروہ کی بھی یہی رائے تھی۔

۳۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے چھوٹے گناہ نہ کئے ہوں

(۳۲۰۶) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (الَّذِينَ يَحْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ

تَغْفِرِ اللَّهُمَّ تَغْفِرُ بِحَنَاءِ عَمَلِي عَبْدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: عطاء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائی سے بھی البتہ صغیرہ گناہوں (کا معاملہ مختلف ہے)۔“ راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! اگر تو نے مغفرت کرنی ہے تو سب گناہوں کی مغفرت کر دے تیرا کون سا بندہ ایسا ہے جو گناہ نہیں کرتا۔“

تشریح: سورۃ النجم کی (آیت ۳۲) ہے: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ نیکو کار بندے وہ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر گناہ کی آلودگی مستثنیٰ ہے۔ یہ استثناء منقطع ہے، لہٰذا کلمہ کا ر میں شامل نہیں، لہٰذا کی تفسیر۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ لہٰذا سے صغیرہ گناہ مراد ہیں یہ خود ہی نیکی سے معاف ہوتے رہتے ہیں جبکہ انسان کبیرہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہو۔

(۲) ”لہٰذا“ سے وہ گناہ مراد ہے جو انسان سے اتفاقی طور کبھی سرزد ہو گیا ہو اور پھر اس سے تہ دل سے توبہ کر لی ہو اور توبہ کے بعد پھر دوبارہ گناہ نہ کیا ہو لہٰذا اس قول کے مطابق اگر کسی نیک آدمی سے کبھی اتفاقی گناہ کبیرہ سرزد ہو گیا اور اس نے سچی توبہ کر لی تو یہ شخص بھی صالحین اور متقین کی فہرست سے خارج نہیں ہوگا؟

سُورَةُ الْقَمَرِ

باب ۵۴۔ سورۃ القمر کی تفسیر

سورۃ القمر مکیہ: سورۃ الطارق کے بعد ۷۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۴ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں قیامت کا ذکر کیا ﴿أَزْفَتِ الْأَزْفَةُ﴾ اس سورۃ میں ﴿إِذَا تَوَاتَتْ السَّاعَةُ...﴾ (آیہ ۱)۔

ربط معنوی: سورۃ النجم میں یہ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور کسی کو اس کی بارگاہ میں شفع غالب نہ سمجھو اور سورۃ القمر میں اس کی علت اور دلیل ذکر کی گئی ہے یعنی اس لئے کہ کار ساز اور ہر چیز کو ایک انداز سے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ سورۃ قمر کا یہ دعویٰ سورۃ کے آخر میں ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ میں مذکور ہے۔

نوٹ: سورۃ قمر سے لے کر سورۃ حدید تک سورۃ کا دعویٰ اس کے آخر میں مذکور ہے۔

خلاصہ: ابتداء اور آخر میں شکوئی، تسلی، زجر، تحویف، بشارت، اخرویہ اور درمیان میں تحویف دنیوی کے پانچ نمونے اور اس کے بعد التفات بسوئے اہل مکہ (اہل مکہ کی طرف توجہ) بغرض تنبیہ اور آخر میں دعویٰ سورت۔

تحویف دنیوی کے پانچ نمونے:

① قوم نوح سے ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ...﴾ تا... ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

② قوم عاد سے ﴿كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَدَاؤُنِي وَنُذِرَ...﴾ تا... ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

- ③ قوم ثمود سے ﴿كَذَّيْتُمْ ثُمَّ دُ بِالْثُّدْرِ ۝... تَا... فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۝﴾
 ④ قوم لوط سے ﴿كَذَّيْتُمْ قَوْمُ لُوطٍ بِالْثُّدْرِ ۝... تَا... فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۝﴾
 5 آل فرعون سے ﴿وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النَّذْرُ ۝... تَا... عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ ۝﴾
 امتیازات ازخ القرآن: ① سورة ممتاز ہے چار مرتبہ ان الفاظ سے کہ قرآن کو آسان بنا دیا ہے ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ﴾
 ② سورة ممتاز ہے انشقاق قمر پر یعنی چاند کے پھٹنے پر آیت۔

۱۔ معجزہ شق القمر کا بیان

(۳۲۰۷) بَيِّنْمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ فَلَقَّتَيْنِ فَلَقَّةٌ مِّنْ وَرَاءِ الْجَبَلِ وَفَلَقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشْهَدُوا يَعْنِي (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالْقَمَرُ يُنْفَقُ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم لوگ منیٰ میں موجود تھے چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے کی طرف ہو گیا اور ایک ٹکڑا اس کے آگے کی طرف ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ۔ (راوی بیان کرتے ہیں) اسی حدیث کا ذکر (اس آیت میں ہے)۔

”قیامت قریب آگئی ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔“

(۳۲۰۸) سَأَلَ أَهْلَ مَكَّةَ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً فَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَانْزَلَتْ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالْقَمَرُ يُنْفَقُ) إِلَى قَوْلِهِ (سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) يَقُولُ ذَاهِبْ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے کسی معجزے کا مطالبہ کیا تو مکہ میں دو مرتبہ چاند دو ٹکڑے ہوا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو چکا ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے جاری رہنے والا جادو۔ راوی بیان کرتے ہیں آیت میں استعمال ہونے والے لفظ مستمر سے مراد جانے والا ہے۔

(۳۲۰۹) اُنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَشْهَدُوا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ۔

(۳۲۱۰) اِنْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشْهَدُوا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔“

(۳۲۱۱) قَالَ اُنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلَى هَذَا الْجَبَلِ وَعَلَى هَذَا الْجَبَلِ فَقَالُوا اسْحَرْنَا

مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَكِنْ كَانَ سَحَرًا فَمَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُسَحَرَ النَّاسَ كُلُّهُمْ.

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند شق ہو گیا یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک پہاڑ کے اس طرف تھا اور دوسرا پہاڑ کے اس طرف تھا تو لوگوں نے کہا حضرت محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو ان میں سے کسی نے یہ کہا اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو یہ سارے لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت تو نہیں رکھتے۔

تشریح: سورۃ القمر کی (آیات ۱-۳) ہیں: ﴿اِقْرَأْ كِتَابَ السَّاعَةِ ۝ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَانْ يَدْرَا آيَةً يُعْرَضُوا وَ يَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَعْتَبٌ ۝﴾ ان آیات میں معجزہ شق القمر کا بیان ہے اور اس کی تفصیل پہلے ابواب الفتن (۱۸) ماجاء فی القمر میں آچکی ہے۔
اعتراض: اگر شق القمر معجزہ تھا، اور قوم کی طلب پر یہ معجزہ دکھایا گیا تھا تو جب قوم ایمان نہ لائی تو ان کو سنت اللہ کے مطابق ہلاک کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: یہ مطالبہ قومی حیثیت سے نہیں تھا، بلکہ چند افراد کا مطالبہ تھا جیسے حضرت رکانہ نے کشتی کا مطالبہ کیا، اور آپ ﷺ نے کشتی ماری، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے، مگر نہ ان کو ہلاک کیا گیا، نہ مکہ والوں کو، اس لئے کہ یہ معجزہ کا شخصی مطالبہ تھا۔

تقدیر کا تذکرہ قرآن میں

(۳۲۱۲) قَالَ جَاءَ مُسَرِّرٌ مُّؤْتَرِشٌ يُخَاصِمُونَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْقَدَرِ فَانْزَلَتْ (يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش کے مشرکین تقدیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بحث کرنے کے لیے آئے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”جس دن انہیں آگ میں ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا اور یہ کہا جائے گا جہنم کا ذائقہ چکھ لو بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے۔“

یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۱۸۸) ابواب القدر کے آخر میں گزر چکی ہے،

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

باب ۵۵۔ سورۃ الرحمن کی تفسیر

سورۃ الرحمن مدنیہ سورۃ الرعد کے بعد ۹۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۵ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورۃ میں بہت سے مقام پر ام ماضیہ ہالکہ بتکذیب الرسل کا تذکرہ تھا ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا... كَذَّبَتْ عَادٌ﴾ وغیرہ

تنبیہا اس سورۃ میں اللہ پاک جن و انس کو مخاطب ہیں کئی مرتبہ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ اگر تم نے جھٹلایا تو تمہارا بھی ام ماضیہ

ہا لکہ والا حال ہوگا۔

ربط معنوی: سورۃ قمر میں مذکور ہوا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اب سورۃ الرحمن میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ جب کارساز وہی ہے تو برکت والا نام بھی اُسی کا ہے اور اسی کو برکات کا سرچشمہ سمجھو۔ سورۃ کا دعویٰ اس کے آخر میں ﴿تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ﴾ میں مذکور ہے۔

خلاصہ: ابتداء میں دعویٰ پر نو عقلی دلیلیں ایک خاص انداز سے علی سبیل التفصیل ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع میں منکرین دعویٰ کے لئے تخویف دنیوی و اخروی اور آخری رکوع میں ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ مذکور ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتیں یاد دلایا کہ بتاؤ ان میں سے کوئی نعمت کا تم انکار کرو گے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اگر اس دعویٰ کو نہیں مانو گے تو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور اگر مان لو گے تو آخرت میں جنت کی نعمتیں عطاء ہوں گی۔

دلائل عقلیہ:

تفصیل: ﴿الرَّحْمٰنُ ۝۱... تا... وَالزَّيْحَانُ ۝۱۰﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی رحمت اور اس کی نعمتوں کا بیان ہے ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ہر نعمت اس نے عطاء کی۔

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾ یہ پہلی عقلی دلیل ہے: اس مہربان نے انسان کو قرآن سکھایا۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ...﴾ یہ دوسری عقلی دلیل ہے: اور اس کو مافی الضمیر کے اظہار کی استعداد عطاء فرمائی۔

﴿وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا﴾ یہ تیسری عقلی دلیل ہے: تمام علویات و سفلیات اس کے سامنے عاجز و در ماندہ ہیں۔ اس نے انسان کو عقل

دی کہ ہر چیز کا مقام پہچان کر اس کے مناسب سلوک کرے۔ اس نے زمین کو اپنی مخلوق کے لئے بنایا تاکہ اس میں پھل، میوے، پھول اور غلے پیدا ہوں۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ... تا... مِنْ نَّارٍ﴾ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے: جس نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا شان اور

برکت والا اسی کا نام ہے۔

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے: مشرق و مغرب یعنی ساری کائنات کا مالک بھی وہی ہے۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ... تا... وَالْمَرْجَانُ﴾ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے: اس نے میٹھے اور کڑوے پانی کے دو دریا ایک ساتھ بہادیے

جو آپس میں ساتھ ساتھ ہونے کے باوجود ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے اور ان سے بڑے اور چھوٹے حجم کے موتی برآمد ہوتے ہیں۔

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ کَالْاَعْلَاقِ﴾ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے: اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے دریاؤں اور

سمندروں میں پہاڑوں کی طرح اونچے جہاز امن و سلامتی سے رواں دواں ہیں۔

﴿کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا... تا... وَالْاِکْرَامِ﴾ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے: یہ ساری مخلوق فناء ہونے والی ہے۔ صرف ایک ذات ذی الجلال

ہی باقی رہے گی۔

﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾ یہ نوں عقلی دلیل ہے: زمین و آسمان کی ساری مخلوق اللہ کی محتاج اور اس کی سائل ہے اور ساری کائنات میں وہ خود ہی اپنی مرضی سے تصرف کرتا رہتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت اور واضح ہے کہ جس کی قدرت و رحمت کا یہ حال ہو برکات کا سرچشمہ اسی کی پاک ذات ہو سکتی ہے۔

اختیارات: ① سورۃ ممتاز ہے اکتیس (۳۱) بار اس آیت ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ پر۔
② سورۃ ممتاز ہے یا قوت اور مرجان کے بیان پر۔

جواب طلب آیات کا جواب

(۳۲۱۳) خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُمَهَا عَلَى الْحِجْنِ لَيْلَةً الْحِجْنِ فَكَاثُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ (فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) قَالُوا لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نَكَذَّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ رحمن شروع سے لے کر آخر تک تلاوت کی تو وہ لوگ خاموش رہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جنات سے ملاقات کے دوران اسے جنوں کے سامنے تلاوت کیا تھا تو انہوں نے تمہارے مقابلے میں بہتر رد عمل دیا تھا میں جب کبھی ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کرتا تھا۔ ”تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔“ تو وہ جنات یہ کہتے اے ہمارے پروردگار تیری نعمتوں میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم جھٹلا سکیں ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہی مخصوص ہے۔

سورۃ الرحمن میں اکتیس مرتبہ یہ آیت آئی ہے: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ یعنی اے جن وانس! (اوپر کی آیات میں تمہارے پروردگار کی جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں: ان میں سے تم کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اس کا جواب یہ ہے:

لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نَكَذَّبُ، فَلَكَ الْحَمْدُ!

”اے ہمارے رب! ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، ہم آپ کا شکر بجالاتے ہیں۔“

تشریح: قرآن کریم میں کبھی آیات جواب طلب ہیں: وہاں جواب دینا چاہئے، کیا یہ ادب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سوال کریں اور بندہ بت بنا رہے؟ سورۃ الرحمن میں مختلف نعمتوں کا تذکرہ ہے، اور ہر نعمت کے تذکرہ کے بعد دریافت کیا گیا ہے، اے جن وانس! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے؟ اس کا وہ جواب دیا جاسکتا ہے، وراہی جواب طلب آیات کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حجتہ اللہ میں جمع کیا ہے۔

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

باب ۵۶۔ سورۃ الواقعه کی تفسیر

سورۃ الواقعه سورۃ طہ کے بعد ۳۶ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۶ نمبر پر ہے۔

رابطہ: سورۃ القمر میں امم ماضیہ کی ہلاکت کا تذکرہ پڑھ لیا اور سورۃ الرحمن میں اللہ پاک جن و انس سے مخاطب ہیں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ اس سورۃ میں متنبہ کیا کہ جو تکذیب سے بچے گا وہ مقربین میں سے ہوگا یا ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ میں سے ہوگا۔
رابطہ معنوی: سورۃ الرحمن میں فرمایا تھا۔ یعنی برکت والا نام اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اب سورۃ الواقعہ میں دوبار ارشاد فرمایا۔ یعنی اس صفت (برکت دینے) میں اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔
مختصر خلاصہ: ابتداء میں تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر:

① ﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ (دائیں ہاتھ والے نامہ اعمال کے اعتبار سے)

② ﴿أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ (بائیں ہاتھ والے نامہ اعمال کے اعتبار سے)

پھر ان جماعتوں کے احوال کا تفصیلی بیان بطریق لف نشر غیر مرتب اور آخر میں تینوں کے احوال کا اجمالی اعادہ۔ درمیان میں عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب اور اس کے بعد زجر۔ دوبار دعویٰ سورۃ کا ذکر ایک بار درمیان میں اور ایک بار آخر میں۔ رکوع ۲ میں چار دلائل عقلیہ۔

دعویٰ سورۃ دوبار: ① ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ سورۃ رکوع نمبر ۲ کے آخر میں

② ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ سورۃ کے آخر میں۔

یعنی برکت دینے میں اللہ پاک کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

دلائل عقلیہ للتوحید:

① ﴿نَحْنُ خَلَقْنَاهُ... تَا... فَلَؤَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے میں ہی تم سب کا خالق ہوں پھر تم کیوں نہیں مانتے؟

یہ بتاؤ نطفہ بے جان سے خوبصورت انسان کس نے پیدا کیا؟ اور پھر موت کس کے قبضہ و اختیار میں ہے؟ ہم تمہاری جگہ تمہاری مانند اور مخلوق پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں اور اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے بھی قدرت رکھتے ہیں۔

② ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ... تَا... بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ﴾ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے یہ بتاؤ یہ لہلہاتے کھیت کون اگاتا ہے؟

اگر ہم چاہیں تو کھیتوں کو ویران کر ڈالیں اور تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔

③ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ... تَا... فَلَؤَلَا تَشْكُرُونَ﴾ یہ توحید کی تیسری دلیل ہے اچھا یہ بتاؤ یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم

نے اتارا ہے یا ہم نے؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا دیں، ہماری ان نعمتوں کا تم شکر کیوں نہیں بجالاتے اور ہماری دی ہوئی برکات کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟

④ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُودُونَ... تَا... وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ﴾ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے نیز یہ بتاؤ کہ یہ آگ جسے تم روشن

کرتے ہو اس کا درخت کس نے پیدا کیا ہے آگ کو کٹڑیوں کی باہم رگڑنے سے پیدا کرنا باعث عبرت ہے اور مسافروں کے لئے فائدے کی چیز ہے کہ جنگل میں بھی آگ حاصل کر سکتے ہیں۔

دعویٰ سورۃ: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ دلائل کے بعد دعویٰ سورۃ کا ذکر ہے اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کر اور

برکت دینے میں اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو۔

انتیازات: ① سورة ممتاز ہے قرآن کو پاک لوگوں کے چھونے سے ﴿لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمَطْهُرُونَ﴾ (آیت ۷۹)

② سورة ممتاز ہے روح کے حق تک واپس نہ کرنے پر ﴿إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ﴾

۱۔ جنتیوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

۲۔ جنت میں لمبا سایہ

(۳۲۱۴) يَقُولُ اللَّهُ أَعَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ
وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ
يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَفْطَعُهَا وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ (وَوَيْلٌ مِمَّنْ دُوِيَ) وَمَوْضِعٌ سَوِطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ
الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ (مَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ
الْعُزُورِ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہے کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں ہے اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال نہیں آ سکتا (نبی اکرم ﷺ یا شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔"

"کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے؟ یہ اس چیز کا بدلہ ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔"

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے) جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکتا اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔ "اور پھیلے ہوئے سائے ہیں۔"

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا) جنت میں تھوڑی سی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

"جس شخص کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔"

سورة الواقعة (آیت ۳۰) میں ﴿أَصْحَابُ الْيَمِينِ﴾ کو ملنے والی نعمتوں کو ملنے والی نعمتوں کے تذکرہ میں ہے: ﴿وَوَيْلٌ مِّمَّنْ دُوِيَ مَاءٌ مَّسْكُوبٌ﴾ اور لمبا سایہ اور چلتا ہوا پانی (ملے گا)۔

۳۔ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ کی قیمت

(۳۲۱۵) قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً لِّسِيرُ الرَّاكِبِ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَفْطَعُهَا وَإِنْ شِئْتُمْ فَأَقْرَأُوا (وَوَيْلٌ مِّمَّنْ دُوِيَ مَاءٌ مَّسْكُوبٌ).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ بے شک جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار شخص سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکے گا اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

”اور پھیلے ہوئے سائے ہیں اور بہتے ہوئے پانی ہیں۔“

یہ حدیث اسی جلد میں سورۃ آل عمران کی تفسیر (حدیث ۳۰۳۷) میں آچکی ہے۔

۴۔ جنت میں اونچے بستر

(۳۲۱۶) فِي قَوْلِهِ (وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ) قَالَ ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسَ مِائَةِ عَامٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے)۔ اور اونچے بچھونے (یعنی بیٹھنے کی جگہ یا تخت)۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں وہ اتنے بلند ہوں گے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ ۱۰۰ برس کی مسافت کے برابر ہے۔

تشریح: سورۃ الواقعہ (آیت ۳۴) میں ہے: یہ حدیث رشدین کی وجہ سے ضعیف ہے۔ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنت کے درجات میں جو اونچے یعنی بیش بہا بستر بچھے ہوئے ہوں گے: اس درجہ میں اور نیچے والے درجہ میں پانچ سو سالہ مسافت ہوگی، خود بستر پانچ سو سال کی مسافت کے بقدر اونچے نہیں ہوں گے، تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

جنت کی نعمتوں کا ذکر۔ مذکورہ احادیث میں جنت کی کچھ نعمتوں کا ذکر ہے ان میں سے پہلی دو احادیث کی تشریح ابواب صفۃ الجنۃ کے ماجاء فی صفۃ شجر الجنۃ میں گزر چکی ہے اور تیسری حدیث کی تشریح ماجاء فی صفۃ ثیاب اهل الجنۃ میں گزر چکی ہے۔

۵۔ انسان شکر گزار ہونے کے بجائے تکذیب کرتا ہے

(۳۲۱۷) (وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْذِبُونَ) قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا وَبِنَجْمٍ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات احشاد فرمائی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

”اور تم نے اپنا حصہ یہ مقرر کیا ہے کہ تم جھٹلاتے ہو۔“

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے) یعنی تمہارے شکر کرنا یہ ہے کہ تم آگے سے یہ کہتے ہو ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی۔

سورۃ الواقعہ (آیت ۸۲) میں نعمت قرآن کے تذکرہ کے بعد ہے: ﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْذِبُونَ﴾

۶۔ مؤمن عورتیں جنت میں جو ان رعنا ہوں گی

(۳۲۱۸) فِي قَوْلِهِ (إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْسَاءً) قَالَ إِنَّ مِنَ الْمُنْشَأَاتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِرَ عُمَشَارَ مَضًا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔
”ہم نے ان کی بہترین نشوونما کی ہے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں ان کی نشوونما بہترین اس حوالے سے ہے کہ وہ دنیا میں بوڑھی تھیں ان کی آنکھیں کمزور تھیں ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ سورۃ الواقعہ کی (آیت ۳۵) ہے:

۷۔ سورۃ الواقعہ بڑی پر تاثیر سورت ہے

(۳۲۱۹) عَنْ بَنِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ شَيْبَتُنِي هُوْدُ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ کے بالوں میں سفیدی آگئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

سورہ ہود سورہ واقعہ مرسلات سورہ نبا اور سورہ تکوین نے میرے بالوں کو سفید کر دیا ہے۔

ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک میں صرف چودہ بال سفید تھے لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طبیعت میں ضعف کے آثار محسوس کئے تو عرض کیا کہ آپ تو بوڑھے ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان پانچ سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے ان میں جہنم کی ہولناکیوں اور قیامت کے احوال کا ذکر ہے خاص طور پر سورۃ ہود میں گزشتہ امتوں کے واقعات اور ان پر سرکشی کی وجہ سے عذاب کے آنے کا ذکر ہے نیز اس میں ایک آیت ہے یعنی ﴿وَأَسْتَقَمُّ كَمَا أُمِرْتُ...﴾ اس میں آپ کو اس استقامت پر رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔

سُورَةُ الْحَدِيدِ

باب ۵۷۔ سورۃ الحديد کی تفسیر

سورۃ الحديد مدنیہ: سورۃ الزلزال کے بعد ۹۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ کے آخر میں ہے ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾۔ اس سورۃ میں ہے ﴿سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ﴾۔

ربط معنوی: سورۃ النجم میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حاجات میں پکار کے لائق ہے۔ اس کے بعد سورۃ القمر میں بیان کیا گیا کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے پھر سورۃ الرحمن میں بطور ترقی فرمایا گیا کہ جب خالق و مالک اور کارساز بھی وہی ہے۔ تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ پھر سورۃ الواقعہ میں کہا گیا کہ صرف اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھو اور اس صفت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اب سورۃ الحديد میں مذکور ہوگا کہ جب تم اس مسئلے کو سمجھ چکے ہو تو اب اس کی اشاعت کے لئے اپنا مال بھی خرچ کرو اور جہاد بھی کرو۔ سورۃ مجادلہ سے لے کر سورۃ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں، سورۃ الحديد اور (الف) سورۃ الحديد کے دوسرے مضمون (ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ) پر بطور لف و نشر غیر مرتب

مترفع ہوں گی۔ اور اگلی چار سورتیں (الجمعة، المنافقون، التغابن اور الطلاق) سورة الحديد کے پہلے مضمون (انفاق فی سبیل اللہ) پر مترفع ہیں۔ اس کے بعد سورة التحريم میں سورة الحديد کے دونوں مضمونوں کا بطریق لف و نشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے۔ پہلی چاروں سورتوں میں سے ہر دوسری سورت کو اور دوسری چاروں سورتوں میں سے ہر پہلی سورت کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مسئلہ یعنی نفی شرک زہن میں رہے اور اس سے زہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہو جائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ پہلے مجموعے کی آخری سورة (الصف) اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورة (الجمعة) میں تسبیح کو جمع کر دیا گیا اس لئے سورة الجمعة سے سورة الحديد کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتداء میں امتیاز ہو گیا۔

خلاصہ: تمہید، انفاق فی سبیل اللہ کا حکم، اس کے پانچ وجوہ۔ ترغیب الی القتال، بشارت فتح، ترغیب انفاق بطریق خمسہ۔

ترغیب انفاق فی سبیل اللہ بطریق خمسہ:

① ﴿إِْمْنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَانْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْكَمِيْنَ فِيْهِ ۖ فَاَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَانْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱﴾ اللہ پاک نے نایب بنا کر ہی مال ہمیں دیا ہے لہذا اللہ پاک کا حکم ہے خرچ کرو۔

② ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... تا... وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ حَبِيْرٌ ۝۲﴾ زمین و آسمان کی میراث اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرو بدلہ ملے گا۔

③ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا... تا... ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۳﴾ چلو مان لیا کہ تم نے کمایا یا تمہارے باپ دادا نے دیا چلو اللہ پاک کو قرض حسنہ تو دو دنیا میں ہی کئی گنا زیادہ کر کے دے گا۔

④ ﴿اعْلَمُوْا اَنَّهَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهُوْا... تا... اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۴﴾ دنیا کی حقارت بیان کر کے سمجھایا خرچ کرو۔

⑤ ﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ... تا... وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۵﴾ اگر تم مال اس لئے خرچ نہیں کرتے کہ مصائب میں کام آئے گا تو یہ بھی خام خیالی ہے جو تکلیف آتی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھی ہے روز اول سے ہی۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے وجوہ النسخہ کے بیان پر انفاق فی سبیل اللہ کی۔

② سورة ممتاز ہے جنتوں کا آسمانوں اور زمین کے ساتھ تشبیہ دینے پر لفظ کاف تشبیہ سے ﴿وَجَنَّتْ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ﴾

آسمان و زمین وغیرہ کے کچھ احوال

رَبُّهُ فَقَالَ قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ نُورٌ اَتَى اَرَاكَ.

ترجمہ: عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پاتا تو میں آپ ﷺ سے ایک سوال کرتا انہوں نے دریافت کیا تم کیا سوال کرتے؟ تو میں نے کہا میں آپ ﷺ سے سوال کرتا کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا؟ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تھا۔

”وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رُفْرِ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان و زمین کا احاطہ کر لیا تھا۔

(۳۲۲۰) حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذَا فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هَذَا الْعَنَانُ هَذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ يَسُوقُهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُونَهُ وَلَا يَدْعُونَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرِّقِيعُ سَقْفٌ مَحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ فَوْقَ ذَلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرَى بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ أَرْضَيْنِ بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَيْتُمْ رَجُلًا يَجْزِلُ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ (هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اصحاب تشریف فرما تھے اسی دوران بادل آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں کی طرف بھیجتا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے ہیں اور اس کی عبادت نہیں کرتے پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بلند چھت ہے جس کے ذریعے حفاظت کی گئی ہے اور یہ موج کی طرح ہے جس کا کوئی ستون نہیں پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت کا فاصلہ ہے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو اس پر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس پر دو آسمان ہیں جن دونوں کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے اسی طرح سات آسمان گنوائے اور یہ بات بیان کی کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی

فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتا ہے (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا اس پر عرش ہے اور ساتویں آسمان (سے اتنا اوپر ہے) جتنا ساتواں آسمان زمین سے (دور ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ زمین ہے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو اس سے نیچے کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ سات زمینیں گنوائیں جن میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم نیچے کی طرف کوئی رسی پھیلتو تو وہ اللہ تعالیٰ پر ہی گرے گی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”وہی اوّل ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔“

تشریح: لہبط علی اللہ اس سے کیا مراد ہے؟ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی معلومات اس قدرت و اختیار کا دائرہ اور اس کی حکومت و تسلط جس طرح آسمان کی بلندیوں اور وسعتوں کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح اس روئے زمین پر اور زمین کی آخری گہرائیوں تک اس کا علم اس کی قدرت اور اس کا حکم نافذ ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس کی حکومت اور اس کا علم صرف آسمانوں تک ہی ہے لہذا آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ اللہ جل شانہ کی قدرت کے آگے آسمانوں کی بلندیاں اور زمینوں کی گہرائیاں اور پستیاں سب برابر ہیں اور غالباً اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا معراج ان کا مچھلی کے پیٹ میں پہنچنا تھا جس طرح آپ ﷺ کو آسمانوں کے اوپر معراج حاصل ہوا نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں قرآن مجید کی آیت پڑھی ہوا الاول والاخر مذکورہ تشریح علماء نے اس آیت کی روشنی میں ذکر کی ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وسیع قدرت و حکومت اس کا ہمیشہ سے ہونا ہمیشہ رہنا اس کا ظاہر اور باطن ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

سُورَةُ الْمَجَادِلَةِ

باب ۵۸۔ سورۃ المجادلہ کی تفسیر

سورۃ المجادلہ مدنیہ: سورۃ المنافقون کے بعد ۱۰۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ اللہ پاک تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو۔ آگے مثال دی ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾

ربط معنوی: سورۃ المجادلہ، حشر، ممتحنہ اور صف یہ چاروں سورۃ حدید کے مضمون ثانی یعنی ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں۔ اور دوسری سورت کو مسئلہ توحید کے بیان سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مقصود پیش نظر رہے۔

خلاصہ: بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان، چوٹی کے منافقین پر زجریں، اصلاح منافقین کے لئے تین قوانین۔
اصلاح منافقین کے لئے تین قوانین:

① ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ... تَا... وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝﴾ یہ اصلاح منافقین کے لئے پہلا قانون ہے اور خطاب منافقین سے ہے۔ اور ایمان سے ایمان باللسان مراد ہے۔
آمئ آمئو بالسننہم وهو خطاب للمنافقين۔ (مدارک)
یا مؤمنین کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کفار و منافقین کی طرح نہ ہوں۔

قال الله تعالى مؤد باعبادة المؤمنين ان لا يكونوا مثل الكفرة والمنافقين (ابن کثیر ج ۲/ ص ۲۲۳)
کوئی ایسا پروگرام نہ بناؤ اور ایسا مشورہ نہ کرو جو سراسر گناہ ہو یا جس کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و تعدی کرنا یا پیغمبر ﷺ کے احکام کی مخالفت ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسے کاموں کے باہم مشورے کرو جو نیکی اور تقویٰ کے کام ہوں یعنی احکام شریعت کی تکمیل اور مخالفت شریعت سے اجتناب۔ اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو جس کی عدالت میں تم سب جمع کر کے پیش کئے جاؤ گے۔
﴿وَتَنَاجَوْا بِالْإِزْ﴾ بأداء الفرائض والطاعات وما يتضمن خير المؤمنين (والتقوى) ای الاحتراز من معصية الرسول۔ (مظہری ج ۹ ص ۲۲۳)۔

﴿إِنَّمَا النَّجْوَى﴾ الف لام عہد خارجی کے لئے ہے یعنی وہ مشورہ جو مؤمنوں کو ایذا دینے کے لئے کیا جائے یعنی ایسے مشوروں پر شیطان اُکساتا ہے، تاکہ اس سے مؤمنین کو دکھ پہنچے اور وہ آزرده ہوں لیکن ایمان والوں کو نقصان پہنچانا شیطان کے بس کی بات نہیں، انہیں وہی ضرر پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے اور ایمان والوں کا بھروسہ اور اعتماد ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں ہو سکتا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ...﴾ یہ اصلاح منافقین کے لئے دوسرا قانون ہے۔ منافقین رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آپ کے قریب آکر بیٹھ جاتے اور جگہ روک لیتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد پر بھی وہ ان کے لئے جگہ خالی نہ کرتے اور بدستور آپ ﷺ کے قریب بیٹھے رہتے اور بعض اوقات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑا رہنا پڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا جب مجلس میں جگہ کافی ہو اور تمہیں کھلے ہو کر بیٹھنے کا حکم دیا جائے کھلے ہو کر بیٹھ جایا کرو تم میں سے جو مخلص مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ اس تعمیل حکم پر ان کے درجات بلند فرمائے گا اور ان میں سے جو اہل علم ہیں ان کے درجات اور بھی بلند ہوں گے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں چونکہ منافقین بھی ہوتے تھے اور بعض دفعہ امور خاصہ کا اظہار ان کے سامنے مضر ہوتا تھا اس لئے فرمایا جب تم کو اٹھ جانے کا حکم دیا جائے تو اٹھ جایا کرو تاکہ منافقین بھی مجلس سے چلے جایا کریں اور آنحضرت ﷺ اکابر صحابہ کے ساتھ امور مہمہ پر تبادلہ خیالات فرمالیا کریں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ﴾ یہ اصلاح منافقین کے لئے تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین جو بظاہر مسلمانوں ہی میں شمار ہوتے تھے۔ ریاکاری کے لئے آنحضرت ﷺ کو دوسرے لوگوں سے الگ لے جا کر آپ ﷺ کے ساتھ بلا مقصد طویل سرگوشیاں کرنے لگتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں اور حضور کے خاص آدمی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ بلندی اخلاق

اور وسعت ظرف کی وجہ سے کسی کو رو نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا کہ جب پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے صدقہ دیا کرو اس حکم کے نزول کے بعد ریاکاروں اور منافقوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشیاں کرنا چھوڑ دیں۔

روی عن ابن عباس وقتادة ان قوما من المسلمين كثرت مناجاتهم للرسول في غير حاجة الا لتظهر منزلتهم وكان ﷺ سمحا لا يرد احدا فنزلت هذه الآية. (روح ج ۲۸ ص ۳۰)

مناجات رسول ﷺ سے پہلے صدقہ دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور نفوس کی بھی پاکیزگی کا ذریعہ ہے ﴿فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا﴾ لیکن جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو وہ صدقہ دیئے بغیر ہی آپ ﷺ سے مشورہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے اُسے معاف فرمائے گا۔ اس سے بظاہر صدقہ دینے کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ قبل مشورہ صدقہ دینے کی رخصت صرف ان کو ہی دی گئی ہے جن کے پاس مال نہ ہو (روح) یہ حکم صرف چند یوم یا صرف ایک ساعت جاری رہا اس کے بعد منسوخ ہو گیا۔

قیل کان ذلک عشر لیال ثم نسخ وقیل ما کان الا ساعة من نہار ثم نسخ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۸)

اس دوران میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو اس آیت پر عمل کرنے کا موقع ملا۔ قبل اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس پر عمل کرے اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا (ابن کثیر، مدارک وغیرہما) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حکم صدقہ کے بعد منافقین، آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے مقصد سرگوشیاں کرنے سے رک گئے تھے اس لئے مسلمانوں پر آسانی کے لئے اس حکم کو اٹھالیا۔ کیونکہ اب منافقین، حسب سابق سرگوشیاں کرنے سے شرماتے تھے کہ حکم صدقہ کے دوران مشورے نہیں کرتے تھے، لہذا اب بھی نہ کریں۔ حضرت شیخ کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ یہ حکم استحبابی تھا اور اس کا استحباب اب بھی باقی ہے اگر باہمی مشورے سے قبل صدقہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

عَاشَفَقْتُمْ.... کیا تمہیں ڈر ہے کہ مشورے سے پہلے صدقہ دینے سے تم محتاج ہو جاؤ گے؟ اچھا اگر تم اس حکم صدقہ پر عمل نہیں کر سکتے اور اللہ نے بلا وجہ مشورہ۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے ظہار کے کفارے پر۔

② سورة ممتاز ہے عورت کی شکایت پر ﴿وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ﴾ اور غم کے اظہار پر۔

۱۔ آیات ظہار کا شان نزول

(۳۲۲۱) كُنْتُ رَجُلًا قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جَمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتِ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَطَاهَرْتُ مِنْ أَمْرٍ آتَى حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقَا مِنْ أَنْ أُصِيبَ مِنْهَا فِي لَيْلَتِي فَأَتَتْنِيبَ فِي ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَأَنَا لَا أَقْدِرُ أَنْ أَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوُثِّبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبْرِي فَقُلْتُ انْطَلِقُوا مَعِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِأَمْرِي فَقَالُوا أَلَا وَاللَّهِ لَا تَفْعَلُ نَتَخَوُّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا قُرْآنٌ أَوْ يَقُولَ فِيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَالَةً يَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلَكِنْ اذْهَبِ أَنْتِ فَاصْنَعِي مَا بَدَا لَكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ خَبْرِي فَقَالَ أَنْتِ بِذَاكَ فَقُلْتُ أَكَا بِذَاكَ قَالَ أَنْتِ

يَذَاكَ قُلْتُ اَنَا يَذَاكَ قَالَ اَنْتَ يَذَاكَ قُلْتُ اَنَا يَذَاكَ وَهَا اَنَا ذَا فَاَمُضْ فِي حُكْمِ اللَّهِ فَإِنِّي صَابِرٌ لِّذَلِكَ قَالَ
اَعْتَقُ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةً عَنْقِي بِيَدِي فَقُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ صُمُّ شَهْرَيْنِ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهَلْ اَصَابَنِي مَا اَصَابَنِي اِلَّا فِي الصِّيَامِ قَالَ فَاطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا قُلْتُ وَالَّذِي
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بَنَيْتُنَا لَيْلَتَنَا هَذِهِ وَحَشَى مَا لَنَا عَشَاءُ قَالَ اذْهَبْ اِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ
فَلْيُدْفَعْهَا اِلَيْكَ فَاطْعِمُ عَنْكَ مِنْهَا وَسُقَا سِتِّينَ مِسْكِينًا ثُمَّ اسْتَعِزْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ قَالَ
فَرَجَعْتُ اِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمْ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ السَّعَةَ وَالْبَرَكَهَ
اَمَرَنِي بِصَدَقَتِكُمْ فَاذْفَعُوْهَا اِلَيَّ.

ترجمہ: حضرت سلمہ بن صحزہ انصاری بیان کرتے ہیں میں ایک ایسا شخص تھا جسے عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کی ایسی طاقت عطا کی گئی تھی جو کسی دوسرے شخص کو نہیں دی گئی تھی جب رمضان کا مہینہ آیا تو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ اظہار کر لیا تا کہ رمضان (کسی غلطی کے بغیر) گزر جائے ایسا نہ ہو کہ میں رات کے وقت صحبت کروں اور صبح صادق کا وقت ہو جائے اور میں اسے ختم نہ کر سکوں لیکن ہوا یہ کہ ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی اس کے جسم کے کسی حصے سے کپڑا ہٹا تو میں نے اس کے ساتھ صحبت شروع کر دی میں یہ عمل کرتا رہا یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت ہو گیا صبح میں اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا تم میرے ساتھ آپ ﷺ کے پاس چلو تا کہ میں آپ کو اس عمل کے بارے میں بتاؤں تو ان لوگوں نے کہا نہیں۔

اللہ کی قسم ہمیں تو اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کا کوئی حصہ نازل نہ ہو جائے یا نبی اکرم ﷺ ہمارے لیے کوئی ایسی بات نہ فرمادیں جو ہمارے لیے بعد میں ندامت یا رسوائی کا باعث ہو تم خود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو مناسب سمجھو عرض کر دو۔ راوی بیان کرتے ہیں میں وہاں سے نکل کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ایسا ہی کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح دریافت کیا تو میں نے عرض کی جی ہاں اب میں حاضر ہوں آپ اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر جاری کریں میں اسے برداشت کر لوں گا آپ ﷺ نے فرمایا تم ایک غلام آزاد کرو میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارتے ہوئے عرض کی اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں اپنی گردن کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر تم مسلسل دو ماہ روزے رکھو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ پہلی خرابی ہی روزوں کی وجہ سے آئی ہے کہ میں روزے میں اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم گزشتہ رات خود بھوکے رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا جو شخص بنو زریق سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہے اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو تم کو زکوٰۃ دیدے تم اسے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ جو باقی بچے وہ اپنے اوپر خرچ کر لو۔

راوی بیان کرتے ہیں میں اپنی قوم کے افراد کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میں نے تمہارے پاس تنگی پائی اور غلط تجویز پائی مجھے آپ ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم لوگ اپنی زکوٰۃ مجھے دے دو چنانچہ

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

سورۃ المجادلہ کے شروع میں ظہار کا حکم ہے، ان آیات کا شان نزول درج ذیل واقعہ ہے، یہ حدیث مختصر طور پر ظہار کے بیان میں گزر چکی ہے:

۲۔ یہودیوں کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے

(۳۲۲۳) اَنَّ يَهُودِيًّا اَتَى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاصْحَابِهِ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَدْرُونَ مَا قَالَ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا رَدُّوهُ عَلَى فَرَدُّوهُ قَالَ قُلْتُ السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُولُوا عَلَيْكَ مَا قُلْتُ قَالَ (وَاِذَا جِئْتُكَ بِمَا لَمْ يُحِبَّكَ بِهِ اللَّهُ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور بولا۔ السام علیکم (تمہیں موت آئے) لوگوں نے اسے سلام کا جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سمجھا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ اس نے سلام کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے یہ کہا ہے اسے واپس میرے پاس لے کر آؤ لوگ اسے واپس لے کر آئے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم نے السام علیکم کہا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں تو اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کرے تو جواب میں (علیک ما قلت) کہہ دیا کرو پھر آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا تم نے جو کہا ہے وہ تم پر بھی نازل ہو (یعنی تمہیں بھی موت آئے) راوی بیان کرتے ہیں اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جب وہ تمہارے پاس آ کر تمہیں ان الفاظ کے ذریعے سلام کرتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام نازل نہیں کیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے سلام کرنے کے لیے جن الفاظ کا حکم دیا ہے اس سے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں)۔

۳۔ سرگوشی سے پہلے خیرات کا حکم

(۳۲۲۴) قَالَ لَبَّا نَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ) قَالَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا تَرَى دِينَارًا قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَنِصْفُ دِينَارٍ قُلْتُ لَا يُطِيقُونَهُ قَالَ فَكَمْ قُلْتُ شَعِيرَةً قَالَ إِنَّكَ لَزَهِيدٌ قَالَ فَتَزَلَّتْ (أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ) الْآيَةَ قَالَ فَبَيَّ حَقَّقَ اللَّهُ عَنْ هَذِهِ الْأَمَّةِ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اے ایمان والو جب تم رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سرگوشی کرو (یعنی کوئی مسئلہ دریافت کرو) تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو۔“

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا ایک دینار (صدقہ مقرر کرنے کے بارے میں) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی لوگ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا؟ پھر نصف دینار؟ میں نے عرض کی لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے آپ ﷺ نے دریافت کیا پھر کتنا ہونا چاہیے؟ میں نے عرض کی کچھ جو ہونے چاہئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تو بہت کم کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی تو کیا تم اس بات سے ڈر گئے ہو کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تخفیفی حکم نازل کیا۔

تشریح: سورة المجادلہ (آیت ۱۲) میں ہے: اگر کوئی با حیثیت آدمی نبی ﷺ سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہے تو پہلے غریبوں کو کچھ خیرات دے، اور بے حیثیت لوگوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک خصوصیت: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کر سکے گا پہلے نہ کرنا تو ظاہر ہے اور بعد میں نہ کرنا اس لیے ہے کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا ہے یہ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور کسی صحابی کو حاصل نہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر سے صدقہ کا یہ حکم ختم کیا اس تخفیف کا باعث میں بنا۔

سورة المجادلہ (آیت ۸) میں ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی یہودی کسی مسلمان کو سلام کرے تو اس کے جواب میں علیک یا علیکم یا علیک ما قلت کہا جائے یہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

سُورَةُ الْحَشْرِ

باب ۵۹۔ سورة الحشر کی تفسیر

سورة الحشر مدنیہ: سورة البینہ کے بعد ۱۰۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورة میں ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝﴾ آگے مثال دی ﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ... الآية﴾

ربط معنوی: سورة مجادلہ میں بدترین قسم کے منافقوں پر زجریں ہیں اب سورة حشر میں علی سمیل التزلیل ان سے کمتر درجہ کے منافقوں پر زجریں ہوں گی۔

خلاصہ: اعادہ دعویٰ، تخویف دنیوی، تقسیم فی زجرات منافقین، اعادہ دعویٰ توحید مع دلائل۔

دعویٰ توحید مع دلائل:

دعویٰ: ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝﴾

دلیل ①: ﴿عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۝ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝﴾

نیز دعویٰ: ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝﴾

دلیل ②: ﴿أَمَلِكُ الْقُدُّوسُ... تا... سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝﴾

دلیل ③: ﴿هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ... تَا... وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے اہل کتاب کا اپنے بنگلوں سے نکلنے پر۔

② سورة ممتاز ہے دو قسم کے احکام پر ایک اوامر اور دوسرا نواہی ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ...﴾

۱۔ جنگی مصلحت سے باغات اجاڑنا جائز ہے

(۳۲۲۴) حَرَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَخْلَ بْنَ النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُيُوتَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بنو نضیر کے باغات جلوا دیئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے درخت کٹوا دیئے تھے یہ بویہ کے مقام کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔
”تم نے کھجور کے جن درختوں کو کاٹ دیا یا جنہیں ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت تھا تا کہ وہ گناہ گاروں کو رسوا کر دے۔“

(۳۲۲۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا) قَالَ اللَّيْثَةُ النَّخْلَةُ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ قَالَ اسْتَنْزَلُوهُمْ مِنْ حِصُونِهِمْ قَالَ وَأَمِرُوا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَكَانَ فِي صُدُورِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ لَنَا قِيَمًا قَطَعْنَا مِنْ أَجْرٍ وَهَلْ عَلَيْنَا قِيَمًا تَرَكْنَا مِنْ وَرِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا).... الْآيَةُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ تم نے جن کھجور کے درختوں کا کاٹ دیا یا جن کو ان کی جگہ قائم رہنے دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہاں آیت میں استعمال ہونے والے لفظ لیسہ سے مراد کھجور کا درخت ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تا کہ وہ فاسق لوگوں کو رسوا کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان مسلمانوں نے ان یہودیوں کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان لوگوں کو کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا گیا تو ان کے ذہن میں کھٹک پیدا ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا بعض درخت کاٹ دیئے ہیں اور بعض چھوڑ دیئے ہیں اس بارے میں ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے دریافت کریں گے کہ جن درختوں کو ہم نے کاٹا ہے اس کے بارے میں اللہ سے کوئی اجر پائیں گے؟ یا جو درخت ہم نے چھوڑ دیئے اس کے بارے میں کوئی گناہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

”تم نے کھجور کے جو درخت کاٹ دیئے یا جن کو ان کی بنیادوں پر کھڑا چھوڑ دیا ہے۔“

تشریح: ربیع الاول ۴ ہجری میں غزوہ بنو النضیر پیش آیا، اسلامی افواج نے محاصرہ کیا، وہ اپنے قلعوں اور گڑھیوں میں پناہ گزیں ہو گئے

اور قلعہ کی تفصیل سے تیر اور پتھر برسانے لگے، چاروں طرف کھجوروں کے باغات تھے، جو ان کے لئے سپر کا کام دے رہے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے، اس سلسلہ میں دورائیں ہوئیں: ایک یہ کہ ایسا کرنا جنگی مصلحت کا تقاضا ہے، دوسری: یہ کہ یہ اپنا نقصان کرنا ہے، کیونکہ کل یہ باغات ہمارے ہونگے، چنانچہ سورۃ الحشر کی (آیت ۵) نازل ہوئی، اور اس نے دونوں راہوں کو سراہا فرمایا: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّيَنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ۝﴾
فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنگی حکمت عملی کے تحت دشمن کی طاقت کو کچلنے اور ان پر رعب ڈالنے کے لیے اگر ان کے کچھ اموال ضائع کر دیئے جائیں تو یہ درست ہے جبکہ اس کے بغیر ان پر فتح نہایت مشکل یا ناممکن معلوم ہو رہی ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کار گر نہ ہو۔

فائدہ: یہ دوسری حدیث یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ سے سنی ہے، یہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے کہ ان کے استاد نے ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

۲۔ حضرات انصار کا جذبہ ایثار

(۳۲۲۶) أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوْتُهُ وَقُوْتُ صَبِيٍّ بِهِ فَقَالَ لَا مَرَاتِهِ تَوَجَّيْ الصَّبِيَّةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكَ فَفَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری کے ہاں ایک مہمان رات کے وقت ٹھہرا اس انصاری کے پاس صرف اپنے اور اپنے بچوں کے لیے خوراک تھی اس نے اپنی بیوی سے کہا تم بچوں کو سلا دو چراغ بجھا دو (اور جو کچھ بھی تمہارے پاس کھانے کے لیے ہے) اسے مہمان کے قریب کر دو تو اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔
 ”اور دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان کو فاقہ لاحق ہو جائے۔“
 انصار مدینہ کے جذبہ ایثار کے واقعات احادیث میں بے شمار ہیں۔

سُورَةُ الْمُمتَحِنَةِ

باب ۶۰۔ سورہ ممتحنہ کی تفسیر

سورۃ الممتحنہ مدینہ: سورۃ الاحزاب کے بعد ۹۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۶۰ نمبر پر ہے۔

ربطہ: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿لَئِنْ أَخْرَجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝﴾ منافقین نے یہود سے منافقت کی۔ اس سورۃ میں فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ... الْآيَةُ﴾ میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہیں بنایا۔

ربطہ معنوی: سورۃ الجادلہ اور حشر میں منافقین پر زجریں تھیں اب الممتحنہ میں علی سبیل التذیل اُن مؤمنین پر زجر ہوگا جن سے جہاد کے

بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ: مؤمنین کا ملین پر زجر، قانون برائے مؤمنات مہاجرات، قانون برائے نبی کریم ﷺ دوبارہ بیعت زنان۔ زجر برائے مؤمنین۔
قانون اول برائے مؤمنین:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ... تَا... وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝﴾

”جو لوگ ایسے دشمنان اسلام سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے وہ بہت بڑے ظالم ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ یہ مؤمنات، مہاجرات کے بارے میں قانون ہے۔ صلح حدیبیہ کے شرائط میں مردوں کے بارے میں مذکور تھا کہ اگر کوئی کافر مرد مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آجائے گا تو اس کو واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے یہاں چلا گیا تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا مگر عورتوں کے بارے میں اس صلحنامہ میں کوئی شرط مذکور نہیں تھی۔ اس لئے عورتوں کے بارے میں قانون بیان کیا گیا یعنی اگر مؤمنات مکہ سے ہجرت کر کے تمہارے پاس آجائیں تو ان کے ایمان کا امتحان کر لو، ان سے پوچھ لو کہ وہ مؤمنہ ہیں اگر وہ زبان سے ضروریات دین کا اقرار کر لیں تو یہی کافی ہے کیونکہ ان کے دل کا ایمان تو اللہ کو معلوم ہے۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ وہ مؤمنہ ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجو۔ اس لئے کہ ان کا ان کے ساتھ نکاح حلال نہیں۔

ای لا حل بین المؤمنة والمشرک لوقوع الفرقة بینہما بمخرجها مسلمة۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۰)

﴿وَأَنفُسُهُمْ﴾ جن مشرکین کی بیویاں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آچکی ہیں انہوں نے مہر وغیرہ ان پر خرچ کیا تھا وہ ان کو واپس کر دو۔ اور اگر تم ان عورتوں سے نکاح کرنا چاہو تو ان کے مہر ادا کر کے تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ﴿وَلَا تُنْسِكُوا﴾ عَصَمَ الْکُوفَرِ عَصَمَت سے مراد نکاح ہے۔ والمراد بالعصمة ههنا النکاح (قرطبی ج ۱۸/ص ۶۵)۔ جس طرح مؤمنہ عورتوں کو کافروں کے پاس واپس بھیجنا جائز نہیں اسی طرح تمہارے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ تم کافرہ عورتوں کے اپنے ساتھ نکاحوں کو باقی رکھو۔ بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور ان کو مشرکین کے پاس واپس بھیج دو اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا تھا وہ ان سے طلب کر لو اور وہ تم سے اپنے اخراجات طلب کر لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے مؤمنہ اور کافرہ عورتوں کے بارے میں نافذ کیا ہے جو سراپا علم و حکمت پر مبنی ہے۔

﴿وَأَن فَاتَكُمْ﴾ عاقبت تم یہ العقبہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی باری کے ہیں یعنی جب تمہارے دینے کی باری آئے یا یہ عقاب سے ہے اور اس کے معنی ہیں تم کافروں کو سزا دو اور ان سے قتال کرو اور مال غنیمت ہاتھ آئے ای فجاءت عقبتکم ای نوبتکم من اداء المهر..... فاصبتکم فی القتال بعقوبة حتی غنمتکم۔ (روح ج ۲۸ ص ۷۹)۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری عورتوں کا مہر کافروں کے پاس ہی رہ جائے اور وہ ادا نہ کریں تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آئے تو تم کافروں کو نہ دو بلکہ اس مسلمان کو دے دو جس کا حق کافروں کے پاس رہ گیا ہے اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ جب کبھی مال غنیمت ہاتھ آئے تو اس میں سے ان مسلمانوں کا حق ادا کرو جن کا حق کافروں کے پاس باقی رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر تمہارا ایمان ہے اس سے ڈرو اور اس کے احکام و حدود کی خلاف ورزی نہ کرو۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ یہ عورتوں کی بیعت کا قانون ہے۔ نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ جب مؤمنہ عورتیں آپ سے بیعت کرنے

آئیں تو آپ شرائط ذیل کے مطابق ان کو بیعت فرمایا کریں۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب عورتوں سے بیعت لی تو ان میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائے تو وہ ہر شرط پر تبصرہ کرتی جاتی تھیں۔ ابتداء میں آپ ﷺ نے اس کو نہ پہچانا لیکن دوران گفتگو قرآن سے آپ ﷺ نے اس کو پہچان لیا۔

پہلی شرط: ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی، فرشتہ، جن وغیرہ کو حاجت روا سمجھ کر مافوق الاسباب نہ پکاریں۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور اس کے سوا کسی کی نذر و منت نہ دیں۔ اس پر حضرت ہندہ بولی یا رسول اللہ میرا خاندان ابوسفیان مجھے کھلا خرچ نہیں دیتا تو میں اس کی اجازت کے بغیر تھوڑا بہت اس کے مال سے لے لیتی ہوں تو کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟ اب رسول اللہ ﷺ نے اُسے پہچان لیا اور اس کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا تو ہندہ بنت عتبہ ہے؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب ہمارے گزشتہ قصوروں سے درگزر فرمائیے۔ اسی ہندہ نے کفر کی حالت میں شیر خدا حضرت حمزہ کو شہید کرایا تھا۔ ہندہ اسی قصور کی طرف اشارہ فرما رہی تھی۔

تیسری شرط: ﴿وَلَا يَزْنِينَ﴾ زنا نہ کریں: اس پر ہندہ بولی بدکاری شریف عورتوں کا کام ہی نہیں یہ تو لونڈیوں اور کمینہ عورتوں کا کام ہے۔ **چوتھی شرط:** ﴿وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں جس طرح دور جاہلیت میں تنگدستی کی وجہ سے بچوں کو مار ڈالتے یا دامادی کے طعن سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے اس پر ہندہ بولی۔ اب ہم کس کو ماریں گی ہم نے تو بچوں کو پال پوس کر جوان کیا اور آپ ﷺ نے جنگ بدر میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

پانچویں شرط: ﴿وَلَا يَأْتِينَ بَهْتَانٍ يَفْتَوِيْنَهُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَوْجُهِيْهِمْ﴾ یہ کنایہ ہے آئنے سامنے سے یعنی آپس میں آئنے سامنے بیٹھ کر بہتان تراش کر کسی پر مت لگاؤ۔ ہندہ نے کہا بہتان باندھنا تو نہایت ہی بُرا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کی تعلیم فرماتا ہے۔ **چھٹی شرط:** ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ اور آپ جن معروف اور نیک کاموں کا حکم دیں اور جن بُرے کاموں سے آپ منع فرمائیں اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ ہندہ نے کہا خدا کی قسم جب ہم آپ کی مجلس میں آکر بیٹھی ہیں تو اپنے دلوں سے یہ خیال نکال کر آئی ہیں کہ کسی بھی معاملے میں آپ کی نافرمانی کریں، بلکہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دل و جان سے تہیہ کر کے بیٹھی ہیں۔ (روح مظہری وغیرہا)

﴿فَبَايَعَهُنَّ﴾ فرمایا جب وہ ان شرائط کو مان لیں تو آپ (ﷺ) ان کو بیعت فرمائیں اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مخلصین کی لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے۔

امتیازات: ① سورہ ممتاز ہے نبی کا عورتوں سے چھ شرائط کے ساتھ بیعت کرنے پر آیت ۱۲ ﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾۔ ② سورہ ممتاز ہے مہاجر عورتوں سے امتحان لینے پر اور مؤمن عورتوں کو دار الکفر میں واپس نہ کرنے پر آیت۔

۱۔ فتح مکہ کی تیاری اور اخفائے حال کی سعی

(۳۲۲۷) بَعَثْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالرُّبَيْبِيُّ وَالْبَقْدَادِيُّ الْاَسْوَدُ فَقَالَ اَنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاجٍ فَاِنَّ فِيْهَا طَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَاَنْذَرُوْهُ مِنْهَا فَاَتُوْنِيْ بِهٖ فَخَرَجْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا اَمْنٌ بِالطَّعْنِ يَنْتَهٰ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُثْلِقِيَنَّ الشَّيْبَ قَالَ

فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا قَالَتْ فَاتَيْنَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِي بَلْتَعَةَ اِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُسْرِ كَيْفَ يُمْكَّةُ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا هَذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِنِّي كُنْتُ اَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يُحْمُونَ بِهَا اَهْلِيَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِي ذَلِكُ مِنْ نَسَبٍ فِيهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يُحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكُ كُفْرًا وَلَا اِرْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَصْرِبْ عَنْقِي هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اَظْلَعَ عَلَى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ وَفِيهِ اُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ السُّورَةُ).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا اور فرمایا تم لوگ روانہ ہو جاؤ اور خانہ کے باغ تک پہنچو وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہوگا تم وہ اس سے لے کر میرے پاس آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے خانہ کے باغ تک پہنچے تو وہاں ہمیں ایک عورت مل گئی ہم نے اس سے کہا وہ خط ہمیں دے دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اسے کہا یا تو تم خط نکال کر دوگی یا پھر اپنے کپڑے اتار دوگی (یعنی جامہ تلاشی دوگی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس عورت نے اپنے بالوں کی چوٹی میں سے وہ خط نکال کر دیا۔

ہم وہ خط لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ خط حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں انہیں نبی اکرم ﷺ کے کسی راز کے بارے میں بتایا گیا تھا آپ ﷺ نے دریافت کیا اے حاطب یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی آپ ﷺ میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ رہا ہوں میں ان کا فرد نہیں ہوں آپ ﷺ کے ساتھ جتنے بھی مہاجرین ہیں ان کی رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل خانہ اور مکہ میں موجود ان کے اموال کی حفاظت کریں گے میں یہ چاہتا تھا کہ چونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسب تعلق نہیں ہے تو ان پر کوئی احسان کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھیں میں نے یہ عمل کفر کی وجہ سے یا اپنے دین سے مرتد ہونے کی وجہ سے یا اسلام قبول کرنے کے بعد کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے ٹھیک کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بدر میں شریک ہوا ہے تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا اب تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں اسی بارے میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی۔

”اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“

تشریح: حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی: قریش نے اس کی دھجیاں اڑا دیں، انھوں نے بنو بکر کی بنو خزاعہ کے خلاف مدد کی۔ بنو خزاعہ نے جو آپ ﷺ کے حلیف تھے مدینہ پہنچ کر واقعہ کی اطلاع دی، آپ ﷺ نے قریش کو سبق سکھانے کا پکا ارادہ کر لیا، اس طرح فتح مکہ

کی تقریب نکل آئی، مگر حرم شریف کا احترام بھی پیش نظر تھا، چنانچہ کمال رازداری سے تیاری شروع کی، اور دعا فرمائی: الہی! جاسوسوں کو اندھا کر دے، اور خبروں کو قریش تک پہنچنے سے روک دے، تاکہ لشکر ایک دم ان کے سر پر جا پہنچے، اور بڑی جنگ کی نوبت نہ آئے۔ سورۃ ممتحنہ کی ابتدائی آیات کا شان نزول: اس سورت کی ابتدائی آیتوں کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مکہ مکرمہ کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر ہی توڑ دیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے قریش کے لوگوں پر واضح فرمایا تھا کہ اب وہ معاہدہ باقی نہیں رہا اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کے کفار پر ایک فیصلہ کن حملے کی تیاری شروع فرمادی تھی اور ساتھ ہی یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ قریش کے لوگوں کو اس تیاری کا علم نہ ہو۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ایک ایسے بزرگ تھے جو یمن کے باشندے تھے اور مکہ مکرمہ آ کر بس گئے تھے جن کے بارے میں انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں قریش کے لوگ ان پر ظلم نہ کریں جبکہ دوسرے مہاجر صحابہ جن کے اہل و عیال مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے انہیں تو کسی قدر اطمینان تھا کہ ان کا پورا قبیلہ وہاں موجود ہے جو کافروں کے ظلم سے ان کو تحفظ دے سکتا ہے لیکن حضرت حاطب کے اہل و عیال کو یہ تحفظ حاصل نہیں تھا۔

جب سارہ نامی عورت مکہ مکرمہ واپس جانے لگی تو حضرت حاطب کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں قریش کے لوگوں کو خفیہ طور پر ایک خط میں یہ اطلاع دے دوں کہ حضور ﷺ ان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو اس سے آنحضرت ﷺ کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن میری طرف سے قریش پر ایک احسان ہو جائے گا اور اس احسان کی وجہ سے وہ میرے اہل و عیال کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے چنانچہ انہوں نے ایک خط لکھ کر سارہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے قریش کے سرداروں تک پہنچا دے۔

جنگ کی تیاری جاری تھی کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھ کر اطلاع دی کہ نبی ﷺ تمہارا ارادہ کر رہے ہیں، اور تم ہرگز ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے، انھوں نے یہ خط ایک عورت کے ذریعہ روانہ کیا، نبی ﷺ کو وحی سے اس کی اطلاع ملی آپ ﷺ نے وہ خط پکڑ والیا۔

استراض: بدریوں کے بارے میں جو بات اس حدیث میں ہے: وہ اللہ پاک نے کہاں فرمائی ہے؟ یعنی یہ مضمون کون سی آیت یا حدیث میں آیا ہے؟

جواب: یہ بات اسی حدیث کے اقتضاء سے ثابت ہے، ماثبت باقتضاء النص کا یہی مطلب ہے، کسی اور نص کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ مسلمان عورتوں کا امتحان اور بیعت

(۳۲۲۸) مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْتَحِنُ إِلَّا بِالْأَيَةِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ (إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُنَكَ) (الْأَيَةُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ صرف اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ ”جب مومن عورتیں تمہارے پاس بیعت کرنے کے لیے آئیں۔“

(۳۲۳۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَرَائِدٌ فَامْتَحِنُوهُنَّ) قَالَ كَانَتْ الْمَرْأَةُ إِذَا جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ لَتُسَلِّمَ حَلْفَهَا بِاللَّهِ مَا خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ زَوْجِي مَا خَرَجْتُ إِلَّا حُبًّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

”جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا امتحان لو۔“

راوی بیان کرتے ہیں جب کوئی خاتون آپ ﷺ کے پاس آتی تو آپ ﷺ اس سے اللہ کی قسم لیتے کہ میں اپنے شوہر سے کسی ناراضگی کی وجہ سے مکہ نکل کر نہیں آئی ہوں میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے آئی ہوں۔

تشریح: سورۃ ممتحنہ (آیت ۱۰) میں ہے: مہاجر صحابیات سے امتحان لینے کا حکم۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے گا تو مسلمان اسے واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے لیکن اس حکم سے مسلمان عورتیں مستثنیٰ ہوں گی لہذا اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر آئے گی تو نبی کریم ﷺ سورۃ ممتحنہ کی مذکورہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَرَائِدٌ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ کی روشنی میں جائزہ اور امتحان لیں گے۔ جب مسلمان عورتیں دارالحرب سے ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لیا جائے کہ واقعی وہ ایمان لائی ہیں، یا کسی اور مقصد سے ہجرت کر کے آئی ہیں؟

اس سورت میں نبی کریم ﷺ کو ان عورتوں کا امتحان یا جائزہ لینے کا حکم دیا گیا تھا اس لیے اس سورت کا نام ممتحنہ ہے یعنی امتحان لینے والی۔

عورتوں کی بیعت؟

ترمذی کی مذکورہ روایت اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ سے ہوئی مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا۔ لیکن اس پر حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول دو روایتوں کے ذریعہ اشکال ہوتا ہے کہ ایک روایت میں وہ فرماتی ہیں:

فمديده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت ثم قال اللهم اشهد.

آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک گھر سے باہر اور ہم نے اپنے ہاتھ کمرے کے اندر سے دراز کئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا اسی طرح ام عطیہ ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیعت کرتے ہوئے نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ بیعت کرنے سے کھینچ لیا فقہیہ صحت امر ایدھا۔ ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی بیعت بھی مردوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ ڈال کر ہوا کرتی تھی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس تعارض کا جواب یہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تو وہی تھا جو ترمذی کی روایت میں ہے اور جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت کی گئی ہے کہ ”مدا لایدی“ یعنی ”ہاتھ پھیلا نا“ یہ بطور محاورہ کے ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بیعت واقع ہوگئی ہے، اس سے مصافحہ مراد نہیں ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں قبض ید سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے بیعت قبول کرنے کو موخر کیا چنانچہ پہلے اس نے نوحہ کیا پھر آ کر اس نے بیعت قبول کر لی تھی۔

جواب ۲: آپ ﷺ عورتوں سے بیعت ایک بڑی چادر سے کرتے تھے جس کا ایک کنارہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دوسرا بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ چنانچہ امام ابوداؤد نے مراہیل میں شعبی سے اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

۳۔ نوحہ ماتم کرنے کی ممانعت

(۳۲۹) قَالَتْ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ مَا هَذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيكَ فِيهِ قَالَ لَا تَنْخَن قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْعَدُونِي عَلَى عَمِّي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ قَضَائِهِمْ فَأَتَيْتُهُ مِرَارًا فَأَذِنَ لِي فِي قَضَائِهِمْ فَلَمْ أَخُجْ بَعْدَ قَضَائِهِمْ وَلَا عَلَى غَيْرِهِ حَتَّى السَّاعَةِ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِي.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک عورت نے عرض کی اس معروف سے مراد کیا ہے جس کے حوالے سے ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس بارے میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نوحہ نہ کرنا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو فلاں نے میرے چچا کے انتقال پر نوحہ کیا تھا تو میں اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی میں نے آپ ﷺ سے کئی مرتبہ اس کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدلہ دینے کی اجازت دے دی۔

حضرت ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کسی کے انتقال پر خواہ وہ بھائی ہو یا کوئی اور ہو اس پر نوحہ نہیں کیا جبکہ ان بیعت کرنے والی خواتین واحد عورت کسی نے کسی کو وفات پر نوحہ ضرور کیا۔

(۱) سورۃ ممتحنہ کی آیت: ﴿وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ میں یہ بات بھی معروف میں داخل ہے کہ کسی فوتگی کے موقع پر نوحہ نہ کیا جائے۔

(۲) آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ انصاریہ کو نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت دی تھی اور بخاری کی روایت میں حضرت ام عطیہ کا بھی ذکر ہے جس میں آپ ﷺ نے انہیں بھی نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت دی تھی۔

لیکن ترمذی اور بخاری کی اس روایت پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ان صحابیات کو نوحہ کا بدلہ چکانے کی اجازت کس طرح دی جبکہ شریعت میں نوحہ حرام ہے۔

اس اشکال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) علامہ نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حضرت ام عطیہ اور ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہما کی خصوصیت تھی آپ نے ان کو اس حکم عام سے صرف اس موقع پر مستثنیٰ قرار دیا اور صاحب شریعت کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ کسی کو حکم عام سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ ابستراء میں نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا اور پھر حرام ہوا مذکورہ واقعات جس وقت پیش آئے اس وقت نوحہ کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا صرف کراہت تنزیہی کا حکم تھا اس لیے آپ ﷺ نے انہیں نوحہ کرنے کی اجازت دی تھی۔

وَمِنْ سُورَةِ الصَّفِّ

باب ۶۱۔ سورۃ الصف کی تفسیر

سورۃ الصف مدنیہ: سورۃ التغابن کے بعد ۱۰۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۱ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهْجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿لَمَّا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ صف قتال میں بھی امتحان لو تا کہ پتا چلے کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں یا نہیں۔

رابط معنوی: سورۃ المحنہ میں نہایت ہی بلند پایہ مؤمنین پر زجریں تھیں اب سورۃ صف میں ان سے کمتر رتبہ کے مؤمنوں پر زجریں ہوں گی جن سے جہاد کے بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ: بیان توحید، زجر، ترغیب الی الجہاد، نمونہ از بنی اسرائیل، بشارت فتح۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نبی علیہ السلام کے احمد نام سے ﴿مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (آیت ۶)

□ سورۃ ممتاز ہے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نبی علیہ السلام کو بشارت دینے پر ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ﴾ (آیت ۶)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے

(۳۲۳۱) قَالَ قَعْدَنَا نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَدَا كَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ آتَى الْأَعْمَالِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ لَعِبَلْنَا هَافًا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَلِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے ہم نے یہ کہا اگر ہم کو اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم وہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو۔“

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

باب ۶۲۔ سورۃ الجمعہ کی تفسیر

سورۃ الجمعہ مدنیہ: سورۃ الصف کے بعد ۱۱۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۲ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ آخری نبی ﷺ کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ اس سورۃ میں ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا﴾ خوشخبری پوری ہو گئی اب ان کی تابعدار کرنی ہے۔

رابط معنوی: سورۃ جمعہ سے لے کر سورۃ تحریم تک سورۃ حدید کے مضمون اول یعنی اتفاق فی سبیل اللہ کا اعادہ ہے جبکہ سورۃ صف تک دوسرا مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ مذکور تھا۔ سورۃ صف کے بعد سورۃ جمعہ بھی تسبیح کے عنوان سے شروع کی گئی ہے کیونکہ اس سورۃ سے نئے مضمون کی ابتداء ہوئی ہے۔ ان چاروں سورتوں میں مقصودی مضمون ہر سورۃ کے آخری حصے میں ذکر کیا گیا ہے اور ہر پچھلی سورۃ پہلی سورۃ کے مضمون کی تفسیر ہے۔ مثلاً سورۃ جمعہ میں فرمایا ﴿فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ سورۃ منافقون میں ﴿وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ﴾ اس کی تفسیر کردی اور تغابن میں اس سے ترقی کر کے فرمایا: ﴿إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ خلاصہ: مسئلہ توحید کا اعادہ: توحید پر دلیل وحی اور صمنا صداقت رسول ﷺ کا بیان۔ مشرکین کے لئے زجر، یہود کو دعوت مباہلہ، ترغیب الی الاتفاق فی الجہاد۔

دلیل وحی صمنا صداقت رسول ﷺ: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ...﴾ تا... ﴿وَلَنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لِنَفْيِ ضَلِيلٍ

مُبِينٍ﴾

امتیازات، ازخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے نماز جمعہ کے بیان پر۔

② سورۃ ممتاز ہے جمعہ کی اذان کے بعد لین دین چھوڑنے پر ﴿وَذُرُوا الْبَيْعَ﴾ (آیت ۹)

۱۔ نبی ﷺ عرب و عجم کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں

(۳۲۳۲) كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَّاهَا فَلَبَّا بَلَّغَ (وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْنَاهُ قَالَ وَسَلِّمَانُ الْفَارِسِيُّ فِينَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَلْمَانَ يَدَهُ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالْثُرَيَّا لَتَنَآوَلَهُ رَجَالٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ نے اس کی تلاوت کی جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے۔ ”اور ان میں سے بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان سے ملے بھی نہیں ہیں۔“ تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم سے ملے بھی نہیں ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے درمیان موجود تھے راوی بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو تو ان میں سے کچھ لوگ وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔

تشریح: یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بیان کی جاتی ہے، کیونکہ آپ فارسی الاصل ہیں، اور فارسیوں کا تذکرہ بطور مثال ہے، کیونکہ آخرین سے مراد عربوں کے علاوہ ساری دنیا ہے، کوئی خاص قوم مراد نہیں، مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ جزیرۃ العرب سے متصل ایران تھا، اور وہی سب سے پہلے فتح ہوا، اور وہ ملک سارا اسلام میں داخل ہو گیا، روم اس کے بعد فتح ہوا، اور تمام رومی اسلام

میں داخل نہیں ہوئے، پس فارس کی فضیلت مسلم ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت: ﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَبَأَ يَلْحَقُوا بِهِمْ...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے اہل فارس مراد ہیں اور فرمایا کہ اگر ایمان اور علم سر یا ستارے پر ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔
حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان سے عجم میں دین کی خدمت کرنے والے بڑے بڑے علماء مراد ہیں جن میں حضرات فقہاء محدثین اور صحاح ستہ کے مصنفین داخل ہیں۔ جمہور کے علماء کے نزدیک ﴿رَجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ﴾ سے وہ تمام محدثین اور فقہاء کرام مراد ہیں جن کی اصل فارس ہو جن میں امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمہ اللہ بھی داخل ہیں۔

۲۔ خطبہ جمعہ سننے کا حکم

(۳۲۳۳) قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا إِذْ قَدِمَتْ عِيْرُ الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتِ الْآيَةُ (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا).

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اسی دوران مدینہ منورہ میں (تجارتی قافلہ) آ گیا تو آپ ﷺ کے اصحاب اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ صرف بارہ افراد وہاں رہ گئے جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

”اور جب انہوں نے تجارت اور دلچسپی کی چیز دیکھی تو اس کی طرف چلے گئے اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔“

تشریح: پہلے عیدین کی طرح جمعہ کا خطبہ بھی نماز کے بعد دیا جاتا تھا (کمافی فراسیل ابی داؤد) مقاتل فرماتے ہیں کہ مذکورہ تجارتی قافلہ وحیہ بن خلف کلبی کا تھا جو ملک شام سے آیا تھا اور اس کا قافلہ ضرورت کی تمام اشیاء لے کر آیا کرتا تھا اور جب مدینہ کے لوگوں کو اس کی آمد کی خبر ملتی تھی تو سب مرد و عورت اس کی طرف دوڑ پڑتے تھے یہ وحیہ بن خلف اس وقت تک مسلمان نہ تھے اس کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور حسن بصری اور ابو مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مدینہ منورہ میں اشیاء ضرورت کی کمی اور سخت گرانی تھی اس وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت تجارتی قافلے کی آواز پر مسجد سے نکل گئی کیونکہ اس وقت خطبہ جمعہ نماز جمعہ کے بعد ہوا کرتا تھا اور صحابہ کو اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ اسے سننا بھی ضروری ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لغزش پر تنبیہ کرنے کے لیے مذکورہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا طرز بدل دیا کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ دینے کا معمول بنالیا اور یہی اب سنت ہے۔

سُورَةُ الْمُنَافِقِينَ

باب ۶۳۔ سورۃ المنافقین کی تفسیر

سورۃ المنافقون مدنیہ: سورۃ الحج کے بعد ۱۰۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا﴾ آخری رسول ﷺ تشریف لائے تو منافقین نے کیا کیا فرمایا: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا انْشَهُدْ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ﴾

ربط معنوی: سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا کہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو کر اتفاق فی سبیل اللہ کے مسائل سنو۔ اب سورۃ منافقون میں ان منافقوں کا شکوہ کیا گیا جو کہتے تھے پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ کرو اور جو عزت والے ہیں وہ ذلت والوں کو مدینے سے نکال دیں گے نیز مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خرچ کریں اور منافقوں کے محتاج نہ ہوں۔

خلاصہ: منافقوں پر زجریں اور شکوے اور ان کے احوال خبیثہ کا بیان۔ مومنوں کو زجر کہ تم اپنے بھائیوں پر خود کیوں خرچ نہیں کرتے ہو اور منافقوں کے کیوں محتاج ہوتے ہو۔

تغفیر مومنین از منافقین (مومنوں کی منافقوں سے نفرت کا ذکر ہے)

امتيازات: (۱) سورۃ ممتاز ہے منافقین کے ان مولے جسموں پر ﴿تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ﴾ (آیت ۴)
(۲) سورۃ ممتاز ہے مال اور اولاد تم لوگوں کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔

۱۔ سورۃ المنافقین کا شان نزول

(۳۲۳۴) كُنْتُ مَعَ عُمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي الْإِبْنِ سَلُولٍ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ (لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا) وَالَّذِينَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْزَمُ مِنْهَا الْأَذَلُّ) فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمِّي فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَدْ ثَنَيْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَخَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي شَيْءٌ لَمْ يُصِبنِي قَطُّ مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عُمِّي مَا أَرَدْتُ إِلَّا أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَقَّتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ) فَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اپنے چچا کے ساتھ موجود تھا میں نے عبد اللہ بن ابی کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا (جس کے الفاظ قرآن نے نقل کیے ہیں)۔ ”اللہ کے رسول کے ساتھ جو لوگ ہیں تم ان پر خرچ کرو تا کہ وہ لوگ آپ کو چھوڑ جائیں۔“ (اس نے یہ بھی کہا کہ جس کا ذکر قرآن میں ہے) ”جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو اس میں سے نکال دیں گے۔“

میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے چچا سے کیا میرے چچا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتائی آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا تو انہوں نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی تو آپ ﷺ نے مجھے غلط قرار دیا اور ان کی تصدیق کر دی اس کے نتیجے میں مجھے جو افسوس ہوا ایسا افسوس مجھے کبھی نہیں ہوا تھا میں گھر میں بیٹھ گیا اور میرے چچا نے کہا تم صرف یہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ تمہیں غلط قرار دیں اور تم سے ناراض ہو جائیں؟

(حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”جب منافق تمہارے پاس آئیں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔“

(۳۲۳۵) قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَعَنَا أَكْثَرُ مِنَ الْأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْأَعْرَابُ يَسْبِقُونَنَا إِلَيْهِ فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْبِقُ الْأَعْرَابِيُّ فَيَمْلَأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتَّى يَجِيئَ أَصْحَابُهُ قَالَ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْرَابِيًّا فَأَرْخَى زِمَامَهُ نَاقَتِهِ لِيَتَشَرَّبَ قَائِلِي أَنْ يَدْعُهُ فَاَنْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ خَشْبَتَهُ فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَأَتَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَأْسٍ الْمُنَافِقِينَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنَ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْقُضُوا مِنْ حَوْلِهِ يَعْنِي الْأَعْرَابَ وَكَانُوا يَحْضُرُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا انْقَضُوا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَأَتُوا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَأَنَا رَدُّفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَاخْبَرَةَ عَمِّي فَاَنْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَلَفَ وَبَحَّدَ قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي قَالَ فَجَاءَ عَمِّي إِلَى فَقَالَ مَا أَرَدْتُ إِلَّا أَنْ مَقْتِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقْعُ عَلَى أَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَعَرَكَ أُذُنِي وَصَحِيكَ فِي وَجْهِهِ فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدُ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَحَقَنِي فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ مَا قَالَ لِي شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَصَحِيكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ أَبَشِّرْ ثُمَّ لَحَقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُورَةَ الْمُنَافِقِينَ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی لوگ بھی تھے ہم نے پانی تک جلدی پہنچنے کی کوشش کی تو دیہاتی لوگ ہم سے پہلے اس تک پہنچ چکے تھے ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا اس دیہاتی نے آگے پہنچ کر حوض کو بھر دیا اور اس کے ارد گرد پتھر رکھ دیئے اس پر چزارکھ دیا تاکہ اس کے ساتھی آجائیں اس سے پہلے کوئی دوسرا پانی استعمال نہ کر سکے ایک انصاری شخص اس کے پاس گیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا کیا تاکہ اونٹنی پانی پی سکے تو اس دیہاتی نے اسے پانی دینے سے انکار کر دیا اس پر اس انصاری نے اس پانی پر موجود رکاوٹ کو ہٹا دیا اس دیہاتی نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس انصاری کے سر پر ماردی جس کے نتیجے میں اس انصاری کا سر پھٹ گیا وہ انصاری عبد اللہ بن ابی کے پاس آیا (اور اسے پورا واقعہ سنایا) یہ بات سن کر عبد اللہ بن ابی نے یہ کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں عبد اللہ بن ابی کی مراد یہ دیہاتی لوگ تھے یہ لوگ کھانے کے وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس آجایا کرتے تھے عبد اللہ بن ابی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کھانا اس وقت لے کر جایا کرو جب یہ لوگ چلے جائیں تاکہ ہم لوگ اور

ہمارے ساتھی ہی کھائیں عبد اللہ بن ابی نے بعد میں یہ بھی کہا جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں سے عزت دار لوگ ان ذلیل لوگوں کو (یعنی دیہاتیوں کو) باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید بنی اللہ بیان کرتے ہیں اس سفر کے دوران میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا وہ بیان کرتے ہیں میں نے خود عبد اللہ بن ابی کی زبانی یہ بات سنی تھی میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو بلایا تو اس نے قسم اٹھا کر اس بات سے انکار کر دیا حضرت زید بن ارقم بنی اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور مجھے غلط قرار دیا حضرت زید بن ارقم بنی اللہ بیان کرتے ہیں میرے چچا میرے پاس آئے اور بولے تم صرف یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تم سے ناراض ہوں اور وہ تمہیں غلط قرار دیں اور مسلمان بھی (تم سے ناراض ہوں اور تمہیں غلط قرار دیں؟) حضرت زید بنی اللہ بیان کرتے ہیں اس بات سے مجھے جتنا افسوس ہوا تھا اتنا مجھے کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا تھا۔

میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور افسوس کی وجہ سے میں اپنا سر جھکایا ہوا تھا اسی دوران میں نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے میرا کان کھینچا اور مسکرانے لگے تو اس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ شاید اس بات سے بھی نہ ہوئی کہ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے دیا جاتا۔

پھر حضرت ابو بکر بنی اللہ میرے پاس آئے اور بولے نبی اکرم ﷺ نے تم سے کیا فرمایا ہے؟ تو میں نے جواب دیا آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی آپ ﷺ نے صرف میرا کان کھینچا اور مسکرا دیئے تو حضرت ابو بکر بنی اللہ نے فرمایا تمہارے لیے خوشخبری ہے پھر حضرت عمر بنی اللہ میرے پاس آئے میں نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابو بکر بنی اللہ کو دیا تھا اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے سورۃ المنافقون کی آیات تلاوت کیں۔

(۳۲۳۶) اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ (لَمَّا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ) قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَخَلَفَ مَا قَالَهُ فَلَا مَنِي قَوْمِي وَقَالُوا مَا أَرَدْتَ إِلَّا هَذِهِ فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنَمْتُ كَمَيْبًا حَزِينًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا).

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں میں نے چالیس برس پہلے حضرت زید بن ارقم بنی اللہ کی زبانی یہ حدیث سنی تھی غزوہ تبوک کے موقع پر عبد اللہ بن ابی نے یہ کہا تھا جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں سے عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔ حضرت زید بنی اللہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتائی تو عبد اللہ بن ابی نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی ہے میری قوم کے افراد نے مجھے ملامت کی اور بولے اس بات کے ذریعے تمہارا ہی مقصد تھا حضرت زید بنی اللہ بیان کرتے ہیں میں گھر آ کر بہت غمگین حالت میں سو گیا پھر اگلے دن نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔

حضرت زید بنی اللہ بیان کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ”یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ

تعالیٰ کے رسول کے قریب ہیں تاکہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جائیں۔“

(۳۲۳۷) كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ يَرَوْنَ أَنَّهَا غَزَاةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ تُيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ كَسَعَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتَنَةٌ فَسَمِعَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلُولٍ فَقَالَ أَوْ قَدْ فَعَلُوهَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبَ عَنْقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعُهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَقَالَ عُمَرُ وَ فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتَّى تُقَرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَزِيزُ فَفَعَلَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک غزوہ میں شریک ہوئے سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے علماء نے یہ بات بیان کی ہے یہ غزوہ بنو مصطلق کی بات ہے۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا تو مہاجر نے کہا اے مہاجرین میری مدد کے لیے آئیں انصاری نے کہا اے انصاری میری مدد کے لیے آئیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات سنی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کیا زمانہ جاہلیت کی طرح بلا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ بری چیز ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) بعد میں عبد اللہ بن ابی نے یہ بات سنی تو وہ بولا کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم جب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو اس وقت عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو ورنہ لوگ کہیں گے حضرت محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتے ہیں۔

عمر کے علاوہ دیگر راویوں نے یہ بات نقل کی ہے عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ نے اپنے والد سے یہ کہا تھا اللہ کی قسم ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ تم ذلیل ہو اور نبی اکرم ﷺ معزز ہیں تو عبد اللہ بن ابی نے ایسا ہی کیا۔

تشریح: غزوہ بنو مصطلق کے سفر میں سورۃ منافقین کا نزول امام ترمذی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ احادیث میں سورۃ منافقین کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ ۵ ہجری یا ۶ ہجری میں غزوہ بنو مصطلق پیش آیا، اسی کا نام غزوہ مرسیع بھی ہے (مرسیع: اس قوم کے چشمے یا کنوئیں کا نام ہے) اس جنگ میں کامیابی کے بعد ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا، مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا، اور انصاری نے انصار کو، اور قریب تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ کھڑا ہو جائے، اس جھگڑے میں انصاری کو چوٹ لگی تھی، نبی ﷺ موقع پر پہنچے اور فرمایا: یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے؟ اسے چھوڑو، یہ بدبودار نعرہ ہے! اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ مگر اس واقعہ سے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے فائدہ اٹھایا، اس نے اپنے لوگوں سے کہا: تم نے ان مہاجرین کو سر پے چڑھا لیا ہے، تم

نے ان کو اپنے اموال اور جائیدادیں تقسیم کر کے دیں، اب یہ تمہاری روٹیوں پر پلے ہوئے تمہیں آنکھیں دکھا رہے ہیں، اگر اب بھی تم نے ان کے تعاون سے ہاتھ نہ کھینچا تو یہ لوگ تمہارا جینا حرام کر دیں گے، یہ گفتگو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سنی، وہ اس وقت نو جوان تھے، انھوں نے یہ بات اپنے چچا کو بتلائی۔

۲۔ جو مسلمان اعمال میں کوتاہی کرے گا وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا

(۳۲۳۸) قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبْلَغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ أَوْ تَحِبَّ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْأَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللَّهَ إِنَّمَا يَسْأَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ قَالَ سَأَلْتُكَ عَلَيْكَ بِذَلِكَ قُرْآنًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (إِلَى قَوْلِهِ) (وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ) قَالَ فَمَا يُوجِبُ الزَّكَاةَ قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتِي دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا قَالَ فَمَا يُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيرُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ کے حج کے لیے جاسکتا ہو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو اور پھر وہ شخص حج نہ کرے یا اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اور پھر جب وہ شخص مرنے لگے گا تو وہ یہ آرزو کرے گا کاش میں دنیا میں واپس چلا جاؤں اس پر ایک شخص نے کہا اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں دنیا میں واپس جانے کی آرزو کفار کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں تمہارے سامنے قرآن کی آیت پڑھتا ہوں پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اے ایمان والو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو شخص ایسا کرے گا وہ خسارہ پانے والا ہوگا اور جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آئے۔ یہ آیت یہاں تک ہے اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔“

اس شخص نے دریافت کیا کتنے مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

جب مال دو سو درہم ہو جائے یا اس سے زیادہ ہو جائے اس شخص نے دریافت کیا حج کب واجب ہوتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا جب زاد سفر اور سواری میسر ہو۔

تشریح: سورۃ المؤمنون کی (آیات ۹۹، ۱۰۰) ہیں: ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۚ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝﴾

اس آیت سے اعتراض کرنے والے کو دھوکہ ہوا ہے، اس آیت میں کافر کا ذکر ہے، مگر اس میں حصر نہیں کہ وہی واپس لوٹنے کی درخواست کرے گا، اور سورۃ المنافقین کی آیات میں صراحت ہے کہ مسلمان بھی اگر اس نے اعمال میں کوتاہی کی ہے: واپس لوٹنے کی درخواست کرے گا۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو اس انداز سے زندگی گزارنی چاہیے کہ اس کے ذمے میں کوئی فرض کوئی واجب اور کوئی

حق باقی نہ رہے ورنہ وہ موت کے وقت تمنا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹا دیں تاکہ میں یہ فرائض سرانجام دے سکوں لیکن اس وقت کی تمنا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا آج کتنے ہی مسلمان دنیا کے لہو و لعب، مال و دولت کی ہوس اور طرح طرح کے دہندوں میں مشغول ہیں انہیں نہ نماز روزے کی فکر ہے اور نہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کی اور آئے دن ان کی غفلت اور بے دینی میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے۔

وَمِنْ سُورَةِ التَّغَابِنِ

باب ۶۴۔ سورۃ التغابن کی تفسیر

سورۃ التغابن مدنیہ سورۃ التحريم کے بعد ۱۰۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں پتا چلا کہ منافقین نے کیا کیا اس سورۃ میں پتہ چلا کہ منافقین کے علاوہ کون ہے کیا کیا ﴿فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ بعض تم سے کافر اور بعض مؤمن ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ المنافقون میں فرمایا ہماری دی ہوئی دولت میں سے جہاد وغیرہ میں خرچ کرو۔ سورۃ التغابن میں بطور ترقی فرمایا چلو مان لیتے ہیں یہ دولت تمہاری ہی سہی لیکن تم اللہ کو قرض دے دو اور اس کی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہیں اس کا کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطاء فرمائے گا۔

مسئلہ توحید کا اعادہ، توحید پر عقلی دلیل، تحریف دنیوی و اخروی، دعوائے توحید جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا۔ بیان انفاق علی سبیل الترقی۔

دلیل عقلی: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ... تَا... وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ توحید پر عقلی دلیل: اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو، کیونکہ سب کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ دعویٰ: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ یہ دعویٰ توحید ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ ﴿يَوْمُ التَّغَابِنِ﴾ پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ بعض اولاد اور بعض عورتیں آدمی کے لئے دشمن بن جاتے ہیں ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ﴾ (آیت ۱۳)

بیوی بچے اگر اللہ کے فرض سے مانع بنیں تو وہ دوست نہیں، دشمن ہیں

(۳۲۳۹) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) قَالَ هُوَ لَاءِ رَجَالٍ أَسْلَمُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَارَادُوا أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ فَأَبَى أَرْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدْعُوهُمْ أَنْ يَأْتُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا اتَّوَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَوْ النَّاسَ قَدْ فَتَقَهُوا فِي الدِّينِ هَمُّوا أَنْ يُعَاذِبُوهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ) الْآيَةَ

تَوْجِیْہًا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ ”اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تم ان سے بچو۔“ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ کے رہنے والے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے مگر وہ اپنی بیویوں اور بچوں کی وجہ سے نہیں آئے جب وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے یہ ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”اے ایمان والو تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو ان سے بچو۔“

تشریح: سورۃ التغابن کی (آیت ۱۴) ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَأَحْذَرُوهُمْ﴾^۱ فائدہ: اہل عیال سے کوئی خلاف شرع کام ہو جائے تو بھی ان سے بیزار ہو جانا مناسب نہیں، حتیٰ الامکان اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، البتہ جب مایوسی ہو جائے تو تفرک من یفجرک پر عمل مناسب ہے۔

سُورَةُ الطَّلَاقِ

۶۵۔ سورت الطلاق کی تفسیر

سورۃ الطلاق مدنیہ سورۃ الدھر کے بعد ۹۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہے“ بعض اوقات یہ نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

ربط معنوی: اس سورۃ کا تعلق سورۃ تغابن کے آخری حصے کے ساتھ ہے۔ وہاں مومنوں کے لئے امور انتظامیہ بیان کئے گئے تھے، تاکہ وہ اپنے جماعتی نظم و نسق کو درست کر کے کافروں کا بخوبی مقابلہ کر سکیں۔ اس کے بعد سورۃ الطلاق میں خانگی امور انتظامیہ ذکر کئے گئے تاکہ گھروں کا انتظام درست ہو جائے اور خانگی تنازعات باہم عداوت اور مخالفت کا باعث نہ بن جائیں۔

خلاصہ: طلاق، عدت، نفقہ اور سکنتی کے مسائل، تحویف دنیوی، بشارت، توحید پر عقلی دلیل۔

عقلی دلیل بر توحید: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۚ... ۱... ۲... ۳... ۴... ۵... ۶... ۷... ۸... ۹... ۱۰... ۱۱... ۱۲... ۱۳... ۱۴... ۱۵... ۱۶... ۱۷... ۱۸... ۱۹... ۲۰... ۲۱... ۲۲... ۲۳... ۲۴... ۲۵... ۲۶... ۲۷... ۲۸... ۲۹... ۳۰... ۳۱... ۳۲... ۳۳... ۳۴... ۳۵... ۳۶... ۳۷... ۳۸... ۳۹... ۴۰... ۴۱... ۴۲... ۴۳... ۴۴... ۴۵... ۴۶... ۴۷... ۴۸... ۴۹... ۵۰... ۵۱... ۵۲... ۵۳... ۵۴... ۵۵... ۵۶... ۵۷... ۵۸... ۵۹... ۶۰... ۶۱... ۶۲... ۶۳... ۶۴... ۶۵... ۶۶... ۶۷... ۶۸... ۶۹... ۷۰... ۷۱... ۷۲... ۷۳... ۷۴... ۷۵... ۷۶... ۷۷... ۷۸... ۷۹... ۸۰... ۸۱... ۸۲... ۸۳... ۸۴... ۸۵... ۸۶... ۸۷... ۸۸... ۸۹... ۹۰... ۹۱... ۹۲... ۹۳... ۹۴... ۹۵... ۹۶... ۹۷... ۹۸... ۹۹... ۱۰۰...﴾^۲ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے اس سورۃ کے آخر میں توحید کا بیان آگیا تاکہ دیگر احکام کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف بھی توجہ باقی رہے۔ کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور زمین و آسمان کے درمیان وہی مقصود و مختار ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے۔ میں نے تمہیں یہ اس لئے بتایا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم کائنات کے ذرے ذرے پر حاوی ہے، لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾^۳ یعنی جیسے آسمان سات ہیں اسی طرح زمینیں بھی سات ہیں لیکن آسمان تو تہ بہ تہ ہیں کیونکہ آسمانوں کے لئے قرآن کریم میں طباقاً وارد ہے لیکن زمینیں اسی طرح نہیں ہیں بلکہ اس سے روئے زمین کے سات حصے مراد ہیں مثلاً، ایشیاء، یورپ، شمالی افریقہ، جنوبی افریقہ، امریکہ، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا۔ سات منبسط (پھیلی ہوئی) زمینوں کا مراد ہونا حضرت عبداللہ بن عباس اور ابوصالح علیہ السلام سے مروی ہے:

قَالَ أَبُو صَالِحٍ هِيَ فِي كَوْنِهَا سَبْعًا لَا غَيْرَ فِي سَبْعِ أَرْضَيْنِ مَنْبَسَةٌ لَيْسَ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ يَفْرُقُ بَيْنَهُمَا الْبَحَارُ وَيَطْلُ بِجَمِيعِهَا السَّمَاءُ وَرَوَى بِذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. (روح ج ۲۸، ص ۱۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم (جواهر القرآن)

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے عدتوں کی قسموں کے بیان پر۔

② سورة ممتاز ہے زمین کے سات حصوں پر ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ (آیت ۱۲)

وَمِنْ سُورَةِ التَّحْرِيمِ

باب ۶۵۔ سورة التحريم کی تفسیر

سورة التحريم مدنیہ: سورة الحجرات کے بعد ۱۰۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۶ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ نے سورة تغابن میں سن لیا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ﴾ پس ادھر فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾

ربط معنوی: سورة التحريم میں سورة حدید کے دونوں مضمون لف نشر مرتب کے طریق پر مذکور ہیں پہلے انفاق فی سبیل اللہ اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

خلاصہ: تمہید، خلاف رضا کاموں سے ممانعت، خطاب بمؤمنین۔ ذکر انفاق بطور اشارہ۔

امر بالمجہاد۔ تمثیل برائے کفار و مؤمنین۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے نبی علیہ السلام کا شہد پینے پر۔

② سورة ممتاز ہے ان چار قسم کی عورتوں پر یعنی دو قسم کافر کی اور دو قسم مؤمن کی۔

سورة التحريم کی ابتدائی آیات کا شان نزول

(۳۲۳۰) قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) حَتَّى سَجَّ عُمَرُ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَانِ مَنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) وَإِنْ تَظَاهَرَ أَعْلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ فَقَالَ لِي وَاعْجَبَا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَرِهَ وَاللَّهُ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْهُ فَقَالَ هِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنِي الْحَدِيثَ فَقَالَ كُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَائُهُمْ فَطَفِقَ نِسَائُونَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضُّبْتُ عَلَى أَمْرٍ آتَى يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَقَالَتْ مَا تُشْكِرُ مِنْ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ إِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ لَيَرَا جَعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ أَحَدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْهُنَّ

وَحَسِرْتُ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي بِالْعَوَالِي فِي بَيْتِي أُمِّيَّةً وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ التَّنْزِيلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِينِي بِخَبَرٍ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَأَنْزَلَ يَوْمًا فَأَتَيْتُهُ بِمِثْلِ ذَلِكَ قَالَ وَكُنَّا نُمَحِّدُ أَنْ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْحَيْلَ لِيَتَغَرَّوْنَا قَالَ فَجَاءَنِي يَوْمًا عِشَاءً فَضَرَبَ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَّثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي قَدْ خَابَتْ حَقِصَةٌ وَحَسِرْتُ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا كَاثِبًا قَالَ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَى ثِيَابِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى حَقِصَةٍ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ أَطَلَقَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ لَا أَذِرُنِي هُوَذَا مُعْتَزِلٌ فِي هَذِهِ الْمَشْرَبَةِ قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ فَأَتَيْتُ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعُمَرَ قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا حَوْلَ الْبَيْتِ نَفَرٌ يَبْكُونَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

قَالَ فَوَلَّيْتُكَ مُنْطَلِقًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلٍ حَصِيرٍ قَدْ رَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ فَوَاللَّهِ إِنْ أَرَوَّاجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ لِحَقِصَةٍ أَتُرَاجِعِينَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَانَا الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَحَسِرْتُ أَتَأْمَنُ أَحَدًا كُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا لِيَغْضَبَ رَسُولُهُ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ لِحَقِصَةٍ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِّبْنِي مَا بَدَا لَكَ وَلَا يَغُرَّنَّكَ إِنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكَ أَوْ سَمَّ مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَأْنِسْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَمَا رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ إِلَّا أَهْبَةً ثَلَاثَةً قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُوسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَهُ فَاسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ أَفِي شَاكٍ أَنْتِ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ حُجِّلَتْ لَهُمْ طَبِيبَا مُهْمٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ اللَّهُ فِي ذَلِكَ وَجَعَلَ لَهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَدَأَنِي قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَا كِرٍّ لَكَ شَيْئًا فَلَا تُعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرَ أَبِي أَبُوبِكَ قَالَتْ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَإِذَا رَوَّاجُكَ) الْآيَةَ قَالَتْ عَلِمَ وَاللَّهِ أَنَّ أَبُوتِي لَمْ يَكُنْ يَأْمُرُنِي بِفِرَاقِهِ فَقُلْتُ أَفِي هَذَا اسْتَأْمَرُ أَبُوتِي

فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُخْبِرُ أَزْوَاجَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا بَعَثَنِي اللَّهُ مُبَلِّغًا وَلَمْ يَبْعَثْنِي مُتَعَدِّيًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری بڑے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں ان دو خواتین کے بارے میں دریافت کروں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔ (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ حج کے لیے گیا سفر کے دوران میں برتن کے ذریعے ان پر پانی انڈیل رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے میں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ ﷺ کی ازواج میں سے وہ دو خواتین کون سی تھیں؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

”اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات چھپائی نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے پورا واقعہ سنایا اور بتایا قریش کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہمیں ایسی قوم سے سامنا کرنا پڑا جن کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا ایک مرتبہ میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا مجھے اس بات پر بہت غصہ آیا کہ اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا تو اس نے کہا آپ مجھ سے اس بات ناراض ہو رہے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو ایسی ہیں جو سارا دن ان سے بات نہیں کرتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا ان خواتین میں سے جو بھی ایسا کرتی ہے وہ رسوا ہو جائے گی اور خسارے کا شکار ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرا گھر بنو امیہ کے محلے میں نواحی علاقے میں تھا میرا ایک انصاری پڑوسی تھا ہم لوگ باری باری آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ایک دن وہ آپ ﷺ کی خدمت میں جاتا تھا جو نبی وحی کے نازل ہونے یا کوئی دوسری اطلاع ہوتی تھی تو وہ مجھ تک لے آتا تھا ایک دن میں حاضر ہوتا تھا اور اسی طرح اسے آکر بتا دیا کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس زمانے میں ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ غسان ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنے گھوڑے تیار کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن وہ انصاری رات کے وقت آیا اس نے میرے دروازے کو بجایا میں نکل کر باہر آیا تو وہ بولا ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہو گیا ہے میں نے کہا کیا غسان آ گئے ہیں؟ اس نے کہا اس سے بھی بڑا سانحہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دل میں سوچا اب تو حفصہ رضی اللہ عنہا خسارے کا شکار ہو گئی مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگلے دن جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو میں نے چادر اوڑھی اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو وہ رو رہی تھی میں نے کہا نبی اکرم ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ تو اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم آپ ﷺ علیحدہ ہو کر بالا خانے میں تشریف فرما ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں اس سیاہ قام غلام کے پاس آیا اور بولا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ اندر گیا اور باہر آ گیا اور بولا میں نے آپ کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں چل کر مسجد میں آ گیا وہاں منبر کے آس پاس کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے غلبہ پایا میں اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو وہ اندر گیا اور باہر آیا اور بولا اور میں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا ہے مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں واپس مسجد میں آ گیا اور بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے مجھ پر غلبہ پایا میں اس غلام کے پاس آیا اور بولا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو وہ اندر گیا اور باہر نکل کر آیا تو اسی دوران اس غلام نے مجھے بلایا اور بولا آپ اندر چلے جائیں نبی اکرم ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اندر داخل ہوا تو آپ ﷺ ایک چٹائی سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو میں نے اللہ اکبر کہا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری حالت دیکھیں ہم قریشی لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے ہم مدینہ منورہ آئے تو یہاں ہمارا واسطہ ایسی قوم سے پڑا جہاں خواتین غالب تھیں تو ہماری خواتین نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا ایک دن میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو اس نے پلٹ کر جواب دیا مجھے اس پر بڑا غصہ آیا تو وہ بولی آپ کس بات پر غصہ کر رہے ہیں اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو شام تک آپ ﷺ سے لا تعلق رہتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کیا تم نبی اکرم ﷺ کو پلٹ کر جواب دیتی ہو؟ تو اس نے کہا جی ہاں اور ہم میں سے ایک تو نبی اکرم ﷺ سے سارا دن ناراض رہتی ہے میں نے کہا وہ ذلیل اور رسوا ہو گئی میں نے کہا کیا تم خود کو اس بات سے محفوظ سمجھتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور وہ ہلاکت کا شکار ہو سکتی ہے؟ اس بات پر نبی اکرم ﷺ مسکرا دیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم نبی اکرم ﷺ کو پلٹ کر جواب نہ دیا کرو اور آپ ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگا کرو تم نے جو مانگنا ہوتا ہے مجھ سے کہا کرو اور تمہاری سو کن تمہیں غلط فہمی کا شکار نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ عزیز ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بیٹھا رہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سراٹھا کر دیکھا تو مجھے پورے کمرے کے اندر صرف تین چمڑے نظر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کو کشادگی نصیب کرے اس نے اہل فارس اور اہل روم کو تو کشادگی نصیب کی ہوئی ہے حالانکہ وہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے تو نبی اکرم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا تم شک کا شکار ہو یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیاوی زندگی میں ہی نعمتیں دے دی گئی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے قریب نہیں جائیں گے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر عتاب کیا اور آپ ﷺ کے لیے قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا۔

زہری بیان کرتے ہیں عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں جب ۲۹ دن گزر گئے تو نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں تمہارے نزدیک ایک چیز کا ذکر کرنے لگا ہوں تم اس بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا بلکہ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دیں گے میں نے عرض کی کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے ایوب نامی راوی نے مجھے بتایا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے یہ کہا تھا یا رسول اللہ آپ ﷺ اپنی کسی بھی زوجہ کو یہ نہ بتائیے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ کرنے کے لیے مبعوث کیا ہے تنگی کرنے کے لیے مجھے مبعوث نہیں کیا ہے۔

تشریح: بخاری شریف (حدیث ۲۵۸۱) میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی دو جماعتیں تھیں، ایک میں حضرات عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں، اور دوسری میں: حضرت ام سلمہ اور دیگر ازواج رضی اللہ عنہن تھیں (انتہی) اور علم و فضل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نمبر آتا ہے اور حسن و جمال میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا، اور نبی ﷺ کا معمول تھا، کہ عصر کے بعد کھڑے کھڑے سب بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور خیر خیریت معلوم کرتے تھے، اس موقع پر ہر بیوی صاحبہ کوشش کرتی تھی کہ آپ ﷺ زیادہ سے زیادہ اس کے پاس ٹھہریں، چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے شہد منگوا کر رکھ رکھا تھا، نبی ﷺ کو شہد مرغوب تھا، وہ شہد کا شربت بنا تیں، پلا تیں اور باتیں کرتیں، اور اس طرح کافی دیر آپ ﷺ کو روک رکھتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات کھلی، انھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو اعتماد میں لیا اور ایک پلان بنایا کہ نبی ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس سے شربت پی کر جس کے پاس بھی تشریف لائیں: وہ کہے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے مغایر کھایا ہے؟ مغایر جمع ہے مغفاری، یہ کھانے کا ایک گوند ہے، جو عرط پودے سے نکلتا ہے، اور اس میں بو ہوتی ہے جو بعض لوگوں کو ناپسند ہوتی ہے، اور نبی ﷺ کو یہ بات ناپسند تھی کہ ازواج آپ ﷺ کے منہ سے بو محسوس کریں، چنانچہ آپ گھر میں تشریف لاتے تو مسواک فرماتے، پس جب آپ ﷺ سے مذکورہ بات پوچھی جائے گی تو آپ ﷺ جواب دیں گے: نہیں، میں نے مغایر نہیں کھایا، بلکہ زینب کے یہاں شہد کا شربت پیا ہے، تو وہ کہے کہ شہد کی مکھی نے عرط گھاس سے چارہ لیا ہوگا، جس سے شہد میں بو آگئی، پس آپ ﷺ اس شہد سے ہاتھ اٹھالیں گے، اور اس طرح مسئلہ حل ہو جائے گا۔۔۔ چنانچہ جب آپ ﷺ شہد نوش فرما کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے پلان کے مطابق بات کہی، آپ ﷺ نے مذکورہ جواب دیا، پھر جب آپ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو انھوں نے بھی وہی بات کہی، اور آپ ﷺ نے بھی وہی جواب دیا، نیز یہ بھی فرمایا کہ میں شہد کو اپنے لئے حرام کرتا ہوں، مگر یہ بات کسی کو بتلانا نہیں (تاکہ زینب رضی اللہ عنہا کی دل شکنی نہ ہو، نہ ازواج کی دوسری جماعت کو جوابی کاروائی کرنے کا موقع ملے) مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی کہ پلان کامیاب ہو گیا، اور نبی ﷺ نے مطلق شہد کو اپنے لئے حرام کر لیا۔ پھر جب اگلے دن آپ ﷺ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے، اور انھوں نے شربت بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لا حاجۃ لی فیہ: مجھے شہد کا شربت نہیں پینا، اس سے ازدواج کی دوسری جماعت کا ماتھا ٹھنکا، مگر اس سے پہلے کہ بات آؤٹ ہو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو وحی کے ذریعہ صورت حال سے آگاہ کر دیا، اور آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صرف اتنا فرمایا کہ تم نے راز فاش کر دیا، اس سے زیادہ کچھ نہ کہا، نہ یہ بتلایا کہ آپ ﷺ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی، حفصہ رضی اللہ عنہا کا خیال اس طرف گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ ﷺ کو بتائی ہوگی، اگر ایسا ہوا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر ہو جائیں گی، مگر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے ساری بات اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اس واقعہ میں سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جو یہ ہیں: اے نبی! آپ ﷺ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے؟ آپ ﷺ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں! اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

اعتراض: یہ تو کوئی بڑا معاملہ نہیں، صرف ایک راز افشا کرنے کی بات تھی، پھر قرآن نے اس کو اتنی اہمیت کیوں دی کہ اگر تم دونوں نبی ﷺ کے خلاف کاروائی کوگی (اور اپنی پارٹی کے ساتھ مل کر کر دوگی) تو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے کارساز ہیں، اور جبرئیل اور نیک مسلمان پشت پناہ ہیں اور فرشتے بھی مددگار ہیں، اتنے بڑے لاؤ لشکر کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو معمولی مسئلہ ہے!

جواب: چنگاری ابتدا میں معمولی نظر آتی ہے، مگر جب بھڑکتی ہے تو لاوا پھونک دیتی ہے، گھریلو مسائل کا بھی یہی حال ہے، شروع میں وہ معمولی نظر آتے ہیں، مگر جب بڑھتے ہیں تو نشین اجاڑ دیتے ہیں، غور کرو! یہاں مسئلہ صرف دو ازدواج کا نہیں تھا، بلکہ تمام ازدواج کا تھا، پس جب ازدواج کے دو گروپ متصادم ہو گئے تو نبی ﷺ کے گھر کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ ہر معاشرتی مسائل سے واقف کار بخوبی لگا سکتا ہے

تنبیہ: اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان آیات کے شان نزول میں ایک طویل روایت ذکر کی ہے، جو حسن صحیح ہے، مگر غریب روایت ہے، بعض مضامین میں غت ربود ہو گیا ہے، آیات تخییر سے جو واقعہ متعلق ہے اور جو سورۃ الاحزاب (آیت ۲۸) کی تفسیر میں گزر چکا ہے اس کے بعض اجزاء اس روایت میں آگئے ہیں۔

تشریح: اس آخری مضمون میں راویوں نے غت ربود کر دیا ہے، آپ ﷺ نے جو ایک ماہ تک ازدواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی اس سلسلہ میں کوئی اظہار ناراضگی نہیں کیا گیا تھا، بلکہ آپ ﷺ نے وہ مدت پوری فرمائی تھی، اور ختم مدت پر آیات تخییر نازل ہوئی تھیں، جن کا تذکرہ سورۃ الاحزاب میں ہے۔ اظہار ناگواری شہد کو حرام کرنے کے واقعہ میں کیا گیا ہے، اور اس کے لئے قسم کا کفارہ تجویز کیا ہے، جس کا تذکرہ سورۃ التحریم کے شروع میں ہے۔ آگے کا سارا مضمون بھی آیات تخییر سے متعلق ہے۔

سُورَةُ الْمُلْكِ

سورة الملک کی تفسیر

سورة الملک: سورة الطور کے بعد ۷۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۷ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿فَلَهُ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا﴾ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام اللہ پاک کے عذاب سے اپنی بیویوں کو

نہیں بچا سکے۔ تو معلوم ہوا برکت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی برکتیں دینے والا نہیں ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ يَبْدِى الْمُلْكُ﴾۔

ربط معنوی: سورۃ الحديد سے التحريم تک مسئلہ توحید کی خاطر اتفاق اور جہاد کا ذکر کیا گیا۔ اب سورۃ ملک سے لے کر سورۃ جن تک اسی مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں سورۃ ملک میں دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے اس کے بعد سورۃ القلم میں ارشاد ہوگا کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی مسئلہ کے بیان میں نرمی اختیار کریں لیکن اب مسئلہ کے بیان میں ہرگز نرم نہ ہوں تو مدہانت سے کام نہ لیں ﴿وَذُوْا کُوْتُبٍ مُّدْنُوْنَ﴾ پھر سورۃ الحاقہ میں اس مسئلہ کو نہ ماننے پر تخويف اُخروی ہوگی۔ سورۃ المعارج میں مشرکین پر زجر کا ذکر ہوگا کہ وہ ماننے کے بجائے اس عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد سورۃ نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی مذکور ہوگی۔ اور پھر سورۃ الجن میں جنات سے دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ اس طرح سورۃ ملک سے لے کر سورۃ جن تک گویا ایک ہی سورۃ ہے جس میں مسئلہ کو گیارہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ: تین دلائل عقلیہ عامہ اور آٹھ دلائل عقلیہ خاصہ۔ تخويف و تبشیر اور بیان طُرُق تبلیغ۔

تفصیل: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ يَبْدِى الْمُلْكُ﴾ دعوائے سورۃ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پہلی دلیل عقلی عام یعنی ساری کائنات کی بادشاہی اور سلطنت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ﴿وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ دوسری دلیل عقلی عام وہ ہر چیز پر قادر ہیں ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ اسی نے موت و حیات کو پیدا کیا ہے اور وہی آزمائش کرتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ تا... ہُوَ حَسِيْبٌ ﴿پہلی دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا کرنے والا اور ان کو عیب اور شکاف سے محفوظ بنانے والا وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا...﴾ دوسری دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تو میں نے پیدا کیا تو کیا آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت کسی اور نے دی ہے؟ نہیں ہم نے ہی تو ان کو زینت دی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔ ﴿وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيْطٰنِ﴾ تیسری دلیل عقلی خاص اچھا مزین تو ہم نے کیا اور شیاطین کے لئے ان کو رجوم کس نے بنایا۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهٖمْ...﴾ تا... فَسَحَقْنَا لِاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿تخويف اُخروی: کفار و مشرکین کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ جب ان جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ غیظ و غضب سے پھر جائے گا۔ اس وقت وہ کفِ افسوس ملیں گے اور کہیں گے کاش! اگر ہم دنیا میں ہدایت کی باتیں سن کر یا خود سمجھ کر ان پر عمل کرتے تو آج جہنم میں نہ جاتے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ...﴾ الایہ ﴿یہ مومنین کے لئے بشارت اُخرویہ ہے۔

﴿وَاَسْرَوْا قَوْلَكُمْ اَوْ اجْهَرُوا بِهٖ﴾ یہ دلائل مذکورہ کا ثمر ہے چونکہ وہ ہر چیز خالق ہے اس لئے ہر چیز کو جاننے والا اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ ذُلُوْلًا...﴾ الایہ ﴿چوتھی دلیل عقلی خاص: اوپر کا حال تم نے سن لیا، اب نتیجہ دیکھو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا تو اس کو ذلول کس نے بنایا تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿ءَاَمِنْتُمْ مِّنْ فِی السَّمَاءِ...﴾ تا... فَلَکَيْفَ کَانَ نٰکِرٍ ﴿یہ تخويف دنیوی ہے کیا تم اللہ سے نڈر ہو گئے کہ وہ تمہیں زمین

میں دھنسا دے یا آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں ہلاک کر دے۔ جس طرح اس نے تم سے پہلی قوموں کے مکذبین کو انواع عذاب سے ہلاک کیا۔

﴿أَوَلَمْ يَدْعُوا إِلَى الظُّلُمِ...﴾ (الایہ) یہ پانچویں عقلی دلیل خاص ہے۔ اوپر اور نیچے کا حال تم نے سن لیا اب درمیان کا حال سنو۔ ان پرندوں کو پیدا تو ہم نے کیا لیکن فضا میں ان کو تھامنے والا کوئی اور ہے، ہرگز نہیں۔ خدائے رحمن ہی کا کام ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟۔

﴿أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ...﴾ تا... بَلْ لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿۵۰﴾ تخویف دنیوی بطور ثمرہ: حاصل یہ ہے کہ جن کو تم نے اپنا برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی بند کر دے تو وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ...﴾ (الایہ) یہ زمین و آسمان کے بعد اب اپنی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا لیکن تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں کسی اور نے عطا کیں؟ نہیں یہ سب اللہ ہی کی عطاء ہے۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ﴿قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ...﴾ (الایہ) ساتویں عقلی دلیل خاص: اسی ہی نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن پھر اسی کے پاس اکٹھے کئے جاوے گے۔

﴿وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ...﴾ (الایہ) شکوہ مشرکین کہتے ہیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟ ﴿قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ...﴾ (الایہ) جواب شکوئی: فرمادیجئے اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً...﴾ (الایہ) تخویف اخروی: جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے چہرے بگڑ جائیں گے۔ ﴿قُلْ أَدْعَيْكُمْ إِنِّي أَهْلِكُنِي اللَّهُ...﴾ (الایہ) یہ پہلا طریق تبلیغ یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ ہمیں ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟

﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنًا بِهِ...﴾ (الایہ) دوسرا طریق تبلیغ ہمارا معبود خدائے رحمن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے۔

﴿قُلْ أَدْعَيْتُكُمْ إِنِّي أَصْبَحُ مَآذُكُمْ غَوًّا...﴾ (الایہ) آٹھویں عقلی دلیل خاص: اگر اللہ پانی کو زمین کی انتہائی گہرائی میں لے جائے تو پھر تازہ پانی تمہیں کون مہیا کرے گا۔

اعتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے گیارہ دلائل عقلی نفی شرک فی البرکات پر۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کے جہنم جانے پر جنہوں نے قرآن نہیں سنا اور نہ اس کو سمجھا۔ (آیت ۱۰)

وَمِنْ سُورَةِ الْقَلَمِ

باب ۶۶۔ سورۃ القلم کی تفسیر

سورۃ القلم مکیہ: سورۃ العلق کے بعد ۲ نمبر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۸ نمبر پر ہے۔
ربط: قرآن کریم کے آخر میں احوال قیامت کا تذکرہ ہے۔ بحث بعد الموت وغیرہ کا۔ سورۃ ملک کے آخر میں فرمایا:
﴿فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝﴾

اس سورۃ میں ہے

﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ تبارک میں ثابت کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں اب سورۃ قلم میں خبردار کیا گیا کہ مشرکین کوششیں کریں گے کہ آپ اس مسئلہ میں نرم ہو جائیں تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں یا یہ کہ وہ نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کو برکات دہندہ مانیں مگر ان کے معبودوں کا ذکر نہ کریں۔ مگر آپ اس میں ہرگز نرم نہ ہوں اور مدہانت نہ کریں۔

خلاصہ: زجر تسلیہ، دعوائے سورت، تخویف دنیوی، بشارت، تخویف اخروی، تعلق انتہاء بابتداء۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے قلم کی گواہی پر۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کو دس دفعات پر جو تمہیں مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں سست کراتے ہیں۔

قلم سے کون سا قلم مراد ہے؟

(۳۲۴۱) قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَاءَ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أَنَسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي الْقَدْرِ فَقَالَ عَطَاءٌ لَقِيْتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَجَزَى بِمَا هُوَ كَاتِبٌ إِلَى الْأَبَدِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: عبد الواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں میں مکہ آیا میری ملاقات عطاء بن ابی رباح سے ہوئی میں نے ان سے کہا اے ابو محمد ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو عطاء نے بتایا میری ملاقات حضرت ولید بن عبادہ سے ہوئی تھی تو انہوں نے یہ بتایا تھا میرے والد حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس سے فرمایا تم لکھ دو تو اس نے ابد تک ہونے والی ہر چیز لکھ دی۔

سورۃ القلم کے شروع میں قلم کی قسم کھائی ہے، اس سے کونسا قلم مراد ہے؟ تین راے ہیں: اس حدیث سے متعلق تمام کلام اور بحث ابواب القدر کے آخری میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْحَاقَّةِ

باب ۶۷۔ سورۃ الحاقۃ کی تفسیر

سورۃ الحاقۃ مکیہ: سورۃ الملک کے بعد ۷۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾

یہ دن کون سا ہوگا ﴿الْحَاقَّةُ﴾ ﴿مَا الْحَاقَّةُ﴾

ربط معنوی: سورۃ القلم میں فرمایا تھا تبارک کے دعویٰ میں آپ کو نرم کرنے کے لئے مشرکین نرمی کریں گے مگر آپ اس میں نرم نہ ہوں۔ اب اس سورۃ میں اس دعویٰ کو نہ ماننے والوں کے لئے تحذیفات ہیں دنیویہ بھی اور اخرویہ بھی۔

خلاصہ: تحذیف دنیوی کے پانچ نمونے، تحذیف اخروی، بشارت اخرویہ، تحذیف اخروی، حقانیت وحی پر استدلال، دعوائے سورت۔
تحذیف دنیوی کے پانچ نمونے:

①، ② قوم ثمود و عاد سے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ﴾

③ ﴿وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ﴾

③ ﴿وَالْمُؤْتَفِكْتُ﴾ الٹی ہوئی بستیاں مراد ﴿أَهْلُ الْمُؤْتَفِكَتِ﴾ ہیں یعنی ان بستیوں باشندے، مراد قوم لوط علیہ السلام ہے کیونکہ ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا گیا تھا۔ قرطبی، بیضاوی، روح۔

⑤ قوم نوح علیہ السلام ﴿إِنَّا لَنَا طَغَا الْهَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ﴾

استدلال برصدقت وحی:

﴿إِنَّا لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ یہ علیحدہ جملہ ہے یہ ایک مکرم و محترم رسول (محمد رسول اللہ ﷺ) کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے جسے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا رہا ہے یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی بات نہیں نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کاہن کا یعنی محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں وہ نہ شاعر ہیں نہ کاہن مگر اس کے باوجود تم بہت کم مانتے اور نصیحت پکڑتے ہو یہ کلام رب العالمین کی طرف سے اُترا ہے یا ﴿إِنَّا لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ جواب قسم ہے اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور وحی الہی ہونے پر استدلال ہے تم بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کرتے ہو تو وحی کا بھی انکار نہ کرو اگر تم اس کے نزوک کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے۔

صدقت رسول ﷺ کی دلیل:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ﴾ یہ صدقت رسول ﷺ کی دلیل ہے یحییٰ کا معنی قوت اور قدرت کے ہیں اگر بالفرض محمد ﷺ ہمارے ذمے کوئی جھوٹی بات لگا دیتے تو ہم ان کو پوری قوت کے ساتھ مواخذہ کرتے اور ان کی رگ حیات کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو ہماری گرفت سے نہ بچا سکتا چونکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

دجال قادیان مرزا غلام احمد نے اس آیت سے اپنی صداقت پر استدلال کیا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اس کی رگ حیات کاٹ دی

جاتی مگر ایسا نہیں ہوا لہذا وہ اپنے دعویٰ میں مفتری ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا اگر قانون کی بنیاد بنایا جائے تو اس سے قانون اخذ ہوتا ہے کہ ہو سچے پیغمبروں کے لئے ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء کریں تو ان کی رگ حیات کاٹ دی جاتی ہے اس آیت کو نبوت کے جھوٹے دعویٰ داروں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جھوٹے دعویٰ داروں کو تو بطور استدراج مہلت دی جاتی ہے تاکہ اپنی روسیاہی اور بد بختی میں مزید اضافہ کر لیں لہذا اللہ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قسم کے دوسرے دجالوں اور مفتریوں کو مہلت دینا بطور استدراج ہے اور یہ ان کی سچائی کی دلیل نہیں بلکہ ان کا کذب اور مفتری ہونے کی واضح برہان ہے۔

دعویٰ سورۃ: یہ سورۃ کا دعویٰ ہے اللہ تعالیٰ کی ہر عیب اور ہر نوع شرک سے تنزیہ و تقدیس کرو اور ان کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے آٹھ قسم کے فرشتوں پر ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ...﴾ (آیت ۱۷)

② سورۃ ممتاز ہے اس عذاب پر جو قوم عاد پر سات رات اور آٹھ دن مقرر کیا گیا: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ﴾۔

آٹھ پہاڑی بکروں کی روایت

(۳۲۳۲) زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عَصَابَةٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِيهِمْ إِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوا إِلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَدْرُونَ مَا اسْمُ هَذِهِ قَالُوا نَعَمْ هَذَا السَّحَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُزْنُ قَالُوا وَالْمُزْنُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْعَنَانُ قَالُوا وَالْعَنَانُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بُعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ مَا نَدْرِي قَالَ فَإِنْ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةً وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِي فَوْقَهَا كَذَلِكَ حَتَّى عَدَّ دَهْنَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ كَذَلِكَ ثُمَّ قَالَ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَغْلَاةٍ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَفَوْقَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَرُكُوبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَغْلَاةٍ وَمِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى السَّمَاءِ وَاللَّهُ فَوْقَ ذَلِكَ قَالَ عَبْدُ بَنٍ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ لَا يُرِيدُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ أَنْ يَتَخَجَّ حَتَّى نَسْمَعَ مِنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ.

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بطحاء کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ان لوگوں پر سے ایک بادل گزرا لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم لوگ جانتے ہو اس کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں اسے سحاب کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مزمن بھی کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا عنان بھی کہتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا عنان بھی کہتے ہیں پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان (یہاں راوی کو شک ہے) اکہتر بہتر یا شاید تہتر برس (کی مسافت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں) کا

فاصلہ ہے اور اس سے اوپر جو آسمان ہے (ان دونوں کے درمیان) اتنا ہی فاصلہ ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ساتوں آسمانوں کے بارے میں یہی بات ارشاد فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے جس کی گہرائی اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے اس سمندر پر سمندر ہے جس کی گہرائی اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہوتا ہے ان کی پشت پر آٹھ فرشتے ہیں ان کے پاؤں اور ٹخنوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہے ان کی پشت پر عرش ہے جس کے نیچے والے حصے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی اوپر ہے۔

عبد بن حمید بیان کرتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے عبد الرحمن بن سعد جج کرنے کیوں نہیں جاتے تاکہ ان سے (براہ راست) ہی یہ حدیث سن لی جائے۔

(۳۲۳۳) عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ الرَّازِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَقُولُ كَسَانِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: عبد الرحمن بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں ان کے والد نے انہیں بتایا ہے انہوں نے بخارہ میں ایک شخص کو ایک خچر پر سوار دیکھا جس نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اس شخص نے یہ بتایا نبی اکرم ﷺ نے یہ عمامہ مجھے پہنایا ہے۔

سورۃ الحاقہ کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ﴾

”اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز یعنی قیامت کے روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ آٹھ پہاڑی بکروں والی روایت ذکر کرتے ہیں: رہا یہ معاملہ کہ عرش رحمن کیا چیز ہے اس کی حقیقت اور شکل و صورت کیا ہے اور فرشتوں نے اسے کس طرح اٹھایا ہوا ہے۔ اور اللہ جل شانہ عرش پر جلوہ افروز ہیں، سلف صالحین صحابہ و تابعین کا مسلک اس جیسے تمام معاملات میں یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ اس سے جو کچھ اللہ جل شانہ کی مراد ہے وہ حق ہے اگرچہ اس وقت اس کی حقیقت اور کیفیت معلوم نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث حدیث الادعال (پہاڑی بکروں والی روایت) کہلاتی ہے، یہ حدیث حسن ہے یعنی اس کے راوی ٹھیک ہیں، مگر اعلیٰ درجہ کی نہیں، چنانچہ صحیحین میں روایت نہیں لی گئی۔

اور مضمون حدیث کے سلسلہ میں دو باتیں غور طلب ہیں:

(۱) ترمذی وغیرہ کی روایت میں اکہتر یا بہتر یا تہتر سالہ مسافت کا ذکر ہے، اور اس کو تکثیر پر محمول نہیں کیا جاسکتا، تین عددوں میں تردید اس سے مانع ہے، جبکہ عام روایات میں اور شعیب کی اسی روایت میں پانچ سو سالہ مسافت کا ذکر ہے، یہ صریح تعارض ہے۔

(۲) سورۃ الحاقہ میں اس کی صراحت ہے کہ قیامت کے دن عرش الہی کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور اس روایت میں یہ ہے کہ اس وقت اس کو آٹھ پہاڑی بکرے اٹھائے ہوں گے، یہ بات نص قرآنی کے خلاف ہے۔

پس ان وجوہ سے یہ حدیث صحیح نہیں، اور صفات میں حدیث کا صحیح ہونا ضروری ہے، البتہ عرش الہی کا قرآن کریم سے قطعی ثبوت ہے، اور استواء علی العرش کا مضمون سات آیتوں میں آیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا بھی سورۃ الملک کی دو آیتوں میں آیا ہے، اور یہ بات ناقابل تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی جہت میں ہیں نہ مکان میں، کیونکہ جہت و مکان مخلوق ہیں اور خالق مخلوق میں نہیں ہو سکتا، اور یہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ مخلوق کے مشابہ ہیں نہ ان کی صفات کی کیفیت کوئی جانتا ہے، پس عرش پر اللہ کے استواء کو ماننا اور اللہ کے آسمان میں ہونے کو ماننا ضروری ہے، باقی تفصیلات کو اللہ کے حوالے کرنا چاہئے۔

سُورَةُ الْمَعَارِجِ

باب ۶۸۔ سورۃ المعارج کی تفسیر

سورۃ المعارج مکیہ: سورۃ الحاقہ کے بعد ۷۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝﴾

اس سورۃ میں ﴿سَأَلْ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ حاقہ میں دعویٰ تبارک کونہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف سنائی گئی اب چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس دعوے کے انکار پر باز آجائے اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے۔ مگر اس کے بجائے وہ الٹا اللہ تعالیٰ سے عذاب کا مطالبہ کرتے

ہیں ﴿سَأَلْ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝﴾ (المعارج)

خلاصہ: زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، زجر برائے مشرکین۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس دن کے بیان پر جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

② سورۃ ممتاز ہے اس بیان پر کہ انسان لالچی پیدا ہوا ہے ﴿خُلِقَ هَلُوعًا ۝﴾ (آیت ۱۹)

(۳۲۴) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (كَالْمُهْل) قَالَ كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةٌ وَجْهِهِ فِيهِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں ہے)۔

”پگھلے ہوئے تانے کی مانند۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس سے مراد تیل کی تلچھٹ ہے یعنی جب وہ جہنمی اسے اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔

سورۃ المعارج کی (آیت ۸) ہے: ﴿يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝﴾

”جس دن آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا۔“

اور یہی تشبیہ سورۃ الدخان (آیت ۴۵) میں بھی آئی ہے، مگر وہ جہنمیوں کے کھانے (زقوم) کے سلسلہ میں آئی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے بھی ابواب صفۃ جہنم ۴ میں۔

سُورَةُ نُوحٍ

سورة نوح کی تفسیر

سورة نوح مکیہ: سورة النحل کے بعد ۷۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۱ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورة میں ہے ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِوَيْتِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَنُقَدِّرُونَ ۚ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ اس سورة میں اس پر مثال دی کہ قوم نوح کو ہلاک کیا ﴿أَنْ تُبَدِّلَ اٰی اَنْ تُهْلِكُھُمْ﴾۔

رابط معنوی: سورة ملک سے لے کر سورة جن تک مضمون کے اعتبار سے گویا ایک ہی سورة ہے۔ سورة ملک میں عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ پھر سورة القلم میں فرمایا اس مسئلہ میں نرمی نہ کریں اس کے بعد الحاقہ میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تحویفات اور ماننے والوں کے لئے تبشیرات کا بیان ہوا۔ پھر المعارج میں معاندین پر زجر کیا گیا کہ وہ عذاب سے ڈر کر ماننے کے بجائے الٹا عذاب طلب کر رہے ہیں۔ اس سورة نوح علیہ السلام اور سورة جن دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا سورة نوح علیہ السلام میں دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام مذکور ہے۔

خلاصہ: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت، قوم کا انکار و استکبار، استیصال (ہلاکت کفار) کا ایک نمونہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے ضمن میں دلائل نقلیہ۔ حاصل یہ ہے کہ تبلیغ توحید میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔ اور مشرکین کی مخالفت اور ایذا پر صبر کرو اور تبلیغ کا کام جاری رکھو۔

دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا... تَا... لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾

دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور انکار و استکبار کی صورت میں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

دلائل عقلیہ: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۚ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۚ... تَا... لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۚ﴾ یہ ترہیب (ڈرایا گیا) ہے اور دلائل عقلیہ کا ذکر ہے تَرْجُونَ اے تَخَافُونَ یا تَعْتَقِدُونَ اور وَقَارًا کے معنی ہیں عظمت و جلالت، تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو جس نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور معبودان باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو اور ان کو برکات دہندہ کیوں سمجھتے ہو۔

﴿وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا﴾ حضرت نوح علیہ السلام نے ان عقلی دلائل کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا کہ اپنی پیدائش پر غور کرو اور دیکھو اللہ پاک نے تمہیں کس طرح مختلف احوال سے گزار کر پیدا فرمایا۔ ﴿أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ﴾ اپنی پیدائش کے علاوہ ذرا اوپر کی طرف آسمانوں کو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی قدرت و صنعت سے تہ بہ تہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان میں چاند اور سورج کو روشن کیا قمر کو نور اور شمس کو سراج (چراغ) فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہے کیونکہ اندھیرے میں روشنی خود اس کے اندر ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے مستفاد نہیں ہوتی۔ تفسیر مظہری والا کہتا ہے کہ شاید ہو سکتا ہے ﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۝﴾ سے یہ بتانا مقصود ہو کہ قمر کا نور سورج سے مستفاد ہے کیونکہ نور یہ سراج سے مستفاد ہوتا ہے۔ (مظہری ج ۱۰ ص ۷۵)

﴿وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا﴾ ایک مطلب تو یہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا یا مطلب ہے کہ جن نطفوں سے تم کو پیدا کیا وہ زمین سے حاصل ہوئی والی غذا سے پیدا ہوتے ہیں ﴿ثُمَّ يُعِيدُكُمْ...﴾ الایہ مرنے کے بعد زمین میں دفن ہو اور قیامت کے دن دوبارہ اٹھنا مراد ہے ﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ...﴾ الایہ زمین کو ہموار بنایا کھلا بنایا تاکہ اس میں کشارہ رستے بنائے جائیں۔ جب ان سب صفات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے کہ اللہ پاک نے یہ سب کچھ بنایا ہے تو پھر سمجھ جاؤ تمہارا معبود حقیقی وہ ہے اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور خود ساختہ معبودوں کو چھوڑ دو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دن اور رات توحید کی طرف دعوت دی۔ (آیت ۵)
② سورۃ ممتاز ہے قوم نوح کے ان پانچ بزرگوں پر جن کی عبادت کیا کرتے تھے وہ، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ (آیت ۳۳)

وَمِنْ سُورَةِ الْجِنِّ

باب ۶۹۔ سورۃ الجن کی تفسیر

سورۃ الجن مکہ: سورۃ الاعراف کے بعد ۴۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ نوح میں ﴿عَلَىٰ أَنْ تُبَيِّنَ﴾ پر استشہاد کیا۔ اس سورۃ میں فرمایا کہ کچھ مرد تم سے بہتر ہیں اور وہ کون ہے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں دعویٰ تبارک پر حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیلی ذکر کی گئی۔ اب سورۃ جن میں جنات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات بھی قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو توحید کا وعظ کرنے لگے۔ خلاصہ: دلیل نقلی از جنات، تخويف و تبشير، دعویٰ توحید کا ذکر بطور ثمرہ۔

دلیل نقلی از جنات: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ... فَكَانُوا لِحَبْلِهِمْ حَطَبًا﴾

دلیل نقلی از جنات دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جنات کہتے تھے کہ ہم نے نا آشنا کتاب سنی ہے ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾ (آیت ۱)

② سورۃ ممتاز ہے جنات کے کہنے پر کہ ﴿وَكَنْ تُشْرِكْ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ (آیت ۲)

سورۃ الجن کا شان نزول

(۳۲۳۵) قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَأَهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوْقٍ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ فَقَالُوا مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا أَمْرٌ حَدَثَ فَاصْرُبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالُوا فَانْطَلِقُوا يَصْرُبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُونَ مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولَئِكَ النَّفَرُ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا مَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَنْخَلَةٌ

عَامِدًا إِلَى سُوقٍ عَكَظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا وَاللَّهِ الَّذِي حَالُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ قَالَ فُهَذَا لِكِ رَجْعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمُنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَامْتَابِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ (قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ) وَإِنَّمَا أَوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے نہ تو جنات کے سامنے تلاوت کی اور نہ ہی آپ ﷺ نے انہیں دیکھا ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ عکاظ کے میلے کی طرف جارہے تھے اس دوران شیاطین اور آسمان کی طرف سے آنے والی اطلاعات کے درمیان رکاوٹ آچکی تھی اور ان شیاطین پر شہاب ثاقب چھوڑے جارہے تھے وہ شیاطین اپنی قوم میں واپس آئے اور بولے تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمارے اور آسمان کے درمیان رکاوٹ آگئی ہے اور ہمارے اوپر شہاب ثاقب چھوڑے جارہے ہیں تو کچھ جنات نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے تم لوگ روئے زمین کا جائزہ لو کہ وہ کون سی چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر وہ لوگ پوری روئے زمین کا جائزہ لینے کے لیے چل پڑے کہ وہ کون سی چیز ہے جو ان کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گئی ہے ان میں سے کچھ لوگ وادی تہامہ کی طرف بھی آئے جہاں نبی اکرم ﷺ تھے آپ ﷺ اس وقت ایک کھجور کے باغ میں تھے اور آپ ﷺ عکاظ کے میلے کی طرف جارہے تھے آپ ﷺ اس وقت اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے جب ان شیاطین نے قرآن کو سنا تو اسے غور سے سننے لگے اور بولے اللہ کی قسم یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنی ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہاں سے وہ لوگ اپنی قوم میں واپس چلے گئے اور بولے اے ہماری قوم (اس کے بعد کے الفاظ قرآن کے ہیں)۔

”بے شک ہم نے قرآن پاک کو بہت حیرت انگیز چیز کے طور پر سنا ہے وہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں ہم کسی کو بھی اپنے پروردگار کا شریک نہیں سمجھتے۔“

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ سورۃ نازل کی: ”تم یہ فرما دو میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے جب جنات کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔“ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی طرف جنات کی یہ بات وحی کی گئی تھی۔

(۳۲۴۶) وَهَذَا الْأَسْنَادُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا) قَالَ لَمَّا رَأَوْهُ يُصَلِّي وَأَصْحَابُهُ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَيَسْجُدُونَ بِسُجُودِهِ قَالَ تَعَجَّبُوا مِنْ طَوَاعِيَةِ أَصْحَابِهِ لَهُ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا).

ترجمہ: اسی سند کے ہمراہ یہ بات منقول ہے یہ قول جنوں کا ہے (جسے قرآن نے نقل کیا ہے) تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے سجدے میں جانے کے ساتھ ہی سجدے میں جا رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ لوگ اس بات پر بہت حیران ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی کس طرح پیروی کر رہے تھے انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔

”تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)۔“

(۳۲۴۷) قَالَ كَانَ الْحُجْنُ يَصْعَدُونَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُونَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوا فِيهَا تِسْعًا فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُونُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادُوا فَيَكُونُ بَاطِلًا فَلَمَّا بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِعُوا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَّرُوا ذَلِكَ لِإِبْلِيسَ وَلَمْ تَكُنِ التَّجْوُزُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُمْ إِبْلِيسُ مَا هَذَا إِلَّا مِنْ أَمْرِ قَدْ حَدَّثَ فِي الْأَرْضِ فَبَعَثَ جُنُودَهُ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّي بَيْنَ جَبَلَيْنِ أَرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هَذَا الَّذِي حَدَّثَ فِي الْأَرْضِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پہلے جنات آسمان کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے وحی کو سن لیتے تھے جب وہ کوئی بات سنتے تھے تو اس میں نو چیزوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے تھے اس لیے انہوں نے جو بات سنی ہوتی تھی اس میں سے کوئی بات سچ ثابت ہو جاتی تھی لیکن جو انہوں نے اضافہ کیا ہوتا تھا وہ بات غلط ثابت ہوتی تھی جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان کی یہ سہولت ختم ہو گئی انہوں نے ابلیس کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ اس سے پہلے تو انہیں کبھی ستاروں کے ذریعے نہیں مارا گیا تو ابلیس نے ان سے کہا زمین میں کوئی نئی صورت حال رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے پھر اس نے اپنے لشکر (مختلف سمت) میں بھیجے تو ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان وضو کرتے ہوئے پایا (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حدیث میں مکہ کے بھی الفاظ ہیں پھر وہ جنات ابلیس سے ملے اور اسے اس بارے میں بتایا تو وہ بولا یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں نیا رونما ہوا ہے۔

تشریح: فائدہ: (۱) جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جو اسی زمین پر بسی ہوئی ہے، اور انسانوں کی طرح جسم اور عقل و شعور رکھتی ہے، مگر ہماری نظروں سے اوجھل ہے، کیونکہ وہ ہم سے لطیف ہے، اور کثیف کو لطیف نظر نہیں آتا، جیسے ہمیں ہوا نظر نہیں آتی۔ اور جنات میں انسانوں کی طرح نرمادہ ہوتے ہیں، اور ان میں توالد و تناسل بھی ہوتا ہے، اور وہ ہماری طرح مکلف ہیں، مگر اب ان میں رسالت کا سلسلہ باقی نہیں رہا، آدم سے پہلے کیا صورت تھی: وہ معلوم نہیں۔

انطلق رسول اللہ ﷺ فی طائفة من اصحابہ.

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر طائف میں صرف حضرت زید بن حارثہ تھے پھر حدیث میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ الفاظ کیسے ذکر کئے ہیں؟

جواب ①: ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے طائف کی طرف کئی سفر ہوئے ہوں جس میں ایک دفعہ تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما ساتھ

ہوں اور پھر کسی موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں اس لیے دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں۔
جواب ②: سفر طائف سے واپسی پر ایک ایک کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے یوں ایک جماعت کی شکل بن گئی اس لیے حدیث میں فی طائفة من اصحابہ کہا ہے۔

سُورَةُ الْمُرْزَلِ مَكِّيَّةٌ

سورت منزل کی تفسیر

سورة القلم کے بعد ۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَ اَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝﴾ پر اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کا نماز میں قیام ایک بہت ہی خوبصورت چیز ہے لہذا فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الْمُرْزَلُ ۝ قُمْ اَنْتَ الْاَيْلُ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ منزل اور مدثر دونوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ حاصل ربط یہ ہے کہ گزشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کا ایک پہلو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں علی وجہ الکمال بیان ہو چکا ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ، ثمرات دلائل، تحویفات، اور تبشیرات کے اسالیب مختلفہ و عناوین متنوعہ کے ساتھ اثبات توحید و نفی شرک کا مضمون مفصل و مدلل ہو چکا۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہیں کیونکہ ہدایت کی راہ قرآن ہی سے معلوم ہوتی ہے اور توحید پر ثبات قدم رہیں، یہی مسئلہ سارے قرآن کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ ﴿وَ رَقِطِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا ۝﴾ (سورۃ منزل) اور پھر صرف تلاوت قرآن پر ہی اکتفا نہ کریں۔ بلکہ اس میں جو احکام مذکور ہیں خصوصاً مسئلہ توحید ان کی تبلیغ بھی فرماتے رہیں۔ ﴿قُمْ فَانْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَيْفَ ۝﴾ (سورۃ مدثر)

خلاصہ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُرْزَلُ ۝ قُمْ اَنْتَ الْاَيْلُ ۝﴾ تا... فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

امراؤل: رات کا کچھ حصہ قیام کریں اور اس میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجالائیں اور اس کے سوا کسی کو کارساز نہ بنائیں۔

﴿وَ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُوْلُوْنَ... تا... وَ مَهْلَهُمْ قَلِيْلًا ۝﴾

امردوم: تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ، کفار کی باتوں سے آزر دہ خاطر نہ ہوں، ان کو چھوڑ دیں، میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

﴿اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَ جَحِيْمًا ۝﴾ تا... وَ كَانَتْ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝

تخویف اخروی برائے کفار و مشرکین: ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو قیامت کے دن مبتلا کیا جائے گا۔

﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۝﴾ تا... فَاتَّخِذْهُ اَوْكِيلًا ۝

تخویف دنیوی: ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو تمہیں دعوت دیتا ہے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔ فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی اور اس کی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو سخت عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ اگر تم نے بھی اس عظیم الشان رسول کی دعوت کو رد کر دیا تو تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ... تا... كَان وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝﴾

تخویفِ اخروی: کفر و شرک اور عصیان و طغیان کی سزا صرف دنیا ہی میں بس نہیں ہوگی بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی ﴿إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ﴾ ترغیب الی الایمان و اتباع القرآن

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ﴾ الی آخر السورۃ۔ یہ ابتداء سورۃ سے متعلق ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور کمزور بھی ہوں گے مسافر اور مجاہد بھی، اس لئے قیام اللیل میں تم پر سختی نہیں کی گئی، بلکہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جس قدر چاہو قیام کرو اور جس قدر آسانی سے تلاوت کر سکو اسی قدر اس میں تلاوت کرو۔

﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُ﴾ اصل الْمُتَزَمِّلُ تھا فاء تفعیل کی جگہ زاء آگئی اس لئے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کر دیا گیا۔

- امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ منزل کے بیان پر ﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُ﴾
② سورۃ ممتاز ہے تین قسم کے گروہوں پر مد رسیدین، مجاہدین اور خادمین پر۔

سُورَةُ الْمَدَّثِرِ

باب ۷۰۔ سورۃ المدثر کی تفسیر

سورۃ المدثر مکیہ: سورۃ المنزل کے بعد ۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُ ۝ قُمْ إِلَيْنَا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَدَّبْتُ وَلَدًا ۝﴾ رات کو تھوڑا سا کھڑے ہوں، قرآن کے مضامین پر غور و فکر کرنے کے لئے۔ اس سورۃ میں ہے ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝﴾ یعنی ان مضامین قرآن کے ساتھ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اگر وہ ایمان نہ لائے۔

ربط معنوی: سورۃ منزل میں فرمایا قرآن کی تلاوت میں مصروف رہو اور توحید پر قائم رہو۔ اب سورۃ مدثر میں فرمایا تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی دعوت یعنی مسئلہ توحید اور اس کے دوسرے احکام کی تبلیغ بھی کرو۔

خلاصہ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝... تا... وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝﴾ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ، اللہ کی توحید بیان کرو اور شرک سے اس کی تقدیس و تنزیہ کرو ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝﴾ تسلیم برائے نبی کریم ﷺ۔

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي النَّاقُورِ ۝... تا... غَيْرُ يَسِيرٍ ۝﴾ تخویفِ اخروی: قیامت کا دن کافروں کے لئے نہایت سخت اور دوشوار ہوگا۔

﴿ذُرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝... تا... لَا يَتَنَبَّأ عِندِيَ ۝﴾ زجر برائے معاندین، یا برائے ولید بن مغیرہ۔

﴿سَأَرْهِفُهُ صَعُودًا ۝... تا... وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ ۝﴾ تخویفِ اخروی و زجر۔

﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالْأَيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝... تا... كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝﴾ زجر۔

﴿إِلَّا أَصْحَابَ الْبُيُوتِ ۝ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝﴾ بشارتِ اخرویہ۔

﴿مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ... تَا... فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ تخویفِ آخری۔

یہ معاندین اب تو نہیں مانتے، لیکن قیامت کے دن اپنے جرم و گناہ کا اعتراف کریں گے اور کہیں گے آج ہم انہی گناہوں کی سزا پارہے ہیں۔

﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ﴾ تا آخر سورۃ، زجر، پند و نصیحت اور دعوتِ توحید سے وہ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے گدھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں براہِ راست اللہ کی طرف سے پیغام آئے، مگر یہ ناممکن ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ اصل میں متدثر تھا فائے تفعل میں دال واقع ہونے کی وجہ سے تائے تفعل کو دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ مدثر پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ جو کوئی قرآن سے اعراض کرے ان کی مثال خوف زدہ گدھوں کی مانند ہے ﴿كَانَهُمْ حَرًّا مُسْتَنْفِرًا﴾

۱۔ ابتدائی پانچ آیتوں کا شان نزول

(۳۲۴۸) قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَمَا أَنَا أُمْنِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِجَابٍ جَالِسٍ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فُجِئْتُ مِنْهُ رُعبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَدَثَرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) ثُمَّ فَأَنْذِرْ إِلَى قَوْلِهِ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ وحی کا سلسلہ رک جانے کا تذکرہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے اپنی حدیث میں یہ بات بیان کی ایک دن میں جا رہا تھا میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی میں نے اپنا سر اٹھا کے دیکھا تو وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا مجھ پر رعب کی کیفیت طاری ہو گئی اور میں واپس آ گیا اور میں نے (خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا) مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو تو انہوں نے مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور اپنی (قوم کو ڈراؤ)۔“

یہ آیات یہاں تک ہیں ”اور گندگی سے دور رہو۔“ (راوی بیان کرتے ہیں) یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

صحیح روایت میں یہ بات منقول ہے کہ سب سے پہلے سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں پھر کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ بند رہا جس کو فترت وحی کا زمانہ کہا جاتا ہے اسی زمانہ فترت کے آخر میں یہ واقعہ پیش آیا جو ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ اوپر سے کچھ آواز سنی تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھا کہ وہی فرشتہ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام جو غارِ حرا میں آیا تھا وہ آسمان کے نیچے فضا میں ایک معلق کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر وہی طبعی رعب اور ہیبت کی کیفیت طاری ہو گئی جو غارِ حرا میں ہوئی تھی سخت سردی اور کپکپی کے احساس سے

آپ ﷺ گھر میں واپس تشریف لے گئے اور فرمایا: زلمونی زلمونی اس پر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ گھبرا کر گھر لوٹے اور کپڑوں میں لپٹ گئے، اسی وقت سورۃ المدثر کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں، بقیہ سورت بعد میں نازل ہوئی۔

۲۔ صعود: آگ کا پہاڑ ہے

(۳۲۴۹) قَالَ الصَّعُودُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَّتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا ثُمَّ يُهْوَىٰ بِهِ كَذَلِكَ فِيهِ أَبَدًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں صعود جہنم کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ستر برس تک چڑھایا جائے گا پھر اتنے عرصے میں اسے نیچے کی طرف لڑھکایا جائے گا ایسا اس کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

سورۃ المدثر کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿سَاءَ رَهِقُهُ صَعُودًا﴾: غفریب میں کافر کو (مرنے کے بعد) صعود پر چڑھاؤں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا: صعود: آگ کا ایک پہاڑ ہے، جس پر کافر ستر سال تک چڑھے گا یعنی اتنی مدت میں چوٹی پر پہنچے گا، پھر وہ جہنم میں گرے گا، اسی طرح تا ابد کرتا رہے گا (یہ حدیث ابن الہیثمہ کی وجہ سے ضعیف ہے اور یہ حدیث اسی سند سے پہلے ابواب صفۃ جہنم میں آچکی ہے)۔

۳۔ جہنم کے ذمہ دار فرشتے انیس ہیں

(۳۲۵۰) قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْيَهُودِ لَا نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غَلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ قَالَ وَمِمَّا غَلِبُوا قَالَ سَأَلَهُمْ يَهُودُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوا فَمَا قَالُوا قَالَ قَالُوا لَا نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا قَالَ أَفَغَلِبَ قَوْمٌ سِئْلُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَقَالُوا لَا نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا لَكِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوا أَرَأَيْتَ اللَّهُ جَهَنَّمَ عَلَى بَاعِثَاءِ اللَّهِ إِيَّيْ سَأَلَهُمْ عَنْ ثَرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَاؤُا قَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ هَكَذَا هَكَذَا فِي مَرَّةٍ عَشْرَةً وَفِي مَرَّةٍ تِسْعَةً قَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ مَا ثَرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ فَسَكْتُوا هُنِيهَةً ثُمَّ قَالُوا خُبْرَةُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخُبْرُ مِنَ الدَّرْمَكِ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کچھ یہودیوں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا تمہارے نبی یہ جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے ہیں؟ تو صحابہ نے جواب دیا ہمیں نہیں معلوم ہم آپ ﷺ سے یہ دریافت کریں گے پھر ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی اے حضرت محمد ﷺ آج آپ کے اصحاب مغلوب ہو گئے آپ ﷺ نے دریافت کیا وہ کس وجہ سے مغلوب ہو گئے؟ تو اس شخص نے بتایا یہودیوں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ کیا آپ ﷺ کے نبی یہ بات جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے (فرشتے ہیں)؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا پھر ان لوگوں نے کیا جواب دیا؟ اس شخص نے بتایا ان لوگوں نے یہ جواب دیا ہمیں اس بارے میں پتہ نہیں ہے ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا اس قوم کو مغلوب قرار دیا جائے گا؟ جس سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا تو انہوں

نے جواب میں کہا ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے (حالانکہ دوسری طرف) ان (یہودیوں کا) اپنا حال یہ ہے انہوں نے اپنے نبی سے سوال کیا اور کہا ظاہری آنکھوں سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروائیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کو میرے پاس لے کر آؤ میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں دریافت کروں گا جو آٹے کی ہے (راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ آئے تو ان لوگوں نے کہا اے ابوالقاسم جہنم کے نگران کتنے (فرشتے ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا اتنے اتنے ہیں (راوی نے ایک مرتبہ ۱۰ کا عدد ذکر کیا ہے اور ایک مرتبہ ۹ کا عدد ذکر کیا ہے) ان لوگوں نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہے پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا جنت کی مٹی کس چیز سے بنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں وہ لوگ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر بولے اے ابوالقاسم کیا وہ روٹی کی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا روٹی میدے سے بنتی ہے۔

سورۃ المدثر کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ یعنی جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں (ان میں سے ایک مالک ہیں) اور اس عدد خاص کی حکمت قطعی طور پر معلوم نہیں، البتہ یہ انیس افسر ہیں اور ہر ایک کے ماتحت کتنے فرشتے ہیں؟ اس کو اللہ تعالیٰ بہتر ہیں۔

(۳۲۵۱) أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ (هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا أَهْلُ أَنْ أَتَقَىٰ فَمَنْ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِيَ إِلَهًا فَإِنَّا أَهْلُ أَنْ أَعْفِرَ لَهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا۔ ”وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے مغفرت طلب کی جائے۔“ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے جو شخص مجھ سے ڈرے گا اور کسی دوسرے کو میرے ساتھ معبود قرار نہیں دے گا تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ اس شخص کی مغفرت کر دوں۔

اللہ سے ڈرنے کا حکم:

اس آیت کی تفسیر حدیث قدسی سے امام ترمذی نے ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا اہل ہے کہ ہر حال میں اسی سے ڈرا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے اور اللہ ہی ایسی ذات ہے جو بڑے سے بڑے مجرم گنہگار کو اس کے سب گناہ جب چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں اور کسی کا یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا لہذا اسی کے در کو مضبوطی سے تھاما جائے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں تقویٰ کی دولت عطا فرمادے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ

باب ۱۔ سورۃ القیامۃ کی تفسیر

سورۃ القیامۃ مکیہ: سورۃ القارعہ کے بعد ۳۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں جہنمیوں کے دو مقولے ذکر کئے ﴿وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ قیامت کو جھٹلاتے ہیں۔ اور ﴿كَلَّا بَلْ لَّا

يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۖ اِى يَخَافُونَ قِيَامَ السَّاعَةِ ﴿١﴾ قِيَامَتِ كے قائم ہونے سے نہیں ڈرتے۔ اس سورۃ میں فرمایا: ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَنْ تَجْعَلَ عِظَامَهُ﴾ مقصود ان کے خیال کو زعم باطل کا رد ہے۔

ربط معنوی: مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزاء و سزا کا بھی انکار کرتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب سورۃ قیامت سے لے سورۃ الطارق کے آخر تک علی سبیل الترقی قیامت کا ثبوت ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل الاصول ہے اس لئے اس کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ایک میں مسئلہ توحید مذکور ہوگا اور ایک میں مذکور نہیں ہوگا۔

خلاصہ: ﴿لَا اُقْسِمُ... تا... بِالنَّفْسِ الْوَّامِئَةِ﴾ ثبوت قیامت کے لئے دو شاہد۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ... تا... اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾ دعوائے سورۃ وزجر برائے منکرین قیامت۔ انسان کے ڈھانچے کو دوبارہ برابر کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ہم تو انگلیوں کی پوریں بھی برابر کر دیں گے۔

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ... تا... وَكُلُّ الْاَنفِثِ مَعَاذِرُهُ﴾ تخویف اخروی۔

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ... تا... ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ جملہ معترضہ جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو اکٹھا کر سکتا ہے سورج اور چاند کو جمع کر سکتا ہے اور انسان کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے سکتا ہے وہ قرآن کو بھی آپ کے سینے میں جمع کر سکتا ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۖ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّضْرَعَةٌ ۖ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾... تا... ﴿بَشَارَتِ الْاٰخِرَةِ﴾۔

﴿وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْوِيَةٌ ۖ تَلْفُظُنْ اَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾... تا... ﴿اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ﴾ تخویف اخروی۔

﴿فَلَا صَدَقَ وَلَا وُصِّلَ﴾... تا... ﴿ثُمَّ اَوَّلٰى لَكَ فَاَوَّلٰى لَكَ زَجْرٌ﴾۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ... تا...﴾ آخر سورہ ﴿زجر متعلق بابتدائے سورت۔ انسان کو بیکار اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ جس قادر مطلق نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ لا اقسام... لازائد ہے جو کلام عرب میں تاکید کے لئے آتا ہے جواب قسم مخدوف ہے بقرینہ ما بعد ای لتبعثن ولتحاسبن۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نفس لوازمہ پر آیت ۲۔

② سورۃ ممتاز ہے قیامت کے دن انسان کے جوڑوں کے برابر ہونے پر ﴿بَلٰی قَدَرَيْنَ عَلٰی اَنْ تُسَوِّىَ بَنَانَهُ﴾ (آیت ۳)

۱۔ نبی ﷺ کو قرآن یاد نہیں کرنا پڑتا تھا، خود بخود یاد ہو جاتا تھا

(۳۲۵۲) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَتَعَجَّلَ بِهِ) قَالَ فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سَفْيَانِ شَفَتَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپ ﷺ زبان کو حرکت دے کر اس کو پڑھتے تھے اور اسے یاد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔
”تم اس کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو تا کہ تم جلدی اس کو سیکھ لو۔“

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اس کے لیے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے پھر اس راوی نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر یہ بات بتائی سفیان نامی راوی نے بھی اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تھی۔

سورة القیامہ کی (آیات ۱۶-۱۹) ہیں: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُجَاجَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾

۲۔ اعلیٰ درجے کے جنتی صبح وشام اللہ کی زیارت کریں گے

(۳۲۵۳) إِنَّ أَدْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ لِّمَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ جَنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَخُدَمِهِ وَسُرُورِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ وَجْهِهِ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جنت میں سب سے زیادہ کم تر مرتبہ اس شخص کا ہوگا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اپنے خدام اور اپنے پلنگوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے فاصلے سے دیکھ سکے گا اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو صبح وشام اس کا دیدار کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ”اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے جو اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔“

سورة القیامہ کی (آیات ۲۲، ۲۳) ہیں: ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۖ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾ ان آیات کی تفسیر میں حدیث۔

سُورَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

۷۶۔ سورة الدهر کی تفسیر

سورة الدهر مکیة: سورة الرحمن کے بعد ۹۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورة میں انسان کی تکمیل جسمانی کا ذکر ہے۔ ﴿الْمَ يَكْ نُطْفَةً مِّنْ مَّيْنِي يُنْمِي ۖ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ﴾ اس سورة میں تکمیل روحانی کا ذکر ہے ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ ربط معنوی: سورة قیامتہ میں منکرین حیات کو تخویف سنائی گئی ہے اور زجر و شکوہ کیا گیا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اب سورة دہر میں بطور ترقی ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ ... تَا... فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ میں ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو انسان پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس کو ایک معمولی قطرہ آب سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنا دیا تو معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نشاۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔ نیز سورہ قیامتہ میں صرف تخویف کا ذکر تھا، لیکن اصل دعوائے توحید مذکور نہیں تھا اب سورة میں۔ مسئلہ توحید یعنی نفی شرک فی العبادۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورة قیامتہ میں بشارت کا ذکر تھا لیکن ”دہر“ میں بشارت اخرویہ کا ذکر بہت زیادہ ہے۔

خلاصہ: ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ ... تَا... إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرہ

منی سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن اُسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ... الْآيَةُ﴾ تخویفِ اخروی۔

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرُونَ مِنْ كَانِيسَ... تا... وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا﴾ بشارتِ اخرویہ۔

ابرار کے لئے جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان ہے۔ ﴿إِنَّا نَحْنُ نُزَلْنَا... الْآيَةُ﴾ ترغیب الی القرآن۔

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ... الْآيَةُ﴾ تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ۔

﴿وَإِذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً... الْآيَتَيْنِ﴾ بیانِ توحید۔ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حشر و نشر اور توحید کی

تبلیغ کریں، اگر راہِ حق اور فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں تکلیفیں آئیں تو صبر و استقامت سے کام لیں۔

﴿إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجْبُونَ... الْآيَةُ﴾ یہ زجر ہے۔ اس میں سورۃ قیامت کی آیتوں ﴿كَلَّا بَلْ تُجْبُونَ الْعَاجِلَةَ﴾ و ﴿تَذَرُونَ

الْآخِرَةَ﴾ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ تم دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ تمہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیے۔

﴿نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ... الْآيَةُ﴾ ہم نے اُن کو پہلی بار پیدا کر لیا تھا، تو کیا دوبارہ ہم ان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟

﴿إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ... الْآيَةُ﴾ یہ بیانِ پسند و نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کر لے۔

﴿يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ﴾ بشارت ﴿وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ تخویف۔

﴿هَلْ آتَى﴾ ہل یہاں باتفاق مفسرین تاکید کے لئے بمعنی قد اتفقوا علی ان لھما فی قولہ تعالیٰ ہل آتک حدیث۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا مرکب نطفے سے پیدا کرنے پر ﴿مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے شیشے کے گلاسوں پر ﴿وَآلُؤَابِ كَانَتْ قَوَارِيرًا﴾۔

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّة

۷۔ سورۃ المرسلات کی تفسیر

سورۃ المرسلات مکیہ: سورۃ الہزہ کے بعد ۳۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۷ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجْبُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا﴾ اور فرمایا: ﴿وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ

عَذَابًا أَلِيمًا﴾ اس سورۃ میں قیامت کے دن کو تفصیل سے بیان کیا۔

ربط معنوی: سورۃ دہر میں پیدا کرنے کا نمونہ ذکر کیا گیا تاکہ اس سے حشر و نشر سمجھا جاسکے۔ اب سورۃ مرسلات میں بطور ترقی حشر و نشر

کے بعد ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا جائے گا۔

﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾... تا... ﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ﴾ دیکھو! یہ ہوائیں کہیں نرم چلتی ہیں اور کہیں تند، اسی طرح

آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی سے سختی۔

خلاصہ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾... تا... ﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ﴾ یہ آخرت میں نرمی اور سختی کا ایک دنیوی نمونہ ہے۔

﴿فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ﴾... تا... ﴿وَيَلَّيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ﴾ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن

جب قیامت بپا ہوگی تو ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔ مگر اس وقت ان کا بہت برا حال ہوگا۔

﴿أَلَمْ تُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۖ... تا... كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝﴾ یہ تخویف دنیوی ہے جس طرح ہم نے پہلے کذبین کو ہلاک کیا ہے۔ اسی طرح ہم بچھلوں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

﴿أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۖ... تا... فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَدِرُونَ ۝﴾ حشر و نشر پر پہلی عقلی دلیل۔ جس طرح ہم نے پہلے تمہیں ایک حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کر لیا تھا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔

﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۖ﴾

دوسری عقلی دلیل: ﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَاهِدَاتٍ﴾

تیسری عقلی دلیل: ﴿وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً فُرَاتًا ۖ﴾ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کی جامع بنایا۔ اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور تمہارے پینے کے لئے میٹھا پانی مہیا کر دیا، کیا اب بھی اس کی ناشکری کرو گے۔ اس کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ کا انکار کرو گے۔

﴿إِنَّا نَطْلُقُوكَ إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ مُكْذِبُونَ ۖ﴾ تخویف اخروی۔

جہنم کے عذاب کی بعض تفصیلات:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ۖ... تا... إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝﴾ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔

مومنوں کے لئے جنت میں ٹھنڈی چھاؤں، مشروبات کے چشمے اور حسب منشاء میوے ہوں گے۔

﴿كُلُوا وَشَبِّهُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ۖ﴾ آخر کافروں کے لئے زجر و توبخ ہے۔

امتیازات:

① سورۃ ممتاز ہے دس مرتبہ لفظ ویل پر۔

② سورۃ ممتاز ہے انبیاء کو بیان کے لئے وقت دینے پر ﴿وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْبَتَتْ ۖ﴾

سورة النباء مکیہ

۷۸۔ سورۃ نباء کی تفسیر

سورة النباء مکیہ: سورة المعارج کے بعد ۷۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۸ نمبر پر ہے۔

رابط: دونوں سورتوں میں دلائل حشر و نشر کا ذکر ہے۔

رابط معنوی: سورة نباء میں ﴿إِنَّمَا تَعُدُّونَ لَوَاقِعَ ۖ﴾ (سورة المرسلات آیت نمبر ۷) کی تفسیر کی گئی ہے انعامات دنیویہ ذکر کئے گئے ہیں عذابات دنیویہ مقایسہ چھوڑ دیئے گئے۔ (دنیوی مصیبتوں کو دنیوی نعمتوں پر قیاس کر لو کہ مصیبتیں بھی اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں) تو جس طرح دنیا میں انعامات اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی پر انعامات ہوں گے اور کوئی عذاب و مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ نیز مرسلات میں محض تخویفات تھیں اور اس میں توحید کا ذکر نہیں تھا۔ اب سورة نباء میں توحید کا بیان بھی ہوگا۔ ﴿رَبِّ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ... تا... وَقَالَ صَوَابًا ﴿

خلاصہ: ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾... تا... ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿﴾ زجر برائے منکرین قیامت۔

﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهْدًا﴾... تا... وَجَعَلْنَا الْفَأَقَاةَ ﴿﴾ دنیوی نعمتوں کا ذکر ہے۔

رابط میں جس طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا﴾... تا... فَذُوقُوا فَلَنتُ زَيْدًا كُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿﴾ تخویف اخروی۔

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا﴾... تا... جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا ﴿﴾ بشارت اخرویہ ہے۔

﴿رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ... تا... وَقَالَ صَوَابًا﴾ مقصود اعلیٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان ہے معبودانِ باطلہ سے شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے۔

﴿ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ﴾... تا... آخر ﴿تخویف اخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان دس چیزوں پر جو شریک ہیں مالداروں اور غریبوں کے مابین۔

② سورۃ ممتاز ہے قیامت میں کافروں کے افسوس پر ﴿يَلِكَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾۔

سُورَةُ النَّازِعَاتِ مَكِّيَّةٌ

۷۹۔ سورۃ النازعات کی تفسیر

سورۃ النازعات مکیہ: سورۃ النبأ کہ بعد ۸۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۹ نمبر پر ہے۔

رابط: حشر و نشر کا ذکر ہے۔

رابط معنوی: سورۃ نبأ میں انعامات ذکر کئے گئے اور مصائب کا ذکر ترک کر دیا گیا تا کہ وہ مقایسہ مفہوم ہو جائیں اس میں اشارہ تھا کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ مؤمنوں پر انعامات اور کافروں پر عذاب اب سورۃ النازعات میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں سے نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو مؤمنوں کو جنات (باغات) میں داخل کریں گے اور کافروں کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔ سورت میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں سے نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو مؤمنوں کو جنات (باغات) میں داخل کریں گے اور کافروں کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔

خلاصہ: شروع میں آخرت کے عذاب و ثواب کا نمونہ، تخویف اخروی، شکوہ بر کفار و مشرکین، تخویف دنیوی۔ دعویٰ سورۃ (دوبارہ اللہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں) پر عقلی دلیل، تخویف اخروی، بشارت برائے مؤمنین و شکوہ۔

عقلی دلیل بر دعویٰ سورت: ﴿عَاثُمْ أَبَدُ خَلْقًا أَمَّ السَّمَاءُ بِدُهَا﴾... تا... مَتَاعًا لَّكُمْ وَلَا نَعَامَكُمْ ﴿﴾ یہ دعویٰ سورت پر عقلی دلیل ہے کیا اس بلند و بالا آسمان کو پیدا کرنا دن رات کو معرض وجود میں لانا زمین کو بچھا دینا اور اس پر پہاڑوں کو نکا دینا پھر زمین

کی تمام انواع و اقسام نبات کو پیدا کرنا تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل ہے؟ اللہ تعالیٰ جو ایسا قادر حکیم ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے کہ یہ لوگ کھلے میدان میں ہوں گے ﴿فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾۔

② سورة ممتاز ہے فرعون کے ان الفاظ پر کہ ﴿أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى﴾

وَمِنْ سُورَةِ عَبَسَ

باب ۷۲۔ سورة عبس کی تفسیر

سورة عبس مکیہ: سورة النجم کے بعد ۲۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورة میں ہے ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ مَّنْ يَخْشَاهَا﴾ اس سورة میں فرمایا ﴿وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى﴾ وَهُوَ يَخْشَى ①

ربط معنوی: سورة النازعات میں تخويف اخروی کا نمونہ ذکر کیا گیا اور سورة عبس میں تخويف اخروی علی سبیل الترقی ذکر کی گئی:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۚ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ ۚ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۚ﴾

یعنی کفار و مشرکین کو عذاب تو ہونا ہی ہے لیکن وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کہے گا اور دوسروں سے دُور بھاگے گا۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے سورة کے تین حصے ہیں:

① ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى ۚ...﴾ تا... ﴿كَوَاهٍ بِرَدَّةٍ﴾ تنبیہ برائے نبی کریم ﷺ و بیان عظمت قرآن۔

② ﴿قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ ۚ...﴾ تا... ﴿كَلَّا لِنَأْتِيَنَّهُ مَا أَصْرَهُ ۚ﴾ زجر برائے مشرکین۔

③ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ۚ...﴾ تا... ﴿مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۚ﴾ دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت۔

ذرا دیکھو تو سہی تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے یہ مختلف انواع و اقسام کے ماکولات و مشروبات کس نے پیدا کئے ہیں؟ جو یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاعَةُ ۚ﴾ تخويف اخروی قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔

﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفَرَةٌ ۚ﴾ بشارت اخرویہ۔

﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۚ﴾ تخويف اخروی ہے۔ ”کفار و مشرکین اُس دن ذلیل و رسوا ہوں گے۔“

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے ہے مردہ کو نوذا قبر میں اتارنے پر ﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۚ﴾

② سورة ممتاز ہے ایک انسان کا دوسرے انسان سے قیامت کے دن بھاگنے پر اگر چہ وہ آپس میں رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۚ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ ۚ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۚ﴾

۱۔ سورة عبس کی ابتدائی آیات کا پس منظر

(۳۲۵۴) اُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلَّى) فِي ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمَى اَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

أَرْشِدُنِي وَعِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُولُ أَتَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيَقُولُ لَا فَنِي هَذَا أَنْزَلَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یہ آیات عیسٰی و تولی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ میری راہنمائی کیجئے اس وقت آپ ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک بڑا سردار بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہیں کی اور اس شخص کی طرف متوجہ رہے اور فرمایا کیا تمہیں اس میں کوئی غلط بات نظر آتی ہے تو اس نے جواب دیا نہیں تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: سورۃ عبس کا شان نزول: مذکورہ روایت میں سورۃ عبس کا شان نزول بیان کیا گیا ہے ایک مرتبہ نبی ﷺ بعض رؤساء مشرکین کو توحید کا مضمون سمجھا رہے تھے، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی حاضر خدمت ہوئے، اور کچھ پوچھنا شروع کیا، آپ ﷺ نے کفار کو سمجھانے کی غرض سے یہ مناسب سمجھا کہ اس صحابی کی بات کا بعد میں جواب دینے میں کوئی حرج نہیں سردست ان کفار کو سمجھالیا جائے لیکن اللہ جل شانہ کو یہ طرز پسند نہیں آیا سورۃ عبس نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اجتہادی غلطی پر تنبیہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے اہم کو مقدم فرمایا تھا، کفر کی شاعت بہر حال اہم تھی، جیسے دو مریض ہوں، ہیضہ اور زکام کے، تو مقدم ہیضے والے کو رکھا جاتا ہے، پہلے اسے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ زکام کا مریض طالب علاج ہے اور ہیضہ کا مریض معرض، پس طالب کا حق پہلا ہے، یہاں شان نزول کے واقعہ میں یہی صورت تھی۔

۲۔ میدان حشر میں سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی!

(۳۲۵۵) قَالَ تُحِشُّونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرُلًا فَقَالَتِ امْرَأَةٌ أُيْبُصِرُ أَوْ يَزِي بَعْضُنَا عَوْرَةً بَعْضٌ قَالَ يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم لوگوں کو قیامت کے دن برہنہ پاؤں برہنہ جسم ختنے کے بغیر اٹھایا جائے گا تو ایک خاتون نے عرض کی تو کیا لوگ ایک دوسرے کے ستر کی طرف دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں عورت (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔ ”اس دن ہر شخص کی یہ حالت ہوگی جو اسے دوسرے سے بے پرواہ کر دے گی۔“

وَمِنْ سُورَةِ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

باب ۷۳۔ سورۃ التکویر کی تفسیر

سورۃ التکویر مکہ: سورۃ اللہب کے بعد ۷۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۱ نمبر پر ہے۔
رابطہ: احوال قیامت کا ذکر ہے۔

رابطہ معنوی: سابقہ سورت میں قیامت کی ہولناکی کا تذکرہ تھا اور اب اس سورۃ میں بطور ترقی فرمایا قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد تم سیدھے اپنے اپنے ٹھکانوں میں جاؤ گے۔

خلاصہ: شروع میں بارہ احوال قیامت چھ دیوی، چھ اخروی، تخویف اخروی بطور ترقی اور احوال قیامت پر شواہد، دلیل وحی: ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝... تَا... فَأَيِّنَ تَذْهَبُونَ ۝...﴾ سے زجر برائے کفار۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ ستارے بے نور کئے جائیں گے ﴿وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝﴾
② سورۃ ممتاز ہے زندہ درگور کرنے والی لڑکی پر اور اس سے قیامت کے دن پوچھنے پر ﴿وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُيِّلَتْ ۝﴾
جو قیامت کا منظر دیکھنا چاہے وہ تلویر، انفطار اور انشقاق پڑھے

(۳۲۵۶) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَرَّكَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّهَابُ انْشَقَّتْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قیامت کے بارے میں یوں جان لے جیسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اسے سورۃ تلویر سورۃ انفطار اور سورۃ انشقاق کی تلاوت کرنی چاہیے۔
مذکورہ تین سورتوں میں چونکہ قیامت کے دن کے احوال کو بڑے واضح انداز سے بیان کیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے ان تین سورتوں سورۃ تلویر سورۃ انفطار اور سورۃ انشقاق میں غور و فکر اور مطالعہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔

سُورَةُ الْإِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

سورة الانفطار کی تفسیر

سورة الانفطار مکیہ: سورة النازعات کے بعد ۷۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۲ نمبر پر ہے۔

ربط: احوال قیامت کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: اس سورة میں سابقہ سورة سے تمام احوال میں ترقی ہے۔

خلاصہ: تخویف اخروی زجر، بشارت اخرویہ، بیان توحید، نفی شفاعت قہری۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انفطار پر ﴿وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝﴾ ② سورۃ ممتاز ہے ﴿كَوْنًا كَاتِبِينَ ۝﴾ پر۔

وَمِنْ سُورَةِ وَيلٍ لِلْمُطَفِّفِينَ

باب ۷۴۔ سورة التطفيف کی تفسیر

سورة المطففين: سورة العنكبوت کے بعد ۸۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورة میں فرمایا ﴿وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝﴾ اس سورة میں ہے ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾

ربط معنوی: سابقہ سورة کی نسبت اس میں احوال قیامت کا بیان علی سبیل الترقی ہے۔ سورة انفطار میں مذکور تھا کہ تم دوزخ سے کبھی نکل نہ سکو گے اب سورة مطففین میں علی سبیل الترقی بیان ہوگا کہ سب کے نام مخصوص رجسٹروں میں درج ہوں گے اور کوئی شخص کسی کی

سفارش سے اپنا نام وہاں سے خارج نہیں کرا سکے گا۔

خلاصہ: سورۃ کی ابتداء میں کم تولنے والوں اور منکرین قیامت کے لئے زجر اور آخر میں مسلمانوں سے مذاق کرنے والوں کے لئے زجر، درمیان میں شکوئی، تحریف اخروی اور بشارت ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿كَذَٰلِكَ بَلَّغْنَا رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ کہ دل پر زنگ لگایا گیا ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ انہیں وہ خالص شراب پلائی جائے گی ﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ﴾

۱۔ دل پر بیٹھا ہوا گناہوں کا زنگ قبول حق سے مانع بنتا ہے

(۳۲۵) قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُّكِنَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءٌ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سَقَلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوا قُلُوبُهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ (كَذَٰلِكَ بَلَّغْنَا رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے پھر اگر وہ اسے چھوڑ دے اور توبہ استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ ران ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (ان الفاظ میں کیا ہے)۔

”ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا اس وجہ سے جو انہوں نے عمل کیے ہیں۔“

تشریح: سورۃ التطہیف کی (آیت ۱۴) ہے: ﴿كَذَٰلِكَ بَلَّغْنَا رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ران (ض) دینا علی قلبہ الذنب: دل پر گناہ چھا جانا اور دل کا معصیت کے ارتکاب سے سخت ہو جانا، دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ جس طرح زنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اسی طرح گناہوں کے زنگ نے ان کافروں کے دل کی اس صلاحیت کو ختم کر دیا ہے جس سے ایک انسان اچھے اور برے کی تمیز ختم کرتا ہے۔

یہ آیت اصل میں تو کافروں سے متعلق ہے جنہوں نے اپنے گناہوں کی وجہ سے حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیا ہے ان کے دل زنگ آلود اور ان پر سیاہ نقطے لگ چکے ہیں اور مسلمانوں کو اس سے ڈرایا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر رہیں کیونکہ ہر گناہ سے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر اس سے توبہ نہ کی جائے بلکہ مسلسل اس کی نافرمانی کی جائے تو وہ دل پھر بالکل سیاہ ہو جاتا ہے یوں اس سے نیکی کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے ہاں اگر وہ توبہ کر لے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا مکمل اہتمام رکھے تو پھر اس کا دل گناہوں سے صاف ہو سکتا ہے۔

۲۔ میدان حشر میں لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے

(۳۲۵۸) (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَىٰ أَنْصَافِ أَذَانِهِمْ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حداد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے ہمارے نزدیک یہ حدیث مرفوع ہے۔
(ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”جن دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہوں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت وہ ایسی حالت میں کھڑے ہوں گے کہ ان کا پسینہ ان کے نصف کان تک آ رہا ہوگا۔

(۳۲۵۹) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”جس دن تمام لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”اس دن کوئی شخص نصف کان تک پسینے میں ڈوبا ہو کھڑا ہوگا۔“

سورۃ التطفیف کی (آیت ۶) ہے: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

وَمِنْ سُورَةِ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ

باب ۵۔ سورۃ الانشقاق کی تفسیر

سورۃ الانشقاق مکیہ: سورۃ الانفطار کے بعد ۸۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۴ نمبر پر ہے۔

ربط: احوال قیامت۔

ربط معنوی: سورۃ المطففین میں مذکور ہوا کہ تم کسی حیلے بہانے سے اپنے مقامات سے نکل نہیں سکو گے یہاں علی سبیل الترقی فرمایا ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾ کہ تم دوزخ سے نہیں نکل سکو گے اور تم پر وہاں کئی حالات آئیں گے اور تمہیں مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ میں اس پر شواہد ذکر کئے گئے ہیں (خلاصہ دیکھیں) نیز سورۃ المطففین میں بُرے کام کرنے والوں کی ایک مثال ذکر کی گئی ہے ﴿وَيَلِّ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ اور اس سورۃ میں نیک کاموں کی ترغیب دلائی گئی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا فَلَمْلَقِيهِ﴾

تخويف اخروی، بشارت اخرویہ، تخويف اخروی بطور ترقی از سورت سابقہ اور ذکر شواہد۔ زجر برائے مشرکین۔

تخويف اخروی پر شواہد: ربط میں یہ بات مذکور ہے کہ جہنمیوں کو مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ سے اس پر شواہد ذکر کئے گئے ہیں۔ شفق وہ برخی جو غروب آفتاب کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ ان پر بھی کئی حالت آئے ہیں اور رات پر بھی اور جس پر چھاتی ہے کتنے حالات وارد ہوتے ہیں اور چاند جب کامل ہو جائے اس پر کئی حالات آتے ہیں۔ یہ سارے شواہد ہیں کہ قیامت کے دن تم بھی مختلف احوال سے گزر دو گے۔ یہ عذاب و ثواب کے مختلف درجات کی طرف اشارہ ہے۔

امیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ زمین ہر چیز کو باہر پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی ﴿وَالْقَتْمَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾

② سورۃ ممتاز ہے کہ جنتی اپنے بنگلے کو خوشحال جائیں گے ﴿وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا﴾

(۳۲۶۰) مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ (فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ) إِلَىٰ

قَوْلُهُ (يَسِيرًا) قَالَ ذَلِكَ الْعَرَضُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص سے حساب کے دوران پوچھ گچھ کی جائے گی وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے جس شخص کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا یہ آیت یہاں تک ہے آسان نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد پیش ہونا ہے۔

(۳۲۶۱) قَالَ مَنْ حُوسِبَ عَذِبٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص سے سختی سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔
جس سے حساب لیتے وقت رد و کد کی گئی اس کی لٹیا ڈوبی!

وَمِنْ سُورَةِ الْبُرُوجِ

باب ۷۶۔ سورۃ البروج کی تفسیر

سورۃ البروج مکیہ: سورۃ الشمس کے بعد ۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۵ نمبر پر ہے۔

رابط: احوال قیامت۔

رابط معنوی: اس سورۃ میں علی سبیل الترقی کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی گرفت سخت ہوگی۔ بھاگ نہ سکو گے۔ نیز مؤمنین کفار کی حالت زار کا مشاہدہ بھی کریں گے اور اس میں مسئلہ توحید کا بھی تذکرہ ہوگا۔

خلاصہ: ابتداء سورۃ میں تین شواہد، تین دعویٰ کے لئے ذکر کئے گئے ہیں۔ دعویٰ اول: یہ کہ تم عذاب الہی سے نہ بھاگ سکو گے۔

دعویٰ اول کا شاہد: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور اس کے متعلق کلام آخر سورۃ میں ﴿وَاللَّهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ مُخِيطٌ﴾

دعویٰ ثانی: یہ کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت قیامت کے دن بہت سخت ہوگی۔

دعویٰ ثانی کا شاہد: ﴿وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ﴾ اور اس کے متعلق کلام درمیان سورۃ میں ﴿إِنْ بَطَشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾

دعویٰ ثالث: یہ کہ دنیوی زندگی کے برعکس قیامت کے دن مؤمنین شاہد اور مشرکین مشہود ہوں گے جس کا ربط میں ذکر ہے۔

دعویٰ ثالث کا شاہد: ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ یعنی دنیا میں کفار مؤمنین کی مظلومیت پر شاہد ہوتے ہیں قیامت کے روز مسلمان ظالم

کفار کی ضرر کو دیکھیں گے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے شاہد اور مشہود پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے ﴿ذُو الْعَرْشِ الْجَبِيدِ﴾ پر۔

۱۔ یوم موعود، شاہد اور مشہود کی تفسیر

(۳۲۶۲) الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرْفَةِ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتْ

الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يَوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللَّهَ يَخِيرُ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ
وَلَا يَسْتَعِيدُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے یوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اس سے زیادہ فضیلت والے کسی اور دن پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا (یعنی کوئی دن اس سے افضل نہیں ہے) (جمعہ کے دن) میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے اس وقت جس بھی بھلائی کے بارے میں دعا مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور جس چیز سے پناہ مانگ رہا ہو اللہ تعالیٰ اس چیز سے پناہ دیتا ہے۔
سورۃ البروج کی شروع کی تین آیتوں میں چار چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں:

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝﴾

”قسم ہے برجوں والے آسمان کی (برجوں سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں) اور وعدہ کئے ہوئے دن کی یعنی قیامت کے دن کی جس کے آنے کا وعدہ ہے، اور شاہد (دیکھنے والے) کی، اور مشہود (دیکھے ہوئے) کی۔“

اس میں شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے؟ حدیث میں اس کی تعیین ہے:

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا ایک راوی موسیٰ بن عبیدہ ہے، اس کی کنیت ابو عبد العزیز ہے، اور اس روایت کے سب مضامین ٹھیک ہیں، مگر شاہد و مشہود کی تفسیر صحیح نہیں، کیونکہ ان کے ساتھ لفظ الیوم نہیں ہے۔

۲۔ مجمع کی کثرت پر اترانا تباہ کرتا ہے

(۳۲۶۳) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَ الْهَمْسُ فِي قَوْلٍ بَعْضُهُمْ تَحَرُّكَ شَفَتَيْهِ كَأَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أُعْجِبَ بِأَمَّتِهِ فَقَالَ مَنْ يَقُومُ لَهُؤُلَاءِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ خَيَّرَهُمْ بَيْنَ أَنْ أَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ أَنْ أَسْلِطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النَّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِي يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفًا قَالَ وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ الْآخَرَ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ وَكَانَ لِذَلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهِنُ لَهُ فَقَالَ الْكَاهِنُ أَنْظِرُوا إِلَى غَلَامٍ أَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَأَعْلَمَهُ عَلَيْهِ هَذَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أَمُوتَ فَيَنْقُطَعَ مِنْكُمْ هَذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُونُ فِيكُمْ مَنْ يَعْلَمُهُ قَالَ فَتَنْظَرُوا لَهُ عَلَى مَا وَصَفَ فَأَمَرُوهُ أَنْ يُحْضَرَ ذَلِكَ الْكَاهِنُ وَأَنْ يُخْتَلَفَ إِلَيْهِ فَيُخْتَلَفَ إِلَيْهِ وَكَانَ عَلَى طَرِيقِ الْغَلَامِ رَاهِبٌ فِي صَوْمَعَةٍ قَالَ مَعَهُ أَحْسِبُ أَنْ أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِينَ قَالَ فَجَعَلَ الْغَلَامُ يَسْأَلُ ذَلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَعْبُدُ اللَّهَ قَالَ فَجَعَلَ الْغَلَامُ يَمْكُتُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيَبْطِئُ عَنِ الْكَاهِنِ فَأَرْسَلَ الْكَاهِنُ إِلَى أَهْلِ الْغَلَامِ إِنَّهُ لَا يَكَاذُ يُحْضِرُنِي فَأَخْبَرَ الْغَلَامُ الرَّاهِبَ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ إِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ آيُنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ أَهْلِي وَإِذَا قَالَ لَكَ أَهْلُكَ آيُنَ كُنْتَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ قَالَ فَبَيْنَمَا الْغَلَامُ عَلَى ذَلِكَ إِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ

كَثِيرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةُ كَانَتْ أَسَدًا قَالَ فَاتَّخَذَ الْغُلَامُ حَجْرًا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُولُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَأَسْأَلُكَ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ فَقَالُوا قَدْ عَلِمَ هَذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ أَحَدٌ قَالَ فَسَمِعَ بِهِ أَعْمَى فَقَالَ لَهُ إِنْ أَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِي فَلَكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَا أُرِيدُ مِنْكَ هَذَا وَلَكِنْ أَرَأَيْتَ إِنْ رَجَعَ إِلَيْكَ بَصْرُكَ أَتُؤْمِنُ بِالَّذِي رَدَّكَ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا اللَّهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهُ فَأَمِنَ الْأَعْمَى فَبَلَغَ الْمَلِكُ أَمْرَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ فَأَتَى بِهِمْ فَقَالَ لَا قَتْلَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قِتْلَةً لَا أَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهُ فَأَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّتِي كَانَ أَعْمَى فَوَضَعَ الْبِنْشَارَ عَلَى مَفْرَقِ أَحَدِهِمَا فَقَتَلَهُ وَقَتَلَ الْآخَرَ بِقِتْلَةٍ أُخْرَى ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَالْقُوهُ مِنْ رَأْسِهِ فَأَنْطَلَقُوا بِهِ إِلَى ذَلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهِ إِلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ الَّتِي أَرَادُوا أَنْ يُلْقُوهُ مِنْهُ جَعَلُوا يَتَهَا فِتُونٌ مِنْ ذَلِكَ الْجَبَلِ وَيَتَرَدَّدُونَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا الْغُلَامُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ أَنْ يَنْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُونَهُ فِيهِ فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللَّهُ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَأَنْجَاهُ فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِي حَتَّى تَصْلُبَنِي وَتَرْمِيَنِي وَتَقُولَ إِذَا رَمَيْتَنِي بِسِمِ اللَّهِ رَبِّ هَذَا الْغُلَامِ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ هَذَا الْغُلَامِ قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلَى صُدْغِهِ حِينَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ عَلِمَ هَذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلَيْهِ أَحَدٌ فَإِنَّا نَأْمَنُ مِنْ رَبِّ هَذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقِيلَ لِلْمَلِكِ أَجَزَعْتَ أَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةَ فِهْرًا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوكَ قَالَ فَخَدَّ أُخْدُودًا ثُمَّ أَلْقَى فِيهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ أَلْقَيْنَاهُ فِي هَذِهِ النَّارِ فَجَعَلَ يُلْقِيهِمْ فِي تِلْكَ الْأُخْدُودِ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهِ قَتِيلَ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ حَتَّى بَلَغَ الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ قَالَ فَأَمَّا الْغُلَامُ فَاتَّهَ دُفِنَ قَالَ فَيَذَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاصْبُغَهُ عَلَى صُدْغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِينَ قُتِلَ.

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے تو اس کے بعد آہستہ آواز میں کچھ پڑھا کرتے تھے (راوی نے یہ بات بیان کی ہے) یہاں حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ ہمیں سے مراد ہونٹوں کو حرکت دینا ہے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ جب آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ لی تو آپ ﷺ نے ہونٹوں کو کچھ حرکت دی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک نبی کو اپنی امت کی کثرت پر فخر ہوا تو انہوں نے یہ سوچا ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی پر یہ وحی کی آپ ان لوگوں کو اختیار دیں کہ میں ان لوگوں کو بالکل ختم کر دوں یا پھر ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دوں تو ان لوگوں نے بالکل ختم ہونے کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر موت مسلط کر دی یہاں تک کہ ایک ہی دن میں ان کے ستر ہزار افراد انتقال کر گئے۔

راوی بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بیان کی تو اس کے ساتھ ایک اور بات بیان کی نبی اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

پہلے زمانے میں ایک بادشاہ ہوتا تھا اس بادشاہ کے پاس ایک کاہن ہوتا تھا جو اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا کاہن نے یہ کہا مجھے کوئی سمجھدار لڑکا تلاش کر کے دو (راوی کو شک ہے شاید یہاں یہ الفاظ ہیں) تیز طرار لڑکا تلاش کر کے دو جسے میں اپنا یہ علم سکھا سکوں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں مر گیا تو یہ علم ختم ہو جائے گا اور اس کو جاننے والا کوئی نہیں رہے گا تو لوگوں نے اس کے مطلوبہ اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کر کے دے دیا اور اس لڑکے سے یہ کہا تم روزانہ اس کاہن کے پاس جایا کرو اس کے پاس آتے جاتے رہو اس لڑکے نے اس کاہن کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اس لڑکے کے راستے میں ایک عبادت خانہ تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے میرا خیال ہے ان دنوں عبادت خانوں میں مسلمان لوگ ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ لڑکا جب بھی اس عبادت خانے کے پاس سے گزرتا تھا تو اس راہب سے دین کی باتیں سیکھا کرتا تھا اس راہب نے اس لڑکے کو بتایا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اس حوالے سے اس لڑکے نے اس راہب کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنا شروع کر دیا اور کاہن کے پاس تھوڑا وقت گزارنا شروع کر دیا کاہن نے اس کے گھر والوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اب یہ لڑکا یہاں کم آتا ہے لڑکے نے یہ بات راہب کو بتائی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا ایسا کرو اگر تم سے تمہارے گھر والے دریافت کریں کہ تم کہاں رہ گئے تھے؟ تو تم کہنا کہ میں کاہن کے پاس گیا تھا اگر کاہن یہ دریافت کرے تو تم کہنا کہ میں گھر پر تھا وہ لڑکا اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا گزر ایک دن کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو کسی جانور کی وجہ سے وہاں سے گزر نہیں سکتے تھے (بعض راویوں نے یہ بات بیان کی ہے) وہ جانور شیر تھا اس صورت حال میں اس لڑکے نے ایک پتھر کو اٹھایا اور بولا اے اللہ اگر راہب کی بتائی ہوئی بات سچ ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو قتل کر دے اس لڑکے نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ مر گیا لوگوں نے حیران ہو کر دریافت کیا اس جانور کو کس نے مار دیا؟ تو دوسرے لوگوں نے بتایا اس لڑکے نے مارا ہے اس پر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور بولے اس کے پاس تو ایسا علم ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے جب اس بات کا تذکرہ ایک نابینا شخص نے سنا تو وہ بولا اے لڑکے اگر تم میری بینائی لوٹا دو تو میں تمہیں اتنا مال دے دوں گا تو اس لڑکے نے اس سے کہا میری تم سے صرف یہ فرمائش ہے کہ اگر تمہاری بینائی لوٹ آئے تو تم اس ذات پر ایمان لے آنا جس نے تمہاری بینائی کو لوٹا یا ہوگا اس شخص نے کہا ٹھیک ہے اس لڑکے نے دعا کی تو اس شخص کی بینائی واپس آ گئی اور وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا جب اس بات کی اطلاع بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ان سب لوگوں کو بلوایا (جو مسلمان ہوئے تھے) اور بولا میں تم سب کو مختلف طریقوں سے قتل کروں گا بادشاہ نے راہب اور اس شخص کو جس کی بینائی واپس آئی تھی آ رہے کے ذریعے چیرنے کا حکم دیا دوسروں کو دوسرے طریقے سے قتل کروایا اس لڑکے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے نیچے پھینک دو جب وہ اسے لے کر اس مقام تک پہنچے جہاں سے اسے نیچے گرانا تھا تو وہ لوگ خود وہاں سے نیچے گرنے لگے اور اس لڑکے کے علاوہ سب لوگ مارے گئے وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے وہ لوگ اسے لے کر سمندر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو غرق کر دیا اور وہ لڑکا زندہ رہ گیا وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا اور بولا تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک تم مجھے باندھنے کے بعد تیر نہیں مارتے اور تیر مارتے ہوئے یہ نہیں پڑھتے۔

اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں یہ کام کر رہا ہوں جو اس لڑکے کا پروردگار ہے۔
تو بادشاہ کے حکم کے مطابق اس لڑکے کو باندھ دیا گیا اور تیر چلاتے وقت وہی جملہ کہا گیا جو لڑکے نے بتایا تھا جب وہ تیر اس لڑکے کو لگا تو اس نے اپنی کینٹی پر ہاتھ رکھا اور اس لڑکے کا انتقال ہو گیا لوگوں نے کہا اس لڑکے کو ایسا علم حاصل ہوا جو کسی کے پاس نہیں تھا تو ہم بھی اس کے معبود پر ایمان لاتے ہیں بادشاہ سے کہا گیا تم تو اس بات سے ڈر رہے تھے کہ تین لوگ تمہارے مخالف ہو گئے ہیں اب تو پورا جہان تمہاری مخالفت کر رہا ہے تو اس بادشاہ نے خندق کھدوائی اس میں لکڑیاں جمع کروا کر ان میں آگ لگوا دی اور پھر سب لوگوں کو جمع کر کے بولا جو شخص اپنے نئے دین کو چھوڑے گا ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہے گا ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے اور پھر وہ ان لوگوں کو آگ میں ڈالنے لگا۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”خندق والے لوگ ہلاک ہو گئے جس میں ایندھن والی آگ تھی۔“

یہ آیت یہاں تک ہے ”جو غالب اور حمد والا ہے۔“

راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس لڑکے کو دفن کیا گیا تھا بعض روایات کے مطابق اس کی لاش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نکل آئی تھی اور اس نے اس وقت بھی اپنی کینٹی پر انگلی رکھی ہوئی تھی جس طرح اس وقت رکھی تھی جب اسے قتل کیا گیا تھا۔
تشریح: سورۃ التوبہ کی (آیات ۲۵-۲۷) ہیں: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ... تَا... وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ﴾
حدیث جو آگے آرہی ہے وہ مسلم شریف میں ہے، اور سورۃ البروج کی تفسیر سے اس حصہ کا کچھ تعلق نہیں۔

۳۔ اصحاب الاخدود کا واقعہ

سورۃ البروج کی ابتدائی آٹھ آیتوں میں اصحاب الاخدود کا ذکر ہے، پہلے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے، اور قرآن قسمیں مقسم بہ (دعویٰ) کی دلیلیں ہوتی ہیں

اصحاب الاخدود کا واقعہ:

صحیح مسلم میں یہ واقعہ مفصل آیا ہے: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن (غیب کی خبریں دینے والا) تھا، اس نے بادشاہ سے کہا: مجھے کوئی ہوشیار لڑکا دو تا کہ میں اس کو اپنا علم سکھا دوں، چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا، اس کے راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا، جو اس وقت کے دین حق (مسیحیت) کا سچا پیرو تھا، اس لڑکے کی راہب کے پاس آمدورفت شروع ہوئی، اور وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ اس لڑکے نے دیکھا کہ ایک شیر نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے، اور لوگ پریشان ہیں، اس نے ایک پتھر لے کر دعا کی: اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے! پھر پتھر شیر کو مارا تو وہ مر گیا، لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب علم آتا ہے، ایک اندھے نے یہ بات سنی، کہتے ہیں: وہ بادشاہ کا وزیر تھا، اس نے آکر لڑکے سے کہا: اگر میری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو میں نواز دوں گا، لڑکے نے کہا: مجھے مال نہیں چاہئے، اگر تو مسلمان ہونے کا وعدہ کرے تو میں دعا کروں، اس نے وعدہ کیا، لڑکے نے دعا کی اور وہ بینا ہو کر مسلمان ہو گیا، بادشاہ کو یہ سب خبریں پہنچیں، اس نے

لڑکے کو، راہب کو اور اندھے کو طلب کر لیا، جواب دینا تھا، پھر راہب اور بینا کو شہید کر دیا اور لڑکے کے لئے حکم دیا کہ اسے پہاڑ سے گرا دیا جائے مگر جو لوگ اس کو لے کر گئے تھے وہ گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا بچ آیا، پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں غرق کر دیا جائے مگر جو ڈوبنے گئے تھے وہ سب غرق ہو گئے اور لڑکا زندہ سلامت نکل گیا تو بادشاہ سخت مضطرب ہوا۔ لڑکے نے بادشاہ سے کہا اگر تو مجھے مارنا چاہتا ہے تو بسم اللہ کہ کر تیر مار: میں مرجاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر ملک کے بہت سے عوام ایمان لے آئے، بادشاہ بدحواس ہو گیا، اس نے ارکان سلطنت کے مشورے سے بڑی بڑی خندقیں آگ سے دھکائیں، اور اعلان کیا کہ جو اسلام سے نہیں پھرے گا وہ نذر آتش کر دیا جائے گا، چنانچہ سب مسلمان زندہ جاوید بن گئے ایک بھی دین سے نہیں پھرا۔

تشریح: اور دونوں واقعوں میں مشابہت یہ ہے کہ اس نبی کی امت پر موت مسلط کی گئی، اور ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے: یہ عذاب نہیں تھا، بلکہ آزمائش تھی، اور امتحان و آزمائش سونے کو کندن بنادیتی ہے، اسی طرح مومن کی آزمائش کبھی دشمن کو مسلط کر کے کی جاتی ہے، وہ مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں، اس طرح مومنین زندہ جاوید بن جاتے ہیں، جیسے اصحاب الاخدود نے جن مسلمانوں کو جلایا، وہ ناکام نہیں رہے، بلکہ وہ کامیاب ہو گئے۔

اعتراض: اس لڑکے نے بادشاہ کو خود طریقہ بتایا کہ مجھے اس طرح قتل کرو گے تو میں مرجاؤں گا اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس لڑکے نے اپنے آپ کو قتل کرنے کا طریقہ بتایا یہ تو خود کشی کے مترادف ہے جو حرام ہے پھر اس لڑکے نے ایسا کیوں کیا؟

جواب: یہ ہے کہ جب اس لڑکے کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ نے مجھے کسی صورت میں نہیں چھوڑتا اور اب تک میں محض کرامت کی وجہ سے بچ رہا ہوں لہذا اس نے خود ہی ایک طریقہ بتایا کہ تمام لوگ اس منظر کو دیکھ لیں اس طرح ان کے سامنے حق واضح ہو جائے گا اور وہ ایمان لے آئیں گے اس لڑکے کی موت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مجاہد اپنے نفس کو لڑائی میں ڈال دیتا ہے تاکہ دین کی سربلندی ہو جائے۔

فجعل یلقیہم فی الاخدود: وہ بادشاہ اہل ایمان کو آگ سے بھڑکتی خندق میں ڈالنے لگا جن کی تعداد بعض روایات میں بارہ ہزار بعض میں اس سے زیادہ منقول ہے۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کی روحوں کو آگ میں پہنچنے سے پہلے ہی قبض کر لیا تھا اس لیے انہیں اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی وہ آگ اپنی آب و تاب کے ساتھ اس خندق سے باہر نکل آئی اور اس کے کناروں پر بیٹھے تمام تماشا گیروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

فیذکرانہ اخرج: محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ یہ لڑکا عبداللہ بن تامر رحمہ اللہ جس جگہ مدفون تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے وہ زمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھودی گئی تو اس میں عبداللہ بن تامر کی لاش صحیح سالم اس طرح برآمد ہوئی کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ ان کی کپٹی پر تھا جہاں انہیں تیر لگا تھا کسی دیکھنے والے نے ان کا ہاتھ اس جگہ سے ہٹایا تو زخم سے خون جاری ہو گیا پھر ویسے ہی رکھ دیا تو بند ہو گیا ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر اللہ ربی لکھا ہوا تھا یمن کے گورنر نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی انہوں نے جواب میں لکھا کہ ان کو سابقہ حالت پر انگوٹھی سمیت دفن کر دو۔

سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

۸۶۔ سورۃ الطارق کی تفسیر

سورۃ الطارق مکیہ: سورۃ البلد کے بعد ۳ نمبر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَاللَّهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ مُّحِيطٌ﴾

اس سورت میں ہے ﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّنَا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ فالربط ظاہر۔

ربط معنوی: سورۃ البروج میں ثبوت قیامت پر شواہد کا ذکر تھا، نیز تخویف دنیوی و اخروی، بشارت اخرویہ کا بیان تھا اب سورۃ الطارق میں فرمایا: ﴿فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ ذُوِيْدًا﴾ ایسے شواہد اور واضح بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہی ہیں تو ان کو ذرا مزید مہلت دے دو اگر پھر بھی نہیں مانیں گے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا۔

خلاصہ: ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾... تا... ﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّنَا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ یہ تخویف ہے تم سب پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہر عمل کی پوری پوری جزاء ملے گی۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾... تا... ﴿مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِبٍ﴾ حشر و نشر پر۔

دلیل عقلی بطور نمونہ: اللہ تعالیٰ جو قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

② ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ﴾... تا... ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَازِلِ﴾ یہ حشر و نشر پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور نمونہ جس طرح اللہ پاک

آسمان سے بارش برساتے ہیں اور نباتات اُگاتے ہیں اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں: ﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ

كَيْدًا﴾ وَاكِيدُ كَيْدًا﴾ یہ شکوہ برکفار ﴿فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ ذُوِيْدًا﴾ تخویف۔

امتیازات: ① سورۃ متاز ہے ﴿النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ کے بیان پر۔

② سورۃ متاز ہے آسمان پر جو بارش والا ہے ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ﴾

سُورَةُ الْأَعْلَى مَكِّيَّةٌ

سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر

سورۃ الاعلیٰ مکیہ: سورۃ التکویر کے بعد ۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۷ نمبر پر ہے۔

ربط: احوال قیامت کا ذکر تھا کیسے نجات ملے گی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت سے۔ اور یہ دونوں مضمون سورۃ الاعلیٰ میں مذکور ہیں۔

ربط معنوی: مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف و نہایت اہم مسئلوں میں تھا اول مسئلہ توحید میں دوم حشر و نشر اور جزاء و سزا میں سورۃ الطارق تک مسئلہ توحید کا بیان تھا۔ اب سورۃ الاعلیٰ سے لے کر آخر تک مسئلہ توحید کا بیان ہوگا۔ مسئلہ توحید سے مشرکین کی اعراض کی بڑی وجہ عیش و عشرت میں انہماک ہے اس لئے مسئلہ توحید کے ساتھ ساتھ تہذیبی دنیا کا مضمون بھی کہیں کہیں مذکور ہوگا۔ بعض سورتوں میں

دونوں مضمون مذکور ہوں گے بعض میں صرف ایک اور بعض میں صرف تخویف کا ذکر ہوگا۔ درمیان میں دوسورتوں یعنی داعی اور الانشراح میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی کا مضمون مذکور ہوگا۔

خلاصہ: سورۃ الاعلیٰ چونکہ اس حصہ کا مبداء ہے اس لئے اس میں توحید اور تڑہید فی الدنیا، دونوں مضمون مذکور ہیں۔

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دعویٰ توحید کے دونوں حصوں کا نتیجہ اور ثمرہ۔ جب کار ساز بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو اس کو ان صفوں میں شریکوں سے پاک سمجھو ﴿الَّذِي خَلَقَ فَسُوَّى﴾... تا... ﴿فَجَعَلَهُ خُتَاءً أَحْوَى﴾ دعویٰ توحید کے جزو اول پر دلائل و شواہد۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کار ساز صرف اللہ ہی ہے۔

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى﴾ دعویٰ اولیٰ کے ابلاغ و بیان پر انعام ﴿إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهَنَّمَ وَمَا يُخْفَى﴾ دوسرا دعویٰ: اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی عالم الغیب نہیں ﴿وَنُنَبِّئُكَ لِلْإِنْسَانِ﴾ دوسرے دعویٰ کی تبلیغ پر انعام ﴿فَذَكِّرْ﴾ ان نفعت الذکر کی ﴿دونوں دعویوں کے بعد تسلی برائے نبی کریم ﷺ ﴿الَّذِي يُصَلِّيُ النَّارَ الْكُبْرَى﴾ ثمة لا يموت فيها ولا يحيى ﴿تخويف اخروی ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ و ذکر اسم ربہ فصلی ﴿بشارت اخرویہ ﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ و الآخرۃ خیر و انبی ﴿تڑہید فی الدنیا (دنیا سے بے رغبتی) کا مضمون ﴿إِنَّ هَذَا النَّفِیُّ الصُّحُفِ الْأَوَّلِ﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى ﴿توحید اور تڑہید فی الدنیا پر دلیل نقلی۔

اقتیارات: ① سورۃ ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں پر آیت ۱۹۔

② سورۃ ممتاز ہے خُتَاءً اور أَحْوَى پر۔

وَمِنْ سُورَةِ الْغَاشِيَةِ

باب ۷۔ سورۃ الغاشیہ کی تفسیر

سورۃ الغاشیہ مکیہ: سورۃ الذاریات کے بعد ۶۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۸ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿سَيَذَكُّهُمَنْ يُخَشَى﴾ و يَتَجَبَّهٗمَا الْأَشْقَى ﴿الَّذِي يُصَلِّيُ النَّارَ الْكُبْرَى﴾ اور فرمایا ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ اس سورۃ میں دونوں فریق کی جزاء و سزا کا ذکر ہے۔

رابط معنوی: یہ سورۃ پہلی سورۃ کا تتمہ ہے اور اس میں محض تخویف اخروی کا بیان ہے۔ بشارت کا ذکر بالتبع ہے۔ اس کے بعد بھی اسی طریقہ سے ایک سورۃ میں اصل دعویٰ مذکور ہوگا اور دوسری سورۃ اس کا تتمہ ہے۔

﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾... تا... ﴿وَلَا يُغْنِي عَنْهُ جُوعٌ﴾ تخویف اخروی۔

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ﴾... تا... ﴿وَزَرَأٍ مَبْثُوثَةٌ﴾ بشارت اخرویہ۔

﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾... تا... ﴿كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ ماقبل مذکور بشارت میں پانچ امور آیت ۱۶ تا ۱۲

میں مذکور ہیں جن میں چار کے دنیوی شواہد علی سمیل لف نشر مرتب ان آیات میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ ﴿تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ ﴿إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ﴾... تا... آخر سورۃ ﴿تخویف اخروی۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے جنہی کا سیراب نہ ہونے پر اور جنہی کا جہنم کی اس خوراک پر پڑا تو رنہ ہونے پر ﴿لَا يُسِينُ وَلَا يُعْنِي مِنْ جُوعٍ﴾۔

② سورة ممتاز ہے کہ جنتی اپنے عمل اور عقیدے سے راضی ہوگا ﴿لَسَعِيهَا رَاضِيَةٌ﴾۔
نبی کا کام صرف نصیحت کرنا ہے، مار کر مسلمان بنانا نہیں ہے

(۳۲۶۴) اُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا هَا عَصَمُوا مِثْلِي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ﴾

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ مان لیں گے تو وہ اپنی جانوں اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ”بے شک تم نصیحت کرنے والے ہو تم ان پر زبردستی کرنے والے کے طور پر مسلط نہیں ہو۔“

سورة الغاشیہ کی (آیات ۲۱، ۲۲) ہیں: ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ﴾ پس آپ ﷺ نصیحت کریں، آپ ﷺ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، آپ ﷺ ان پر مسلط نہیں کئے گئے۔ (یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے پہلے ابواب الایمان (حدیث ۲۶۰۴) میں آچکی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْفَجْرِ

باب ۷۸۔ سورة الفجر کی تفسیر

سورة الفجر مکیہ: سورة اللیل کے بعد ۱۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۹ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں ترغیب فی الآخرة اور تہدیی الدنیا ہے۔

ربط معنوی: سورة الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک مضمون تہدیی الدنیا کا اس سورة میں ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی کا بیان ہے۔ سورة الغاشیہ، سورة الاعلیٰ کا تتمہ تھا اور سورة الفجر، سورة الاعلیٰ کے ایک مضمون کی تفصیل ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالْفَجْرِ﴾ ... تا ... ﴿هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ﴾ ان اوقات شریفہ میں اللہ تعالیٰ سے آخرت کے لئے دعائیں مانگا کرو اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑو۔

تہدیی الدنیا کے لئے تخویف و نیوی کے تین نمونے:

① قوم عاد سے ﴿الَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ﴾

② ثمود سے ﴿وَتَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾

③ فرعون سے ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ﴾

﴿فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ... تَا... فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ﴾ شكوى۔
 ﴿كَلَّا بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ﴾... تَا... وَتُجْبُونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ بطور ترقی شكوى۔
 ﴿كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا﴾... تَا... وَلَا يُؤْنِقُ وُثْقًا أَخَذَ اللَّهُ﴾ تخويف اخروی۔
 ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّمِينَةُ﴾... تَا... آخِر سورة ﴿بشارت اخرویہ۔ جواہر القرآن۔

خلاصہ: مقصد ہے اہانت حب مال اور تین امور ذکر کئے گئے ہیں: ① مرض حب مال آیت نمبر ۱۷ تا ۲۵
 ② سبب مرض حب مال آیت ۱۵ تا ۱۶ اور علاج مرض حب مال۔ ③ ابتدائی پانچ آیات اور آخری تین آیات۔
 امتیازات: ① سورة ممتاز ہے ﴿وَلِكُلِّ عَشْرِ﴾ پر۔ ② سورة ممتاز ہے نفس مطمئنہ پر۔

طاق اور جفت سے کیا مراد ہے؟

(۳۲۶۵) لَنْ النَّبِيِّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَقَالَ هِيَ الصَّلَاةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وَتْرٌ.

تو جہتہا: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے شفیع اور وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد نماز ہے کیونکہ بعض نمازیں جفت ہیں اور بعض طاق ہیں۔

تشریح: ﴿وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ﴾ کے معنی: شفیع کے معنی جوڑ کے ہیں جس کو اردو میں جفت کہا جاتا ہے اور وتر کے معنی طاق اور فرد کے ہیں قرآن کریم نے یہاں یہ متعین نہیں کیا کہ اس جفت اور طاق سے کیا مراد ہے؟ اس لیے مفسرین کے اقوال اس میں مختلف ہیں جن میں دو قول یہ ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ جفت سے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور طاق سے نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ مراد ہے۔؟ (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا ایک راوی مجہول ہے جو حضرت عمران سے یہ حدیث روایت کرتا ہے)

(۲) دوسری تفسیر ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ اس سے نمازیں مراد ہیں ان میں بعض جفت رکعت والی اور بعض طاق رکعت والی ہیں۔ شفیع اور وتر کی تفسیر میں دوسرے اقوال بھی ہیں۔

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

سورة البلد کی تفسیر

سورة البلد مکیہ: سورة ق کے بعد ۳۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۰ نمبر پر ہے۔

رابطہ: دونوں سورتوں میں ترغیب فی الآخرة، تڑھید فی الدنیا ہے۔

رابطہ معنوی: یہ سورة گزشتہ سورة کا تمہ ہے۔ والفجر میں دنیا اور دولت دنیا کی محبت کی مذمت مذکور ہوئی۔ اب سورة البلد میں مال کے صحیح مصارف ذکر کئے گئے کہ دولت کو جمع کرنے اور اسے بچا بچا کر رکھنے یہ میں نہ لگے رہو۔ بلکہ جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں اس کو خرچ بھی کرو۔ اگر بے مصرف خرچ کرو گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جائز مصارف میں بھی صرف اس وقت فائدہ ہوگا جبکہ خرچ کرنے والا مؤمن ہو۔ ایمان کے بغیر خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔

خلاصہ: ﴿لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ... تا... لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ﴾ یہ تحویف دنیوی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا میں مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔

﴿يَحْسَبُ أَنَّ لَّنْ يَفْقَدَ عَلَيْهِ أَحَدٌ... تا... أَوْ مَسِيكِنًا ذَا مَثْرَبَةٍ﴾ یہ زجر ہے انسان سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا وہ کہتا ہے میں نے اپنے دوستوں پر بہت مال خرچ کیا ہے مگر یہ سب فائدہ ہے جب تک وہ ایمان لا کر صحیح مصروفوں میں دولت کو خرچ نہیں کرے گا اس وقت تک اُسے فائدہ نہ ہوگا۔

﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا... الآية﴾ مذکورہ مصارف میں خرچ کرے لیکن ایمان شرط ہے۔ ﴿أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْيَمِينَةِ﴾ بشارت اخرویہ۔ ایمان کے بعد صحیح مصروفوں میں دولت خرچ کرنے والے دائیں بازو کے لوگ ہیں اور جنتی ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا... تا... آخر سورت﴾ تحویف اخروی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ایک زبان اور دو ہونٹوں پر ﴿وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ﴾

② سورۃ ممتاز ہے دو راستوں کا انسان کو ان الفاظ سے ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾

وَمِنْ سُورَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

باب ۷۹۔ سورۃ الشمس کی تفسیر

سورۃ الشمس مکہ: سورۃ القدر کے بعد ۲۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۱ نمبر پر ہے۔ ربط: سابقہ سورۃ میں ترغیب فی الآخرة ترہید فی الدنيا کا ذکر تھا۔ اس سورۃ میں ہے ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّهَا﴾ ترغیب سے ترغیب وترہید آ جاتی ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الشمس اور سورۃ الليل دونوں میں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی توحید اور ترہید فی الدنيا۔ سورۃ الشمس میں توحید کا مضمون مذکور ہے۔ یعنی تفرقہ فی الاعتقاد۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقاد زکی (پاکیزہ اعتقاد) اور اعتقاد خبیث برابر نہیں ہے۔ سورۃ الليل میں تفرقہ فی الاعمال کا بیان ہے یعنی نیک و بد، سخی و بخیل اور مصدق و کذب برابر نہیں ہے۔ یہ دونوں سورتیں سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں کا بیان ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾... تا... ﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ جس طرح روشنی اور اندھیرا، دن اور رات، آسمان اور زمین برابر نہیں ہیں اسی طرح نفس زکیہ جو کفر و شرک کی خباثت سے پاک ہو اور نفس خبیثہ جو شرک و کفر کی خباثت میں ملوث ہو برابر نہیں ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا﴾... تا... آخر تحویف اخروی۔ قوم ثمود کا انجام بد دیکھو، جو لوگ کفر و شرک سے اپنے دلوں کو پاک صاف نہ کریں توحید کا انکار کریں، ان کا انجام ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس کے پیچھے چاند نکل آتا ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے جس کسی نے اپنے آپ کو شرک اور گناہوں میں داخل کیا تو وہ نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا قاتل کیسا آدمی تھا؟

(۳۲۶۶) سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ (إِذَا انْبَعَثَ أَشْقَاهَا) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ ابْنِ زُمَعَةَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ إِلَّا مَهْ يَعْمَدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَعْفِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ إِلَّا مَهْ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والے کے بارے میں یہ بات بیان کی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ان میں سے بد بخت باطن اور طاقتور شخص اٹھا جو ابو زمعہ کی مانند تھا۔ پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح کیوں مارتا ہے جس طرح غلاموں کو مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے آخری حصے میں اس نے اس عورت کے ساتھ لیٹنا ہوتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ہوا خارج ہونے پر ہنسنے کے بارے میں فرمایا کوئی شخص ایسی چیز پر کیوں ہنستا ہے؟ جو وہ خود کرتا ہے۔

تشریح: ابو زمعہ: روایت کرنے والے صحابی کا باپ ہے: وہ بدر میں بحالت کفر مارا گیا، اور راوی حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے مخصوص صفات پر مشتمل ایک اونٹنی کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اسے ایک چٹان سے پیدا فرمادیا اسے دیکھ کر کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ اپنے کفر پر ہی ڈٹے رہے جب کہ اتفاق سے یہ طے ہوا کہ یہ اونٹنی آزاد پھرے گی جہاں اس کی مرضی ہو وہاں جاسکتی ہے اور ایک دن میں گھاٹ سے پانی پئے گی اور ایک دن لوگ اپنے لیے وہاں سے پانی بھریں گے لیکن جب اونٹنی پانی پی لیتی تو اس گھاٹ کا سارا پانی ختم ہو جاتا جو ان کے لیے بڑا بھاری ہوا مشکلات پیش آئیں باہمی گٹھ جوڑ کر کے اسے مارنے کا منصوبہ بنا لیا قدار بن سالف نے اسے مار دیا یہ اپنی قوم میں بڑا مضبوط طاقتور آدمی تھا ابو زمعہ کی طرح جب یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام تک پہنچی تو انہوں نے ان سے فرمادیا کہ اب تیار ہو جاؤ تین دن کے اندر اللہ کا عذاب تم پر آئے گا جو تمہیں تہس نہس کر دے گا چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔

وَمِنْ سُورَةِ اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

باب ۸۰: سورۃ اللیل کی تفسیر

سورۃ اللیل مکیہ: سورۃ الاعلیٰ کے بعد ۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۲ نمبر پر ہے۔

رابط : ترغیب فی الآخرة، ترہید فی الدنیا۔

ربط معنوی: سورۃ الشمس کے ربط کے ماتحت اس سورۃ کے ربط مکتوب ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝... تا... إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۝﴾ اعمال کے مختلف ہونے پر شواہد کا بیان۔ جس طرح رات دن اور نروادہ کے آثار و احکام مختلف ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ نیک و بد کام یکساں نہیں ہیں۔

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝... تا... وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝﴾ یہ ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ﴾ جو جواب قسم ﴿وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ کی یہ اس کی تفصیل ہے۔

﴿فَإِنَّ زُرْجُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝... تا... الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝﴾ یہ خوفِ اخروی ہے۔

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَىٰ ۝... تا...﴾ آخر سورۃ ﴿بشارتِ اخرویہ﴾ ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے عمل قبول ہونے کے لئے تین شرائط پر۔

② سورۃ ممتاز ہے بد بخت لوگوں کے لئے تین درجات پر (تکذیب، حق سے اعراض کرنا، آگ کے ذریعے خوف)۔

(۳۲۶) قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيعِ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ مِّنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخُلُهَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلْسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ قَالَ بَلِ اعْمَلُوا فِكُلُّ مُيَسَّرٍ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يُيَسِّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يُيَسِّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْلَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ﴾

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ جنت البقیع میں ایک جنازے میں شریک تھے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھری تھی آپ ﷺ اس کے ذریعے زمین کریدنے لگے پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص کا (آخرت میں) مخصوص ٹھکانہ طے کیا جا چکا ہے تو حاضرین نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اکتفاء نہ کریں جو شخص اہل سعادت ہے وہ سعادت جیسا عمل کرے اور جو شخص بد بخت ہے وہ بد بختوں کا ساعمل کرے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلکہ تم لوگ عمل کرو ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جو اس کا نصیب ہے اہل سعادت کے لیے سعادت والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے اور بد بختوں کے لیے بد بختی والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ”جو شخص عطا کرے پرہیزگاری اختیار کرے اور اچھائی کی تصدیق کرے تو ہم اس کے لیے آسانی کو آسان کر دیں گے اور جو شخص بخل سے کام لے اور بے نیازی اختیار کرنے اور اچھائی کی تکذیب کرے ہم اس کے لیے تنگی کو آسان کر دیں گے۔“

تقدیر کے دو پہلو ہیں: اللہ کی جانب کا، جو عقیدہ ہے، اور بندوں کی جانب کا، جو برائے عمل ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الضُّحَىٰ

باب ۸۱۔ سورۃ الضحیٰ کی تفسیر

سورۃ الضحیٰ مکہ: سورۃ الفجر کے بعد ۱۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۳ نمبر پر ہے۔

ربط: ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾
ربط معنوی: گزشتہ سورۃ کے اختتام پر سابق مضمون ختم ہو گیا۔ اب اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالضُّحَىٰ﴾ ... تا ... ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾

یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب اور تسلی ہے۔ جمہور مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ کسی مصلحت کے تحت نبی ﷺ پر وحی نہ آئی۔ مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ (معاذ اللہ) اللہ پاک نبی ﷺ سے ناراض ہو گئے ہیں اس کے جواب میں بطور تسلی فرمایا:

﴿وَالضُّحَىٰ﴾ ... الخ ”اے پیغمبر ﷺ! اللہ آپ سے نہ ناراض ہوئے اور نہ ہی چھوڑا ہے۔ (مفہوماً)“

بعض مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ضحیٰ (چاشت کے وقت) اور واللیل (رات کے وقت) کا ذکر کر کے یہ سمجھایا ہے کہ مثلاً چاشت کے وقت کوئی یہ کہے کہ اب رات نہیں آئے گی اور رات کے وقت کہے کہ اب دن نہیں آئے گا۔ جس طرح یہ رات نہ آنے اور دن نہ آنے کی دلیل نہیں بن سکتی اسی طرح اگر چند دن کسی مصلحت کے تحت وحی نبی ﷺ پر بند ہو گئی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ اب کبھی بھی وحی نہیں آئے گی۔ یہ اس وقت کے مشرکین کو جواب دیا گیا۔ ﴿الَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ ... تا آخر ﴿شواہد برائے تسلی برائے نبی کریم ﷺ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے صبحی پر کہ نبی ﷺ کے آنے سے روشنی ہو گئی۔

② سورۃ ممتاز ہے نبی ﷺ کے یتیم ہونے پر ﴿الَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾

آپ ﷺ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا نہ بیزار ہوئے

(۳۲۶۸) قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ فَدَمِيتُ إِصْبَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعُ دَمِيتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتُ قَالَ وَأَبْطَاءَ عَلَيْهِ جَبْرَائِيلُ ﷺ فَقَالَ الْمُسْرِ كُونَ قَدْ وَدَّعَ مُحَمَّدٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى).

ترجمہ: حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غار میں موجود تھا آپ ﷺ کی انگلی سے خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔ تم صرف ایک انگلی ہو جس میں سے خون نکلا ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کچھ عرصے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تو مشرکین نے یہ کہا حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ تمہارے پروردگار نے تمہیں

چھوڑا نہیں ہے اور وہ بیزار نہیں ہوا ہے۔

تشریح: یہ فترت وحی کا واقعہ نہیں ہے، تاخیر وحی کے واقعات متعدد مرتبہ پیش آئے ہیں، اور بخاری میں حضرت جندب کی اسی روایت میں ہے کہ ایک دورات آپ ﷺ تہجد کے لئے نہیں اٹھے تو آپ ﷺ کی کافر چچی ام جمیل (ابولہب کی بیوی) نے طعنہ دیا، اس پر یہ آیت اتری۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر حفاظتی نقطہ نظر سے آپ ﷺ ایک غار میں تھے کہ پتھر لگنے سے آپ ﷺ کی انگلی زخمی ہو گئی جس سے خون بہنے لگا اس پر آپ ﷺ نے مذکورہ شعر پڑھا یہ ذہن میں رہے کہ آپ کی انگلی مختلف موقعوں پر زخمی ہوئی ہے اس حدیث میں غار کا ذکر ہے بعض روایات میں بعض غزوات کا ذکر ہے اس لیے دونوں قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمَنْشُورِ

باب ۸۲۔ سورۃ الم نشرح کی تفسیر

سورۃ الانشراح مکیہ: سورۃ الضحیٰ کے بعد ۱۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۴ نمبر پر ہے۔

رابط: سابقہ سورۃ کی طرح اس میں بھی تسلی رسول ﷺ ہے۔

رابط معنوی: سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کی ذات پر مشرکین کے اعتراض کے بارے میں تسلی دی گئی اب اس سورۃ میں آپ ﷺ کو مؤمنوں پر مشرکین کے اس اعتراض کے بارے میں دی گئی کہ مؤمنوں کے پاس مال نہیں۔

خلاصہ: ﴿الْمَنْشُورُ... دَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ آپ ﷺ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور کفر و شرک کو آپ ﷺ کے قریب تک نہ آنے دیا۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ تسلی برائے نبی کریم ﷺ تنگی دور ہوگی اور اللہ پاک فراخی کا دور لائیں گے۔

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾... تا آخر۔ اس لئے دنیوی سال و دولت کی طرف نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے تمہارے درجات بلند کرنے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے دو جملوں کے تکرار پر ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾۔

شرح صدر کا بیان

(۳۲۶۹) اَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ اَحَدُ بَيْنِ الثَّلَاثَةِ فَاتَيْتُكَ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مَاءٌ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِيْ اِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ فَتَادَةُ قُلْتُ لَا نَبِيَّ مَا يَعْنِي قَالَ اِلَى اَسْفَلِ بَطْنِيْ قَالَ فَاسْتُغْرِجْ قَلْبِيْ فَعَسَلِ مَاءٌ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ جو ان کی قوم کے ایک فرد ہیں کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے میں بیت اللہ کے نزدیک موجود تھا اور اس وقت سونے اور جاگنے کی کیفیت کے درمیان تھا کہ اس دوران میں نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ تین افراد میں سے ایک تھا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں آب زمزم تھا پھر میرے سینے کو یہاں تک کھول دیا گیا۔

قائدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا اس سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا پیٹ کے نیچے والے حصے تک (آپ ﷺ فرماتے ہیں) پھر انہوں نے میرا دل باہر نکالا میرے دل کو آب زمزم سے دھویا اور پھر اس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور پھر سے ایمان اور حکمت کے ذریعے بھر دیا گیا۔

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

تشریح: سورۃ الم نشرح کی پہلی آیت ہے: ﴿الَّذِي نَفَّخَ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شق صدر کا واقعہ۔ سورۃ الم نشرح میں آپ ﷺ کو ملی دی آپ ﷺ کے سینے کو علوم و معارف کے لیے کھول دیا گیا اور آپ ﷺ کا شرح صدر کر دیا گیا۔ اس شرح صدر میں وہ شق صدر بھی داخل ہے جو آپ ﷺ کا چار مرتبہ کیا گیا۔

(۱) ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس بچپن میں شق صدر کیا گیا اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے آپ ﷺ کا دل چیرا اور اس سے وہ حصہ شیطانی نکال دیا جو ہر انسان کے اندر ہوتا ہے پھر اسے دھو کر بند کر دیا۔

(۲) دس سال کی عمر میں دوسری مرتبہ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

(۳) جس وقت آپ نبی بنے۔

(۴) معراج کے موقع پر آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے دل نکالا گیا اسے آب زمزم سے دھو کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس حضرت حمزہ اور جعفر رضی اللہ عنہما کے درمیان آرام فرما رہے تھے نہ تو مکمل سو رہے تھے اور نہ مکمل بیدار تھے بس درمیانی سی کیفیت تھی اس حالت میں آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے اب زمزم سے دھویا گیا اور اسے علم و حکمت سے بھر دیا گیا تاکہ معراج کے موقع پر انوار و برکات کا متحمل ہو سکے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ معراج پر جانے سے پہلے آپ ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے ہوئے تھے جو شعب ابی طالب میں واقع تھا چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مکان کی چھت پھاڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو جگا کر بیت اللہ کے پاس لے آئے جہاں حطیم ہے آپ ﷺ حطیم میں لیٹ گئے اور چونکہ ابھی تک نیند کا اثر باقی تھا اس لیے آپ ﷺ وہاں پھر سو گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پھر جگایا اور شق صدر کے مراحل سے گزارنے کے بعد آپ کو مسجد حرام کے دروازے پر لے آئے جہاں آپ ﷺ کو براق پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ سفر معراج کا آغاز حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا تھا۔

وَمِنْ سُورَةِ الْتَيْنِ

باب ۸۳۔ سورۃ التین کی تفسیر

سورۃ التین مکیہ: سورۃ البروج کے بعد ۲۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ دونوں سورتوں میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور آپ کا ذکر مبارک ہے۔ آپ خوبصورتی میں اعلیٰ درجے پر ہیں۔ اس

سورۃ میں فرمایا ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾

ربط معنوی: مسئلہ توحید اور جزاء و سزا کے بیان کے بعد سورۃ النبیؐ میں رسول اللہ کو تسلی دی گئی اور سورۃ الم نشرح میں مؤمنوں کو تسلی دی

گئی۔ اب سورۃ التین میں پانچ دلائل (تین نقلی، ایک عقلی، ایک وحی) سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو اونچا مقام صرف مسئلہ توحید کو ماننے

سے ملے گا اور ہم نے انسان کو ظاہری حسن و جمال کے علاوہ عقل و فہم کی نعمت بھی عطا فرمائی تاکہ وہ حق کو سمجھ سکے مگر حق سے اعراض کی

وجہ سے وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالے جانے کا حقدار بن رہا ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالَّتَيْنِ... تا... فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ انسان کے خوبصورت ہونے پر تین نقلی دلیلیں اور ایک دلیل وحی۔

﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ بد عملی کی سزا کا بیان۔

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ مؤمنوں کے لئے بشارت اخرویہ۔

﴿فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدُ بِالذِّينِ﴾ متفرع بر جواب قسم۔

﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ﴾ دلیل عقلی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا اچھی صورت میں پیدا کرنا ان الفاظ سے ﴿فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾

② سورۃ ممتاز ہے ﴿بَلَدِ الْأَمِينِ﴾ پر کہ یہ شہر امن کا ہے۔

سورت کی آخری آیت کا جواب

تشریح: جواب طلب آیتوں کا جواب دینا مستحب ہے، خارج صلوٰۃ زبان سے جواب دے، اور نماز میں دل میں جواب دے، اور

پہلے سورۃ الرحمن کی تفسیر میں بھی جواب دینے کی حدیث گزری ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۃ العلق کی تفسیر

سورۃ العلق مکیہ: یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورۃ ہے، ترتیب کے لحاظ سے ۹۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے۔ انسان کا قیام اس تقویم پر یہ مبنی ہے کہ انسان قرآن پاک کو پڑھے سمجھے، عمل کرے جب عمل کرے گا

تو ایک دن وہ اس تقویم میں باعتبار حسن اور نور کے زیادہ ہوگا۔ تو اس سورۃ میں قرآن پاک کی طرف رغبت دی ہے اِقْرَأْ۔

ربط معنوی: گزشتہ سورتوں میں تسلی اور تخویف اور تبشیر کے مضامین ذکر کرنے کے بعد فرمایا تلاوت قرآن پاک پر مداومت کرو اس

سے استقامت علی التوحید (توحید پر ثابت قدمی) حاصل ہوگی۔

خلاصہ: ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝... تا... عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ کسی کی پرواہ کئے بغیر اللہ پاک کا نام لے کر قرآن کی تلاوت تبلیغ کئے جاؤ۔

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَفٍ ۝﴾ شکوی ہے۔

﴿إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۝﴾ تخویف اخروی۔

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝... تا... أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝﴾ زجر برائے ابوجہل وغیرہ۔

﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۝... تا... سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝﴾ تخویف اخروی۔

﴿كَلَّا لَا تَطْعَهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝﴾ خطاب بہ پیغمبر ﷺ و امر باستقامت۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں مکہ مکرمہ کا ذکر ہے اس سورۃ میں پہلی وحی کا ذکر ہے یہ بھی مکہ مکرمہ میں اُتری۔

امیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نزول کے اعتبار سے یہ سب سے پہلے نازل ہوئی۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کے عزت مند بنانے پر جو قرآن پڑھتے ہیں ﴿إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝﴾۔

اللہ کے سپاہیوں سے مراد فرشتے ہیں

(۳۲۷۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (سَنَدُ الزَّبَانِيَةِ) قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيَ لَا طَأَنَّ عَلَىٰ عُنُقِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ فَعَلَ لَا خَذَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اور ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلا لیں گے۔“ ابوجہل نے یہ کہا تھا اگر اب میں نے حضرت محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو اسے فرشتے سب کے سامنے پکڑ لیں گے۔

(۳۲۷۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيُ فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا يَهَانُ أَكْثَرُ مِثْلِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللَّهِ لَوْ دَعَانَا دِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران ابوجہل آیا اور بولا کیا میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو ابوجہل بولا کیا آپ ﷺ جانتے ہیں؟ میری مجلس میں سب سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اسے چاہئے کہ وہ اپنے حامیوں کو بلا لے، ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلا لیں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر وہ اپنے ساتھیوں کو بلاتا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اسے پکڑ لیتے۔
تشریح: الزبانیۃ: اصل میں سپاہیوں کو کہتے ہیں، مراد مخصوص فرشتے ہیں جو دوزخیوں کو آگ میں دھکیلیں گے۔ ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کی ابو جہل نے نماز پڑھنے سے روکا اور دھمکی دی جس کی تفصیل اوپر کی احادیث میں ہے۔
صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابو جہل نے آگے بڑھ کر نماز کی حالت میں آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھنے کا ارادہ کیا کہ ایک دم الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانے لگا اس سے پوچھا گیا کہ کیا بات ہے؟ ابو جہل نے جواب دیا کہ میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آگ کی خندق ہولناک منظر اور بہت سے پرہیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔ (صحیح مسلم کتاب صفة القيامة ان الانسان ليطغى)

وَمِنْ سُورَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

باب ۸۵: سورة القدر کی تفسیر

سورة القدر مکیہ: سورة عبس کے بعد ۲۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۷ نمبر پر ہے۔
رابطہ: سابقہ سورة میں قرآن پاک کی قرأت اور اس کا حکم مذکور ہے اس سورة میں قرآن کی شان مذکور ہے گویا کہ یہ صورت ماقبل کا تتمہ ہے۔
رابطہ معنوی: سورة العلق میں تلاوت قرآن کریم کا حکم دیا اور اب سورة القدر میں قرآن کریم کی عظمت کا ذکر فرمایا۔
خلاصہ: قرآن مجید بڑی عظمت و برکت والی کتاب ہے اس کو پڑھا کرو۔ قرآن کی عظمت و برکت سے اس رات کو بھی بہت بڑا شرف حاصل ہو گیا جس رات میں قرآن نازل ہوا چنانچہ وہ ایک رات یعنی شب قدر ایک ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔
امتیازات: ① سورة ممتاز ہے کہ اس میں صرف قرآن کی عظمت کا بیان ہے۔
② سورة ممتاز ہے لیلۃ القدر کی فضیلت پر کہ یہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۔ یہ آیتوں کی تفسیر نہیں

(۳۲۷۳) قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَدْتُ وَجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَا تُؤَيِّبُنِي رَحْمَتُ اللَّهِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرَى نَبِيَّ أُمِّيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ فَسَاءَ ذَلِكَ فَزَوَّلْتُ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوفَةَ) يَامُحَمَّدُ يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَزَوَّلْتُ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ) وَمَا أَذْرَكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُو أُمِّيَّةَ) يَامُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَا هَذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَا تَزِيدُ يَوْمًا وَلَا تَنْقُصُ.

ترجمہ: یوسف بن سعد بیان کرتے ہیں جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا آپ نے اہل ایمان کے چہرے سیاہ کر دیئے ہیں۔ (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ استعمال ہوئے)

”اے اہل ایمان کے چہروں کو سیاہ کرنے والے شخص۔“ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم مجھے الزام نہ دو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو خواب میں بنو امیہ کے لوگ منبر پر دکھائی دیئے آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بے شک ہم تم کو نہر عطا کریں گے۔ یعنی اے حضرت محمد ہم تمہیں جنت میں نہر عطا کریں گے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

”بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔“

(اس سے مراد یہ ہے) اے حضرت محمد ﷺ آپ کے بعد بنو امیہ اس کے مالک ہوں گے۔

قاسم نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے جب ہم نے ان کا شمار کیا (تو بنو امیہ کی حکومت کے دن) پورے ایک ہزار دن تھے جس میں ایک دن بھی کم اور زیادہ نہیں تھا۔

(۳۲۷۴) قُلْتُ لِأَبِي بِنِ كَعْبٍ إِنَّ أَخَاكَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمْ الْحَوْلَ يُصِيبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَقَدْ عَلِمَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَتْنِيَنَّ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ قَالَ قُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْأَيَّةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ بِالْعَلَامَةِ أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں جو شخص پورا سال رات کے وقت نوافل ادا کرتا رہے وہی شب قدر کو حاصل کر سکتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن کی مغفرت کرے وہ یہ بات جانتے تھے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے اور یہ ستائیسویں رات ہے لیکن وہ چاہتے تھے لوگ اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی اور کوئی استثناء نہیں کیا شب قدر سے مراد ستائیسویں رات ہے۔

زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے ان سے کہا اے ابو منذر آپ کس بنیاد پر یہ بات کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا اس نشانی کی وجہ سے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بتائی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس علامت کی وجہ سے جب اس دن سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

تشریح: یہ آیتوں کی تفسیر نہیں، کاش امام ترمذی رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان نہ کرتے۔

بنو امیہ کی ایک ہزار ماہ تک حکومت ہوگی۔ مذکورہ احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں: ۱۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر ان کی جماعت کا ایک بندہ کہنے لگا کہ آپ نے اہل ایمان کا منہ کالا کر دیا ہے ان کے ہاتھ پر کیوں بیعت کر لی،

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ دکھایا گیا کہ بنو امیہ کی ایک ہزار ماہ یعنی ۸۳ سال حکومت ہوگی لہذا میرا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور ایک ہزار ماہ تک بنو امیہ کی حکومت گویا ایک طے شدہ امر ہے، اس لیے

مجھے اس پر ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو آپ کو یہ برا لگا کہ یہ لوگ احکام شریعت کا مکمل لحاظ نہیں کریں گے اس پر سورۃ کوثر اور سورۃ لیلۃ القدر نازل ہوئی۔

اس میں آپ کو بتایا گیا کہ جس طرح شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے اسی طرح بنو امیہ اتنا ہی عرصہ برسر اقتدار آئیں گے قاسم راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی حکومت کے دن شمار کئے تو پورے ایک ہزار ماہ تھے۔

بنو امیہ کی حکومت سن چالیس ہجری کے آخر میں شروع ہوئی اور ایک سو تیس ہجری میں ختم ہوئی یہ بانوے سال بنتے ہیں پھر اس سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آٹھ سال اور آٹھ ماہ نکالے جائیں تو ۸۳ سال اور چار ماہ باقی بچ جاتے ہیں اور یہ ایک ہزار ماہ ہی بنتے ہیں۔ (الکوکب الدری ۲/۳۲۳)

وَمِنْ سُورَةٍ لَمْ يَكُنْ

باب ۸۶۔ سورۃ البینہ کی تفسیر

سورۃ البینہ مدنیہ: سورۃ الطلاق کے بعد ۱۰۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۸ نمبر پر ہے۔
ربط: سابقہ سورتوں میں قرآن کی شان وغیرہ کا ذکر تھا اس سورۃ میں مشرکین اہل کتاب کی برائی کا بیان ہے کہ جب واضح دلیل آگئی تو نہ مانا حالانکہ پہلے منتظر تھے کہ دلیل آئے۔

ربط معنوی: سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان تھا، اب سورۃ البینہ میں کفار و مشرکین کے عناد پر شکوئی کا بیان ہے جو ایسی عظیم الشان کتاب سے بھی اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا... تَا... وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝﴾ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے عناد و انکار کا شکوئی۔
﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا... تَا... أُولَٰئِكَ هُمُ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ تحویف اخروی۔
﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا... تَا... ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝﴾ بشارت اخرویہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انبیاء کی مضبوط جماعت پر ﴿فِيهَا كُتِبَ قَيِّمَةٌ ۝﴾

② سورۃ ممتاز ہے کہ جس کسی نے پیغمبر اور قرآن کی اتباع کی تو ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝﴾

بہترین خلایق کون لوگ ہیں؟

(۳۲۷۵) قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ قَالَ ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا۔

”اے مخلوق میں سے سب سے بہتر۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔“

تشریح: سورۃ البینہ کی (آیت ۷) ہے: ”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلایق ہیں۔“

اس آیت کی رو سے ہر نیک مؤمن بہترین خلایق ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کیسے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم خیر البریہ ہیں حالانکہ یہ مقام تو یقینی طور پر آپ ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے ہر لحاظ سے بہتر ہیں؟

جواب ①: ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک آپ ﷺ کو یہ نہ بتایا گیا ہو کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہتر ہیں اس لیے آپ نے فرمایا: ذلک ابراہیم۔

جواب ②: آپ ﷺ نے محض تواضع اور عاجزی کی وجہ سے یہ فرمایا کہ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ آپ کو طبعاً یہ اچھا نہ لگا کہ خیر البریہ کی نسبت اپنے جدا مجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کرنے کے بجائے اپنی طرف کریں۔

وَمِنْ سُورَةِ إِذَا زُلْزِلَتْ

باب ۸۷۔ سورۃ الزلزال کی تفسیر

سورۃ الزلزال مدنیہ: سورۃ النساء کے بعد ۹۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ﴿أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ اور ﴿أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ اس سورۃ میں ہر فریق کی جزاء کا ذکر ہے ان کے اعمال کے اعتبار سے ﴿يَوْمَئِذٍ يُصْدَرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالُهُمْ...﴾ (الایۃ)

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں عناد کفار کا شکوہ تھا، اب اس سورۃ میں عناد کفار پر تحویف اخروی کا ذکر ہے۔ (جواہر القرآن)

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے زمین اپنے بوجھ کو باہر پھینکنے پر ان الفاظ سے ﴿وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾

② سورۃ ممتاز ہے لوگوں کا قبروں سے واپس ہونے پر اور میدان قیامت کے مختلف حالات پر۔

قیامت کے دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی

(۳۲۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ (يَوْمَئِذٍ تُخْبِرُهَا) قَالَ أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا تَقُولُ عَمِلَ يَوْمَهُ كَذَا وَكَذَا فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ”اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ اس کی خبریں بتانے سے کیا مراد ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہوں گی وہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں یہ گواہی دے گی اس نے اس زمین کی پشت پر جو عمل کیا تھا وہ زمین یہ کہے گی اس شخص نے فلاں فلاں دن یہ کام کیا تھا تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

یہ حدیث پہلے حدیث ۲۲۲۳ میں آچکی ہے۔

سُورَةُ الْعَادِيَّاتِ مَكِّيَّةٌ

سورة العاديات کی تفسیر

سورة العاديات مکیہ: سورة العصر کے بعد ۱۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۰ نمبر پر ہے۔
رابط: سابقہ سورة میں اچھے اور بُرے لوگوں کا ذکر تھا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ راہِ راست پر آجاتے مگر انہوں نے ناشکری کی اللہ پاک نے اس سورة میں ان کا شکوہ کیا ہے۔

رابط معنوی: سابقہ سورة میں عناد کفار پر تخویف اُخروی کا ذکر تھا اب اس سورة میں ظلم کفار کا شکویٰ مذکور ہوگا۔
خلاصہ: ﴿وَالْعَادِيَّاتِ ضَبْحًا﴾ ... تا ... ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾ بیانِ مرض یعنی انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گزار ہے۔
﴿وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ﴾ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ بیانِ سببِ مرض یعنی اس کی ناشکری کا سبب مال و دولت کی محبت ہے۔

﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثُوا فِي الْقُبُورِ﴾ ... تا آخر﴾ علاجِ مرض بصورتِ تخویف اُخروی۔

خلاصہ: مگر افسوس کہ قرآن حکیم جیسی نعمت غیر مترقبہ ملنے کے باوجود کافر ناقدر شناس ہیں۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے گھوڑوں کے دوڑنے اور گردوغبار اُٹھانے پر۔

② سورة ممتاز ہے گھوڑوں کا دشمن کے درمیان داخل ہونے پر ﴿إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

سورة القارعة کی تفسیر

سورة القارعة مکیہ: سورة القمیش کے بعد ۳۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۱ نمبر پر ہے۔

رابط: احوالِ قیامت اور قیامت کی شدائد کا ذکر ہے۔

رابط معنوی: گزشتہ سورت میں ظلم کفار پر شکویٰ تھا اب اس سورة میں ظالموں کے لئے تخویف اُخروی ہے۔

خلاصہ: مقصدِ سورة تخویف ہے اور ضمناً بشارت بھی۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے ان پھیلے ہوئے پتنگوں پر ﴿كَالْفَرَّاشِ الْمُبْتُوثِ﴾ ② سورة ممتاز ہے ھاویہ پر۔

وَمِنْ سُورَةِ الْهٰكُمِ التَّكَٰثُرُ

باب ۸۸۔ سورة التكاثر کی تفسیر

سورة التكاثر مدنیہ: سورة الکوث کے بعد ۱۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۲ نمبر پر ہے۔

رابط: جب احوالِ قیامت کو سن لیا چاہیے تو یہ تھا کہ اعمالِ صالحہ کرتے مگر ان کی بری قسمت وہ تفاخر و تکاثر میں مشغول ہو گئے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورتوں میں تحویف و تبشیر اور زجر و شکوئی کا ذکر تھا اب اس سورۃ سے پھر ترمذی فی الدنیا کے مضمون کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا مال کی زیادتی کے سبب دین سے غفلت پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے قبروں کی ملاقات پر۔

۱۔ غلط طریقوں سے مال و دولت جمع کرنے کی مذمت

(۳۲۷۷) أَنَّهُ إِنْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ (أَلْهَاكُمْ الشَّكَاثُ) قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَا لِي مَالِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبَسْتَ فَأَبْلَيْتَ.

ترجمہ: مطرف بن عبد اللہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے تلاوت کی کثرت تمہیں غفلت کا شکار کر دے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدم کا بیٹا یہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے تمہارا مال تو وہ ہے جسے تم صدقہ کر کے آگے بھیج دیا کھا کر ختم کر دیا پہن کر پرانا کر دو۔

(۳۲۷۸) قَالَ مَا زِلْنَا نَشْكُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ (أَلْهَكُمْ الشَّكَاثُ) قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ هُوَ رَازِيٌّ وَعُمَرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَلَائِي كُوفِيٌّ عَنْ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم قبر کے عذاب کے بارے میں شک کا شکار رہے یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی۔ ”کثرت تمہیں غافل کر دے گی۔“ ابو کریم نے ایک مرتبہ یہ روایت عمرو بن قیس کے حوالے سے نقل کی ہے یہ صاحب رازی ہیں جبکہ عمرو بن قیس ملائی کوفی ہیں انہوں نے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے منہال بن عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔ تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الشکاثر پڑھ کر فرمایا:

تكاثر الاموال: جمعها من غير حقها، ومنعها من حقها، وشدها في الاوعية.

تکاثر: مال کو ناجائز طریقوں سے حاصل کرنا، اور مال میں جو اللہ کے حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں خرچ نہ کرنا، اور برتنوں میں باندھ کر رکھ لینا ہے (قرطبی) پس اگر جائز ناجائز کا خیال رکھ کر مال حاصل کیا جائے، اور اس میں سے اللہ کے حقوق ادا کئے جائیں تو مال کی یہ زیادتی مذموم نہیں۔

”اما انه سيكون“ کے کیا معنی ہیں؟ اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں:

- (۱) عنقریب یہ نعمتیں دنیا میں تم لوگوں کو ملیں گی، پھر ان کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔
- (۲) جو نعمتیں اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں خواہ وہ تمہاری نظر میں معمولی ہی کیوں نہ ہوں یعنی کھجوریں اور پانی، قیامت کے دن ان کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا حقیقت، اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں ہمیں عطاء فرما رکھی ہیں وہ اتنی تعداد میں ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا ان کی قدر کی جائے اور انہیں اللہ کی نافرمانی میں استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

غرض: یہ سورت عذاب قبر اور عذاب آخرت کے بیان پر مشتمل ہے۔

۳۔ امت کو خوش حالی کی بشارت

۴۔ وہ نعمتیں جن کا حساب دینا ہوگا

(۳۲۷۹) قَالَ لَبَّأَنَزَلْتُ (ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ) قَالَ الرَّبُّ يُدَارِسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَتَى النَّعِيمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ الثَّمَرُ وَالْمَاءُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی پھر تم سے اس دن ان نعمتوں کے بارے میں ضرور دریافت کیا جائے گا۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں ہیں کھجور اور پانی تو آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب نعمتیں آجائیں گی۔

(۳۲۸۰) قَالَ لَبَّأَنَزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةُ (ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ) قَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ آيَةِ النَّعِيمِ نُسْأَلُ وَإِنَّمَا هُمَا الْأَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسَيُؤَفَّنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا قَالَ إِنَّ ذَلِكَ سَيَكُونُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔

تو لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کون سی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں (یعنی کھجور اور پانی ہیں) دشمن ہمارے سر پر موجود ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رکھی ہوئی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہیں یہ مل جائیں گی۔

(۳۲۸۱) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُنْصَحْ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا (راوی بیان کرتے ہیں یعنی بندے سے نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔) (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس سے یہ کہا جائے گا کیا ہم نے تمہارے جسم کو صحت عطا نہیں کی تھی؟ کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی کے ذریعے سیراب نہیں کیا تھا؟

سورة العصر مکیہ

سورة العصر کی تفسیر

سورة العصر مکیہ: سورة الانشراح کے بعد ۱۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۳ نمبر پر ہے۔

ربط: جب انسان تفاخر و تکاثر میں مشغول ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں اور لوگ بھی یہی سمجھتے ہیں اللہ پاک نے رد کیا ہے اس سورۃ میں۔

ربط معنوی: سورۃ سابقہ کے مقابلہ میں اس سورۃ میں تڑھیدنی الدنیا کا مضمون بطور ترقی ذکر کیا گیا ہے یعنی مال و اولاد کی کثرت و زیادتی پر فخر نہ کرو، ذرا زمانے کی گردش کو تو دیکھو اور اپنے آباؤ اجداد کا حال ملاحظہ کرو۔ انہوں نے مال و اولاد پر فخر کر کے کیا حاصل کیا؟ نقصان اور خسارہ کے سوا انہیں کیا نصیب ہوا۔

يَجْعُوا الْكُنُوزَ لِأَنْفُسِهِمْ وَتَرَكُونَهَا كَمَا... إِلَّا قَبُورًا ادراسۃً فیہا عظامہ بالیہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان چار اصولوں کے بیان پر جو خلاصہ میں ذکر کئے گئے۔

② سورۃ ممتاز ہے عصر کی شہادت پر کہ انسان کی زندگی خسارے میں ہے ﴿وَالْعَصْرِ ۝﴾ (آیت ۱)

سُورَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الہمزہ کی تفسیر

سورۃ الہمزہ مکئیہ: سورۃ القیامۃ کے بعد ۳۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۴ نمبر پر ہے۔

ربط: تکاثر میں مبتلا آدمی سمجھتا ہے کہ کامیاب ہو گیا مال زیادہ آگیا حالانکہ اس پر پڑھی جاتی ہے ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝﴾ وَالَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝﴾

ربط معنوی و خلاصہ: تڑھیدنی الدنیا کے بعد مال و دولت جمع کرنے والوں اور کثرت مال پر فخر و غرور کرنے والوں کے لئے تنخویف اخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ہمزہ پر سامنے عیب لگانے والا۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ یہ آگ باطل پرستوں کے دل پر حملہ کرے گی ﴿الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝﴾۔

سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الفیل کی تفسیر

سورۃ الفیل مکئیہ: سورۃ الکافرون کے بعد ۱۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۵ نمبر پر ہے۔

ربط: مال و دولت والوں کو کامیاب گمان کرنے والے ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝﴾

ربط معنوی و خلاصہ: تڑھیدنی الدنیا کے بعد سورۃ الہمزہ میں تنخویف اخروی بیان ہوئی ہے اب اس سورۃ میں تخریف دنیوی کا ایک نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔ دنیوی مال و منال اور جاہ و جلال پر مغرور ہر کر ایمان و توحید کے مرکز کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کا مناد یا جائے گا۔

دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ سورۃ العصر میں بیان کردہ چار اوصاف اپنے اندر مضبوط کر لو۔

اوصاف اربعہ: ① ایمان ② عمل صالح ③ آپس میں حق کی وصیت کرنا۔

④ آپس میں صبر کی وصیت کرنا۔ صبر سے مراد نیکی پر صبر (ڈٹ) جانا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے اصحاب الفیل پر۔

② سورة ممتاز ہے کہ انہیں چکر چھوڑے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔

سُورَةُ الْقُرَيْشِ مَكِّيَّةٌ

سورة القریش کی تفسیر

سورة القریش مکیہ: سورة التین کے بعد ۲۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۶ نمبر پر ہے۔

ربط: مشرکین نے کثرت مال والوں کو دیکھا حالات سے پھر بھی وہ نہ رکنے۔ تعجب۔

ربط معنوی و خلاصہ: موضوع سورة تزهید فی الدنیا مرکز توحید کو مٹانیا والوں کو ہم نے مٹایا اور قریش کو سراوگرما کے تجارتی سفروں کے مواقع فراہم کئے۔ ان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک اللہ عبادت کریں اور عبادت کریں اور شرک نہ کریں اور مال و دولت کی محبت میں اندھے نہ ہو جائیں۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے قریش کے مال کے ساتھ محبت کے بیان پر ﴿لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ﴾۔

② سورة ممتاز ہے اس گھر (بیت اللہ) کی رب کی عبادت کرنے پر ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ﴾۔

سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ

سورة الماعون کی تفسیر

سورة الماعون مکیہ: سورة التکاثر کے بعد ۱۱۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۷ نمبر پر ہے۔

ربط: یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا کیا حال سردی گرمی کے سفر کرتے ہیں مال کو جمع کرنے کے لئے مال جمع کیا مگر دیکھ وہ خیر کے کاموں

میں کتنا استعمال کرتے ہیں: ﴿فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ﴾ وَلَا يَحْضُّ عَلَى طَعَامِ الْيَسْكِينِ ﴿﴾

ربط معنوی و خلاصہ: موضوع تزهید فی الدنیا سے متعلق ہے۔ تکذیب قیامت، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ نہ کرنے اور نمازوں میں غفلت کرنے پر زجر۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے یتیم کو دھکا دینے پر ﴿يَدُعُّ الْيَتِيمَ﴾

② سورة ممتاز ہے ان نمازیوں کی ہلاکت پر جو اپنی نمازوں کی حقیقت سے غافل ہیں ﴿قَوْلٍ لِلْمُصَلِّينَ﴾

وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ

سورة الکوثر کی تفسیر

سورة الکوثر مکیہ: سورة العادیات کے بعد ۱۱۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۸ نمبر پر ہے۔

ربط: قریشی آپ ﷺ سے دین کے مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں لہذا آپ ﷺ دیکھیں اللہ پاک نے آپ پر کیسی نعمتیں کی

ہیں۔ آپ اور ان کے درمیان بڑا فرق ہے ﴿إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۝﴾

رابط معنوی و خلاصہ: ترمذی فی الدنیا کے بعد مضمون توحید کا ذکر یہ آنحضرت ﷺ کے لئے تسلی اور شرک اعتقادی و فعلی کی نفی، مشرکوں کے لئے تحریف۔ یہ سورت سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ متعلق ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کوثر کے دینے کے بیان پر ﴿إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۝﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے خاص اللہ کے لئے بدنی عبادت کرنے پر ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾۔

حوض کوثر کے احوال

(۳۲۸۲) عَنْ أَنَسٍ (إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَتَيْهِ قَبَابُ اللَّوْلُوءِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ ﷺ قَالَ هَذَا الْكُوْثَرُ الَّذِي آعْطَاكَ اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کی۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کے دوران کناروں پر موتیوں کے خیمے ہیں میں نے دریافت کیا جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ تو وہ بولے یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔

(۳۲۸۳) بَيْنَنَا أَنَا وَسَيِّدُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عَرَضَ لِي نَهْرٌ حَافَتَاهُ قَبَابُ اللَّوْلُوءِ قُلْتُ لِمَلِكٍ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْكُوْثَرُ الَّذِي آعْطَاكَ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِبِدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكَ ثَمَّ رَفَعَتْ لِي سِدْرَةٌ الْمُنْتَهَى فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نَوْراً عَظِيماً.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں جا رہا تھا اسی دوران میرے سامنے ایک نہر آئی جس کے دونوں کناروں کے گرد موتیوں کے خیمے تھے میں نے فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے پھر اس فرشتے نے اس میں ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی تو وہ مشک کی تھی پھر اسی دوران میرے سامنے سدرۃ المنتہی آگیا تو میں نے اس کے قریب ایک عظیم نور دیکھا۔

(۳۲۸۴) الْكُوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدَّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاءُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلَاجِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر سونے کے خیمے ہیں اس کا پانی موتیوں اور یاقوت پر بہتا ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

تشریح: حوض اور کوثر ایک چیز ہیں، اور اس کی تفصیلات ابواب صفۃ الجنۃ (۵۱۲) میں آچکی ہیں، اور سدرۃ المنتہی کا تذکرہ اسی جلد میں سورۃ النجم کی تفسیر میں آیا ہے۔ یہاں یاد رکھنے کی خاص بات یہ ہے کہ کوثر کے لغوی معنی خیر کثیر کے ہیں، اور حوض کوثر اس کا ایک فرد ہے

جو آخرت میں آپ ﷺ ملے گا، علاوہ ازیں اس دنیا میں بھی اللہ نے آپ ﷺ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ

سورة الكافرون کی تفسیر

سورة الكافرون مکیہ: سورة الماعون کے بعد ۱۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۹ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ ﷺ نے سن لیا کہ آپ اور ان کے درمیان بڑی دوری ہے آپ اُن سے نہیں وہ آپ سے نہیں تو پھر اعلان کرد مفارقتہ کا۔

ربط و خلاصہ: سورة کا موضوع توحید اور نفی شرک ہے جس طرح ناصح و غلط و نصیحت میں پورے افہام و تفہیم اور تفصیل و توضیح کے بعد کہتا ہے کہ مسئلہ تو میں نے واضح کر دیا ہے۔ اگر اب بھی نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ اسی طرح یہاں کہا گیا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی وہ باز نہیں آتے تو ہمارے اور تمہارے درمیان سلام متارکت ہے یہ تائید ہے:

﴿فَاعْرِضْ عَنْ مَن تَوَلَّىٰ اَعْنُ ذِكْرًا وَّكَمْ يَرُدُّ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (النجم: ۲۹)

”میرے پیغمبر ﷺ آپ اعراض کریں اس سے جو ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے کیونکہ وہ آپ کا مرید نہیں بلکہ وہ تو دنیا کا مرید ہے۔“

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے ان الفاظ پر ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾

② سورة ممتاز ہے کہ میں تمہارے طریقے پر عبادت نہیں کرتا جیسا کہ تم دوسرے مددگاروں عبادت کیا کرتے ہو۔

﴿لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾

وَمِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ

باب ۹۰۔ سورة النصر کی تفسیر

سورة النصر مدنیہ: سورة التوبہ کے بعد ۱۱۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۰ نمبر پر ہے۔

ربط: ان تمام کاموں کے بعد آپ کا مسلک اور دین تمام ادیان پر غالب آ گیا ہے بحمد اللہ لہذا ہم آپ کو اپنی طرف بلانے لگے ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا دار الفناء ہے۔

ربط معنوی و خلاصہ: تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ یعنی جب تم صاف صاف ان کو کافر کہہ دو گے اور سلام متارکتہ کا اعلان کرو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے کہ یہ سب سے آخر میں نازل ہونے پر اعتبار نزول سے۔

② سورة ممتاز ہے اللہ کے دین میں جوق در جوق شامل ہونے پر ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَنْخَلِقُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾

(۳۲۸۵) قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَسْأَلُهُ وَلَكِنَّا بَنُونَ مِثْلَهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ نَعْلَمُ فَسَأَلَهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) فَقُلْتُ إِنَّمَا هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَغْلَبَهُ إِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّورَةَ إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے ہمراہ مجھ سے بھی سوال کیا کرتے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ ان سے سوال کرتے ہیں حالانکہ یہ بچوں کی طرح ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے ان سے کہا اس کا جو مرتبہ ہے آپ کو پتہ چل جائے گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ ”جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی۔“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا) اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے وصال کی خبر دینا ہے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا ہے پھر انہوں نے اس پوری سورۃ کو پڑھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اللہ کی قسم اس بارے میں مجھے بھی یہی علم ہے جو تم جانتے ہو۔

تشریح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی: اللّٰهُمَّ فَفْهِهِ فِي الدِّينِ وَعَلِمِهِ التَّوَاتُؤِلَ.

”اے اللہ انہیں دین کی سمجھ عطاء فرما اور انہیں علم تفسیر سکھا دے۔“

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے علم کا بہت بڑا حصہ انہیں عطا فرمایا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن کی تفسیر اور مسائل پوچھتے تھے۔ سورۃ النصر کے ذریعہ آپ ﷺ کو قرب وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ تَبَّتْ

باب ۹۱۔ سورۃ اللہب کی تفسیر

سورۃ اللہب مکہ: سورۃ الفاتحہ کے بعد ۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۱ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ کا مسلک مکمل ہو گیا اور ﴿وَرَأَيْتِ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ ہو گیا تو اب ظاہر ہو گیا کہ ابولہب لعین نے آپ کو تَبَّأ لَكَ يَا مُحَمَّدُ اَلْهَذَا جَمَعْتُنَا کہا تھا جب آپ ﷺ نے ان کو پہلی مرتبہ دعوتِ توحید دی حقیقت میں وہ تَبَّأ اس کے لئے تھی۔

ربط معنوی و خلاصہ: اگر یہ معاندین ان بینات کے باوجود بھی نہیں مانتے تو ان کو سلامِ متارکت کرو۔ اللہ پاک آپ کو فتح عطا کریں گے۔ اس سورۃ میں ہلاکت کا ایک نمونہ بتایا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ابولہب کی تباہی پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ ابولہب کو مال اور اولاد نے فائدہ نہیں دیا: ﴿مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾۔

سورة اللہب کا شان نزول

(۳۲۸۶) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادَى يَا صَبَا حَاةٍ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ (إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ) أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنِّي أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُسَيِّدُكُمْ أَوْ مُصْبِحُكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبَّالَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (تَبَّتْ يُدَا أَيْ لَهَبٍ وَتَبَّ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ صفا کی پہاڑی پر چڑھے اور آپ ﷺ نے بلند آواز میں پکارا خطرہ ہے۔ قریش آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ڈرا رہا ہوں کہ زبردست عذاب آنے والا ہے تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ دشمن شام کے وقت یا صبح کے وقت تم پر حملہ کرے گا؟ تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ تو ابولہب بولا کیا آپ ﷺ نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ آپ ﷺ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ (راوی بیان کرتا ہے) تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے۔ تشریح: سورة لہب کا شان نزول: ابولہب کا اصل نام عبدالعزی تھا یہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ سرخ رنگ ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب مشہور تھی قرآن کریم نے اس کا اصلی نام اس لیے چھوڑا کہ وہ نام بھی مشرکانہ تھا اور ابولہب کنیت میں وہ جہنم سے ایک مناسبت بھی تھی یہ شخص رسول اللہ ﷺ کا بے حد دشمن اسلام کا شدید مخالف اور آپ ﷺ کو سخت ایذا میں دینے والا تھا جب آپ ﷺ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے تو یہ ساتھ لگ جاتا اور آپ ﷺ کی تکذیب کرتا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کوہ صفا پر جمع کیا اور انہیں اسلام اور توحید کی دعوت دی جس پر ابولہب نے کہا تَبَّالَكَ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

وَمِنْ سُورَةِ الْإِخْلَاصِ

باب ۹۲۔ سورہ الاخلاص کی تفسیر

سورة الاخلاص مکیہ: سورة الناس کے بعد ۲۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سورة الاخلاص، الفلق، والناس یہ پورے قرآن کریم کا شمرہ ہیں۔

ربط و خلاصہ: اس سورة میں توحید کا کھلم کھلا اعلان ہے جس کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی اور دشمن ہلاک ہوا۔

ربط، الی: سابقہ سورة میں ہے ﴿تَبَّتْ يُدَا أَيْ لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے خود بھی ہلاک ہوا۔ مین وجہ

کیا تھی؟ اس نے اَعَدَّ كُونَهُ مَا ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

امتیازات: ① سورة ممتاز ہے صرف توحید کے اثبات پر۔

② سورة ممتاز ہے پانچ صفات پر جن میں تین صفات سلبیہ ہیں اور دو صفات ثبوتی ہیں۔

سورة الاخلاص کا شان نزول

(۳۲۸۷) اَنَّ الْمُسْمِرَ كَيْفَ قَالَ الرَّسُولُ اللَّهُ ﷻ اُنْسِبْ لَنَا رَبَّكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ) قَالَ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُؤَلَّدُ إِلَّا سَيَمُوتُ وَلَيْسَ شَيْءٌ يَمُوتُ إِلَّا سَيُورَثُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمُوتُ وَلَا يُورَثُ (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ) قَالَ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيهُهُ وَلَا عَدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مشرکین نے نبی اکرم ﷺ سے کہا آپ ﷺ ہمارے سامنے اپنے پروردگار کا نسب بیان کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ تم یہ فرما دو اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔

یہاں صمد سے مراد وہ ذات ہے جس نے کسی کو جنم نہ دیا ہو اور اس کو جنم نہ دیا گیا ہو کیونکہ جس چیز کو جنم دیا گیا ہو وہ مر بھی جاتی ہے اور جو چیز مر جاتی ہے اس کا کوئی وارث بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نہ تو مرے گا اور نہ ہی کوئی اس کا وارث بنے گا۔
”اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں یعنی کوئی اس کے مشابہ نہیں ہے کوئی اس کے برابر نہیں ہے اور کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔

تشریح: حدیث کے راوی ربیع بن انس نے صمد کے معنی: ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ کئے ہیں یعنی آیت تین کو صمد کی تفسیر قرار دیا ہے، کیونکہ جو جنم ہے وہ بوڑھا پنے میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے اور جو جنم جاتا ہے وہ ماں باپ کا محتاج ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ صمد (بے نیاز) ہیں، وہ کسی کے محتاج نہیں، اور ربیع نے کفو کے معنی کئے ہیں: برابر، ہم سر اور مانند۔

فائدہ: قرآن کریم میں تین چھوٹی سورتیں: تین اہم موضوعات پر ہیں۔ سورة الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کا مکمل تعارف ہے، سورة الکوثر میں شان نبوی ﷺ کا بیان ہے، اور سورة العصر میں لوگوں کے احوال کی اصلاح کا بیان ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پورا قرآن نازل نہ فرماتے، صرف سورة العصر نازل فرماتے تو وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے کافی تھی!۔ گویا سورة الاخلاص لا الہ الا اللہ کی شرح ہے، اور سورة الکوثر محمد رسول اللہ ﷺ کی، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا خلاصہ سورة العصر میں پیش کیا گیا ہے۔

وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب ۹۳۔ معوذتین کی تفسیر

سورة الفلق کی تفسیر

سورة الفلق مکیہ: سورة الفیل کے بعد ۲۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۳ نمبر پر ہے۔

رابطہ: سورة الاخلاص کے تحت دیکھیں۔

رابطہ معنوی و خلاصہ: جب آپ ﷺ مسئلہ توحید کو اس طرح واشگاف کریں گے اور کھلم کھلا بیان فرمائیں گے تو دشمن ایذا کے دوسرے حربوں کے علاوہ آپ پر جادو کرنے کا حربہ بھی استعمال کریں گے اس لئے آپ ان دونوں سورتوں کی اکثر تلاوت کیا کریں۔

آپ ﷺ پر جادو کا اثر نہ رہے گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے چار مستعار منہ پر جن سے پناہ مانگی جاتی ہے جو ضرور ہیں۔

② سورۃ ممتاز ہے سحر جادو کے علاج کے لئے۔

سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الناس کی تفسیر

سورۃ الناس مکیہ: سورۃ الفلق کے بعد ۲۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۴ نمبر پر ہے۔

رابط: سورۃ الاخلاص کے تحت دیکھیں۔

رابط و خلاصہ: اس سورۃ میں توحید کے ان تین مرتبوں کی طرف اشارہ ہے جو سورۃ انعام، حدید اور حشر میں مذکور ہوئے ہیں ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ پہلا مرتبہ سب کا خالق و مربی ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ دوسرا مرتبہ تخت شاہی پر خود ہی مستوی ہے۔ ﴿إِلَهِ النَّاسِ﴾ تیسرا مرتبہ حاجات و مصائب میں پکارے جانے کے لائق وہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے تین بار مستعاذ بہ (کہ پناہ مانگی جاتی ہے اس کے ساتھ) کہ وہ اللہ پاک ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے انسان کی تین چار حالتوں پر۔ لڑکپن، جوانی، بڑھاپا۔

۱۔ چاند بھی غاسق ہے جب وہ غروب ہو جائے

(۳۲۸۸) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اسْتَعِينِي بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هَذَا فَإِنَّ هَذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے چاند کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ یہی وہ اندھیرا کرنے والا ہے جب وہ تاریکی کر دے۔

سورۃ الفلق کی تیسری آیت ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ اور شب تاریکی برائی سے جب وہ چھا جائے! اس حدیث میں ﴿غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ سے کیا مراد ہے؟ اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غاسق سے رات مراد ہے کہ جب رات کی تاریکی چھا جائے اس وقت موزی جانور اور جنات پھیلتے ہیں ان کے شر سے پناہ مانگی جائے۔

(۲) اس سے چاند مراد ہے کہ جب وہ چھپ جائے خواہ گہن لگنے سے تاریک ہو جائے یا غروب ہو جائے۔

(۳) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غاسق میں عموم ہے اس سے ہر چیز مراد ہے جو اندھیرہ کرنے والی ہو خواہ رات ہو یا چاند گہن ہو یا چاند اپنے وقت پر غائب ہو یا مہینے کے آخر میں غائب ہو اور ستارہ جب غائب ہو جائے ان تمام کے شرور سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔

۲۔ معوذتین کی اہمیت

(۳۲۸۹) قَالَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يَرِ مِثْلُهَا (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کی ہیں جن کی مثال کبھی نظر نہ آئی (وہ یہ ہیں)۔ ”تم فرمادو میں تمام لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔“ یہ سورۃ آخر تک ہے اور یہ (درج ذیل) سورۃ ہے۔ تم یہ فرمادو یہ سورۃ آخر تک ہے۔

معوذ (اسم فاعل) کے معنی ہیں: پناہ دینے والا، چونکہ یہ دونوں سورتیں رقیہ (منتر) یں، اس لئے ان کا نام معوذتین ہے، یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں، اور ان کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ لہید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے نبی ﷺ پر سحر کیا تھا، جس سے آپ ﷺ کو مرض کی سی حالت عارض ہو گئی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں، اور آپ ﷺ کو اس سحر کا موقع بتلایا، وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں اور ایک تانت بھی نکلی جس میں گیارہ گرہیں تھیں، ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں، حضرت جبریلؑ یہ سورتیں پڑھنے لگے اور ایک ایک گرہ کھلتی گئی، اور آپ ﷺ بالکل شفا یاب ہو گئے۔

اور بھول موروٹی کمزوریاں ہیں

(۳۲۹۰) لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَحَمِدَ اللَّهُ بِأَذْنِهِ فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ يَرَحْمُكَ اللَّهُ يَا آدَمُ اذْهَبْ إِلَى أَوْلِيكَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى مَلَأَ مِنْهُمْ جُلُوسٌ فَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى رَبِّهِ قَالَ إِنَّ هَذِهِ نَحْيِيَّتُكَ وَنَحْيِيَّةُ بَنِيكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ اللَّهُ لَهُ وَيَدَاةُ مَقْبُوضَتَانِ اخْتَرَايَهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ يَمِينِي رَبِّي وَكِلْتَا يَدَيَّ رَبِّي يَمِينٌ مُبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ وَذُرِّيَّتُهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَا هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَإِذَا كُلُّ إِنْسَانٍ مَكْتُوبٌ عُمُرُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ اضْوَأَ هُمُ أَوْ مِنْ أَضْوَائِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ دَاوُدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمُرَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِي عُمُرِهِ قَالَ ذَاكَ الَّذِي كُتِبَ لَهُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمُرِي سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ أُسْكِنُ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَهْبِطُ مِنْهَا فَكَانَ آدَمُ يَعْدُو لِنَفْسِهِ قَالَ فَأَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ قَدْ عَجَلْتُ قَدْ كُتِبَ لِي أَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّينَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ قَالَ فَمِنْ يَوْمٍ مَعْدٍ أَمْرٌ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُودِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان میں روح پھونکی تو ان کو چھینک آ گئی تو انہوں نے الحمد للہ کہا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت یہ حمد بیان کی تھی ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم ان فرشتوں کے پاس جاؤ یعنی فرشتوں کا جو گروہ بیٹھا ہوا ہے اور (ان سے) یہ کہو۔

تم لوگوں پر سلام ہو تو انہوں نے جواب دیا آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے پروردگار کے پاس واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے اور تمہاری اولاد کا سلام ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں مٹیوں کو بند کر لیا اور فرمایا ان دونوں میں سے تم جسے چاہو اختیار کر لو تو انہوں نے عرض کی میں اپنے پروردگار کے دائیں ہاتھ کو اختیار کرتا ہوں (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) حالانکہ میرے پروردگار کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں اور برکت والے ہیں پھر پروردگار نے اسے کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت موجود تھی حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟ تو پروردگار نے فرمایا تمہاری اولاد ہے اس میں ہر ایک کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہے تو ان لوگوں کے درمیان ایک صاحب تھے جو انتہائی روشن چہرے کے مالک تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو سب سے زیادہ روشن چہرے کے مالک تھے حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں سے ایک شخص داؤد علیہ السلام ہے میں نے اس کی عمر چالیس برس مقرر کی ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار اس کی عمر میں اضافہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تو اس کی عمر مقرر کر چکا ہوں تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں اپنی عمر کے ساٹھ سال اسے دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری یہ خواہش پوری ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جتنے عرصے تک اللہ کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ٹھہرے پھر انہیں وہاں سے نیچے اتار دیا گیا وہ اپنی عمر کا حساب رکھتے رہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں یہاں تک کہ جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اسے کہا تم جلدی آگئے ہو میرے نصیب میں تو ایک ہزار سال لکھے گئے تھے تو اس فرشتے نے کہا جی ہاں مگر آپ نے اس میں سے اپنی اولاد کو ساٹھ سال دے دیئے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کا انکار کیا یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد بھی انکار کر دیتی ہے حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس دب سے یہ حکم ہوا (کہ جب کوئی لین دین کیا جائے) تو اسے لکھا جائے اور اس پر گواہ مقرر کیا جائے۔

کتاب التفسیر کے آخر میں دو بے سرے (بے عنوان) ہیں۔ اور ہر میں ایک ایک حدیث ہے۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ ایسا کرتے ہیں، متفرق حدیثیں ابواب کے آخر میں درج کر دیتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے آخری دو حدیثوں کو یہاں کیوں ذکر کیا؟

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے یہ وجہ ذکر کی ہے کہ سورۃ ناس کے آخر میں ناس کا ذکر آیا تو اس مناسبت سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ دو حدیثیں ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی حدیث میں انسان کی پیدائش وغیرہ کا اور دوسری حدیث میں انسان کی صفات کا ذکر ہے کہ وہ خفیہ طور پر صدقہ کرنے میں کائنات کی تمام مخلوقات سے سخت ہے پہلے کی حدیث سورۃ الاعراف کی (آیت ۱۷۲) ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ کی تفسیر میں درج کر سکتے ہیں، وہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث ابو صالح کی سند سے آچکی ہے، اور یہی نسب ہے۔ اور سورۃ طہ (آیت ۱۱۴) کی تفسیر میں بھی ذکر کر سکتے ہیں، شارحین کا رجحان اسی طرف ہے، مگر سورۃ طہ کی آیت یہ ہے: ﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَنَىٰ وَكَمْ نَجِدْ لَهُ عِزْمًا﴾ یہ عہد خداوندی کا نسیان ہے، اور حدیث میں داؤد علیہ السلام کو اپنی زندگی میں سے چالیس سال دے کر اس کو بھول جانے کا ذکر ہے، پس آیت اور

حدیث میں پوری طرح مطابقت نہیں ہوگی، اور سورۃ الاعراف کی آیت سے پوری طرح مطابقت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مضمون بھی غریب (انجانا) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا امر فرمایا، اور آدمؑ نے دائیں ہاتھ کو اختیار کیا، جس میں وہ خود اور ان کی ذریت تھی۔ یہاں سوال پیدا ہوگا کہ دوسرے ہاتھ میں کیا ہوگا؟ اس کا کچھ جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ نیز یہ مضمون سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) اور صحیح احادیث کے بھی خلاف ہے، قرآن و صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ اولاد آدمؑ: آدمؑ کی پھر ان کی اولاد کی پیٹھ سے لی گئی تھی، اس لئے اس روایت کا یہ مضمون بھی صحیح نہیں۔

پہاڑ زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لئے

(۳۲۹۱) قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجَبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِيدُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَاءُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ الرِّيحُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ فِي خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ قَالَ نَعَمْ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقْ بِصِدْقَةٍ يَسْبِيْنَهَا يُخَفِّفُهَا مِنْ شَمَالِهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں یہ حکم دیا وہ زمین کو تھامے رکھیں فرشتے پہاڑوں کی طاقت پر بہت حیران ہوئے انہوں نے عرض کی اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے انہوں نے عرض کی اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ہے پانی انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی طاقت ور چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ہے ہوا انہوں نے عرض کی ہوا سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں ہے آدم علیہ السلام کا بیٹا جب وہ اس طرح دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو یعنی (اس صدقے کو) بائیں ہاتھ بھی پوشیدہ رکھے۔

تشریح: قرآن کریم میں دو جگہ (النحل ۱۵ لقمان ۱۰ میں) یہ آیت آئی ہے: ﴿وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے زمین میں پہاڑ پیدا کئے تاکہ زمین تم کو لے کر ڈگمگانے نہ لگے۔ ان آیات کی تفسیر میں حدیث آئی ہے۔

فائدہ: انسان عناصر اربعہ کا مجموعہ ہے، اس لئے اس میں چاروں عناصر کی خاصیات جمع ہیں: زمین کی خاصیت بخل اور روکنا ہے، بیثار خزانے زمین میں دفن ہیں، مگر جب تک اس کا سینہ نہ پیرا جائے وہ واپس نہیں کرتی، اور پانی کی خصوصیت پھیلنا ہے، وہ تاحد امکان پھیلتا جاتا ہے، اور آگ کی خصوصیت استعلاء (بلند ہونا) ہے، آگ جب بھی جلائی جائے گی، اور ہوا کی خصوصیت نفوذ (گھسنا) ہے، کہتے ہیں خلا محال ہے، ملا برحق ہے، ہر جگہ کو ہوانے بھر رکھا ہے۔ انسان بھی بخیل ہے، لینے کے لئے فوراً آمادہ ہو جاتا ہے، مگر اپنی چیز دیتے ہوئے اس پر زور پڑتا ہے، اور زمین میں پھیلتا چلا جاتا ہے، اور اب تو ستاروں پر بھی کندیں ڈالنے لگا ہے، اور اس کے

مزاج میں بلندی ہے، وہ دبنا نہیں جانتا، اور ہر چیز میں دخل دیتا ہے، ایک کندہ نا تراش بھی علمی بحث میں بول پڑتا ہے، اس لئے انسان عناصر اربعہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔

پھر سختی (مضبوطی) دو طرح کی ہوتی ہے: داخلی اور خارجی، جسمانی طور پر انسان اگرچہ عناصر اربعہ سے کمزور ہے، مگر ذہنی اور اخلاقی اعتبار سے ان سے قوی ہے، وہ آگ کو بجھا دیتا ہے، زمین کو پامال کرتا ہے، پانی پر بند باندھ دیتا ہے اور ہوا کو قابو میں کر لیتا ہے، اور اس کی اخلاقی قوت کا حال یہ ہے۔ بیرونی چیزوں پر قابو پانا آسان ہے، خود پر قابو رکھنا مشکل ہے حدیث میں ہے: ”پہلو ان وہ نہیں جو کشتی مارتا ہے، بلکہ پہلو ان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھتا ہے۔“

اور انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ خیرات کرتا ہے، اور اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا، حالانکہ دکھلانا اور سنانا اس کی گھٹی میں پڑا ہوا جذبہ ہے، پس انسان سے زیادہ کوئی اپنے نفس پر کنٹرول نہیں کر سکتا، یہ اس کی اتہائی درجہ اخلاقی مضبوطی کی دلیل ہے۔



أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ

اذکار و دعوات کا بیان

خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کے اعجاز اور کارنامے کو دوشعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

① عبد و معبود کے رشتے کی تصحیح و تنظیم ② عبد و معبود کے رشتے کا استحکام و دوام۔

عبد و معبود کے رشتے کی تصحیح و تنظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اور خالق اور مخلوق اور عبد و معبود کا رشتہ غلط ہو چکا تھا۔ ایک طرف مخلوقات کی بہت سی خصوصیات اور نقائص کے ساتھ اس کو متصف کیا گیا تھا، دوسری طرف اس کی بہت سی صفات خاصہ اور کمالات الوہیت کو مخلوقات کو عطا کر دیا گیا تھا۔

اور اسی کا نتیجہ کھلی بت پرستی اور شرک جلی کی صورت میں برآمد ہوا۔ پھر جہاں نبوت کی پکی کچھی تعلیمات کے فیض سے اور ٹٹماتی ہوئی روشنی کے طفیل کسی درجے میں معرفت صحیحہ اور توحید کا نور پایا جاتا ہے اور عبد و معبود کے درمیان تعلق کی بنیاد موجود تھی وہاں اس تعلق کی صحیح تشکیل اور وانضباط کا کوئی سامان نہ تھا نبوت محمدی کا پہلا اعجاز و کارنامہ یہ ہے کہ اس نے معرفت صحیح اور عقیدہ توحید کے ذریعے اس تعلق کو صحیح کیا اس کو تمام آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک کیا۔

اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقیدہ توحید ایسا نکھر کر سامنے آیا اور اللہ دین الخالص کے آوازہ سے دست و جبل ایسے گونجے کہ شقاوت ابدی اور انکار و استکبار کے سوا کسی غلط فہمی و غلط روی کا امکان باقی نہ رہا۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ.

”تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل برہان اور تمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جیے وہ دلیل کی روشنی میں جیے۔“

یہ تھی عبد و معبود کے اس راستے کی تصحیح۔ پھر ایمان مفصل عقائد عبادات فرائض و امر و نہی اور اخلاق و معاملات کے جن کے مجموعے کا نام شریعت ہے۔ اس رشتے کو منظم و منضبط کیا یہ تھی عبد و معبود کے اس رشتے کی تنظیم۔

نبوت محمدی کے دوسرے شعبے یعنی عبد و معبود کے استحکام و دوام کی حقیقت یہ ہے کہ یہ رشتہ نہایت کمزور بے روح افسردہ پڑمردہ اور ایک سایہ سا بن کر رہ گیا تھا جس میں نہ یقین کی طاقت تھی، نہ محبت کی حرارت، عبد و معبود کا راز و نیاز تھا نہ ساز دل کا سوز و ساز، نہ اپنے فقر و احتیاج عجز و در ماندگی بے چارگی و بے بسی بے مائیگی و بے بضاعتی کا احساس تھا۔ مذاہب سے نسبت رکھنے والی قوموں میں بھی وہ افراد گئے چنے رہ گئے تھے جو ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہوں اس کو حاضر ناظر سمجھتے ہوں۔

وہ اس کو اپنا حقیقی کارساز اور مشکل کشاء دستگیر اور فریادرس سمجھتے ہوں اور ان کو اس کی قدرت کاملہ پر ایسا بھروسہ اور اس کی محبت و شفقت پر ایسا ناز ہو جیسا کم از کم ایک بچہ کو اپنی چاہنے والی ماں یا کسی غلام کو اپنے آقا اور طاقتور بادشاہ پر ہوتا ہے نبوت محمدی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے عمل کو صبح و شام کا مشغلہ اور روزمرہ کا معمول بنادیا بلکہ اس کو ایک مومن کے لیے ہوا اور پانی کی طرح ضروری کر دیا جس کے بغیر زندگی محال ہے اور جن کی شان یہ تھی کہ ﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء: ۱۳۲) (وہ اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں) ان کی شان یہ ہوگئی کہ ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قَلِيلًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) (کہ وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹنے کی حالت میں بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں) اور جو صرف سخت مصیبت اور جان کے خطرہ ہی کے مواقع پر خدا کو یاد کرنے سے آشنا تھے ﴿وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوِجٌ كَالظُّلُمِ دَعَا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (لقمان: ۳۲) (اور جب دریا کی طوفانی لہریں سائبانوں کی طرح ان پر چھا جاتی ہیں تو وہ عبادت اور بندگی کے پورے اخلاص کے ساتھ صرف اس کو پکار رہے ہیں) ان کی شان ہوگئی ﴿تَتَجَاوَىٰ جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ (السجدة: ۱۶) (رات کے اوقات میں بھی ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے الگ رہتی ہیں۔ اور وہ امید و بیم کے ساتھ اپنے خدا سے دعائیں کرتے ہیں) جن کے لیے خدا کا یاد کرنا ایک مجاہدہ اور خلاف طبیعت عمل تھا اور اس وقت ان کی کیفیت وہ ہوتی تھی جس کو قرآن مجید ﴿كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ﴾ (الانعام: ۱۲۵) (گویا کہ وہ آسمان میں چڑھ رہے ہیں)۔ جو ذکر و عبادت کی فضا میں اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے پرندہ قفس میں ان کو اگر ذکر و دعا سے باز رکھا جائے اور اس پر پابندی عائد کی جائے تو ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔ عبد و معبود کے رشتہ کے اس استحکام و دوام کے لیے نبوت محمدی ﷺ نے جو ذرائع اختیار کئے ان کے دو عنوان ہیں ایک ذکر دوسرے دعا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی جو تاکید فرمائی اس کے جو فضائل و منافع بیان فرمائے۔

اذکار: ذکر کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: اللہ کی یاد اور دعوات: دعوة کی جمع ہے اس کے معنی ہیں دعا امام ترمذی رحمہ اللہ نے عنوان میں اذکار کا تذکرہ نہیں کیا مگر وہ بھی مراد ہے اور آپ نے اذکار و دعوات کی روایتیں ملی جلی لکھی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا یہ ارشاد: اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے یہ حقیقت سمجھا دی ہے کہ فلاح و سعادت کی جس شاہراہ کی طرف دعوت دینے کے لیے انبیاء کرام کی بعثت ہوئی (جس کا بنام شریعت ہے) اگرچہ اس کے بہت سے ابواب ہیں اور ہر کے تحت سینکڑوں ہزاروں احکام ہیں لیکن اپنی اس بے پناہ کثرت کے باوجود وہ سب بس ان چار اصولی عنوانوں کے تحت آجاتے ہیں: (۱) طہارت۔ (۲) اخبات۔ (۳) سماحت۔ (۴) عدالت۔

یہ لکھنے کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان چاروں میں سے ہر ایک کی حقیقت بیان کی ہے جس کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ بلاشبہ ساری شریعت ان ہی چار شعبوں میں منقسم ہے۔

اخبات کی حقیقت کے بارے میں جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کو مختصر الفاظ میں اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اخبات کے معنی ہیں: بارگاہ خداوندی میں عجز و انکساری اور نیاز مندی کا اظہار کرنا اور اخبات کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسی صفت کو بدست لانے کے لیے نماز تلاوت اور اذکار و دعوات مشروع کئے گئے ہیں اس صفت کا تذکرہ سورۃ الحج (آیت ۳۴) میں ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾ آپ ﷺ ہمہ تن اسی کے ہو کر رہنے والوں کو خوش خبری سنائیں، پھر اگلی آیت میں ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور وہ ان مصائب پر جوان پر پڑتے

ہیں صبر کرتے ہیں اور وہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں اور وہ اس مال میں سے جو ہم نے ان کو بطور روزی دیا ہے خرچ کرتے ہیں یعنی اخبات ایسی اہم صفت ہے کہ اس کی بدولت کمالات نفسیہ اور بدنیہ اور مالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت کے ان چاروں شعبوں پر حجۃ اللہ البالغہ مقصد دوم میں ابواب الاحسان کے ذیل میں بھی کلام فرمایا ہے وہاں فرماتے ہیں: کہ ان میں سے پہلی چیز یعنی طہارت کی تحصیل کے وضو اور غسل وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری بنیاد یعنی اخبات کی تحصیل کا خاص وسیلہ نماز اور اذکار قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ (ابواب الاحسان - حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم ص: ۶۷)

بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ فی الحقیقت ذکر اللہ ہی اخبات کا مخصوص وسیلہ ہے نماز اور تلاوت اسی طرح دعا بھی اس کی خاص شکلیں ہیں۔

بہر حال نماز اور ذکر اللہ اور تلاوت قرآن مجید ان سب کی غرض و غایت اس مبارک صفت کی تحصیل و تکمیل ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اخبات کے عنوان سے ادا کیا ہے اس لئے یہ سب ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں۔ اذکار و دعوات بھی تحصیل اخبات کا بہترین ذریعہ ہیں قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اس لیے وہ بہترین ذکر ہے۔

اذکار و دعوات کی دس قسمیں: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ البالغہ (ابواب الاحسان) میں اذکار و دعوات کو دس قسموں میں منضبط کیا ہے جو یہ ہیں: (۱) تسبیح (۲) تحمید (۳) تہلیل (۴) تکبیر (۵) فوائد طلبی اور پناہ خواہی (۶) اظہار فروتنی و نیاز مندی (۷) توکل (۸) استغفار (۹) اسمائے الہی سے برکت حاصل کرنا (۱۰) درود شریف تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا اور دوسرا ذکر تسبیح و تحمید ہیں: تسبیح کے معنی ہیں تمام عیوب و نقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا اور تحمید کے معنی ہیں تعریف کرنا یعنی تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا اور جب کسی جملہ میں تسبیح و تحمید دونوں جمع ہو جائیں تو وہ معرفت ربانی کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے جیسے سبحان اللہ و بحمدہ: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں اور سبحان اللہ العظیم اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور عظیم المرتبت ہیں اور بڑے مرتبے والا وہی ہوتا ہے جو خوبیوں کے ساتھ متصف ہو اسی وجہ سے حدیث میں ان دونوں جملوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دو جملے زبان پر یعنی ادائیگی میں ہلکے اور ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری اور رحمان (مہربان ہستی) کو بہت پیارے ہیں

تیسرا ذکر تہلیل ہے: لا الہ الا اللہ میں توحید اور شان یکتائی کا بیان ہے یہ جملہ شرک جلی و خفی کو دفع کرتا ہے اور جملہ حجابات کو رفع کرتا ہے حدیث میں ہے لا الہ الا اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے در سے کوئی حجاب نہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ چوتھا ذکر تکبیر ہے: اللہ اکبر کے ذریعہ اللہ کی عظمت و قدرت اور سطوت و شوکت کو پیش نظر لایا جاتا ہے اور یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی مثبت معرفت کی طرف مشیر ہے اور حدیث میں اس کی فضیلت یہ آئی ہے کہ اللہ اکبر آسمان و زمین کو بھر دیتا ہے۔

پانچواں ذکر فوائد طلبی اور پناہ خواہی ہے: یعنی ایسی دعائیں جن میں ایسی مفید چیزیں طلب کی جائیں جو جسم یا روح کے لیے مفید ہوں خواہ نفع خلقت کے اعتبار سے ہو یا دل کے سکون کے اعتبار سے ہو جیسے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور طلب کرنا اور خواہ ان فوائد کا تعلق اہل و عیال سے ہو یا جاہ و مال سے اسی طرح مضر چیزوں سے پناہ چاہنا بھی اس زمرہ میں آتا ہے۔:

چھٹا ذکر: اظہار فروتنی و نیاز مندی ہے اور ایسی عبدیت (بندگی) ہے جو انسان کا امتیازی وصف اور بڑا اکمال ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل و بندگی عاجزی و سرائفگی اور محتاجی و مسکینی کا اظہار کرنا ہی بندگی ہے اور بندگی انسان کا مقصد تخلیق ہے اسی

مقصد کی تحصیل کے لیے نماز مقرر کی گئی ہے اور نماز میں نماز سے باہر اذکار اور بہت سی دعائیں مشروع کی گئی ہیں:

فائدہ: پانچواں اور چھٹا ذکر: درحقیقت دعائیں ہیں اور ماثورہ دعائیں دو قسم کی ہیں ایک وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعہ بندہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں طلب کرتا ہے اور مختلف چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہے دوسری وہ دعائیں ہیں جن سے مقصود قوی فکر یہ (دل و دماغ) کو اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت کے تصور سے لبریز کرنا ہوتا ہے یا نفس میں فروتنی اور انکساری پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے کیونکہ باطنی حالت کا زبان سے اظہار نفس کو اس حالت سے خوب آگاہ کرتا ہے جیسے بیٹے سے کوئی غلطی ہو جائے اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہوں آپ مجھے معاف کر دیں تو اس اعتراف سے غلطی کا خوب اظہار ہوتا ہے اور کوتاہی نظروں کے سامنے آ جاتی ہے (پانچواں ذکر پہلی قسم کی دعائیں ہیں اور چھٹا ذکر دوسری قسم کی دعائیں ہیں)۔

ساتواں ذکر توکل ہے: توکل کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور توکل کی روح ہے اللہ کی طرف توجہ تام یعنی اعتقاد رکھنا کہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے بندہ بذات خود کچھ نہیں کر سکتا انسان کے تمام معاملات پر مکمل غلبہ انہی کو حاصل ہے انہی کی تدبیر کا رگر ہے باقی تمام تدابیر مقہور مغلوب ہیں مگر توکل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ظاہری اس اختیار نہ کرے صحیح توکل یہ ہے کہ اس اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر اعتماد کرے، کام کا انجام ان پر چھوڑ دے اور جو کچھ غیب سے ظاہر ہو اس پر مطمئن رہے۔

آٹھواں ذکر استغفار ہے: استغفار کے معنی ہیں توبہ کرنا اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگنا اور رحمت الہی کا جو یاں ہونا اور استغفار کی روح یہ ہے کہ آدمی اپنے ان گناہوں کو سوچے جنہوں نے اس کے نفس کو میلا اور گندہ کر دیا ہے اور اس مغفرت اختیار کر کے نفس کو ان گناہوں سے پاک کرے اور اس مغفرت نیک اعمال اپنے احوال کو ملائکہ کے مشابہ کرنا اور ندامت کے آنسو بہانا ہیں۔

نواں ذکر اللہ کے ناموں سے برکت حاصل کرنا ہے: اللہ کے ناموں کی برکت ہی سے مخلوقات منور ہوتی ہیں پس جو بندہ ان ناموں کی طرف متوجہ ہوگا وہ اللہ کی رحمت کو خود سے قریب پائے گا۔

دسواں ذکر درود و شریف ہے: درود فارسی لفظ ہے صلاۃ ہے جس کے معنی ہیں غایت العطف یعنی آخری درجہ کا میلان نماز میں بندے کا اللہ کی طرف آخری درجہ کا میلان ہوتا ہے اس لیے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور نماز فارسی لفظ ہے۔ اس کا مترادف ہندی میں نمنا ہے یعنی جھکنا نماز میں بندے کا اللہ کی طرف ظاہری اور باطنی جھکاؤ ہوتا ہے اس لیے اس عبادت کو نماز کہتے ہیں اسی طرح مؤمن کا حبیب رب العالمین کی طرف جو میلان ہوتا ہے اس کو بھی عربی میں صلاۃ اور فارسی میں درود کہتے ہیں نبی ﷺ کے احسانات امت پر بے حساب ہیں اس لیے ضروری ہے کہ مؤمنین آپ ﷺ کا ذکر خیر کریں اور ہر وقت یاد رکھیں اسی لیے درود مشروع کیا گیا ہے۔

فائدہ: اذکار و دعوات کے ذریعہ بھی دین کے بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے۔

دین کے بنیادی عقیدے تین ہیں:

توحید، رسالت اور آخرت اذکار و دعوات کے ذریعہ بھی دن کے ان بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے، توحید کی تعلیم سے تو ہر ذکر و دعا بھری ہوئی ہے شاید ہی کوئی ایسا ذکر یا دعا ہو جس میں توحید کی صحیح تعلیم نہ دی گئی ہو اور موقع بہ موقع رسالت و آخرت کا بھی ذکر آتا ہے اور جب بندہ ذکر و دعا کے ذریعہ ان بنیادی عقائد سے واقف ہوگا تو وہ صحیح ذکر پر قائم رہے گا صراط مستقیم سے ہٹے نہیں پائے گا۔

فائدہ: تعدد اذکار کی حکمتیں: ایک ہی موقع کے لیے متعدد اور مختلف مواقع کے لیے مختلف اذکار و حکمتوں سے مشروع کئے

گئے ہیں:

- (۱) ہر ذکر میں ایک راز (منفعت) ہے جو دوسرے میں نہیں پس کوئی ایک ذکر کافی نہیں اس لیے مختلف مواقع میں متعدد اذکار مشروع کئے گئے ہیں تاکہ اذکار کا نفع تام ہو۔
- (۲) مسلسل ایک ہی ذکر کرتے رہنا عام لوگوں کے حق میں زبان کا لقلقہ (محض آواز) ہو کر رہ جاتا ہے مضمون ذکر سے ذہن ہٹ جاتا ہے اور ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف انتقال نفس کو ہوشیار اور خوابیدہ طبیعت کو بیدار کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

باب ۱: دعا کی اہمیت

(۳۲۹۲) قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۳۲۹۳) الدُّعَاءُ فَحُّ الْعِبَادَةِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں دعا عبادت کا مغز ہے۔

(۳۲۹۴) قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ (وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ).

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”تمہارے پروردگار نے یہ فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو تکبر کرتے ہوئے میری بندگی چھوڑتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔“

(۳۲۹۵) مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

تشریح: یہ تین ہیں اور ان میں چار حدیثیں ہیں جن سے دعا کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور نماز سے اس کا خاص تعلق سمجھ میں آتا ہے۔ تمام اذکار و عبادات میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے بندے اللہ سے مانگیں کہ اس میں بندوں کا فائدہ ہے دعا سے عابدوں کا معبود سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے کما اور اس میں بندوں کی حاجت روائی کا سامان بھی ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کے

جو اب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”ہذا بینی و بین عبدی و لعبدی ماسأل“ یہ آیت مجھ سے اور میرے بندے سے دونوں سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ بندہ جب بھی دعا کرے پہلے عجز و انکساری اور بندگی کا اعتراف کرے گا پھر اپنی مرادیں مانگے گا اس طرح عند و معبود کا تعلق بھی استواز ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں بھی پوری فرمائیں گے جو بندوں کا فائدہ ہے۔

فائدہ: غالباً حضور ﷺ کے اس کا ارشاد کا منشا یہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بندے جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے جو اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہو گیا اور اس کو کوشش کا جواب مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش بھی رائیگاں گئی بلکہ دعا کی ایک مخصوص نوعیت ہے اور وہ یہ کہ وہ حصول مقصد کا ایک مقدس عمل ہے جس کا پھل اس کو آخرت میں ضرور ملے گا بلکہ دعا عین عبادت ہے اس لیے فرمائی ہے کہ کہیں کوئی بندہ خیال نہ کرے کہ دعا تو میری ضرورت اور میری حاجت ہے اس میں بندگی کا پہلو کیا ہو سکتا ہے؟ اس لیے فرمایا کہ دعا میں نہ صرف یہ کہ عبادت کا پہلو ہے بلکہ وہ تو عین عبادت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ

باب ۲۔ ذکر کی فضیلت

(۳۲۹۱) كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا يَدَهُمَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمٍّ وَلَا غَائِبٌ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أَعْلَمُكَ كُنُوزَ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک جنگ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہم واپس آرہے تھے اور ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تکبیر کہنی شروع کی انہوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا پروردگار بہرہ یا غیر موجود نہیں ہے وہ تمہارے اور تمہاری ساریوں کے سر کے درمیان ہے (یعنی تمہارے بہت قریب ہے)۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی تعلیم دوں؟ (وہ یہ ہے) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

(۳۲۹۲) أَنْ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ شَرَّ أَعْيُنِ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّهُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مَن ذَكَرَ اللَّهَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کی تعلیمات بہت زیادہ ہیں آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں باقاعدگی سے اختیار کر لوں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

(۳۲۹۸) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ أَعْيُ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا

وَالَّذَا كَرَأْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمِنَ الْغَارِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کن بندوں کا درجہ زیادہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی خواتین کا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص سے بھی زیادہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ (مجاہد) اپنی تلوار کے ساتھ کفار اور مشرکین کو قتل کرتا رہے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے درجے کے اعتبار سے اس سے زیادہ فضیلت رکھتے ہوں گے

(۳۲۹۹) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا أُنبِئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكُهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْتَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذَكَرَ اللَّهُ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا شَيْءٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذَكَرِ اللَّهِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ هَذَا هَذَا إِنْ سَنَادٍ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات کی بلندی کے لیے سب سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لیے سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لیے دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہے جب تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کریں لوگوں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کے ذکر کے علاوہ کوئی دوسری چیز نجات نہیں دیتی۔ تشریح: یہ تین ہیں اور ہر میں ایک ایک حدیث ہے اور سب میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ شرائع الاسلام سے مراد نوافل اعمال ہیں اور قرینہ قد کثرت علی ہے نوافل اعمال ہی بہت ہیں فرائض و واجبات تو بس واجبی ہی ہیں..... اور ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر زبان ہر جاری رہنا چاہیے۔

بندہ اللہ کے ذکر سے رطب اللسان ہو۔ یعنی اس کی زبان پر ذوق اور لذت کے ساتھ اللہ کا نام ہو اور زبان تر رہے، میں اشارہ ہے کہ ذوق و لذت کے ساتھ ذکر ہونا چاہئے اسی صورت میں زبان تر رہتی ہے بے ذوقی و لذت بولتے رہنے سے زبان خشک ہو جاتی ہے۔ دوسری روایت کی تشریح: بیہقی رضی اللہ عنہ نے دعوات کبیر میں اسی مضمون کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کی ہے فرمایا: مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ قَالُوا وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: وَلَا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقُطَ.

”اللہ کے عذاب سے اللہ کے ذکر سے زیادہ بچانے والی کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور نہ یہ بات (ذکر اللہ سے زیادہ عذاب سے بچا سکتی ہے) کہ وہ اپنی تلوار چلائے یہاں تک کہ وہ

نوٹ جائے۔

پس ثابت ہوا کہ تمام اعمال صالحہ میں ذکر افضل اور عند اللہ محبوب ہے۔
تیسری روایت کی تشریح: درجہ احسان کی تحصیل میں ذکر اللہ کا اہم کردار ہے اس لیے اس کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ؟

اجتماعی ذکر کی فضیلت

(۳۳۰۰) مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے گواہی دے کر نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بیان کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے جب بھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس (موجود فرشتوں میں) ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

(۳۳۰۱) خَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي مَا أَسْتَحْلِفُكُمْ لثَهْمَةٍ لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلَقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحْمَدُهُ لِمَا هَذَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ عَلَيْنَا بِهِ فَقَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفُكُمْ لثَهْمَةٍ لَكُمْ إِنَّهُ أَتَانِي جَبْرِيْلُ وَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے تو دریافت کیا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے بتایا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اللہ کی قسم کیا آپ لوگ صرف اسی لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم ہم صرف اسی مقصد کے لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی تہمت کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا جو آپ ﷺ سے اتنا قریب ہو جتنا میں قریب تھا اور وہ مجھ سے کم روایت نقل کرتا ہو (لیکن میں تمہیں یہ حدیث سنارہا ہوں)۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے حلقے کے پاس تشریف لائے آپ نے دریافت کیا تم لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اور اس نے جو ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب کی اور اس کے ذریعے احسان کیا اس بات پر اس کی حمد بیان کرنے کے لیے بیٹھے ہیں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا اللہ کی قسم کیا تم لوگ صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کی اللہ کی قسم ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کسی الزام کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندوں کے ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرنے کی خاص برکات ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا ہے:

”اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر وغیرہ کرنا رحمت و سکینت اور قرب ملائکہ کا خاص وسیلہ ہے۔“ (ج۲ الباقی ص ۷۰ جلد ۲)

اس حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کے لیے چار خاص نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک یہ کہ ہر طرف سے اللہ کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں دوسرے یہ کہ رحمت الہی ان کو اپنے آغوش اور سایہ میں لے لیتی ہے اور ان دونوں نعمتوں کے لازمی نتیجہ کے طور پر تیسری نعمت ان کو یہ حاصل ہوتی ہے کہ ان کے قلب پر سکینت نازل ہوتی ہے جو عظیم ترین روحانی نعمتوں میں سے ہے۔ مسلمانوں کا جمع ہو کر شوق و رغبت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا سبق پڑھنا تقریر سننا تلاوت کرنا اور ذکر جہری یا سری کرنا رحمت خداوندی کو کھینچتا ہے ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں ذاکرین کے انوار ایک دوسرے پر منعکس ہوتے ہیں (پلٹتے ہیں) اور ایک کو دوسرے سے حوصلہ ملتا ہے اس لیے اجتماعی ذکر میں افراد ذکر سے زیادہ فوائد ہیں چنانچہ سالکین عموماً اجتماعی ذکر کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملا کہ اگر اللہ کا کوئی ذاکر بندہ اپنے قلب و باطن میں سکینت کی کیفیت محسوس نہ کرے (جو ایک محسوس کی جانے والی چیز ہے) تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ ابھی وہ ذکر کر اس مقام تک نہیں پہنچ سکا ہے جس پر یہ نعمتیں موجود ہیں یا اس کی زندگی میں کچھ ایسی خرابیاں ہیں جو آثار ذکر کے حصول میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں بہر حال اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے رب کریم کے وعدے برحق ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُونَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ

ذکر و درود سے غفلت موجب حسرات ہے

(۳۳۰۲) مَا جَلَسَ قَوْمٌ فَجَلَسَا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کچھ لوگ کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور اس کے اور اپنے نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجتے تو یہ بات (قیامت کے دن) ان کے لیے نقصان کا باعث ہوگی اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کی مغفرت کر دے گا۔

تشریح: جب ذکر سے غفلت ہوتی ہے اور آدمی دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو صفت احسان سے دوری ہو جاتی ہے اور وہ سابقہ بہت سی باتیں بھول جاتا ہے اور ایسا کوراہ جاتا ہے جیسے وہ کیفیات کبھی نصیب ہی نہیں ہوئیں یہ بات موجب حسرت و ندامت ہے کیونکہ غفلت کی یہ حالت دوزخ کی طرف اور ہر رائی کی طرف دعوت دیتی ہے جو گھانا ہی گھانا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

مسلمان کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے

(۳۳۰۳) مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ أَوْ كُفَّ عَنْهُ مِنْ سُوءٍ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَجِمَ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص جو بھی دعا مانگتا ہے تو یا اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جو اس نے مانگی ہو یا اس کی مانند اس شخص سے کسی برائی کو (یعنی کسی نقصان کو) روک دیتا ہے جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ کرے۔

تشریح: بہت سے لوگ ناواقفیت سے قبولیت دعا کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اس کو مل جائے اور اگر وہ نہیں ملتا تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے بندے کا علم بے حد ناقص ہے بلکہ اپنی خلقت کے لحاظ سے وہ ظلوم و جہول ہے۔ دو چیزیں ہیں علیحدہ علیحدہ ہیں: ایک ہے دعا کا قبول ہونا اور دوسری ہے مانگی ہوئی چیز کامل جانا یہ بڑی غلط فہمی ہے مسلمان کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی اس کی ہر دعا قبول کر لی جاتی ہے، بشرطیکہ اس نے کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو رہا مانگ کا پورا ہونا تو وہ مصلحت کے تابع ہے تو مانگی ہوئی چیز عنایت فرماتے ہیں اور جس چیز کے دینے میں بندے کی مصلحت نہیں ہوتی اور وہ اس کی جائز خواہش ہوتی ہے اور روامطالبہ ہوتا ہے تو اس کو عبادت قرار دے کر نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور اس کا صلہ آخرت میں ملتا ہے کیونکہ دعا بذات خود عبادت بھی ہے پھر جب آخرت میں اس کا صلہ ملتا ہے تو بندہ کہتا ہے:

يَا لَيْتَهُ لَنْ يَعَجَلَ لِي شَيْءٌ مِنْ دَعَائِهِ. ”اے کاش اس کو اس کی دعا میں سے جلدی کچھ بھی نہ دیا گیا ہوتا“ (کنز العمال ۵۷:۲) سورة البقرة (آیت ۱۸۶) میں ہے ﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ میں درخواست کرنے والی کی عرضی منظور کر لیتا ہوں جب وہ میرے حضور میں درخواست دیتا ہے اس آیت میں یہی بات فرمائی ہے کہ درخواست منظور کر لی جاتی ہے قرآن وحدیث میں کہیں یہ نہیں آیا کہ میں اس کا ہر مطالبہ پورا کر دیتا ہوں کیونکہ یہ بات بندے کی مصلحت پر موقوف ہوتی ہے۔

بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے

(۳۳۰۴) مَنْ سَرَّكَ أَنْ يُسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت میں اس کی دعا قبول کرے تو وہ راحت کے دوران بھی بکثرت دعا کیا کرے۔

تشریح: واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی میں اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی وقت ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھتے ہیں ان کا رابطہ اللہ کے ساتھ بہت ضعیف ہوتا ہے اس کے برعکس جو بندے ہر حال میں اللہ سے مانگنے کے عادی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ان کا رابطہ قوی ہوتا ہے۔ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

(۳۳۰۵): أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے زیادہ فضیلت والی دعا الحمد للہ ہے۔

تشریح: حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجتہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں بہت سے خواص ہیں پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کر دیتا ہے دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی کو بھی ختم کرتا ہے اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفت الہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصول معرفت اور قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ بہترین ذکر اس لیے ہے کہ اس سے توحید کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے اس جملہ میں شان یکتائی کا بیان ہے یہ جملہ شرک جلی اور خفی (ریا و سمعہ) کو دفع کرتا ہے۔ اور الحمد للہ بہترین دعا اس لیے ہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک وہ جس سے دل دماغ عظمت خداوندی سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

(۲) وہ جس کے ذریعہ دنیا و آخرت کی خیر طلب کی جاتی ہے اور الحمد للہ میں یہ دونوں باتیں جمع ہیں جب بندہ کہتا ہے ستائشوں کے سزاوار اللہ تعالیٰ ہیں تو اس کا دل نیاز مندی اور عاجزی سے لبریز ہو جاتا ہے اور الحمد للہ کلمہ شکر بھی ہے اور شکر سے نعت بڑھتی ہے۔

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا

(۳۳۰۶) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

تشریح: کہ ذکر کا عمل قلب کو صاف کرنے میں بالکل ویسا ہی کام کرتا ہے جیسا کہ تانبے کو صاف کرنے اور مانجنے میں بال اور باقی دوسری عبادات کا عمل قلوب کی صفائی کے بارے میں ویسا ہی جیسا کہ تانبے کے صاف کرنے میں صابن کا عمل۔ (ترصیح الجواہر المکیہ)

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

دعا کرنے والا پہلے اپنے لیے دعا کرے

(۳۳۰۷) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَقَدَعَالَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب کسی کے لیے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے۔

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ جب بھی کسی دوسرے کے لیے دعا کرے تو پہلے اپنے لیے دعا مانگے پھر اس کے بعد دوسرے کے لیے مانگے نبی کریم ﷺ کا یہی معمول تھا۔ اور اپنے لیے پہلے دعا مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ جو صرف دوسرے کے لیے مانگتا تھا اس کی

حیثیت محتاج سائل کی نہیں ہوتی بلکہ سفارشی کی ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي عِنْدَ الدُّعَاءِ

دعا میں ہاتھ اٹھانے اور منہ پر پھیرنے کا بیان

(۳۳۰۸) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحْطِمْهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ لَمْ يُرْدْهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ اپنے والد حضرت (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو انہیں اس وقت تک نیچے نہیں لاتے تھے جب تک ان دونوں کو اپنے چہرہ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

محمد بن مثنیٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں اس وقت تک لوٹاتے نہیں تھے جب تک اپنے چہرہ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

تشریح: کہ احوال کی دو قسمیں ہیں: احوال متواردہ (پے بہ پے پیش آنے والے احوال) اور احوال خاصہ۔ اول میں جو اذکار و ادعیہ مروی ہیں ان میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں ہے جیسے صبح و شام کی دعائیں سونے جاگنے کے اذکار یہ بغیر ہاتھ اٹھائے کرنے چاہئیں، اور احوال خاصہ کی دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے جیسے نمازوں کے بعد کی دعائیں ہاتھ اٹھا کر مانگنی چاہئیں۔

نیز دعا کی دو قسمیں ہیں: دعائے رغبت اور دعائے رہبت جب دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے تو ہاتھ سیدھے پھیلانے چاہئیں جس طرح سائل ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور آخر میں پھیلے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں اور جب آنے والی کسی بلا کو روکنے کے لیے دعا کرے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف اور اس صورت میں بھی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے۔

اور فتاویٰ عالمگیری (کتاب الکراہیہ ۵: ۳۱۸) میں دعائے رغبت میں ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلانے اور سینہ کے مقابل تک اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کے درمیانی فرجہ (کشادگی) رکھے چاہے تھوڑا ہو (ہاتھ بالکل ملا نہ دے) اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے۔

حکمت دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا رغبت کا ظاہری روپ ہے اور دل کی کیفیت اور بدنی ہیئت کے درمیان ہم آہنگی ہے آدمی اس طرح سراپا التجا بن جاتا ہے جیسے سائل ہاتھ پسا کر مانگتا ہے تو اس کا سارا وجود سوال بن جاتا ہے نیز اس سے نفس چونکا ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز مانگ رہا ہے اور ہاتھ منہ پر پھیرنا: امید برآری کی تصویر بن جاتا ہے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے رب کریم و رحیم کی برکت و رحمت کا کوئی حصہ انہیں ضرور ملا ہے جسے اس نے اشرف عضو (چہرے) کا غازہ بنا لیا ہے۔

فائدہ: تعارض کہ متفق علیہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دَعَائِهِ

الافی الاستقاء نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، مگر بارش طلبی کی دعا میں کہ بارش طلبی کے علاوہ ہر دعا میں ہاتھ نہ اٹھانا سنت ہے۔

جواب: احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں غیر معمولی رفع کی نفی ہے یعنی آپ ﷺ بارش طلبی کی دعا میں ہاتھ بہت اوپر تک اٹھاتے تھے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی اور دوسری دعاؤں میں اتنے اوپر تک ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سینہ کے مقابل تک اٹھاتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ

عجلت پسندی قبولیت دعا کے استحقاق کو کھودیتی ہے

(۳۳۰۹) يُسْتَجَابُ لِأَحَدٍ كُمْ مَالَهُ يَعْجَلُ يَقُولُ دَعْوَتٌ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں آدمی کی دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی لیکن میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بندہ اس جلد بازی اور مایوسی کی وجہ سے قبولیت کا استحقاق کھودیتا ہے اس لیے چاہیے کہ بندہ ہمیشہ اس کے در کا فقیر بن رہے اور مانگتا رہے یقین کرے کہ ارحم الراحمین کی رحمت دیر سویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی کبھی کبھی بہت سے بندوں کی دعا جو وہ بڑے اخلاص و اضطرار سے کرتے ہیں اس لیے بھی جلدی قبول نہیں کی جاتی کہ اس دعا کا تسلسل ان کے لیے ترقی اور تقرب الی اللہ کا خاص ذریعہ ہوتا ہے اگر ان کی منشاء کے مطابق ان کی دعا جلدی قبول کر لی جائے تو اس عظیم نعمت سے وہ محروم رہ جائیں۔ دعا بندے کی طرف سے اللہ کے حضور میں ایک التجا ہے اور اللہ تعالیٰ مختار ہیں وہ بندے کی مانگ جلدی بھی پوری کر سکتے ہیں اور اس میں کسی مصلحت سے دیر بھی ہو سکتی ہے کبھی بندے کی مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلدی پوری نہ کی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّعَاءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا امْسَى

صبح و شام کی دعائیں

(۱) ایک ذکر جو آفات ارضی و سماوی سے بچاتا ہے

(۳۳۱۰) مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحٍ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ وَكَانَ أَبَانٌ قَدْ أَصَابَهُ ظَرْفٌ فَأَبْجَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبَانٌ مَا تَنْظُرُ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلَكِنَّ لَمْ أَقْلُهُ يَوْمَئِذٍ لِيُصْحَى اللَّهُ عَلَى قَدَرِهِ.

تَرْجُمَتُہَا: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح اور شام کے وقت تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جس کے اسم کے ہمراہ کوئی چیز زمین میں اور کوئی چیز آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

اس روایت کے راوی ابان کو ایک طرف فالج ہو گیا ایک شخص نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا تو ابان نے اس سے کہا تم کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ واقعی میں حدیث ہے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کی تھی لیکن میں نے ایک دن اس دعا کو پڑھا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ مجھ پر نافذ کر دیا۔

(۲) ذکر قیامت کے دن ضرور خوش کیا جائے گا

(۳۳۱) مَنْ قَالَ حِينَ يُمَسِّي رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرَضِّيَهُ.

تَرْجُمَتُہَا: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص شام کے وقت یہ پڑھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں (یعنی اس پر ایمان رکھتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس شخص کو راضی کرے (یعنی اسے بخش دے)۔

تشریح: مسند احمد میں ہے جو مسلمان صبح و شام تین دفعہ یہ ذکر کرے یہ بہت مختصر ذکر ہے اس سے اللہ و رسول اور دین اسلام کے ساتھ تعلق تازہ اور مستحکم ہوتا ہے اس لیے اس کا یہ صلہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب ثواب سے راضی اور خوش کر دیں گے (پس طلبہ یہ ذکر یاد کر لیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں)۔

(۳) صبح و شام کی ایک جامع دعا جس سے بندگی اور نیاز مندی کا اظہار ہوتا ہے

(۳۳۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ أَمْسَيْنَا وَآمَسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَرَاكَ قَالَ لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيُّضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ.

تَرْجُمَتُہَا: حضرت عبد اللہ بنی اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ شام کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے:

”ہماری شام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی شام ہوگئی ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

”بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے (اے اللہ) میں تجھ سے اس رات میں موجود بھلائی اور اس کے بعد آنے والی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس رات میں موجود شر اور اس

کے بعد آنے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور برے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت بھی یہی کلمات پڑھا کرتے تھے (تاہم ان میں یہ پڑھا کرتے تھے)۔
”ہماری صبح ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی صبح ہوگئی ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔“

تشریح: اس دعا میں اپنی ذات پر اور ساری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا اقرار اور اس کی حمد و ثنا کے ساتھ توحید کا اعلان ہے پھر رات اور دن میں جو خیر اور برکتیں ہیں ان کا سوال ہے اور جو برائیاں ہیں جو سعادت سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں ان سے پناہ چاہی گئی ہے اور آخر میں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگی گئی ہے پس یہ ایک جامع دعا ہے اور اس میں اپنی بندگی اور نیاز مندی کا اظہار ہے۔

صبح و شام کی ایک مختصر دعا: جو نبی ﷺ اپنے صحابہ کو سکھلایا کرتے تھے

(۳۳۱۳) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اَلَيْكَ النُّشُوْرُ . وَ اِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اَلَيْكَ الْمَصِيْرُ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم صبح کرو تو یہ پڑھو۔

”اے اللہ تیری مرضی سے ہم نے صبح کی تیری مرضی سے ہم شام کریں گے تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں تیری مرضی سے ہی ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔“

اور جب شام ہو تو یہ پڑھے:

”اے اللہ تیری مرضی سے ہم نے شام کی تیری مرضی سے ہم صبح کریں گے تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں تیری مرضی سے ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔“

منہ

(۵) ایک دعا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھلائی گئی

(۳۳۱۴) قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُوْلُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكُهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهٖ قَالَ قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا اَمْسَيْتَ وَإِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں صبح و شام پڑھ لیا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

”اے اللہ غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں اپنی ذات کے شر سے شیطان کے شر سے اور اس کے شرک (یا اس کے شریک ہونے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم اسے صبح کے وقت شام کے وقت اور جب تم سونے لگو اس وقت پڑھ لیا کرو۔

منہ

(۶) سید الاستغفار یعنی اللہ سے معافی مانگنے کی بہترین دعا

(۳۳۱۵) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِبِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدٌ كُمْ حِيْنَ يُمَسِيْ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدْرٌ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُوْلُهَا حِيْنَ يُصْبِحُ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدْرٌ قَبْلَ اَنْ يُمَسِيَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کیا میں سید الاستغفار کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں (اس کے الفاظ یہ ہیں):

”اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں میں تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور جو کچھ میں کرتا ہوں اس کے اس شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں تو میرے گناہوں کی مغفرت کر دے کیونکہ گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے۔“

(آپ ﷺ نے فرمایا): اگر کوئی شخص شام کے وقت یہ دعا پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اگر کوئی صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے اور شام سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے لیے بھی جنت واجب ہو جائے گی۔ اس مغفرت تین میں نیک عمل فیض ملکوتی اور مدد روحانی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا سبب: بہترین نیک عمل ہے یعنی آدمی کوئی ایسا نیک کام کرے کہ رحمت حق اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور ملائکہ اس کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے دعا گو بن جائیں تو اس کی خطائیں خود بخود معاف ہو جاتی ہیں جیسے کفر و نفاق سے توبہ کر کے مخلص مومنین کے زمرہ میں شامل ہونا ایسا نیک عمل ہے کہ سابقہ گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: فیض ملکوتی ہے یعنی آدمی فرشتہ صفت بن جائے اپنے احوال میں ملائکہ کی مشابہت اختیار کرے اور نفس کی تیزی کو

توڑے یعنی پاکیزہ زندگی اختیار کرے تو گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے جیسے حج مقبول سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ حج مقبول سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔

تیسرا سبب: مدد روحانی ہے جب گنہگار بندہ ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور کوتاہی کے احساس کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ اس یقین سے معافی طلب کرتا ہے کہ رب کریم ضرور نظر کرم فرمائیں گے تو لطف و مہربانی کی بارش ہونے میں دیر نہیں لگتی سید الاستغفار ایسی ہی ایک دعا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّعَاءِ إِذَا أُوِيَ إِلَى فِرَاشِهِ

سوتے وقت کے اذکار و ادعیہ

(۳۳۱۶) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ اَلَا اَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا اِذَا اُوَيْتَ اِلَى فِرَاشِكَ فَاِنْ مُتَ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ وَقَدْ اَصْبَحْتَ خَيْرًا تَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهَیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَیْكَ وَالْجَأْتُ ظَهْرَیْ اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرُسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ فَطَعَنْ بِیَدِهِ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ قَالَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں؟ جنہیں تم اس وقت پڑھ لیا کرو جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے جاؤ) اگر تم اس رات میں انتقال کر گئے تو تم دین اسلام پر مرو گے اور اگر تم صبح تک زندہ رہے تو تمہیں بھلائی نصیب ہوگی تم یہ کلمات پڑھو:

”اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا میں تیری طرف متوجہ ہو گیا میں نے اپنے معاملات تجھے سونپ دیئے تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور کوئی نجات کی جگہ نہیں ہے تو نے جو کتاب نازل کی ہے اور جس نبی کو تو نے بھیجا ہے میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔“

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس دعا کو پڑھتے ہوئے (میں نے کہا): میں تیرے رسول پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا یہ پڑھو۔ ”میں تیرے اس نبی پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے۔“

(۳۳۱۷) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا اضْطَجَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهَیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اَوْ مِنْ بِكِتَابِكَ وَرُسُوْلِكَ فَاِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب کوئی شخص دائیں پہلو کے بل لیٹے اور پڑھے:

”اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا میں نے اپنا رخ تیری طرف کر لیا میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا میں نے اپنا معاملہ تیری سپرد کر دیا تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے میں تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا۔“ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اگر وہ شخص اسی رات میں انتقال کر گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نیند موت کی بہن ہے، سونے والا: مردے کی طرف دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتا ہے، اس لحاظ سے نیند: بیداری اور موت کے درمیان کی ایک حالت ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے سوتے وقت کے لئے اذکار مشروع فرمائے، پس جب آدمی سونے کے لئے بستر پر لیٹ جائے تو درج ذیل اذکار میں سے کوئی ایک یا زیادہ اذکار کر کے سوئے۔

پہلا ذکر:

فائدہ: اس میں حضرت رافع کی جو حدیث ہے وہ اگلے نمبر پر آرہی ہے۔ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث منصور کی سند سے آگے احادیث شتی (حدیث ۳۵۹۵) میں آرہی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر پہنچ جاؤ درانحالیکہ تم با وضو ہوؤ اور یہ متفق علیہ حدیث ہے اور صحیحین میں ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ پھر مذکورہ ذکر کرو اور آخر میں ہے اس دعا کے بعد کوئی بات نہ کرو اگر اسی حال میں موت آگئی تو تمہاری موت دین فطرت پر ہوگی۔ (مشکوٰۃ حدیث ۲۳۸۵)

دوسرا ذکر:

(۳۳۱۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَاَنْتُمْ مِیْنٌ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُوَدِّی.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے ہر طرح کی حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھلایا جس نے ہمیں پلایا جس نے ہمیں کفایت نصیب کی جس نے ہمیں پناہ گاہ نصیب کی کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے لیے کفایت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور انہیں پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے تو کہتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَاَنْتُمْ مِیْنٌ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُوَدِّی.

منہ

تیسرا ذکر:

(۳۳۱۹) قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَاوِیْ اِلٰی فِرَاشِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاتُوْبُ اِلَیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاِنْ کَانَ عَدَدَ رَمْلِ عَالِیِّ وَاِنْ کَانَ عَدَدَ اَیَّامِ الدُّنْیَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص بستر پر لیٹ کر (سوتے وقت) یہ پڑھے:

”میں اس اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ جی اور قیوم ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“

جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جبتے ہوں اگرچہ وہ درختوں کے پتوں جتنے ہوں اگرچہ وہ ریت کے ذروں جتنے ہوں اگرچہ وہ دنیا کے ایام کی تعداد جتنے ہوں۔

منہ

چوتھا ذکر:

(۳۳۲۰) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تُبْعَثُ عِبَادَكَ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تھے تو آپ ﷺ اپنا دست مبارک اپنے سر کے نیچے رکھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دوبارہ زندہ کرے گا۔“

(۳۳۲۱) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو سوتے وقت سر کے نیچے رکھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے: ”اے میرے اللہ تو اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو زندہ کرے گا۔“

منہ

پانچواں ذکر:

(۳۳۲۲) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ نَادًا إِذَا أَخَذَ أَحَدُنَا مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضَيْنِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلِ الثُّورَةَ وَالْاِنْجِيلَ وَالْقُرْآنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ اَنْتَ اَخْذُ بِنَا صِيَّتِهِ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اَقِضْ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے ہم میں سے کوئی شخص جب سونے لگے تو وہ یہ پڑھے:

”اے اللہ اے آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار دانے اور گٹھلی کو

چیرنے والے تورات انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے ہر شردالی چیز کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تو اسے پیشانی سے پکڑ لے تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہوگا تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی نہیں ہے تو ہی باطن ہے تجھ سے نیچے کوئی نہیں ہے میرے قرض کو ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے (یعنی میرے فقر ختم کر دے)۔“

فائدہ: یہ دعا ان بندگان خدا کے زیادہ حسب حال ہے جو مقروض اور معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہیں وہ یہ دعا کر کے سوئیں اور رب کریم سے امید رکھیں کہ وہ رزق میں کشاکش کی کوئی صورت پیدا فرمائیں گے۔ (معارف الحدیث ۵: ۱۸۳)

منہ

چھٹا ذکر:

(۳۳۲۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِيفَةٍ أَوْ أَرَبَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَذَرُنِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ بَعْدَهُ فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ فَإِنْ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا وَإِنْ أَرْسَلَتْهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے: جب کوئی شخص اپنے بستر سے اٹھ کر جائے تو جب وہ اس بستر پر واپس آئے تو اپنے تہبند کے پلو سے اسے تین مرتبہ جھاڑ لے کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کون سی چیز آئی تھی پھر جب وہ لیٹ جائے تو یہ دعا پڑھے:

”اے میرے پروردگار میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیری ہی وجہ سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر اسے واپس کر دے تو اس کی حفاظت کرنا اسی طرح جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (آدمی بیدار ہوتے وقت یہ پڑھے:

”ہر طرف کی حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے میرے جسم میں مجھے عافیت عطا کی اور میری روح کو واپس کر دیا اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی۔“

بَاب مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت قرآن کریم پڑھنا



(۱) سورة اخلاص اور معوذتین پڑھنا

(۳۳۲۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفْيَيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَكِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کر کے ان میں پھونک مارتے تھے آپ ﷺ سورہ اخلاص سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے تھے پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکتا تھا پھیر لیتے تھے پہلے آپ ﷺ اپنے سر پر اپنے چہرے پر اور جسم کے آگے والے حصے پر پھیرتے تھے آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

تشریح: سورة الاخلاص بڑی رکت سورت ہے اور معوذتین: رقیہ (منتر) ہیں ان کے ذریعہ سحر اور آسیب سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور ان سورتوں کے ساتھ سورة الکافرون بھی پڑھنی چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

منہ

(۲) سورة الکافرون پڑھنا

(۳۳۲۵) أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْيَانًا يَقُولُ مَرَّةً وَأَحْيَانًا لَا يَقُولُهَا.

ترجمہ: حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں رات سوتے وقت پڑھ لیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا تم سورہ کافرون پڑھا کرو کیونکہ یہ شرک سے برأت کا اظہار ہے۔

شعبہ نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں میرے استاد نے اس روایت میں بعض اوقات ایک مرتبہ کا لفظ نقل کیا ہے اور بعض اوقات نقل نہیں کیا۔

تشریح: سورة الکافرون بھی سورة الاخلاص ہے اس میں اخلاص فی العبادۃ کا بیان ہے اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ میں اخلاص فی الاعتقاد کا

بیان ہے اور اس حدیث کو گزشتہ حدیث کے ساتھ ملایا جائے تو سوتے وقت چار قل پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک پڑھنا

(۳۳۲۱) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۃ تنزیل سجدہ اور سورۃ ملک نہیں پڑھ لیتے تھے۔ (یہ حدیث گزر چکی ہے)

سورۃ الزمر اور سورہ بنی اسرائیل پڑھنا

(۳۳۲۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۃ زمر اور سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔

(۵) مسجات پڑھنا

(۳۳۲۸) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُولَ فِيهَا آيَةُ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ.

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک مسجات کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے آپ ﷺ یہ فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت بھی ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔
تشریح: مسجات سات سورتیں ہیں جن کے شروع میں سبحان یا سبح (ماضی) یا یسبح (مضارع) یا سبح (امر) ہے وہ یہ ہیں: اسراء، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور اعلیٰ۔

منہ

(۶) قرآن پاک کی کوئی بھی سورت پڑھنا

(۳۳۲۹) قَالَ صَحِيبُ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ تَقُولَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعَلَّمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعَلَّمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ بِمَا تَعَلَّمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَكَّلَ اللَّهُ مَلَكًا فَلَا يَقْرُبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهْبَثَ مِثْلِي هَبْ.

ترجمہ: بنو حظلہ قبیلہ کے ایک صاحب کہتے ہیں میں ایک حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھا انہوں نے فرمایا

کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں؟ جو نبی اکرم ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے تم یہ پڑھا کرو۔
”اے اللہ میں تجھ سے کام (یعنی معاملات) کی مضبوطی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں اور اچھی طرح سے عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے زبان کی درست (نظریات رکھنے والا) دل مانگتا ہوں میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں ہر اس چیز سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں جسے تو جانتا ہے بے شک تو غیوب کا علم رکھنے والا ہے۔“

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جو مسلمان سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کوئی ایک سورۃ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتے کو مقرر کر دے گا تو تکلیف دینے والی کوئی بھی چیز اس کے بیدار ہونے تک اس کے پاس نہیں آئے گی خواہ وہ جب بھی بیدار ہو۔

تشریح: حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجتہ البالغہ میں احسان کے بیان میں قرآن مجید کی تلاوت پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے تلاوت قرآن کی روح یہ ہے کہ شوق و محبت اور انتہائی تعظیم و اجلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور اس کے مواعظ اور نصائح میں غور اور ان سے اثر لینے کی کوشش کرے اور اس کے احکام و ہدایات کی تعمیل اور پیروی کے عزم کے ساتھ تلاوت کرے اور اس میں بیان ہونے والے قصص اور امثال سے عبرت حاصل کرے اور جب اللہ کی صفات کا بیان آئے تو کہے سبحان اللہ اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں جنت اور اللہ کی رحمت کا بیان ہے تو اللہ سے فضل و کرم فرمانے کی دعا کرے اور اپنے لیے جنت اور رحمت کا سوال کرے۔ اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں دوزخ اور اللہ کے غضب کا بیان ہے تو اللہ سے پناہ مانگے۔ بلاشبہ اس طرح کی تلاوت قلب کا خاص الخاص صیقل ہے اور جس بندہ کو کسی درجہ میں بھی ایسی اوت نصیب ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے اللہ تعالیٰ اپنے اس فضل سے محروم نہ فرمائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد



(۱) تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان

(۳۳۳۰) قَالَ شَكْتُ إِلَى فَاطِمَةَ ۖ مَجَلَّ يَدَيَّهَا مِنْ الطَّحِينِ فَقُلْتُ لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكَ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أَدْلُكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُولَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثِينَ وَآرَبَعًا وَثَلَاثِينَ مِنْ تَحْمِيدٍ وَتَسْبِيحٍ وَتَكْبِيرٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے یہ شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں آبلے

پڑ گئے ہیں تو میں نے ان سے کہا اگر تم اپنے والد محترم سے کوئی خادم مانگ لو تو بہتر ہوگا (وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی خادم کے لیے کہا) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی چیز کے بارے میں بتاتا ہوں جو تم دونوں (میاں بیوی) کے لیے خادم (مل جانے سے زیادہ) فضیلت رکھتی ہے تم لوگ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

(۳۳۳۱) قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَشْكُو أَجَلَ يَدَيَّهَا فَأَمَرَهَا بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھ چھل جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں سبحان اللہ پڑھنے اور الحمد للہ پڑھنے کا حکم دیا۔
تشریح: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں سب کام کرنا ہوتا تھا چکی خود چلاتیں مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں گھوڑے کا چارہ تیار کرتیں گھر میں جھاڑو لگاتیں اور بچوں کی دیکھ دیکھ کرتیں ان سب کاموں کی وجہ سے وہ تھک جاتیں تھیں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس دولڑکے (غلام) آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ وہ ابا کے پاس جائیں اور ایک غلام مانگ لائیں تاکہ کام کا بوجھ کچھ ہلکا ہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں مگر اتفاق سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ گھر میں چلی گئیں جب لوگوں کے اٹھنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بالاجمال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی آمد کا مقصد بیان کیا مگر آپ کو دن بھر فرصت نہیں ملی، آپ عشاء کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے دونوں میاں بیوی اپنے اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے آپ ﷺ کی آمد پر دونوں نے اٹھنا چاہا مگر آپ ﷺ نے منع کر دیا آپ دونوں کے درمیان میں خالی جگہ میں بیٹھ گئے آپ ﷺ نے پوچھا: فاطمہ دن میں تم کیوں آئیں تھیں؟ (آپ ﷺ تفصیل سے ان کی بات سننا چاہتے تھے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شرم کی وجہ سے خاموش رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بتاتا ہوں پھر انہوں نے ساری بات تفصیل سے بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ غلام تمہارے لیے نہیں ہیں میں وہ غلام ان یتیم بچوں کو دوں گا جن کے والد بدر میں شہید ہو گئے ہیں، پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں جس کو تم دونوں کرو گے تو تم گھر کے کام سے نہیں تھکو گی جب تم دونوں اپنی خواب گاہوں میں پہنچ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ الحمد للہ، ۳۴ اللہ اکبر (اگر میاں بیوی دونوں یہ تسبیحات پابندی سے پڑھیں تو بیوی گھر کے کام کاج سے نہیں تھکے گی اور یہی تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور نمازوں کے بعد یہی تسبیحات تسبیح فقراء ہیں۔

منہ

(۲) جو شخص دو باتوں کی پابندی کرے وہ جنت میں ضرور جائے گا

(۳۳۳۲) خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهِيََا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلْ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيُحَمِّدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَإِنَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَعَقَّدُهَا بِيَدَيْهِ قَالَ فَيَتْلُو خَمْسُونَ وَمِائَةً بِاللِّسَانِ وَالْفُ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْيَمِينِ وَإِذَا أَخَذَتْ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتُحَمِّدُهُ مِائَةً

فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَالْأَلْفُ فِي الْمِيزَانِ فَأَيُّكُمْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ الْفَيْنِ وَتَحْسُ مِائَةً سَبْعَةً قَالُوا فَكَيْفَ لَا مُخَصِّمَهَا قَالَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَنْتَفِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَا يَفْعَلَ وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُتَوَمُّهُ حَتَّى يَنَامَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے دو خصلتیں (ایسی ہی) جنہیں اگر کوئی مسلمان اختیار کر لے تو وہ جنت میں داخل ہوگا یہ دونوں آسان بھی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی انگلیوں پر اس کو گن رہے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا زبان سے پڑھنے کے حساب سے (روزانہ) ایک سو پچاس ہوں گے لیکن میزان میں یہ ایک ہزار پانچ سو ہوں گے (کیونکہ نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا) جب تم سونے لگو تو ایک سو مرتبہ سبحان اللہ اکبر اور الحمد للہ (یعنی انہیں ۳۳-۳۳ مرتبہ پڑھ لو) تو یہ زبان سے پڑھنے میں ایک سو ہوں گے اور میزان میں ایک ہزار ہوں گے تو تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جو روزانہ دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہو (لیکن وہ اس عمل کے ذریعے روزانہ دو ہزار پانچ سو نیکیاں حاصل کرے گا) لوگوں نے عرض کی ہم بھلا کیوں اس کا خیال نہیں رکھیں گے؟ (یعنی اس کو ان شاء اللہ باقاعدگی سے کریں گے)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں کسی ایک شخص کے پاس شیطان آتا ہے آدمی اس وقت نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان یہ کہتا ہے فلاں فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ اس آدمی کی توجہ منتشر ہو جاتی ہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی وہ کام نہ کرے۔

پھر جب آدمی سونے لگتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے سلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ آدمی سو جاتا ہے (اس لیے تم نے اس معاملے میں احتیاط کرنی ہے)

تشریح: پہلے کتاب الصلوٰۃ (۱۸۸) میں نمازوں کے بعد ۳۳، ۳۳، ۳۳ مرتبہ کی روایت گزری ہے اور یہ بات گزری ہے کہ یہ تسبیحات فقراء ہیں اور کی حدیث جس طرح ابن علیہ نے مفصل بیان کی ہے شعبہ اور ثوری بریذ بھی عطاء سے مفصل روایت کرتے ہیں، البتہ امام اعظم: عطاء سے مختصر روایت کرتے ہیں جو آگے (۷۲ حدیث ۳۵۰۹، ما جاء فی عقد التسبیح بالید میں) بھی آرہی ہے۔

(۳) باری باری پڑھی جانے والی تسبیح

(۳۳۳۳) قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ انگلیوں پر گنتے ہوئے سبحان اللہ پڑھ رہے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

سو کر اٹھنے کی دعائیں

(۳۳۳۲) قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ تُسَبِّحُ اللَّهُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُحَمِّدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ.

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (نماز کے بعد چند وظائف) پڑھنے والا شخص محروم نہیں رہتا وہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھے ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔

(۳۳۳۵) قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُحَمِّدَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ فَرَأَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُحَمِّدُوا اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوا خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَاجْعَلُوا التَّهْلِيلَ مَعَهُنَّ فَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَهُ فَقَالَ افْعَلُوا.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کی ہدایت ملی راوی کہتے ہیں ایک انصاری نے خواب میں دیکھا اور بتایا (خواب میں فرشتے نے پوچھا) نبی اکرم ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تم ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو انہوں نے جواب دیا جی ہاں (تو وہ فرشتہ بولا) تم اسے ۳۵ مرتبہ پڑھو اور اس کے ساتھ لا الہ الا اللہ بھی پڑھو اگلے دن وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسا کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ

جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۳۶) قَالَ مَنْ تَعَاَزَى مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتَجِيبَ لَهُ فَإِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص رات کے وقت بیدار ہو کر یہ پڑھے:

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے

لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔“

پھر وہ یہ پڑھے۔ ”اے میرے پروردگار میری مغفرت کر دے۔“
(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) پھر وہ شخص جو دعا مانگے گا وہ دعا قبول ہوگی اگر وہ ہمت کر کے وضو کر کے نماز بھی ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔

(۳۳۳۸) كُنْتُ أَيْدُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَعْطِيَهُ وَضُوءًا فَأَسْمَعُهُ الْهَوَيْ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ وَأَسْمَعُهُ الْهَوَيْ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس رات کے وقت موجود رہتا تھا میں آپ ﷺ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا میں رات کے وقت آپ ﷺ کو پست آواز میں سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے ہوئے سنتا تھا اور پست آواز میں الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔

(۳۳۳۹) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَىٰ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَىٰ نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔
”اے اللہ میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے سوتا ہوں اور اٹھوں گا۔“
جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے نیند دینے کے بعد بیداری عطا کی اور اسی کی بارگاہ میں دوبارہ اکٹھے ہونا ہے۔“

تشریح: اس میں اور آئندہ میں طویل اذکار ہیں۔

فائدہ: سبحان اللہ کتنی بلند اور کس قدر جامع ہے یہ دعا تنہا اسی ایک دعا سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے شہنشاہی صفات کی کتنی معرفت حاصل تھی اور عبدیت جو بندے کا سب سے بڑا کمال ہے اس میں آپ ﷺ کا کیا مقام تھا اور سید العالمین اور محبوب رب العالمین ہونے کے باوجود خود کو آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم کا کتنا محتاج سمجھتے تھے اور بندگی و نیاز مندی کی کس فقیرانہ شان کے ساتھ اس سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے نیز یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دعا کے وقت آپ کے قلب مبارک کی کیا کیفیت گوتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انسانی حاجتوں کا کتنا تفصیلی علم اور کتنا عمیق احساس آپ کو عطا فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جیسے رؤف و رحیم و کریم ہیں: اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ الکی ان دعاؤں کے ایک ایک فقرے پر اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں کیسا تلاطم اور دعا مانگنے والے پر کتنا پیارا آتا ہوگا۔ (معارف الحدیث ۵: ۱۶۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ

رات میں تہجد شروع کرتے وقت کی دعائیں



پہلی دُعا:

(۳۳۴۲) قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبِّ جَبْرِئِلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

ترجمہ: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نوافل کرنے لگتے تھے تو آپ ﷺ نماز کے آغاز میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ جب رات کی نماز ادا کرنے لگتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! اے جبرائیل و اسرافیل علیہما السلام کے پروردگار اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے تیرے بندے جس چیز کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں تو بندوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کرے گا تو مجھے اس حق کے بارے میں ہدایت پر ثابت قدم رکھ جس کے بارے میں تیرے اذن کے ساتھ اختلاف کیا جاتا ہے بے شک تو ہی صراطِ مستقیم (چلا سکتا ہے)۔“

تشریح: دعا کا موقع تعریف کا موقع ہوتا ہے اور تعریف کے موقع پر امور عظام کا تذکرہ کیا جاتا ہے معمولی باتوں کا تذکرہ نہیں کیا جاتا یہ تو کہا جائے گا کہ آپ ﷺ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے ہیں۔



دیگر دعائیں

باب ۳۲:

۳۳۴۳: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجْهْتُ وَجْهِي لِلدِّنِيِّ فَطَرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْبَلِيبُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ أَمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَإِذَا رَكَعَ

قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكْعَتُ رَبِّكَ أَمْنٌ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَفُحْشِي وَعِظَامِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلءُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَيْنِ وَمِلءُ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجْدَتُ وَبِكَ أَمْنٌ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْبُقْدِيمُ وَأَنْتَ الْآخِرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو پہلے یہ پڑھتے تھے:

”میں اپنا رخ اس ذات کی طرف کر رہا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے بے شک گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما اور اچھے اخلاق کی طرف صرف تو ہی رہنمائی کر سکتا ہے تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے میں تجھ پر ایمان لایا تیری ذات برکت والی ہے بلند و برتر ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا میری سماعت بصارت مغز ہڈیاں پٹھے سب تیری بارگاہ میں جھک گئے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

”اے اللہ اے ہمارے پروردگار حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان میں موجود ساری جگہ کو بھر دے اور اتنی جتنی اس چیز کو بھر دے جو تو چاہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ جب سجد میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے خود کو جھکا دیا میرا چہرہ اس ذات کے لیے سر بسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اسے شکل و صورت عطا کی اسے سماعت اور بصیرت نصیب کی تو اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ تشهد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

”اے اللہ میں نے جو کچھ پہلے کیا جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا یا جو اعلانیہ طور پر کیا ان سب کی مغفرت کر دے اس کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“

(۳۳۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاَهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاِحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاَضِرْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِنَّهُ لَا يَضُرُّ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبِيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اَمْنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ فَاِذَا رَفَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّ السَّمٰوٰتِ وَمِلَّ الْاَرْضِ وَمِلَّ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلَّ مَا يَشْتُلُ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اَمْنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَكَ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخِرَ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّسْبِيْحِ وَالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمَقْدِمُ وَاَنْتَ الْمُوْخِرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ.

تَوَجَّهْتُمْ: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

”میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک طور پر پیدا کیا میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی بخشش نہیں کر سکتا تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کرا اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی نصیب کر سکتا ہے اور تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے میں حاضر ہوں تیرا فرمانبردار ہوں ہر طرح کی بھلائی تیرے قبضہ قدرت میں ہے تیری طرف کوئی شر نہیں جاسکتا میں تیری مدد سے (سب کام کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں) تیری ذات برکت والی ہے تو بلند و برتر ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا تجھ پر ایمان لایا تیرا بارگاہ میں سر تسلیم خم کیا میری سماعت بصارت میں میری ہڈیاں میرے پٹھے تیری بارگاہ میں جھکے ہوئے ہیں۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ ہمارے پروردگار رحم تیرے لیے مخصوص ہے اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان والی جگہ کو بھر دے اور اس کے بعد ہر اس چیز کو بھر دے جسے تو چاہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا میرا چہرہ اس ذات کے لیے سر بسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اسے شکل و صورت عطا کی اسے سماعت اور بصارت عطا کی تو اللہ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر اس کے بعد آپ ﷺ آخر میں تشہد کے دوران سلام پھیرنے سے پہلے یہ پڑھا کرتے تھے:

”اے اللہ میں میں جو پہلے کرچکا ہوں جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا جو کچھ اعلانیہ کیا ان سب کی مغفرت کر دے اور جو میں نے اپنے معاملے میں اسراف کیا (اس کی بھی مغفرت کر دے) تو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔“

(۳۳۴۵) أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْكَتُوبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا قَطَعَ قِرَائَتَهُ وَارَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَائِدٌ فَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ فَكَبَّرَ وَيَقُولُ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَجْهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي إِلَى حَسَنِ الْإِحْلَاقِ لَا يَهْدِنِي إِلَّا حَسَنُهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِيتُكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ لَا مَنَاجِي مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَأُ فَإِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهُ فِي رُكُوعِهِ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي خَشَعَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَفُحِّنِي وَعَظَمِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يُتْبِعُهَا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلَّ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ فِي سُجُودِهِ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَى سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَأَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب آپ ﷺ فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے (یعنی رفع یدین کرتے) پھر جب آپ ﷺ قرات مکمل کرتے تو ایسا ہی کرتے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگتے تو ایسا ہی

کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے البتہ نماز کے دوران بیٹھ کر آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے جب آپ ﷺ دو سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے جب آپ ﷺ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے:

”میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور مسلمان ہوں اے اللہ تعالیٰ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو برحق ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کی مغفرت کر دے بے شک صرف تو ہی گناہوں کو بخش کر سکتا ہے مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی کر سکتا ہے تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیری ذات کے علاوہ اور کوئی جائے نجات اور جائے پناہ نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“

پھر آپ ﷺ تلاوت کرتے تھے اور جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تھے تو رکوع میں یہ پڑھا کرتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا تو میرا پروردگار ہے میری سماعت میری بصارت میرا مغز میری ہڈیاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمد اے پڑھتے پڑھتے اور اس کے بعد یہ پڑھتے:

”اے اللہ اے ہمارے پروردگار آسمانوں اور زمین جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو تو چاہے اس کی جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے مخصوص ہے۔“

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا میں نے تیرے لیے اسلام قبول کیا تو میرا پروردگار ہے میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سربسود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے جس نے اسے سماعت اور بصارت نصیب کی اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔“

”اے اللہ! میں نے جو پہلے کیا جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا جو اعلانیہ طور پر کیا تو اس کی مغفرت کر دے تو میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ؟

باب ۳۳: سجده تلاوت میں کیا ذکر کرے؟

(۳۳۶) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي كُنْتُ أَصِلُ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي وَسَمِعَتْهَا وَهِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ خِرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهُمَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِي جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنِ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک درخت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں جب میں سجدے میں گیا تو میرے سجدہ کرنے کے ساتھ درخت بھی سجدے میں چلا گیا میں نے اسے سنا وہ یہ پڑھ رہا تھا۔

”اے اللہ اس کی وجہ سے میرے لیے اپنی بارگاہ میں اجر لکھ لے اور اس کی وجہ سے میرے بوجھ کو ختم کر دے اور اسے میرے لیے ذخیرے کے طور پر محفوظ کر لے اسے میری طرف سے اسی طرح قبول کر لے جیسے تو نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا۔“

ابن جریج نامی راوی بیان کرتے ہیں تمہارے دادا نے مجھے یہ بتایا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کیا ہے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آیت سجده تلاوت کی پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے۔
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو سنا آپ ﷺ نے سجدے میں وہی کلمات پڑھے جو اس شخص نے درخت کے کلمات کے طور پر بیان کیے تھے۔

(۳۳۷) فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدًا وَجْهِي لِلدِّنِيِّ خَلَقَهُ وَشَقَى سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت سجده تلاوت کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سر بسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے جس نے اسے سماعت اور بصارت عطا کی اپنی مدد اور اپنی قوت (کے تحت عطا کی)۔“

اس کی دونوں حدیثیں انہی سندوں سے پہلے حدیث (۵۸۴، ۵۸۵) گزر چکی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ؟

باب ۳۴: جب اپنے گھر سے نکلے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۴۸) مَنْ قَالَ يَعْنَى إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يُقَالُ لَهُ كُفَيْتَ وَوُقِيَتْ وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے (راوی کہتے ہیں) جب وہ اپنے گھر سے نکلے۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔“

تو اس شخص سے یہ کہا جاتا ہے تمہاری کفایت ہوگی تمہیں بچالیا گیا اور پھر شیطان (اس گھر سے دور رہتا ہے)۔

پہلی دعا: تشریح: اس دعا کی روح یہ ہے کہ جب بندہ گھر سے نکلے تو اپنی ذات کو بالکل عاجز و ناتواں اور خدا کی حفاظت کا محتاج سمجھے اور اس کی پناہ چاہے پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور شیطان اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

باب ۳۵: اسی کے متعلق

(۳۳۴۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُضِلَّ أَوْ نُظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب گھر سے تشریف لے جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے (ہم گھر سے نکلتے ہیں) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اے اللہ ہم اس

بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں یا ہم گمراہ ہو جائیں یا ہم زیادتی کریں یا ہم پر زیادتی کی جائے یا ہم

جہالت کا مظاہرہ کریں یا ہمارے خلاف جہالت کا مظاہرہ کیا جائے۔“

دوسری دعا: تشریح: جب آدمی گھر سے نکلتا ہے تو پیچھے اور آگے مختلف احوال پیش آتے ہیں اور مختلف لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے پس اگر اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری اور حفاظت نہ فرمائیں تو بندہ بہک سکتا ہے بچل سکتا ہے اور کسی ناکردنی میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے وہ خود صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے یا کسی دوسرے بندے کی گمراہی کا سبب بن جائے یہ سب ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی ظالمانہ یا جاہلانہ حرکت کر بیٹھے یا کوئی دوسرا اس پر ظلم و ستم ڈھائے یا جہل و نادانی کا نشانہ بنائے اس لیے نبی کریم ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت مذکورہ دعا تعلیم فرمائی تاکہ ان سب خطرات سے حفاظت ہو جائے اور پہلی دعا کا مضمون بھی اس دعا میں شامل ہے۔

فائدہ: اگر کوئی گھر سے نکلتے وقت صرف لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہہ لے تو یہ بھی پناہ جوئی کے لیے کافی ہے۔ (معارف الحدیث)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ؟

باب ۳۶: جب بڑے بازار میں داخل ہو تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۰) مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَفُحِّحَتْ عَنْهُ أَلْفُ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھ لے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی ساری اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

آپ ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے۔

(۳۳۵۱) مَنْ قَالَ فِي السُّوقِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَفُحِّحَتْ عَنْهُ أَلْفُ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَلَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص بازار میں یہ پڑھ لے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دس لاکھ نیکیاں عطا کرتا ہے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔
تشریح: انسان اپنی ضروریات اور خرید و فروخت کے لیے بازار بھی جاتا ہے جہاں اس کے نفع اور نقصان دونوں کے امکانات ہیں اور ہر دوسری جگہ سے زیادہ خدا سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں اسی واسطے اس کو شرب القاع (بدترین جگہ) قرار دیا گیا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ جب ضرورت سے بازار تشریف لے جاتے تو اللہ کے ذکر اور اس سے دعا کا خاص اہتمام فرماتے۔

بازار بلاشبہ غفلت اور معصیات کے مراکز اور شیاطین کے اڈے ہیں پس اللہ کا جو باتو فیق بندہ وہاں کی ظلمانی اور شیطانی فضاوں میں ایسے طریقے پر اور ایسے کلمات کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے جن کے ذریعہ وہاں کی ظلمتوں کا پورا توڑ ہوتا ہو وہ بلاشبہ اس کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے حد حساب عنایت ہو اس کے لیے ہزار نیکیوں کا لکھا جانا ہزاروں ہزار گناہوں کا محو کیا جانا اور

ہزاروں ہزار درجے بلند ہونا اور جنت میں ایک شاندار محل عطا ہونا اسی عنایت الہی کی تفصیلی تعبیر ہے۔

بازار میں آدمی کی نگاہ کے سامنے طرح طرح کی وہ چیزیں آتی ہیں جن کو دیکھ کر وہ خدا کو اپنے اور ساری دنیا کے فانی ہونے کو بھول جاتا ہے یہ چیزیں اس کے دل کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہیں کسی چیز کو وہ سمجھتا ہے کہ یہ بڑی دلکش اور بڑی حسین ہے کسی کو سمجھتا ہے کہ یہ بڑی نفع بخش ہے کسی بڑے کامیاب تاجر یا صاحب دولت و حکومت کو دیکھ کر دل میں سوچنے لگتا ہے کہ اگر اس سے تعلق قائم کر لیا جائے تو سارے کام بن جائیں گے بازار کی فضاؤں میں یہی وہ خیالات و وساوس ہوتے ہیں جو دلوں اور نگاہوں کو گمراہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کے علاوہ اور تحفظ کے لیے ہدایت فرمائی کہ بازار جاؤ تو یہ کلمہ توحید تمہاری زبانوں پر ہو۔

یہ کلمہ ان گمراہانہ خیالات اور ان شیطانی وسوسوں پر براہ راست ضرب لگاتا ہے جو بازار میں انسان کے مال و متاع کو متاثر کرتے ہیں اس کلمہ میں ان حقائق پر یقین کو تازہ کیا جاتا ہے۔

(۱) الہ حق جو اس کا مستحق ہے کہ اس کو دل و جان سے چاہا جائے اس کی عبادت کی جائے اور اپنا مطلوب و مقصود حقیقی بنایا جائے صرف اللہ تعالیٰ ہے اس استحقاق میں کوئی چیز اور کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔

(۲) ساری کائنات میں صرف اسی کی فرمانروائی ہے بلا شرکت غیرے اسی کا حکم چلتا ہے وہی ساری کائنات کا مالک اور حاکم حقیقی ہے۔

(۳) حمد و ستائش کے لائق بھی صرف وہی ہے اس کے علاوہ اس کی مخلوق میں جو چیزیں دل یا نگاہ کو اچھی اور قابل تعریف نظر آتی ہیں وہ اس کی مخلوقات اور مصنوعات ہیں ان کا حسن و جمال اسی کا عطیہ ہے۔

(۴) اس کی اور صرف اسی کی شان حی لا یموت ہے اس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے اور ہر ایک کی موت و حیات اور فنا و بقاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) ہر خیر اور بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا کسی کے اختیار اور قبضہ میں کچھ نہیں۔

(۶) وہ اور صرف وہی قادر مطلق ہے ہر چیز اور ہر تبدیلی اسی کی قدرت میں ہے بازار کی فضاؤں میں جو بندہ اللہ کو اس طرح یاد کرتا ہے وہ گویا شیاطین کی سرزمین میں اللہ کے نام کا علم پیدا کرتا ہے اور گمراہی کی گٹھا ٹوپ اندھیروں میں ہدایت کی شمع جلا جاتا ہے اس لیے بلاشبہ وہ اس غیر معمولی عنایت اور رحمت کا مستحق ہے جس کا اس حدیث پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔

فائدہ: حدیث کے لفظ الف الف کا ترجمہ ہم نے بجائے دس لاکھ کے ہزاروں ہزار کیا ہے ہمارے نزدیک ان شارحین کی رائے زیادہ قرین قیاس ہے جنہوں نے کہا ہے کہ یہاں یہ لفظ معین عدد کے لیے استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ غیر معمولی کثرت کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الْعَبْدُ إِذَا مَرَضَ؟

باب ۷۳: جب بیمار پڑے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۵۲) قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ

أَكْبَرُ صَدَقَهُ رَبُّهُ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا وَحْدِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلِي الْمُلْكُ وَلِي الْحَمْدُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمُهُ النَّارُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص یہ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں جب بندہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے بادشاہی میرے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی میرے لیے مخصوص ہے۔ جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میری مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بیماری کے دوران ان کلمات کو پڑھے اور پھر اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

تشریح: اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات بڑے مصائب اور مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے اس میں خیر کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان ابتلاات اور مجاہدات کے ذریعہ اہل ایمان کی تربیت ہوتی ہے اور یہ ان کے لیے انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایسے مواقع کے لیے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مصائب و مشکلات سے نجات کا وسیلہ بھی ہیں اور قرب خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔

اس میں مقصود یہ آخری نمبر ہے یہی بیماری کا ذکر ہے اور یہ بڑا قیمتی ذکر ہے پس تندرستی میں بھی یہ ذکر کرنا چاہیے اور خاص طور پر بیماری میں یہ ذکر کرنا چاہیے معلوم نہیں کوئی بیماری آخری ثابت ہو اور اگر آخری بیماری میں اس ذکر کی توفیق مل گئی تو بیزا پار ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى مُبْتَلَاً؟

باب ۳۸: جب کسی مبتلا کو دیکھے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۳) مَنْ رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً أَلَا عُوْفِي مِنْ ذَلِكَ الْبَلَاءِ كَأَنَّمَا كَانَ مَا عَاشَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی شخص کسی کو آزمائش میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھ لے:

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے اور مجھے (عافیت عطا کرنے کے حوالے سے) بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو وہ شخص جب تک زندہ رہے گا اس وقت تک وہ اس آزمائش میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۳۳۵۴) مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا إِلَّا عُوْفِي مِنْ ذَلِكَ الْبَلَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی شخص کو آزمائش میں مبتلا دیکھ کر یہ پڑھ لے۔

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے اور (اس آزمائش سے بچانے کے حوالے سے) مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کر دی ہے۔“

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) تو وہ آزمائش اس شخص کو لاحق نہیں ہوگی۔

فائدہ: بلاء سے مراد عام ہے خواہ جسمانی کمی ہو یا دینی جسمانی کمی جیسے برص و جذام میں مبتلا ہونا نہایت ٹھگنا یا لموجی ہونا لولائنگڑا اندھا وغیرہ ہونا اور دینی کمی جیسے فسق و فجور میں مبتلا ہونا ظلم و عدوان کرنا اور بدعت و کفر وغیرہ میں مبتلا ہونا۔ حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب بندہ کسی آدمی کو دیکھے جو خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر دنیا میں پھنسا ہوا ہو تو بھی یہی دعا پڑھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا. (معارف الحدیث ۲۰۶:۵)

استراض: یہ دعا آہستہ پڑھنی چاہیے یا زور سے تاکہ وہ بتلائے مصیبت سے؟

جواب: اگر کسی میں جسمانی کمی یا عیب دیکھے تو دعا آہستہ پڑھے کیونکہ اس کی وہ بلاء غیر اختیاری ہے پس اگر زور سے پڑھے گا تو اس کی دل آزاری ہوگی حضرت علی زین العابدین کے صاحبزادے حضرت محمد باقرؑ فرماتے ہیں جب بندہ کسی بتلائے مصیبت کو دیکھے تو پہلے اس مصیبت سے اللہ کی پناہ چاہے پھر یہ دعا آہستہ پڑھے اور اس بتلائے مصیبت کو نہ سنائے (یہ روایت کتاب میں ہے) اور اگر کسی شخص میں دینی کمزوری دیکھے آخرت سے غافل پائے یا کسی گناہ میں مبتلا دیکھے اور یہ امید ہو کہ زور سے دعا پڑھنے سے اس کو تنبیہ ہوگا اور وہ گناہ سے باز آئے گا تو دعا زور سے پڑھے اور اس کو سنائے اور اگر یہ امید نہ ہو تو آہستہ پڑھے اور خود کو سنائے تاکہ اس غفلت سے بچے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ؟

باب ۳۹۔ اس کے متعلق کہ مجلس سے کھڑا ہو تو کیا کہے

پہلا ذکر:

(۳۳۵۵) مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَعَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی محفل میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں تو وہ شخص وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

”تو پاک ہے اے اللہ حمد تیرے لیے مخصوص ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“
(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے) تو اس محفل میں جو غلطی بھی ہوئی ہوگی اس کو بخش دیا جائے گا۔
دوسرا ذکر:

(۳۳۵۶) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةً مَرَّةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقُومَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ محفل سے اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے:
”اے میرے پروردگار تو مجھے بخش دے تو میری توبہ قبول کر لے بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور مغفرت کرنے والا ہے۔“
یہ حدیث نہایت ضعیف ہے ابراہیم بن الفضل مخزومی مدنی متروک راوی ہے اور پہلی حدیث متفق علیہ ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ؟

باب ۴۰۔ فکر اور پریشانی کے وقت کے اذکار

(۳۳۵۷) اَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔
”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو بردبار ہے اور حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور کریم عرش کا پروردگار ہے۔“

(۳۳۵۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَهَمَّهُ الْأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَإِذَا اجْتَنَبَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ يَا حَسْبُ يَاقُيُومَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب پریشان ہوتے تھے تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھتے تھے۔
”عظیم اللہ تعالیٰ کی ذات (ہر طرح کے عیب سے پاک) ہے۔“

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ دعا میں زیادہ کوشش کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:
”اے جی اے قیوم۔“

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا؟

باب ۴۱: جب کسی منزل پر اترے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۹) قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی جگہ پڑاؤ کرے اور پھر یہ کلمات پڑھ لے:

”میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔“

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو اسے کوئی بھی چیز اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک وہ اس پڑاؤ سے روانہ نہیں ہو جاتا۔
تشریح: زمانہ جاہلیت میں علاقہ کے جنات کے سردار کی اس کی پناہ لیتا تھا اس سے مدد طلب کرتا تھا جس سے جنات کا دماغ خراب ہو گیا تھا سورۃ الجن (آیت ۶) ہے:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾

نبی کریم ﷺ نے اس کے بدل یہ دعا تلقین فرمائی اس سے بھی وہی مقصد حاصل ہوگا اب اس منزل میں کوئی چیز اس کو ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا؟

باب ۴۲۔ سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا

(۳۳۶۰) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِأَصْبَعِهِ وَمَدَّ شُعْبَةً إصْبَعَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ أَصْبَحْنَا بِنُصْحِكَ وَأَقْبَلْنَا بِذِمَّتِكَ اللَّهُمَّ أَرْوَلْنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے۔

(شعبہ نامی راوی نے اپنی انگلی اٹھا کر دکھایا) پھر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

”اے اللہ تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا نگہبان ہے اے اللہ تو اپنی مہربانی

ہمارے شامل حال رکھنا ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھنا اے اللہ ہمارے لیے سفر کو مختصر کر دینا اور اسے آسان کر دینا اے

اللہ میں سفر کی مشقت کوئی بھی غم اور ناامداد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۳۳۶۱) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ

أَصْبَحْنَا فِي سَفَرٍ نَا وَاخْلُقْنَا فِي أَهْلِنَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ الْخَوْرِ بَعْدَ الْكُونِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

”اے اللہ سفر میں تو ہی میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا رکھوالا ہے اے اللہ ہمارے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا بھی خیال رکھنا اے اللہ میں سفر کی مشقت پریشانی نامراد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مظلوم کی بددعا اور اپنے اہل خانہ یا مال کے بارے میں کسی بھی برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ؟

باب ۴۳: جب سفر سے لوٹے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۶۲) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ أَيُّبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

”ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔“

(۳۳۶۳) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ ضَعَّ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواریں ملاحظہ کرتے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے تھے اور اگر آپ ﷺ کسی دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو اس کی رفتار کو بھی تیز کر دیتے تھے آپ ﷺ ایسا مدینہ منورہ سے محبت کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔

تشریح: وطن کی محبت فطری امر ہے اس حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے مگر حب الوطن من الایمان موضوع روایت ہے صنعانی نے اس کی صراحت کی ہے یعنی وطن کی محبت کو اتنی اہمیت دینا کہ اس کو ایمان کا جزء اور ایمان کا تقاضا بنادیا جائے درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا؟

باب ۴۴: جب کسی کو رخصت کرے تو کیا دعا دے؟

پہلی دعا:

(۳۳۶۴) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَدْعُ يَدَ النَّبِيِّ ﷺ

وَيَقُولُ اسْتَوْدِعِ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تھے تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ تھام لیتے تھے اور اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ سے نہیں چھڑوا لیتا تھا پھر نبی اکرم ﷺ یہ دعا دیتے تھے۔
”میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کا اللہ تعالیٰ کو امین بناتا ہوں۔“

(۳۳۶۵) اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا اذْنُ مِثْنَى أَوْ دِعَاكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُودِعُنَا فَيَقُولُ اسْتَوْدِعِ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے جس شخص نے سفر پر جانا ہوتا وہ اس سے یہ فرماتے تھے تم میرے پاس آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح نبی اکرم ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے آپ ﷺ یہ دعا دیتے تھے۔
”میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“

(۳۳۶۶) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُرِيدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِي قَالَ زَوَّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى قَالَ زِدْنِي قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِي بِأَيِّ أَثْنٍ وَأَعْجَى قَالَ وَيَسِّرْ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی یا رسول اللہ میں سفر پر جا رہا ہوں آپ ﷺ مجھے زادِ راہ عنایت کیجیے (یعنی کوئی دعا دیجیے) تو آپ ﷺ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے اس نے عرض کی مجھے مزید عطا کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری مغفرت بھی کرے اس نے عرض کی مزید عطا کیجئے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں تو آپ ﷺ نے دعا کی تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کو آسان کرے۔

(۳۳۶۷) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّكْوِينِ عَلَى كُلِّ شَرِّ فَلَمَّا أَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اللَّهُمَّ اظْهِرْهُ الْأَرْضَ وَهُوَ عَلَيْهِ السَّفَرُ.

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سفر پر جا رہا ہوں آپ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تم پر ہیزگاری لازم اختیار کرو ہر بلندی پہ چڑھتے ہوئے تکبیر کہنا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے دعا کی: ”اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کی مسافت کو کم کر دینا اور یہ سفر اس کے لیے آسان کر دینا۔“

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً؟

باب ۴۵: جب سواری پر سوار ہو تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۶۸) قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا أَتَى بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) ثُمَّ

قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مَنْ أَبِي شَيْعٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مَنْ أَبِي شَيْعٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا ان کے لیے سواری کا جانور لایا گیا تاکہ وہ اس پر سوار ہوں جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو یہ دعا پڑھی:

”پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم نے اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور پھر یہ پڑھی:

”تو پاک ہے (اے اللہ) میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت کر دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔“

(راوی بیان کرتے ہیں) تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے میں نے دریافت کیا اے امیر المؤمنین آپ رضی اللہ عنہ کس بات پر مسکرائے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا میں نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے اب کیا ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے تھے تو میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ آپ رضی اللہ عنہ کس بات پر مسکرا دیئے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا تمہارا پروردگار اپنے بندے کی اس بات کو بہت پسند کرتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ گناہوں کو اور کوئی نہیں بخش سکتا۔

(۳۳۶۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُولُ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ اصْبَحْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا وَكَانَ يَقُولُ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَيُّمُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے لگتے اور اپنی سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے۔

”پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

”اے اللہ! میں اس سفر کے دوران تجھ سے نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ!

ہمارے لیے اس سفر کو آسان کر دے اور ہمارے لیے زمین کی مسافت کو سمیٹ دے اے اللہ اس سفر کے دوران تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا تو ہی نگہبان ہے اے اللہ اس سفر میں تو ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا خیال رکھنا۔

نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس اپنے گھر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔
”اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔“

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ؟

باب ۴۶: مسافر کی دعا کی قبولیت کا بیان

(۳۳۷۰) ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تین طرح کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں کی جانے والی دعا۔
تشریح: یہ حدیث پہلے (ابواب البر والصلة) ابن علیہ کی سند سے گزر چکی ہے اور دعا سے مراد دعا اور بددعا دونوں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ؟

باب ۴۷: جب آندھی چلے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۱) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى الرِّيحَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب تیز ہوا میں چلتی ہوئی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اس میں موجود بھلائی اور جس بھلائی کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر اس میں موجود شر اور جس شر کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

تشریح: تیز و تند ہوائیں اور آندھیاں کبھی عذاب بن کر آتی ہیں اور کبھی رحمت الہی (یعنی بارش کا مقدمہ بن کر اس لیے خدا شناس اور خدا پرست بندوں کو چاہیے کہ جب اس طرح کی ہوائیں چلیں تو وہ جلال خداوندی کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے دعا کریں کہ یہ ہوائیں شر اور ہلاکت کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ رحمت کا وسیلہ بنیں یہی رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ (معارف الحدیث ۵: ۲۴۳)

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ؟

باب ۴۸: گرج کڑک کے وقت کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۲) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

”اے اللہ تو ہمیں اپنے غضب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا تو ہمیں اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا کر دینا۔“

بلاشبہ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظہر ہیں اور جب خدا پرست بندہ ان سے دو چار ہو تو پوری عاجزی کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم اور عافیت کی دعا کرنی چاہیے یہی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ آندھیوں کی طرح بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک بھی کبھی آفت ڈھاتی ہے سورۃ الرعد (آیت ۱۳) میں ہے:

﴿وَيَسْبِغُ الرِّعْدُ بِحَبِطِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ﴾ (الرعد: ۱۳)

اور پاکی بیان کرتی ہے گرج اللہ کی تعریف کے ساتھ اور دیگر فرشتے بھی اللہ کے ڈر سے اور وہ کڑک دار بجلیاں بھیجتے ہیں پس جس پر چاہتے ہیں گرا دیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً کڑا کے گرنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جس سے املاک تباہ ہو جاتی ہیں اور جانیں جاتی ہیں۔

بَاب مَا يَقُولُ عِنْدَ رُؤْيَا الْهَلَالِ؟

باب ۴۹: جب نیا چاند دیکھیے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۳) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَلَالَ قَالَ اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب پہلی کا چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ اسے بھلائی ایمان سلامتی اور اسلام کے ہمراہ ہم پر طلوع کرنا۔ (پھر چاند کو مخاطب کر کے یہ فرماتے تھے) میرا اور تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح: ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے جب ایک مہینہ ختم ہو کے دوسرے مہینے کا چاند آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو گویا اعلان ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی زندگی کا ایک مرحلہ پورا ہو کے آگے کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے ایسے موقع کے لیے مناسب ترین دعا یہی ہو سکتی ہے کہ اے اللہ یہ شروع ہونے والا مرحلہ یعنی مہینہ بھی امن و امان اور ایمان و اسلام کے ساتھ گزرے اور تیری فرمانبرداری نصیب رہے چونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو چاند کو ایک رب اور دیوتا مانتے ہیں اس لیے مانتے ہیں رسول اللہ ﷺ مندرجہ بالا دعا کے ساتھ

یہ بھی اعلان فرماتے تھے کہ چاند اللہ کی صرف ایک مخلوق ہے اور جس طرح ہمارا رب اللہ ہے اسی طرح اس کا رب بھی اللہ ہے کچھ لوگ بعض مہینوں کو منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں۔ اس لیے نیا چاند نظر آنے پر ایسی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے جس سے ان سب باطل خیالات کی تردید ہو جاتی ہے۔

حدیث: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی ﷺ نیا چاند دیکھتے تو کہتے:

اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ.

”اے اللہ نئے چاند کو ہمارے لیے نمودار فرما برکت ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْغَضَبِ؟

باب ۵۰: جب سخت غصہ آئے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۴) قَالَ اسْتَبْرَأْ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمی لڑ پڑے ان میں سے ایک کے چہرے پر شدید غصے کی کیفیت کا اظہار ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایک ایسے کلمے کے بارے میں پتہ ہے اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا وہ کلمہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔

تشریح: بلاشبہ اگر آدمی شعور اور دعا کی کیفیت کے ساتھ سخت غصہ کی حالت میں بھی یہ کلمہ کہے اور اللہ سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے غصہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گا اور وہ غصہ کے نتائج بد سے محفوظ رہے گا قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (حم السجدة: ۳۶)

”اور اگر (کسی وقت) شیطان کی طرف سے دوسرا انداز ہی ہو (اور اس سے تمہارے اندر غصہ کی آگ بھڑک اٹھے) تو

اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (وہ تمہیں پناہ دے گا)“

لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ غصہ کی بحرانی کیفیت میں جب آدمی سنجیدگی اور توازن اور اچھائی برائی کا احساس کھو بیٹھتا ہے تو بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ باتیں اسے یاد آئیں ایسے وقت میں خیر خواہوں کو چاہیے کہ وہ حکمت سے اس کو اس طرف متوجہ کریں اور رسول اللہ ﷺ کی یہ زریں ہدایت یاد دلائیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا؟

باب ۵۱: جب کوئی برا خواب دیکھے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۵) إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيُحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى وَإِذَا رَأَى غَيْرَ

ذَلِكَ بِمَا يَكْرَهُهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا إِلَّا حَدِيثًا لَا تَضُرُّهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے پسند آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اس شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جسے چاہے اسے وہ خواب سنا دے لیکن جب وہ اس کے برعکس کوئی خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگا وہ اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح: اور خوابوں کے اس ان کی قسمیں اور اچھے برے خواب آنے پر کیا کرنا چاہیے؟ اس کی تفصیل ابواب الروایا کے شروع میں آچکی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَأَى الْبَاكُورَةَ مِنَ الثَّمَرِ

باب ۵۲: جب پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے

(۳۳۷۶) قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوا صَغَرَ وَلَيْدِيَّوَاهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں کا یہ معمول تھا جب موسم کا پہلا پھل اتارتے تو وہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آتے آپ ﷺ اسے لے کر یہ دعا پڑھتے تھے:

”اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت نصیب کر اور ہمارے شہد میں برکت نصیب کر ہمارے صاع میں برکت نصیب کر اور ہمارے مد میں برکت نصیب کر اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے میں بھی تیرا بندہ تیرا خلیل تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی میں وہی دعا مدینہ منورہ کے لیے کرتا ہوں جو انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لیے کی تھی (یعنی اس کی مانند عطا کرنے کی دعا کرتا ہوں)۔“

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ کم سن بچے کو بلاتے اور پھر وہ پھل اسے عطا کر دیتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا

باب ۵۳: جب کوئی کھانا کھائے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۷) قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ فَقَالَ لِي الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ أَثَرْتُ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ

مَا كُنْتُ أَوْثَرُ عَلَى سُئُورِكَ أَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِي مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوا میرے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس دودھ کا برتن لے کر آئیں آپ ﷺ نے اس میں سے پیا میں آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا پینے کی باری تو تمہاری ہے لیکن اگر تم چاہو تو خالد کے لیے ایثار کر سکتے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی بچی ہوئی چیز کے بارے میں کسی کے لیے ایثار نہیں کر سکتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو کوئی چیز کھانے کے لیے عطا کرے تو اس شخص کو چاہیے وہ یہ دعا پڑھے:

”اے اللہ میرے لیے اس میں برکت عطا کر اور مجھے اس سے بہتر کھانا نصیب کر۔“

جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دودھ پینے کے لیے دے تو وہ یہ دعا پڑھے: ”اے اللہ تو ہمارے لیے اس میں برکت عطا کر اور ہمیں مزید یہ عطا کر۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے لیے کافی ہو۔
تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہم جو کھاتے پیتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ سب رب کریم کا عطیہ ہے ہمارے کسی ہنر اور کرتب کو اس میں دخل نہیں اس لیے وہی لائق حمد و شکر ہے جس نے سوتے وقت یہ دعا کی اس نے کھانے پینے اور ان سب نعمتوں کا جن سے اسے فائدہ اٹھایا شکر ادا کر دیا۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ:

باب ۵۴: جب کھانا کھا چکے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۸) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُودَّعٍ وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ رَبَّنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔
”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ ہو جس میں برکت موجود ہو اور ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اور استغناء اختیار نہ کرے۔“

(۳۳۷۹) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھاتے یا کچھ پیتے تو یہ پڑھتے تھے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھانے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں پینے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا۔

(۳۳۸۰) مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کھائے اور یہ پڑھے:

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے یہ چیز مجھے کھانے کے لیے دی اور میری کسی قدرت اور طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا ہے۔“

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

تشریح: کھانا پینا لوازم حیات میں سے ہے نبی کریم ﷺ کو جب کچھ کھانے یا پینے کے لیے میسر آتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے آپ ﷺ سے خاص اس موقع کے لیے مختلف اذکار مروی ہیں۔

تشریح: بعض اعمال بظاہر چھوٹے نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ می نظر میں وہ بڑے وقع ہوتے ہیں میزان عمل میں وہ بہت سے یہ اعتراف کرے کہ یہ کھانا مجھے میرے پروردگار اور پالنہار نے عطا فرمایا ہے میرے کسی ہنر اور کسی صلاحیت و استحقاق کو اس میں کوئی دخل نہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ اس نے صرف اپنے کرم سے عطا فرمایا ہے اور ساری حمد و ستائش کا مستحق وہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حمد کی اتنی قدر فرماتے ہیں کہ اس کے سارے پچھلے گناہ اس کی برکت سے بخش دیتے ہیں۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ یہ کہ جس نے کپڑا پہنا پھر اس طرح اللہ کی حمد کی:

الحمد لله الذي كساني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة.

”اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا اور مجھے یہ رزق عطا فرمایا میری کسی قوت و طاقت کے بغیر۔“

تو بھی اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں:

در اصل بندے کا یہ اعتراف و احساس کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اس کے رب کا عطیہ ہے وہ خود کسی بھی لائق نہیں یہ عبدیت کا جوہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر و قیمت رکھتا ہے اور ان اعمال میں سے ہے جن کے صدقہ میں عمر بھر کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور ان پر یقین نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ (معارف الحدیث ۵/۲۰۷)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهْيَ الْحِمَارِ؟

باب ۵۵: جب مرغوں کی بانگ اور گدھے کا رینگنا سنے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۸۱) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهْيَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر یہ آواز نکالتا ہے

اور جب تم گدھے کے رینکنے کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اس (گدھے نے) شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔
فائدہ: مرغ بوقت سحر (تہجد کے وقت) بانگ دیتے ہیں سب ایک ساتھ بولتے ہیں پھر خاموش ہو جاتے ہیں پھر جب بالکل صبح صادق قریب آتی ہے تو سب دوبارہ بولتے ہیں ان کو وقت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟ رات چھوٹی ہو یا بڑی مرغ خاص وقت میں اذان دیتے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں اس رکت وقت میں وہ بھی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو جاتے ہیں اور رات کی خاموش فضا میں اپنی تسبیح سے ہلچل مچا دیتے ہیں پس اس وقت بندوں کو بھی اٹھ جانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل طلب کرنا چاہیے اور دن میں جو اکا دُکا مرغ بولتا ہے وہ حدیث کا مصداق نہیں کیونکہ حدیث میں الدیکۃ جمع ہے۔

اور کچھ جانور ملعون ہوتے ہیں جیسے گدھا کتا بندر اور سور وغیرہ ان کو شیاطین سے مناسبت ہے اس لیے ان کو شیاطین نظر آتے ہیں وہ جب ان کو دیکھتے ہیں تو ریگتے ہیں اور روتے ہیں کتے عام طور پر رات میں روتے ہیں اور گدھا کسی بھی وقت ریگتا ہے پس اس وقت شیطان کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔



بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ

باب ۵۶: تسبیح تکبیر، تہلیل اور تحمید کا ثواب

- رسول اللہ ﷺ نے جو کلمات ذکر تلقین فرمائے ہیں وہ معنوی لحاظ سے مندرجہ ذیل چند قسموں میں سے کسی ایک قسم کے ہیں:
- (۱) یا تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہیہ اور تقدیس ہے (یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات سے منزہ اور پاک ہے جس میں عیب و نقص کا شائبہ بھی ہو) سبحان اللہ کا یہی مفہوم اور مدعا ہے۔
 - (۲) (یا ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے) یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ ساری خوبیاں اور تمام کمالی صفات اللہ تعالیٰ میں ہیں اور اس لیے حمد و ثناء اسی کو سزاوار ہے الحمد للہ کی یہی خصوصیت ہے۔
 - (۳) یا ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی شان یکتائی کا بیان ہے چنانچہ لا الہ الا اللہ کی یہی شان ہے۔
 - (۴) یا ان میں اللہ تعالیٰ کی اس شان عالی کا اظہار ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں منفی اور مثبت طور پر جو کچھ جانا اور سمجھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی بلند و بالا اور وراء الوراء ہے اللہ اکبر کا یہی مفہوم و مدعا ہے۔
 - (۵) یا ان کلمات میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اس کے سوا کسی کے بس میں کچھ نہیں لہذا وہی اس کا حق دار ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے اور اس پر بھروسہ کیا جائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی یہی نوعیت اور خصوصیت ہے۔
- پانچ خاص اذکار ہیں یہ اذکار اگرچہ مختصر ہیں مگر بڑے قیمتی ہیں۔
- پہلا ذکر: تسبیح و تقدیس ہے تسبیح کے معنی ہیں تمام عیوب و نقائص سے اللہ کی پاکی بیان کرنا اس کے لیے خاص جملہ سبحان اللہ ہے یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کی طرف مشیر ہے۔

دوسرا ذکر: تکبیر ہے تکبیر کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنا اس کے لیے خاص جملہ اللہ اکبر ہے اور یہ جملہ اللہ کی ثبوتی معرفت کی طرف مشیر ہے۔

تیسرا ذکر: تہلیل ہے یعنی لا الہ الا اللہ کہنا اس جملہ میں تو حید اور شان یکتائی کا بیان ہے اور یہ جملہ ان حجابات کو رفع کرتا ہے جو اللہ کی معرفت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

چوتھا ذکر: تحمید و توصیف ہے تحمید کے معنی ہیں تعریف کرنا یعنی تمام خوبیوں کے ساتھ اور تمام صفات کمالیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا۔

پانچواں ذکر: لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے اس ذکر کے ذریعہ بندہ اپنی قوت و طاقت کی نفی کرتا ہے اور اللہ پر کامل بھروسہ کرتا ہے پس اس جملہ میں توکل کی تعلیم ہے (امام ترمذی نے میں اس ذکر کا تذکرہ نہیں کیا مگر کی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے)۔

۱۔ تہلیل، تکبیر اور حوقلہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۳۳۸۲) مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روئے زمین پر موجود جو بھی شخص یہ کلمہ پڑھ لے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔“

(۲) ذکر میں جہر نہ کرنا اور حوقلہ کی فضیلت

(۳۳۸۳) كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيرَةً وَرَفَعُوا يَهَاتَ أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمٍّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أَعْلَمُكَ كُنْزًا مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے جب ہم واپس آرہے تھے جب ہم مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا پروردگار بہر انہیں ہے یا غیر موجود نہیں ہے وہ تمہارے اور تمہاری ساریوں کے سروں کے درمیان ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی تعلیم نہ دوں؟ (وہ یہ کلمہ ہے)۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

تشریح: اور اس موقع پر حوقلہ کی تعلیم میں راز یہ ہے کہ غزوہ سے لوٹ کر گھر پہنچنا اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے پس خاص اس موقع پر تکبیر سے بہتر ذکر حوقلہ ہے اس میں اپنی قدرت کی نفی اور اللہ کی قدرت پر اعتماد ہے اس حدیث میں کلمہ ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“ کو ”من کنز الجنة“ کے علاوہ ”من تحت العرش“ بھی فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی دراصل اس کلمہ کی عظمت کے اظہار کا ایک عنوان ہے

اور مطلب یہ ہے کہ مجھ پر اس کا نزول عرش الہی سے ہوا ہے۔ اور اللہ تمہارے اور تمہارے کجاووں کے سروں کے درمیان ہیں کا مطلب اللہ تعالیٰ کے لیے مکانیت ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ معیت علمی اور قدرت کے ساتھ ساتھ ہونا مراد ہے سورۃ الحديد (آیت ۴) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ میں بھی یہی معیت علمی مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: بعض مشائخ طریقت کا ارشاد ہے کہ جس طرح شرک جلی و خفی اور قلب نفس کی دوسری کدورتیں دور کرنے اور ایمان و معرفت کا نور حاصل کرنے میں کلمہ لا الہ الا اللہ خاص اثر کرتا ہے اسی طرح عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات و منکرات سے بچنے اور نیکی کے راہ پر چلنے میں یہ کلمہ لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ خاص اثر رکھتا ہے۔

(۳) تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر جنت کے پودے ہیں

(۳۳۸۴) لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُشْرَىٰ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اقْرَأْ أُمَّتَكَ مِثْنِي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةٌ التُّزْبَةُ عَذْبَةُ النَّاءِ وَأَنَّهَا قِيَعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جس رات مجھے معراج کروائی گئی میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ آپ اپنی امت کو میرا سلام کہیں اور انہیں بتادیں کہ جنت کی مٹی بہت بہترین ہے اس کا پانی بہت میٹھا ہے جنت ایک ہموار میدان ہے اس میں درخت لگانے کا طریقہ یہ ہے یہ کلمہ پڑھا جائے۔

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر۔

”اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔“

(۵) ایک ذکر جس کی وجہ سے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے

(۳۳۸۵) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِيُجْلَسَ إِلَيْهِ أَيْعِزُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدًا أَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم لوگ ایک ہزار نیکیاں بھی نہیں کما سکتے؟ تو آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے کسی شخص نے دریافت کیا ہم میں سے کوئی ایک شخص ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک ہزار گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۳۳۸۶) قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَمَحْمَدٍ غُرَسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ پڑھے: سبحان الله العظيم ومحمد. تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگادیا جاتا ہے۔

(۳۳۸۷) قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نُخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ پڑھے: سبحان اللہ العظیم وبحمدہ۔ تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(۶) روزانہ سو مرتبہ سبحان اللہ وجمہ کہنے کا ثواب

(۳۳۸۸) أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةً مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے: سبحان اللہ وبحمدہ۔ جو شخص اسے ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

تشریح: سبحان اللہ وجمہ کا مطلب وہی ہے جو سبحان اللہ والحمد للہ کا ہے یعنی اس بات سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس جو اس کے شایان شان نہیں ہے اور جس میں ذرا بھی قصور یا عیب کا کوئی شائبہ ہے اور اسی کے ساتھ تمام صفات کمال کا اس کی ذات عالی کے لیے اثبات اور اس کی بناء پر اس کی حمد و ثناء اس طرح کہ یہ مختصر کلمہ سبحان اللہ وجمہ اس سب پر حاوی ہے جو سبلی یا ایجابی طور پر اللہ تعالیٰ کی ثناء و صفت کہا جاسکتا ہے حدیث سابق کی طرح اس حدیث میں مختصر و حریفی کلمہ کی یہ تاثیر بیان کی گئی ہے کہ جو بندہ روزانہ یہ کلمہ سو دفعہ پڑھے گا تو اس کے سارے گناہ دور ہو جائیں گے اور وہ گناہوں کی گندگی سے پاک صاف ہو جائے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگوں کے برابر حد و حساب سے باہر ہوں گے یا جس طرح تیز روشنی اندھیرے کو ایک دم ختم کر دیتی ہے اور جس طرح سخت تپش بالخاصہ نمی اور رطوبت کو فنا کر دیتی ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اور دوسری نیکیاں گناہوں کے گندے اثرات کو فنا کر دیت ہیں۔

فائدہ سو مرتبہ کہنا عام ہے خواہ ایک مجلس میں کہے یا متفرق مجالس میں اور اس ذکر میں اللہ کی معرفت کا بیان ہے

(۷) دو جملے بولنے میں ہلکے ثواب میں بھاری اور رحمن کو بہت پیارے ہیں

(۳۳۸۹) كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو کلمات زبان سے پڑھنے میں آسان ہیں لیکن میزان میں بہت وزنی ہوں گے رحمن کو بہت محبوب ہیں وہ یہ ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

تشریح: ان دو کلموں کا زبان پر ہلکا ہونا تو ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہونا بھی آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے لیکن میزان اعمال میں بھاری ہونے والی بات کا سمجھنا شاید بعض لوگوں کے لیے آسان نہ ہو واقعہ یہ ہے کہ جس طرح مادی چیزیں ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں ان کا وزن معلوم کرنے کے لیے آلات ہوتے ہیں جن کو میزان (ترازو یا کاٹا) کہا جاتا ہے اسی طرح بہت سی غیر مادی چیزیں بھی ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا ہلکا اور بھاری پن بتانے والا آلہ ہوتا ہے وہی اس کی میزان ہوتی ہے مثلاً حرارت اور برودت یعنی گرمی

اور ٹھنڈک ظاہر ہے کہ مادی چیزیں نہیں ہیں بلکہ کیفیات ہیں لیکن ان کا ہلکا اور بھاری پن تھرمائیٹر کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نام کا وزن ہوگا کلمات ذکر کا وزن ہوگا تلاوت قرآن کا وزن ہوگا نماز کا وزن ہوگا ایمان کا وزن ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی محبت کا وزن ہوگا اس وقت یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ بعض بہت ہلکے پھلکے کلمے بے حد وزنی ہوں گے ایک دوسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھی بھاری اور وزنی نہ ہوگی لایزن مع اسم اللہ شئی۔ اس کلمہ سبحان اللہ وبمجدہ سبحان اللہ العظیم کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد و ستائش کے ساتھ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے۔

(۸) کلمہ توحید کی فضیلت

(۳۳۹۰) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَوُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهُ حِزْرًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَخَذَ عَمَلَهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ کلمہ روزانہ سو مرتبہ پڑھے:

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

تو یہ عمل اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اس شخص کے لیے ایک سونکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ایک سو گنا مانا دیئے جائیں گے اور وہ شخص اس دن شیطان سے محفوظ رہے گا اس دن کسی بھی شخص کا عمل اس کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا ماسوائے اس کے جس نے اس کلمے کو اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔

(۹) سبحان اللہ و بحمدہ کا ثواب

(۳۳۹۱) قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِّي سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدًا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت یہ کلمہ سو مرتبہ پڑھے: سبحان اللہ وبحمدہ۔ تو قیامت کے دن کسی بھی شخص کا عمل (اس دن میں) اس شخص کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اس کی مانند یا اس سے زیادہ اس کلمے کو پڑھا ہو۔

(۳۳۹۲) ذَاتِ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ قُولُوا سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةٌ وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا وَمَنْ زَادَ أَدَا اللَّهُ وَمَنْ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ غُفِرَ لَهُ.

ترجمہ: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم یہ سو مرتبہ پڑھا کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ جو شخص اسے ایک سو مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک سونکیاں ملتی ہیں اور جو اسے ایک سو مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک ہزار نیکیاں ملتی ہیں جو شخص اسے زیادہ مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مزید عطا کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا تو وہ اس کی مغفرت کر دے گا۔
تشریح: پہلی حدیث مسلم شریف کی ہے اور صحیح ہے اور دوسری حدیث ضعیف ہے داؤد متروک راوی ہے۔

(۱۰) روزانہ سو مرتبہ تسبیح تحمید تہلیل یا تکبیر کا ثواب

(۳۳۹۳) مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةٍ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ لَمْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرِ مِمَّا أَتَى إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص روزانہ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت سبحان اللہ پڑھ لے تو اسے ایک سو مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملے گا جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ الحمد للہ پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے اللہ کی راہ میں (جہاد میں شرکت کے لیے) گھوڑے فراہم کیے ہوں بلکہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس نے ایک سو جنگوں میں شرکت کی ہو جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سونگام آزاد کئے ہوں جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لے تو اس دن اس شخص کے عمل سے زیادہ فضیلت والا اور کسی کا عمل نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہوگا۔

حدیث (۱) کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ضحاک بن حمزہ الملوکی واسطی ضعیف راوی ہے
حدیث (۲) کا حال: یہ امام زہری کا قول ہے حدیث مرفوع نہیں اور کسی حدیث مرفوع سے اس کی تائید نہیں ہوتی اور اس کی سند بھی ضعیف ہے ابو بشر جو امام زہری سے روایت کرتا ہے مجہول ہے اور اس سے صرف حسن بن صالح بن حنی ہی روایت کرتا ہے۔

(۳۳۹۴) عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَسْبِيحَةٌ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِي غَيْرِهِ.

ترجمہ: زہری بیان کرتے ہیں رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح (یا ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا) رمضان کے علاوہ میں ایک ہزار تسبیح پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید ثبت ومنفی دونوں مضامین پر مشتمل ہے اس کلمہ سے دونوں پہلوؤں سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور صفات سلبیہ کے ذریعہ اللہ کی معرفت گناہوں کی معافی میں زیادہ کارگر ہے اور صفات ثبوتیہ کے ذریعہ معرفت نیکیوں کے وجود میں زیادہ مفید ہے اس لیے کلمہ توحید کی فضیلت میں دونوں باتوں کا لحاظ کیا گیا ہے۔

فائدہ: لا الہ الا اللہ کلمہ ایمان ہے اور اسی لیے سب پیغمبروں کی تعلیم کا پہلا سبق ہے نیز اپنے اپنے تجربہ کی بناء پر عرفا اور صوفیاء کا اس پر گویا اتفاق ہے کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ لا الہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

(۱۱) ایک ذکر کا ثواب چار کروڑ نیکیاں

(۳۳۹۵) مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَهًا وَاحِدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدًا عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ حَسَنَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہی ایک معبود ہے وہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے نامہ اعمال میں چالیس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

سند کا بیان: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اس کا راوی خلیل بن مرة ضعیف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک منکر الحدیث ہے یعنی اس کی حدیثیں نہایت ضعیف ہوتی ہیں اور ازہر بن عبد اللہ کا حضرت تیمم داری سے لقاء و سماع نہیں (تہذیب) پس حدیث منقطع بھی ہے۔

(۱۲) فجر کے بعد دس مرتبہ چوتھے کلمہ کے ورد کا ثواب

(۳۳۹۶) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ فِي دُبْرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رَجُلَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرَةُ حَسَنَاتٍ وَحُيِّتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهُ ذَلِكَ كُلُّهُ فِي حِرْزٍ مِّنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحُرِّسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لَذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكُ بِاللَّهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں تشہد کے دوران بیٹھا جاتا ہے اور کسی سے بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے۔

”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اس شخص کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں وہ شخص اس دن ہر ناپسندیدہ صورتحال سے محفوظ رہتا ہے شیطان سے بچا رہتا ہے اور اس دن اسے

کوئی گناہ ہلاکت کا شکار نہیں کرے گا سوائے اس چیز کے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار دے۔
سند کا حال: یہ حدیث نسائی اور طبرانی کی اوسط میں بھی ہے امام ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے مگر یہ حدیث بھی اعلیٰ درجہ کی نہیں زید بن ابی انیسہ ثقہ راوی ہے مگر وہ افراد وہ ایسی روایتیں بھی کرتا ہے جس کو وہی روایت کرتا ہے اور شہر بن حوشب کثیر الارسال والا وہام ہیں چنانچہ یہ روایت مسند احمد میں مرسل ہے آخر میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں (مگر چونکہ فضائل میں ضعیف روایتیں معتبر ہوتی ہیں اس لیے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس قسم کی ضعیف روایتیں ذکر کی ہیں۔



بَابُ مَا جَاءَ فِي جَامِعِ الدَّعَوَاتِ

جامع اور ہمہ گیر دعائیں

عن رسول اللہ ﷺ

فائدہ: کہ کتب حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں ماثور اور منقول ہیں اگر ان کو مضامین اور موقع محل کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے تو وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جن کا تعلق نماز سے ہے نہ خاص اوقات یا مواقع سے بلکہ وہ عمومی قسم کی ہیں پہلی دو قسم کی دعائیں درج کی جا چکیں تیسری قسم کی اب پیش کی جا رہی ہے ان میں سے زیادہ تر مضامین کے لحاظ سے ہمہ گیر اور جامع قسم کی ہیں اسی لیے ائمہ حدیث نے اپنی مؤلفات میں ان دعاؤں کو جامع الدعوات کے زیر عنوان درج کیا ہے یہ دعائیں امت کے لیے رسول اللہ ﷺ کا خاص الخاص عطیہ اور بیش بہا تحفہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم امتیوں کو قدر شناسی اور تشکر کی اور ان دعاؤں کو اپنے دل کی آواز اور دھڑکن بنا لینے کی توفیق دے جس بندے کو یہ دولت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا۔

باب ۵۷: (۱) اللہ کا اسم اعظم (سب سے بڑا نام کیا ہے)؟

(۳۳۹۷) قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوهُ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللَّهَ بِأَسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔

”اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو میں نے اس بات کی گواہی دی ہے تو اللہ ہے تیرے علاوہ

کوئی معبود نہیں ہے تو ایک ہے تو بے نیاز ہے جس نے کسی کو جہنم نہیں دیا جس کو جہنم نہیں دیا گیا جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے جس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ

چیز عطا کر دیتا ہے۔

(۲) دعا حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنی چاہیے

کہا ہوا الاظهر

(۳۳۹۸) قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعْدْتَ فَأَحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَى ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُحِبُّ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ایک شخص (مسجد کے) اندر آیا اس نے نماز ادا کی پھر دعا کی۔
”اے اللہ میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی شخص تم نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے جب تم نماز ادا کر لو تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد بیان کرو پھر مجھ پر درود شریف بھیجو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز ادا کی اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی آپ ﷺ پر درود بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے نمازی شخص تم دعا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

(۳۳۹۹) سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجَلَ هَذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَوَّلِيغِيهِ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللَّهِ وَالشَّعَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدَ بِمَا شَاءَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے سنا اس شخص نے آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس کو یہ فرمایا یا کسی دوسرے شخص کو فرمایا جب کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے پھر آ ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے مانگے۔

(۳۴۰۰) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ (وَالْهُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ (الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ).

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

”اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے“

(اور دوسری) سورہ آل عمران کی ابتدائی یہ آیت۔ ”الم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ ہی اور قیوم ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے کچھ نام اہم ترین نام ہیں جو اسم اعظم کہلاتے ہیں حدیث میں ہے کہ اگر ان کے ذریعہ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ مراد پوری فرماتے ہیں اور اگر ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں یہ وہ نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جامع ترین تجلیات کی

ترجمانی کرتے ہیں اور وہ نام ملا علی کے درمیان بکثرت مروج ہیں اور عالم غیب کے ترجمان حضرات انبیائے کرام علیہ السلام کی زبانوں پر ہر زمانہ میں چڑھتے رہے ہیں۔

اسم اعظم کیا ہے؟

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے بعض وہ ہیں جن کو اس لحاظ سے خاص عظمت و امتیاز حاصل ہے کہ جب ان کے ذریعہ دعا کی جائے تو قبولیت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔

ان اسماء کو حدیث میں اسم اعظم کہا گیا ہے لیکن صفاتی اور صراحت کے ساتھ ان کو متعین نہیں کیا گیا ہے بلکہ کسی درجہ میں ان کو مبہم رکھا گیا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو اور جمعہ کے دن قبولیت دعا کے خاص وقت کو مبہم رکھا گیا ہے احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایک ہی اسم پاک اسم اعظم نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ بلکہ متعدد اسماء حسنی کو اسم اعظم کہا گیا ہے نیز انہی احادیث یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ عوام میں اسم اعظم کا جو تصور ہے اور اس کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں وہ بالکل بے اصل ہیں اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل نام اسم اعظم ہو سکتے ہیں:

(۱) اَنْتَ اللهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

(۲) لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَنَّانُ الْمُنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

(یہ ذکر حدیث نمبر ۳۵۶۴ میں ہے۔)

(۳) سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۶۳) اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات میں اسم اعظم ہے جیسا کہ آگے حدیث میں آرہا ہے۔

(معارف الحدیث ۵: ۶۹)

(۳) دُعا یقین اور حضور دل سے مانگنی چاہیے

(۳۴۰۱) ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلْبٌ غَافِلٌ لَا يَدْرِكُهُ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ دعا ضرور قبول ہوگی یہ بات یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کسی غافل اور لاپرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

تشریح: اس حدیث میں دعا کے تعلق سے دو باتیں فرمائی گئی ہیں:

(۱) دعا اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اور ان کی شان کریبی پر اعتماد کرتے ہوئے پورے یقین کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں بے یقینی کی دعا بے روح ہوتی ہے نیز اس میں استغناء کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے جو مقام عبیدت کے منافی ہے۔

(۲) دعا دراصل وہی ہے جو دل کی گہرائی سے اور حضور قلب کے ساتھ مانگی جائے غافل اور بے پروا دل کی دعا بس ضابطہ کی خانہ پری ہوتی ہے وہ حقیقت میں دعا نہیں ہوتی اس لیے وہ قبولیت کا شرف بھی حاصل نہیں کرتی۔

نوٹ: مصری نسخہ میں اس حدیث پر بلا عنوان ہے پس ہمارے نسخے میں جو یہ حدیث گزشتہ میں آگئی ہے وہ صحیح نہیں۔

(۴) جسم اور نظر کی عافیت کی دعا

(۳۴۰۲) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي جَسَدِي وَعَافِنِي فِي بَصَرِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

”اے اللہ مجھے جسمانی طور پر عافیت نصیب کر میری بصارت میں عافیت نصیب کر اور اسے میرا وارث بنا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو بڑا بردبار اور کرم کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

فائدہ: استعاذہ۔ ذخیرہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں ماثورہ منقول ہیں جو آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کیں یا امت کو ان کی تعلیم و تلقین فرمائی ان میں زیادہ تر وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سے کسی دنیوی یا اخروی روحانی یا جسمانی انفرادی یا اجتماعی نعمت اور بھلائی کا سوال کیا گیا ہے اور مثبت طور پر کسی حاجت اور ضرورت کے لیے استدعا کی گئی ہے بہت سی ایسی دعائیں بھی آپ ﷺ سے مروی ہیں جن میں کسی خیر و نعمت اور کسی مثبت حاجت و ضرورت کے سوال کے بجائے دنیا یا آخرت کے کسی شر سے اور کسی بلا اور آفت سے پناہ مانگی گئی ہے اور حفاظت و بچاؤ کی استدعا کی گئی ہے پھر جس طرح پہلی قسم کی دعاؤں کو مجموعی طور پر سامنے رکھ کر یہ کہنا برحق ہے کہ دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور کوئی حاجت و ضرورت ایسی نہیں ہے جس کی دعا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے نہ ہو ہو اور امت کو تلقین نہ فرمائی ہو اسی طرح دوسری قسم کی دعاؤں کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنا بھی بالکل صحیح ہے کہ دنیا اور آخرت کا کوئی شر کوئی فساد کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور آفت اس عالم میں وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو غور کرنے اور سمجھنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا نہایت روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعائیں انسانوں کی دنیوی و اخروی روحانی اور جسمانی انفرادی اور اجتماعی ظاہری اور باطنی مثبت اور منفی ساری ہی حاجتوں اور ضرورتوں پر حاوی ہیں۔

(۵) قرض کی ادائیگی اور محتاجی سے بے نیازی کی دعا

(۳۴۰۳) جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُولِي اللَّهُمَّ رَبَّ السَّبَّوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم یہ پڑھو:

”اے اللہ اے سات آسمانوں کے پروردگار اے عظیم عرش کے پروردگار اے ہمارے پروردگار اے ہر چیز کے پروردگار اے تورات انجیل اور قرآن پاک نازل کرنے والے اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے اور کچھ نہیں ہے تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے تو میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غربت سے بے نیاز کر دے۔“

تشریح: حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو اس موقع پر آپ ﷺ نے تسبیحات فاطمہ بھی تلقین فرمائی تھیں جن کا تذکرہ (دعوات ۲۲، حدیث ۳۲۳۱) میں آچکا ہے۔

(۶) چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

(۳۲۰۴) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اے اللہ میں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں خشیت نہ ہو ایسی دعا سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے تو میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غربت سے بے نیاز کر دے۔“

(۷) ہدایت طلبی اور نفس کے شر سے پناہ خواہی

(۳۲۰۵) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلَهًا قَالَ ابْنُ سَبْعَةَ سِنَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَأَيُّهُمْ تَعْبُدُ لِرُحْبَتِكَ وَرُحْبَتِكَ قَالَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَبَّيْ أَسْلَمَ حُصَيْنُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي فَقَالَ قُلِ اللَّهُمَّ الْهِنِّي رُشْدِي وَأَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے والد سے دریافت کیا اے حصین تم آج کل کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ تو میرے والد نے جواب دیا سات کی ان میں سے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا تم حقیقی طور پر امید اور خوف کس سے رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اس خدا سے جو آسمان میں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تمہیں نفع دیں گے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حصین رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ مجھے وہ دو کلمات سکھائیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو:

”اے اللہ تو مجھے ہدایت نصیب کر اور مجھے میری ذات کے شر سے محفوظ رکھ۔“

(۸) مختلف کمزوریوں اور آزمائشوں سے پناہ طلبی

(۳۴۰۶) قَالَ كَثِيرًا مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُعْلِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اکثر نبی اکرم ﷺ کو ان کلمات کے ذریعے دعا کرتے ہوئے سنا ہے: ”اے اللہ میں شدید غم پریشانی عاجز ہوجانے سستی کنجوسی قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۳۴۰۷) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اے اللہ میں کاہلی بڑھاپے بزدلی کنجوسی دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

(۹) انگلیوں سے تسبیحات گننے کا بیان

(۳۴۰۸) رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاتھ پر (یعنی انگلیوں پر) تسبیح گنتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ انگلیوں ہی سے تسبیحات گنا ضروری نہیں اور چیزوں سے بھی گن سکتے ہیں اور اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالحی لکھنؤ قدس سرہ کا ایک قیمتی رسالہ ہے جس کا نام ہے نزہۃ الفکر فی سبۃ الذکر یہ رسالہ مستقل بھی طبع ہوا ہے۔ پس رائج تسبیح بدعت نہیں۔

(۱۰) دنیا و آخرت کی بہتری طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا

(۳۴۰۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا قَدْ جَهَدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ الْفُرْجِ فَقَالَ لَهُ وَأَمَّا كُنْتَ تَدْعُو أَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ قَالَ كُنْتُ أَقُولُ اللَّهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجَّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّكَ لَا تُطِيقُهُ أَوْ لَا تَسْتَطِيعُهُ أَفَلَا كُنْتَ تَقُولُ اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے جو بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کاٹا ہو چکا تھا

آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا تم کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ کیا تم اپنے پروردگار سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا میں تو یہ دعا مانگا کرتا تھا اے اللہ تو نے جو عذاب مجھے آخرت میں دینا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دے دے تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ تم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے ہو تم نے یہ کیوں نہیں کہا؟ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔

(۳۴۱۰) عَنْ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً) قَالَ فِي الدُّنْيَا الْعِلْمُ وَالْعِبَادَةُ وَفِي الْآخِرَةِ الْجَنَّةُ.

ترجمہ: حسن بصری اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر کے بارے میں یہ کہتے ہیں دنیا کی بھلائی سے مراد علم اور عبادت ہے اور آخرت کی بھلائی سے مراد جنت ہے۔

(۱۱) ہدایت، تقویٰ، عفاف اور غنی کی دعا

(۳۴۱۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو اللَّهَ إِذْ أَسْأَلَكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ”اے اللہ میں تجھ سے ہدایت پر ہیز گاری پاکدامنی اور خوشحالی کا سوال کرتا ہوں۔“

تشریح: اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے چار باتوں کا سوال ہے ایک ہدایت یعنی راہ حق پر چلنا اور استقامت کے ساتھ چلتے رہنا دوسرے تقویٰ اور پرہیز گاری یعنی اللہ سے ڈرتے ہوئے معاصی و منکرات سے بچنا تیسرے عفت و پاک دامنی چوتھے غنی یعنی دل کی یہ حالت کہ بندہ اپنے اندر کسی مخلوق کی محتاجی اور دست نگری محسوس نہ کرے اپنے مالک کی عطا پر مطمئن ہو یہ دعا بھی جوامع الکلم کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ سے ان کی خاص محبت مانگنا

(۳۴۱۲) كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حضرت داؤد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

”اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا (سوال کرتا ہوں) جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا (سوال کرتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے اے اللہ اپنی محبت میرے نزدیک میری اپنی ذات میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پسندیدہ کر دے۔“

تشریح: حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا جو ان کے جذبہ محبت اور عشق الہی کی آئینہ دار تھی رسول اللہ ﷺ کو بہت ہی پسند تھی اسی لیے آپ ﷺ نے خاص طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلائی وصف نبوت اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک شرف ہے لیکن اس کے علاوہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے کچھ خصائل بھی ہوتے ہیں جن میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت

عبادت حضرت داؤد علیہ السلام کی امتیازی خصوصیت تھی۔

(۱۳) جو نعمتیں ملی ہیں ان کو طاعات میں استعمال کرنے کی دعا کرنا

اور جو نہیں ملیں ان کو فراغ بالی کا ذریعہ سمجھنا

(۳۴۱۳) أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي هَذَا أَحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي قِيَمًا تُحِبُّ اللَّهُمَّ وَمَا رَزَوَيْتَ عَنِّي هَذَا أَحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي قِيَمًا تُحِبُّ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

”اے اللہ مجھے اپنی محبت نصیب کر اور اس شخص کی محبت نصیب کر جس سے محبت رکھنا تیری بارگاہ میں مجھے فائدہ دے اے اللہ جو تو نے مجھے عطا کیا ہے تو اسے میرے لیے اس چیز کے بارے میں قوت بنا دے جسے تو پسند کرتا ہے اور جو تو نے مجھے عطا نہیں کیا ہے جسے میں پسند کرتا تھا تو اسے میرے لیے اس چیز کی طرف یکسوئی کا ذریعہ بنا دے جسے تو پسند کرتا ہے۔“

تشریح: آدمی کو اس کی مرغوبات دے دی جائیں تو اس کا بھی امکان ہے کہ وہ ان میں مست اور منہمک ہو کر خدا سے غافل ہو جائے یا وہ ان کو اس طرح استعمال کرے کہ معاذ اللہ خدا سے اور دور ہو جائے اسی طرح مرغوبات نہ ملنے کی صورت میں بھی امکان ہے کہ وہ دوسری قسم کی خرافات میں اپنا وقت برباد کرے اس لیے بندے کو برابر یہ دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اگر اس کی مرغوبات نہ ملیں اور اس کی وجہ سے فرصت و فراغ حاصل ہو تو اس کو توفیق ملے کہ فارغ اور خالی وقت کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات ہی میں لگائے رسول اللہ ﷺ کی ہر دعا اور اس کا ہر جز و بلاشبہ معرفت کا خزانہ ہے۔

(۱۴) کان آنکھ زبان دل اور شرمگاہ کے شر سے پناہ چاہنا

(۳۴۱۴) أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي تَعَوُّذًا اتَّعَوَّذُ بِهِ قَالَ فَآخِذْ بِكَفِّي فَقَالَ قُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيَّتِي يَعْنِي فَرْجَهُ.

ترجمہ: حضرت شکر بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا تعوذ (کا کلمہ) بتائیں جس کے ذریعے میں (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کروں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا تم یہ پڑھا کرو:

”اے اللہ! میں اپنی سماعت کے شر سے اپنی بصارت کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اپنے ذہن کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

تشریح: سمع و بصر و زبان و قلب اور جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ یہ چیزیں احکام خداوندی کے خلاف استعمال ہوں جس کا انجام اللہ کا غضب اور اس کا عذاب ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کے شر سے محفوظ رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور ان کی پناہ مانگی جائے

وہی اگر بچائیں تو بندہ بچ سکے گا ورنہ مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا (معارف الحدیث ۵/ ۳۰۱) پس یہ بھی ایک جامع دعا ہے۔

اللہ کی بعض صفات سے بعض صفات کی پناہ طلب کرنا اور اللہ کی

تعریف کا پورا حق بندہ ادا نہیں کر سکتا

(۳۴۱۵) اِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی رات کے کسی وقت میں نے آپ ﷺ کو غیر موجود پایا میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک پر پڑا آپ ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے۔

”میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریف اس طرح نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔“

فائدہ: یاد رکھیں مستعاذہ (جس کی پناہ طلب کی جائے) پر ب آتی ہے اور مستعاذ منہ (جس سے پناہ طلب کی جائے) پر من آتا ہے اور اردو میں ب کا ترجمہ کی اور من کا ترجمہ سے کیا جاتا ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں اللہ کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں طلبہ کبھی ب اور من کے ترجمہ میں غلطی کرتے ہیں اس کا خیال رکھا جائے یہ بہت سخت غلطی ہوگی۔

اور پناہ کے معنی ہیں حمایت حفاظت نگرانی سہارا امداد اور اللہ کی صفات بھی ہماری صفات کی طرح من وجہ مستقل ہیں اور ہر صفت کا ایک تقاضا ہے جیسے ہم جب کسی سے خوش ہوتے ہیں تو مہربانی کا معاملہ کرتے ہیں اور ناراض ہوتے تو ڈانٹتے مارتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی صفات رضا و معافات کا الگ تقاضا ہے اور سخت (ناراضگی) اور عقوبت (سزا دہی) کا دوسرا تقاضا ہے چنانچہ پہلی قسم کی صفات کی دوسری قسم کی صفات سے پناہ چاہی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں اور بک اور منک کا بھی یہی مطلب ہے اللہ کی ذات کی بعض صفات کے اعتبار سے پناہ چاہی گئی ہے اللہ ہی کی ذات سے بعض دوسری صفات کے اعتبار سے۔

(۱۵) استعاذہ (پناہ طلبی) کی دو جامع دعائیں

(۳۴۱۶) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ﷺ ان

لوگوں کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

”اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۳۴۱۷) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغُلِيِّ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَأَنْتَ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثُّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

”اے اللہ میں جہنم کی آزمائش سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے قبر کی آزمائش سے اور خوشحالی کے شر سے اور غربت کے شر سے اور دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ تو میری خطاؤں کو اولوں اور برف کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کر دیتا ہے اور میرے او ر میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اے اللہ میں کاہلی بڑھاپے گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ: ان دو دعاؤں میں بارہ چیزوں سے پناہ چاہی گئی ہے۔

(۱۶) بوقت وفات آپ ﷺ کی جامع دعا

تشریح: یہ وفات کے قریب کی دعا ہے اور ایسے نازک وقت میں آدمی نہایت اہم جامع اور ہمہ گیر دعا کیا کرتا ہے اور مقرب فرشتوں کے اجتماع ہوتے ہیں جس طرح اللہ چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں ان حضرات کو اس اجتماع کے اعتبار سے رفیق الاعلیٰ الندی الاعلیٰ کہا جاتا ہے اور ملا علی میں صرف فرشتے ہی نہیں اونچے درجے کے انسان جیسے انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں۔

(۳۴۱۸) عِنْدَ وَفَاتِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاحْقِظْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو وصال کے وقت یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اے اللہ میری مغفرت کر دے مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق الاعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

(۱۸) دعا میں عزم بالجزم ضروری ہے

(۳۴۱۹) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرَهَ لَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کوئی شخص یہ نہ کہے۔

”اے اللہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر (آپ ﷺ فرماتے ہیں) آدمی کو مانگتے ہوئے پورا یقین ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔“

(۱۹) قبولیت دعا کے دو بہترین اوقات

(۳۴۲۰) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمارا پروردگار روزانہ جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اس وقت آسمان دنیا پر خاص توجہ کرتا ہے پھر یہ فرماتا ہے۔

”کون ہے مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے کچھ مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔“

(۳۴۲۱) قَالَ قَيْلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں کی جانے والے دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔
فائدہ: قبولیت دعا کے بہترین اوقات بطور مثال دو ہیں۔

(۲۰) صبح و شام کا ایک ذکر جس سے ایذوائس گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۳۴۲۳) مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ أَصْبَحْنَا نُسْهَدُكَ وَنُشْهَدُكَ عَرْشَكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اللَّهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذَلِكَ وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمَسِّي غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ دعا مانگے:

”اے اللہ ہم تجھے گواہ بناتے ہیں تیرے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تیرے تمام فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں اس بات پر کہ (ہم یہ اعتراف کرتے ہیں) کہ تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ تیرے خاص بندے اور رسول ہیں۔“

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) تو اس شخص نے اس دن میں جو بھی گناہ کیے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش کر دے گا اور اگر وہ شخص شام کے وقت یہ دعا مانگے گا تو اس شخص نے اس رات میں جو گناہ کیا ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(۲۱) ایک مختصر دعا جس میں سب کچھ آ گیا ہے

(۳۴۲۲) اَنْ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ أَنْتَ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي مَارِزَ قُتَيْبِي قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكُنَّ شَيْئًا.

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے گزشتہ رات آپ ﷺ کی دعا سنی تھی مجھ تک اس میں سے جو حصہ پہنچا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔

”اے اللہ میرے ذنب کی مغفرت کر دے اور میرے لیے میرے رزق میں کثادگی کر دے اور جو رزق تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت پیدا کر دے راوی کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا کہ ان میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بندے کے رزق میں برکت دی جائے اس کو رہنے سہنے کے لیے ایسا مکان عطا ہو جس کو وہ اپنے لیے کافی سمجھے اور اس میں وسعت محسوس کرے اور آخرت کے لیے اس کی لغزشوں گناہوں کی مغفرت اور معافی کا فیصلہ ہو جائے تو اس کو سب ہی کچھ مل گیا رسول اللہ ﷺ کے آخری جملہ ہل تر اھن تر کن شینا کا مطلب یہی ہے کہ بندے کو جو کچھ چاہیے وہ اس مختصر دعا میں سب آ گیا ہے چھوٹے چھوٹے ان تین کلموں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے۔

(۲۲) نبی ﷺ کی مجلس کے ساتھیوں کے لیے دعا

(۳۴۲۳) فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهِ اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحْمُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تَبْلُغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ وَمِنْ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عَلَمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے تھے تو اپنے ساتھیوں کے لیے دعا کرتے تھے:

”اے اللہ ہمارے لیے اپنی وہ خشیت نصیب کر دے جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں وہ اطاعت نصیب کر دے جس کے ذریعے تو ہمیں جنت تک پہنچا دے اور وہ یقین نصیب کر دے جس کے ذریعے تو دنیاوی مصیبتیں ہمارے لیے آسان کر دے اور ہمیں سماعت بصارت اور قوت (میں طاقت کے اعتبار سے) اضافہ نصیب کر جب تک تو ہمیں زندہ رکھتا ہے اور اسے ہمارا وارث بنادے ہمیں ان لوگوں پر غلبہ دے جو ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر جو ہم سے دشمنی رکھیں تو ہماری مصیبت کو دین میں نازل نہ کرنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی خواہش نہ بنادینا اور (اسے) ہمارا مبلغ علم نہ بنادینا اور ہم پر ایسا شخص مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے۔“

(۲۳) فکر (ٹینشن) کا مالی اور عذاب قبر سے پناہ

(۳۴۲۵) سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ يَا بَنِيَّ مَنْ سَمِعْتَ هَذَا قُلْتَ سَمِعْتُكَ تَقُولُهُنَّ قَالَ الرَّمْهَنُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هُنَّ.

ترجمہ: مسلم بن ابوبکر بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے سنا میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے اللہ میں شدید غم سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو انہوں نے فرمایا میرے بیٹے تم نے یہ دعا کس سے سنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا تم ان کو لازم پکڑو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو میں نے یہ کلمات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(۲۴) ایک ذکر جس سے بے گناہ بھی بخش دیا جاتا ہے

(۳۴۲۶) قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ قَالَ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ تم اگر انہیں پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اگرچہ تمہاری پہلے ہی مغفرت ہو چکی ہو (پھر بھی تمہیں یہ کلمات ضرور پڑھنے چاہئیں) آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ بلند اور عظیم ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار اور کریم ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے۔“

(۲۵) حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کرب و بلا میں کامیاب ہے

(۳۴۲۷) دَعَا ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَهُ يَدْعُ يَهَارُجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے اس وقت انہوں نے جو دعا مانگی تھی جو بھی شخص جس بھی مسئلے میں وہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کریگا (وہ دعا یہ ہے)۔

(اے اللہ) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں ظالم ہوں۔

تشریح: حضرت یونس علیہ السلام کی یہ دعا قرآن مجید (سورۃ انبیاء) میں انہی الفاظ میں مذکور ہوئی ہے بظاہر تو اس میں صرف اللہ کی توحید و تسبیح اور اپنے قصور و اذیت کا اعتراف ہے لیکن فی الحقیقت یہ اللہ کے حضور میں اظہارِ ندامت اور استغفار و انابت کا بہترین انداز ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کو کھینچ لینے کی خاص تاثیر ہے وظیفہ: اگر فجر کی سنتوں اور فجر کے درمیان اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ مسلسل چالیس دن تک یہ آیت ایک سو ایک مرتبہ پڑھے پھر دعا کرے تو ان شاء اللہ اس کی بے چینی دور ہو جائے گی۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ کے نام یاد رکھنے کی فضیلت

(۳۴۲۸) إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں یعنی ایک کم سو جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳۴۲۹) إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدَةٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُنِزِّلُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاسِطُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُبْعِثُ الْمُعِيبُ الْمُهَيِّمُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْبَاسِطُ الْوَحِيدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمَتَعَالَى الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنتَقِمُ الْعَفْوُ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنَى الْبَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ التُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا (وہ اسماء یہ ہیں):

وہ اللہ تعالیٰ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے جو رحمن ہے رحیم، بادشاہ ہے، برائیوں سے پاک ہے، سلامتی عطا کرنے والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، غالب ہے، زبردست ہے، بڑائی والا ہے، پیدا کرنے والا ہے، بنانے والا ہے، شکل و صورت عطا کرنے والا ہے، بخشش کرنے والا ہے، زبردست ہے، بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، رزق عطا کرنے والا ہے، راستے کھولنے والا ہے، علم رکھنے والا ہے، تنگی پیدا کرنے والا ہے، کشادگی پیدا کرنے والا ہے، پست کرنے والا ہے، بلند کرنے والا ہے، عزت دینے والا ہے، ذلت دینے والا ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا یہ فیصلہ کرنے والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، مہربان ہے، باخبر ہے، بردبار ہے، عظمت والا ہے، مغفرت کرنے والا ہے، شکر قبول کرنے والا ہے، بلند ہے، بڑا ہے، حفاظت کرنے والا ہے، قوت دینے والا ہے، کفایت کرنے والا ہے، جلیل ہے، کریم ہے، نگران ہے، دعا قبول کرنے والا ہے، وسعت عطا کرنے والا ہے، حکمت والا ہے، مہربان ہے، بزرگی والا ہے، (قیامت کے دن) زندہ کرنے والا ہے، گواہ ہے، حق ہے، کارساز ہے، زبردست ہے، قوت والا ہے، مددگار ہے، لائق حمد ہے، شمار میں رکھنے والا ہے، آغاز میں پیدا کرنے والا ہے، دوبارہ زندگی دینے والا ہے، زندگی دینے والا ہے، موت دینے والا ہے، خود زندہ ہے، بذات خود قائم ہے، اور سب کچھ اس سے قائم ہے، پانے والا ہے، بزرگی والا ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے، قدرت والا ہے، اقتدار والا ہے، آگے کرنے والا ہے، پیچھے کرنے والا ہے، اول ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے، والی ہے، بلند و برتر ہے، بھلائی کرنے والا ہے، توبہ قبول کرنے والا ہے، انتقام لینے والا ہے، معاف کرنے والا ہے، مہربان

ہے، حقیقی بادشاہ ہے، جلال و اکرام والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، جمع کرنے والا ہے، غنی ہے، غنی کر دینے والا ہے، روکنے والا ہے، ضرر پہنچانے والا ہے، نفع دینے والا ہے، نور ہے، ہدایت دینے والا ہے، بے مثال ایجاد کرنے والا ہے، باقی ہے، وارث ہے، ہدایت نصیب کرنے والا ہے، برداشت کرنے والا ہے۔

تشریح: احصى الشئى کے لغوی معنی ہیں شمار کرنا مقدار جاننا اور حدیث میں کیا مراد ہے؟ اس میں چار قول ہیں:

(۱) یاد کرنا مراد ہے کیونکہ صحیحین میں اسی روایت میں حفظہا بھی آیا ہے اور ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر کرتی ہے اس لیے اکثر علماء نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔

(۲) ہر نام علیحدہ علیحدہ پڑھنا فر فر نہ پڑھنا گویا پڑھنے والا ان کو شمار کر رہا ہے۔

(۳) اسماء کو جاننا اور ان کے معانی میں تدبر کرنا اور ان کے حقائق سے واقف ہونا۔

(۴) ناموں کو یاد کرنا ان کو سمجھنا اور ان کے مقتضی پر عمل کرنا یعنی جو نام اللہ کے ساتھ خاص نہیں جیسے مہربانی کرنا ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا اس میں حفظ کا مفہوم بھی آگیا ہے اور یاد کرنے کا مقصد بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اور حدیث میں ہے:

الراحمون يرهمم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء.

مہربانی کرنے والے بندوں پر نہایت مہربانی فرماتے ہیں زمین مخلوقات پر رحم کرو آسمانوں میں جو اللہ ہے وہ تم پر رحم کرے گا اس حدیث میں صفات کے مقتضی پر عمل کرنے کی طرف صاف اشارہ ہے۔ دخل الجنة میں مستقل میں پائی جانے والی بات کو ماضی کے صیغہ سے تحقق وقوع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے تعبیر کیا گیا ہے یعنی یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ کے ننانوے مبارک نام

(۳۳۰) إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِّنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو شخص ان ناموں کو یاد کر لے گا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

تشریح: نناوے اسماء حسنی جو ترمذی کی روایت میں مذکور ہے اور اسی طرح جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قرآن سے نکالے ہیں بلاشبہ ان میں سے ہر ایک معرفت الہی کا دروازہ ہے علمائے امت نے مختلف زمانوں میں ان کی شرح میں مستقبل کتابیں لکھی ہیں مہبات میں ان کے ذریعہ دعا کرنا بہت سے اہل اللہ سے خاص معمولات میں سے ہے اور اس کی قبولیت مجرب ہے۔

(۲۸) مساجد اور مجالس ذکر سے استفادہ کیا جائے

(۳۳۱) إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قُلْتُ وَمَا ارْتَعْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو کچھ کھاپی لیا کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مساجد میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہاں کچھ کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا۔

(۳۴۳۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَرَرْتُ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا قَالُوا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الدِّكْرِ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو کھاپی لیا کرو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

تشریح: مساجد اور مجالس ذکر جنت کے مرغزار ہیں پس جب کوئی ان مقامات سے گزرے تو استفادہ کرے اور استفادے کے مختلف صورتیں ہیں تحیۃ المسجد پڑھنا یا کم از کم مذکورہ مجالس وعظ وارشاد میں شریک ہونا اور درس سے استفادہ کرنا یہ سب جنت کے پہلوں سے استفادہ کی صورتیں ہیں۔

باب ۵۹: (۲۹) جب کوئی مصیبت نازل ہو تو کیا دعا کرے؟

(۳۴۳۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأَجِرْنِي فِيهَا وَابْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا فَلَمَّا احْتَضِرَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ اللَّهُمَّ اخْلُفْ فِي أَهْلِي خَيْرًا مِنِّي فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ عِنْدَ اللَّهِ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأَجِرْنِي فِيهَا۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ یہ پڑھ لے۔

”بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اللہ میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر

چاہتا ہوں تو مجھے اس کا اجر نصیب کر اور مجھے اس کے بدلے میں بہتری عطا کر دے۔“

جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی: ”اے اللہ! میرے بعد میری بیوی کو مجھ سے بہتر شخص عطا کرنا۔“ راوی بیان کرتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ پڑھا:

”بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہم نے اسی طرف لوٹ کر جانا ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس مصیبت کے اجر

کی طلب گار ہوں تو (اے اللہ) مجھے اس کا اجر عطا کر۔“

تشریح: اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات بڑے مصائب اور مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے اس میں خیر کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان ابتلاآت اور مجاہدات کے ذریعہ اہل ایمان کی تربیت ہوتی ہے اور یہ ان کے لیے انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایسے مواقع کے لیے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مصائب و مشکلات سے نجات کا وسیلہ بھی ہیں اور قرب خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔

(۳۰) دُنیا و آخرت کی خیریت و عافیت طلب کرنا

(۳۴۳۴) أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ سَلَّ رَبِّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ أَتَاكَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ

أَتَاكَ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ قَالَ فَإِذَا أُعْطِيَتْ الْعَافِيَةُ فِي الدُّنْيَا وَ أُعْطِيَتْهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحَتْ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے پروردگار سے دنیا و آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرو پھر وہ شخص اگلے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی کی مانند جواب دیا پھر وہ شخص تیسرے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں دنیا میں عافیت دیدی جائے اور آخرت میں بھی دے دی جائے تو تم کامیاب ہو گئے۔

تشریح: عافیۃ اور معافۃ دونوں مفاعلہ کے مصادر ہیں اور دونوں ہم معنی ہیں امراض و آفات سے محفوظ رکھنا خیریت و عافیت سے رکنا اور آخرت کی عافیت عذاب سے حفاظت ہے پس دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں اس دعا میں آگئیں اس لئے یہ جامع دعا ہے۔

(۳۱) شب قدر میں مانگنے کی ایک جامع دعا

(۳۳۵) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَمِّي لَيْلَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو آپ ﷺ کا کیا خیال ہے مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو: ”اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے مہربان ہے معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کر دے۔“

(۳۳۶) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلِمَنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلِمَنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ فَقَالَ لِي يَا عَبَّاسُ يَا عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں آپ ﷺ نے فرمایا آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگیں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) کچھ دن بعد میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اے اللہ کے رسول کے چچا آپ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگیں۔

(۳۳۷) مَا سَأَلَ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسَالَ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔

(۳۲) استخارے کی ایک جامع دعا

(۳۳۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ اللَّهُمَّ خِرْلِي وَاخْتِرْ لِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے تو یہ پڑھتے تھے:
”اے اللہ میرے لیے ذخیرہ کر دے اور (اس کام کو) میرے لیے اختیار کر لے۔“

(۳۳) جامع ذکر تسبیح و تحمیدہ

(۳۳۹) الْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ صَيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وضو نصف ایمان ہے الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ الحمد للہ پڑھنا زمین و آسمان کے درمیان (جگہ کو نیکیوں یا انوار سے) بھر دیتے ہیں نماز نور ہے صدقہ برہان ہے صبر ضیاء ہے قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے ہر آدمی جب نکلتا ہے تو اپنا سودا کرتا ہے یا وہ خود کو آزاد کر دیتا ہے یا خود کو غلام بنا لیتا ہے۔

(۳۴۰) التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ يَمْلَأُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ لَهَا دُونَ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ پڑھنا نصف میزان ہے اور الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے جبکہ لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا یہاں تک کہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

(۳۴۱) عَدَّ هُنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي يَدَيَّ أَوْ فِي يَدَيْهِ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ يَمْلَأُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصُّومُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالظُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ.

ترجمہ: جری نہدی بنو سلیم قبیلے کے ایک فرد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ہاتھوں پر یہ الفاظ گنوائے تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ تھے) اپنے ہاتھ کے ذریعے گنوائے تھے سبحان اللہ پڑھنا نصف میزان ہے الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے اللہ اکبر پڑھنا آسمان اور زمین کے درمیان جگہ کو بھر دیتا ہے روزہ نصف صبر ہے اور پاکیزگی نصف ایمان ہے۔
پہلے یہ بات آچکی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اذکار و دعوات کو دعوات ہی کے عنوان سے ذکر کیا ہے چنانچہ اب جامع الدعوات کے عنوان کے ذیل میں جامع ال اذکار کا تذکرہ کرتے ہیں کما مر۔

(۳۵) وقوف عرفہ کی ایک جامع دعا

(۳۴۲) أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي نَقُولُ وَخَيْرًا مِنَّا نَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَا بِي وَلَكَ رَبِّ تَرَانِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ

الْقَبْرِ وَوَسْوَسةَ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأُمْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِبِي بِهِ الرِّيحُ.

ترجمہ: عرفہ کی شام میدانِ عرفات میں نبی اکرم ﷺ نے اکثر یہی دعا کی:

”اے اللہ حمد تیرے لیے ہے جیسے حمد بیان کریں اور وہ حمد جو ہمارے بیان کرنے سے بھی بہتر ہو اے اللہ میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت تیرے لیے ہے میں نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے میری میراث تیرے لیے ہے اے اللہ! میں قبر کے عذاب ذہن کے وسوسے معاملات کے بکھرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ ہو جو شر لے کر آتی ہے میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے قیس بن الربیع الاسدہ ابو محمد کو فی صدوق ہے لیکن جب یہ راوی بوڑھا ہو گیا تھا تو اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں ایسی حدیثیں داخل کر دی تھیں جو اس کی حدیثیں نہیں تھیں اور وہ اس نے بیان کیں اس لیے اس کا اعتبار ختم ہو گیا۔

(۳۶) ایک جامع دعا جس کو یاد کرنا بہت آسان ہے

(۳۴۳۳) دَعَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ تَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ تَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ إِلَّا أَذْلُكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بہت سی دعائیں کیں لیکن ہمیں وہ یاد نہیں ہو سکیں تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی ہیں لیکن ہم انہیں یاد نہیں رکھ سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی اس دعا کی جانب کروں جو ان سب کو شامل ہو؟ تو تم یہ کہو۔

”اے اللہ ہم تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتے ہیں جو بھلائی تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے بے شک تو ہی حقیقی مددگار ہے (بھلائی کو) پہنچانا تیرے ہی ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔“

تشریح: یہ نہایت آسان اور جامع دعا ہے لوگ چاہیں تو اپنی زبان میں یہ دعا مانگیں اے اللہ ہم ہر وہ خیر خواہی اور بھلائی آپ سے مانگتے ہیں جو تیرے حبیب ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے اور ہم ہر اس برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جس سے تیرے حبیب ﷺ نے پناہ چاہی ہے اور آپ ہی وہ ہستی ہیں جس کی مدد چاہی جاتی ہے اور مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا آپ ہی کے کرم پر موقوف ہے اور قوت کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات ہے (اس ایک دعا میں نبی ﷺ کی ساری دعائیں آ جاتی ہیں۔

(۳۷) دین پر ثابت قدم رہنے کی دعا

(۳۴۴) قُلْتُ لِأَمِّ سَلَمَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ قَالَتْ كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْثَرُ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ أَدْمِي إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أَصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ آزَاغَ فَتَلَا مُعَاذَ (رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا).

توضیح: شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تھے تو آپ ﷺ کون سی دعا بکثرت مانگا کرتے تھے؟ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

”اے دلوں کے پھیرنے والی ذات میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے ہیں۔

”اے دلوں کے پھیرنے والی ذات میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہر شخص کا

ذہن اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے وہ جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔“

اس کے بعد معاذ نامی راوی نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔“

تشریح: اس روایت میں آگے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بھی ہے کہ میں نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا کرتے ہیں؟ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مطلب غالباً اس سوال سے یہی ہوگا کہ آپ ﷺ تو لغزشوں سے محفوظ ہیں پھر آپ ﷺ یہ دعا کیوں کرتے ہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کا دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی کے اختیار میں ہے۔ جس کا دل چاہے سیدھا رکھے اور جس کا چاہے ٹیڑھا کر دے آپ ﷺ کے اس جواب کا مطلب یہ ہوا کہ میرا معاملہ بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے اسی لیے مجھے بھی اس سے دعا مانگنے کی ضرورت ہے بلاشبہ جس بندے کو اپنے نفس کی اور ساتھ ہی اپنے رب کی معرفت نصیب ہوگی اس کا یہی حال ہوگا اور وہ کبھی اپنے کو مامون و محفوظ نہیں سمجھے گا بندوں کے حق میں یہی بلندی اور کمال ہے۔

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (ابواب القدر، ۷ حدیث ۲۱۴۰) گزر چکی ہے کہ اس حدیث میں عموم قدرت کا بیان ہے۔

(۲۸) نیند نہ آنے کی دعا

(۳۴۵) شَكِيَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْثَرُ اللَّيْلِ مِنَ الْآرَتِ

فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَتْ وَرَبَّ الْأَرْضَيْنِ وَمَا أَقْلَتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں خوف کی وجہ سے رات سو نہیں سکتا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یہ پڑھو۔

”اے اللہ اے سات آسمانوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جس پر ان آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے اے تمام زمینوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جو اس پر چلتی ہے اے تمام شیاطین کے پروردگار اور ان کے پروردگار جنہیں ان شیاطین نے گمراہ کیا ہے تو میرے لیے اپنی ساری مخلوق کے شر سے (بچنے کی) پناہ بن جا ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی نہ کر سکے مجھ پر ظلم نہ کر سکے تیری پناہ زبردست ہے تیری ثناء بزرگ و برتر ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف تو ہی معبود ہے۔“

(۳۴۴۶) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ قَالَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے اے حی اے قیوم میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد مانگتا ہوں۔

(۳۴۴۷) اَلِظُّوْا بَيَآذِ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ:

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے یا ذا الجلال والاكرام (پڑھنے) کو لازم پکڑلو۔

(۳۴۴۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلِظُّوْا بَيَآذِ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یا ذا الجلال والاكرام۔ (پڑھنے) کو لازم پکڑلو۔

(۳۹) نیند میں ڈر جانے کی دعا

(۳۴۵۱) إِذَا فَرِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَإِنْ يُحْضِرُونَ فَيَأْتِيَهَا لَنْ تَضُرَّهُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُلْقِيْنَهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَاحٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سوتے ہوئے ڈر جائے تو وہ یہ پڑھے:

”میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے شیطان کے وسوسوں اور اس کے میرے

پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔“

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جب وہ یہ پڑھ لے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اس اولاد کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے جو بالغ ہو چکی تھی اور جو انھی بالغ نہیں ہوئے تھے ان کے لیے اس دعا کو لکھ کر (تعویذ کے طور) ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔

(۴۰) اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اور اللہ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے

(۳۴۵۳) قُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْقَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

ترجمہ: عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں میں نے ابو دائل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (عمرو بن مرہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا کیا آپ نے خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں انہوں نے مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے۔

(نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے) اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے فحاشی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اور کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے مگر اس پسندیدگی میں اللہ تعالیٰ کا اپنا نفع کچھ نہیں اللہ کی تعریف سے اللہ کی عزت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا بلکہ یہ پسندیدگی بندوں کے نفع کی خاطر ہے بندے اللہ کو خوش کر کے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں اور حدیث کا یہی جزء یہاں مقصود ہے دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا سے پہلے اللہ کی خوب تعریف کرے تاکہ دعا کی قبولیت کے لیے راہ ہموار ہو۔

(۴۱) قعدۃ اخیر کی ایک اہم دعا

(۳۴۵۴) أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي دُعَاءً أَذْعُو بِهِ فِي صَلَاتَيَّ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

”اے اللہ میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے تو اپنی بارگاہ سے میری

مغفرت کر دے مجھ پر رحم کر دے بے شک تو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

فائدہ: اس دعا کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے یہ دعا اس بزرگ ہستی کو سکھلائی ہے جس سے افضل اس امت میں کوئی نہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو بار بار جنت کی بشارت سے سرفراز کئے جا چکے ہیں اور جن کی نماز پوری امت میں سب سے بہتر اور کامل نماز تھی ان کو یہ دعا تعلیم فرمائی گئی ہے اس دعا میں یہ تعلیم ہے کہ بہتر سے بہتر نماز پڑھ کر بھی دل میں یہ دوسوہ نہیں آنا چاہیے کہ اس نے اللہ کی عبادت کا حق ادا کر دیا بلکہ چاہیے کہ آدمی نماز کے بعد خود کو قصور وار گردانے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے اور رحمت و مغفرت

کی بھیک مانگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲) صفات کی دہائی قبولیت دعا میں کارگر ہے

(۳۴۵۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ أَمَّا شَيْءُ تَمَامِ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا أَرْجُوا بِهَا الْخَيْرَ قَالَ فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ وَالْفُورُ مِنَ النَّارِ وَ سَمِعَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ قَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ فَسَلِّ وَسَلِّمْ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ قَالَ سَأَلْتَ اللَّهَ الْبَلَاءَ فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اے اللہ میں تجھ سے تیری مکمل نعمت کا سوال کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا مکمل نعمت سے کیا مراد ہے؟ اس شخص نے عرض کی وہ دعا جو میں مانگو اور میں اس کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا مکمل نعمت جنت میں داخل ہو جانا اور جہنم سے بچ جانا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یا ذا الجلال والا کرام پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری دعا قبول ہوگی تم مانگو۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے آزمائش کا سوال کیا ہے تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

اللہ تعالیٰ کو بعض صفات سے پکارنا پسند آتا ہے جیسے صفت حق (سدا زندہ) قیوم (مخلوق کو سنبھالنے والا) ذو الجلال والا کرام (عظمت و بزرگی والا) ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے چنانچہ درج ذیل احادیث میں ان صفات سے پکارنے کی اور دعا کرنے کی فضیلت آئی ہے پس یہ صفات اپنی دعاؤں میں بکثرت استعمال کی جائیں ان صفات کی دہائی قبولیت دعا میں زیادہ کارگر ہے۔

(۴۳) جو با وضوء ذکر کرتا ہو اسوئے وہ کروٹ بدلتے وقت جو مانگے گا ملے گا

(۳۴۴۹) مَنْ أَوَىٰ إِلَىٰ فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّىٰ يُدْرِكَهُ النَّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلِ اللَّهَ شَيْئًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ أَيَّاهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہیں جو شخص با وضوء ہو کر اپنے بستر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے اونگھ آجائے تو وہ اس رات کے جس بھی حصے میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جس بھی بھلائی کے بارے میں سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا کر دے گا۔

تشریح: اور ایک حدیث میں سوتے وقت مذکورہ الفاظ توبہ و استغفار کرنے پر سارے گناہ بخش دیئے جانے کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے کتنی بڑی محرومی ہوگی اگر حضور ﷺ کی اس ہدایت پر عمل کا اہتمام نہ کیا جائے ہاں یہ استغفار توبہ سچے دل سے ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ دلوں کا حال دیکھنے والا ہے اس کو زبان سے دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔

(۴۴) صبح وشام کا ایک جامع ذکر اور دعا

(۳۴۵۲) أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً فَقَالَ هَذَا مَا كَتَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا فِيهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكُهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهْ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجْزَأَ إِلَى مُسْلِمٍ.

ترجمہ: ابو راشد خمرانی بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے ان سے کہا آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو تو انہوں نے صحیفہ میری طرف بڑھایا اور فرمایا یہ آپ ﷺ نے مجھے لکھوا کر دیا تھا راوی بیان کرتے ہیں میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں صبح کے وقت اور شام کے وقت پڑھ لیا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تم یہ پڑھا کرو۔

”اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو ہر شے کا پروردگار ہے اور اس کا مالک ہے میں اپنی ذات کے شر سے شیطان کے شر سے اس کے شریک ہونے سے اپنی ذات کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے یا کسی مسلمان کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۴۵) اذکار اربعہ کی وجہ سے پکے ہوئے پتوں کی طرح گناہ جھڑ جاتے ہیں

(۳۴۵۵) عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَتْهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرَهُمْ نَسَبًا.

ترجمہ: مطلب بن ابوداعہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے انہوں نے کوئی ناگوار بات سنی تھی آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ ﷺ پر سلامتی نازل ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا محمد ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے سب سے بہترین حصے میں رکھا پھر اس نے اس کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا پھر اس نے اس کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر اس نے اس قبیلے کے مختلف گھرانے بنائے تو مجھے سب سے بہترین گھرانے اور سب سے بہترین نسب میں رکھا۔

(۳۴۵۶) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةٍ الْوَرَقُ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ وَ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَتَسَاقُطَ مِنْ ذُنُوبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقُطُ وَرَقُ هَذِهِ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے آپ ﷺ نے اپنا عصا مبارک اس پر
مارا تو اس کے پتے جھڑنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا الحمد للہ وسبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنے سے بندے
کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

(۴۶) کلمہ توحید کی بڑی فضیلت

(۳۴۵۷) مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلَى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللَّهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا
عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوجِبَاتٍ وَفَحَاعَنَهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُؤَبَّقَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤَمِّنَاتٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ دس مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد پڑھے۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے
حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے
نامہ اعمال میں دس ایسی نیکیاں لکھ دیتا ہے جو رحمت کو واجب کر دیتی ہیں اور اس کے دس ایسے گناہ معاف کر دیتا ہے جو ہلاکت کو لازم
کر دیتے ہیں اور اس شخص کو دس مومن غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

تشریح: لا الہ الا اللہ کلمہ ایمان ہے اور اسی لیے سب پیغمبروں کی تعلیم کا پہلا سبق ہے نیز اپنے تجربہ کی بناء پر عرفا اور صوفیاء کا اس
پر گویا اتفاق ہے کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الہ الا اللہ
کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ
لا الہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذَكَرَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ لِعِبَادِهِ

باب ۶۰: توبہ و استغفار کی فضیلت اور توبہ کرنے والے بندوں پر اللہ کی مہربانی

(۳۴۵۸) أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زُرُّ فَقُلْتُ
ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَاحَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ إِنَّهُ حَاكٍ فِي صَدْرِي
الْمَسْحُ عَلَى الْخَفَّيْنِ بَعْدَ الْغَايِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتُ أَمْرَاءَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ

فِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلِيَا إِلَيْهِمْ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَتَوَمَّ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٌّ يَا مُحَمَّدٌ فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاءُ وَمُ فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَغْضُضُ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَهَا يُلْحَقُ بِهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةً سَبْعِينَ عَامًا عَرَضُهُ أَوْ يَسِيرُ الرَّكِيبُ فِي عَرَضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ قَبْلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مَقْتُو حَايَعِي لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ.

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے موزوں پر مسح کا مسئلہ دریافت کروں انہوں نے دریافت کیا اے زر تم کس کام سے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا علم کے حصول کے لیے انہوں نے فرمایا فرشتے اپنے پر علم کے طلب گار کے لیے بچھا دیتے ہیں اس کی طلب سے راضی ہونے کی وجہ سے میں نے کہا میرے ذہن میں موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کھٹک ہے کہ پاخانہ کرنے اور پیشاب کرنے کے بعد (ایسا کیا جاسکتا ہے؟) آپ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اس لیے میں آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو اس حوالے سے کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت صفوان نے جواب دیا جی ہاں آپ ﷺ ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے جب ہم سفر کی حالت میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) مسافر ہوں تو ہم تین دن راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی وجہ سے حکم مختلف ہوگا پاخانہ کرنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد (انہیں اتارنا ضروری نہیں ہے)۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو خواہش نفس کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہم آپ ﷺ کے پاس ہی موجود تھے اسی دوران ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو بلند آواز میں پکارا اے حضرت محمد ﷺ نبی اکرم ﷺ نے اسے اتنی ہی بلند آواز میں جواب دیا ادھر آ جاؤ تو ہم نے اس دیہاتی سے کہا تمہارا ستیاناس ہو تم اپنی آواز کو پست رکھو تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے موجود ہو اور تمہیں اس بات سے منع کیا گیا ہے (کہ تم نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کرو) تو وہ دیہاتی بولا اللہ کی قسم میں تو اپنی آواز کم نہیں کروں گا پھر اس دیہاتی نے دریافت کیا آدمی بعض اوقات کچھ لوگوں کو پسند کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جس سے محبت رکھتا ہے قیامت والے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

اس کے بعد وہ ہمیں احادیث سناتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی سمت میں ایک دروازے کا تذکرہ کیا جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہوگی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی چوڑائی میں کوئی سوار چالیس برس تک (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ستر برس تک چلتا رہے (تو دوسرے کنارے تک پہنچے گا)۔

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے یہ شام کی سمت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو اس دن پیدا کیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یہ کھلا ہوا ہے یعنی توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے اور یہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

تشریح: استغفار و توبہ: دعا ہی کی ایک خاص قسم استغفار ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش مانگنا اور توبہ گویا اس کے لوازم میں سے ہے بلکہ یہ دونوں ہی آپس میں لازم و ملزوم ہیں توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو گناہ اور نافرمانی یا ناپسندیدہ عمل بندے سے سرزد ہو جائے اس کے برے انجام کے خوف کے ساتھ اس پر اسے دلی رنج و ندامت ہو اور آئندہ کے لیے اس سے بچے رہنے اور دور رہنے کا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کی رضا جوئی کا وہ عزم اور فیصلہ کرے۔

توبہ و استغفار کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ کوئی آدمی مثلاً غصہ کی حالت میں خودکشی کے ارادہ سے زہر کھالے اور جب وہ زہر اندر پہنچ کر اپنا عمل شروع کرے اور آنتیں کٹنے لگیں اور وہ ناقابل برداشت تکلیف اور بے چینی ہونے لگے جو زہر کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور موت سامنے کھڑی نظر آئے تو اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر رنج و افسوس ہو اور اس وقت وہ چاہے کہ کسی بھی قیمت پر اس کی جان بچ جائے اور جو دوا حکیم یا ڈاکٹر اسے بتائیں وہ اسے استعمال کرے اور اگر قے کرنے کے لیے کہیں تو قے لانے کے لیے بھی ہر تدبیر اختیار کرے یقیناً اس وقت وہ پوری صدق دلی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ کرے گا کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسی حماقت نہیں کروں گا۔ جب توفیق الہی سے اس کے اندر یہ فکر و احساس پیدا ہوتا ہے تو وہ یہ یقین و عقیدہ رکھتے ہوئے کہ میرا مالک و مولیٰ بڑا رحیم و کریم ہے معافی مانگنے پر بڑے سے بڑے گناہوں قصوروں کو وہ بڑی خوشی سے معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے معافی اور بخشش کی استدعا کرتا ہے اور اسی کو گناہ کے زہر کا علاج سمجھتا ہے نیز اس کے ساتھ وہ آئندہ کے لیے فیصلہ کرتا ہے کہ اب کبھی اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کروں گا اور کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا بس بندے کے اسی عمل کا نام استغفار اور توبہ ہے۔

توبہ و استغفار کے لغوی اور اصطلاحی معنی: توبہ کے لغوی معنی ہیں لوٹنا رجوع کرنا۔ اور استغفار کے لغوی معنی ہیں چھپانا اور اصطلاح میں توبہ کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: گنہگار کی توبہ یعنی اگر بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر رنج و ندامت اور پشیمانی کا ہونا اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے بچے رہنے کا عزم مصمم کرنا اور اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگنا جب یہ تین باتیں جمع ہوں تو وہ گنہگار کی توبہ ہے۔

دوسری صورت: نیک بندوں کی توبہ عبد و معبود کا رشتہ ہمیشہ مستحکم رہنا ضروری ہے ضروری ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ کی طرف لو لگائے رہے کسی آن اللہ سے اس کی توجہ نہ ہٹے مگر یہ دنیا غفلت کی دنیا ہے یہاں ہر وقت یہ بات ممکن نہیں بارہا اللہ سے بندے کی توجہ ہٹ جاتی ہے پس ضروری ہے کہ نیک بندے اللہ کی طرف لوٹیں اور اپنی بے توجہی کی معافی مانگیں اللہ کے نیک بندے بایں معنی بار بار اللہ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔

اور توبہ کی طرح استغفار کی بھی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کر کے اللہ سے درخواست کرے کہ وہ گناہ معاف کر کے اس کو اپنی

رحمت کے سائے میں لے لیں یہ عام لوگوں کا استغفار ہے۔

دوسری صورت: ہر بندہ ہر وقت اس کا محتاج ہے کہ اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے کسی لمحہ اللہ کی کف عنایت سے دور نہ ہو پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ الہی مجھے اپنی رحمت میں چھپا لے اللہ کے نیک بندے بایں معنی بکثرت استغفار کرتے ہیں اور وہی درحقیقت رحمت خداوندی کے زیادہ حق دار ہیں۔ (معارف الحدیث)

(۴۷) توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

(۳۴۵۹) أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ لِي مَا جَاءَ بِكَ قُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ قَالَ بَلِّغْنِي أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّهُ حَاكٌ أَوْ حَاكٌ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ قَالَ فَقُلْتُ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْهُوَى شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتِ جَهْوَرِيٍّ أَعْرَاجِيٍّ جَلْفٍ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَهْ إِنَّكَ قَدْ نُهَيْتَ عَنْ هَذَا فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَحْوِ مَنْ صَوْتِهِ هَاؤُمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقُ بِهِمْ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ قَالَ زَرُّ فَمَا بَرَحَ يُحَدِّثُنِي حَتَّى حَدَّثَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا... (الْآيَةُ)

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دریافت کیا تم کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا علم کے حصول کے لیے انہوں نے بتایا مجھے اس حدیث کا پتہ چلا ہے کہ فرشتے علم کے طلب گار کے عمل سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے کہا موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے تو کیا آپ کو اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں جب ہم سفر میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب ہم مسافر ہوں تو آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت لاحق ہو جائے تو پھر اتاریں گے لیکن پاخانہ یا پیشاب یا سونے کے بعد (وضو کرتے ہوئے انہیں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا کیا خواہش نفس کے بارے میں آپ ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ کو بلند آواز سے پکارا وہ شخص سب سے پیچھے تھا وہ ایک دیہاتی تھا جو سخت مزاج اور بدتمیز قسم کا شخص تھا۔ اس نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ اے حضرت محمد ﷺ لوگوں نے اس سے کہا چپ کرو تمہیں اس طرح (بلانے سے) منع کیا گیا ہے نبی اکرم ﷺ

نے اسے اتنی اونچی آواز میں کہا ادھر آ جاؤ اس شخص نے کہا کوئی شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جس شخص کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت صفوان ہمارے سامنے احادیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی اللہ تعالیٰ نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہے یہ توبہ کے لیے ہے یہ بند نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے جس دن تمہارے پروردگار کی ایک نشانی ظاہر ہوگی اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔

تشریح: کی حدیثوں میں چار مضمون ہیں: ① علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت ② چمڑے کے موزوں پر مسح کی مشروعیت ③ کسی سے محبت کرنے کا حکم ④ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور کی دونوں حدیثیں درحقیقت ایک ہیں پہلی روایت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ہے اور دوسری حماد بن زید کی۔ دونوں حضرت عاصم بن ابی النجود (امام القراء) سے روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے البتہ جب نزع شروع ہو جاتا ہے تو توبہ کا موقعہ نہیں رہتا اسی طرح جب قرب قیامت میں سورج مغرب سے نکل آئے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا (پس کسی بھی قصور وار کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہر گنہگار کو چاہیے کہ جلد توبہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سامنے آ کھڑی ہو پھر کف افسوس ملنے کے علاوہ چارہ نہ رہے۔

(۴۸) توبہ کب تک قبول ہوتی ہے؟

(۳۴۶۰) إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرُغْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس پر نزع کا عالم طاری نہیں ہو جاتا۔ فائدہ: موت کے وقت جب بندے کی روح جسم سے نکلے لگتی ہے تو خلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں غرغره اور اردو میں خرہ چلنا کہتے ہیں اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور امید نہیں رہتی یہ موت کی قطعی اور آخری علامت ہے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ غرغره اس کیفیت کے شروع ہونے سے پہلے پہلے بندہ اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا غرغره کی کیفیت شروع ہونے کے بعد آدمی کا رابطہ اور تعلق اس دنیا سے کٹ کر دوسرے عالم سے جڑ جاتا ہے اس لیے اس وقت اگر کوئی کافر اور منکر ایمان لائے یا کوئی نافرمان بندہ گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل قبول نہ ہوگا ایمان اور توبہ اسی وقت تک کی معتبر اور قابل قبول ہے جب تک زندگی کی آس اور امید اور موت آنکھوں کے سامنے نہ آ گئی ہو قرآن پاک میں بھی صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۴۹) توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بے حد خوشی ہوتی ہے

(۳۴۶۱) اللَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدٍ كُمْ مِنْ أَحَدٍ كُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کسی شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ سواری کو پالیتا ہے۔ تشریح: ذر تصور کیجئے اس بدو مسافر کا جو اکیلا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور راستہ بھر کے لیے کھانے پینے کا سامان اسی پر لاد کر دور دراز کے سفر پر کسی ایسے راستہ سے چلا جس میں کہیں دانہ پانی ملنے کی امید نہیں پھر اثنائے سفر میں وہ کسی دن دوپہر میں کہیں سایہ دیکھ کر اترا اور آرام کرنے کے ارادہ سے لیٹ گیا اس کے تھکے ماندے مسافر کی آنکھ لگ گئی کچھ دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اونٹنی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ غائب ہے وہ بے چارہ حیران وراسیمہ ہو کر اس کی تلاش میں دوڑا بھاگا یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت نے اس کو اب دم کر دیا اب اس نے سوچا کہ شاید میری موت اسی طرح اس جنگل بیابان میں لکھی تھی اور اب بھوک پیاس میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کے یہاں مرنا ہی میرے لیے مقدر ہے اس لیے وہ اسی سایہ کی جگہ میں مرنے کے لیے آگے پڑ گیا اور موت کا انتظار کرنے لگا اسی حالت میں اس کی آنکھ پھر چھلکی اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹنی اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اپنی جگہ کھڑی ہے ذرا اندازہ کیجئے کہ بھاگی ہوئی اور گم شدہ اونٹنی کو اس طرح اپنے پاس کھڑا دیکھ کے اس بدو کو جو مایوس ہو کر مرنے کے لیے پڑ گیا تھا کس قدر خوشی ہوگی صادق مصدوق ﷺ نے اس حدیث پاک میں قسم کھا کے فرمایا کہ خدا کی قسم بندو جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور سچے دل سے توبہ کرے اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوش ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اونٹنی کے ملنے سے ہوگی۔

بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ ”اللھم انت ربی وانا عبدک“ (خداوند اے تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی کی سرمستی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے کہا: ”اللھم انت عبدی وانا ربک“ (میرے اللہ بس تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا) آنحضرت ﷺ نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ”اخطا من شدة الفرح“ (فرط مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بے چارے کے بدو کی زبان بہک گئی) علماء و فقہاء نے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے سمجھ کر کہ اگر اس طرح کسی کی زبان بہک جائے اور اس سے کفر کا کلمہ نکل جائے تو وہ کافر نہ ہوگا، فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے۔

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے ”مدارج السالکین“ میں توبہ و استغفار ہی کے بیان میں اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کی وضاحت میں ایک عجیب غریب مضمون لکھا ہے جس کو پڑھ کر ایمانی روح وجد میں آ جاتی ہے۔ ذیل میں اس کا صرف حاصل و خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی ساری کائنات میں انسان کو خاص شرف بخشا ہے دنیا ساری چیزیں اس کے لیے پیدا کی گئیں ہیں اور اس کو اپنے معرفت اطاعت اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ساری مخلوقات کو اس لیے مسخر کیا اور اپنے فرشتوں تک کو اس کا خادم اور محافظ بنایا پھر اس کی رہنمائی کے لیے کتابیں نازل فرمائی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا پھر انہی میں سے کسی کو اپنا خلیل بنایا اور کسی کو شرف ہم کلامی بخشا اور بہت بڑی تعداد کو اپنی ولایت اور قرب خصوصی کی دولت سے نوازا۔ اور انسانوں ہی کے لیے دراصل جنت و دوزخ کو بنایا۔ الغرض دنیا اور آخرت میں عالم خلق و امر میں جو

کچھ ہے ان سب کا وہ مرکز و محور بنی نوع انسان ہی ہے۔“

(۵۰) توبہ کرو شانِ غفار ریت بخشنے کے لیے آمادہ ہے

(۳۴۶۲) اِنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَ تُوهُ الْوَفَاةُ قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَوْلَا اَنْتُمْ تَذُنُّوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُّذْنِبُوْنَ وَيَغْفِرُ لَهُمْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے تم سے ایک روایت چھپا رکھی تھی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کر دے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گناہ گار کو پسند فرماتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد کے ذریعہ گناہوں اور گناہ گاروں کی ہمت افزائی فرمائی ہے بڑی جاہلانہ غلط فہمی ہوگی انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دی جائے دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کو ظاہر کرتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے ظہور کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے اور صفت رزاقیت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے علیٰ ہذا جس طرح اللہ کی صفت ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے اس لیے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے ان میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفت مغفرت اور شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا۔

فائدہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں پھر اپنے آخری وقت میں اپنے خاص لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کر دی۔ یہی مضمون الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اس حدیث کو چھپائے رکھا اور آخر حیات میں کتمانِ علم کی وعید سے بچنے کے لیے ظاہر کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو مضمون عوام میں غلط فہمی پیدا کرے اس کو عام طور پر بیان نہیں کرنا چاہیے خواص ہی سے بیان کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کو اچھی طرح بوجھیں۔

(۵۱) بڑے سے بڑا گناہ معاف کرنا اللہ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں

(۳۴۶۳) قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی يَا اِبْنِ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ فِیْكَ وَلَا اُبَالِیْ

يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغْتَ ذُنُوبَكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَ تَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَا تَشْرِكُ بِكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے جب تک تم مجھ سے دعا مانگتے رہو گے جب تک تم مجھ سے امید رکھو گے میں تمہاری مغفرت کرتا رہوں گا خواہ تمہارا عمل جو بھی ہو میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا اے آدم کے بیٹے اگر تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا اے آدم کے بیٹے اگر تم روئے زمین جتنے گناہ لے کر میری بارگاہ میں آؤ اور پھر تم اس حالت میں میری بارگاہ میں آؤ کہ تم کسی کو میرا شریک نہ سمجھتے ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ تم سے ملوں گا۔

باب ۶۱: (۵۲) اللہ کی رحمت بے پایاں ہے

(۳۴۶۳) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاخَمُونَ بِهَا وَعِنْدَ اللَّهِ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کی ہیں ان میں سے ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ۹۹ رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔
تشریح: توبہ و استغفار بلند ترین مقام: پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مقبولین و مقربین کے مقامات میں سب سے بلند مقام عبدیت اور بندگی کا ہے۔ دراصل یہ خیال بہت ہی عامیانه اور غلط ہے کہ استغفار و توبہ عاصیوں اور گنہگاروں ہی کا کام ہے اور انہی کو اس کی ضرورت ہے واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے خاص مقرب بندے یہاں کہ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں کہ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا اس لیے وہ برابر توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اپنے ہر عمل کو حتیٰ کہ اپنی نمازوں تک کو قابل استغفار سمجھتے ہیں۔ بہر حال توبہ و استغفار عاصیوں اور گنہگاروں کے لیے مغفرت و رحمت کا ذریعہ اور مقربین و معصومین کے لیے درجات قرب و محبوبیت میں بے انتہاء ترقی کا وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم و یقین اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵۳) رحمت کی طرح عقوبت بھی بے پایاں ہے

(۳۴۶۵) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجود عذاب کا پتہ چل جائے تو اسے جنت کی امید ہی نہ رہے اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شخص جنت سے ناامید نہ ہو۔

تشریح: اللہ کی صفات غیر متناہی ہیں صفات جمال بھی اور صفات جلال بھی سورۃ الحجر (ایات ۴۹، ۵۰) ہیں:

﴿يَتَىٰ عَبْدِي أَتَىٰ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۖ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝﴾

”آپ ﷺ میرے بندوں کو آگاہ کر دیں کہ میں ہی بہت درگزر کرنے والا بے حد مہربانی کرنے والا ہوں اور یہ بھی کہ میرا ہی عذاب نہایت دردناک عذاب ہے۔“

(۵۴) رحمت الہی: غضب خداوندی پر غالب ہے

(۳۴۶۶) إِنَّ اللَّهَ حِينَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَىٰ نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست قدرت کے ذریعے اپنے اوپر یہ بات لازم کی میری رحمت میرے غضب پر غالب آجائے گی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بے پایاں ہے مگر مخلوقات کے ساتھ معاملہ کرنے میں تفضل (کمی بیشی) ہے رحمت کا برتاؤ بکثرت ہوتا ہے۔

سورة الاعراف (آیت ۱۵۶) میں ہے: ﴿قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۚ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ﴾

(۵۵) جب سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو کھل جاتا ہے

(۳۴۶۷) دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى وَهُوَ يَدْعُوا وَهُوَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا اللَّهَ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اس وقت ایک شخص وہاں نماز ادا کر رہا تھا وہ دعا مانگ رہا تھا اور دعا میں یہ پڑھ رہا تھا۔

”اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو بڑا احسان کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اے جلال

اور اکرام والے۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے اس نے کیا دعا مانگی ہے؟ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا کرتا ہے۔

(۵۶) درود و سلام کی اہمیت

(۳۴۶۸) رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىٰ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمْضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَذْرَكَ عَنْدهُ آبَاؤُهُ الْكِبَرُ فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأُظْلِنَتْهُ قَالَ

أَوْ أَحَدُهُمَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے رمضان کا مہینہ اجائے اور پھر وہ پورا گزر بھی جائے لیکن اس شخص کی مغفرت نہ ہو سکے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ کا بڑھاپا آئے اور وہ دونوں ماں باپ اسے جنت میں داخل نہ کروا سکیں (یعنی وہ ماں باپ کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے)۔

عبدالرحمن بن اسحاق نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے میرا خیال ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں ماں باپ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک۔

(۳۴۶۹) الْبَخِيلُ الَّذِي مَن ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔
تشریح: صلوٰۃ وسلام دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں جانے والی بہت اعلیٰ اور اشرف درجہ کی دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور وفا کیشی کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کے حق میں کی جاتی ہے اور اس کا حکم ہم بندوں کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں دیا گیا ہے اور بڑے پیارے اور موثر انداز میں دیا گیا ہے ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

اس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں (اور یہی آیت کا اصل موضوع اور مدعا ہے) لیکن اس خطاب اور حکم میں خاص اہمیت اور وزن پیدا کرنے کے لیے پہلے بطور تمہید فرمایا گیا ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ یعنی نبی ﷺ پر صلوٰۃ (جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے) خداوند قدوس اور اس کے پاک فرشتوں کا معمول دستور ہے تم بھی اس کو اپنا معمول بنا کے اس محبوب و مبارک عمل میں شریک ہو جاؤ۔

حکم اور خطاب کا یہ انداز قرآن پاک میں صرف صلوٰۃ وسلام کے اس حکم ہی کے لیے اختیار کیا گیا ہے دوسرے کسی اعلیٰ عمل کے لیے بھی نہیں کہا گیا کہ خدا اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو بلاشبہ صلوٰۃ وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور رسول اللہ ﷺ کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے۔

لفظ صلوٰۃ ہے جس کے معنی ہیں: غایت انعطاف یعنی آخری درجہ کا میلان میلان محسوس بھی ہوتا ہے اور معقول بھی جیسے علو (بلندی) فوقیت محسوس بھی ہوتی ہے اور معقول بھی عرش پر اللہ کی فوقیت معنوی ہے اور چھت پر زید کی فوقیت محسوس اسی طرح نماز میں بندے کا اللہ کی طرف میلان محسوس ہے رکوع وسجود اس کے پیکر ہائے محسوس ہیں اور درود شریف میں میلان معنوی ہے پھر اس میلان معنوی کی مختلف صورتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا بندوں کی طرف میلان انعام و اکرام اور الطاف و احسان ہے ملائکہ کا میلان دعائے استغفار ہے اور مؤمنین کا نبی ﷺ کی طرف میلان دعائے خاص ہے۔ احادیث میں بھی بھیجنے کے بڑے فضائل آئے ہیں اور درود نہ بھیجنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

درود و سلام کی حکمتیں:

نبی ﷺ پر درود بھیجنے میں متعدد حکمتیں:

پہلی حکمت: عقیدہ توحید کی حفاظت درود شریف دین کو تحریف سے بچاتا ہے اس سے شرک کی جڑ کٹتی ہے درود بھیجنے سے یہ بات ذہن نشین ہوتی ہے کہ سید کائنات ﷺ بھی اللہ کی رحمت و عنایت اور نظر و کرم کے محتاج ہیں اور محتاج ہستی ہے بے نیاز ذات کی شریک و سہم نہیں ہو سکتی۔

دوسری حکمت: دعاؤں میں قبولیت کی صلاحیت پیدا کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان رکی رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ آپ نبی ﷺ پر درود بھیجیں (یہ روایت پہلے حدیث ۴۹۷ آچکی ہے)۔

تیسری حکمت: نبی ﷺ سے قرب منزلت پیدا کرنا حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن مجھ سے قریب وہ امتی ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہوگا (یہ حدیث پہلے حدیث ۴۹۵ میں آچکی ہے)۔

صلوٰۃ و سلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک:

امت کے فقہاء اس پر تقریباً متفق ہیں کہ سورہ احزاب کی اس آیت کی رو سے رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہر فرد امت پر فرض ہے پھر آئمہ امت میں سے امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں کہ خاص کر ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجبات نماز میں سے ہے اگر نہ پڑھی جائے تو ان میں آئمہ کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی لیکن امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور اکثر دوسرے فقہاء رحمہم السلام کا مسلک یہ ہے کہ قعدہ میں تشہد تو بے شک واجب ہے جس کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ پر سلام بھی آجاتا ہے لیکن اس کے بعد مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض ہے یا واجب نہیں بلکہ ایک اہم اور مبارک سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص رہ جاتا ہے مگر اس اختلاف کے باوجود اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اس آیت کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض عین ہے جس طرح مثلاً آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا جس کے لیے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا ہے اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لے اور پھر اس پر قائم رہے۔

آگے بعض وہ حدیثیں آئیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آئے آپ ﷺ پر لازماً درود بھیجا جائے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بھی آئیں گی ان احادیث کی بناء پر بہت سے فقہاء اس کے بھی قائل ہیں کہ جب کوئی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا کسی دوسرے سے سنے تو اس وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے پھر ایک رائے یہ ہے کہ اگر ایک ہی نشست اور ایک ہی سلسلہ کلام میں بار بار آپ ﷺ کا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود بھیجنا واجب ہوگا اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ایک دفعہ درود پڑھنا تو واجب ہوگا اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب ہوگا اور محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۳: (۵۷) دل کی خشکی اور گناہوں کی صفائی کی دعا

(۳۴۷۰) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ الْبَارِدِ اللَّهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا

كَمَا نَقَّيْتُ الثُّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اے اللہ میرے دل کو برف اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے دھو دے اے اللہ میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کر دیتا ہے۔“

تشریح: دل پر سارے جسم کا مدار ہے حدیث میں ہے اگر یہ بوٹی سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور یہ بوٹی بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے پس قلب کی حفاظت سب سے اہم ہے اس کی ہر پریشانی کا علاج ہے اور اس کی خطاؤں سے صفائی سارے جسم کی حفاظت ہے پس یہ ایک جامع دعا ہے۔

باب ۶۴: (۵۸) دعا کا دروازہ کھلنے سے رحمت کے دروازے کھل جاتا ہیں

(۳۴۷۱) مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سِئِلَ اللَّهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ حَتَّى نَزَلَ وَهَذَا لَمْ يَنْزَلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالدُّعَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے لیے دعا کے دروازے کو کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازوں کو کھول دیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دعا اس چیز کے بارے میں بھی نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور اس چیز کے بارے میں بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل نہ ہوئی ہو اس لیے اے اللہ کے بندو تم دعا کو لازم پکڑ لو۔

(۵۹) عافیت طلبی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے

تشریح: عافیت کے معنی ہیں امراض و آفات سے حفاظت صحت و سلامتی امن و آسودگی اور خیریت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بیشک عافیت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے امراض و آفات میں مبتلا ہونے کے بعد تو سبھی دعا کرتے ہیں اور وہ دعا سودمند بھی ہوتی ہے۔

(۶۰) دعا نازل شدہ اور غیر نازل شدہ آفات میں مفید ہے

تشریح: اللہ تعالیٰ کو اگرچہ عافیت کی دعا زیادہ پسند ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امراض و آفات میں مبتلا ہونے کے بعد دعا بے سود ہے دعا بہر حال مفید ہے پس ہر حال میں دعا کرنی چاہیے بلائیں نازل ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

(۶۱) تہجد لازم پکڑو: اس میں بہت فوائد ہیں

(۳۴۷۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ ذَابُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللَّهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلْسَيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم رات کے وقت نوافل ضرور ادا کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے دور ہو جاتا ہے یہ برائیوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔

تشریح: فرائض سے اقرب سنن ماکدہ ہیں وہ فرائض کے ساتھ لاحق ہیں پھر تہجد کا مرتبہ ہے اور مذکورہ حدیث میں تہجد کے چار فوائد ذکر کئے گئے ہیں:

- ① تہجد گزشتہ امتوں کے صالحین میں معمول بہ تھی اس کی یہ قدامت اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔
- ② وہ فرائض کی طرح قرب خداوندی کا ذریعہ ہے نبی ﷺ کو مقام محمود (شفاعت کبریٰ کا مقام) اسی نماز کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

- ③ تہجد برائیوں کو مٹاتی ہے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورۃ ہود آیت ۱۱۴)
 - ④ تہجد گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ رات میں اٹھ کر نماز پڑھنا نفس کو بہت زیادہ روندتا ہے۔ (سورۃ المزمل آیت ۶)
- اور یہ حدیث جامع الدعوات میں غالباً اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تہجد کی نماز فعلی دعا ہے۔

(۶۲) اس امت کی عمریں ساٹھ تا ستر سال ہیں

(۳۴۷۳) اَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ وَأَقْلَهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کی اوسط عمریں ساٹھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی ان میں سے بہت کم لوگ اسے عبور کریں گے۔

اور حدیث کا سبق یہ ہے کہ جب آدمی ساٹھ سال پورے کر لے تو اسے آخرت کی فکر میں لگ جانا چاہیے اور جب عمر ستر سال ہو جائے تو اب ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے ہر وقت عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہیے یہی فرما لگی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع الدعوات میں یہ حدیث غالباً اسی تنبیہ کے لیے ذکر فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۵: (۶۳) ایک جامع دعا جس میں چند مفید باتیں مانگی گئی ہیں

(۳۴۷۴) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو يَقُولُ رَبِّ اَعِنِّي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْنِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ لِي الْهُدَى وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَا عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَارًا اَلَاكَ ذَكَارًا اَلَاكَ رَهَابًا اَلَاكَ مَطْوَاً اَلَاكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَاهاً مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَاجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّ دِلْسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِي.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اے میرے پروردگار تو میری اعانت کر میرے خلاف اعانت نہ کر تو میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کر میرے لیے تدبیر

کر میرے خلاف تدبیر نہ کر تو مجھے ہدایت نصیب کر ہدایت کو میرے لیے آسان کر دے جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرنا چاہتا ہو، اس کے خلاف میری مدد کر اے اللہ مجھے اپنا انتہائی شکر کرنے والا بندہ بنادے اپنا انتہائی ذکر کرنے والا اپنے سے ڈرنے والا اپنا فرمانبردار بنادے اپنے سامنے آہ وزاری کرنے والا بنادے اپنی طرف رجوع کرنے والا اور لوٹنے والا بنادے اے میرے پروردگار تو میری توبہ قبول کر لے میری برائیوں کو دھودے میری دعا کو قبول کر لے میری حجت کو ثابت کر دے میری زبان کو روک دے (یعنی اس کی حفاظت کر) میرے دل کو ہدایت نصیب کر میرے سینے سے حسد کو نکال دے۔“

(۶۴) جس نے ظالم کے لیے بددعا کی اس نے بدلہ لے لیا

(۳۴۷۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدْ انْتَصَرَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ساتھ ظلم کرنے والے کو بددعا دیدے اس نے بدلہ لے لیا۔ تشریح: یہ حدیث صحیح روایات کے خلاف ہے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے ظالموں کے لیے بددعائیں کی ہیں بلکہ قنوت نازلہ بھی پڑھی ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم کی بددعا کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کے لیے ظالم سے بدلہ لیتے ہیں۔

(۶۵) دس بار کلمہ توحید کہنے کا ثواب

(۳۴۷۶) مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَتْ لَهُ عِدَّةُ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِّنْ وَلَدٍ أَسْمَعِيلَ قَالَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

(۶۶) مروجہ بدعت نہیں اس کی اصل ہے

(۳۴۷۷) دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ نَّوَاةٍ أَسْبَحَ بِهَا فَقَالَ لَقَدْ سَبَّحْتَ بِهَذِهِ إِلَّا أَعْلَمُكَ بِأَكْثَرِهَا سَبَّحْتَ بِهِ فَقُلْتُ بَلَى عَلَّمَنِي فَقَالَ قَوْلِي سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ.

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے سامنے اس وقت چار ہزار گھٹلیاں تھیں جن پر میں تسبیح پڑھ رہی تھی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے ان سب گھٹیوں پر تسبیح پڑھی ہے؟ کیا میں تمہیں ایسی تسبیح کے

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جتنی تعداد ہے میں اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی یا کی بیان کرتی ہوں۔“

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ہاشم بن سعید کوئی ضعیف راوی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ سند معروف بھی نہیں ہے مگر ضعیف حدیث بھی بوقت ضرورت حجت ہے البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آئندہ حدیث صحیح ہے مگر اس میں گٹھلیوں وغیرہ پر گننے کا تذکرہ نہیں ہاں آگے (حدیث ۳۵۸۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث آ رہی ہے وہ حدیث ٹھیک ہے پس مروجہ تسبیح کی صحیح اصل موجود ہے۔

(۶۷) ذکر کی کشادگی بوقت جزاء اس کے معنی کے بقدر ہوتی ہے

(٣٣٤٨) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا قَرِيبًا مِّنْ نِّصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَلَا اَعْلَمُكِ كَلِمَاتٍ تَقْوُلِيْنَهَا سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زينة عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ .

ترجمہ: حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت اپنی نماز پر موجود تھیں پھر وہ دوپہر کے وقت نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان سے دریافت کیا کیا تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو؟ تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جنہیں (تم پڑھ لیا کرو)۔

”میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے کلمات کی سیاہی ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔“

(۶۸) اللہ کے در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا

(۳۴۷۹) قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرَدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ حی ہے اور کریم ہے وہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہاتھ اس کی بارگاہ میں اٹھائے تو وہ ان دونوں ہاتھوں کو خالی اور نامراد واپس کر دے۔

(۶۹) تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے

(۳۴۸۰) أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأَصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا أَحَدًا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے دعا مانگ رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک کے ذریعے ایک کے ذریعے (اشارہ کرو)۔

احادیث شتی

أَحَادِيثُ شَتَّى مِنْ أَبْوَابِ الدَّعَوَاتِ

ابواب الدعوات کی کچھ متفرق حدیثیں رہ گئی ہیں اب ان کو ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگنا

(۳۴۸۱) قَالَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ اسْأَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ حَيًّا مِّنَ الْعَافِيَةِ.

ترجمہ: معاذ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے پھر انہوں نے بتایا گزشتہ سال نبی اکرم ﷺ اس منبر پر کھڑے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ رو پڑے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگو کسی بھی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر اور کوئی چیز نہیں دی گئی۔

(۲) گرسد بار تو بہ شکستی باز آ

(۳۴۸۲) مَا أَصَرَ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مغفرت طلب کرے اس نے گویا گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ ایسا کرے۔

(۳) نیا لباس پہننے کی دعا

(۳۴۸۳) لَيْسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَآتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدًا إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَآتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدًا إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنْفِ اللَّهِ وَفِي حِفْظِ اللَّهِ وَفِي سِتْرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے تو یہ دعا مانگی ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے پہننے کے لیے کپڑے دیئے ہیں جن کی مدد سے میں اپنا ستر چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جس کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پرانے کپڑے صدقہ کر دیئے اور پھر یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص نئے کپڑے پہن کر یہ دعا مانگے۔

”ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے پہننے کے لیے کپڑے دیئے ہیں جن کے ذریعے میں اپنا ستر چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جس کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔ پھر وہ شخص اپنے پرانے کپڑوں کو صدقہ کر دے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس کی پناہ اور پردے میں رہے گا زندگی کے دوران بھی اور مرنے کے بعد بھی۔“

لباس بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور کھانے پینے ہی کی طرح انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نیا کپڑا نصیب فرمائے اور وہ اس کو زیب تن کرے تو اللہ تعالیٰ کے احسان کے استحضار کے ساتھ اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے اور جو پہنا ہوا کپڑا اس نے پرانا کر کے اتارا ہے اس کو صدقہ کر دے آپ ﷺ نے بشارت دی کہ ایسا کرنے والے بندے کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پردہ داری نصیب رہے گی۔

(۴) نماز فجر کے بعد سے اشراق تک مسجد میں رکا رہنا روزمرہ کا اعتکاف ہے

(۳۴۸۴) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قَبِيلَ نَجْدٍ فَعَنِيْمُوا غَنَائِمَ كَثِيرَةً وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ لَمَّا يَخْرُجْ مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ غَنِيمَةً مِنْ هَذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا أَدْلُكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلُ غَنِيمَةً وَأَسْرَعَ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوا يَدُ كُرُونِ اللَّهِ حَتَّى طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ أُولَئِكَ أَسْرَعَ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ غَنِيمَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے نجد کی جانب ایک مہم روانہ کی ان لوگوں کو بہت سا مال غنیمت ملا وہ لوگ جلدی واپس آ گئے ایک ایسا شخص جو اس مہم میں شریک نہیں تھا وہ یہ بولا میں نے ایسی کوئی مہم نہیں دیکھی جو ان لوگوں سے زیادہ جلدی واپس آئی ہو اور جسے ان سے زیادہ مال غنیمت ملا ہو تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی ان لوگوں کی طرف کروں جنہیں زیادہ غنیمت حاصل ہوتی ہے اور وہ زیادہ جلدی واپس آتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز باجماعت میں شریک ہوتے ہیں اس کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا

ذکر کرتے رہتے ہیں یہ لوگ جلدی واپس آ جاتے ہیں اور انہیں مال غنیمت بھی زیادہ ملتا ہے۔
تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے حماد بن ابی حمید جس کو محمد بن ابی حمید اور ابراہیم انصاری مدنی بھی کہتے ہیں ضعیف راوی ہے۔

(۵) دوسرے سے دعا کے لیے کہنا

(۳۲۸۵) أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ أَمَى أُخِي أَشْرِكُنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھنا ہمیں بھول نہ جانا۔

(۶) قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعا

(۳۲۸۶) أَن مَّكَاتَبًا جَاءَهُ فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِيتِي قَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ صِيدٍ دَيْنًا أَدَاكَ اللَّهُ عَنْكَ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: ابو وائل بیان کرتے ہیں ایک مکاتب غلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میں اپنی کتابت کا معاوضہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہوں آپ میری مدد کیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جو آپ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے اگر تم پر شیر پہاڑ جتنا قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہ بھی ادا کر دے گا پھر انہوں نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

”اے اللہ مجھے حلال رزق عطا کر دے میری ضروریات پوری کر دے اور مجھے حرام سے بچا اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے علاوہ ہر ایک شے سے بے نیاز کر دے۔“

تشریح: ”مکاتب“ اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے آقا نے اس کے بارے میں طے کر دیا ہو کہ تم اتنی رقم ادا کرو تو آزاد ہو ایسا غلام جب وہ معینہ رقم ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اسی طرح کا کوئی بیچارہ مکاتب آیا تھا جو زر کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت رقم سے تو اس کی کوئی مدد نہیں کر سکے لیکن اسی مقصد کے لیے ایک خاص دعا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو تعلیم فرمادی جو رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی معلوم ہوا کہ ضرورت مند سائل کی اگر روپیہ پیسہ سے کسی وقت مدد نہ کی جاسکے تو اس کو اس طرح کی دعا ہی کی طرف رہنمائی کر دی جائے یہ بھی اعانت اور خدمت کی ایک صورت ہے۔

فِي دُعَاءِ الْمَرِيضِ

باب ۶۶: (۷) بیمار کے لیے دعا

(۳۲۸۷) كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرْحَمْنِي وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَأَرْغَمْنِي وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ قُلْتُ قَالَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ قَالَ فَصَرَبَهُ بِرَجْلِهِ

فَقَالَ اللَّهُمَّ عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ شُعْبَةً الشَّكِّ فَمَا اشْتَكَيتُ وَجَعِي بَعْدُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بیمار ہو گیا نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت یہ کہہ رہا تھا۔
”اے اللہ! اگر میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے تو مجھے راحت دیدے (یعنی موت دیدے) اور اگر ابھی آخری وقت میں دیر ہے تو پھر مجھے ٹھیک کر دے اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب کر۔“

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے کیا کہا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ کلمات دوبارہ دہرائے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاؤں کے ذریعے مارا اور پھر فرمایا: اے اللہ! اسے عافیت نصیب کر (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اسے شفا نصیب کر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

(۳۴۸۸) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَادَ مَرِيضًا قَالَ اللَّهُمَّ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ فَإِنَّ الشَّافِيَ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی بیماری کی عیادت کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:
”اے تمام لوگوں کے پروردگار اس سے تکلیف کو دور کر دے تو شفا عطا کر دے تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے شفا صرف وہی ہے جو تو عطا کرے ایسی شفا عطا کر دے جو بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔“

فِي دُعَاءِ الْوُتْرِ

باب ۶۷: (۸) وتر کی نماز کی دعا

(۳۴۸۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي وَتْرِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ وتر نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:
”اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری ثناء نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے۔“
فائدہ: ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا وتر کے آخر میں کرتے تھے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے جب آپ ﷺ وتروں سے فارغ ہو جاتے تھے اور بستر پر لیٹتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے اور مسلم شریف (حدیث ۴۸۶ کتاب الصلاة ۴۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کرتے تھے بہر حال یہ قیمتی دعا ہے۔

بَابُ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَعَوُّذِهِ فِي دُبُرِكُلِّ صَلَاةٍ

باب ۶۸:

(۳۴۹۰) كَانَ سَعْدُ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمَكْتَبُ الْغُلَامَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَ دُبُرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْدَلِ الْعُمَرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو یہ کلمات پڑھنے کے لیے سکھایا کرتے تھے اسی طرح جیسے استاد بچوں کو سبق سکھاتا ہے وہ یہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگتے تھے۔

”اے اللہ میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں سٹھیا جانے والی عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

اس دعا کی جامعیت ظاہر ہے مندرجہ بالا سب ہی دعاؤں کا خاص قابل غور پہلو یہ ہے۔ کہ ہر دعا میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پیش کیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں تیرا محتاج ہوں خود عاجز اور بے بس ہوں یہاں تک کہ اپنے ظاہر و باطن اور زبان و قلب پر بھی میرا اختیار اور قابو نہیں اپنے اخلاق و جذبات اور اعمال احوال کی اصلاح میں بھی تیری نظر کرم کا محتاج ہوں میری صحت اور بیماری بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے دشمنوں اور بدخواہوں کے شر سے تو ہی میری حفاظت فرما سکتا ہے میں اس معاملہ میں بھی عاجز و بے بس ہوں تو کریم رب اور داتا ہے اور سائل و منگتا ہوں۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا کمال عبدیت ہے اور بلاشبہ یہ کمال آپ ﷺ پر ختم ہے اور یہ دوسرے تمام کمالات سے بالاتر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

(۹) نمازوں کے بعد نبی ﷺ کے اذکار اور پناہ طلبی

(۳۴۹۱) أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَى أَوْ قَالَ حَصَى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذَلِكَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ.

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک خاتون کے ہاں گئے اس خاتون کے سامنے گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کنکریاں رکھی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان بھی ہو اور زیادہ فضیلت والی بھی ہو

(تم یہ پڑھو) میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اس نے آسمانوں میں پیدا کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا میں اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتی ہوں اور اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے لیے حمد بیان کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور میں یہ کلمہ بھی اتنی ہی مرتبہ پڑھتی ہوں۔

(۳۴۹۲) مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ فِيهِ إِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِي سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روزانہ جب صبح ہوتی ہے تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے۔

”پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے ہر عیب سے پاک ہے۔“

نماز کے بعد استعاذہ اور نماز کے بعد اذکار۔

فائدہ: اس حدیث سے تقریر نبوی کی وجہ سے مروجہ تسبیح کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ مسئلہ پہلے عقد التبیح بالید میں آچکا ہے۔

فِي دُعَاءِ الْحِفْظِ

باب ۶۹: (۱۰) حفظ قرآن کی دعا

(۳۴۹۳) أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ تَفَلَّتْ هَذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِي فَمَا أَجِدُنِي أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِي صَدْرِكَ قَالَ أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّمَنِي قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُومَ فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ وَاللَّعْنُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ أَخِي يَعْقُوبُ لِبَيْنِيهِ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي يَقُولُ حَتَّى تَأْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي وَسْطِهَا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِي أَوَّلِهَا فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ يَاسَ وَفِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَلَحْمِ الدُّخَانِ وَفِي الرُّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْم تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ وَفِي الرُّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفْضَلُ فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشْهِيدِ فَاحْمَدِ اللَّهَ وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللَّهِ وَصَلِّ عَلَى وَ أَحْسِنِ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تُخَوِّنْكَ الَّذِينَ سَبَقُوكَ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ قُلْ فِي آخِرِ ذَلِكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَغْنِيَنِي وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ قِيمًا يُرْضِيكَ عَنِّي اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الْبَتَّى لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الْبَتَّى لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ

يَا اللَّهُ يَا زُحْنُ بِجَلَالِكَ وَنُورٍ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تُشَرِّحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تُغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يَعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ يَا أَبَا الْحَسَنِ تَفْعَلْ ذَلِكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تُحِبُّ بِإِذْنِ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللَّهِ مَا لَيْتَ عَلَيَّ إِلَّا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مِثْلِ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي كُنْتُ قِيمًا خَلَا لَا اخْذُ إِلَّا أَرْبَعَ آيَاتٍ أَوْ نَحْوَهُنَّ فَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلَى نَفْسِي تَفَلَّتَنُ وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً وَنَحْوَهَا فَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلَى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللَّهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَإِذَا رَدَّدْتُهُ تَفَلَّتَنُ وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الْإِحَادِيثَ فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ مُؤْمِنٌ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ أَبُو الْحَسَنِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب آپ ﷺ کے پاس آئے اور بولے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے مجھ سے یہ یاد نہیں رکھا جاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسن میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو نفع دے گا جس کو تم یہ کلمات سکھاؤ گے اور تم جو کچھ سیکھو گے اللہ تعالیٰ اسے تمہارے سینے میں محفوظ رکھے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ آپ ﷺ مجھے اس کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے تو رات کے آخری حصے میں نوافل ادا کرو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور جس میں کی گئی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

”میرے بھائی (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں سے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے) میں عنقریب تمہارے لیے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کروں گا۔“

ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب جمعہ کی رات آئے گی تو (تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا) اگر تم یہ نہ کر سکتے: دو پھر رات کے درمیانی حصہ میں نفل ادا کرو اگر یہ بھی نہ کر سکتے ہو تو رات کے ابتدائی حصہ میں ادا کرو تم چار رکعات ادا کرو جن میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ یسین پڑھو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ حم دھان پڑھو تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ الم تنزیل پڑھو چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملک پڑھو جب تم تشہد پڑھ کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے حمد بیان کرو مجھ پر درود بھیجو اور اچھے طریقے سے درود بھیجو تمام انبیاء علیہم السلام پر بھی درود بھیجو تمام مومن مردوں اور خواتین کے لیے مغفرت طلب کرو تمہارے وہ بھائی جو تم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں ان کے لیے دعا کرو پھر آخر میں یہ دعا مانگو۔

”اے اللہ! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا اس وقت تک مجھ پر یہ رحم کر کہ میں گناہوں کو چھوڑ دوں اور مجھ پر یہ رحم کر کہ میں ہر وہ چیز ترک کر دوں جو میرے لیے لایعنی ہو تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس چیز کے بارے میں غور و فکر کروں جو تجھے مجھ

سے راضی کر دے اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے جلال و اکرام کے مالک اے اس عزت کے مالک جو حاصل نہیں کی جاسکتی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کے قابل کر دے بالکل اسی طرح جیسے تو نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے اور تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس کتاب کو اسی طرح تلاوت کروں جس طریقے سے تلاوت تجھے مجھ سے راضی کر دے اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے جلال و اکرام والے اے اس عزت والے جسے حاصل نہیں کیا جاسکتا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے رحمن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو اپنی کتاب کے ذریعے میری بصارت کو منور کر دے تو اپنی کتاب میری زبان پر جاری کر دے اس کے ذریعے میرے دل کو کشادہ کر دے میرے سینے کو کھلا کر دے میرے بدن کو اس پر عمل کی توفیق دے کیونکہ حق کے بارے میں تیرے علاوہ اور کوئی میری مدد نہیں کر سکتا اور یہ سب کچھ صرف تو ہی دے سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالیٰ جو عظیم اور بزرگ و برتر ہے۔“

پھر (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا)

”اے ابوالحسن تم یہ عمل تین ہفتے پانچ ہفتے یا سات ہفتے کرو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہاری دعا قبول ہوگی جس ذات نے مجھے حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اس کی قسم اسے کرنے والا کوئی بھی مومن شخص محروم نہیں رہے گا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم پانچ یا شاید سات ہفتے گزرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح ایک محفل میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ پہلے یہ حالت ہوتی تھی کہ مجھے صرف چار آیات ہی یاد ہوتی تھیں اور انہیں بھی جب پڑھنے لگتا تھا تو بھول جاتا تھا اب میں چالیس آیات یاد کر لیتا ہوں اور جب انہیں زبانی دہراتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے پہلے میں کوئی بات سنتا تھا اور جب اسے دہراتا تھا تو وہ بات بھول جاتی تھی اور اب میری حالت یہ ہے کہ میں کئی باتیں سنتا ہوں اور جب انہیں بیان کرتا ہوں تو اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا (راوی بیان کرتے ہیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوالحسن رب کعبہ کی قسم (تم) مومن ہو۔“

حدیث کا حال: ولید بن مسلم قرشی دمشقی سے آخر تک حدیث کی یہی سند ہے اس لیے حدیث غریب بمعنی تفرد اسناد ہے اور سند فی نفسہ حسن ہے مگر یہ امام ترمذی رضی اللہ عنہ کا حسن ہے جو فن کے حسن سے فروتر ہوتا ہے کیونکہ ولید تدلیس التزویر کیا کرتے تھے اور یہ حدیث مستدرک حاکم (۳۱۶/۱) میں بھی ہے اور حاکم نے اس کو علی شرط الشیخین قرار دیا ہے مگر ذہبی نے اس پر سخت اعتراض کیا ہے اور حدیث کو منکر و شاذ قرار دیا ہے بلکہ فرمایا ہے مجھے ڈر ہے کہ حدیث موضوع ہو۔

فِي إِنْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

باب ۷۰: (۱۱) دعا کے بعد کشادگی کا انتظار کرنا

(۳۴۹۴) سَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ إِنْتِظَارُ الْفَرَجِ.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے کچھ مانگا جائے اور سب سے بہترین عبادت فراخی کا انتظار کرنا ہے۔

عرض: مایوسی قبولیت دعا کا استحقاق کھودیتی ہے پس بندے کو چاہیے کہ مسلسل مانگتا رہے اور یقین رکھے کہ رحمت حق دیرسویر ضرور متوجہ ہوگی کیونکہ برا بیخنتہ کرنے والی کامل توجہ نزول رحمت میں عبادت سے زیادہ کارگر ہے یعنی بندگی بھی باعث رحمت ہے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی و لاچاری اور محتاجی و مسکینی کا پورا پورا اظہار دریائے رحمت کو موجزن کر دیتا ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے حماد بن واقد عیسیٰ ابوعمار صفار بصری ضعیف راوی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے ترمذی میں اس کی یہی ایک روایت ہے۔

(۱۲) کاہلی بے بسی بخلی سٹھیا جانے اور عذاب قبر سے پناہ طلب کرنا

(۳۴۹۵) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں کاہلی عاجز ہونے اور کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۳۴۹۶) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

تَرْجَمَتُہَا: آپ ﷺ بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے بھی پناہ مانگا کرتے تھے۔

(۱۳) گناہ کی دعا کے علاوہ ہر دعا قبول ہوتی ہے

(۳۴۹۷) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللَّهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ الشَّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَجِمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ إِذَا نُكِّثُ قَالَ اللَّهُ أَكْثَرُ.

تَرْجَمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے روئے زمین پر موجود جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کر دیتا ہے یا پھر اس شخص سے (اس سوال) کی مانند کسی برائی کو دور کر دیتا ہے جب تک بندہ کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی پھر تو ہمیں زیادہ دعا مانگنی چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

(۱۴) سونے کے وقت کی دعا

(۳۴۹۸) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَصُوتْكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اصْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْبَسْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَمْنٌ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مِتَّ فِي لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَرَدَّدُوهُمْ لَا سِتْدَ كِرَاهٍ فَقُلْتُ أَمْنٌ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَقَالَ قُلِ

أَمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو پہلے نماز کے وضو کا سا وضو کر لو اور پھر دائیں پہلو کی طرف لیٹو اور یہ پڑھو:

”اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری بارگاہ میں جھکا دیا میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا میں نے تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے اپنی پشت تیری طرف پناہ کے لیے لگا دی تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور کوئی جائے نجات نہیں ہے صرف تیری ہی ذات ایسی ہے جس سے پناہ مانگی حاصل کی جاسکتی ہے میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا ہے اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے اگر تو مجھے اسی رات میں موت دے دے تو مجھے دین اسلام پر موت دینا حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ان کلمات کو دہرایا تا کہ انہیں اچھی طرح یاد کر لوں تو میں نے یہ پڑھ دیا۔ میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہو میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے۔“

تشریح: اس دعا میں اللہ پر اعتماد اور تسلیم و تقویٰ کی روح بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی ایمان کی تجدید بھی ہے اس مضمون کے لیے دنیا کا بڑے سے بڑا ادیب بھی اس سے بہتر الفاظ تلاش نہیں کر سکتا بلاشبہ یہ دعا بھی رسول اللہ کی معجزانہ دعاؤں میں سے ہے۔ نیند ایک طرح کی موت ہے سونے والا مردے کی طرح ہر چیز سے بے خبر ہو جاتا ہے اور کبھی آدمی سوتے ہوئے مر بھی جاتا ہے اس لیے یہ دعا تلقین فرمائی پھر اگر سوتے ہوئے موت آگئی تو وہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا۔

(۱۵) صبح و شام سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھنا ہر چیز کے لیے کافی ہے

(٣٣٩٩) خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ وَظُلُمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيَ لَنَا قَالَ فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا أَقُولُ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُنْسَى وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.

ترجمہ: معاذ بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ رات کے وقت جب بارش ہو رہی تھی اور تاریکی بہت زیادہ تھی ہم نبی اکرم ﷺ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھا دیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو تو میں نے کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے عرض کی کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھو (یعنی سورہ اخلاص سورہ فلق سورہ ناس پڑھا کرو)۔

اس وقت جب شام ہو اور اس وقت جب صبح ہو یہ تین مرتبہ پڑھو یہ تمہارے لیے بر چیز سے کافی ہوں گی۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابوداؤد کی روایت میں آئی ہے حضرت عقبہ بن النضرؓ بن عامر کہتے ہیں میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جحفۃ اور ابواء کے درمیان سخت آندھی آئی اور سخت اندھیری چھا گئی رسول اللہ ﷺ معوذتین پڑھ کر پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ تم بھی یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ طلب کرو کسی بھی پناہ طلب کرنے والے نے ان کے مثل پناہ طلب

نہیں کی یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لیے کوئی دعا ایسی نہیں جو ان دونوں سورتوں کے مثل ہو یہ دونوں سورتیں پناہ طلبی کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔ لہذا جب بھی کسی مصیبت اور خطرے کا سامنا ہو تو سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے، ان سے بہتر بلکہ ان جیسا بھی کوئی دوسرا تعوذ نہیں۔

باب ۷۱: (۱۶) میزبان کے لئے کیا دعا کرے؟

(۳۵۰۰) نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى بِشْتَرٍ فَكَانَ يَأْكُلُ وَيُلْقِي النَّوَى بِأَصْبَعَيْهِ جَمَعَ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى قَالَ شُعْبَةُ وَهُوَ ظَنِّي فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَالْقَى النَّوَى بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ ثُمَّ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَأَوَّلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ فَقَالَ ابْنِي وَأَخَذَ بِلِجَامِهِ دَابَّتِيهِ ادْعُ لَنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ قِيَمَارَ رَزَقْتَهُمْ وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے والد کے ہاں پڑاؤ کیا ہم نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا آپ ﷺ نے اسے کھالیا پھر کھجوریں لائی گئیں آپ ﷺ انہیں کھانے لگے اور گٹھلیاں اپنی ان دو انگلیوں میں رکھنے لگے (یہاں راوی نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کا ذکر کیا ہے)۔

شعبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اپنی انہی دو انگلیوں میں آپ ﷺ نے انہیں رکھا تھا اور مجھے امید ہے کہ یہ خیال ٹھیک ہوگا (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر مشروب لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے پی لیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب لیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب اس شخص کی طرف بڑھایا جو آپ ﷺ کے دائیں طرف موجود تھا راوی بیان کرتے ہیں (جب آپ ﷺ روانہ ہونے لگے) تو میرے والد نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھام کر عرض کی آپ ﷺ ہمارے لیے دعا کیجئے۔ (تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی) ”اے اللہ! تو انہیں رزق عطاء کرتا ہے اس میں انہیں برکت نصیب فرما ان کی مغفرت کر دے اور ان پر رحم کر۔“

تشریح: اور ابوداؤد میں روایت ہے۔

(۱۷) ایک خاص استغفار کا عظیم ثواب

(۳۵۰۱) مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ كَانَ فَرَمِنْ الزَّخْفِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے:

”میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے وہ زندہ ہے اور قیوم ہے میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اس کی بخشش ہو جائے گی اگرچہ اس نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کی ہو۔

تشوینج: میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے مگر استغفار کے یہ کلمات ایسے سنگین گناہ کو بھی دھو ڈالتے ہیں۔

(۱۸) دعائیں توسل کا ذکر

(۳۵۰۲) اَنَّ رَجُلًا ضَرِيَ الْبَصَرُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللهَ اَنْ يُعَافِيَنِي قَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَاَدْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَاَتُوَجِّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَى رَبِّيْ فِي حَاجَتِيْ هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِيْ.

ترجمہ: ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت نصیب کرے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تم اس پر صبر کرو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا انہوں نے عرض کی آپ ﷺ میرے لیے دعا کریں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگیں۔

”اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر لے۔“

توسل کی صورتیں ہیں: پہلی صورت: اپنے کسی نیک عمل کو دعا میں پیش کر کے اس کی برکت سے کشادگی کا خواہاں ہونا یہ بالاجماع جائز ہے اور دلیل ان تین شخصوں کی روایت ہے جو کسی غار میں پھنس گئے تھے پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے نیک عمل کے ذریعہ دعا کی تھی اور اللہ نے ان کی دعائیں قبول فرمائی تھیں۔ (بخاری حدیث ۵۹۷۳ کتاب الادب، ۵)

دوسری صورت: کسی زندہ نیک آدمی کے ساتھ تعلق کو پیش کر کے دعا کرنا اور قبولیت کی امید رکھنا یہ بھی بالاتفاق جائز ہے اور دلیل کی حدیث ہے ایک نابینا شخص نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ ﷺ کے توسل سے دعا کی ہے، اور وہ قبول ہوئی ہے اور لوگ اس صورت کے جواز کے لیے بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَنَا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنا ﷺ فَاسْتَسْقِينَا. (بخاری حدیث ۱۰۱۰ کتاب الاستسقاء)

”اے اللہ ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے۔“

عام الرمادہ: قحط کا سال ۱۸ھ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیا تھا اور جس میں بڑی ہلاکت ہوئی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل کیا تھا نبی ﷺ کا توسل نہیں کیا تھا فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَنَا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنا ﷺ فَاسْتَسْقِينَا: وَاَنَا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمْرِ نَبِيِّنا فَاسْتَسْقِينَا فَيَسْقُون.

اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے اور (اب) ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کا توسل کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔ چنانچہ وہ بارش دیئے گئے اگر وفات کے بعد بھی نبی ﷺ کا توسل جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا

توسل کیوں کرتے؟

(۱۹) قبولیت دعا کا ایک خاص وقت

(۳۵۰۳) اقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِنْ يَدِ كُرِّ اللَّهِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اگر تم اس وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہو تو ایسا کرو۔

تشریح: قبولیت دعا کے کچھ خاص اوقات و احوال ہیں ان میں سے ایک وقت وہ ہے جو مذکورہ حدیث میں آیا ہے۔

(۲۰) قبولیت دعا کا دوسرا خاص وقت

(۳۵۰۴) إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ عَبْدِي كُلَّ عَبْدِي الَّذِي يَدُ كُرْنِي وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنُهُ يَغْنِي عِنْدَ الْقِتَالِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں میرا بندہ وہ ہے جو مجھے اس وقت یاد کرے جب وہ جنگ کرنے لگے (راوی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد قتال ہے۔

فائدہ: مختلف روایتوں میں دعا کی قبولیت کے جو خاص اوقات و احوال آئے ہیں وہ یہ ہیں: ① فرض نمازوں کے بعد ② ختم قرآن کے بعد ③ اذان و اقامت کے درمیانی وقفہ میں ④ میدان جہاد میں بوقت جنگ ⑤ بارانِ رحمت کے نزول کے وقت ⑥ جس وقت کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑے ⑦ بیابان میں نماز پڑھ کر جہاں اللہ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو ⑧ میدان کارزار میں جب کمزور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو ⑨ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جائے ⑩ شب قدر میں ⑪ عرفہ کے دن میدان عرفات میں ⑫ جمعہ کی ساعتِ مرجوہ میں ⑬ بوقت افطار ⑭ سفر حج میں ⑮ سفر جہاد میں ⑯ بیماری کی حالت میں ⑰ مسافری کی حالت میں۔

فِي فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

باب ۷۲: (۲۱) حوقلہ جنت کا ایک دروازہ ہے

(۳۵۰۵) أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَصَرَّيْنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

ترجمہ: قیس بن سعد بیان کرتے ہیں ان کے والد نے انہیں نبی اکرم ﷺ کے سپرد کیا تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کریں وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کے ذریعے مجھے مارا اور فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی جنت کے ایک دروازے کی طرف نہ کروں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے

فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا۔

(۳۵۰۶) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَا نَهَضَ مَلَكٌ مِّنَ الْأَرْضِ حَتَّى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

ترجمہ: صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں زمین سے جو بھی فرشتہ اوپر جاتا ہے وہ پڑھتا ہے:

لا حول ولا قوة الا بالله. (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا)۔

اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی کام کے لیے سعی و حرکت اور اس کو کرنے کی قوت و طاقت اور کسی بھی گناہ سے باز آنا بس اللہ ہی کی مدد و توفیق سے ہو سکتا ہے کوئی بندہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا اور نماز کے بعد اس تعلیم میں اشارہ ہے کہ طاعات کے بعد خاص طور پر اپنی بے بسی کا اعتراف کیا جائے اور اللہ کی توفیق کا شکر بجالایا جائے۔

باب ۷۳: (۲۲) تسبیحات گناذ کر میں معاون ہوتا ہے

(۳۵۰۷) قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَثْمَلِ فَإِنَّهُنَّ مَسِيُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِينَ الرَّحْمَةَ.

ترجمہ: حضرت میسرہ بن النعمان جو مہاجر خواتین میں سے ہیں وہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم خواتین تسبیح تہلیل اور تقدیس پڑھا کرو تم اپنی انگلیوں کے پوروں پر انہیں گنا کرو کیونکہ (قیامت کے دن ان تسبیحات سے) سوال کیا جائے گا کہ تمہیں کس نے پڑھا تھا؟ اور یہ جواب دیں گی (اے خواتین) تم غافل نہ ہونا کیونکہ (اس صورت میں) تم رحمت کو بھول جاؤ گی۔

تجربہ شاہد ہے کہ اگر اذکار گنے نہ جائیں تو تھوڑی دیر میں زبان رک جاتی ہے اور عقد انا مل یا تسبیح وغیرہ کسی بھی چیز سے گنے جائیں تو ذکر کا سلسلہ دیر تک چلتا رہتا ہے بلکہ تسبیح تو مذکر (یا ددلانے والی) ہے جب تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے تو زبان خود بخود ذکر کرنے لگتی ہے حدیث میں اذکار کو گننے کا حکم دیا ہے۔

باب ۷۴: (۲۳) جہاد کے موقعہ پر دعا

(۳۵۰۸) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أَقَاتِلُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب جنگ کرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے۔

”اے اللہ! تو ہی میرا سہارا ہے تو ہی میرا مددگار ہے میں تیری مدد سے ہی جنگ میں حصہ لے رہا ہوں۔“

یہاں امت سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص صفت اور کیفیت ہے جو اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے مختصر لفظوں میں اس کو بندگی کی ذمہ داریوں کے احساس سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مومن کی خاص پونجی اس کی یہ صفت امانت اور اس کا دین اور دینی اعمال ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ لشکر کو رخصت کرتے وقت مجاہدین کی ان چیزوں کو خاص طور سے اللہ کی سپردگی میں دیتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ وہ ان کی حفاظت فرمائے اسی طرح کسی شخص کو رخصت کرتے وقت بھی آپ ﷺ کا معمول یہی تھا کہ آپ ﷺ اس کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیتے اور فرماتے:

استودع الله دينك وامانتك و آخر عملك.

”تمہارے دین تمہارے امانت اور خاتمہ والے اعمال کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ ان کی حفاظت فرمائے۔“

باب ۷۵: (۲۴) دعا کلمہ توحید سے شروع کی جائے

(۳۵۰۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن مانگی جانے والی دعا ہے اور سب سے بہترین جملہ وہ ہے جو میں نے بھی پڑھا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے بھی پڑھا۔

”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ لا الہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

(۲۵) باطن کی اصلاح اور مال و اہل و اولاد کے لیے دعا

(۳۵۱۰) عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ سِرِّي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ پڑھا کرو:

”اے اللہ تو میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو نیک کر دے اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو نے لوگوں کو جو مال اہل اور اولاد عطاء کی ہے ان میں سے صالح مجھے بھی عطاء کراے جو نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کریں۔“

تشریح: اس دعا کا پہلا جز یہ ہے کہ اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ میرا ظاہر بھی صالح ہو اور میرا باطن بھی صالح ہو اور باطن کی حالت ظاہر سے بھی بہتر ہو اور دوسرا جز یہ ہے کہ میرے اہل خانہ اور میری اولاد اور میرا مال و منال یہ سب بھی صالح ہوں نہ خود ان میں ضلال و فساد ہو نہ دوسروں میں باعث ضلال و فساد بنیں۔

سورۃ الفرقان (آیت ۷۴) میں رخصت کے خاص بندوں کی یہ دعا آئی ہے اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارا پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یعنی جیسے خود دین کے سچے عاشق ہیں چاہتے ہیں کہ اہل و عیال بھی ایسے ہی دیندار ہوں تاکہ ان کو دیکھ کر راحت و سرور حاصل ہو۔

(۲۶) دل کو دین پر مضبوط رکھنے کی دعا

(۳۵۱۱) دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَابَةَ وَهُوَ يَقُولُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

ترجمہ: عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں زانو پر رکھا ہوا تھا اور اپنا دایاں ہاتھ دایں زانو پر رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو بند کیا ہوا تھا اور شہادت کی انگلی کو کھولا ہوا تھا اور یہ پڑھ رہے تھے۔ اے دلوں کے پھیرنے والی ذات تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

باب ۷۶: (۲۷) ہر قسم کے درد کی دعا

(۳۵۱۲) قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ إِذَا اشْتَغَيْتَ فَضْعَ يَدِكَ حَيْثُ تَشْتَكِي ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعٍ هَذَا ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ أَعِدْ ذَلِكَ وَتَرَا فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِذَلِكَ.

ترجمہ: محمد بن سالم بیان کرتے ہیں ثابت بنانی نے مجھ سے کہا اے محمد جب تم بیمار ہو جاؤ تو اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھو جہاں تکلیف ہو اور پھر یہ پڑھو۔

”اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو مجھے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔“

پھر انہوں نے فرمایا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ اور دوبارہ یہی عمل کرو ایسا طاق تعداد میں کرو کیونکہ حضرت انس بن مالک نے مجھے یہ بات بتائی ہے آپ ﷺ نے انہیں یہ (عمل کرنے کے لیے) فرمایا تھا۔

باب ۷۷: (۲۸) غروب کے وقت کی دعا

(۳۵۱۳) عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ هَذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَايِكَ وَحُضُورُ صَلَوَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ دعا تعلیم کی تھی آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا تم یہ پڑھا کرو۔ ”اے اللہ یہ تیری رات آگئی ہے اور تیرا دن رخصت ہو گیا یہ تجھے پکارنے والوں کی آواز (سننے کا وقت) ہے اور تیری نماز میں حاضر ہونے کا وقت ہے میں تجھ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے۔“

۲۹۔ اخلاص سے کلمہ طیبہ کہنے کی فضیلت

(۳۵۱۴) مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكِبَائِرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص پورے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ۔ پڑھتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے (یہ اس وقت ہوتا ہے) جب وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ۔ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اللہ کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں یہ کلمہ سیدھا اللہ کے پاس پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے دوسرے کلموں کے مقابلے میں اس کلمہ کی یہ ایک مخصوص فضیلت اور خصوصیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجتہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں بہت سے خواص ہیں پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کر دیتا ہے دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی کو بھی ختم کرتا ہے اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفت الہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصول معرفت اور قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے

۳۰۔ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے پناہ چاہنا

(۳۵۱۵) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمُنْكَرَاتِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے۔ ”اے اللہ میں ناپسندیدہ اخلاق اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۳۱) ایک ذکر جس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

(۳۵۱۶) بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْقَائِلِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ آتَايَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ پڑھا:

”اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ کے لیے صبح و شام پاکی بیان کرتا ہوں۔“

تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کس شخص نے یہ کلمات پڑھے ہیں؟ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ (دعا) پسند آئی اس (دعا) کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں

نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جب سے یہ کلمات سنے ہیں انہیں پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔

أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟

باب ۷۸: (۳۲) اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا کلام پسند ہے؟

(۳۵۱۷) عَنْ أَبِي دَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَهُ أَوْ أَنَّ أَبَا دَرٍّ عَادَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ فَقَالَ مَا اصْطَفَاكَ اللَّهُ لِهَلَاكِتِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لیے آئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کلام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب کیا ہے وہ یہ کلمات ہیں۔ میرا پروردگار پاک ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے میرا پروردگار پاک ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے میرے پروردگار پاک ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے۔

تشریح: یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی سببی اور ثبوتی معرفت پر مشتمل ہے۔ کہا مراداً

باب ۷۹: (۳۳) اذان و اقامت کے درمیان عافیت طلب کرنا

(۳۵۱۸) الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قَالُوا فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اس وقت کیا دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔

(۳۵۱۹) الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

سفیان کے شاگرد یحییٰ بن الیمان یہ اضافہ کرتے ہیں لوگوں نے پوچھا پس ہم یا رسول اللہ ﷺ کیا دعا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے (اس وقت میں) دنیا و آخرت کی عافیت طلب کرو پھر سفیان کے دیگر تلامذہ کی روایت لکھی ہے اس میں یہ اضافہ نہیں ہے اور یہی روایت اصح ہے کیونکہ صحیح حدیث میں بہت غلطیاں کرتے تھے اور آخر حیات میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب د) اور یہ اصح حدیث پہلے (حدیث ۲۰۸ کتاب الصلوٰۃ)

(۳۴) ذکر سے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے

(۳۵۲۰) سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْتَهِتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مفرد لوگ سبقت لے گئے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مفرد لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں یہ ذکر ان کے بوجھ کو ختم کر دے گا اور جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ہلکے پھلکے ہوں گے۔

تشریح: مسلم شریف میں یہ حدیث مفصل ہے ایک غزوہ سے لشکر مدینہ کی طرف لوٹ رہا تھا جب مدینہ قریب آیا تو کچھ لوگ لشکر سے جدا ہو کر آگے چل دیئے تاکہ رات سے پہلے گھر پہنچ جائیں آنحضرت ﷺ کا معمول مدینہ کے قریب معرس نامی مقام میں قیام کر کے صبح مدینہ میں داخل ہونے کا تھا اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا چلتے رہو یہ حمد ان پہاڑی ہے یعنی اب مدینہ قریب ہے اور تنہا ہونے والے آگے نکل گئے سبق المفردون صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا تنہا ہونے والے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَالذِّكْرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذِّكْرُ﴾ اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مردوزن۔ (مشکوٰۃ حدیث ۲۲۶۲)

(۳۵) ایک چار کلماتی ذکر آپ ﷺ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا و قد مر تفصیلہ

(۳۵۲۱) لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ حَتَّى تَطْلُعَ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا یہ پڑھنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے) اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

(۳۶) تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی

۳۵۲۲- ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالدَّعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَا نَصْرَ لَكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تین طرح کے لوگوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی روزہ دار شخص کی جب تک وہ افطاری نہیں کرتا عادل حکمران کی اور مظلوم شخص کی دعا اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے بھی اوپر لے جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد کروں۔

(۳۷) علم نافع اور علم میں زیادتی کی دعا

(۳۵۲۳) اللَّهُمَّ أَنْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ

حَالِ أَهْلِ النَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی۔ اے اللہ تو نے مجھے جو تعلیم دی ہے اس کے ذریعہ مجھے نفع عطاء کر اور مجھے اس چیز کا علم عطاء کر جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ کر ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور میں اہل جہنم کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

باب ۸۰: (۳۸) ذکر اللہ کی فضیلت

(۳۵۲۴) إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ فَضْلًا عَنْ كُتَابِ النَّاسِ فَإِذَا وَجَدُوا أَقْوَامًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا اهْلُؤْا إِلَى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيئُونَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ اللَّهُ أَمِّي شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَا هُمْ يَمْحَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ لَكُنَّا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَأَشَدَّ تَمْجِيدًا وَأَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا قَالَ فَيَقُولُ وَأَمِّي شَيْءٍ يَطْلُبُونَ قَالَ فَيَقُولُونَ الْجَنَّةُ قَالَ فَيَقُولُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا لَكُنَّا أَشَدَّ طَلَبًا وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا قَالَ فَيَقُولُ فَمِنْ أَمِّي شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ قَالُوا يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا لَكُنَّا أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا قَالَ فَيَقُولُ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُولُونَ إِنَّ فِيهِمْ فَلَانًا لَخَطَاءَ لَمْ يَرُدُّهُمْ إِنَّمَا جَاءَهُمْ بِحَاجَةٍ فَيَقُولُ هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْفِي لَهُمْ جَلِيسٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے پھرتے ہیں یہ ان فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو لوگوں کے اعمال نوٹ کرتے ہیں یہ فرشتے جب کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہوئے کہتے ہیں اپنی منزل کی طرف آ جاؤ پھر وہ لوگ آتے ہیں اور آسمان دنیا تک ان لوگوں کو اپنے پروں کے ذریعے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (پھر وہ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا وہ کیا کر رہے تھے؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ تیری حمد بیان کر رہے تھے تیری بزرگی کا تذکرہ کر رہے تھے تیرا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ فرشتے جواب دیتے ہیں جی نہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ حمد بیان کرتے زیادہ بہتر طور پر بزرگی بیا کرتے زیادہ شدت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کیا مانگ رہے تھے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں وہ لوگ جنت مانگ رہے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو پھر کیا ہوتا؟ آپ ﷺ فرماتے

ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو وہ زیادہ شدت کے ساتھ اس کے طلب گار ہوتے اور اس کے حصول کے زیادہ خواہش مند ہوتے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں وہ لوگ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ دور بھاگتے اور اس سے زیادہ خوف زدہ ہوتے اور اس سے زیادہ پناہ مانگتے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں ان لوگوں کی مغفرت کردی تو فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں خطا شخص بھی ہے جو ان کے ساتھ (دعا) میں شامل ہونے نہیں آیا تھا بلکہ وہ ان کے پاس اپنے کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

اعتراض: (۱) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں کائنات کے ذرے ذرے سے واقف ہیں پھر وہ فرشتوں سے انسانوں کے احوال کیوں معلوم کرتے ہیں؟

جواب: بے شک وہ عالم الغیب ہیں مسلم کی روایت میں ہے: فیسألہم اللہ عزوجل وهو اعلم بہم: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں درانحالیکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں تاہم اس لیے پوچھتے ہیں کہ ان پر حجت تام کریں انہوں نے کہا تھا:

﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ؟ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (البقرہ: ۳۰)

”کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو فساد کریں گے اور خون ریزیاں کریں گے؟ اور ہم برابر آپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں آپ کی تعریف کے ساتھ اور آپ کی تقدیس کرتے رہتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کر کے اعتراف کرایا کہ انسانوں میں فرشتہ صفت لوگ بھی ہیں سب ناہنجار نہیں ہیں۔ اور کھیت سے مقصود غلہ ہوتا ہے مگر وہ بھوس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔

سوال (۲): فرشتے ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک کیوں گھیر لیتے ہیں دائیں بائیں آگے پیچھے کیوں نہیں گھیرتے؟

جواب: ذکرین پر برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے اس لیے فرشتے چاہتے ہیں کہ وہ بھی رحمت کا مورد بن جائیں اس سے باہر نہ رہ جائیں اس لیے اوپر کی جانب گھیرتے ہیں۔

باب ۸۱: (۳۹) حوقلہ جنت کا ایک خزانہ ہے

(۳۵۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرُ مِنْ قَوْلٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَثُرَ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِّنَ الصُّرِّ أَذْنَاهُنَّ الْفَقْرُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کثرت کے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔

مکمل فرماتے ہیں جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنجَا مِنْ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ پڑھتا ہے اس شخص سے پریشانی کے ستر دروازے (اللہ تعالیٰ) دور کر دیتا ہے جن میں سے سب سے کم تر غربت ہے۔

(۴۰) نبی ﷺ نے اپنی مقبول دعا امت کے لیے محفوظ رکھی ہے

(۳۵۲۶) لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي وَهِيَ تَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشِيرُكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک مخصوص مستجاب دعا ہوتی ہے اور میں نے اپنی وہ دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے سنبھال کر رکھ لی ہے ان میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہوں تو ان شاء اللہ وہ دعا اسے نصیب ہوگی۔

تشریح: انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے مقبول دعا ایک نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی مقبول دعاؤں سے نوازا ہے۔ اس سے مراد وہ دعا ہے جو ہر نبی کو اس کی نبوت کے تعلق سے دی جاتی ہے یعنی اگر لوگ ایمان لائیں تو وہ دعا ان کے لیے رحمت بن جائے پیغمبران کے لیے برکتوں کی دعا کریں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ دعا ان کے لیے عذاب بن جائے پیغمبران کے لیے برکتوں کی دعا کریں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ دعا ان کے لیے عذاب بن جائے پیغمبران کے لیے بد دعا کریں۔ اور ہمارے نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کی بعثت کا عظیم مقصد لوگوں کے لیے سفارشی بننا ہے اور قیامت کے دن رحمت خاصہ کے نزول کا واسطہ بننا ہے چنانچہ آپ نے قوم کی ایذا رسانی پر صبر کیا اور اپنی سب سے بڑی دعا کو جو نبوت کے تعلق سے آپ ﷺ کو دی گئی تھی قیامت کے دن گنہگار موحدا متیوں کی سفارش کے لیے ریزور کر لی۔ فجزاه اللہ عن امتہ احسن الجزاء وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

باب ۸۲: (۴۱) اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرمائیں گے؟

(۳۵۲۷) يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَا ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَا خَيْرٍ مِنْهُمْ وَاِنْ اقْتَرَبَ اِلَيَّ شَبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِنْ اقْتَرَبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا اِلَيَّ اقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْنًى اَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں محفل کے بغیر اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ دوسروں کی موجودگی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ذراع (یعنی جو کہنی تک کا فاصلہ ہوتا ہے) اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ ذراع مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک باع اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

فائدہ: یہ صفات متشابہات کی حدیث ہے اللہ کے قرب کی حقیقت ہم نہیں سمجھ سکتے پس بہتر تنزیہ مع التوفیض ہے یعنی کہا جائے کہ ہماری ایک دوسرے سے نزدیکی جیسی مراد نہیں پھر کیا مراد ہے؟ اس کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے وہی اپنی نزدیکی کی حقیقت بہتر جانتے ہیں اور اگر کوئی مناسب تاویل کرنی ہے تو تنزیہ مع التاویل بھی جائز ہے یعنی کہا جائے کہ ہماری نزدیکی جیسی مراد نہیں پھر کیا مراد ہے؟ پس اللہ کی نزدیکی کا اللہ کے شایان شان مطلب بیان کیا جائے مثلاً حضرت سلیمان اعمش رضی اللہ عنہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کے نزدیک ہوتے ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ طاعات کے ذریعہ اور مامورات بجالا کر اللہ سے نزدیک ہوتا ہے تو اللہ کی مغفرت و رحمت اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے (تاویل کتاب میں ہے)۔

باب ۸۳: (۴۲) دو عذابوں اور دو فتنوں سے پناہ چاہنا

(۳۵۲۸) اسْتَعِذُّوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابٍ جَهَنَّمَ وَاسْتَعِذُّوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اسْتَعِذُّوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَاسْتَعِذُّوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَخِيلِ الْمَمَاتِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو دجال کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

(۴۳) ڈنگ مارنے والے جانور کے زہر سے حفاظت کی دعا

(۳۵۲۹) مَنْ قَالَ حِينَ يُمَسِّي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ سُهَيْلٌ فَكَانَ اَهْلُنَا تَعْلَمُوها فَكَانُوا يَقُولُوْنَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلَدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو اس رات میں اسے کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

سہیل نامی راوی بیان کرتے ہیں ہمارے گھر والوں نے یہ کلمات سیکھ کر انہیں ہر رات پڑھنا شروع کیا ایک مرتبہ ان میں سے ایک بچی کو کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا تھا لیکن اس سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی

باب ۸۴: (۴۴) ایک دعا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ مانگتے تھے

(۳۵۳۰) اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا اَدْعُهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَعْظَمُ شُكْرَكَ وَاَكْثَرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعْ نَصِيْحَتَكَ وَاَحْفَظْ وَصِيَّتَكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا یاد کی ہے میں اسے پڑھنا نہیں چھوڑوں گا۔ اے اللہ مجھے ایسا کر دے کہ میں تیرا زیادہ شکر کروں اور تیرا بکثرت ذکر کروں تیرے فرمان کی پیروی کروں اور تیرے حکم پر عمل درآمد کروں۔

باب ۸۵: (۴۵) دعائیں جلدی مچانے کی ممانعت

(۳۵۳۱) مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللَّهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتَجِيبَ لَهُ فَمَا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّمَا أَنْ يُدَخَّرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِنَّمَا أَنْ يُكْفَرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدَرٍ مَا دَعَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ أَوْ يَسْتَعْجِلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ۖ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ قَالَ يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اس کا صلہ یا تو انسان کو دنیا میں مل جاتا ہے یا پھر آدمی کے لیے آخرت کے لیے اسے سنبھال کر رکھ لیا جاتا ہے یا پھر اس کے بدلے میں آدمی کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اسی حساب کے ساتھ جو اس نے دعا کی ہو بشرطیکہ انسان نے کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگی ہو یا (دعا کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے کے حوالے سے) وہ جلدی کا طلب گار نہ ہو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جلدی کا طلب گار ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہے میں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی لیکن اس نے میری دعا قبول ہی نہیں کی۔

(۳۵۳۲) مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ ابْطُهُ يَسْأَلُ اللَّهَ مَسْأَلَةً إِلَّا آتَاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ۖ وَكَيْفَ عَجَلَهُ قَالَ يَقُولُ قَدْ سَأَلْتُ وَسَأَلْتُ وَلَمْ أُعْطَ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو بھی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے بلند کرے یہاں تک کہ اس کی بغلیں نظر آنے لگیں وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کر دے گا بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ اس کا جلد بازی کرنا کیسے ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہے میں نے مانگا پھر مانگا لیکن مجھے تو کچھ نہیں ملا۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ سے اچھی امید باندھنا بھی عبادت کا ایک پہلو ہے

(۳۵۳۳) إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللَّهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللَّهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے عبادت کرنے کا حصہ ہے۔

باب ۸۶: (۴۷) لمبی چوڑی آرزوئیں باندھنے کی ممانعت

اور اس حدیث میں دنیا و آخرت کی لمبی چوڑی آرزوئیں کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ معلوم نہیں مقدر کیا ہے؟ پھر جب آرزو پوری نہیں ہوگی تو دھکا لگے گا لہذا پہلے ہی سوچ کر ایسی تمنا کرے جس کا امکان ہو۔

(۳۵۳۴) لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ کیا آرزو کر رہا ہے؟ کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ اس کی کون سی آرزو اس کے نصیب میں لکھ دی گئی ہے۔

(۴۸) بقائے حواس کی اور ظالم سے بدلہ لینے کی دعا

(۳۵۳۵) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو فَيَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَأَنْصُرْنِي عَلَيْهِمْ يَظْلِمُونِي وَخُذْ مِنْهُ بِشَارِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میری سماعت اور بصارت سلامت رکھ اور ان دونوں کو میرا وارث بنادے اور جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد کر اور اس سے میرا بدلہ لے۔
(جابر رضی اللہ عنہ بن نوح ضعیف راوی ہے اس لیے حدیث ضعیف ہے)

باب ۸۶: (۴۹) ہر حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو

(۳۵۳۶) لِيَسْأَلَ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر شخص کو اپنی حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے)۔

(۳۵۳۷) لِيَسْأَلَ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَ الْيُلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر شخص کو اپنی ہر حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اسی سے نمک مانگنا چاہیے اور اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے)۔

تشریح: امور دو قسم کے ہیں عادی اور غیر عادی جیسے کسی سے پانی مانگنا اور اولاد مانگنا پہلی قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے حدیث میں ہے ان اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون انہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور دوسری قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز نہیں اللہ پاک کا ارشاد ہے

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ”ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“

پھر جن امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں حقیقی استعانت اور مجازی استعانت۔ حقیقی استعانت کسی کو مختار سمجھ کر مدد مانگنا یہ قطعاً جائز نہیں کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور مجازی استعانت کسی کو غیر مختار سمجھ کر مدد مانگنا یہ امور عادیہ میں جائز ہے۔

رہی یہ بات کہ جو استعانت جائز ہے وہ بھی کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس حدیث میں اسی کا بیان ہے کہ اپنی تمام حاجتیں اللہ ہی سے مانگو کسی سے حاجتیں مانگ کر اس کے ممنون احسان مت بنو نبی ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس شرط پر بیعت لی تھی کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے چنانچہ ان کا کوڑا اگر جاتا تھا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتے تھے خود گھوڑے سے اتر کر لیتے تھے ان کا حال یہ تھا مجھے جینا ہی نہیں بندہ احسان ہو کر۔

فائدہ: یہ دعائیں رسول اللہ ﷺ کی نہایت جامع و مبلغ خاص معجزانہ دعاؤں میں سے ہے حق یہ ہے کہ اپنے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں

جن کے ذریعہ ان دعاؤں کی قدر و قیمت ظاہر کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زمانہء مابعد کے ان سب بزرگوں کی قبروں کو منور فرمائے جنہوں نے اہتمام سے ان دعاؤں کو محفوظ رکھا اور امت کو پہنچایا اور ہمیں قدر و استفادہ کی توفیق دے۔
یہ ذکر اللہ والوں کے قلوب کی غذا اور ذریعہ حیات ہے اگر وہ ان کو نہ ملے تو جسم ان قلوب کے لیے قبور بن جائیں۔
کیا خوب کہا گیا ہے ۔

اذا مرضنا تداوینا بذکر کم فنترك الذکر احیانا فنتکس

ترجمہ: ”جب ہم بیمار پڑ جاتے ہیں تو تمہاری یاد سے اپنا علاج کرتے ہیں جب کسی وقت یاد سے غافل ہو جائیں تو مرنے لگتے ہیں۔“
اللہ تعالیٰ نے جس طرح بیٹا آنکھوں کو روشنی دی اور بینائی سے منور کیا ہے۔ اسی طرح ذکر کرنے والوں کی زبانوں کو ذکر سے مزین فرمایا ہے اسی لیے اللہ کی یاد سے غافل زبان اس آنکھ کی طرح ہے جو بینائی سے محروم ہے اور اس کان کی طرح ہے جو شنوائی کی صلاحیت کھو چکا ہے اور اس ہاتھ کی طرح ہے جو مفلوج ہو کر بیکار ہو گیا ہے۔

ذکر اللہ ہی وہ راستہ اور دروازہ ہے جو حق جل جلالہ اور اس کے بندے کے درمیان کھلا ہوا ہے اور اس سے بندہ اس کی بارگاہ عالی تک پہنچ سکتا ہے اور جب بندہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو وہ دروازہ بند ہو جاتا ہے کیا خوب کہا ہے کہ کہنے والے نے ۔

فنسیان ذکر اللہ موت قلوبہم واجسامہم قبل القبور قبور

وارواہم فی وحشة من جسمہم ولیس لہم حتی النشور نشور

ترجمہ: اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا اور فراموش کر دینا ان کے قلوب کی موت ہے اور ان کے جسم زمین والی قبروں سے پہلے ان کے مردہ دلوں کی قبریں ہیں۔

ترجمہ: اور ان کی روئیں سخت وحشت میں ہیں ان کے جسموں سے اور ان کے لیے قیامت اور حشر سے پہلے زندگی نہیں۔

(ملخصاً من کلام الشیخ ابن القیم فی مدارج السالکین)

قلوب کو (یعنی اللہ سے رابطہ رکھنے والوں کے دلوں اور ان کی روحوں کو) اللہ کے ذکر ہی سے چین و اطمینان حاصل ہوتا ہے:

﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَظْمِنُ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸) ”جان لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین اور سکون ملتا ہے۔“

ذکر اللہ کی تاثیر اور برکت کے بارے میں ایک دوسرے ربانی محقق اور صوفی صاحب سترو صیغ الجواہر المکیۃ کے چند فقرات کا ترجمہ بھی پڑھ لیا جائے آگے درج ہونے والی اس کی احادیث کے سمجھنے میں ان شاء اللہ اس سے بھی خاص مدد ملے گی۔
فرماتے ہیں:

”قلوب کو نورانی بنانے اور اوصافِ ردیہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیل کر دینے میں سب طاعات و عبادات سے زیادہ زود و اثر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔“



أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ

فضائل و مناقب کا بیان

اب کتاب کے آخری ابواب شروع ہو رہے ہیں مناقب منقبہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عمدہ اخلاق و اوصاف ذاتی خوبیاں اس کے لیے دوسرا لفظ فضائل ہے۔



امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے ہیں پھر فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

ہر صفت با کمال

اہل السیر و دیگر بزرگان دین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

(۱) احلم الناس (۲) اشجع الناس (۳) اسخى الناس (۴) اشد الناس حياء (۵) اشد الناس تواضعا (۶) ارءف الناس (۷) خير الناس (۸) انفع الناس (۹) اوضح الناس (۱۰) احسن الناس (۱۱) اجود الناس (۱۲) انجد الناس (۱۳) اشد الناس (۱۴) اوقر الناس (۱۵) اعلى الناس خلقا (۱۶) اجمل الناس (۱۷) ارجح الناس (۱۸) اوسع الناس صدر (۱۹) اصدق الناس۔ (بشريت رسول سيد ليل شاه بخاري ص ۱۳۰)

میرے اور آپ کے نبی تمام کائنات میں سب حسینوں سے احسن سب جمیلوں سے اجل سب کاملوں سے اکمل تمام شریفوں میں اشرف تمام عزیزوں میں اعز اور سب ناموں میں اتم ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لیں کہ یہ تمام اسم تفصیل کے صیغے بھی چھوٹے اور کم ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس کا بھی زیادہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل نبوی کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے حساب ہیں نہ کوئی قلم ان کا احاطہ کر سکتا ہے نہ کوئی بیان ان کا حق ادا کر سکتا ہے۔ واعظ، مبلغ، مقرر، خطیب اور ہر نظم پڑھنے والا، نعت پڑھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کرتا ہے۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو

خراج عقیدت کے پھول پیش کرتا ہے اور خراج تحسین کا ہار پہناتا ہے۔

ہمارا پیغمبر تو ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے عزت میں اعلیٰ، رفعت میں اعلیٰ، عزت میں اعلیٰ، مقام میں اعلیٰ، شان میں اعلیٰ، رفعتوں میں اعلیٰ، امانت میں اعلیٰ، دیانت میں اعلیٰ، نبوت میں اعلیٰ، رسالت میں اعلیٰ، حتیٰ کہ زندگی جس شعبے میں دیکھو میرا پیغمبر ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا عالی شان..... ایسا کامل..... ایسا اجمل..... ایسا اکمل..... ایسا انور..... ایسا اعلیٰ..... ایسا اعلیٰ..... ایسا اشرف..... ایسا اجمل ایسے کتنے الفاظ لاؤ..... ہر لفظ..... چاہے ساری عربی لغت اکٹھی کریں..... آپ ﷺ کی شان کو بیان کرنے سے قاصر ہے ہم زیادہ سے زیادہ..... اعلیٰ کہیں گے..... اجمل کہیں گے..... اکرم کہیں گے..... اشرف کہیں گے..... انور کہیں گے..... اعظم کہیں گے..... ابھی کہیں گے..... احسن کہیں گے..... اشرف نسباً..... اکرام حسباً..... اعلیٰ نسباً..... اجمل صورۃً..... احسن جمالاً..... اور کیا الفاظ لائیں گے..... لیکن جتنے بھی اکٹھے کر کے بتاؤں..... ہر لفظ میں یہ طاقت نہیں..... کہ آپ ﷺ کی شان تک رسائی کر سکے..... سب سے افضل..... لیکن لفظ افضل بھی آپ ﷺ کی سیرت کو بتانے سے قاصر ہے۔

سب سے اعلیٰ..... لفظ بھی آپ ﷺ کی علو اور آپ ﷺ کی بلندی کو بتانے سے قاصر ہے..... سب سے اشرف..... لفظ اشرف آپ ﷺ کی شرافت کو بتانے سے قاصر ہے..... سب سے اجمل..... لفظ اجمل آپ ﷺ کے جمال کو بتانے سے قاصر ہے۔ لفظ احسن..... آپ ﷺ کے حسن کو بتانے سے قاصر ہے۔

ابھی..... کیا ہیبت یعنی جس کو دیکھتے ہی..... جس کے حسن و جمال کو فوری اثر پڑے..... اس کا لفظ..... لفظ ابھی ہے..... جیسے کرنٹ لگ جائے..... جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں کرنٹ لگتا تھا..... کہ کیا جمال ہے..... کیا جلال ہے..... آپ ﷺ کے مداح حضرت حسان بنی اشجو کہے بارے میں لوگوں کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ حضرت حسان بنی اشجو آپ ﷺ کی تعریف بڑے احسن انداز میں کرتے۔ حضرت حسان بنی اشجو کو پتہ چلا تو فرمایا ۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي
لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدِي
مَا اِنْ رَأَيْتُ وَلَا سِعْتُ بِشَيْءٍ
فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِشَيْءٍ مُّحَمَّدٍ
لِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْاَنَامِ فَضِيلَةٌ
وَجُنْتُهَا مَجْمُوعَةٌ لِمُحَمَّدٍ

ترجمہ: ”میں نے اپنی بات (شعر) سے محمد ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے اشعار کی محمد ﷺ سے تعریف کی ہے۔ میں نے نہ کسی کو سنا سارے دنیا جہاں کے انسانوں میں محمد ﷺ کی طرح۔ ہر نبی کو انسانوں میں کوئی نہ کوئی فضیلت ہے اور وہ سارے فضائل محمد ﷺ میں جمع ہیں۔“

اور حضرت حسان بنی اشجو فرماتے ہیں ۔

وَ احسن منك لم تر قط عيني
وَ اجمل منك لم تلبد النساء
خَلَقْتَ مِبداءَ من كل عيب
كَانَكَ قَدْ خَلَقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ سے عمدہ کوئی شخص میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے خوبصورت کوئی شخص عورتوں نے نہیں جانا۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ جیسا آپ ﷺ چاہتے ہیں پیدا کئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان میں شعر لکھتے لکھتے جب یہاں پہنچ گئے۔

بدغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جبیع خصالہ

تو اس کو بار بار سوچنے لگے اور پڑھنے لگے لیکن کچھ یاد نہ آیا کہ اب آگے کیا لکھنا ہے تو وہ اسی پریشانی کے عالم میں سو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے اور فرمایا اے سعدی کیوں پریشان ہو تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شعر کی تین سطریں لکھی ہیں اور چوتھی بن نہیں پار ہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شعر کو نئے ہیں سناؤ تو عرض کیا وہ یہ ہیں۔

بدغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جبیع خصالہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتھ یہ بھی لکھ دو صلو علیہ والہ۔

یارب صل وسلم دائماً ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم



(۱) نسب پاک اور اُونچا خاندان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبد اللہ دادا کا نام عبد المطلب (شیبہ) پردادا کا نام ہاشم (عمرو) تھا آگے سلسلہ نسب یہ ہے،، ابن عبد مناف (مغیرہ) ابن قصی، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر (ان کا لقب قریش تھا، اور ان کی اولاد قریش کہلاتی ہے) ابن مالک، بن النضر، بن کنانہ، (ان کی اولاد بنو کنانہ کہلاتی ہے) ابن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، (ان کی اولاد مضر کہلاتی ہے) ابن نزار، بن معد، بن عدنان، یہاں تک نسب نامہ پر ماہرین انساب کا اتفاق ہے اور عدنان سے اوپر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک مؤرخین میں وسائط میں اختلاف ہے۔ بن اود، بن ہمیسح، بن سلامان، بن عوض، بن بوز، بن قوال، بن ابی، بن عوام (عوام) بن ناشد، بن حزا، بن بلداس، بن یدلاف (تدلاف) بن طابخ، بن جاحم، بن ناحش، بن مانحی، بن عسفی، بن عبقر، بن عبید، بن الدعاء، بن حمدان، بن سبیر، بن یثربی، بن یحزن (یحزن) بن یلحن، بن ارعوی، بن عیشی، بن ذیشان، بن عیصر، بن اقتاد، بن ایہام (ایہام) بن مقصر (مقصی) بن ناحث، بن زارج، بن سبی (شبی) بن مزی، بن عوض، بن عرام، بن قیدار، بن اسماعیل، بن ابراہیم علیہ السلام، بن آذر، بن ناحور، بن سروج، بن رعو، بن فارج، بن عابر، بن ارکشاہ، بن سام، بن نوح، بن لامک، بن متوشلح، بن اوریس (احنون) بن یارو، بن ملہل ایل، بن قینان، بن آنوش، بن شیت، بن آدم علیہ السلام۔

(رحمۃ للعالمین جلد دوم ص: ۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان (خانوادہ ہاشم) عرب کا نامی گرامی خاندان تھا نہایت بہادر بے حد سخی فصاحت میں یکتا اور ذکاوت میں بے مثال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اُونچے خاندان میں آنکھ کھولی اور اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام بہترین خاندان میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔

باب

باب ۱:

(۳۵۳۸) إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَىٰ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفَىٰ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(۳۵۳۹) إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَىٰ هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ (کی اولاد) میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(۳۵۴۰) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا فَتَدَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ كَمَثَلِ نَحْلَةٍ فِي كَبُورَةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخُلُقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ فِرْقِهِمْ وَخَيْرِ الْفِرْقَيْنِ ثُمَّ خَيْرَ الْقَبَائِلِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ الْقَبِيلَةِ ثُمَّ خَيْرَ الْبُيُوتِ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا.

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ قریش بیٹھے انہوں نے اپنے نسب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی مثال کھجور کے لیک ایسے درخت کے ساتھ دی جو کسی ٹیلے پر ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سب سے بہترین گروہ میں پیدا کیا جو دونوں گروہوں میں سے بہتر ہوتا پھر اس نے قبائل کو بہتر قرار دیا ان میں سے مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر ان گھرانوں کو بہتر قرار دیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھرانوں میں رکھا میں شخصیت کے اعتبار سے ان میں سب سے بہتر ہوں اور گھرانوں کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔

(۳۵۴۱) جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَتْهُ سَمِيعٌ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخُلُقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرُهُمْ نَفْسًا.

ترجمہ: حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا وہ

کوئی بات سن کر آئے تھے نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے دریافت کیا میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ ﷺ پر سلامتی نازل ہو آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں جو عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین رکھا پھر اس نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے انہیں قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر اس نے ان کے بہترین گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سب سے بہترین گھرانے میں رکھا اور سب سے بہترین شخصیت پیدا کیا۔

(۳۵۴۲) قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۳۵۴۳) اَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا خَطِيئُهُمْ إِذَا وَقَدُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا آيَسُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ يَوْمَ مِثْذِ بَيْدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے (قیامت کے دن زمین) سے نکلوں گا جب لوگوں کو مبعوث کیا جائے گا میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ وفد کی شکل میں آئیں گے میں ان کو خوشخبری دوں گا جب وہ مایوس ہو چکے ہوں گے اور اس دن لواءِ حمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں اپنے رب کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۴۴) اَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأَكْتَسَى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا پھر مجھے جنت کا ایک حلہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوجاؤں گا مخلوق میں میرے علاوہ کوئی بھی وہاں کھڑا نہیں ہو سکتا۔

باب

۴۔ جنت میں بلند مرتبہ آپ ﷺ ہی کو حاصل ہوگا

(۳۵۴۵) سَلُّوا اللَّهَ إِلَى الْوَسِيلَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا الْوَسِيلَةُ قَالَ أَعْلَىٰ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْتَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کی دعا مانگو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وسیلے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں موجود ایک درجہ ہے جس تک کوئی ایک ہی شخص پہنچے گا مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں۔
وسیلہ، فضیلہ اور مقامِ محمود کی تفصیل: یہ ہے کہ وسیلہ اللہ کی مقبولیت و محبوبیت کا ایک خاص الخاص مقام اور مرتبہ ہے، اور جنت کا

ایک مخصوص درجہ ہے جو اللہ کے کسی ایک بندہ ہی کو ملنے والا ہے اور فضیلہ: اسی مقام و مرتبہ کا دوسرا نام ہے اور مقام محمود: وہ مقام عزت ہے جس پر فائز ہونے والا ہر ایک کی نگاہ میں محمود و محترم ہوگا، اور سب اس کے ثنا خواں اور شکر گزار ہوں گے اور جو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں سب سے پہلے سارے انسانوں کے لئے حساب اور فیصلہ کی استدعا اور شفاعت کرے گا پھر گناہگاروں کے لئے سفارش کا دروازہ بھی کھلے گا، بس یہی وہ مقام ہے جس کا اللہ نے آپ ﷺ سے سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں وعدہ کیا ہے۔ اور وسیلہ محبوبیت کا ایک خاص مقام ہے اسی کا نام مقام محمود ہے اس کی تفصیل پہلے (حدیث ۲۰۷) میں آچکی ہے۔

۵۔ نبی ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ ﷺ کے چند دیگر امتیازات

(۳۵۴۶) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَلَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْوُفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبَنَةِ وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبَنَةِ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دیگر انبیاء کے درمیان میری مثال اس طرح ہے جسے کوئی شخص ایک گھر بنائے اسے آراستہ کرے مکمل کرے اور خوبصورت کرے اور اس میں اس اینٹ کی جگہ کو بھی اگر مکمل کر لیا جاتا تو (مناسب ہوتا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) انبیاء علیہم السلام کے درمیان میں میں اس اینٹ کی جگہ کی مانند ہوں۔

اس سند کے ہمراہ آپ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا میں یہ بات فخر (تکبر) کے طور پر نہیں کہتا۔

□ تشریح: حویلی بنانے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور حویلی دین اسلام ہے اور اس کی اینٹیں انبیاء کی شخصیات ہیں لوگ یہ قصر نبوت دیکھتے تھے اور حیرت زدہ رہ جاتے تھے اور تبصرہ کرتے تھے کہ حویلی تو شاندار ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے کاش وہ بھی بھر جاتی آپ ﷺ نے فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت پورا ہو گیا اب قصر نبوت میں کسی اینٹ کی جگہ نہیں اور یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے ہے (حدیث ۱۲۸۷۲ ابواب الامثال باب ۲ میں) آچکی ہے۔

حدیث: (۲) نبی ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیوں کا پیشوا ہوں ان کا متکلم اور ان کا سفارشی ہوں گا اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور یہ بات (بھی) بطور فخر نہیں کہتا اور اس دن کوئی بھی نبی نہیں ہوگا۔ آدم علیہ السلام اور وہ انبیاء جو ان کے علاوہ ہیں مگر وہ میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور میں پہلا وہ شخص ہوؤں گا جس سے زمین پھنے گی اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا بلکہ یہ سب باتیں بطور اظہار حقیقت فرمائی ہیں۔

۶۔ اذان کے بعد درود اور وسیلہ کی دعا اور ان کا فائدہ

(۳۵۴۷) إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَى فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ

سَلُّوْا اِلَى الْوَسِيْلَةِ فَاِنَّهَا مَنْوِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ وَمَنْ سَالَ اِلَى الْوَسِيْلَةِ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم موزن کو (اذان دیتے ہوئے سنو) تو تم وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر تم مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کو دس رحمتیں نازل کرے گا پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو کیونکہ یہ جنت میں موجود ایک درجہ ہے جس تک اللہ تعالیٰ کا صرف ایک ہی بندہ پہنچ سکے گا اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگے گا اسکے لیے شفاعت حلال ہوگی۔

اذان دین اسلام کی مکمل دعوت ہے: کیونکہ اذان میں سب سے پہلے اللہ کی بڑائی کا اعلان ہے پھر توحید و رسالت کی گواہی ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد ہیں پھر اسلام کی سب سے اہم عبادت نماز کی دعوت ہے پھر اس کا فائدہ بیان کیا ہے، پھر اللہ کی بڑائی کا اور آخر میں اس کی یکتائی کا اعلان ہے۔ غرض اذان پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اس کو ”الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ“ مکمل دعوت کہا گیا ہے۔ ”الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ“ اذان کو اس لئے کہا گیا کہ اذان میں خالص اللہ کی توحید ہے اور ایسی صفات کا بیان ہے جس میں کوئی شریک مع نہیں اور شرکت نقص ہے تو عدم شرکت تمام و کمال ہے اس لئے اس کو ”الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ“ کہا یا اس لئے کہ اس میں مبداء و معاد توحید و رسالت وغیرہ کا ذکر ہے یعنی تام بمعنی جامع ہے یا تام بمعنی باقی ہے بخلاف دوسری چیزوں کے کہ ان میں رد و بدل ہو سکتا ہے اور ”الصلوة القائمة“ سے مراد وہ نماز ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے، اور رب کے معنی ہیں ”والا“ یعنی مکمل دعوت والا اور جو نماز قائم ہونے والی ہے اس کا مالک یعنی نماز موزن کے لئے نہیں پڑھنی ہے بلکہ جو اذان و نماز والا ہے اس کے لئے پڑھنی ہے۔ پھر یہ عرض کی جاتی ہے کہ الہی! نبی ﷺ کو وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود عنایت فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ (یہ وعدہ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹ میں ہے)

(۳۵۴۸، ۳۵۴۷) اَنَا سَيِّدٌ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبَيْدِيْ لَوَاۤءِ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اَدْمُ فَمَنْ سِوَاكَ اِلَّا تَحْتَ لَوَاۤءِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا لوئے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا حضرت آدم علیہ السلام اور ہر ایک نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۴۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْتَظِرُوْنَ وَنَهَ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا اِتَّخَذَ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مَاذَا بِاَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلِمَةً تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةً اللّٰهُ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اَدْمُ اصْطَفَا اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجِبْتُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاَدْمُ اصْطَفَا اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا

حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُخْرِجُكَ جِلْقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيْدَ خُلْنِيهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے راوی بیان کرتے ہیں جب آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ ان کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں سنا کہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے آپ ﷺ نے ان کی بات سنی تو ان میں سے ایک نے یہ کہا کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو خلیل بنایا ہے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے دوسرا شخص بولا اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلیم اور روح ہیں ایک اور شخص بولا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو منتخب کیا ہے آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری بات سنی اور حیران ہونا بھی سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح اور کلیم ہیں وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہی ہیں یا درکھنا میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا قیامت کے دن میں نے لواءِ حمد کو اٹھایا ہوگا اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں جنت کی کنڈی کھنکھاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ غریب مسلمان ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے ساتھ نہیں کہتا میں سب سے پہلے والوں اور سب سے بعد والوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۵۰) مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَصِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ فَقَالَ أَبُو مُوَدُودٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرِ.

ترجمہ: تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں ابو مودود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس گھر میں (جہاں نبی اکرم ﷺ دفن ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

(۳۵۵۱) لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب وہ دن تھا جس میں آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو اس دن ہر ایک چیز روشن ہو گئی تھی اور جب وہ دن آیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن ہر چیز تاریک ہو گئی تھی ہم نے آپ کو دفن کرنے کے بعد بھی اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی لیکن ہمیں اپنے دلوں کی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

۸۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے؟

حدیث کا حال: یہ حدیث نہیں ہے حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے تو رات کی بات ذکر کی ہے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے اور یہ روایت کہ حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَنِّي لَكَ بِذَلِكَ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ الْقَبْرِي وَقَبْرِ ابْنِ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا یہ روایت ثابت نہیں اور اخبار مدینہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اس کی سند ضعیف ہے اور یہ بھی تابعی کا قول ہے اور مشکوٰۃ (حدیث ۵۵۰۸ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) میں روایت ہے فیدفن معی فی قبری اس کی سند معلوم نہیں مشکوٰۃ میں اس کا یہ حوالہ ہے رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء اور ابن الجوزی داعظ تھے اور بہت بعد کے آدمی ہیں اس لیے صرف ان کا حوالہ کافی نہیں۔

۹۔ وہ آئے تو چمن میں بہار آئی وہ گئے تو ہر پھول مرجھا گیا

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۰۔ نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا بیان

(۳۵۵۲) قَالَ وَلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ وَسَأَلَ عُمَانُ بْنُ عُفَّانَ قُبَاتُ بْنُ أَشِيَمَ أَخَا بَنِي يَعْزَمَرَ بْنِ لَيْثٍ أَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ وَلِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ وَرَفَعَتْ بَنِي أُهَيْ عَلَى الْمَوْضِعِ قَالَ وَرَأَيْتُ خَذَقَ الظَّيْرِ أَخْضَرَ مُحْيِلًا.

ترجمہ: مطلب بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں اور نبی اکرم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قبات بن اشیم جو بنو یعمر بن لیث سے تعلق رکھتا تھا اس سے دریافت کیا آپ بڑے ہیں یا اللہ کے رسول بڑے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے رسول مجھ سے بڑے ہیں ویسے میری پیدائش پہلے ہوئی تھی آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے (اس سال) میری والدہ مجھے گود میں اٹھا کر کہیں لے گئی تھیں تو میں نے ان سب پرندوں کی بیٹ دیکھی ہے (جنہوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تھا) اس کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔

تشریح: ہاتھی کا سال: جس سال یمن کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ شریف پر چڑھائی کی تھی اور وہ اس کا لشکر ہلاک ہو گیا تھا یہ ۵۷۱ عیسوی کا واقعہ ہے اور نبی ﷺ کی ولادت یا تو واقعہ فیل سے دو سال پہلے ہوئی ہے یا اسی سال ۵۵۱ دن پہلے اور ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی ہے۔

آپ ﷺ کا فاصلہ عمر بعض انبیاء علیہم السلام سے:

آنحضرت ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی امام حدیث ابن عساکر نے دنیا کی محل

تاریخ اس طرح لکھی ہے کہ:

”سیدنا ابولبشر حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان ۱۲۰۰ برس کا فاصلہ ہے اور نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک ۱۱۴۲ سال کا فاصلہ ہے اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک ۵۶۵ برس کا فاصلہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک ۵۷۲ برس کا فاصلہ ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ۱۳۵۶ برس کا فاصلہ ہے اس حساب سے ہمارے رسول ﷺ تک ۵۰۲۰ برس ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مشہور قول کے مطابق ۴۰ کم ۱۰۰ سال ہوئی اس لیے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے تقریباً ۶۰۰۰ سال بعد یعنی ساتویں ہزار میں حضرت خاتم الانبیاء محمد ﷺ دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ (تاریخ ابن عساکر محمد بن اسحاق ص ۲۰، ۱۹ جلد ۱)

آپ ﷺ کی پیدائش کی گھڑیاں:

حضرت یحییٰ اور داؤد علیہ السلام بھی موسم بہار میں پیدا ہوئے اور ہمارے نبی ﷺ بھی موسم بہار میں پیدا ہوئے ولادت نبوت ہجرت وفات سب اسی دن ہوئی آپ ﷺ کی پیدائش ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ رجب الاول ہیں اس میں اختلاف ہے لیکن ۱۲ رجب الاول مشہور ہے۔ ۱۲ رجب الاول عام الفیل سے ۵۵ یوم بعد بمطابق ۲۲ اپریل یکم جیٹھ بمطابق ۵۷۱ سن عیسوی یکری سال کو مکہ معظمہ میں صبح صادق کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ۴ بج کر ۲۰ منٹ اور آفتاب اس وقت برج حمل سے ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقے پر تھا اور تاریخ یکم جیٹھ کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور مکان ولادت وہ تھا جو حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ آیا۔ (ماخوذ رحمۃ اللعالمین)

بَاب مَا جَاءَ فِي بَدْءِ نُبُوءَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳: ۱۱۔ نبوت سے پہلے کا حال بحیرا راہب کا واقعہ

(۳۵۵۳) قَالَ خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطَ فَخَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ يَمْرُقُونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ قَالَ فَهُمْ يَخْلُونُ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عَلِمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينِ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ حَجَرٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا خَرَسَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِلنَّبِيِّ وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتِمِ النَّبُوءَةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفٍ كَتِفِهِ مِثْلُ الثَّقَاخَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ فَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الْإِبِلِ فَقَالَ أَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فِيئِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فِيئِ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى فِيئِ الشَّجَرَةِ مَا لَ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ لَا يَذْهَبُوا بِهِ إِلَى الرُّومِ فَإِنَّ الرُّومَ إِنْ رَأَوْهُ عَرَفُوهُ بِالْصِّفَةِ فَيَقْتُلُونَهُ فَالْتَفَتَ فَإِذَا سَبْعَةٌ قَدْ

أَقْبَلُوا مِنَ الرُّومِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ مَا جَاءَكُمْ قَالُوا جِئْنَا أَنَّ هَذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِي هَذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيقٌ إِلَّا بُعِثَ إِلَيْهِ بِأَنَاسٍ وَإِنَّا قَدْ أُخْبِرْنَا خَبْرَةً بُعِثْنَا إِلَى طَرِيقِكَ هَذَا فَقَالَ هَلْ خَلَفَكُمْ أَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِنْكُمْ قَالُوا إِنَّمَا أُخْبِرْنَا خَبْرَةً بِطَرِيقِكَ هَذَا قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ أَمْرًا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ رَدُّهُ قَالُوا لَا قَالَ فَبَايَعُوهُ وَأَقَامُوا مَعَهُ قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوا أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتَّى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ وَزَوْدُكَ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ.

ترجمہ: جناب ابوطالب شام تشریف لے گئے تو وہاں قریش کے عمر رسیدہ افراد کے ہمراہ آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے جب یہ افراد ایک راہب کے پاس پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پالان کھول دیئے راہب نکل کر ان کے پاس آیا یہ حضرات پہلے بھی وہاں سے گزرا کرتے تھے لیکن وہ کبھی نکل کر ان کے پاس نہیں آیا تھا اور نہ پہلے کبھی ان پر توجہ دی تھی یہ لوگ جب اپنے پالان کھول رہے تھے وہ ان کے درمیان میں سے گزرتا ہوا آیا اور نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر بولا یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں یہ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کرے گا قریش کے عمر رسیدہ افراد سے ان سے دریافت کیا تمہیں کیسے پتہ چلا ہے؟ اس نے کہا جب تم لوگ ٹیلے سے نیچے اتر رہے تھے تو ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں چلا گیا تھا یہ دونوں صرف کسی نبی کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے مہر نبوت کی وجہ سے انہیں پہچان لیا ہے جو ان کے شانے کے اوپر والی ہڈی پر سب کی طرح لگی ہوئی ہے پھر وہ واپس گیا اس نے ان حضرات کے لیے کھانا تیار کیا جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ ﷺ اس وقت اونٹ چرانے کے لیے گئے ہوئے تھے اس راہب نے کہا انہیں بلا کر لاؤ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ پر ایک بادل نے سایہ کیا ہوا تھا جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں پایا کہ وہ پہلے ہی ایک درخت کے سائے میں جا چکے تھے جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو اس درخت کا سایہ آپ ﷺ پر ہو گیا تو راہب بولا اس درخت کے سائے کی طرف دیکھو یہ ان پر آ گیا ہے راوی بیان کرتے ہیں وہ راہب ان کے پاس رہا اور انہیں یہ قسم دیتا رہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو ساتھ کر لے روم میں نہ جائیں کیونکہ رومیوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ کو پہچان لیں گے اور آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کریں گے پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی موجود تھے جو روم سے آئے ہوئے تھے راہب نے ان لوگوں کا سامنا کیا اور دریافت کیا تم لوگ کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم لوگ اس وجہ سے آئے ہیں کہ اس مہینے میں ایک نبی ﷺ نے تشریف لانا تھا تو ہر راستے پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے ہمیں ان کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ہمیں تمہارے راستے کی طرف بھیجا گیا ہے راہب نے دریافت کیا کیا تم لوگوں کے پیچھے کوئی ایسا شخص ہے جو تم لوگوں سے بہتر ہو انہوں نے جواب دیا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے راستے میں بھی ہو سکتے ہیں تو راہب بولا تمہارا کیا خیال ہے جس معاملے کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہتا ہو تو کیا لوگوں میں سے کوئی ایک شخص اس کو روک سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں تو راہب بولا تم ان کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور ان کے ساتھ رہو پھر اس راہب نے (قریش کے بوڑھوں کو مخاطب کر کے کہا) میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں سے ان کا سر پرست کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ابوطالب ہیں پھر راہب ابوطالب

کو واسطے دیتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کو واپس کر دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا راہب نے زاورہ کے طور پر آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ روٹیاں اور زیتون کا تیل بھی پیش کیا۔
روایت کا حال: یہ روایت صرف ترمذی میں ہے باقی کتب خمسہ میں نہیں ہے اور یہ روایت مذکورہ تفصیل کے ساتھ صحیح نہیں کیونکہ واقدی کے بیان کے مطابق اس واقعہ کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور سہیل کے بیان کے مطابق نو سال تھی۔ (البدایہ ابن کثیر ۲: ۲۸۵)

پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت سات سال ہوگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

(۲) اہم بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی مال لے کر شام کا سفر کیا ہے اگر یہ واقعہ پیش آیا تھا تو آپ ﷺ نے دوبارہ شام کا سفر کیوں کیا؟

(۳) نیز اس حدیث میں ہے کہ وہ نبی اس مہینہ میں ظاہر ہونے والے ہیں یہ بھی غلط ہے آپ ﷺ کی بعثت اس واقعہ سے بہت سالوں کے بعد ہوئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبْنُ كَمْ كَانَ حِينَ بُعِثَ

باب ۱۲:۴۔ بعثت نبوی اور بوقت بعثت عمر مبارک

(۳۵۵۴) قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی آپ ﷺ نے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور مدینہ منورہ میں دس برس جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا تو آپ ﷺ کی عمر تیسٹھ سال تھی۔

(۳۵۵۵) قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ سَنَةً.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

تشریح: جب عمر مبارک چالیس سال چھ ماہ باون دن ہوئی تو ۶۱۰ عیسوی میں ماہ رمضان کی شب قدر میں غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی اور وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی یہ بالکل صحیح حساب ہے مگر عرب چونکہ کسر چھوڑ دیتے تھے اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ساٹھ سال عمر مبارک بیان کی اور چونکہ ولادت ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے اور وفات بھی ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے اس لیے اگر دونوں ناقص سالوں کو پورا گن لیا جائے تو عمر مبارک ۶۵ سال ہوگی۔

(۳۵۵۶) لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُرْدِدِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْأَدِيمِ وَلَيْسَ بِالْجُعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ

عَشْرًا وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ: ربیعہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم ﷺ انتہائی لمبے نہیں تھے اور چھوٹے بھی نہیں تھے نہ ہی پھیکے سفید تھے اور نہ ہی بالکل گندمی تھے آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی عمر میں مبعوث کیا آپ ﷺ نے دس سال مکہ میں قیام کیا اور دس برس مدینہ منورہ میں قیام کیا ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی اس وقت آپ کے سر مبارک اور داڑھی میں بیس برس بھی سفید نہیں تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَاتِ نُبُوءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللَّهُ بِهِ

باب ۵: نبوت کی نشانیوں کا بیان اور ان معجزات کا بیان جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاص کیا

(۳۵۵۷) إِنَّ بِمَكَّةَ حَجْرًا كَانَ يُسَلَّمُ عَلَى لَيَالِي بُعِثْتُ إِلَيْهِ لَأَعْرِفُهُ الْآنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب مجھے مبعوث کیا گیا اور میں اسے اس وقت بھی جانتا ہوں۔

پورا قرآن ہی میرے اور آپ کے نبی ﷺ کی سیرت ہے۔ قرآن میں:

آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالضُّحَىٰ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی زلفوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالْأَيْلِ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی آنکھوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی زبان کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ (القیامہ: ۱۶) کہا۔

آپ ﷺ کے بولنے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۴) کہا۔

آپ ﷺ کے سینے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے ہاتھ گردن کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی پشت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے دل کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿تَوَلَّىٰ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۖ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ (الشعراء: ۱۹۳، ۱۹۴) کہا۔

آپ ﷺ کے اخلاق کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی چادر کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ ۖ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے کمر کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے آنے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی رحمت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الحج: ۱۰۷) کہا۔

آپ ﷺ کی عالمگیر رسالت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ (الہباء: ۲۸) کہا۔

آپ ﷺ کے زمانے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالْعَصْرِ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے شہر کے ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی سنت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) کہا۔

آپ ﷺ کی ختم نبوت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيِّينَ﴾ (الاحزاب: ۴۰) کہا۔

آپ ﷺ کی شفقت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کی بیٹیوں اور بیویوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاحزاب: ۵۹) کہا۔

آپ ﷺ کے کپڑے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَشِيَابَكَ فُطِيهَرُ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے کوثر کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے غار کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ (التوبہ: ۴۰) کہا۔

آپ ﷺ کے دن کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا﴾ (الزلزل: ۷) کہا۔

آپ ﷺ کی رات کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿فَمُ آتِلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ کہا۔

آپ ﷺ کے کردار کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱) کہا۔

آپ ﷺ کی صفتوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا﴾ کہا۔ ﴿مُبَشِّرًا، نَذِيرًا﴾ کہا۔ ﴿دَاعِيًا إِلَى

اللَّهِ﴾ کہا۔ ﴿سِرَاجًا مُنِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵، ۴۶) کہا۔

آپ ﷺ کے صحابہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ کہا۔ ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ کہا۔ ﴿أُولَٰئِكَ

هُمُ الرَّشِيدُونَ﴾ کہا۔ ﴿أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾ کہا۔ ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ

بِهِ﴾ کہا۔ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ کہا۔ ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (التوبہ: ۷۲) کہا۔

آپ ﷺ کے خلفاء کا ذکر آیا تو قرآن نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ (الفتح) کہا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ (الفتح) کہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح) کہا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿سَيِّبَاهُمْ فِي دُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ (الفتح) کہا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ﴾ ﴿مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ﴾ ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ ﴿كِرَامٍ

بَرَرَةٍ﴾ (میس) کہا۔

باب

۱۳۔ معجزات کا بیان

معجزۃ (جیم کا زیر) اسم فاعل واحد مؤنث: اعجز الشئى فلانا، تھکا دینا عاجز کر دینا معجزہ وہ خارق عادت (معمول کے خلاف) امر ہے جو کرشماتی طور پر کسی نبی کے ذریعہ ظاہر ہو اور دوسروں کے بس میں اس کو ظاہر کرنا نہ ہو۔ ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔

پہلا معجزہ: بعثت کے وقت ایک پتھر آپ ﷺ کو سلام کرتا تھا اور کھانے میں اضافہ

(۳۵۵۷) إِنَّ بِمَكَّةَ حَجْرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ فِيَّ لَا عَرَفُهُ الْآنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب مجھے مبعوث کیا گیا اور میں اسے اس وقت بھی جانتا ہوں۔

(۳۵۵۸) كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَتَدَاوُلُ فِي قَصْعَةٍ مِّنْ غَدَوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُومُ عَشْرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشْرَةٌ قُلْنَا فَلَمَّا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ أَيْ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے ایک پیالے میں کھانا شروع کیا صبح سے کھانا شروع کیا اور کھاتے ہوئے شام ہو گئی لوگ باری باری دس آدمی اٹھتے تھے دس آدمی بیٹھ جاتے تھے راوی بیان کرتے ہیں ہم نے دریافت کیا اس میں اضافہ کیسے ہوا؟ تو سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کس بات پر حیران ہو رہے ہو؟ اس میں اضافہ وہاں سے ہو رہا تھا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

باب

پہاڑوں اور درختوں کا سلام کرنا

(۳۵۵۹) كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں ایک مرتبہ ہم کسی گلی میں نکلے تو جو بھی پہاڑ اور جو بھی درخت آپ ﷺ کے راستے میں آ رہا تھا یہی کہہ رہا تھا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔

باب

فراق نبوی میں کھجور کے ستون کا بلکنا

(۳۵۶۰) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَظَبَ إِلَى لُزْقٍ جَذْعٍ وَاتَّخَذُوا إِلَيْهِ مَنَبْرًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَ الْجُدُّ حَنِينَ الثَّاقَةِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَّهُ فَسَكَنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنا دیا آپ ﷺ اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے وہ تنایوں رونے لگا جیسے اُونٹنی روتی ہے آپ ﷺ نیچے اترے آپ ﷺ نے اسے دست مبارک لگایا تو اسے سکون آیا۔

کھجور کے گچھے کا آپ ﷺ کے بلانے پر نیچے اتر آنا پھر لوٹ جانا

(۳۵۶۱) جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْوَيْدَقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَاكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ.

ترجمہ: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور بولا مجھے کیسے پتا چلے گا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کی شاخ کو بلاؤں اور وہ گواہی دے کہ میں (اللہ کا رسول) ہوں تو کیا تم مان لو گے آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ اپنے درخت سے ٹوٹ کر آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آکر گر گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلا گیا تو وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

باب

معجزہ: ایک صحابی کو خوبصورتی کی دعا دی پس وہ ایک سو بیس سال تک بوڑھے نہیں ہوئے!

(۳۵۶۲) مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَدَعَا لِي قَالَ عَزَّرَهُ إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ إِلَّا شَعْرَاتُ بَيْضٍ.

ترجمہ: حضرت ابو زید بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لیے دعا کی۔

عززہ نامی راوی بیان کرتے ہیں وہ صحابی ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے اور اس وقت بھی ان کے سر میں صرف چند بال سفید تھے۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے جس سے مجھے اندازہ ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں پھر انہوں نے جو کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنی چادر نکالی اس میں کچھ حصے میں روٹیاں لپیٹ کر میری بغل میں دے دی اور کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد میں تشریف فرمایا آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ان لوگوں کے پاس آ کر کھڑا ہوا آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کے سلسلے میں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سے فرمایا اشور اوی بیان کرتے ہیں وہ سب افراد کھڑا ہوئے میں ان لوگوں کے آگے آگے آیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کچھ نہیں ہے کہ ہم انہیں کھلا سکیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں) پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے آ کر ملے اور آپ ﷺ تشریف لائے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے لے آؤ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ان روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس موجود کچی میں سے گھی نچوڑ کر اس کا سالن بنالیا اور آپ ﷺ نے ان پر جو اللہ کو منظور تھا وہ پڑھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر بھیج دو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہا انہوں نے کھانا کھا لیا جب وہ سیر ہو گئے تو وہ چلے

گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو وہ آئے جب انہوں نے بھی کھالیا تو وہ بھی چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اندر آنے کو کہا جب انہوں نے کھانا کھالیا اور سیر ہو گئے تو وہ بھی چلے گئے تمام لوگوں نے کھانا کھالیا اور وہ سیر ہو گئے اس وقت لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

باب

آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا اور ایک بڑے مجمع کا اس سے وضو کرنا

(۳۵۶۳) رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَحَائِثَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوُضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوُضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّعُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّعَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّعُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا لوگ وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے تھے لیکن وہ انہیں نہیں ملا آپ ﷺ کی خدمت میں پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کریں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہاں موجود آخری شخص نے بھی وضو کر لیا۔

باب

اچھے خوابوں سے نبوت کی ابتداء

(۳۵۶۵) قَالَتْ أَوَّلُ مَا ابْتَدَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ النَّبُوءَةِ حِينَ أَرَادَ اللَّهُ كَرَامَتَهُ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ أَنْ لَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَمَكَتْ عَلَى ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَمْكُتَ وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَخْلُوَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبوت کے آغاز میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت اور اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے اظہار کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ کو بھی چیز (خواب میں) دیکھتے تھے وہ روز روشن کی طرح پوری ہو جاتی تھی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ایسا ہی رہا پھر آپ کو خلوت نشینی پسند آ گئی اس وقت آپ ﷺ کے نزدیک خلوت سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں تھی۔

باب

صحابہ رضی اللہ عنہم کا کھانے کی تسبیح سننا

(۳۵۶۶) إِنَّكُمْ تَعْدُونَ الْآيَاتِ عَذَابًا وَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَرَكَةً لَقَدْ كُنَّا نَأْكُلُ الطَّعَامَ

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ قَالَ وَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى عَلَى الْوُضوءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَهَةِ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى تَوْضَّأْنَا كُلُّنَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تم لوگ ظاہر ہونے والے نشانیوں کو عذاب (کی علامت) سمجھتے ہو جبکہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اسے برکت سمجھا کرتے تھے ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا اور آپ ﷺ نے فرمایا برکت والے پانی سے وضو کی طرف آؤ جو آسمان کی طرف سے ہے (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ ہم سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

سب پانیوں سے افضل کون سا ہے؟

وہ پانی بتاؤ جو نہ آسمان سے نازل ہو نہ زمین سے نکلا اور وہ سب پانیوں سے افضل ہے وہ وہ پانی ہے جو معجزہ کے طور پر نبی ﷺ کی انگلیوں سے نکلا تھا۔

بَاب مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟

باب ۶: نبی ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی

(۳۵۶۷) أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلَافَةِ الْخُرْسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَى وَأَحْيَانًا يَتِمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيَكَلِّمُنِي فَأَعِى مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَقْصِمُ عَنْهُ وَإِنْ جَبِينُهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا بعض اوقات وہ فرشتہ میرے پاس گھٹی کی آواز کی طرح وحی لے کر آتا ہے اور یہ میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے بعض اوقات میرے سامنے انسانی شکل میں آ جاتا ہے اور میرے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور وہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ شدید سردی کا دن تھا آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۔ نبی ﷺ کے احوال (حلیہ اور اخلاق) کا بیان

(۳۵۶۸) قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لَبَّةٍ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يُضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدُ مَا

بَيْنَ الْمُنْكَبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

ترجمہ: حضرت براء بیان کرتے ہیں میں نے سرخ خلع میں لمبے بالوں والا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آپ ﷺ کے بال کندھوں تک آتے تھے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا (یعنی سینہ کشادہ تھا) آپ ﷺ بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے بالکل لمبے بھی نہیں تھے۔

فائدہ: لمبہ: کان کی لو سے بڑھی ہوئی زلفیں، الوفرة: کان کی لو سے ملی ہوئی زلفیں۔ الجمجمة: مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں بال ایک حال پر نہیں رہتے جب کانوں تک کٹوائے جاتے ہیں تو وہ وفرہ کہلاتے ہیں پھر جب بڑھ کر آدھی گردن تک پہنچ جاتا ہیں تو وہ لمہ کہلاتے ہیں پھر جب بڑھ کر مونڈھوں کو چھونے لگتے ہیں تو وہ جمہ کہلاتے ہیں اور یاد رکھنے کا فارمولہ ولج ہے۔

باب

آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا

(۳۵۶۹) قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ: ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

باب

نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے آپ جیسا خوبصورت ہو نہ کوئی آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا ہوگا

(۳۵۷۰) قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقَصِيرِ شَشْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ خُخَمَ الرَّأْسِ خُخَمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيلَ الْمَشْرِ بَ إِذَا مَشَى تَكَفَّاتُكْفُو كَأَنَّمَا انْخَطَّ مِنْ صَبَبٍ لَّمْ أَرَقْبَلُهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ.

ترجمہ: نافع بن جبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ انتہائی طویل نہیں تھے اور بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے آپ کی دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں پر گوشت تھے آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا آپ ﷺ کے جوڑے بڑے تھے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف تک باریک بال تھے جب آپ ﷺ چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

تشریح: نبی ﷺ دراز قامت نہیں تھے بلکہ درمیانہ قد تھے لیکن کسی قدر طول کی طرف مائل تھے (شامل حدیث ۷) میں ہے اطول من المربع: میانہ قد سے ذرا دراز تھے اور جب آپ ﷺ کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے یہ بات معجزہ کے طور پر تھی تاکہ جس طرح کمالات معنویہ میں کوئی آپ ﷺ سے بلند رتبہ نہیں اسی طرح صورت ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو۔

(۲) ہتھیلیوں اور پاؤں کا پر گوشت ہونا مردوں کے لیے محمود ہے یہ قوت و شجاعت کی علامت ہے اور عورتوں کے لیے مذموم ہے اور سر بڑا سردار کا ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا حسن و جمال

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ بن سمرہ فرماتے ہیں:

رایت النبی ﷺ فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القبر فیلہو عندی احسن من القمر۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص ۷۲۲)

”میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف اور آپ ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا تو میں نے فیصلہ کر دیا کہ آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجہہ۔

”میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا (آپ ﷺ کا چہرہ اتنا منور تھا) گویا کہ چہرے میں سورج چل رہا ہے۔“

(۳) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہ سے کہا:

صفی لنا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! لورایتہ رایت الشمس طالعة۔

اگر تم حضور ﷺ کو دیکھ لیتے تو تم سورج کو طلوع ہوتا گمان کرے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ باب فضائل سید المرسلین)

چند دلچسپ واقعات

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چرخہ کاٹ رہی تھی اور آپ ﷺ بیٹھ کر اپنے جوتے سی رہے تھے اور پینے کے قطرے آپ کے ماتھے مبارک پر جمع تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کی طرف دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی (جیسے مبہوت ہو گئیں ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا) تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا دیکھ رہی ہو کہنے لگی آپ کے ماتھے پر پسینہ کو چمکتا دیکھ کر مجھے ایک شاعر ابو کبیرہ الہذلی کا ایک شعر یاد آ گیا۔

واذا نظرت الی اسراء وجہہ برقت کبرق العارض المتہلل

”جب میں اس کے ماتھے پر نظر ڈالتا ہوں تو یوں چمکتا ہے جیسے آسمان پر بجلیاں نظر آتی ہیں۔“ (رحمۃ اللعالمین)

(۵) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑا سی رہی تھیں تو سوئی گر کر گرم ہو گئی اندھیرا تھا تلاش کیا مگر نہ ملی تو اچانک آپ ﷺ دروازے سے اندر داخل ہونے لگے تو داخل ہوتے ہی کمرہ ایسا منور ہو گیا کہ وہ سوئی چمکنے لگی اور وہ سوئی مل گئی۔ (رحمۃ اللعالمین ج دوم ص ۱۳۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللافاق شمس شمسى خير من شمس السماء
فان الشمس تطلع بعد الفجر وشمسى طالع بعد العشاء
افلت شمس الاولين وشمسنا ابدا على افق العلى لا تغرب

ترجمہ: ایک ہمارا سورج ہے ایک آسمان کا سورج ہے ہمارا سورج (محمد ﷺ) آسمان کے سورج سے بہتر ہے کیونکہ وہ سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے میرا سورج ایسا ہے جو عشاء کے بعد بھی طلوع ہوتا رہتا ہے پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کے کنارے پر (طلوع ہوتا ہے) جو غروب نہیں ہوتا۔

لغات: الششن: موٹا۔ الکردوس: ہر دو ہڈیاں جو ایک جوڑ پر اکٹھا ہوں جیسے مونڈھے گھٹنے اور کوہے کی ہڈیاں جمع الکرادیس۔ المسربة: سینہ سے ناف تک باریک بال بالوں کی لکیر دھاری۔ تکفافی مشیتہ: اتراتے ہوئے چلنا جھومتے اور ہلتے ہوئے چلنا۔ تکفیا: مفعول مطلق نوعیت کے لیے ہے یعنی ذرا ہلتے ہوئے چلتے تھے..... الصیب: ڈھلان ڈھال اتار اور من بمعنی فی ہے شامل (حدیث ۶) میں فی ص ہے۔

باب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے احوال تفصیل سے بیان کئے ہیں

(۳۵۷۱) كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْمَمْغُطِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمَتَرَدِّدِ وَكَانَ رُبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالْسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجُلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُظْهِمِ وَلَا بِالْمُكَلِّمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضٌ مُشْرَبٌ أَذْجَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْهَشَاشِ وَالْكَتْدِ أَجْرَدُ دُومَسْرَبَةٍ شَتْنُ الْكَفَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ وَإِذَا انْتَفَتَحَتِ الْمَعَابِينُ كَتَفِيهِ خَاتَمُ التَّبَوُّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عَشْرَةً مَنْ رَأَاهُ بَدِيهَةٌ هَابَةٌ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ يَقُولُ نَاعِيَتْهُ لَمْ أَرَقْبَلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے تو یہ بھی بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ انتہائی طویل بھی نہیں تھے بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے آپ ﷺ درمیانے قد کے مالک تھے آپ ﷺ کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے اور بالکل سیدھے بھی نہیں تھے بلکہ ہلکے گھنگھریالے اور ہلکے سے سیدھے تھے آپ ﷺ انتہائی موٹے بھی نہیں تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل گول بھی نہیں تھا تاہم آپ ﷺ کے چہرے پر گولائی کا عنصر پایا جاتا ہے آپ ﷺ سرخ و سفید رنگت کے مالک تھے آپ ﷺ کی آنکھیں انتہائی سیاہ تھیں پلکیں لمبی تھیں جوڑ بڑے تھے شانہ جوڑا تھا اور دونوں شانوں کے درمیان گوشت موجود تھا آپ ﷺ جسم مبارک پر بال نہیں تھے صرف سینہ پر ناف تک بال تھے آپ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے

تھے جب آپ ﷺ چلتے تھے تو زمین پر قدم جما کر چلتے تھے یوں جیسے بلندی سے نیچے کی طرف جارہے ہوں جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے تھے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی آپ ﷺ انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں عطا کرنے کے اعتبار سے آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے گفتگو کے اعتبار سے سب سے سچے تھے لہجے کے اعتبار سے سب سے زیادہ نرم تھے اور سب سے بہترین سلوک کرتے تھے جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا تھا تو مرعوب ہو جاتا جو شخص جاننے کے بعد گھل مل جاتا تھا وہ آپ ﷺ کو پسند کرنا شروع کر دیتا تھا آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا شخص کہہ سکتا ہے میں نے آپ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

یہ حدیث منقطع ہے ابراہیم کی اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی اور یہ حدیث شامل (حدیث ۶) میں آئے گی۔
حل لغات: مغط: بہت لمبا، نشابہ: تیر جمع نشایب۔ ۲۔ المتودد: اسم فاعل اتنا ٹھلنا کہ بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے معلوم ہوں۔ ۳۔ الجعد: گھونگھریا لے بال..... القطط: چھوٹے گھونگھریا لے بال، القطط الجعد کے معنی میں مبالغہ ہے ای الشدید الجعودة: انتہائی درجہ کے چھوٹے گھونگھریا لے، رجل (س) الشعر: بالوں کا قدرے گھونگھریا لا ہونا، المطهم: بہت موٹا۔ طهم الشئی: موٹا بھاری ہونا البادن موٹے بدن کا، المکلثم: گول چہرہ رجھ چہرے کے گوشت کا سمٹ جانا۔ الکثوم: چہرے اور رخسار پر گوشت چڑھا ہوا، المشرب: اسم مفعول پلایا ہوا اور مشرب وہ شخص ہے جس کی سفید مین سرخی خوب ملا دی گئی ہو، ادبج: سخت سیاہ آنکھ کی پتلی والا۔ یعنی پتلی بہت زیادہ سیاہ ہو اور باقی سفید حصہ بہت سفید ہو۔ المشاشة: مونڈھے کی ابھری ہوئی ہڈی جمع مشاش..... جلیل عظیم یعنی مونڈھوں کے سرے موٹے تھے۔ العشرة: صحبت اختلاط آپس داری..... العشیر: ہم صحبت میل جول رکھنے والا (میاں بیوی) جمع۔ عشراء۔ البداهة والبدیہة: اچانک پیش آنے والا معاملہ برجستگی بے ساختگی۔ ولد اور ولد دونوں صحیح ہیں۔

باب

باب ۸: آپ ﷺ صاف واضح گفتگو فرماتے تھے

(۳۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْرُدُ سِرْدَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ تم لوگوں کی طرح تیزی کے ساتھ گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ اس طرح گفتگو کرتے تھے کہ آپ وقفے کے ذریعے اس بات کو واضح کر دیتے تھے آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا شخص اس بات کو یاد رکھ سکتا تھا۔

باب

آپ ﷺ کبھی کلام کو تین مرتبہ دہراتے تھے

(۳۵۷۳) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِيَتَعَقَلَ عَنْهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ وہ سمجھ میں آجائے۔
 فائدہ: اگر مضمون مشکل ہوتا غور و تدبر کی ضرورت ہوتی یا مجمع زیادہ ہوتا یا کسی بات پر زور دینا ہوتا یا اس کی اہمیت ظاہر کرنی ہوتی تو آپ ﷺ تینوں جانب متوجہ ہو کر مضمون بیان فرمایا کرتے تھے تاکہ مجمع اچھی طرح بات سمجھ لے اور تین مرتبہ غایت اکثر یہ ہے اگر دوسرے کافی ہو جاتا ہے تو دوسرے فرماتے۔

باب

(ز) آپ ﷺ مسکراتے تھے ہنستے کم تھے

(۳۵۷۴) قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(۳۵۷۵) قَالَ مَا كَانَ صَاحِبُكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا تَبَسُّمًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ہنسی صرف مسکراہٹ ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ السُّبُوءَةِ

۱۶۔ مہر نبوت کا بیان

(۳۵۷۶) ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ ابْنِ أُخْتِي وَجِعَ فَمَسَحَ بِرَأْسِي وَدَعَانِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وُضُوئِهِ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِيْرِ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری خالہ مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بھانجا بیمار ہے نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا پھر میں آپ ﷺ کی پشت کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ ﷺ

کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جو مسہری کے بٹن کی طرح تھی۔

(۳۵۷۷) كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَعْصِي الدِّمِي بَيْنَ كِتْفَيْهِ غَدَاةً حُمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی وہ مہر جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی وہ ایک سرخ غدود تھی جو کبوتر کے انڈے کی مانند تھی۔

مہر نبوت: علامات نبوی میں سے تھی اور ولادت کے وقت ہی سے تھی اور وفات کے وقت غائب ہو گئی تھی اور اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا اور جن روایتوں میں کچھ لکھا ہوا ہوتا منقول ہے وہ روایات درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

باب

آپ ﷺ کی آنکھیں سرگیں تھیں

(۳۵۷۸) كَانَ فِي سَاقِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُمُوشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ إِذَا انْظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ أَكُلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِأَكْحَلٍ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی پنڈلیوں کا گوشت کم تھا آپ ﷺ ہنستے ہوئے صرف مسکراتے تھے میں جب بھی آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو سوچتا تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

باب

دہن مبارک آنکھوں اور ایڑیوں کا حال

(۳۵۷۹) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ صَلْبِيَعِ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَمْهُوشَ الْعَقِبِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا آپ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

(۳۵۸۰) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلْبِيَعِ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَمْهُوشَ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكِ مَا صَلْبِيَعِ الْفَمِ قَالَ وَاسِعُ الْفَمِ قُلْتُ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَمْهُوشُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيلُ اللَّحْمِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا آنکھیں بڑی بڑی تھیں آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے سماک نامی راوی سے دریافت کیا ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا منہ کا کشادہ ہونا میں نے دریافت کیا اشکل العینین کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا آنکھوں کا بڑا ہونا میں نے دریافت کیا منہوش العقب کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا (پنڈلی) پر گوشت تھوڑا ہونا۔
لغات: الضلیع، کشادہ دہن ضلع (ک) فمہ منہ چوڑا ہونا (عربوں کے نزدیک مردوں کے لیے یہ چیز پسندیدہ ہے) الاشکل وہ شخص جس کی آنکھ کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی ہو۔ المنہوس: دبلا آدمی۔

باب

آپ ﷺ تیز رفتار تھے

(۳۵۸۱) قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَمَّا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِذَا لُجَّهْدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِبٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا گویا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک میں سورج چلتا تھا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ ﷺ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی ہم کوشش کر کے آپ ﷺ کے ساتھ چلتے تھے اور آپ ﷺ کسی تکلف کے بغیر چلا کرتے تھے۔

باب

آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے

(۳۵۸۲) عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرُوَّةَ بْنِ مَسْعُودٍ رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِئِيلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دَحِيَّةُ هُوَ ابْنُ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طرح سے تھے جیسے ان کا تعلق شنوہ قبیلہ کے ساتھ ہو میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان لوگوں میں سے میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہہ عروہ بن مسعود تھے میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سب سے زیادہ تمہارے آقا ان سے مشابہہ تھے یعنی نبی اکرم ﷺ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ دحیہ ان کے مشابہہ ہیں راوی کہتے ہیں یہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ہیں۔

تشریح: احوال نبوی میں اس روایت کو لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہہ تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبْنِ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ؟

باب ۱۲: نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟

(۳۵۸۳) تُوُوِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ: خالد حذاء بیان کرتے ہیں عمار نے مجھے یہ بات بتائی ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۴) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُوِي وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۵) قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي يُوحَى إِلَيْهِ وَتُوُوِي وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام کیا یعنی (اس دوران) آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۶) أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يُخَطِّبُ يَقُولُ مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خطبے کے دوران یہ بیان کرتے ہوئے سنا جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی (تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا) میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ سال ہو چکی ہے۔

(۳۵۸۷) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا جب وصال ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ اکثر روایات کا قول لینا چاہیے کہ عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی ہے اور ساٹھ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں کسر چھوڑ دی ہے اور ۶۵ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں شروع اور آخر کے ناقص سالوں کو پورا شمار کر لیا ہے۔



مناقب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرة بن کعب بن لوی

القرشی التیمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد عثمان کی کنیت ابو قحافہ ہے حضرت ابو بکر کی والدہ کا نام ہے ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غار اور ہجرت کے ساتھی ہیں اور آپ کے بعد خلیفہ اول ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ، حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیر کے دن بائیس جمادی الثانیہ تیرہ ہجری کو فوت ہو گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں سوانہوں نے غسل دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کی قبر میں اترے انہیں رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نبی ﷺ کے جوار میں دفن کیا گیا اس پر اتفاق ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی اور خلافت کا عرصہ گزار کر ان کی عمر رسول اللہ ﷺ کی عمر کے مساوی ہو گئی ان کی انگوٹھی پر نعمہ القادر اللہ نقش تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تاحیات کوئی شعر نہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان نے زمانہ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

باب

۱۔ دلی دوست بنانے کے قابل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں

(۳۵۸۸) أَبْوُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِّنْ خَلِيلِهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلَ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں ہر دوست کی دوستی سے بری ذمہ ہوں اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو دوست بناتا لیکن تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصف خاص نہیں آپ ﷺ بھی خلیل اللہ ہیں اسی طرح نوحی (ہم کلام ہونا بھی موسیٰ علیہ السلام کا وصف خاص نہیں نبی ﷺ بھی معراج میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔

۲۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے

(۳۵۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

(۳۵۹۰) قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَكَتَتْ.

ترجمہ: عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر اس کے بعد کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر اس کے بعد کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے راوی بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کون تھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

۳۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ جنت میں بلند درجہ والوں سے بھی افضل ہوں گے

(۳۵۹۱) إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النُّجُومَ الظَّالِعَ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلند درجات کے مالک لوگوں کو (جنت میں) نچلے درجے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ بھی (بلند درجات والوں میں شامل ہوں گے) اور یہ دونوں کتنے اچھے ہیں۔

۴۔ نبی ﷺ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانی و مالی احسان کسی کا نہیں

(۳۵۹۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ وَيَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَأَخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا الشَّيْخِ إِذْ كَرَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَأَخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ قَالَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلْ نَفْدِيكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَمِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ النَّاسِ أَحَدٌ آمَنَ إِلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنْ ابْنِ أَبِي قُحَافَةٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذُ ابْنُ أَبِي قُحَافَةٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ وَدُّوا خَاءَ إِيْمَانٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ.

ترجمہ: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ایک شخص کو اس کے پروردگار نے اس بارے میں اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہے جب تک کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے اور دنیا میں کھائے پئے جو وہ کھانا چاہتا ہے اور اس بات کے درمیان (اختیار دیا) کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اس بندے نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا آپ اس بزرگ پر حیران نہیں ہو رہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ایک نیک آدمی کا ذکر کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا یا اپنی بارگاہ میں کسی ایک بات کا حاضری میں سے اختیار دیا تو اس نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کر لیا ہے راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ہم آپ ﷺ کے بدلے اپنے والدین دے دیں گے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ حسن سلوک کے اعتبار سے کسی شخص نے ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھا سلوک سے نہیں کیا اور

اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی بھائی چارگی اور محبت تو باقی ہیں آپ ﷺ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

(۳۵۹۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَدَيْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَانَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخَيِّرُ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ يَا أَبَانَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ لَا تُبْقَيْنَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْضَةً إِلَّا خَوْضَةً أَبِي بَكْرٍ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اسے دنیا کی آرائش و زیبائش عطا کر دے جتنی وہ چاہے یا اپنا قرب عطا کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے قرب کو اختیار کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) آپ پر ہم اپنے والدین کو قربان کر دیں گے راوی بیان کرتے ہیں ہمیں اس بات پر حیرانگی ہوئی لوگوں نے کہا اس بزرگ کی طرف دیکھو نبی اکرم ﷺ ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آرائش و زیبائش دی جتنی وہ چاہے اور اپنے قرب کے درمیان اختیار دیا ہے اور یہ صاحب کہہ رہے ہیں ہم اپنے والدین کو آپ ﷺ پر قربان کر دیں گے تو درحقیقت نبی اکرم ﷺ وہ بندے تھے جن کو یہ اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں ہم میں سب سے بہتر جانتے تھے

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ساتھ اور مال کے حساب سے میرے ساتھ سب سے اچھا سلوک ابو بکر نے کیا ہے اور اگر میں نے کسی کو بھی خلیل بنانا ہوتا تو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا تاہم اسلام کی بھائی چارگی باقی ہے اور مسجد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ ہر ایک دروازے کو بلند کر دیا جائے گا۔

باب

۵۔ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا

(۳۵۹۴) مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعْنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا إِلَّا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمارے ساتھ جس شخص نے اچھا سلوک کیا ہم نے اس کو بدلہ دے دیا سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس نے ہمارے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا اور کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا

نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیا ہے اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنا لیتا لیکن تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

۶۔ نبی ﷺ کے بعد خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر عمر رضی اللہ عنہ

(۳۵۹۵) اقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد دو آدمیوں کی پیروی کرنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی۔

باب

۷۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے

(۳۵۹۶) قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تم لوگوں کے درمیان میں اور کتنا عرصہ رہوں گا؟ میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کر کے یہ بات بتائی۔

(۳۵۹۷) لَا أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ هَذَانِ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمایا تھا دونوں انبیاء اور مرسلین کے علاوہ اہل جنت کے پہلے والے اور بعد والے تمام عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں اے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(۳۵۹۸) كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَانِ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ يَا عَلِيُّ لَا تُخْبِرُهُمَا.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا اسی دوران حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نظر آ گئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمام انبیاء اور مرسلین کے علاوہ سب پہلے والے اور سب بعد والے جنت کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں اے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(۳۵۹۹) قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ابو بکر اور عمر انبیاء اور مرسلین کے علاوہ تمام پہلے والے اور بعد والے بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں اسے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

سند کا حال: یہ حدیث امام ترمذی نے تین سندوں سے ذکر کی ہے تینوں ضعیف ہیں۔

استراض: جنت میں کوئی ادھیڑ عمر نہیں ہوگا سب ۳۳ سال کی عمر کے ہوں گے پھر حدیث کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ مجاز ماکان ہے یعنی جو دنیا میں ادھیڑ عمر میں فوت ہوئے ہیں وہ جنتی مراد ہیں جیسے الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنة میں بھی یہی مجاز مراد ہے۔

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتانے سے کیوں منع کیا؟ اور ابن ماجہ میں ہے مادام حین یعنی جب تک وہ زندہ رہیں نہ بتائیں اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث کا یہ جزء کھٹک پیدا کرتا ہے کہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور سند کسی بھی حدیث کی صحیح نہیں پس اللہ تعالیٰ اس حدیث کا حال بہتر جانتے ہیں جب ان دونوں حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور اس سے کسی خود فریبی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں تھا تو یہ بات بتانے میں ضرر کا کیا اندیشہ ہو سکتا ہے؟

باب

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں

(۳۶۰۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَدًّا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں اس بارے میں لوگوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا کیا میری یہ خصوصیت نہیں کیا میری وہ خصوصیت نہیں ہے۔

حدیث کا حال: یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس قسم کا دعویٰ کرنے کا مزاج بھی نہیں تھا اور وہ تواضع کی تصویر تھے سقیفہ بنی ساعدہ میں بھی خلافت کے لیے اپنا نام پیش نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام پیش کئے تھے اس لیے اس روایت کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

باب

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہی نبی ﷺ کے سامنے کھلتے تھے

(۳۶۰۱) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ وَفِيهِمَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَزُفُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرُهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے مہاجرین اور انصار ساتھیوں کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی نگاہ اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف نہیں دیکھتا تھا صرف حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی زیارت کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی صرف ان دونوں کی طرف دیکھا کرتے تھے یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے آپ ﷺ بھی ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث حکم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

باب

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما قیامت کے دن نبی ﷺ کے ساتھ مبعوث ہوں گے

(۳۶۰۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ أَخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا وَقَالَ هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ایک جانب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے ان دونوں کا ہاتھ تھام رکھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں قیامت کے دن اسی طرح مبعوث کیا جائے گا۔

اس حدیث میں قبروں کے ساتھ ہونے کی طرف صرف اشارہ ہے صراحت نہیں کہیں بھی دفن ہوں اور ساتھ مبعوث ہوں یہ بات ممکن ہے تو حدیث کا ماسبق لاجلہ الکلام (مقصد) صرف اخروی رفاقت کا بیان ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھی ہیں

(۳۶۰۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْخَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم غار میں بھی میرے ساتھ تھے اور خوض پر بھی میرے ساتھ ہو گے۔

باب

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کان اور ناک تھے

(۳۶۰۴) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا یہ سمع اور بصر ہے۔

باب

۱۳۔ آپ ﷺ نے آخر حیات میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت صغریٰ سونپی

(۳۶۰۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مُرُّوا أَبَابُكُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَبَابُكُ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسَبِّحِ النَّاسُ مِنَ الْبُكَاءِ فَأُمِرُ عُمَرُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقَالَ مُرُّوا أَبَابُكُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَابُكُ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسَبِّحِ النَّاسُ مِنَ الْبُكَاءِ فَأُمِرَ عُمَرُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَعَلْتُ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكُمْ لَا تَنْتَنُ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُّوا أَبَابُكُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكَ خَيْرًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابو بکر کو کہو کہ نماز پڑھا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ ﷺ سے کہو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم عورتیں بھی یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ نماز پڑھائے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تمہاری وجہ سے مجھے کبھی کوئی بھلائی نہیں ملی۔ اس میں امامت کبریٰ کی طرف صاف اشارہ تھا۔

۲۹ صفر ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر راستے میں درد سر شروع ہوا یہ آپ ﷺ کے مرض الموت کا آغاز تھا آپ ﷺ نے اسی حالت میں گیارہ دن نماز پڑھائی مرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن تھی وفات سے چار دن پہلے تک سخت تکلیف کے باوجود آپ ﷺ ہی نمازیں پڑھاتے رہے آخری دن بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ ہی نے پڑھائی اور اس میں سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی لیکن وفات سے چار دن پہلے عشاء کے وقت مرض بڑھ گیا اور غشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو دریافت فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا گیا نہیں لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھو گھر والوں نے ایسا ہی کیا آپ ﷺ نے غسل فرمایا مگر جب اٹھنا چاہا تو پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو دریافت کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا گیا نہیں لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ﷺ نے دوبارہ اور سہ بارہ غسل فرمایا مگر ہر بار جب اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو غشی طاری ہو جاتی بالآخر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کھلوایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ

ہے۔ (الرحیق المختوم)

اس موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین یا چار بار گفتگو کی کہ امامت کا کام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سونپا جائے ایک بار حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ بات کہلوائی مگر آپ ﷺ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بلکہ آخر میں تو ڈانٹ پلائی کہ تو یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس طرح آپ ﷺ نے آخر حیات میں امامت صغریٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سونپی اس میں امامت کبریٰ کی طرف صاف اشارہ تھا۔

باب

۱۴۔ یہ بات مناسب نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرے

(۳۶۰۶) لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يُؤَمَّهُمْ غَيْرُهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جن لوگوں کے درمیان ابو بکر موجود ہو ان لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرے۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

باب

۱۵۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا

(۳۶۰۷) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا نَبِيَّ أَنْتَ وَأُجْنِي مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو جنت میں یہ آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے یہ زیادہ بہتر ہے جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا اسے جہاد کرنے والے دروازے سے بلایا جائے گا صدقہ و خیرات کرنے والے کو صدقہ دینے والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں لازمی سی بات ہے ان میں سے جس بھی دروازے سے بلایا جائے گا اسے کوئی حرج نہیں ہوگا لیکن کیا کوئی ایسا بھی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ایک ہو۔

۱۶۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے خیر کے کام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی سبقت نہیں کر سکے

(۳۶۰۸) أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِدَّتِي مَا لَا فُكْلُكَ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فِيمَنْ بِنَصْفٍ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فُكْلًا مِثْلَهُ وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ قَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی کہ ہم صدقہ کریں اس وقت میرے پاس کچھ مال موجود تھا میں نے یہ سوچا کہ آج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا اور آج ہی میں سبقت لے جاسکتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اپنا نصف مال لے کر آیا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کلی اتنا ہی چھوڑا ہے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا سامان لے آئے آپ ﷺ نے دریافت کیا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تم اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے یہ سوچا کہ میں کبھی بھی کسی معاملے میں ان سے سبقت نہیں لے جاسکتا۔

باب

۱۷۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے اپنا قائم مقام بنایا

(۳۶۰۹) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آتَتْهُ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ وَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأَتَيْتِي أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ: محمد بن جبیر بیان کرتے ہیں ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ایک خاتون حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی ہدایت کی وہ کہنے لگی یا رسول اللہ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ اگر میں آپ ﷺ کو نہ پاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔

باب

۱۸۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درتچے کے علاوہ تمام درتچے بند کرادیے

(۳۶۱۰) بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً إِذْ قَالَتْ لَمْ أُحْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آمَنْتُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ایک مرتبہ ایک شخص گائے پر سوار ہوا تو وہ گائے بولی مجھے اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے (یہ بیان کرنے کے بعد) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں

اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی۔

(۳۶۱۱) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ (مسجد نبوی کے) تمام دروازوں کو بند کرنے کی ہدایت دی تھی۔
حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ابراہیم بن الحارث ضعیف الحفظ ہے۔

باب

۱۹۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا

(۳۶۱۲) أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو اسی دن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق پڑ گیا۔

باب

۲۰۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے وزیر تھے

(۳۶۱۳) مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان سے تعلق رکھتے ہیں اور دو وزیر جو زمین سے تعلق رکھتے ہیں میرے آسمان سے تعلق رکھنے والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین سے تعلق رکھنے والے میرے دو وزیر ابو بکر اور عمر ہیں۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں مگر سب ضعیف ہیں

۲۱۔ قوت ایمانی میں آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت محمد بن عقیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے فرمان کو نقل کرتے ہیں اس کو بزاز نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے حضرت محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خطبہ دیا فرمانے لگے:

یا ایہا الناس من اشجع الناس۔ اے لوگو! یہ تو بتاؤ سب سے زیادہ شجاع کون ہے۔
وہ کہنے لگے:

انت یا امیر المؤمنین۔ اے امیر المؤمنین آپ سب سے زیادہ شجاع انسان ہیں۔

لکن ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ البدایہ والنہایہ: ۳-۲۸۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں:

لوگوں نے اس پر دلیل مانگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو دلیلیں دے کر اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا فرمانے لگے:

انا جعلنا رسول اللہ ﷺ عریشا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک خیمہ بنایا۔ جب غزوہ بدر تھا۔

قلنا من یکون مع رسول اللہ ﷺ لئلا یہوی الیہ احد من البشر کین۔

ہم نے کہا پھر پہرہ آج کون دے گا شرط یہ ہے کہ اکیلا ہوگا۔

چونکہ سارے تین سو تیرہ ہیں اگر وہ خیمہ کے پاس ہی رہیں تو پھر آگے جہاد کون کرے گا ایک ہوتا ہوا اکیلا کھڑا ہو مگر اکیلا ہو کے بھی چاروں طرف سے حفاظت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کے کہتے ہیں:

واللہ ما دنا منا احدا الا ابو بکر رضی اللہ عنہ شاہرا بالسیف علی راس رسول اللہ ﷺ۔ (البدایہ والنہایہ: ۴-۲۸۸)

”خدا کی قسم ہے ہم میں سے کوئی بھی ابھی آگے نہیں نکلا تھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضاء میں تلوار لہراتے ہوئے چھلانگ لگا کے آگے آگے گئے۔“

جس طرح انہوں نے غار میں پہرہ دیا تھا آج بدر میں پہرہ دینے کے لیے وہ آگے نکلے ہیں۔

دوسری دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ ایک اور دلیل دے دی۔

ولقد رائیت رسول اللہ ﷺ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نبی ﷺ گزر رہے تھے۔

اخذتہ قریش۔ قریش کے بہت سے لوگ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ گزرے تو انہوں نے پکڑ لیا۔

فہذا یجادہ و ہذا یتلتلہ۔ اتنے زیادہ تھے کوئی آدمی کوئی چیز مار رہا تھا کوئی کچھ مار رہا تھا۔

وہ کہتے تھے:

انت جعلت الالہۃ الہا واحدا۔ تو ہے وہ جس نے کئی خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فواللہ ما دنا منا احدا الا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ (البدایہ والنہایہ: ۴-۲۸۸)

جب میدان میں اترے تو ان کا کیا انداز تھا؟

یضرب ویجادہذا ویتلتلہذا۔ کسی کو مکا مارتے ہیں اور کسی کو کک مارتے ہیں کسی کو گھٹنا مارتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو پیچھے ہٹا کر ان کو گھور کے کہا:

وَلَكُمْ اتَّقَتْلُونَ رَجُلًا إِنْ يَقُولُ رَبِّي اللَّهُ.

تم تباہ ہو جاؤ اس ذات پر تم حملہ کرتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے میرا رب اللہ ہے۔
فبکی۔ (البدایہ والنہایہ ۳-۲۸۸) آپ تارو اوائے کہ ساری داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔
پھر فرمایا اب ایک اور بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

انشدکم اللہ۔ میں تمہیں رب کی قسم دے کر کہتا ہوں اے میرے خطبہ سننے والو مجھے ایک سوال کا جواب دو۔
مؤمن آل فرعون کا وہ مومن بہتر ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؟

قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں آل فرعون کے ایک مومن کا ذکر ہے اور اس سورۃ کا نام ہی مومن ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا وہ ولی جس کا قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں ذکر ہے:

﴿قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ﴾

رجل مؤمن نے کہا جو آل فرعون سے تھا اور ان حال کہ وہ اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا وہ کلمہ پڑھ چکا تھا مگر ایمان اس نے چھپا
رکھا تھا اس نے کیا کہا قرآن مجید میں ہے: ﴿اتَّقَتْلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ﴾ فرعونیو اس بندے کے ساتھ لڑائی کرتے ہو جو
کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگو تمہیں جواب نہیں آتا تو میری بات سن لو۔

قال علی فواللہ لساعة من ابی بکر خیر من ملء الارض من مومن آل فرعون.

فرمایا خدا کی قسم! میرے قائد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی تو ایک طرف رہی ان کی زندگی کا ایک منٹ ایک طرف رکھو اور
آل فرعون کے اس ولی کی پوری بھری ہوئی زمین نیکیوں کی دوسری طرف رکھو تو میرے صدیق کا ایک منٹ بھاری ہو جائے گا۔
جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواری کی لگام پکڑی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنا والہانہ عشق رکھتے ہیں اور تنبیہ کرتے ہیں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے
زمانے میں قصہ جگہ کی طرف لڑائی کے لیے فوج نکلی تو حضرت صدیق کبر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر بیٹھے۔

واستوی علی راحلته اخذ علی ابن طالب بزمامها.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آگے جانور کو روک لیا اور لگام پکڑ لی اور کہنے لگے۔

الی ابن یا خلیفۃ رسول اللہ ﷺ. ”اللہ کے نبی ﷺ کے خلیفہ کہاں جانا چاہتے ہو۔“

بتاؤ تو سہی یعنی جہاد کرنے کے لیے ہم تھوڑے ہیں ہم تمہارے لشکر کے سپاہی ہیں تم خود جارہے ہو۔

کہنے لگے: اقول لك ما قال رسول الله ﷺ. آج میں تجھے وہی کہتا ہوں جو احد والے دن سرکار ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب تم تیار ہو کے نکلے تھے تو محبوب ﷺ نے کہا تھا:

ولا تفجعنا بنفسك وارجع الی المدینة.

”اپنی تلوار نیام میں ڈالو ہمیں اپنی وجہ سے نقصان نہ دو اور مدینہ کی طرف لوٹ کے چلے جاؤ۔“

فوالله لئن فجعنا بل لا يكون للاسلام نظام ابدا.

”خدا کی قسم اے ابو بکر اگر تمہاری شہادت ہوگئی تو اسلام کا نظام بچ ہی نہیں سکے گا۔“

لا يكون للاسلام نظام ابدا. (البدایہ والنہایہ ۶-۷۰۷)

کہ سارا اسلامی نظام تمہاری شخصیت میں بند ہے اور اس وقت تم اس کی پوری طرح وضاحت بھی کر سکتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ جملے طبقات ابن سعد میں موجود ہیں ایک شخص نے آپ سے یہ کہا۔

قال رجل لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نسبعك تقول فی الخطبة.

اے علی رضی اللہ عنہ جو بھی تمہارا خطبہ ہوتا ہے آپ کے ہر خطبے میں ہم ایک بات سنتے ہیں۔

نسبعك تقول فی الخطبة. ہم سنتے ہیں تم خطبے میں یہ کہتے رہتے ہو۔

اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدین.

”اے اللہ ہماری بھی ویسی اصلاح فرما جیسی تو نے خلفائے راشدین کی فرمائی ہے۔“

وہ خلفائے راشدین کون ہیں: اغرورقت عینا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے:

ہما حبیبی ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ ”وہ دونوں میرے محبوب ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ“

امام الہدی وشیخ الاسلام۔ دونوں ہدایت کے امام اور دونوں شیخ الاسلام۔

من اقتدی بہما عصم۔ جو بھی ان کے پیچھے چلا وہ بچ گیا۔

من اتبع آثارہما ہدی الصراط المستقیم۔ جو ان کے نقش قدم پہ چلا وہ صراط مستقیم پہ چلا۔

من تمسک بہما فہو من حزب اللہ۔ جن لوگوں نے ان کو اپنا لیڈر بنالیا وہ سارے اللہ تعالیٰ کی پارٹی بن گئے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مدینہ شریف مسجد نبوی میں بیٹھے تھے تو کسی نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق

اعظم رضی اللہ عنہما کا نبی ﷺ کے دربار میں کیا مقام تھا تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی قبروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

بمنزلتہما منہ الساعة. (سیر اعلام النبلاء ۵/۳۳۷)

فرمایا: جواب ان کا سرکار ﷺ کے ساتھ مقام ہے یہی زندگی میں بھی ہوا کرتا تھا۔

مکث فی مرضہ ایاماً ولیالی یاتیہ المودن.

مرو ابابکر رضی اللہ عنہ فلیصل بالناس۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

مجھے اور میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

مرو ابابکر فلیصل بالناس۔ تم میرے خاندان کے اہم بندے ہو جاؤ تم جا کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ میرا پیغام دو یہ نہ کہے کہ

کسی عام بندے نے جا کر کہہ دیا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جماعت کرا دی تھی تم دونوں جاؤ اور جا کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ آج تم مصلی

نبوت پر کھڑے ہو جاؤ اور جماعت کراؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس وقت نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں کئی دن جماعت نہیں کرائی مؤذن آگے کہتا تھا اب کیا کریں جماعت کا وقت ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پاس بیٹھا تھا مجھے تو نہیں کہا کہ اٹھو تم جماعت کراؤ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر گھر میں بھی ہوتے تھے تو فرماتے ان کو بلا کے لاؤ تا کہ وہ جماعت کرائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فیامر ابابکر رضی اللہ عنہ فلیصل بالناس وهو یرمکانی۔

ہو یری مکانی۔ حالانکہ آپ ﷺ میرے مرتبہ کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو خود چاہتی تھیں کہ کوئی اور جماعت کرائے مگر نبی ﷺ نے فرمایا کوئی اور نہیں بلکہ اگلے لفظ یہ ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نہیں مانتا کہ کوئی اور جماعت کرائے یہ میری اپنی مرضی نہیں بلکہ میرے رب کی مرضی یہ ہے کہ جو پہلے دن سے ساتھ ہے اور جس کی سب سے زیادہ ہم نے تیاری کر دئی ہے آج امت کے کارواں کا لیڈر وہ بنے گا۔ جس وقت یہ باتیں ہو گئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

لہا قبض اللہ نبیہ جب وہ تلخ لمحہ آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

کہتے ہیں: نظرنا فی امورنا ”ہم نے میننگ کی کہ کیا کرنا چاہیے؟“

فاختارنا لدنیانا من رضیۃ نبی اللہ ﷺ لدینینا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۲-۱-۶۲۹، ۶۳۰-۶۳۱ تاریخ دمشق: ۴۲-۴۳)

”پس ہم نے اپنی دنیا کے لیے اس کا انتخاب کیا جس کا انتخاب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے کیا تھا۔“

یہ جملہ بھی کروڑوں جملوں کے ہم پلہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میں بتاتا ہوں کس کا پہلا نمبر ہے ہم نے بیٹھ کے میننگ کی کہ سرکار ﷺ کے بعد خلیفہ کون ہوگا ہم نے جب سوچا تو ہم نے فیصلہ کر دیا:

فاختارنا لدنیانا۔ ہم نے اپنی دنیا کا لیڈر اسے بنایا جس کو سرکار ﷺ نے ہمارے دین کا لیڈر بنایا تھا ہمیں سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے سرکار ﷺ کام تو خود کر گئے ہیں کہ مصلیٰ جو ان کو دے گئے ہیں۔ اور فرمانے لگے:

كانت الصلوة اصل الاسلام۔ اسلام کی جڑ کی قیادت انہوں نے کی اور پھر

وہی اعظم الامر۔ سب سے بڑا کام اسلام کا نماز ہے

وقوام الدین۔ اور دین قائم ہی نماز پر ہے۔

تو جس نقطہ پہ دین قائم ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل حکومت کے لحاظ سے ہی نہیں تھے رب ذوالجلال کی عطا سے اور نبی ﷺ کی تعیین سے وہ شریعت و طریقت طہارت و تقویٰ کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے حکومت چلانے کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے اب یہاں جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پریس کانفرنس میں یہ بیان کیا فرمانے لگے:

فبايعنا ابابكر۔ ہم سب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

کیوں ان کی بیعت کی فرمانے لگے:

وكان لذلک اهلا۔ اہل سمجھ کے ہم نے ان کی بیعت کی۔
ولم یختلف علیہ منا اثنان۔ لاکھ سے زائد صحابہ کرام علیہم السلام میں سے دو بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے اس فیصلہ کا
بایکاٹ کیا ہو بلکہ سب نے اس پر اتفاق کیا۔
فادیت الی ابی بکر حقہ۔ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کا حق دیا۔
فعرفت لہ طاعته۔ میں ان کی انگلی کے اشارے پر چلتا تھا میں نے ان کی اطاعت کی ہے۔
وغزوت معہ فی جنودہ۔ میں ان کی فوجوں کا سپاہی بن کے جہاد پر جاتا رہا ہوں میں نے کارکن کی طرح ان کی اطاعت
کی ہے۔

و کنت اخذا اذا اعطانی۔ اگر وہ کچھ مجھے دیتے تھے تو میں وہ لے لیتا تھا۔
واغزوا اذا غزانی۔ اور وہ مجھے لڑاتے تھے تو میں لڑ جاتا تھا۔
فلما قبض جب ان کا وصال ہو گیا۔
ولی عمر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ خلیفہ بنا دیا۔
تو ہم نے ان کا بھی وہ ادب کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا اور ان کا وہی وطیرہ تھا وہی لفظ سارے استعمال کئے کہ ان کے کہنے
پر میں جہاد میں جاتا رہا ہوں۔

میں نے مجرموں کو کوڑے مارے میں نے ان کی ہر وقت اطاعت کی ہے۔
ان کے بارے میں وہی لفظ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے بولے تھے استعمال کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم
نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا ہی لیڈر مانا اور ان کی اطاعت میں دو بندے بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت
میں شک کیا ہو ہم نے مل کر انہیں اپنا لیڈر منتخب کیا تھا۔

فلما قبض فبايعنا عثمان ہم نے حضرت عثمان کی بیعت کی اور دو کا بھی ہمیں اختلاف نہیں تھا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ ہمیشہ گواہی دیا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے:

لا یجتمع حبی وبغض ابی بکر وعمر فی قلب مومن۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کی عداوت
جمع نہیں ہو سکتے۔ (الصواعق المحرمة ص ۶۱) ذیل میں ان کی تحقیق ملاحظہ کریں۔

—*—

مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

فصل ثلث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری:

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن

عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنگ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قریش کے معززین میں شمار ہوتا تھا زمانہ جاہلیت میں سفارت کا منصب انھی کے سپرد تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم رائج ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بہ حیثیت خلیفہ) سیرت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ کثرت فتوح ہوئیں اور متعدد علاقے اور شہر اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے عراق شام مصر جزیرہ دیار بکر ارمینہ آذربائیجان ارنیہ بلاد جبال بلاد فارس اور خوزستان وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے خراسان میں اختلاف ہے بعض مورخین نے کہا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا اور بعض نے کہا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے اور اپنے لیے ایک عام مزدور کا وظیفہ مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان تیار کرائے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے لحاظ سے نام لکھوائے پہلے بنو ہاشم کے پھر جو ان کے قریب تھے اور پھر جو ان کے قریب تھے اسی طرح جو لوگ اسلام لانے میں سابق تھے ان کا زیادہ اعزاز اور اکرام کرتے تھے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت دی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں ایک دن سخت گرمی کا دن تھا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بالا خانہ پر بیٹھا ہوا تھا ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص سخت دھوپ میں دو اونٹوں کو لیے چلا آ رہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ہم نے پہنچانا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اتنی سخت لو اور گرمی میں آپ رضی اللہ عنہ کیوں باہر پھر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ صدقہ کے دو اونٹ نکل بھاگے تھے میں نے سوچا کہ اگر یہ ضائع ہو گئے تو آخرت میں مجھ سے مواخذہ ہوگا اس لیے میں ان کو واپس چراگاہ میں لا رہا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ یہاں آئیں پانی سے غسل کریں اور سایہ میں آرام کر لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پانی اور سایہ کو اپنے پاس رکھو اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص کسی قوی اور امین شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اسماعیل بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت علی مسجدوں کے پاس سے گزرے تو ان کو قندیلوں سے روشن دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو اسی طرح منور کر دے جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے جانے میں اسی ۸۰ درہم خرچ کئے بعد میں ہاتھ مل کر افسوس کر رہے تھے کہ ہم نے یہ اسراف کیا ہے ابن مغول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخرت کے حساب سے پہلے دنیا میں اپنا حساب کر لو اور میزان میں اپنے اعمال کے وزن سے پہلے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کر لو۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۷۲-۷۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا ۱۳ ہجری میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے مدت خلافت دس سال چند ماہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایران شام عراق قدس مدائن مصر اور جزیرہ فتح ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ

اور بصرہ بسائے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے ملک و ملت کی تنظیم کے لیے بہت سے کارنامے انجام دیئے اور آپ کے بے شمار فضائل ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی روایات میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل آئے ہیں۔

باب ۱۵

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لیے نبی ﷺ نے دعا فرمائی

(۳۶۱۴) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ يَا بَنِي جَهْلٍ أَوْ بِعَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ان دو آدمیوں میں سے اپنی بارگاہ میں زیادہ محبوب شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما ابو جہل یا عمر بن خطاب۔

نبوی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے تین دن بعد آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں نبی ﷺ نے ان کے اسلام لانے کے لیے یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ يَا بَنِي جَهْلٍ أَوْ بِعَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

اے اللہ! اسلام کو قوت پہنچا ابو جہل اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے) اور نبی ﷺ نے فرمایا وکان احبهما الیہ عمر اللہ کے نزدیک ان دونوں میں زیادہ محبوب عمر رضی اللہ عنہ تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کو ایمان کی دولت سے نوازا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اسلام پردے سے باہر آیا اس کی علانیہ دعوت دی گئی ہم حلقے بنا کر بیت اللہ کے گرد بیٹھے بیت اللہ کا طواف کیا اور جس نے ہم پر سختی کی اس سے انتقام لیا اور کفار کے بعض مظالم کا جواب دیا (تاریخ عمر رضی اللہ عنہ ابن الجوزی) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہم برابر طاقتور اور باعزت رہے: مازلنا اعزة منذ اسلم عمر۔ (بخاری حدیث ۳۸۶۳)

باب

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ہمیشہ حق بات آئی تھی اور وہی ان کی زبان سے نکلتی تھی

(۳۶۱۵) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكٌّ خَارِجَةٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب بھی لوگوں کو کوئی معاملہ درپیش ہو اور لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی رائے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کوئی الگ رائے دی (یہاں پر راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں حضرت ابن خطاب نے اس بارے میں کوئی رائے دی تو قرآن اس کے مطابق نازل ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

تَشْرِیْح: ہمیشہ دل میں حق بات کا آنا اور وہی زبان پر جاری ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی ان کا شریک و سہیم نہیں۔

باب

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی فوراً قبول ہوئی

(۳۶۱۲) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِابْنِ جَهْلٍ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بَعْمَرَ قَالَ فَاصْبَحَ خَفَعًا عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْأَلَهُ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا کر راوی بیان کرتے ہیں اگلے دن صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

باب

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا

(۳۶۱۷) قَالَ عُمَرُ لِابْنِ بَكْرٍ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ اَمَّا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا ظَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر فرد تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو یہ کہہ رہے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے سورج ایسے کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو (یعنی عمر سے زیادہ بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے)۔

سوال: یہ حدیث عام ہے اس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت لازم آتی ہے جبکہ امت کا اجماع ہے کہ افضل الناس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب: یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے۔

۵۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرنے والے کا نبی ﷺ سے کچھ تعلق نہیں

(۳۶۱۸) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

ترجمہ: محمد بن سیرین کہتے ہیں میرے خیال میں کوئی بھی ایسا شخص جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا ہو تو وہ نبی اکرم ﷺ سے محبت نہیں کرتا ہوگا۔

باب

۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالات نبوت کے حامل تھے

(۳۶۱۹) لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

قابلیت رکھنے والے ضرور پیدا ہوں گے مگر منصب ختم کر دیا گیا اسی طرح نبوت بھی کچھ کمالات کی وجہ سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ بے صلاحیت آدمی کو نبی نہیں بناتے مگر اب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے نبوت کا سلسلہ خاتم النبیین ﷺ پر موقوف کر دیا ہے آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا نیا نبی پیدا نہیں ہوگا عیسیٰ علیہ السلام ضرور آئیں گے مگر وہ پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں البتہ نبوت کے کمالات افراد و اجتماعات پائے جاسکتے ہیں حدیث میں ہے کہ اچھے خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہیں۔

پس حدیث کا مطلب یہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالات نبوت کے حامل ہیں اگر نبوت جاری ہوئی تو ان کو نبوت ملتی مگر نبوت وہی ہے کسی نہیں پس اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غایت درجہ فضیلت ہے۔

باب

۷۔ آپ ﷺ نے اپنے علم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا

(۳۶۲۰) رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتَيْتُ بِقَدَاحٍ مِّنْ لَّبَنِ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأَعْطَيْتُ فَضِيلَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَارَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْعِلْمُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا میں نے اس میں سے پی لیا پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کیا تعبیر بیان کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا علم۔

(۳۶۲۱) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرِ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِشَابٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ فَقَالُوا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے سونے سے بنا ہوا ایک محل دیکھا اور دریافت کیا یہ کس کا محل ہے لوگوں نے بتایا قریش کے ایک آدمی کا ہے میں نے یہ گمان کیا کہ شاید میں ہی وہ آدمی ہوں تو میں نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا وہ عمر بن خطاب ہیں۔

۸۔ جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے سونے کا محل ہے

(۳۶۲۲) أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدَعًا بِلَالًا فَقَالَ يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرِ مُرَبَّجٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ أَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا الرَّجُلُ مِنْ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ أَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا الرَّجُلُ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَذْنُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ إِلَهُ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهْمَا.

ترجمہ: ایک مرتبہ صبح کے وقت نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے آگے تھے میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے محسوس کی پھر میں ایک چوکور بلند سونے کے بنے ہوئے محل کے پاس آیا میں نے دریافت کیا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا یہ عرب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں بھی ایک عربی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ محل قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں بھی ایک قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ پھر فرشتوں نے بتایا یہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں محمد ﷺ ہوں یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں جس وقت بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت ادا کرنی چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا شاید ان دونوں کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہوگا۔

باب

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں نبی ﷺ کے محل جیسا محل ہے

(۳۶۲۳) خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَعَاذِرِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ أَنْ رَدَّكَ اللَّهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالْدُّفِّ وَأَتَغَيَّي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ كُنْتُ نَذَرْتُ فَاضْرِبِي وَالْأَفْلَا فَجَعَلْتُ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَى الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَاثَةٍ فَقَعَدْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ

لِيَعَاْفَ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلَتْ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَيْتَ الدُّفَّ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام کنیز آئی اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح و سلامت لے آیا تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے یہ نذر مانی تھی تو بجا لو ورنہ رہنے دو تو اس نے دف بجانی شروع کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو وہ دف بجا رہی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر آئے تو وہ دف بجا رہی تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے تو تب بھی وہ دف بجا رہی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو اس نے دف اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لی اور اوپر بیٹھ گئی آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر شیطان تم سے ڈر جاتا ہے میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی ابو بکر اندر آئے یہ بجاتی رہی پھر علی اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی اور پھر تم اندر آئے اے عمر تو اس نے دف رکھ دی۔

بیہما۔ قولہ انہی دو عملوں کی وجہ سے کسی نے اس مصداق اذان کے بعد دو گانہ کو اور وضوء کے بعد کے دو گانہ کو قرار دیا ہے اور کسی نے اس کا مصداق ہمیشہ با وضوء رہنے کو اور تحیۃ وضوء کو قرار دیا ہے۔

باب

۱۰۔ شیاطین الانس والجن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں

(۳۶۲۴) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صَبِيَّانِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصَّبِيَّانِ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَى فَاَنْظُرِي فِجْمَتِي فَوَضَعَتْ لِحْيَتِي عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَتْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي أَمَا شَبِعْتَ أَمَا شَبِعْتَ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ فَارْفَضَ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنِّي عُمَرُ قَالَتْ فَرَجَعْتُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ہم نے شور و غل کی آواز سنی اور کچھ بچوں کی آواز سنی نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے تو وہاں ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی جس کے ارد گرد بچے موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہ آؤ تم بھی دیکھ لو میں آئی میں نے اپنی ٹھوڑی آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی اور آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سر رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی آپ ﷺ (ٹھوڑی دیر بعد) مجھ سے دریافت کرنے لگے کیا تمہارا جی نہیں بھرا کیا تمہارا دل نہیں بھرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نہیں کہتی رہی میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی قدر و منزلت کا جائزہ لینا چاہتی تھی اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سب لوگ اس عورت کے پاس سے دور چلے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنوں اور انسانوں سے تعلق رکھنے والے شیاطین کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمر کو دیکھ کر

بھاگ گئے۔

تشریح: شیاطین جن چیزوں سے بھاگیں ان کی اہمیت ظاہر ہے وہ اذان و اقامت سن کر بھاگتے ہیں اس سے ان دونوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے پس جب شیاطین الجن ہی نہیں شیاطین الانس بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگتے ہیں تو اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی اہمیت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

باب

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن تیسرے نمبر پر قبر سے نکلیں گے

(۳۶۲۵) اَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ أَتَى أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِيَ ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے پھر عمر کے لیے پھر جنت البقیع میں دفن لوگ آئیں گے اور ان کا حشر میرے ساتھ کیا جائے گا پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ مجھے دونوں حرمین کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

باب

۱۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے محدث (ملہم) ہیں

(۳۶۲۶) قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے پہلی امتوں میں سے محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوگا تو عمر بن خطاب ہوگا۔

باب

۱۳۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی ہیں

(۳۶۲۷) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطْلَعِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطْلَعِ عُمَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے آگئے پھر حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آگئے۔

۱۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ خدا میں شہید ہوئے

(۳۶۲۸) قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَوْغَى غَنَمًا لَهُ إِذْ جَاءَ الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَاتَّزَعَهَا مِنْهُ فَقَالَ الذِّئْبُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَا رَاغِيَ لَهَا غَيْرِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَمْنْتُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا ایک بھیڑیا وہاں آیا اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا بکری کا مالک وہاں آیا اس نے اس بھیڑیے سے بکری کو چھڑا لیا بھیڑیا بولا درندوں کے مخصوص دن میں تم اس کا کیا کرو گے جب اس کا رکھوالا صرف میں ہوں گا (پھر) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابو بکر بھی عمر بھی۔
تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے الہی مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت مدینۃ الرسول میں مقدر فرما چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابو لواء لواء نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے آپ پر خنجر سے وار کیا اور ایسا کاری زخم لگایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے جانبر نہ ہو سکے اور تین دن بعد وفات پا کر جوار رسول ﷺ میں مدفون ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر بے پایاں رحمت کی بارش فرمائیں۔ (آمین)



مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فصل اول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور ایک قول ہے ان کی کنیت ابو عمر ہے ان کا لقب ذوالنورین اور امیر المؤمنین ہے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کی ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اور وہ مسلمان ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علم ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے سو یہ سب مسلمان ہو گئے۔
جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا پھر

حضرت عثمان اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ عقد میں دیا جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ کر ۴ھ میں راہی فردوس ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنفسہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان کی زوجہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا تھیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا اور جس دن نبی ﷺ اور مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوئی اس دن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدر کے مجاہدین میں شمار کیا اور ان کو مال غنیمت سے حصے اور اجر میں شریک کیا۔

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی

(۳۶۲۹) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اهْدَا إِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ حرا پہاڑ پر موجود تھے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ چٹان حرکت کرنے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور شہید موجود ہیں۔

(۳۶۳۰) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَعِدَ أَحَدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اثْبُتْ أَحَدٌ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے پہاڑ ان کی وجہ سے کانپنے لگا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اے احد ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

تشریح: نبی ﷺ اور صدیق اکبر کے علاوہ پانچوں حضرات راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں یہ عظیم پیشن گوئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آخر حیات میں یہ اعتراض ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کر دیا ہے چنانچہ کوفہ بصرہ، اومصر سے وفود آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اقرباء کو عہدوں سے ہٹائیں آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا بلوایوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر میں محصور کر دیا اور مطالبہ شروع کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ خود خلافت سے معزول کر دیں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی نہیں کیا چنانچہ چالیس دن تک محاصرہ رہا۔

سترہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ جلدی کرو ہم تمہارے افطار کے منتظر ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آپہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا حضرت امام حسن مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی داڑھی پکڑ کھینچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے بسم اللہ تو کلت علی اللہ۔ سواد بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ شروع ہو گیا عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نواریں ایک ازلی شتی نے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس خون ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (بقرہ: ۱۳) تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس جان یکا حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں تین دن تک آپ کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔

باب

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی ﷺ کے رفیق ہوں گے

(۳۶۳۱) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْزِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ.

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق عثمان ہے (راوی کہتے ہیں) یعنی جنت میں۔

یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر فضائل میں ضعیف روایت معتبر ہے۔

باب

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ خرید کر وقف کیا

(۳۶۳۲) لَبَّا حَصْرَ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْكُرُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ جِرَاءَ حَيْنٍ انْتَقَضَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتُبْتُ جِرَاءَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قَالُوا نَعَمْ قَالَ أَذْكُرُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ مَنْ يُنْفِقْ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً وَالنَّاسُ مُجْهَدُونَ مُعْسِرُونَ فَجَهَّزْتُ ذَلِكَ الْجَيْشَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ أَذْكُرُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ بَنُو رُومَةَ لَمْ يَكُنْ يَشْرَبُ

مِنْهَا أَحَدًا إِلَّا بِشَمَنِ فَأَبْتَعْتُهَا فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَابْنِ السَّبِيلِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ وَأَشْيَاءٌ عَدَدَهَا.

ترجمہ: ابو عبد الرحمن بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر پر سے لوگوں کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ جب حراء پہاڑ حرکت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حراء ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید موجود ہے لوگوں نے جواب دیا جی ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ کہ نبی اکرم ﷺ نے جیش عسرت کے بارے میں فرمایا تھا جو شخص قبول کئے جانے والا خرچ کرے گا جب کہ لوگ تنگی اور پریشانی کا شکار ہیں (تو اسے یہ اجر ملے گا) تو میں نے اس لشکر کو سامان فراہم کیا؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رومہ کنوئیں سے پانی نہیں پیا جاسکتا تھا صرف قیمت کے عوض میں لیا جاسکتا تھا تو میں نے اس کنوئیں کو خرید کر ہر غریب و امیر اور مسافر کے لیے وقف کر دیا لوگوں نے کہا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے (راوی کہتے ہیں) اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مزید باتیں بھی گنوائیں۔

بیز رومہ ایک یہودی کا تھا وہ مسلمانوں کو ۷۷ اس سے پانی بھرنے نہیں دیتا تھا پیسے لیتا تھا اس کا پانی شیریں تھا نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ جو کوئی یہ کنواں خرید کر وقف کر دے اس کے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کیا۔

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر اونٹوں اور دیناروں سے لشکر کی بھرپور مدد کی پس نبی ﷺ نے فرمایا: اب عثمان جو کچھ کریں اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا

(۳۶۳۳) شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَخُتُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَنَارَ آيَتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْهَيْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ.

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا آپ ﷺ جیش عسرت کی مدد کے لیے ترغیب دے رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک سواونٹ ساز و سامان سمیت اللہ کی راہ میں دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے لشکر کی مدد کی ترغیب دی تو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں دو سواونٹ ان کے ساز و سامان سمیت اللہ کی راہ میں دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے لشکر کی مدد کی ترغیب دی پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یا رسول اللہ ﷺ میں تین سواونٹ ان کے ساز و سامان سمیت اللہ کی راہ میں دوں گا راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ منبر سے نیچے آ گئے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی عمل کرے اس پر کوئی پکڑ

نہیں ہوگی اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی عمل کرے اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔

فائدہ: اعمال صالحہ: اعمال سیئہ کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ نیک کام برے کاموں کو یقیناً مٹا دیتے ہیں (ہود آیت ۱۱۳) پھر مکفرات عام طور پر گناہوں سے مؤخر ہوتے ہیں مگر کبھی مقدم بھی ہوتے ہیں۔ جیسے بدری صحابی کے بارے میں فرمایا: لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ۔

اسی طرح نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بھی ایسا ہی عمل قرار دیا ہے پس اگر بالفرض آپ رضی اللہ عنہ سے آخر حیات میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو یہ عمل اس کے لیے کفارہ بن گیا ہے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت رضوان رسول اللہ ﷺ نے کی جو ان کے لیے اپنی بیعت سے بہتر تھی

(۳۶۳۴) جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْفِ دِينَارٍ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِي فِي كُتُبِهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَيَنْتَرُهَا فِي حَجْرِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدٍ النَّبِيُّ ﷺ يُقْلِبُهَا فِي حَجْرِهِ وَيَقُولُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس روایت کے راوی حسن بن واقع بیان کرتے ہیں میں نے اپنی تحریر میں ایک اور جگہ پر یہ بات دیکھی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں وہ دینار لے کر آئے جب وہ جیش عسرت کے لیے سامان فراہم کر رہے تھے انہوں نے ان دیناروں کو آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی جھولی میں ان دیناروں کو پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان کو کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔

۶۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک قطعہ زمین خرید کر مسجد نبوی میں اضافہ کیا

(۳۶۳۵) قَالَ لَنَا أَمْرٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ فَبَايَعَ النَّاسَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ فَضَرَبَ بِأُحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لَا نَفْسَهُمْ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے نمائندے کے طور پر مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے رسول ﷺ کے کام سے گیا ہوا ہے پھر آپ ﷺ نے

اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک دوسرے ہاتھ پر رکھا (راوی کہتے ہیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ ﷺ کا دست مبارک لوگوں کی طرف سے ان کے اپنے ہاتھ سے بہتر تھا۔

فائدہ: مسجد نبوی ﷺ میں پہلی مرتبہ توسیع نبی ﷺ کے زمانہ میں ہوئی تھی، اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے پھر دوسری مرتبہ توسیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی اور ان دونوں اضافوں میں اصل مسجد برقرار رکھی گئی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ توسیع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی اس مرتبہ ساری مسجد از سر نو بنائی گئی۔

۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو فتنہ ہوا اس میں آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے

(۳۶۳۶) قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُمَانُ فَقَالَ اتُّنُونِي بِصَاحِبَيْكُمْ اللَّذَيْنِ أَلْبَاكُمْ عَلَى قَالَ فِجْيِ بِهَمَا فَكَاتَمَهَا بَحْلَانِ أَوْ كَاتَمَهَا جَمَارَانِ قَالَ فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُمَانُ فَقَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يَسْتَعْدِبُ غَيْرُ بِئْرٍ رُومَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلَ دَلْوَهُ مَعَ دَلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةً أَلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى ثَبِيرٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْخَضِيضِ قَالَ فَرَكَّضَهُ بِرَجْلِهِ وَقَالَ اسْكُنْ ثَبِيرًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالُوا اللَّهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِدْتُ ثَلَاثًا.

ترجمہ: حضرت ثمامہ بن حزن قشیری بیان کرتے ہیں میں اس وقت اس گھر کے پاس موجود تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے آ کر یہ فرمایا اپنے ان دو بڑوں کو لے کر آؤ جنہوں نے تمہیں میرے خلاف کھڑا کیا ہے راوی بیان کرتے ہیں ان دونوں کو لایا گیا تو وہ اونٹوں کی طرح تھے یا وہ دونوں گدھوں کی طرح تھے راوی بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو اس وقت وہاں رومہ کنوئیں کے علاوہ کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص اس کو خرید کر مسلمانوں کو وقف کر دے گا تو اس کو اس کے عوض میں جنت کی بشارت ہے تو میں نے اپنے مال میں سے اسے خریدا تھا آج تم لوگ مجھے اس میں سے پانی پینے سے روکتے ہو اور مجھے کھارا پانی پینا پڑ رہا ہے ان لوگوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مسجد لوگوں کی وجہ سے

تنگ ہو گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص آل فلاں کی زمین خرید کر مسجد کی توسیع کرے گا تو اسے اس کے عوض میں جنت کی بشارت ہے تو میں نے اپنے مال میں سے خریدا تھا اور آج تم لوگ مجھے اسی مسجد میں دو رکعت پڑھنے سے روک رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال میں سے حبش عسرت کو سامان فراہم کیا تھا لوگوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر موجود تھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں بھی موجود تھا تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کی حرکت کی وجہ سے کچھ پتھر نیچے بھی گر گئے تو آپ ﷺ نے اپنا پاؤں اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ جانتا ہے ایسا ہی ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا انہوں نے میرے حق میں جو گواہی دی ہے رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں انہوں نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

باب

۸۔ نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ خلافت چھوڑیں

(۳۶۳۸) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا عُمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَبِّضُكَ قَبِيضًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعُهُ لَهُمْ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عثمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیض پہنائے اور لوگ اسے اتارنے کی کوشش کریں تو تم اسے نہ اتارنا۔

باب

۹۔ حیات نبوی ﷺ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فضیلت میں تیسرے نمبر پر تھے

(۳۶۴۰) كُنَّا وَنَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيُّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ بدرجہ ذکر کیا کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کئے گئے

(۳۶۴۱) ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِثْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ فِيهَا هَذَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس میں یہ مظلوم کے طور پر قتل کر دیا جائے گا آپ ﷺ نے یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتائی۔

۱۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات اور ان کے جوابات

(۳۶۳۹) اَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالُوا قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنْ هَذَا الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي أَنْشُدَكَ اللَّهَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُمَانَ قُرَيْشٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغْيَبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغْيَبَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَى أَبَيْتُ لَكَ مَا سَأَلْتُ عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغْيِبُهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أَوْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ وَأَمْرُهُ أَنْ يَخْلُفَ عَلَيْهَا وَكَانَتْ عَلِيَّةً وَأَمَّا تَغْيِبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَغْرَبَ بِطَنٍ مَّكَّةَ مِنْ عُمَانَ لَبَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَانَ عُمَانَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمَانَ إِلَى مَكَّةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُمَانُ إِلَى مَكَّةَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيَمْنُ هَذِهِ يَدُ عُمَانَ وَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ لِعُمَانَ قَالَ لَهُ أَذْهَبَ بِهَذَا الْآنَ مَعَكَ.

ترجمہ: عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مصر سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے بتایا یہ لوگ قریش ہیں اس نے دریافت کیا ان میں بزرگ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ چیزوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے بتائیے میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن واپس چلے گئے تھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں اس نے دریافت کیا کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ تھے اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے دن بھی شریک نہیں تھے اور اس میں شامل نہیں ہوئے تھے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں تو اس شخص نے اللہ اکبر کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا آگے آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں ان چیزوں کے بارے میں جس کے بارے میں تم نے دریافت کیا ہے جہاں تک غزوہ احد کے دن واپس جانے کا تعلق ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی بخشش کر دی جہاں تک غزوہ بدر کے دن ان کے غیر موجود ہونے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ تھی نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی ان کی اہلیہ تھی نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کے اجر جتنا اجر اور حصہ ملے گا جہاں تک کہ ان کے بیعت رضوان میں شریک ہونے کا تعلق ہے تو مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی دوسرا شخص معزز سمجھا جاتا ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ اس کو بھجوا دیتے نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھجوا یا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی تھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور پھر اسے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا یہ عثمان کی بیعت ہوگئی پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا اب تم ان معلومات کے ہمراہ جاؤ۔

باب

۱۲۔ جس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض ہے وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے

(۳۶۴۲) اُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ إِنَّهُ كَانَ يَبْغُضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کریں تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی شخص کے نماز جنازہ کو اس سے پہلے ترک کر دیا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص عثمان کو ناپسند کرتا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا۔
حدیث کا حال: یہ حدیث منکر (سخت ضعیف) ہے کسی طرح قابل اعتبار نہیں اس حدیث کی یہی ایک سند ہے اور اس کا ایک راوی محمد بن زیادہ بے انتہا ضعیف ہے (تمام محدثین نے اس کو کذب قرار دیا ہے۔

۱۳۔ نبی ﷺ کی پیشین گوئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش پہنچے گی

(۳۶۴۳) أَنَّ حُطْبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ لَوْلَا حَدِيثُ سَمْعَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا قُمْتُ وَذَكَرَ الْفِتْنِ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقْتَنِعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا يَوْمٌ مَّيْدَانِ عَلَى الْهُدَى فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ يَوْجُوهَ فَقُلْتُ هَذَا قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت ابواشعث صنعانی بیان کرتے ہیں کچھ خطیب لوگ شام میں کھڑے ہوئے ان میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے ان میں سب سے آخر میں ایک شخص کھڑے ہوئے جن کا نام حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا انہوں نے فرمایا اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں اس وقت کھڑا نہ ہوتا ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عنقریب ظاہر ہونے والے فتنوں کا تذکرہ کیا تو اسی دوران آپ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے اپنا منہ چادر میں لپیٹا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس موقع پر یہ شخص ہدایت پر ہوگا راوی بیان کرتے ہیں میں اٹھ کر اس شخص کی طرف گیا تو اس چادر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے میں واپس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کیا یہ؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں یہ۔

(۳۶۴۴) انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُوسَى أَمْلِكْ عَلَى الْبَابِ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُضْرِبُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا

أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ وَبَشِّرْهُ تَبَسَّخَتْ لَهُ بِالْجَنَّةِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَدَخَلَ وَبَشِّرْهُ تَبَسَّخَتْ لَهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تَصِيبُهُ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابوموسیٰ تم دروازے پر کھڑے رہو اور دروازے کا دھیان رکھنا کسی بھی شخص کو اندر نہ آنے دینا راوی بیان کرتے ہیں ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دریافت کیا کون ہے انہوں نے جواب دیا ابوبکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دیدو اور اس کو جنت کی خوشخبری سنا دو وہ اندر آ گئے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عمر میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھول دیا وہ اندر آ گئے اور میں نے ان کو جنت کی خوشخبری دی پھر ایک اور شخص آیا میں نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو اس آزمائش کے ہمراہ جو اسے لاحق ہوگئی۔

(۳۶۴) قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَاهَدَ إِلَى عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: ابوسہلہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کیا گیا تھا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا میں اس (آزمائش) پر صبر کرتا ہوں۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر قرآن مجید سے استدلال:

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت اور حقانیت کے ثبوت پر یہ آیت واضح اور روشن دلیل ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَوَسِعَتْ لَهُمْ دِينُهُمْ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾ (سورہ نور آیت ۵۵)

”تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور بضرور خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی اور ان کے جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے اس کو مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیں گے۔“

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور یہ کہ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کر دے گا اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا اور یہ بات بدایت معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ کے وصال کے بعد ہی ہو سکتا ہے اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے معلوم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خلیفہ بنانے سے مراد امام بنانا ہے اور یہ بات تاریخ سے معلوم ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ یعنی جن کے دور خلافت میں دین مضبوط ہوا اور خوف کے بعد امن حاصل ہوا خلیفہ بنانے کا عمل حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام میں واقع ہوا کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور دین کو غلبہ حاصل ہوا اور دشمنان اسلام سے عظیم امن حاصل ہوا اور یہ دو وصف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حاصل نہیں ہوئے کیونکہ ان کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی فرصت نہیں ملی ان کا تمام وقت اپنی خلافت کے مخالف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گزرا اس سے واضح ہو گیا کہ یہ آیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔



مناقب علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی البہاشمی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں ان کے والد کا نام عبد مناف ہے ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ہاشم کا نام عمرو ہے ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے آپ کی کنیت ابو الحسن ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی اور داماد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا سیدۃ النساء العالمین ان کے نکاح میں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر احد خندق بیعتہ رضوان اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے البتہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطاء فرمایا یوم بدر میں جھنڈا عطا کرنے میں اختلاف ہے جنگ احد میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک مہاجرین کا اور ایک بار مہاجرین اور انصار کا بھائی بنایا اور ہر بار حضرت علی سے یہ کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ (خون سے) رنگین نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا قوم کا سب سے بد بخت شخص تم کو قتل کرے گا جیسے قوم شمود کے بد بخت نے اللہ کی اوتنی کی کوچیں کاٹ ڈالی تھیں۔

امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خوارج کے تین شخص مکہ میں جمع ہوئے عبدالرحمن بن ملجم مرادی برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن کبیر تمیمی انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ یہ تین شخصوں کو قتل کریں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو اور ان کو قتل کر کے مسلمانوں کو ان سے نجات دلائیں گے۔ ابن ملجم نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گے برک نے کہا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن کبیر نے کہا میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا وہ سب ایک دوسرے سے عہد اور میثاق کر کے اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ ابن ملجم نے شیب بن نجہ اشجعی کو اپنا ہم راز بنا لیا اور اس کو ساتھ لیا جب فجر کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے یہ دونوں اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور زور سے نعرہ مارا اے علی حکومت اللہ کی ہے تمہاری نہیں ہے ابن ملجم نے تلوار ماری جو پیشانی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور شیب کی تلوار طاق میں لگی پھر لوگ ان کو پکڑنے کے لیے دوڑے شیب نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا جب ابن ملجم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو آرام سے رکھو اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو میرے ساتھ لاحق کر دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ ہفتہ اور اتوار کی رات تک زندہ رہے اور انیس رمضان ۴۰ھ کو فوت ہو گئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اس کی آنکھیں نکال دی گئیں زبان کاٹی گئی پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔

البتہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت کا بیان ہے اور خلفائے ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت ان کو مدینہ میں خلیفہ بنایا تھا نہ کہ وصال کے وقت تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا نیز اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس سال پہلے میدان تہ میں انتقال ہو گیا تھا۔

مصنف کے نزدیک یہ حدیث شیعہ کے موقف کے برعکس نتیجہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نہیں تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں ہوں گے جس طرح حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون عارضی خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے عارضی اور جزوی خلیفہ تھے۔

باب ۱۷

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہم مزاج تھے

(۳۶۴۵) بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ فَأَصَابَ جَارِيَةً فَأَنكَرُوا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا إِذَا لَقِينَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرْنَاكَ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا رَجَعُوا مِنَ السَّفَرِ بَدَّوْا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى رِحَالِهِمْ فَلَبَّيْنَا

قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الثَّلَاثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ إِنَّ عَلِيًّا مِثِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مہم پر روانہ ہو گئے انہوں نے (مال غنیمت میں ملنے والی) ایک کنیز حاصل کر لی لوگوں نے ان کی اس بات کو پسند نہیں کیا آپ ﷺ کے اصحاب میں سے چار اصحاب نے طے کیا اور بولے جب ہم نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کریں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کیا ہے اس کے بارے میں آپ ﷺ کو بتائیں گے مسلمان جب کہیں سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے پھر اپنے گھر واپس جایا کرتے تھے جب اس مہم کے افراد آئے اور نبی اکرم ﷺ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو ان چار میں سے ایک کھڑا ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے فلاں فلاں عمل کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی پہلے شخص کی مانند عرض کی آپ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی پہلے شخص کی مانند کہا آپ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا پھر چوتھا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی ان لوگوں کی مانند بات کہی تو آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے آپ ﷺ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کا آقا ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے جعفر بن سلیمان ضعیفی ابو سلیمان بصری: سزا ہوا شیعہ تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو یہ ان کو گالیاں دیتا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو بیٹھ کر رونے لگتا نیز یہ شخص شیخین رضی اللہ عنہ سے بھی بغض رکھتا تھا۔ اور اصول حدیث کی کتابوں میں طے ہے کہ گمراہ فرقے کا آدمی اگر کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس سے اس کے باطل مذہب کی تائید ہوتی ہو تو وہ روایت قطعاً مردود ہے پس اس راوی نے جو روایت کے آخر میں من بعدی بڑھا ہے وہ قطعاً مردود ہے۔ جواب: اور بھی متعدد حضرات کے لیے استعمال کیا ہے جیسے: ۱۔ حضرت جلیب رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں سات کافروں کو قتل کر کے شہید ہوئے پس آپ نے فرمایا: قتلوا هذا منی وانا منہ کافروں نے ان کو قتل کر دیا یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (یہ روایت مسلم شریف میں ہے)

(۲) نبی ﷺ نے قبیلہ اشعر کے لوگوں کی تعریف میں فرمایا: ان لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی غزوہ میں توشہ ختم ہونے کو آتا ہے یا وطن میں بال بچوں کا کھانا کم رہ جاتا ہے تو وہ اپنے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر اس کو

برابر بانٹ لیتے ہیں فہم منی وانا منہم پس وہ لوگ میرے مزاج کے اور میرے طریقے پر ہیں اور میں ان کے مزاج کا ہوں۔ (یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے)

دوسرا استدلال: نبی ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے: ہو ولی کل مؤمن من بعدی: وہ میرے بعد ہر مؤمن کے ولی ہوں گے شیعہ کہتے ہیں ولی کے معنی والی (حاکم) کے ہیں اور من بعدی صراحت خلافت بلا فصل پر دلالت کرتا ہے۔
جواب: ولی کے معنی والی کے نہیں ہیں یہ دو الگ الگ لفظ ہیں مترادف نہیں ہیں اور دونوں ولایت سے مشتق ہیں اور ولایت کے دو معنی ہیں دوستی اور امارت پہلے معنی کے لیے لفظ ولی ہے اور دوسرے معنی کے لیے لفظ والی فقہ میں نماز جنازہ کے سلسلہ میں عبارت ہے: اذا اجتمع الولی والوالی قدم الوالی: جب میت کا ولی اور حاکم جمع ہوں تو نماز پڑھانے کا حق والی (حاکم) کا ہے۔ اور حدیث میں ولی کے معنی دوست کے ہیں اس کی ضد عداوت ہے اور حدیث کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کی دوستی ہونی چاہیے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں من بعدی کے الفاظ صرف جعفر بن سلیمان ضعی روایت کرتا ہے اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ صرف جلیح کنڈی بڑھاتا ہے اور یہ دونوں راوی شیعہ ہیں اس لیے ان کی روایتوں کا اعتبار نہیں اور شیعوں کا استدلال انہی دو باتوں پر موقوف ہے پس ان کا استدلال باطل ہو گیا۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے

(۳۶۲۶) قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَعَلَيَّْ مَوْلَاكَ.

ترجمہ: حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ شعبہ نامی راوی کو شک ہے نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں میں جس کا مولی ہوں علی بھی اس کا مولی ہے۔

تشریح: یہ حدیث ترمذی میں مختصر ہے اور حدیث کا اتنا حصہ صحیح ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو متواتر ہے۔

حدیث کا شان ورواد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بات نبی ﷺ نے دو موقعوں پر فرمائی ہے:

پہلا واقعہ: وہ ہے جو ابھی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت (نمبر ۳۷۴۱) میں گزرا ہے یہی بات حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن الحصیب اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے نبی ﷺ نے ایک ایک سر یہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور اس کے دو حصے کئے ایک کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ہدایت دی کہ جب جنگ ہو تو سارے لشکر کے امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے جنگ ہوئی مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے خُس (پانچویں حصہ) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک باندی لی کیونکہ اس میں ذوالقربی کا بھی حصہ ہوتا ہے اور اسی رات اس سے مقاربت فرمائی یہ بات حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کھلی کیونکہ باندی میں استبرائے رحم ضروری ہوتا ہے واپسی میں نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور وہ ہر مسلمان کے دوست ہیں یعنی ان کی شکایت گویا میری شکایت ہے اور شکایت نفرت و عداوت پر دلالت کرتی ہے حالانکہ علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت

میں ہے تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے محبت کرتے ہیں (یہ روایت تحفہ ۶۲۲:۴ حدیث ۱۹۴ میں گزری ہے اور آگے (حدیث ۳۷۵۴) پر بھی آرہی ہے)

دوسرا واقعہ: ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاضی وغیرہ بنا کر یمن بھیجا پھر جب نبی ﷺ نے ۱۰ ہجری میں حج فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ یمن سے سیدے مکہ مکرمہ آ کر حج میں شریک ہوئے وہ یمن سے ایک لشکر کے ساتھ آئے تھے جب مکہ مکرمہ قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنایا اور خود آگے بڑھ گئے تاکہ جلدی نبی ﷺ سے ملاقات کریں پیچھے امیر نے لشکریوں کو ایک ایک قیمتی جوڑا تقسیم کیا تاکہ وہ پہن کر نبی ﷺ سے ملاقات کریں جب لشکر مکہ پہنچا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے امیر کے عمل کو نادرست قرار دیا اور وہ سب جوڑے واپس لے لئے یہ بات لشکریوں کے لیے باعث شکایت بن گئی چنانچہ حج سے واپسی میں مقام جحفہ کے قریب غدیر خم میں جہاں سے یمن والوں کا راستہ الگ ہوتا تھا آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور مقصود یمن والوں کو مطمئن کرنا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: میں جس کا مولا (دوست) علی اس کے مولیٰ یعنی جسے مجھ سے محبت ہے اور یہ محبت ہر مومن کو ہوتی ہے اسے چاہیے کہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے معمولی باتوں کی وجہ سے ان سے ناراض نہ ہو اور شکایت نہ کرے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی اے اللہ جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے آپ اس سے محبت کریں اور جو علی سے عداوت رکھے آپ اس کو دشمن سمجھیں اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے یمن والوں کو مطمئن کر کے رخصت کیا۔ (یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے)

اعتراض: لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایت کیوں ہوتی تھی؟ اور بھی تو صحابہ تھے ان سے لوگوں کو شکایت کیوں نہیں ہوتی تھی؟

جواب: اور حضرات سے بھی شکایت ہوتی تھی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کچھ تخصیص نہیں تھی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کہ حق ادھر ہو جدھر علی رضی اللہ عنہ ہوں

(۳۶۷۷) رَحِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ زَوْجِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهِ رَحِمَ اللَّهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقُّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكُهُ الْحَقُّ وَمَالُهُ صَدِيقٌ رَحِمَ اللَّهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اس نے اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کی مجھے ساتھ لے کر دارالہجرت تک آئے اور اس نے اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ حق کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہو اور سچ کہنے کی وجہ سے اب اس کا کوئی دوست نہیں ہے اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ علی پر رحم کرے اے اللہ وہ جہاں بھی جائے حق کو اس کے ساتھ رکھنا۔

یہ حدیث ضعیف ہے مختار بن نافع تیمی ابواسحاق تمار کوئی ضعیف راوی ہے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مؤمن کامل ہیں

(۳۶۷۸) قَالَ نَاعِلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحْبَةِ فَقَالَ لَنَا كَانَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رِءُوسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أبنَائِنَا وَأَخَوَانِنَا وَآرِقَائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا خَرَجُوا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارُدُّهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنَفْقَهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنَتَّهِنَنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ قَدْ اِمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ عَلَى الْإِيمَانِ قَالُوا مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هُوَ خَاصِمُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا قَالَ ثُمَّ التَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَبِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: ربیع بن حراش بیان کرتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (کے میدان) میں ارشاد فرمایا حدیبیہ کے دن مشرکین کے کچھ افراد نکل کر ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن عمرو اور قریش کے بڑے بڑے کچھ افراد شامل تھے ان قریش نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے کچھ لوگ نکل کر آپ ﷺ کے پاس آ گئے ہیں اور ہمارے غلاموں میں سے بھی کچھ لوگ ہیں انہوں نے دین کی سمجھ بوجھ حاصل نہیں کی وہ صرف ہماری زمینوں اور ہماری جائیدوں سے نکل کر آئے ہیں آپ ﷺ انہیں ہمیں واپس کر دیں اگر انہیں دین کی سمجھ بوجھ نہیں ہے تو ہم انہیں سمجھالیں گے آپ ﷺ نے فرمایا اے قریش یا تو تم ان حرکتوں سے باز آ جاؤ یا اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اس شخص کو بھیجے گا جو دین کی وجہ سے تمہاری گردنیں اڑا دے گا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کا ایمان کے حوالے سے امتحان لے لیا ہے لوگوں نے دریافت کیا وہ شخص کون ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دریافت کیا وہ شخص کون ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا وہ جو توں کی مرمت کرنے والا شخص ہے (راوی بیان کرتے ہیں) آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتے دیئے تھے تاکہ وہ مرمت کر دیں۔

ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف توجہ دی اور فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہنا۔
استراض: اس لیے ہوا تھا کہ صحابہ سمجھتے تھے شاید کوئی نئی مخلوق آئے گی جو قریش کو دین دشمنی کا مزہ چکھائے گی۔
جواب: کا حاصل یہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ یہ کام لیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بطور مثال ہے اور قرینہ قلوبہم کی جمع ضمیر ہے مگر یہ تخصیص بھی ایک ایک طرح کی فضیلت ہے۔

باب

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و نفرت نفاق کی علامت ہے

(۳۶۴۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنْتَ مِيثِي وَأَنَا مَيْتِي وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں (اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے)۔

(۳۶۵۰) إِنَّا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم انصار سے تعلق رکھنے والا لوگ منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پر لے درجے کی ضعیف ہے اس کی سند میں جعفر بن سلیمان ضعیفی ابوسلیمان بصری ہے جو سزا ہوا شیعہ تھا ابھی (حدیث ۳۷۴۱ میں) اس کا تذکرہ آیا ہے دوسرا راوی ابو ہارون عمارۃ بن جوین عبدی بھی متروک، کذاب اور شیعہ ہے اور امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس کی جو دوسری سند بیان کی ہے روى (فعل مجہول) سے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اس لیے یہ روایت کچھ نہیں۔

باب

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی عداوت رکھتا ہے

(۳۶۵۱) لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور کوئی مؤمن ان سے بغض نہیں رکھے گا۔
حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اس کے دور راوی مجہول ہیں اور ذہبی نے مساور کے ترجمہ میں لکھا ہے: فیہ جہالۃ: وخبوۃ منکر: مساور مجہول ہے اور اس کی روایت نہایت ضعیف ہے۔
البتہ باب میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ صحیح ہے۔ یہ روایت مسلم شریف (حدیث ۷۸ کتاب الایمان، باب ۳۳) میں ہے۔

باب

۷۔ اللہ نے نبی ﷺ کو جن چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے ان میں ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۶۵۲) إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيُّ مِنْهُمْ يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَأَبُو ذَرٍّ وَالْبُقْدَادُ وَسَلْمَانُ أَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی ہدایت کی ہے اور اس نے مجھے یہ بتایا ہے وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کے نام ہمیں بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا علی ان میں سے ایک ہے آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی (اور پھر یہ نام لئے) ابوذر مقداد اور سلمان اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کی ہدایت کی ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔

باب

۸۔ براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا

تشریح: خون اور مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا دستور یہ تھا کہ اس کا اعلان یا تو خود سردار کرتا تھا یا اس کے خاندان کا کوئی فرد کرتا تھا خاندان سے باہر کے کسی شخص کا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اس لیے براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا۔ (تفصیل میں ہے)

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں

(۳۶۵۳) عَلِيٌّ مَيِّمِيٌّ وَأَنَا مِنْ عِيٍّ وَلَا يُودِدُنِي عِيٌّ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے (کسی بھی عہد کو) میرے اور علی کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں کر سکتا۔

(۳۶۵۴) أَخِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخِيَّتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تَوَاجِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات قائم کر دی حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات قائم کر دی ہے لیکن میرے اور کسی اور شخص کے درمیان بھائی چارگی قائم نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرندہ کھایا

(۳۶۵۵) كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا كُلُّ مَعِيَ هَذَا الطَّيْرُ فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بھنا ہوا) پرندے کا گوشت موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ ”اے اللہ اس شخص کو لے آ جو تیری بارگاہ میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا کہ وہ پرندے (کے گوشت کو) کھالے“ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسے کھایا۔
حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً باطل ہے ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مانگنے پر بھی دیتے تھے اور بے مانگے بھی

(۳۶۵۶) قَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكْتُ ابْتَدَأَنِي.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ سے میں کوئی چیز مانگتا تھا تو آپ ﷺ مجھے عطا کر دیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا (یعنی نہیں مانگتا تھا) تو آپ ﷺ خود ہی مجھے عطا کر دیتے تھے۔ یہ حدیث منقطع ہے عبد اللہ جملی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لقاء و سماع نہیں۔

باب

۱۳۔ نبی ﷺ علم و حکمت کا گھر اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں

(۳۶۵۷) أَنَا ذَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے۔

حدیث کا حال: امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر (نہایت ضعیف ہے)۔

اضافہ: اور ابن الجوزی نے اس روایت کو موضوعات میں لیا ہے۔

حدیث سے شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب: شیعہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی کیونکہ گھر میں دروازے ہی سے داخل ہوا جاتا ہے

جواب: یہ ہے کہ حدیث میں حصر نہیں ہے علی رضی اللہ عنہ ہی حکمت کا دروازہ تھے پس جیسے جنت کے آٹھ دروازے ہیں علم و حکمت کے بھی بہت سے دروازے ہیں ان میں سے ایک اہم دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اور نبی ﷺ نے دیگر صحابہ کے حق میں بھی ان کا علمی مقام واضح کرنے والے ارشادات فرمائے ہیں آپ ﷺ نے خواب میں دودھ نوش فرما کر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہے اور اس کی تعبیر علم سے بیان فرمائی ہے اور حضرت زید بن ثابت کو فرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا حلال و حرام کا بڑا عالم اور حضرت ابی بنیہ کو قراءت میں فائق قرار دیا ہے۔

۱۳۔ علی رضی اللہ عنہ کو اللہ و رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی اور اللہ و رسول کو ان سے

(۳۶۵۸) أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَسْبَّ أَبَا تُرَابٍ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَنْ أَسْبَهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةً مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ الثَّعْمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ وَخَلْفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَخْلُفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا أُعْطِينَ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا إِلَى عَلِيٍّ فَأَتَاهَا وَبِهِ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ فَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (نَدُّ عِ ابْنَانَا وَابْنَاتِكُمْ وَنِسَائِنَا وَنِسَائِكُمْ) الْآيَةُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

تَرْجِمَتُہَا: عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت امیری معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ آپ ابو تراب پر تنقید نہیں کرتے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (مجھے ان کے بارے میں) تین باتیں یاد ہیں جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھیں اس لیے میں انہیں برا نہیں کہہ سکتا ان تین میں سے کوئی ایک بھی میرے بارے میں ہوتی تو یہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں (کا مالک ہونے سے) زیادہ محبوب تھی میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آپ ﷺ انہیں ایک جنگ کے دوران اپنے پیچھے چھوڑا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی یا رسول اللہ آپ ﷺ اپنے پیچھے خواتین اور بچوں کے ساتھ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کو غزوہ خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں ہم اس بات کے انتظار میں رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا کر لاؤ راوی بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں دکھنے آئی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا اور جھنڈا انہیں عطا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب یہ آیت نازل ہوئی ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو بلاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

باب

۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جنگی صلاحیت حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھی

(۳۶۵۹) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَيْنِ وَأَمَرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَقَالَ إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ قَالَ فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِيَ خَالِدٌ كِتَابًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِينُ بِهِ قَالَ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ قَالَ مَا تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ قُلْتُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولُ فَسَكَتَ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دو لشکر روانہ کئے ان میں سے ایک کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور فرمایا جب جنگ شروع ہوگی تو علی رضی اللہ عنہ (دونوں لشکروں کے) امیر ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ فتح کر لیا تو (مال غنیمت) میں سے ایک کنیز کو حاصل کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے میرے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خط لکھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ راوی بیان کرتے ہیں جب میں نبی اکرم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے خط کو پڑھا تو آپ ﷺ کا رنگ تبدیل ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کے بارے میں تم کیا سوچتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کے حضور کے غضب اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں میں تو صرف ایک قاصد ہوں تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

باب

۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے طویل سرگوشی فرمائی

(۳۶۶۰) دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَأَتَتْجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا اُنْتَجَيْتُهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ اُنْتَجَاهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے جنگ طائف کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی میں کوئی بات کی لوگوں نے کہا نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد کے ساتھ خاص طویل سرگوشی کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کے ساتھ سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔

باب

۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بحالت جنابت مسجد نبوی میں گزرنے کی روایت

(۳۶۶۱) لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی میرے اور تمہارے علاوہ اور کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں (داخل) ہو۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پرلے درجہ کی ضعیف ہے ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

باب

۱۷۔ نبوت ملنے کے دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھنے کی روایت

(۳۶۶۲) بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو پیر کے دن مبعوث کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن نماز ادا کی (یعنی انہوں نے اگلے دن اسلام قبول کر لیا)۔

روایت کا حال: یہ روایت باطل ہے کیونکہ نبوت کے ساتھ ہی نماز فرض نہیں ہوئی بعد میں فرض ہوئی ہے۔

۱۹۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کا مطلب

(۳۶۶۳) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی۔

(۳۶۶۳) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث کا شان و رود: ابھی (حدیث ۳۷۵۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ غزوہ تبوک کے لیے چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ مدینہ کو سنبھالیں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں اس وقت آپ ﷺ نے ان کی دلداری کے لیے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔

حدیث کا مطلب: جب موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تو قوم کا ذمہ دار ہارون علیہ السلام کو بنا گئے تھے حضرت موسیٰ کے پیچھے قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام نے سنبھالا تھا اسی طرح جب نبی ﷺ غزوہ تبوک کے لیے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے رکھا تھا تاکہ وہ مدینہ اور اہل مدینہ کو سنبھالیں حدیث کا بس اتنا ہی مطلب ہے، البتہ اس ارشاد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔

شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب: اس حدیث سے شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بلا فصل نہیں بنے تھے اور حیات میں خلافت بعد الوفات کے لیے مستلزم نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے مختلف اسفار میں مختلف حضرات کو قائم مقام بنایا ہے مگر ان کو بعد الوفات خلافت نہیں ملی نہ فصل کے ساتھ نہ بغیر فصل کے۔

باب

۱۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرادیئے

(۳۶۶۵) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ (مسجد نبوی کے) دیگر تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا معارضة بينه وبين حديث أبي بكر: لأن الأمر بسد الأبواب وفتح باب على كان في أول الأمر والأمر بسد الخوخال الا خوخال أبي بكر كان في آخر الأمر في مرضه حيث بقي من عمره ثلاثة أو اقل. (اللمعات نقله في تحفة الاحوذى ۴/ ۳۳۱)

اور اس عبارت کا حاصل حدیث (نمبر ۳۷۰۶) کی تشریح میں آچکا ہے۔

(۳۶۶۶) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنِ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو ان دونوں سے محبت کرتا ہو ان کے ماں باپ سے محبت کرتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ایک درجے میں ہوگا۔

(۳۶۶۷) قَالَ أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی تھی (یعنی انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا)۔

(۳۶۶۸) أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلَيَّ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ فَأَنْكَرَهُ فَقَالَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

ترجمہ: حضرت ابو حمزہ انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت علیب نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

(۳۶۶۹) لَقَدْ عَهَدَ إِلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغُضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِينَ دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی امی ہیں انہوں نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ تم سے صرف مومن محبت رکھے گا اور تم سے صرف منافق بغض رکھے گا۔ عدی بن ثابت بیان کرتے ہیں میں اس زمانے سے تعلق رکھتا ہوں جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر کی ہے۔

۲۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کا اشتیاق

(۳۶۷۰) قَالَتْ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا فِيهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تُمِثْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا.

تَرْجُمَتُهُ: نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور آپ یہ دعا مانگ رہے تھے اے اللہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جس وقت تک تو مجھے علی نہ دکھا دے۔

یہ حدیث ضعیف ہے ابوالجراح بہزی اور ام شراحیل مجہول ہیں دونوں روایتوں سے روایت ترمذی ہی میں ہے۔

فضائل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے طلحہ بن عبید اللہ، بن عثمان، بن عمر، بن کعب، بن لؤی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ، ابو محمد القرشی التیمی، ان کی والدہ کا نام ہے الصعبہ بنت عبد اللہ بن مالک النخصرمیہ۔
حضرت طلحہ، طلحہ النخیر اور طلحہ الفیاض کے نام سے معروف تھے یہ سابقین اولین میں سے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا جب حضرت طلحہ اور زبیر دونوں کو اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ان دونوں کو بھائی بنادیا اور ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ اور حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بھائی بنادیا حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں غزوہ بدر کے وقت شام گئے ہوئے تھے نبی ﷺ نے مال غنیمت میں سے بھی ان کا حصہ رکھا اور ان کو اجر کا مستحق بھی قرار دیا۔
حضرت طلحہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے بیعت رضوان میں بھی موجود تھے غزوہ احد میں ان کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنالیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکتے رہے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ بے کار ہو گیا ان کے سر پر ضرب لگی اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کو اٹھا کر چٹان پر لے گئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلحہ النخیر فرمایا اور غزوہ تبوک کے دن مجھے طلحہ الفیاض فرمایا اور جنگ حنین کے دن مجھے طلحہ الجود فرمایا جب جنگ احد کے دن حضرت طلحہ رسول اللہ ﷺ کو چٹان پر لے گئے تو آپ نے فرمایا طلحہ نے (جنت) کو واجب کر لیا۔

نام نامی طلحہ باپ کا نام عبید اللہ، بن عثمان، قبیلہ تیمی، قرشی کنیت ابو محمد منجملہ عشرہ مبشرہ منجملہ اصحاب شوریٰ آٹھ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک القاب طلحہ الجود طلحہ النخیر طلحہ الفیاض ولادت ہجرت سے ۲۸ سال پہلے شہادت مروان ۳۶ ہجری مدت عمر ۶۴ سال جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شہید ہوئے آپ بڑے سخی اور بڑے بہادر تھے۔

باب ۱۸

۱۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی

(۳۶۷۱) قَالَ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانٍ فَتَنَهَضَ إِلَى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ

فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ أَوْجَبَ طَلْعُهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ اُحد کے دن دو زریں پہنی ہوئی تھیں آپ ﷺ چٹان پر چڑھنے لگے تو چڑھ نہیں پائے تو آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا اور پھر اس پر چڑھے جب آپ ﷺ چٹان پر پہنچ گئے تو راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی ہے۔

۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جلتے پھرتے شہید

(٣٦٤٢) مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔

۳۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں نبی ﷺ کے پڑوسی ہوں گے

(٣٦٤٣) قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ أَلَا أُبَشِّرُكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ طَلْعَةُ مِنْ قَضَىٰ مُحِبَّةٌ.

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں یہ خوشخبری سناتا ہوں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے طلحہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا (جن کا ذکر قرآن میں ہے)۔

(٣٦٤٣) قَالَ سَمِعْتُ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے کانوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے آپ نے ارشاد فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔

باب

۵۔ مذکورہ حدیث کا شان و رُود

(۳۶۷) أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لِلْأَعْرَابِيِّ جَاهِلٍ سَلُهُ عَمَّنْ قَطِي نَحْبَهُ مَنْ هُوَ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِعُونَ عَلَى مَسْئَلَتِهِ يُوقِرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ رَأَى الطَّلْعُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَى ثِيَابٍ خُضْرٌ فَلَهَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَطِي نَحْبَهُ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هَذَا مِنْ قَطِي نَحْبِهِ.

تَرْجُمَہ: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک ناواقف دیہاتی شخص سے یہ کہا تم آپ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں

دریافت کرو جس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور (جس کا ذکر قرآن میں ہے) اس سے مراد کون شخص ہے؟ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے عزت و احترام اور آپ ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے براہ راست سوال نہیں کیا کرتے تھے اس دیہاتی نے آپ سے یہ سوال کیا آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے پھر آپ ﷺ سے یہ سوال کیا آپ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اس نے پھر آپ ﷺ سے سوال کیا آپ ﷺ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اسی دوران میں مسجد کے دروازے اندر آیا میں نے سبز لباس پہن رکھا تھا جب نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو دریافت کیا اپنی نذر کو پورا کرنے والے شخص کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تو دیہاتی نے جواب دیا یا رسول اللہ میں ہوں تو آپ ﷺ نے (میری طرف اشارہ کر کے) فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی نذر کو پورا کیا (جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

—*—

فضائل حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام زبیر رضی اللہ عنہ۔ باپ کا نام: العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ قبیلہ: اسدی قرشی۔ کنیت: ابو عبد اللہ۔ منجملہ اصحاب شوری۔ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے لڑکے۔ ولادت: ۲۸ سال قبل ہجرت۔ شہادت: ۳۶ ہجری (جنگ جمل میں) مطابق ۵۹۳-۶۵۶ عیسوی۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، بدر، خندق، حدیبیہ، خیبر فتح مکہ حنین طائف اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے فتح مصر میں بھی موجود تھے یہ ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شوریٰ کے لیے منتخب کیا۔

وادی سباع میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے آپ کو حالت نماز میں قتل کر دیا وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کی ہے۔ پھر کہا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو دس جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کو آپ کی شہادت ہوئی اس وقت آپ کی عمر سترھ ۶۷ سال تھی۔

باب ۱۹

۱۔ نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

(۳۶۷۶) قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبُو يَهُيُومَ قُرَيْظَةً فَقَالَ يَا بَنِي وَأُحْيَىٰ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جنگ قریظہ کے دن میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا میرے ماں باپ (تم پر قربان ہوں)۔

باب و باب

۲۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حواری ہیں

(۳۶۷۷) إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے۔

(۳۶۷۸) إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَزَادَ أَبُو نُعَيْمٍ فِيهِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا قَالَ لَهَا ثَلَاثًا قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے ابو نعیم نامی راوی نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

غزوہ احزاب کے دن نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کون شخص ہمارے پاس دشمنوں کی خبر لائے گا؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر نبی اکرم ﷺ نے یہی بات تین مرتبہ دریافت کی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کی (تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا)۔

نبی ﷺ کا یہ ارشاد غزوہ احزاب کے موقع کا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی ہے جو دشمن کے کیمپ کی خبر لائے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حاضر ہوں دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہی نے لبیک کہا چنانچہ وہ گئے اور خبر لائے تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

اور قرآن میں حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص صحابہ کے لیے آیا ہے وہاں سے یہ لفظ مستعار لیا گیا ہے اور ناصرو مددگار کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

باب

۳۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جسم راہ خدا میں زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا

(۳۶۷۹) أَوْصَى الزُّبَيْرُ إِلَى ابْنِهِ عَبْدَ اللَّهِ صَبِيحَةَ الْجَمَلِ فَقَالَ مَا مِثِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَهَى ذَلِكَ إِلَى فَرْجِهِ.

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو جنگ جمل کی صبح یہ بتایا تھا میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ میں زخمی نہ ہوا ہو یہاں تک کہ انہوں نے اپنی شرمگاہ تک کا بھی تذکرہ کیا۔

فضائل حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام: عبدالرحمن (جاہلی نام عبدالکعبہ یا عبد عمرو) باپ کا نام عوف، بن عبد عوف، بن عبد الحارث، کنیت ابو محمد قبیلہ زہری قرشی مجملہ عشرہ مبشرہ اور منجلہ اصحاب شوری ولادت ۴۴ سال قبل ہجرت وفات مدینہ میں ۳۲ ہجری مطابق ۵۸۰-۶۵۲) عیسوی آٹھویں نمبر پر مسلمان ہوئے بڑے مالدار بڑے سخی بڑے بہادر اور بڑے عقلمند تھے حبشہ کی طرف دومرتبہ ہجرت کی بدر سے لے کر سبھی جنگوں میں شریک ہوئے غزوہ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نبی ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

(۳۶۸۰) أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ جنتی ہے عمر جنتی ہے عثمان جنتی ہے علی جنتی ہے طلحہ جنتی ہے زبیر جنتی ہے عبدالرحمن بن عوف جنتی ہے سعد بن ابی وقاص جنتی ہے سعید بن زید جنتی ہے اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہے۔

(۳۶۸۱) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَشْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ فَقَدْ هُوَ لَاءِ التَّسْعَةِ وَسَكَّتْ عَنِ الْعَاشِرِ فَقَالَ الْقَوْمُ نَنْشُدُكَ اللَّهُ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ مَنْ لِعَاشِرٍ قَالَ نَشَدْتُ مُحَمَّدًا بِاللَّهِ أَبُو الْأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں انہیں یہ بتایا نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا دس آدمی جنتی ہیں ابو بکر جنتی ہے عمر جنتی ہے عثمان جنتی ہے زبیر طلحہ عبدالرحمن ابو عبیدہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سب جنتی ہیں)۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نو آدمیوں کے نام لیے مگر دسویں آدمی کا نام نہیں لیا تو حاضرین نے کہا اے ابو اعور ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتے ہیں دسواں آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے (وہ دسواں آدمی) ابو اعور جنتی ہے۔

وہ دس صحابہ جن کو ایک ساتھ جنت کی خوش خبری سنائی گئی وہ دس صحابہ یہ ہیں: (۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (۶) حضرت زبیر بن العوام (۷) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (حضرت عمر کے بہنوئی) (۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

باب

۲۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے ازواج مطہراتؓ کے لیے چار لاکھ کی قیمت کے باغ کی وصیت کی

(۳۶۸۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِنَّ أَمْرَكُمْ لَمَّا يُهْمُنِي بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُمْ إِلَّا الصَّابِرُونَ قَالَ ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ بِيَعْتَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے بعد تمہاری زیادہ فکر ہے تمہارے بارے میں صرف صبر کرنے والے لوگ ہی صبر کر سکیں گے (یعنی تمہارے حقوق صحیح طریقے سے ادا کر سکیں گے) نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو جنت کے چشمے سے سیراب کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج کی خدمت میں کچھ زمین پیش کی تھی جو چالیس ہزار دینار کے عوض میں فروخت ہوئی تھی۔

(۳۶۸۳) أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَوْصَى بِحَدِيقَةِ الْأَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِيَعْتَ بِأَرْبَعِ مِائَةِ أَلْفٍ.

ترجمہ: ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ میں فروخت ہوا تھا۔



حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے سعد، بن مالک، بن وہیب، بن عبد مناف، بن زہرہ، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن نصر، بن کنانہ القرشی الزہری ان کی والدہ کا نام حمہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔ یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں آپ چھ افراد کے بعد مسلمان ہوئے ایک قول ہے کہ چار کے بعد مسلمان ہوئے جس وقت انہوں نے اسلام قبول کیا ان کی عمر سترہ سال تھی یہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی اور ان چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجلس شوری قائم کی تھی جن کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت ان سے راضی تھے بدر احد خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں خون بہایا اور وہ صحابی ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تیر چلایا۔

حضرت سعد نے ۵۵ھ میں وفات پائی ایک قول ۵۸ھ کا ہے اور ایک قول ۵۴ھ کا ہے مروان نے نماز جنازہ پڑھائی مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص: ۲۹۳-۲۹۰)

باب ۲۱

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے قبولیت دعا کی دعا دی

(۳۶۸۳) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تھی اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا کو قبولیت کو ظاہر کر۔

باب

۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خاندانی ماموں تھے

(۳۶۸۵) قَالَ أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي أَمْرُؤُ خَالَهُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں کوئی آدمی اپنا ماموں دکھائے جو (ان جیسا ہو)۔

باب

۳۔ نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

(۳۶۸۶) قَالَ عَلِيُّ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ أَحَدٌ أَرِمَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَقَالَ لَهُ أَرِمَ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزُونُ.

ترجمہ: سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے کسی کے لیے بھی اپنے والد اور والدہ کو جمع نہیں کیا صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے جمع کیا تھا غزوہ احد کے دن نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا تھا تم تیرا اندازی کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے نوجوان پہلوان تم تیرا اندازی کرو۔

(۳۶۸۷) قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أَحَدٍ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے غزوہ احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا تھا (یعنی میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)۔

(۳۶۸۸) قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي أَحَدًا بِأَبَوَيْهِ إِلَّا لِسَعْدٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أَحَدٍ أَرِمَ سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابوطالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی شخص کے لیے اپنے والدین کو فدا کرتے ہوئے نہیں سنا صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے سنا ہے غزوہ احد کے دن میں نے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے سعد تم تیرا اندازی کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

باب

۴۔ نیک آدمی کا مصداق حضرت سعد رضی اللہ عنہ

(۳۶۸۹) قَالَتْ سَهْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَقْدَمَةُ الْبَدِينَةِ لَيْلَةً قَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يُخْرِسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعْنَا حَشْخَشَةَ السِّلَاحِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا جَاءَ بِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجِئْتُ أَخْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ چند راتوں تک سو نہیں سکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کاش کوئی باصلاحیت شخص آج رات ہماری پہرہ داری کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے سنا کہ ہتھیاروں کی آواز آرہی تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا کون ہے انہوں نے جواب دیا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ دریافت کیا تم کیوں آئے ہو؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے نبی اکرم ﷺ سے کچھ اندیشہ تھا تو میں پھر آپ ﷺ کی حفاظت کرنے کے لیے آیا ہوں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور آپ ﷺ سو گئے۔



فضائل حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام نامی: سعید والد کا نام زید، بن زید، بن عمرو، بن نفیل، خاندان عدوی قرشی کنیت ابو الاعور ولادت ۲۲ سال قبل ہجرت وفات ۵۱ ہجری مطابق ۶۰۰-۶۱۱ عیسوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی مجملہ عشرہ مبشرہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا۔

باب ۲۲

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

(۳۶۹۰) أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى التَّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ أَتَمِّ قِيلَ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحِجَازٍ فَقَالَ اثْبُتْ حِرَاءَ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قِيلَ وَمَنْ هُمْ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قِيلَ فَمَنِ الْعَاشِرُ قَالَ أَنَا.

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نو آدمیوں کے بارے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی گواہی دوں تو میں گنہگار ہوں گے ان سے دریافت کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حرا پہاڑ پر موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے حرا ٹھہرے رہو کیونکہ تمہارے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں ان سے دریافت کیا گیا وہ (دس) لوگ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابو بکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعد عبدالرحمن بن عوف (جنتی ہیں) ان سے دریافت کیا گیا دسواں آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا وہ میں ہوں۔

حدیث پر کلام: یہ حدیث حضرت سعد بن زید سے پانچ راوی روایت کرتے ہیں:

(۱) عبداللہ بن ظالم مازنی: اس راوی کو امام بخاری رحمہ اللہ نے لین الحدیث کہا ہے۔ اس راوی کی روایت میں دو تسامح ہیں: اول: ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل کر دی ہے۔ جبل حراء والی روایت مستقل روایت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (حدیث ۳۷۲۶) آچکی ہے۔

دوم: اس روایت میں عشرہ مبشرہ میں رسول اللہ ﷺ کو شمار کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ مبشر (اسم فاعل) ہیں مبشر (اسم مفعول) نہیں ہیں۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو چھوڑ دیا ہے جبکہ ان کا منجملہ عشرہ مبشرہ ہونا اجماعی ہے۔



حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے عامر، بن عبد اللہ، بن جراح، بن ہلال، بن راہیب، بن ضبہ، بن حارث، بن فہر، بن مالک، بن نصر، بن کنانہ، بن خزیمہ، یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ اور اپنے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہو گئے اور ان کو عبیدہ بن جراح کہا جانے لگا۔

حضرت ابو عبیدہ ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی یہ سابقین اسلام میں سے ہیں انہوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، بدر، احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

غزوہ بدر میں کفایت کی طرف سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ کی محبت توحید نبی محبت پر غالب الیٰ اور یک ہی وار میں کافر باپ کا کام تمام کر دیا۔ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرے میں چبھ گئی تھیں حضرت ابو عبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر وہ کڑیاں کھینچیں جس سے ان کے دودانت نکل گئے لیکن ان کا چہرہ اور حسین ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو قوی امین کا لقب دیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کو فتح کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے اپنی خلافت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

ایک مرتبہ شام میں حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملے آئے دیکھا ان کے گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال رکھی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کم از کم ضروری سامان تو لے لیتے کہا ہماری ضرورت یہی ہے۔ جب طاعون عمواس پھیلا تو سب مسلمان وہاں سے چلے گئے حضرت ابو عبیدہ دوستوں کے شدید اصرار کے باوجود تقدیر پر صابر و شاکر رہے ان کی انگلی میں ایک پھنسی نکلی ۱۸ھ میں مقام محل سے نماز پڑھنے کے لیے بیت المقدس جا رہے تھے کہ اجل نے آلیا آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔

۱۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت تو کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت متفق علیہ ہے اور اس حدیث میں امانت داری کا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ میں حصر نہیں۔ تاہم یہ ارشاد آپ رضی اللہ عنہ کے امتیاز پر دلالت کرتا ہے اور یہی آپ کی فضیلت ہے۔

۲۔ نبی ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی ستائش کی



فضائل حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نام: عباس رضی اللہ عنہ باپ کا نام عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف خانوادہ ہاشمی قرشی کنیت ابو الفضل رشتہ نبی ﷺ کے چچا (عبدالمطلب کے دس یا گیارہ یا تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں) خلفائے عباسیہ کے جد امجد ولادت مکہ میں اکیاون سال قبل ہجرت (نبی ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے) وفات: مدینہ میں ۳۲ ہجری میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں) مطابق: ۶۵۳ عیسوی، قدیم الاسلام ہیں مگر فتح مکہ تک اپنا اسلام چھپائے رکھا پھر ہجرت کی آپ کے دس لڑکے تھے (لڑکیاں ان کے علاوہ تھیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کا بے حد اکرام کرتے تھے۔

باب ۲۳

۱۔ جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا

(۳۶۹۱) اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُغْضَبًا وَآنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أَغْضَبَكَ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا وَلِقَرِيشٍ إِذَا تَلَقَّوْا بَيْنَهُمْ تَلَقَّوْا بِوَجْهِهِ مُبْشِرَةً وَإِذَا لَقُّوْنَا لَقُّوْنَا بِغَيْرِ ذَلِكَ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبُ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَدَّى عَمِّي فَقَدْ أَدَّى فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنُّوْا بِيهِ.

ترجمہ: حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس غصے کی حالت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا آپ کو غصہ کیوں آیا ہوا ہے انہوں نے کہا

یا رسول اللہ ﷺ ہمارا اور قریش کا کیا مسئلہ ہے جب یہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بڑے خوش ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو دوسری حالت میں ملتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست مبارک میں میری جان ہے کسی بھی شخص میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرح محبت نہیں کریں گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ چچا باپ کی جگہ ہوتا ہے۔

باب وباب وباب

۲۔ چچا اور بھتیجا ہم مزاج تھے

(۳۶۹۲) الْعَبَّاسُ مِثِّي وَأَنَا مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

۳۔ باپ اور چچا: ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت ہیں

(۳۶۹۳) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ فِي الْعَبَّاسِ إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُّو أَبِيهِ وَكَانَ عُمَرُ تَكَلَّمَ فِي صَدَقَتِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا آدمی کا چچا اس کے باپ کی جگہ ہوتا ہے اس کی وجہ یہ تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صدقہ دینے کے بارے میں کوئی بات کی تھی۔

(۳۶۹۴) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُّو أَبِيهِ أَوْ مِنْ صِنِّ أَبِيهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا ہیں اور چچا باپ کی طرح ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں باپ کا حصہ ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لیے مغفرت عامہ تامہ کی دعا

(۳۶۹۵) لِلْعَبَّاسِ إِذَا كَانَ غَدَاةَ الْإِثْنَيْنِ فَأَتَيْتَنِي أَنْتَ وَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُو لَكَ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا وَلَدُكَ فَعَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَالْبَسْنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَلَوْلَدِهِ مَغْفِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُعَادِرُ ذَنْبَنَا اللَّهُمَّ احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا پیر کے دن آپ میرے پاس تشریف لائے گا اور آپ اپنی اولاد سمیت آئیے گا تاکہ میں ان سب کے لیے دعا کروں گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو نفع دے گا تو اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہمراہ ہم بھی حاضر

ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر ہمیں اوڑھادی اور دعا کی۔ اے اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی مغفرت کر دے جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اور کسی گناہ کو باقی نہ رہنے دے اے اللہ ان کی اولاد کے (حقوق کے معاملے میں) ان کی حفاظت کرنا۔ حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے عبد الوہاب نے اس حدیث میں تدلیس کی ہے۔

فضائل حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

نام نامی: جعفر باپ کا نام ابو طالب، بن عبد المطلب، بن ہاشم، خانوادہ رضی اللہ عنہ ہاشمی قرشی لقب طیار (بہت اڑنے والے) ذوالجناحین (دو بازو والے) کنیت ابوالمساکین (غریب پرور) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی عمر میں دس بڑے سابقین اولین میں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ۸ ہجری میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔

باب ۲۴

۱۔ دو ہاتھوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دو پردے

(۳۶۹۲) رَأَيْتُ جَعْفَرَ يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا ہے۔

غزوہ موتہ (میم کا پیش، واو ساکن) میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تھا آپ رضی اللہ عنہ دوسرے کمانڈر مقرر کئے گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی کوچیں کاٹ دیں (تاکہ وہ دشمن کے کام نہ آئے) پھر آپ رضی اللہ عنہ وار پر وار کرتے رہے یہاں تک کہ دشمن کی ضرب سے آپ رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا وہ بھی کٹ گیا تو باقی ماندہ بازوؤں سے جھنڈا آغوش میں لے لیا اور اس وقت تک بلند رکھا جب تک خلعت شہادت سے سرفراز نہ ہو گئے پھر دشمن نے ایسی تلوار ماری کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دو بازوؤں کے عوض جنت میں دو پر عنایت فرمائے جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں اسی لیے ان کا لقب جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین پڑ گیا۔ حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے۔ یہ حدیث اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اس لیے شواہد کی وجہ سے قابل اعتبار ہے۔ اعتراض: پہلے حدیث (نمبر ۱۶۳۱) آئی ہے کہ شہداء کی روئیں سبز رنگ کے پرندوں (کے پوٹوں) میں ہوتی ہیں وہ جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں پس جب سبھی شہداء جنت میں جاتے ہیں تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کیا رہی؟

جواب: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی دو خصوصیتیں ہیں:

اول: شہداء کی روئیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں بیٹھ کر یعنی ہرے رنگ کے ہوائی جہازوں کی اگلی سیٹ پر بیٹھ کر جنت میں جاتی ہیں اور وہاں چگتی چرتی ہیں پھر واپس آ جاتی ہیں یعنی دوسرے کے پروں سے اڑ کر جاتی ہیں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ خود اپنے

پروں سے اڑ کر جاتے ہیں اور دونوں میں فرق واضح ہے۔

دوم: شہداء کی روئیں تنہا جاتی ہیں ان کو کوئی لینے نہیں آتا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے جھرمٹ میں جاتے ہیں اور جہاں اور جب تک چاہتے ہیں گھومتے ہیں یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو میزبان کے فرستادے لینے آتے ہیں اور پورے اعزاز کے ساتھ لے جاتے ہیں اور دوسرے شہداء اپنے طور پر جاتے ہیں ان کو کوئی لینے نہیں آتا۔ یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا امتیاز ہے۔

باب

۲۔ باحیثیت لوگوں میں نبی ﷺ کے بعد افضل حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۶۹۷) مَا احْتَذَى النَّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ وَلَا رَكِبَ الْبَطَايَا وَلَا رَكِبَ الْكُورَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو تا بنانے جو تا پہننے سواری پر سوار ہونے اور سواری پر بیٹھنے کے حوالے سے (یعنی عادت و اطوار اور خصائل کے اعتبار سے) نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے۔

۳۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حلیہ اور اخلاق میں نبی ﷺ کے مشابہ تھے

(۳۶۹۸) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَشَبَّهْتُ خَلْقِي وَخُلُقِي.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا تم صورت اور سیرت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔

تشریح: سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور بچی مکہ میں تھیں جب عمرۃ القضاء میں نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے لوٹے تو بچی آپ ﷺ کو چچا چچا کہتی ہوئی پیچھے چلی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا جب قافلہ مراظہراں پہنچا تو اس بچی کی پرورش کا معاملہ خدمت نبوی میں پیش ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری چچا زاد بہن ہے اور میں نے اس کو لیا ہے اس لیے میرا حق ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری بھی چچا زاد بہن ہے اور اس کی خالہ (حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا) میرے نکاح میں ہیں پس میرا حق ہے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری بھتیجی ہے پس میں قریبی رشتہ دار ہوں اس لیے میرا حق ہے (نبی ﷺ نے حضرت حمزہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ کرایا تھا)۔

نبی ﷺ نے بچی کی پرورش کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا اور وجہ ترجیح یہ بیان کی کہ خالہ ماں سی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: ”أشبهت خلقی وخلقی“ تم حلیہ اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: ”أنت منی وأنا منك“ تم میرے مزاج کے ہو اور میں تمہارے مزاج کا ہوں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: ”أنت اخونا ومولانا“ تم ہمارے دینی بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہوتینوں حضرات خوش ہو گئے۔

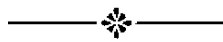
۴۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ غریب پرور تھے

(۳۶۹۹) قَالَ إِنْ كُنْتُ لَا سَأَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ أَنَا أَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُطْعِمَنِي شَيْئًا فَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُجِبْنِي حَتَّى يَذْهَبَ بِي إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَقُولُ لِامْرَأَتِهِ يَا أَسْمَاءُ أَطْعِمِينَا شَيْئًا فَإِذَا أَطْعَمْتُنَا أَجَابَنِي وَكَانَ جَعْفَرُ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَ يَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْنِيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعلق رکھنے والے کسی شخص سے قرآن کی کسی آیت کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا حالانکہ اس کے بارے میں مجھے اس شخص سے زیادہ پتا ہوتا تھا جس سے میں نے سوال کیا ہوتا لیکن میں اس سے صرف اس لیے سوال کرتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دے اور میں جب بھی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کرتا تو وہ مجھے جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اپنے ساتھ مجھے لے کر اپنے گھر چلے جاتے تھے اور اپنی اہلیہ سے فرماتے تھے اے اسماء ہمیں کچھ کھلاؤ جب وہ ہمیں کھانا دے دیتی تھی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مجھے جواب دیا کرتے تھے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریبوں سے محبت کیا کرتے تھے ان کے ساتھ گفتگو کرتے تھے اور وہ لوگ بھی ان کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابو المساکین تجویز کی تھی۔

(۳۷۰۰) قَالَ كُنَّا نَدْعُو جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَبَا الْمَسَاكِينِ فَكُنَّا إِذَا أَتَيْنَاهُ قَرَّبْنَا إِلَيْهِ مَا حَضَرَ فَأَتَيْنَاهُ يَوْمًا فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئًا فَأَخْرَجَ جَرَّةً مِنْ عَسَلٍ فَكَسَّرَهَا فَجَعَلْنَا نَلْعَقُ مِنْهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ابو المساکین کہا کرتے تھے بعض اوقات جب ہم ان کے ہاں جاتے تو وہ جو کچھ بھی کھانے کے لیے ہوتا آگے کر دیتے ایک مرتبہ ہم ان کے پاس گئے تو انہیں (ہمیں دینے کے لیے) کچھ نہ ملا تو انہوں نے شہید کی پکی توڑی اور ہم نے اسی سے شہد چاٹ لیا۔



حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا سوانح

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے حسن، بن علی، بن ابی طالب، بن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، القرشی البہاشمی، آپ کی کنیت ابو محمد ہے نبی ﷺ کے نواسے ہیں آپ کی ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں جو سیدۃ النساء العالمین ہیں حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں نبی ﷺ کے خوشبودار پھول اور آپ ﷺ کے ہم شکل ہیں نبی ﷺ نے ان کا نام حسن رکھا ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈھے اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کر دی جائے جن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں ابو احمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد خود حضور نے رکھی تھی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے حضرت حسن نصف رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے حسین، بن علی، بن ابی طالب، بن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، القرشی البہاشی آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ نبی ﷺ کے خوشبودار پھول تھے اور سینہ سے نیچے تک نبی ﷺ کے مشابہ تھے جب آپ کی ولادت ہوئی تو نبی ﷺ نے آپ کے کان میں اذان دی آپ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ ہیں جو سیدہ نساء العالمین ہیں۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما صاحب فضیلت تھے بکثرت نمازیں پڑھتے روزے رکھتے حج کرتے صدقہ کرتے اور تمام نیک کام کرتے جمعہ کے دن یوم عاشورہ ۶۱ھ میں سرزمین عراق میں کر بلا کے مقام پر آپ کو شہید کیا گیا اس جگہ آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

باب ۲۵

حسن حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

(۳۷۰۱) الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دنیا میں جوانی میں فوت ہوئے حسین رضی اللہ عنہما آخرت میں ان کے سردار ہوں گے۔

۲۔ اے اللہ ان لوگوں سے محبت فرما جو حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کریں

(۳۷۰۲) طَرَفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أُدْرِى مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ قَالَ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرَكَيْهِ فَقَالَ هَذَانِ ابْنَايَ وَاللَّهِ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَحِبُّهُمَا وَأَحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا.

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں میرے والد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ایک رات میں کسی کام سے گیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے چادر کے اندر کوئی چیز اوڑھ رکھی تھی مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا تھا جب میں آپ ﷺ سے اپنی بات کر کے فارغ ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اندر کیا چیز ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے چادر اوڑھ رکھی تھی آپ ﷺ نے چادر کو اتارا تو آپ ﷺ کے پہلو پر حضرت امام حسن اور امام حسین تھے یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں میرے نواسے ہیں میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تم بھی ان دونوں سے محبت کرو اور اس شخص سے بھی محبت کرو جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔

۳۔ حسین رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے

(۳۷۰۳) أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ يُصِيبُ الثُّوبَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ انْظُرُوا إِلَى هَذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَيْنِ هُمَا رِيحَانَتَانِي مِنَ الدُّنْيَا.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں عراق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کیا جو کپڑے پر لگ جاتا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس شخص کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کر رہا ہے جبکہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کو شہید کیا ہے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے امام حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

مسئلہ: مچھر اور کھٹل خون پیئیں تو وضو نہیں ٹوٹتا اور ان کا خون ناپاک نہیں ہے پس خون کپڑے پر لگا ہوا ہو اور نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ (بہشتی زیور)

۴۔ ایک خواب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل حسین رضی اللہ عنہ دیکھا

(۳۷۰۴) قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَعْنِي فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ الثُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اِنْفَاً.

ترجمہ: سلمیٰ نامی خاتون بیان کرتی ہیں میں (ام المومنین) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں نے ابھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے یعنی خواب میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کو دیکھ کر آ رہا ہوں۔

سند کا حال: یہ روایت ضعیف ہے۔

۵۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے

(۳۷۰۵) سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ اذْهَبِي إِلَى ابْنِي فَيَشُكُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کرتے تھے میرے دونوں بچوں کو بلا کر لاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان

دونوں کو سونگھا کرتے تھے اور پھر اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے تھے۔
سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے یوسف بن ابراہیم ضعیف راوی ہے مگر اس کے شواہد ہیں۔

باب

۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائی

(۳۷۰۶) قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ فَعِثَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسن) سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

باب

۷۔ اولاد کی محبت فطری امر ہے

۹۔ حسنین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے

(۳۷۰۷) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحْطِبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَوْمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتُرَانِ فَذَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ (أَتَمَّا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةً) فَنَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

ترجمہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں خطبہ دے رہے تھے اور اسی دوران حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ آئے ابھی (دونوں بچے تھے) انہوں نے سرخ قمیص پہنی ہوئی تھیں یہ چلتے تھے تو چلتے ہوئے گر پڑتے تھے نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے اترے اور آپ ﷺ نے دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا یہ دونوں آتے ہیں اور چلتے ہوئے گر جاتے ہیں تو مجھ سے صبر نہیں ہوا تو میں نے اپنی گفتگوروک کر ان دونوں کو اٹھالیا۔

فائدہ: اور ابھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت آ رہی ہے کہ سب سے زیادہ مشابہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے پس تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہی آپ ﷺ کے ہم شکل تھے۔

(۳۷۰۸) حُسَيْنٌ مِّبْنِي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہے حسین (میرا) نواسہ ہے (یعنی مجھے اس پر فخر ہے)۔

(۳۷۰۹) قَالَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کوئی شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

(۳۷۱۰) رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشَبِّهُهُ.

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

۱۰۔ ابن زیاد کو گستاخی کی سزا دینا ہی میں ملی

(۳۷۱۱) كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زَيْدٍ فَجِئَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيْبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا قَالَ قُلْتُ أَمَّا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا اس کے پاس امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اس نے اپنے پاس موجود چھڑی کے ذریعے ان کی ناک کو کریدا اور بولا میں نے ایسا خوبصورت شخص نہیں دیکھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا یہ نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

تشریح: عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ کا لڑکا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا اور یزید کا چچا زاد بھائی تھا اس کی کوفہ کی امارت کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ابراہیم بن الاشتر نے ۶۶ ہجری میں قتل کیا ابراہیم کو مختار بن ابی عبید ثقفی نے ابن زیاد سے لوہا لینے کے لیے بھیجا تھا پھر مختار نے یہ سب سر مکہ مکرمہ میں حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس یا عبد اللہ بن الزبیر کے پاس بھیج دیئے اور ان کی لاشوں کو نذر آتش کر دیا۔

(۳۷۱۲) قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهَ بِالْعَبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حسن نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں سینے سے لے کر سر تک اور حسین نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں اس کے نچلے حصے کے اعتبار سے۔

(۳۷۱۳) قَالَ لَنَا جِئَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَصْحَابِهِ نُصِذْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخْلُلُ الرَّؤُسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فَمَكَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلْتَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

تَرْجِمَتُہَا: عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور اسے رجبہ میں مسجد میں رکھا گیا تو میں بھی وہاں آیا تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا وہ آگیا وہ آگیا وہاں ایک سانپ تھا جو آدھ سانپ سروں کے درمیان میں سے گزرتا ہو عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں کے اندر گھس گیا تھوڑی دیر ٹھہرا پھر نکلا اور چلا گیا اور پھر غائب ہو گیا پھر لوگ بولے وہ آگیا وہ آگیا سانپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا۔



حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوانح

۱۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت النبیؐ بن خویلد ہیں۔ حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ جنگ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی نسل کا سلسلہ صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جاری ہے کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغریٰ میں فوت ہو گئے اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن وہ صغریٰ میں فوت ہو گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغریٰ میں فوت ہو گئے۔ اور امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نسل ختم ہو گئی۔

۱۲۔ فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کی تین متفرق حدیثیں

(۳۷۱۴) عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ نَبِيَّ أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَنَأَلْتُ مِثْلِي فَقُلْتُ لَهَا دَعِينِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْلَحَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ مَنْ هَذَا حَذِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجْتُكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلَا لِمَكَ قَالَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبُّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا أَشْبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا تم نے نبی اکرم ﷺ سے کب ملاقات کی تھی میں نے کہا میں نے فلاں دن سے ملاقات نہیں کی ہے تو میری والدہ نے مجھے برا کہنا شروع کیا تو میں نے کہا آپ مجھے چھوڑیں میں ابھی

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاتا ہوں آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے لیے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میری آواز سن لی اور دریافت کیا کون ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے دریافت کیا تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت کرے (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) بعد میں نبی اکرم ﷺ نے بتایا آج ایک فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا ہے اس نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے یہ خوشخبری دی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی تمام خواتین کی سردار ہے اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے تمام نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(۳۷۱۵) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَجِبْنِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور دعا کی اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔

(۳۷۱۶) رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَجِبْهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ یہ دعا کر رہے تھے۔

”اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔“

(۳۷۱۷) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَامِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَنِعْمَ الرَّكَبُ هُوَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک صاحب بولے اے لڑکے تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو خوب ہے۔

مَنَاقِبُ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کے گھر والوں کے فضائل

(۳۷۱۸) رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَبَّغَتْهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي.

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے والد کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے دن دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اس کو تھامے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت۔

پہلے (حدیث ۳۲۲۹ میں) یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ سورۃ الاحزاب (آیت ۳۳) میں اہل البیت کا مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ اور آل رسول ﷺ اہل البیت کا مصداق ثانوی ہیں۔ یہ حضرات نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل ہوئے ہیں۔ مگر شیعوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بعض اہل السنۃ بھی سمجھنے لگے ہیں کہ اہل البیت کا اصل مصداق صرف آل رسول ﷺ ہیں۔ اور ازواج مطہرات کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے اس سے ذہن صاف کر لینا چاہئے اور شاید امام ترمذی کے ذہن میں بھی یہی مفہوم ہے چنانچہ حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل کے بعد یہ باب لائے ہیں جبکہ یہ باب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل کے بعد لانا چاہئے تھا پس اس عنوان کے تحت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مع آل رسول ﷺ کے فضائل بیان کئے جا رہے ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ابھی (حدیث ۳۷۷۸) گزری ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے تمہارا (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا) معاملہ اپنے بعد فکر مند کئے ہوئے ہے یعنی میرے بعد تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے تمہارے لیے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا اور تم نے بھی دار آخرت کو اختیار کیا ہے اور کچھ جمع نہیں کیا اور ہرگز صبر نہیں کریں گے تم پر مگر صبر کرنے والے یعنی باہمت بندے ہی تمہاری خبر گیریں کریں گے پھر ہوا یہ کہ حکومت نے ان کی ذمہ داری سنبھال لی اور وہ فکر معاش سے بے فکر ہو گئیں۔

تنبیہ: یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینی چاہیے کہ باب کی حدیثیں ایک دوسری حدیث کے ساتھ مشتبہ (گڈمد) ہو گئی ہیں موطا مالک میں بلاغا اور متدرک حاکم میں بہ سند حسن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمْسُكْتُمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ.

”میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت (طریقہ) اگر تم ان دونوں کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوؤ گے۔“

اور باب کی بعض حدیثوں میں کتاب اللہ اور اہل البیت کو مضبوط پکڑنے کا ذکر ہے حالانکہ کتاب اللہ کو مضبوط پکڑنے کی بات تو معقول

ہے مگر اہل البیت کو مضبوط تھانے کا کوئی مطلب نہیں ان سے تو محبت و تعلق رکھنے کا، ادب و احترام کرنے کا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے مگر باب کی تیسری روایت میں دونوں کو متمسکتمہ کے تحت لے لیا ہے یہ تعبیر صحیح نہیں یہ مذکورہ حدیث کا اس حدیث میں اثر آ گیا ہے صحیح تعبیر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو مسلم شریف حدیث ۲۴۰۸ فضائل الصحابہ باب ۴ میں ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان خم چشمے پر لوگوں سے خطاب فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر وعظ و نصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا:

الا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یأتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین: اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واهل بیتی اذ کرکم اللہ فی اہل بیتی اذ کرکم اللہ فی اہل بیتی۔
سنو لوگو: میں انسان ہی ہوں یعنی مجھے بھی موت آنے والی ہے قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا قاصد آئے پس میں لبیک کہوں اور میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ کی کتاب کو لے لو اور اس کو مضبوط پکڑو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی پھر فرمایا اہل بیت میرے گھر والے (بشمول آل رسول) میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اہل بیت کون ہیں؟ کیا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت نہیں؟
حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تسائلوہ من اہل بیتہ ولكن اہل بیتہ من حرم الصدقة بعده۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی اہل بیت ہیں مگر جن پر زکوٰۃ حرام ہے وہ اہل بیت ہیں اور ایک طریق میں ہے کہ ازواج ہی اہل بیت نہیں بلکہ آل رسول بھی ان میں شامل ہیں اس جواب سے ثابت ہوا کہ اہل البیت کا مصداق دونوں ہیں صرف آل رسول نہیں۔
(۱) کتاب اللہ کو تھامنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبے کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے زید بن الحسن قرشی ابو الحسین کوئی، صاحب الانماط ضعیف راوی ہے مگر امام ترمذی اس راوی سے خوش ہیں فرماتے ہیں زید بن الحسن سے متعدد اہل علم نے روایت کی ہے یعنی یہ راوی ٹھیک ہے مگر حقیقت میں یہ ضعیف ہے جیسا کہ تقریب میں ہے یہ راوی دونوں چیزوں کو اخذ تم بہ کے تحت لایا ہے یہ تعبیر صحیح نہیں۔

۲۔ دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آل رسول کا اہل بیت میں شامل ہونا

(۳۷۱۹) قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلَى خَلْفِ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ

يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنْتَ عَلَى مَكَانِكَ وَأَنْتَ إِلَى خَيْرٍ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے سوتیلے صاحبزادے ہیں بیان کرتے ہیں (یہ آیت) بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اے اہل بیت تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک صاف کر دے یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انہیں چادر کے اندر کر لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت پر موجود تھے تو ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح سے پاک کر دے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ہو اور بھلائی کی جگہ پر ہو۔

۳۔ ایک روایت کہ قرآن اور کنبہ قیامت تک ساتھ رہیں گے

(۳۷۲۰) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مُنْذُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین پر لٹکی ہوئی ایک رسی ہے میری عمرت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض پر مجھ تک پہنچ جائیں گے تم اس بات کا خیال رکھنا تم میرے بعد ان سے کیا برتاؤ کرتے ہو؟

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً صحیح نہیں پہلی سند میں عطیہ عوفی: شیعہ تھا اور مدلس بھی تھا اس نے کلبی کی کنیت ابوسعید رکھ رکھی تھی اور ان ابی سعید کہہ کر روایت کرتا تھا اور دھوکہ دیتا تھا کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے۔

اور دوسری سند میں حبیب بن ابی ثابت ہیں یہ بڑے فقیہ تھے مگر کثیر الارسال والتدلیس تھے یعنی سنے بغیر روایت کرتے تھے۔

۴۔ چودہ منتخب ساتھیوں والی روایت

(۳۷۲۱) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نَجَبَاءَ أَوْ نَقَبَاءَ وَأُعْطِيَتْ أُنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْتَا مَنْ هُمُ قَالَ أَنَا وَأَبْنَايَ وَجَعْفَرُ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَالْبُقْدَادُ وَحَذِيفَةُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر نبی کو سات نجب دوست (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ساتھی دیئے گئے ہیں اور مجھے چودہ دیئے گئے ہیں (راوی بیان کرتے ہیں) ہم نے دریافت کیا وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں میرے بیٹے (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) جعفر ابوبکر عمر مصعب بن عمیر بلال سلمان عمار مقداد حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

حدیث کا حال : یہ حدیث نہایت ضعیف ناقابل اعتبار ہے کثیر بن اسماعیل نواء (بھاری بوجھ ڈھونے والا) نہایت ضعیف راوی اور سزا ہوا شیعہ تھا۔ قال ابن عدی کان غالباً فی التشیع مفرطاً فیہ۔ (تہذیب)
اور یہ روایت صرف ترمذی میں ہے۔ پس یہ روایت شیعوں کی پیداوار ہے۔

۵۔ اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ

(۳۷۲۲) أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُو كُفْرًا مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّوا فِي مُحِبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس وجہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔

باب ۲۷

فضائل حضرات معاذ، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم

(۳۷۲۳) أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَقْرَبُهُمْ أَبِي وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے اور میری امت میں سب سے سخت عمر ہے حیا کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچا عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل ہے وراثت کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا زید بن ثابت ہے اور سب سے اچھی قرأت کرنے والا ابی بن کعب ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

(۳۷۲۴) أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَأَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أَبِي بَنُ كَعْبٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ۖ وَلَا وَإِنَّ أَمِينَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے اور میری امت میں سب سے سخت عمر ہے حیا کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچا عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے وراثت کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے اچھی قرأت کرنے والا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

(۱) حضرت معاذ بنی النخوع بن جبل بن عمرو بن اوس انصاری خزرجی، ابو عبد الرحمن (ولادت ۲۰ سال قبل ہجرت وفات: ۱۸ ہجری مطابق ۶۰۳-۶۳۹ عیسوی) جوانی میں مسلمان ہوئے حلال و حرام (مسائل فقہیہ) کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے نبی ﷺ نے آپ کو یمن کا حاکم بنایا خلافت صدیقی میں مدینہ واپس آئے اور حضرت ابو عبیدہ بنی النخوع کے ساتھ شام کے جہاد میں چلے گئے جب طاعون عمواس میں حضرت ابو عبیدہ بنی النخوع کی وفات ہوئی تو انہوں نے حضرت معاذ بنی النخوع کو اسلامی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا اور حضرت عمر بنی النخوع نے ان کو برقرار رکھا مگر اسی سال آپ بنی النخوع کا بھی انتقال ہو گیا۔

(۲) حضرت زید بن ثابت بن الضحاک: انصاری خزرجی، ابو خارجہ (ولادت ہجرت سے گیارہ سال پہلے وفات ۴۵ ہجری مطابق ۶۱۱-۶۲۵ عیسوی) ۷ دن میں سریانی زبان میں مہارت پیدا کر لی حضرت ابو بکر بنی النخوع کے زمانہ میں قرآن کو سرکاری ریکارڈ میں لیا پھر حضرت عثمان بنی النخوع کے زمانے میں مصاحف تیار کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے چھ اصحاب فتویٰ میں سے تھے اور علم المیراث کے خاص ماہر تھے حضرت عمر بنی النخوع جب کہیں جاتے تو آپ بنی النخوع کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے ہجرت کے وقت نابالغ تھے مگر کافی قرآن یاد کر لیا تھا کاتبین وحی میں سے تھے۔

(۳) حضرت ابی بن کعب بن قیس: نجاری خزرجی ابو المنذر و ابو الطفیل، سید القراء بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے چھ اصحاب فتویٰ میں سے تھے سنہ ولادت معلوم نہیں وفات ۲۱ ہجری مطابق ۶۴۲ عیسوی۔ حضرت عمر بنی النخوع آپ بنی النخوع کو سید المسلمین کہتے تھے۔

(۴) حضرت ابو عبیدہ بنی النخوع کے حالات پہلے آچکے ہیں۔

۱۔ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و معاذ و زید و ابی و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم کے امتیازات

۲۔ حضرت ابی بنی النخوع کو نامزد کر کے سورۃ البینہ سنانے کا حکم

۳۔ عہد نبوی ﷺ میں قبیلہ خزرج کے چار شخصوں نے قرآن کریم حفظ کیا

(۳۷۷) جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبُو بَنْ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لَا نَسِ مَنْ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے زمانہ اقدس میں چار لوگوں نے قرآن مجید جمع کیا تھا یہ انصاری تھے یہ حضرت ابی بن کعب بنی النخوع حضرت معاذ بن جبل بنی النخوع حضرت زید بن ثابت بنی النخوع اور حضرت ابو زید بنی النخوع ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس بنی النخوع سے دریافت کیا حضرت ابو زید کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میرے ایک چچا ہیں۔

۴۔ نبی ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی ستائش کی

(۳۷۸) نِعَمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نِعَمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعَمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعَمَ الرَّجُلُ أَسِيدُ بْنُ حَضِيْرٍ نِعَمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ نِعَمَ الرَّجُلُ شَمَّاسُ بْنُ نِعَمَ الرَّجُلِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعَمَ الرَّجُلِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

الْجُمُوعُ

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں عمر رضی اللہ عنہ اچھے ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اچھے ہیں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے معاذ بن عمرو اچھا آدمی ہے۔

(۳۷۲۹) قَالَ جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينًا فَقَالَ فَإِنِّي سَأُبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبِعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْجُرَّاحِ ﷺ قَالَ وَكَانَ أَبُو اسْتَحْقَ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ صَلَةٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ سَيِّدَيْنِ سَنَةً.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک سردار اور اس کا نائب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ کسی امین شخص کو بھیج دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایسے امین کو بھیجوں گا جو واقعی امین ہوگا لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی تو آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجوا دیا۔

(۳۷۳۰) قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجُرَّاحِ ﷺ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ فَسَكَتَتْ.

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ کے کون سے صحابی نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے؟ انہوں نے جواب دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا عمر میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا پھر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ تو وہ خاموش رہیں۔

(۳۷۳۱) نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ الْجُرَّاحِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ابو بکر اچھا آدمی ہے عمر اچھا آدمی ہے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے۔



باب ۲۸

فضائل سلمان فارسی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما

(۳۷۳۲) إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَعُمَارٍ وَسَلْمَانَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے علی عمار اور سلمان۔

ابو الیقطان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: قحطانی ہیں مکہ میں بنو مخزوم سے دوستی کا تعلق قائم کیا تھا وہ اور ان کے والدین سابقین اولین

(شروع میں اسلام قبول کرنے والوں میں) سے ہیں والدہ ماجدہ سمیہ رضی اللہ عنہا (اسلام میں پہلی شہید خاتون ہیں، ابو جہل نے ان کو قتل کیا تھا) ولادت : ستاون سال قبل ہجرت شہادت ۳۷ ہجری (جنگ صفین میں مدت عمر : ترانوے سال۔ لقب الطیب المطیب والد ماجد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی قدیم الاسلام ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور کوفہ والوں کو لکھا تھا انہ من الخباء من اصحاب محمد ﷺ یہ چندہ صحابی ہیں۔

باب ۲۹

۱۔ خوش آمدید طیب و مطیب

(۳۷۳۳) جَاءَ عَمَّارٌ يُسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ائْذِنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيِّبِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اندر آنے کے لیے کہو پاک شخصیت اور پاک خصلت والے شخص کو خوش آمدید۔

۲۔ عمار رضی اللہ عنہ ہمیشہ راست روی والا معاملہ اختیار کرتے ہیں

(۳۷۳۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا خَيْرَ عَمَّارٍ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عمار کو جب بھی دو معاملات کے بارے میں اختیار دیا گیا تو اس نے اس کو اختیار کیا جو زیادہ بہتر والا ہو۔

۳۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت کی پیروی کرو

(۳۷۳۵) كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدَرُ بَقَائِي فِيكُمْ فَأَقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَمَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں گا؟ میرے بعد دو لوگوں کی پیروی کرنا نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (آپ نے یہ بھی فرمایا) اور عمار کے طریقے کی پیروی کرنا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمہیں جو بات بتائے اس کی تصدیق کرنا۔

تشریح: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ آئندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو نزاع ہوگا اس میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہوں گے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر ہوں گے جس سے درگزر کیا جائے گا۔

۴۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی

(۳۷۳۶) أَبِیْشَرٌ عَمَّا رُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَّةُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اے عمار یہ بات جان لو تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔
تشریح: حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش خبری سن لو عمار تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی (باغی: قانون شکن اسلامی حکومت سے خروج کرنے والا)۔ یہ حدیث متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جن کے نام حدیث کے بعد مذکورہ ہیں حتیٰ کہ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ حدیث متواترہ ہے اور جنگ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں کے ہاتھ قتل کئے گئے پس یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

فضائل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

آپ کے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے مشہور قول جندب بن جنادہ ہے کنانہ بن خزیمہ کی شاخ غفار سے آپ کا تعلق تھا یمن کے رہنے والے تھے بہت قدیم الاسلام ہیں کہتے ہیں پانچویں مسلمان ہیں تاریخ ولادت معلوم نہیں وفات ربذہ میں ۳۴ ہجری میں ہوئی ہے آپ کی سیرت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ کے نزدیک سونا چاندی رکھنا جائز نہیں تھا حالانکہ زکوٰۃ حولان حول کے بعد واجب ہوتی ہے اگر سونا چاندی جمع رکھنا جائز نہیں تو پھر زکوٰۃ کس چیز میں واجب ہوگی؟
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جیسا سچا آدمی آسمان وزمین نے نہیں دیکھا۔

باب ۳۰

(۳۷۳۷) مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغُبَرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ آيٍ ذَرٍّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ابوذر سے زیادہ سچے کسی شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے اٹھایا نہیں ہے (یعنی ابوذر دنیا کے سب سے سچے آدمی ہیں)۔

(۳۷۳۸) قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغُبَرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ آيٍ ذَرٍّ شُبُهَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَتَعْرِفُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ نَعَمْ فَأَعْرِفُوهُ لَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے زیادہ زبان کے حوالے سے سچے اور وعدہ کو پورا کرنے والے کسی شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے اٹھایا نہیں ہے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے رشک کرتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم انہیں یہ بات بتادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم اسے بتادو۔

فضائل حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سلام بن الحارث: ابو یوسف اسرائیلی رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے آپ کا سابق نام حصین تھا یہ لومزی کی کنیت ہے اس لیے نبی ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا ہجرت کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا جلیل القدر ذی علم صحابہ میں آپ کا شمار ہے ۴۳ ہجری میں وفات پائی۔

باب ۳۱

۱۔ ابن اسلام رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن کریم کی دو آیتیں نازل ہوئیں

(۳۷۳۹) قَالَ لَمَّا أُرِيدَ قَتْلُ عُثْمَانَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي نَصْرِكَ قَالَ اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلًا فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا نَفْسَمَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدُ اللَّهِ وَنَزَلَتْ فِي آيَاتٍ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ فَنَزَلَتْ فِي (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَأَمَنَ وَاسْتَكْبَرُوا ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ) وَنَزَلَتْ فِي (قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ) إِنَّ اللَّهَ سَيُفَا مَعْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَزَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَالْتَمَسْنَا اللَّهَ فِي هَذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَنْظُرُنَّ جِزَاءَكُمْ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسْلُنَّ سَيْفَ اللَّهِ الْمَعْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْنِي عَنْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن سلام ان کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں آپ کی مدد کرنے کے لیے آیا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں کے پاس جائیں اور انہیں مجھ سے دور کر دیں آپ کا باہر ہونا میرے لیے آپ کے اندر ہونے سے بہتر ہے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اے لوگو میرا نام زمانہ جاہلیت میں فلاں تھا تو آپ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا اور اللہ کی کتاب کی یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

”اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے گواہ نے اس کی مانند گواہی دی وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کو اختیار کیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ آیت (بھی میرے بارے میں نازل ہوئی تم فرما دو گواہ ہونے کے اعتبار سے تمہارے اور میرے درمیان اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔“

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تلوار تم لوگوں سے میان میں ہے اور فرشتے تمہارے ساتھ اس شہر میں رہ رہے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا تم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہیں تم انہیں قتل نہ کر دینا اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں قتل کر دیا تو تمہارے ساتھ رہنے والے فرشتے الگ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی میان میں موجود تلوار باہر نکل آئے گی

اور پھر وہ قیامت تک میان میں نہیں جائے گی لوگوں نے کہا اس یہودی کو بھی قتل کر دو اور عثمان کو بھی قتل کر دو۔

۲۔ حضرت عبداللہ دس میں سے ایک جنتی ہیں

(۳۷۴۰) لَبَّا حَضَرَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْمَوْتَ قِيلَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْصِنَا قَالَ أَجْلِسُونِي فَقَالَ إِنَّ الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ مَكَائِهِمَا مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالتَّيْسُ وَالْعِلْمُ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْرِ أَبِي الدُّدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْلَمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّهُ عَاشِرُ عَشْرَةٍ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: یزید بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان سے کہا گیا اے ابوعبدالرحمن ہمیں کوئی وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا مجھے بیٹھا دو پھر فرمایا علم اور ایمان اپنی جگہ پر موجود ہیں جو ان دونوں کو تلاش کرے گا وہ ان دونوں کو پالے گا (راوی بیان کرتے ہیں) انہوں نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی (اور بولے) تم علم کو چار آدمیوں کے پاس تلاش کرو ابودرداء رضی اللہ عنہ عویر کے پاس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے چونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے یہ دس جنتی آدمیوں میں سے دسواں ہے اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں اس لیے شارحین نے حدیث کے دو مطلب بیان کئے ہیں:

- (۱) آپ رضی اللہ عنہ جنت میں دسویں نمبر پر داخل ہوں گے۔
- (۲) اسرائیلی صحابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا سواں نمبر ہے۔ بہر حال آپ رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہیں اور یہ بات آپ کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

فضائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بن غافل بن حبیب ہذلی ابوعبدالرحمن: قدیم الاسلام ہیں حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی علم و فہم عقل و دانش میں ممتاز تھے نبی ﷺ کے خادم خاص تھے ان کے والد زمانہ جاہلیت میں گزر گئے ان کی والدہ ام عبد مسلمان ہوئیں نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا خاص تعلق تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا خلافت عثمانی میں مدینہ آئے اور پھر ساٹھ سال ۳۲ ہجری میں وفات پائی بہت ہی پستہ قد تھے بیٹھے ہوؤں کے برابر تھے خوشبو بکثرت استعمال کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا دعاء ملی علما علم سے بھرا ہوا ایک برتن آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین تلامذہ نصیب فرمائے تھے ان کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہ کا علم خوب پھیلا۔

باب ۳۲

۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کو مضبوط پکڑو

(۳۷۴۱) اقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عُمَارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے بعد میرے ساتھیوں میں سے ابو بکر و عمر کی اقتداء کرو عمار کی ہدایت کی پیروی کرو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عہد کو مضبوطی سے تھام لو (یعنی ان کے طریقے پر عمل کرو)۔
حدیث کے تینوں مضامین میں مناسبت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے خلافت کے زیادہ حق دار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ فرمایا:
لَا تُوْخَرُ مِنْ قَدَمِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا نَرْضَى لِدُنْيَانَا مِنْ ارْتِضَاهُ لِدِينِنَا؛
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قصبے میں خلافت حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور اس بات کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت نے فیصلہ کیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ سے گھر جیسا تعلق تھے

(۳۷۴۲) أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوسَى يَقُولُ لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ وَمَا نَرَى حِينًا إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ: اسود بن یزید بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں اور میرا بھائی یمن سے (مدینہ منورہ) آئے کافی عرصے تک ہم یہی سمجھتے رہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت میں سے ایک صاحب ہیں کیونکہ ہم انہیں اور ان کی والدہ کو بکثرت نبی اکرم ﷺ کے ہاں آتے جاتے دیکھتے تھے۔

نبی ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو گھر میں آنے کی خصوصی اجازت دے رکھی تھی

(۳۷۴۳) قَالَ أَتَيْنَا عَلَى حَذِيفَةَ فَقُلْنَا حَدِّثْنَا مَنْ أَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَدِيًّا وَدَلًّا فَتَنَاخَذَ عَنْهُ وَنَسَعَ مِنْهُ قَالَ كَانَ أَقْرَبُ النَّاسِ هَدِيًّا وَدَلًّا وَسَمْتًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ابْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى يَتَوَارَى مِنِّي فِي بَيْتِهِ وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللَّهِ زُلْفَى.

ترجمہ: عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ ہمیں اس شخص کے بارے میں بتائیں جو عادت و اطوار اور طور طریقوں میں نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا کہ ہم اس کے طریقے کو حاصل کریں اور ان سے احادیث کو سنیں تو حضرت حذیفہ نے فرمایا طور طریقوں اور عادات و اطوار میں نبی اکرم ﷺ سے سب سے

زیادہ مشابہت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے گھریلو معاملات کے بارے میں بھی واقف ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہے اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے محفوظ لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ام عبد کے صاحبزادے (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ان سب کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

۳۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیرت و خصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تھے۔

۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں امارت کی کامل صلاحیت تھی

(۳۷۴) لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِّنْهُمْ لَأَمَرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر میں نے مشورہ لئے بغیر کسی کو امیر مقرر کرنا ہوتا تو ابن ام عبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو ان لوگوں کا امیر مقرر کر دیتا۔

(۳۷۵) لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِّنْهُمْ لَأَمَرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر میں نے مشورہ کے بغیر کسی کو امیر مقرر کرنا ہوتا تو میں ابن ام عبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو امیر مقرر کرتا۔

۵۔ ابن مسعود ابی معاذ اور سالم رضی اللہ عنہما سے قرآن اخذ کرنے کا حکم

(۳۷۶) خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قرآن چار لوگوں سے سیکھو ابن مسعود ابی بن کعب معاذ بن جبل اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام سالم۔

۶۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وضوء اور چیلوں کے ذمہ دار تھے

(۳۷۷) قَالَ أَتَيْتُ الْهَدَيْنَةَ فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُبَيِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرَ لِي أَبَاهُ رِيَّةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ

لَهُ إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُبَيِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوَقَّعْتُ لِي فَقَالَ لِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جِئْتُ الْتِمَسُ

الْحَيَّرَ وَأَطْلُبُهُ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُّجَابِ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ ظُهُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

وَنَعْلِيهِ وَحَذِيفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَمَّارُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَسَلَمَانُ

صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ.

ترجمہ: حضرت خثیمہ بن ابی سبرہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ کسی نیک ساتھی کا ساتھ مجھے

نصیب کر دے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا دیا میں ان کے پاس بیٹھا میں نے ان سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ

سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کسی نیک ساتھی کا ساتھ نصیب کرے تو مجھے آپ کا ساتھ مل گیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم

کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا اہل کوفہ سے میں بھلائی کو تلاش کرنے کے لیے اور اس کی طلب میں آیا ہوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہارے درمیان حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ موجود نہیں؟ جن کی دعا قبول ہوتی ہے یہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود نہیں ہے جو نبی اکرم ﷺ کے وضو کا پانی آپ کے نعلین شریفین اٹھایا کرتے تھے کیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ جو نبی اکرم ﷺ کے خاص راز دار ہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہے؟ آپ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطان سے محفوظ قرار دیا ہے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ جو دو کتابوں (پر ایمان رکھنے والے ہیں قتادہ نامی راوی بیان کرتے ہیں دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن مجید ہیں) کیونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی ہوئے تھے۔



فضائل حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

نام نامی حذیفہ کنیت ابو عبد اللہ لقب صاحب السر (رسول اللہ ﷺ کے راز دار) والد کا نام حسل یا حسیل لقب الیمان (غزوہ احد میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھ شہید ہوئے) وطن یمن قبیلہ کی طرف نسبت عیسیٰ مدینہ میں انصار کے قبیلہ عبدالاشہل کے حلیف۔ وفات: ۳۶ ہجری (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت چالیس دن بعد) بڑے بہادر فاتح اور مدائن کے گورنر رہے نبی ﷺ نے ان کو مدینہ کے منافقین کے نام بتائے تھے فتن کی احادیث کے بڑے عالم تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن آپ ہی کے توجہ دلانے پر کیا تھا۔

باب ۳۳

حذیفہ رضی اللہ عنہ تم جو کچھ بیان کریں اس کی تصدیق کرو

(۳۷۸) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ إِنْ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عَذَّبْتُكُمْ وَلَكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حَذِيفَةُ فَصَدِّقُوهُ وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللَّهِ فَأَقْرَأُوهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کسی کو اپنا نائب مقرر کر دیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم پر اپنا نائب مقرر کر دیا اور تم نے اس کی نافرمانی کی تو تمہیں عذاب دیا جائے گا لیکن حذیفہ جو تمہیں بات بتائے تم اس کی تصدیق کرنا اور عبد اللہ تمہارے سامنے جو قرأت کر کے سناے تم اس کے مطابق پڑھنا۔
تشریح: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں جو روایت مروی ہے وہ پہلے (حدیث ۳۶۹۱، ۳۶۹۲) میں آچکی ہے۔



فضائل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بن شراحیل، بن کعب، بن عبد العزیٰ، بن امریاء القیس، بن عامر، بن النعمان، بن عامر، بن

عبدود، ان کی والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہے ان کی کنیت ابواسامہ ہے آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بہت محبوب ہیں:

حضرت زید کے والد حارثہ بن قضاء سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک معزز قبیلہ تھا ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بنو معن سے تھیں وہ حضرت زید کو بچپن میں اپنے ساتھ لے کر میکے گئیں اسی دوران بنو قین کے کچھ سوار جو لوٹ مار کر کے واپس آرہے تھے حضرت زید کو خیمہ سے اٹھالائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کیا حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔

باب ۳۴

۱۔ حضرت زید بنی النعمہ سے نبی ﷺ کو بے حد محبت تھی

(۳۷۴۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ لِأَسَمَةَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ لِمَ فَضَّلْتَ أَسَمَةَ عَلَى فَوَ اللَّهِ مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ قَالَ لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَبِيكَ وَكَانَ أَسَمَةُ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكَ فَأَثَرْتُ حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى حُبِّي.

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت عمر بنی النعمہ نے حضرت اسامہ کو تین ہزار پانچ سو (درہم یا دینار) دیے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود بنی النعمہ کے لیے تین ہزار مقرر کیے تو حضرت عبد اللہ بن عمر بنی النعمہ نے اپنے والد سے کہا آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے پہلے کسی غزوے میں شرکت نہیں کی تو حضرت عمر بنی النعمہ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے زید نبی اکرم ﷺ کے نزدیک تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ نبی اکرم ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ محبوب تھے اس لیے میں نے اپنی محبوب شخصیت کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ کی محبوب شخصیت کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ حضرت زید بنی النعمہ بن حارثہ پہلے زید بن محمد ﷺ کہلاتے تھے

(۳۷۵۰) مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ ابْنِ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَتْ (أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ).

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں پہلے ہم لوگ حضرت زید بن حارثہ بنی النعمہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم ان لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے۔“

۳۔ بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی

(۳۷۵۱) قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَثْ مَعِيَ أَخِي زَيْدًا قَالَ هُوَ ذَا قَالَ فَإِنْ انْطَلَقَ

مَعَكَ لَمْ أَمْنَعُهُ قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَا اخْتَارَ عَلَيْكَ أَحَدًا قَالَ فَرَأَيْتَ رَأَى أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأَى.

ترجمہ: حضرت جبکہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حضرت زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کے بھائی ہیں وہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔ زید نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کے مقابلے میں کسی اور کو اختیار نہیں کروں گا (حضرت جبکہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے کے مقابلے میں زیادہ بہتر تھی۔

تشریح: اگر جبکہ بھائی کو لے کر چلے جاتے تو معلوم نہیں نبوت کے بعد آتے یا نہ آتے؟ اور ایمان کی دولت نصب ہوتی یا نہ ہوتی؟ اور جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے جدا نہ ہوئے تو ان بھی ایمان نصیب ہوا اور جبکہ کو بھی یہ متاع گرانمایہ بدست آئی پس حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جبکہ کے فیصلہ سے بہتر ثابت ہوا۔

۴۔ حضرت زید ہر طرح امارت کے لائق تھے

۵۲۷۳۔ متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ تَطَعْنُوا فِي أَمْرِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونُونِ فِي أَمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا لوگوں نے ان کی امارت کے بارے میں شبہات کا اظہار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارت کے بارے میں شبہات کا اظہار کر رہے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کے بارے میں بھی اسی طرح کے خیالات پیش کر چکے ہو اللہ کی قسم وہ (زید بن حارثہ) امارت کے لائق تھا میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تشریح: نبی ﷺ نے جو آخری فوجی مہم ترتیب دی تھی اور جس میں شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) بھی شامل تھے اس کا امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا پس رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔



فضائل اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی بن زید بن امراء القیس بن عامر بن نعمان ان کی والدہ کا نام ام ایمن ہے ان کی کنیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں ابو محمد ابو زید ابو یزید اور ابو خارجہ ان کو جب رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک اسامہ بن زید مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کے ساتھ خیر خواہی کرو نبی ﷺ نے حضرت اسامہ کو اٹھارہ سال کی عمر میں عامل مقرر کیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شامل ہوئے وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں سے بالکل کنارہ کش رہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالتے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ڈال دیتا لیکن بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے ایک کافر پر حملہ کیا اس نے فوراً کہا اشہدان الا الہ الا اللہ ہم نے اس کو قتل کر دیا جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا رسول اللہ ﷺ بار بار یہ فرماتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا اس وقت مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا اور میرا یہ عمل زمانہ جاہلیت کے اعمال میں شمار ہوتا اس وقت میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی کلمہ کو پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا اس وجہ سے میں آپ کی معیت میں رہ کر کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بعثت کے ساتویں سال پیدا ہوئے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہو گئے ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جرف میں فوت ہوئے تھے پھر آپ کو مدینہ لایا گیا۔

(اسد الغابہ ج ۱: ص ۶۶-۶۷)

باب ۳۵

۱۔ نبی ﷺ نے آخر وقت میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی

(۳۷۵۳) لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَبَطَتْ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَحْمَمَتْ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى وَيَرْفَعُهَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوَنِي.

ترجمہ: محمد بن اسامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو میں بھی واپس آ گیا لوگ بھی مدینہ منورہ آ گئے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی زبان خاموش ہو چکی تھی آپ ﷺ کوئی کلام نہیں کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے اوپر رکھے اور پھر ان دونوں کو بلند کیا تو اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ ﷺ میرے لیے دعائے خیر فرما رہے ہیں۔

۲۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرو نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے

(۳۷۵۴) قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعَيِّنِي مُخَاطَ أُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اللَّهُ أَحَبُّهُ فَإِنِّي أُحِبُّهُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے اسامہ کی ناک پونچھنے کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ چھوڑ دیں میں اس کی ناک صاف کر دیتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

۳۔ نبی ﷺ کو اپنے متعلقین میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت تھی

(۳۷۵) كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ أَتَدْرِي مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا أَدْرِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِكَيْنِي أَدْرِي فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَمْرًا أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ قَالَ لَئِنْ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهَجْرَةِ.

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں بیٹھا ہوا تھا اسی دوران حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما آگئے ان دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی ان دونوں نے کہا اے اسامہ تم نبی اکرم ﷺ سے ہمارے اندر آنے کی اجازت لو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کیا تم یہ جانتے ہو یہ دونوں کس لیے آئے ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا لیکن میں جانتا ہوں تم ان دونوں کو اجازت دو یہ دونوں حضرات اندر آگئے ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سے آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ ان دونوں نے عرض کی ہم آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی اولاد کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے گھر والوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے اور میں نے بھی انعام کا ہے اور وہ اسامہ بن زید ہے ان دونوں حضرات نے عرض کی پھر کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا پھر علی ابن ابوطالب ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے چچا کو ان میں سب سے آخر میں رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیونکہ آپ سے پہلے علی نے ہجرت کی تھی۔



فضائل حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بجیلہ سے تعلق تھا وکان سیدامطاعا طوالا آپ رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے؟ اس میں اختلاف ہے راجح قول ۹ ہجری ہے ذوالحلیفہ کا مندر نبی ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہدم کرایا تھا بڑے حسین و جمیل تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے جنگ قادسیہ میں بحیلہ کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو سفیر بنا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا مگر بعد میں آپ فتوں سے الگ ہو گئے اور ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔
حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی پردہ نہیں کیا اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی آپ رضی اللہ عنہ مسکرائے۔

باب ۳۶

(۳۷۵۶) مَا حَجَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا وَحْيَكَ.

ترجمہ: قیس بن ابوحازم حضرت جریر بن عبد اللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے کبھی مجھے (اپنے پاس آنے سے) نہیں روکا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب بھی مجھے دیکھا مسکرا دیئے۔

(۳۷۵۷) أَمَا حَجَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ.

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے۔



فضائل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب قرشی ہاشمی نبی کریم رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی کنیت ابو العباس خلفائے عباسیہ کے جد امجد، ولادت: مکہ میں ہجرت سے تین سال پہلے وفات طائف میں ۶۸ ہجری میں لقب ترجمان القرآن اور خیر الامۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشکلات آپ سے حل کراتے تھے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ پر آپ کو مقدم رکھتے تھے۔ والدہ ماجدہ: أم الفضل لبابة الکبریٰ رضی اللہ عنہ۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا، اور دو مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے حکمت کی دعا کی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔

ایک مرتبہ: حدیث جبریل کے موقع پر جب جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں صحابہ کے درمیان تشریف لائے تھے اور ایمان اسلام احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات کئے تھے اس وقت اور حضرات نے بھی جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

دوسری مرتبہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کسی ضرورت سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا وہ گئے تو نبی کریم رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی آدمی تھا وہ لوٹ آئے اور ابا سے کہا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہے اس لیے میں لوٹ آیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود آئے تو کوئی نہیں تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات ذکر کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ (یہ واقعہ طبقات ابن سعد میں ہے)

باب ۳۷

(۳۷۵۸) أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے دو بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے دو بار ان کے لیے دعائے خیر کی ہے۔

(۳۷۵۹) دَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَنِي اللَّهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے حق میں یہ دعائے خیر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا کرے آپ ﷺ نے دو مرتبہ ایسا کیا۔

(۳۷۶۰) حَمَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي الْحِكْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے سینے کے ساتھ لگایا اور دعا کی۔ اے اللہ اسے حکمت (دانائی) کا علم عطا کر۔



فضائل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت ابو عبد الرحمن: عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں ولادت ہجرت سے دس سال قبل مکہ میں وفات ۷۳ ہجری میں مکہ میں مطابق ۶۱۳ - ۶۹۲ عیسوی مدت عمر تراسی سال اپنے والد صاحب کے ساتھ مسلمان ہوئے اور انہی کے ساتھ ہجرت کی غزوہ خندق سے جہاد میں شرکت کی نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا ساٹھ سال تک فتویٰ دیا اور جب وفات پائی تو فضل و کمال میں اپنے والد صاحب کے مرتبہ تک پہنچ چکے تھے۔ وہ واحد العبادۃ، وفقہا الصحابة والمکثرین منهم۔ عبداللہ نیک آدمی ہے۔

باب ۳۸

(۳۷۶۱) رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا فِي يَدَيَّ قِطْعَةُ اسْتَبْرَقٍ وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَصَّصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی مخمل کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اس کے ذریعے جنت میں جس طرف بھی اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب نبی اکرم ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی ایک نیک آدمی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) عبداللہ ایک نیک آدمی ہے۔



فضائل عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ: ہجرت کے بعد ایک ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۷۳ ہجری میں مکہ میں شہید ہوئے یزید کی موت کے بعد ۶۴ ہجری میں خلیفہ چنے گئے عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا: والدہ ماجدہ حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہا وہو احد العبادلة و احد الشجعان من الصحابة و احد من ولى الخلافة منهم۔ نبی ﷺ نے آپ کا نام رکھا اور تحنیک کی۔

باب ۳۹

(۳۷۶۲) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مَصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نَفِسَتْ فَلَا تُسَمُّوهُ حَتَّى أَسْمِيَهُ فَسَمَّاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَحَتَّكَهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر چراغ جلتا دیکھا تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا میرا خیال ہے اسماء نے بچے کو جنم دیا ہے تم لوگ اس کا کوئی نام نہ رکھنا میں خود اس کا نام رکھوں گا پھر آپ ﷺ نے اس بچے کا نام عبد اللہ رکھا اور آپ ﷺ نے کھجور کے ذریعے اسے گھٹی دی۔



فضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک نجاری خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خادم (دس سال خدمت کی) والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ولادت ہجرت سے دس سال پہلے وفات بصرہ میں ۹۳ ہجری میں (بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی) مدت عمر ایک سو تین سال۔ مطابق ۶۱۲-۷۱۲ عیسوی کنیت: ابو ثمامہ اور ابو حمزہ مکشَرین صحابہ میں سے ہیں۔

باب ۴۰

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے نبی ﷺ کی دعائیں

(۳۷۶۳) قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْتُ أُحْمِي أُمَّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ يَا بَنِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْيَسُ قَالَ قَدْ عَالَي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَرْجُو الثَّلَاثَةَ فِي الْآخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گزرے میری والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آواز سنی اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ﷺ یہ چھوٹا انس (آپ اس کے بارے میں دعا کیجئے) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے حق میں تین دعائیں کی تھیں ان میں سے دو کا اثر دنیا میں دیکھ چکا

ہوں اور مجھے امید ہے تیسری آخرت میں مل جائے گی۔

(۳۷۶۴) اَمَّا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْتَ خَادِمُكَ اَدْعُ اللَّهَ لَهُ قَالَ اللَّهُ اَكْثَرُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتَهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انس بن مالک آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے لیے دعا خیر کیجئے تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے اور جو کچھ تو اسے عطا کرے گا اس میں اس کے لیے برکت رکھ دے۔

۲۔ نبی ﷺ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دل لگی

(۳۷۶۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ أَجْتَنِيهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس سبزی کے حوالے سے میری کنیت رکھی تھی کیونکہ میں اسے توڑا کرتا تھا۔

(۳۷۶۶) قَالَ لِي اَنْتَ بِنِ مَالِكٍ يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّي فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي إِنْ أَحَدُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ جَبْرِئِلَ وَأَخَذَهُ جَبْرِئِلَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى.

ترجمہ: ثابت بنانی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے ثابت مجھ سے علم حاصل کر لو کیونکہ تم مجھ سے زیادہ مستند کسی شخص سے علم حاصل نہیں کر سکو گے کیونکہ میں نے اسے نبی اکرم ﷺ سے حاصل کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے حاصل کیا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا

(۳۷۶۷) قَالَ رَبُّمَا قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ يَعْنِي يُمَازِحُهُ.

ترجمہ: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ مجھے دوکان والے کہہ کر بلاتے تھے ابو اسامہ نامی راوی بیان کرتے ہیں یعنی نبی اکرم ﷺ مذاق کے طور پر یہ فرمایا کرتے تھے۔

(۳۷۶۸) قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنْسٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَجْمَلُ فِي السَّنَةِ أَلْفَا كِهَةً مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيهَا رِيحَانٌ كَانَ يَجِيئُ مِنْهُ رِيحُ الْبُسْكِ.

ترجمہ: حضرت ابوخلدہ کہتے ہیں میں ابو العالیہ سے دریافت کیا کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس برس تک آپ ﷺ کی خدمت کی اور آپ ﷺ نے آپ کے لیے دعائے خیر کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جس میں سال میں دو مرتبہ پھل لگا کرتا تھا اور اس میں ایک پودا تھا جس میں سے مشک کی خوشبو

فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمن بن صخر (مشہور نام) دوسی رضی اللہ عنہ (دوس: یمن کا قبیلہ ہے) ولادت ۲۱ سال قبل ہجرت وفات ۵۹ ہجری (مدینہ میں) مطابق ۶۰۲-۶۷۹ عیسوی۔ مدت عمر اسی سال ۷ ہجری میں خیبر کے سال ہجرت کر کے مدینہ آئے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیثوں کے راوی (پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) اور آٹھ سو صحابہ و تابعین آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر بنایا تھا مگر نرم طبیعت اور عبادت میں مشغول پایا تو معزول کر دیا عارضی طور پر کئی مرتبہ مدینہ کے حاکم رہے (الہدٰی زبلی (بلاؤ) الہدٰی مادہ بلی الہدٰی (تصغیر) بلی کا بچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلی کے بچے والا وجہ تسمیہ آگے آرہی ہے)۔

باب ۳۱

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت احادیث کا راز

(۳۷۶۹) قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَسَطْتُ ثَوْبِي عِنْدَهُ ثُمَّ أَخَذَهُ فَجَمَعَهُ عَلَى قَلْبِي فَمَا نَسِيتُ بَعْدَهُ حَدِيثًا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے سامنے اپنی چادر پھیلا دی پھر آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اسے اکٹھا کر کے میرے دل پر رکھ دیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(۳۷۷۰) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلَا أَحْفَظُهَا قَالَ ابْسُطْ رِدَائِكَ فَبَسَطْتُهُ فَحَدَّثَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر میں ان کو یاد نہیں رکھ سکتا آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی چادر بچھاؤ میں نے اپنی چادر بچھائی پھر آپ ﷺ نے بہت سی احادیث بیان کی تو میں ان میں سے کوئی بھی حدیث نہیں بھولا جو بھی آپ نے بیان کیا۔

۲۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی تائید کی

(۳۷۷۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَأَنْتَ كُنْتُ أَلْزَمَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَحْفَظَنَا لِحَدِيثِهِ.

ترجمہ: ولید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ہم سب کے مقابلے میں زیادہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور سب سے زیادہ احادیث کے حافظ ہیں۔

(۳۷۷۲) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى طُلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الْيَمَانِيَّ يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ أَهْوَأَ عَلَّمُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكُمْ نَسَمِعُ مِنْهُ مَا لَا نَسَمِعُ مِنْكُمْ أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ قَالَ أَمَّا أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ نَسَمِعْ فَلَا أَشْكُ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ نَسَمِعْ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ مُسَكِّنًا لَا شَيْءَ لَهُ ضَيْفًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدُهُ مَعَ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنَّا نَحْنُ أَهْلُ بُيُوتَاتٍ وَغَنَى وَكُنَّا نَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ لَا أَشْكُ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ نَسَمِعْ وَلَا تَجِدُ أَحَدًا فِيهِ خَيْرًا يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ.

ترجمہ: مالک بن ابوعامر بیان کرتے ہیں ایک صاحب حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس آئے اور بولے اے ابو محمد آپ نے اس یمنی شخص کو دیکھا ہے؟ ان صاحب کی مراد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے کیا وہ آپ سب حضرات کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا زیادہ علم رکھتا ہے؟ ہم اس سے وہ احادیث سنتے ہیں جو ہم نے آپ حضرات سے نہیں سنی ہیں یا پھر وہ نبی اکرم ﷺ سے وہ باتیں بیان کرتا ہے جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی ہیں؟ تو حضرت طلحہ نے جواب دیا ایسا ہو سکتا ہے۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی وہ احادیث سنی ہوں جو ہم نے نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی ہیں اس کی وجہ یہ ہے وہ ایک غریب آدمی تھے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو وہ نبی اکرم ﷺ کے مہمان تھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے جبکہ ہم گھر بار والے خوشحال تھے ہم صبح شام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتے تھے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے اس نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی وہ باتیں سنی ہوں گی جو ہم نے نہیں سنی ہیں اور تم کسی بھی نیک شخص کو ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی ایسی بات کرے جو آپ ﷺ نے فرمائی۔

۳۔ گدڑی میں لعل

(۳۷۷۳) قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ مَعْنِ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ مَنْ دَوَّسٍ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنْ فِي دَوَّسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا دوس سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا یہ خیال نہیں تھا کہ دوس میں کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس میں بھلائی موجود ہوگی۔

۴۔ دعائے نبوی سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چھوہاروں میں برکت ہوئی

(۳۷۷۴) أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِشَمْرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ادْعُ اللَّهَ فِيهِمْ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهِنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِمْ بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مَزْوَدِكَ هَذَا أَوْ فِي هَذَا الْبَزْوَدِ كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخُلْ فِيهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَلِكَ الشَّعِيرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُنِي حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں کچھ کھجوریں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی

یا رسول اللہ ﷺ آپ سے دعا کیجئے کہ ان میں برکت آجائے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اکٹھا کیا اور پھر آپ ﷺ نے میرے لیے ان میں برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا انہیں پکڑ لو اور انہیں اپنے تھیلے میں ڈال لو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس تھیلے میں ڈال لو جب کبھی تم نے اس میں سے کچھ لینا ہو تو اپنا ہاتھ اس میں داخل کرنا اور نکال لینا لیکن تم اسے بکھیرنا نہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے اس تھیلے میں سے اتنی اتنی وق کھجوریں اللہ کی راہ میں دی ہم خود اس میں سے کھایا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلایا کرتے تھے اور یہ کبھی میری کمر سے جدا نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو وہ گر گئی۔

۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کی وجہ

(۳۷۷۵) قَالَ قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ كُنْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَا تَفَرَّقُ مِثْلِي قُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَا هَابُكَ قَالَ كُنْتُ أُرْعَى غَنَمَ أَهْلِي وَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ فَكُنْتُ أَضْعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِيَ فَلَعِبْتُ بِهَا فَكُنْتُ فِي أَبَا هُرَيْرَةَ.

ترجمہ: عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ کی کنیت ابو ہریرہ کیوں رکھی گئی انہوں نے جواب دیا کیا تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں اللہ کی قسم میں آپ سے ڈرتا ہوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے گھروالوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میرے پاس ایک بلی کا بچہ تھا میں اسے رات کے وقت درخت پر بٹھا دیتا تھا اور دن کے وقت اپنے ساتھ لے جایا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکھ دی۔

۶۔ لکھنا حفظ میں معاون ہوتا ہے

(۳۷۷۶) قَالَ لَيْسَ أَحَدًا أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھ سے زیادہ احادیث روایت کرنے والا اور کوئی بھی نہیں ہے صرف حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں) اس کی وجہ بھی یہ ہے وہ (احادیث) نوٹ کیا کرتے تھے اور میں نوٹ نہیں کرتا تھا۔



فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان: صحر، بن حرب، بن امیہ، بن عبد شمس، بن عبد مناف قرشی، اموی رضی اللہ عنہ: ولادت: مکہ میں ہجرت سے بیس سال پہلے۔ وفات: دمشق میں ۶۰ ہجری میں۔ مطابق ۶۰۳-۶۸۰ عیسوی۔ مدت عمر: اسی سال فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کاتبین وحی میں سے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اردن کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ملک شام بھی آپ کی ولایت میں شامل کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی آپ کو معزول کر دیا، مگر آپ نے عزل تسلیم نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ شروع کر دیا اور اس خون کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جس کے نتیجہ جنگ صفین ہوئی پھر تحکیم کا واقعہ پیش آیا پھر نتیجہ یہ

نکلا کہ حکومت دوحصوں میں تقسیم ہوگئی شام میں معاویہ اور عراق میں علی رضی اللہ عنہ حکومت کرتے رہے پھر قتل علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ سے مصالحت کر لی اس کے بعد بیس سال تک آپ نے بلا منازعت حکومت کی اور وفات سے پہلے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔

باب ۴۲

(۳۷۷۷) عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن ابوعبیرہ رضی اللہ عنہ یہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں یہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ اے اللہ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے اور اس کے ذریعے (لوگوں) کو ہدایت دے۔

(۳۷۷۸) لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمَصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرٌ وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُمَّ اهْدِيْهِ.

ترجمہ: ابو ادریس خولانی بیان کرتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکمرانی سے معزول کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا لوگوں نے کیا انہوں نے عمیر کو معزول کر دیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا ہے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاویہ کا ذکر صرف بھلائی کے ساتھ کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔ اے اللہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ معاویہ کو راہ نما ہدایت مآب بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو راہ دکھا۔



فضائل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبداللہ عمرو بن العاص بن وائل سہمی قرشی: فاتح مصر۔ رضی اللہ عنہ ولادت: ہجرت سے پچاس سال پہلے۔ وفات: قاہرہ میں ۴۳ ہجری میں۔ مطابق ۵۷۴-۶۶۳ عیسوی۔ مدت عمر: ۹۳ سال جاہلیت میں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد ہند کے زمانہ میں مسلمان ہوئے، نبی ﷺ نے ان کو غزوات ذات السلاسل میں امیر بنایا پھر مکہ کے لیے جو لشکر بھیجا اس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے پھر شام کے جہاد میں شریک رہے اور قنسرین وغیرہ فتح کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ نے مصر فتح کیا اور اس کے گورنر مقرر ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دل کی رغبت سے ایمان لائے ہیں اور قریش کے اچھے لوگوں میں سے ہیں۔



باب ۴۳

(۳۷۷۹) أَسْلَمَ النَّاسُ وَأَمَّنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے اور عمرو بن عاص مومن ہوئے۔

(۳۷۸۰) إِنَّ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ.

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے عمرو بن عاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ایک ہیں۔



فضائل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بن المغیرہ مخزومی قرشی رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہد نہ کے زمانے میں ۷ ہجری میں (عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ) مسلمان ہوئے جاہلیت میں گھوڑ سواروں کی کمان آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی نبی ﷺ نے بھی آپ کو سواروں کے دستے کا امیر مقرر کیا۔ خلافت صدیقی میں آپ نے مسیلمہ کذاب اور مرتدین سے لوہا لیا ۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوج کی کمان ان سے لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو افواج اسلامی کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا وہ برابر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے لڑتے رہے شام فتح ہو جانے کے بعد ۱۴ ہجری میں مدینہ لوٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو والی مقرر کرنا چاہا مگر انہوں نے انکار کیا حمص یا مدینہ میں وفات پائی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ عورتیں خالد جیسا جننے سے عاجز ہیں وکان مظفر اخطیبا فصیحا شبہ عمر ابن الخطاب فی خلقه وصفته اظفر مندی آپ کے قدم چومتی تھی بڑے فصیح و مقرر تھے اخلاق و احوال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

باب ۴۴

خالد رضی اللہ عنہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں

(۳۷۸۱) قَالَ نَزَّلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنَزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمْرُؤَنَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ فُلَانٌ فَيَقُولُ نَعَمْ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا وَيَقُولُ مَنْ هَذَا فَيَقُولُ فُلَانٌ فَيَقُولُ بئْسَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ هَذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ نَعَمْ عَبْدُ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے ایک جگہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ پڑاؤ کیا لوگ گزرنے لگے نبی اکرم ﷺ

نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی فلاں ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی فلاں بندہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کا برا بندہ یہ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی خالد بن ولید ہیں آپ ﷺ نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے۔



حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: سعد بن معاذ، بن النعمان، بن امریء القیس، بن زید، بن عبد الاشہل، بن جشم، بن الحارث، بن الخزرج، بن النبیئت عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے ان کی صحابیت بھی ثابت ہے۔

جب نبی ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے مدینہ بھیجا اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا جب حضرت سعد مسلمان ہو گئے تو انہوں نے بنو عبد الاشہل سے کہا جب تک تم لوگ اسلام قبول نہیں کرو گے تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری گفتگو حرام ہے تو وہ سب مسلمان ہو گئے ان کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی برکت تھا وہ بدر احد اور خندق کے معرکوں میں شریک ہوئے۔

۵ھ میں غزوہ خندق ہوا۔ میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا ان کے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں خیمہ لگایا گیا حضرت سعد اسی خیمہ میں رہتے تھے اور رسول اللہ روز ان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ اگر قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ۔ اور بنو قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر اس دعا کا دوسرا حصہ مقبول ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کو جلا وطن کرنا چاہا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانیں گے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو اطلاع دی وہ دراز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے رسول اللہ ﷺ نے انصار سے کہا اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر حضرت سعد سے فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں تو عرض کیا میرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ جنگ جو ہیں ان کو قتل کیا جائے بچیوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی ہے پھر اس حکم کے مطابق چار سو جنگ جو آدمی قتل کرائے۔

ایک دن زخم پھٹ گیا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچا لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا ہے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو گھبرا کر مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا انا للہ وانا الیہ رجعون رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں جب آپ کو دفن کر کے لوٹے تو بہت مغموم تھے، اور ریش مبارک پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔

باب ۳۵

۱۔ جنت میں حضرت سعد بنی النخع کے دستی رومال دنیا کے ریشم سے بہتر ہوں گے

(۳۷۸۲) قَالَ أَهْدِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَوْبَ حَرِيرٍ فَيَجْعَلُوهُ يَعْجَبُونَ مِنْ لَيْسِنَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا الْمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا.

ترجمہ: حضرت براء بنی النخع بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ریشمی کپڑا پیش کیا گیا لوگوں کو وہ بہت پسند آیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں سعد بن معاذ بنی النخع کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔

۲۔ حضرت سعد بنی النخع کے لیے عرش الہی جھوم گیا

(۳۷۸۳) وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ اهْتَزَلَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اس وقت حضرت سعد بن معاذ بنی النخع کا جنازہ لوگوں کے سامنے رکھا ہوا تھا (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) اس (یعنی حضرت سعد بن معاذ بنی النخع کے لیے) پروردگار کا عرش جھوم اٹھا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۴۴) میں ہے ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ﴾ ساتویں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں سب پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں اور عرش الہی اللہ کی ایک بڑی مخلوق ہے۔ اور اس میں بھی شعور ہے۔

۳۔ حضرت سعد بنی النخع کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا

(۳۷۸۴) قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ مَا أَخَفَّ جَنَازَتُهُ وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَيْتِ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ.

ترجمہ: حضرت انس بنی النخع بیان کرتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذ بنی النخع کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین بولے ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے ایسا اس وجہ سے ہوا ہے کیونکہ انہوں نے بنو قریظہ کے بارے میں (مخالفانہ) فیصلہ دیا تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہوا ہے۔

فضائل حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

باب ۴۶

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی پولیس تھے

(۳۷۸۵) كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرْطِ مِنَ الْأَمِيرِ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ يُعْنِي مَتَايِلُ مِنْ أُمُورِهِ.

ترجمہ: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ سے وہی تعلق تھا جو کوتوال کا امیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ انصاری نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس سے مراد یہ ہے نبی اکرم ﷺ کے امور کے نگران تھے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (رئیس خزر ج) کے صاحبزادے حضرت قیس خزر جی انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں بڑے بہادر اور سخی تھے۔

نبی ﷺ کی جنگوں میں انصار کا علم آپ کے پاس رہتا تھا آپ کا قد بہت لمبا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص مددگاروں میں سے تھے ۶۰ ہجری میں وفات پائی اور ان کے پچامے کا جو قصہ مشہور ہے وہ بے اصل ہے۔



فضائل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ خزر جی سلمی انصاری صحابی ہیں آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں پندرہ سو سے زائد حدیثیں آپ سے مروی ہیں ولادت ہجرت سے سولہ سال قبل۔

وفات: ۷۸ ہجری میں مدت عمر چورانوے سال آپ کے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے وہ کثیر العیال اور مقروض فوت ہوئے تھے چنانچہ نبی ﷺ کی عنایات خاصہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف مبذول تھیں۔

باب ۴۷

(۳۷۸۶) قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَعْلٍ وَلَا بِرَدَّوْنٍ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ میرے پاس (پیدل) تشریف لائے آپ کسی خچر یا کسی ترکی گھوڑے پر سوار نہیں تھے۔

(۳۷۸۷) قَالَ اسْتَغْفِرُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيرِ خُمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً.

تَرْجَمَتُہَا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اونٹ والی رات نبی اکرم ﷺ نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت کی تھی۔
تَشْرِیْح: اونٹ والی رات کا تذکرہ پہلے دو جگہ آیا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے پس انہوں نے اپنا اونٹ نبی ﷺ کو بیچ دیا اور انہوں نے مدینہ تک سواری کی شرط کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس رات میں نے اونٹ نبی ﷺ کو بیچا اس رات آپ ﷺ نے پچیس مرتبہ میرے لیے استغفار کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جنگ احد میں قتل کئے گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑیں پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے اس وجہ سے نبی ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور ان پر مہربانی کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے پچیس مرتبہ استغفار مسلسل نہیں کیا تھا متفرق جملوں میں کیا تھا مثلاً یہ پوچھا کہ جابر رضی اللہ عنہ اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر تمہاری شادی ہوگئی؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں۔ جابر تم اسی اونٹ پر مدینہ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر گھر پہنچ کر اونٹ میرے پاس لے آنا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر گھر پہنچ کر محتاط رہنا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں اسی طرح پچیس مرتبہ استغفار کیا۔



فضائل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ عبد ربی قرشی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے جب نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں مدینہ کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دیں گے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور جو مسلمان ہو جائیں ان کو قرآن پڑھائیں آپ مدینہ میں گھر گھر جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے آپ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر مسلمان ہوئے آپ ہی نے مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم جنگ بدر میں شریک ہوئے جنگ احد میں علم بردار تھے اسی جنگ میں ۳ ہجری میں شہید ہوئے اور یہ حدیث پہلے گزری ہے۔

باب ۲۸

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا اجر دنیا میں نہیں کھایا

(۳۷۸۸) قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَنِي وَجَهَ اللَّهُ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِمَّا مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا وَمِمَّا مَاتَ مِنْ أَهْلِ بَنِي نَدِيٍّ فَهُوَ يَهْدِيهَا وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْبًا كَانُوا إِذَا غَطُّوا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطُّوا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا أَعْلَى رِجْلَيْهِ الْإِدْخِرَ.

تَرْجَمَتُہَا: حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی اور ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا تھا ہمارا اجر اللہ تعالیٰ

کے ذمے ہو گیا اور ہم میں سے کچھ لوگ فوت ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے اجر کی وجہ سے کچھ نہیں کھایا اور ہم میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے صرف ایک کپڑا چھوڑا تھا لوگ اس کے ذریعے ان کے سر کو ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے اور جب اس کے ذریعے ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر ظاہر ہو جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کے پاؤں پر ازخرا (گھاس) رکھ دو۔



فضائل حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

باب ۴۹

(۳۷۸۹) كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرِ ذِي طَمْرَيْنٍ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّكَ مِنْهُمْ الْبَرَاءُ بِنُ مَالِكٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے غبار آلود بالوں پریشان حال اور پرانے کپڑوں والے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی طرف توجہ بھی نہیں کی جاتی لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دیتا ہے ان لوگوں میں سے ایک براء بن مالک بھی ہے۔

حضرت براء بن مالک خزرجی نجاری انصاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی اور بڑے بہادر تھے دیکھنے میں کمزور لاغر مگر سو آدمیوں کو مقابلہ پر بلا کر قتل کیا فتح تستر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لشکر کے دائیں بازو پر تھے شہر کے مشرقی دروازے پر ۲۰ ہجری میں شہید ہوئے۔



فضائل حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس قحطانی یمنی اشعری رضی اللہ عنہ بہادر حاکم اور فاتح تھے زبید (یمین) میں ہجری سے اکیس سال پہلے پیدا ہوئے اور کوفہ میں ۴۴ ہجری میں وفات پائی آپ رضی اللہ عنہ ہلکے جسم کے اور چھوٹے قد کے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین آواز سے نوازا تھا ابتدائے اسلام میں مکہ آئے اور مسلمان ہوئے پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے خیبر والے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی نبی ﷺ نے ان کو زبید اور عدن کا والی مقرر کیا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ ہجری میں بصرہ کا والی مقرر کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا والی مقرر کیا تحکیم کے واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا نمائندہ بنایا پھر جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے چال چلی تو وہ مایوس ہو کر کوفہ لوٹ گئے۔

باب ۵۰

ابوموسیٰ اشعری: داؤد کے راگوں میں سے ایک راگ دیئے گئے تھے

(٣٤٩٠) أَنَّهُ قَالَ يَا أَبَتَا مُوسَى لَقَدْ أَعْطَيْتُ مِنْ مَّارًا مِّنْ مَّزَامِيرٍ أَلِ دَاوُدَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو موسیٰ تمہیں آل داؤد کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

(٣٤٩١) كُتِّمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُخْفِرُ الْحَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ فَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا
عَيْشَ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ خندق کھود رہے تھے ہم مٹی کو منتقل کر رہے تھے آپ ہمارے پاس سے گزرتے تو یہ دعا کرتے تھے اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت کر دے۔

(٣٤٩٢) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کو عزت عطا کر۔

تشریح: مسند ابویعلیٰ میں اس ارشاد کا شان و رود یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابو موسیٰ کے پاس سے گزرے ابو موسیٰ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے دونوں کھڑے ہو کر ان کا پڑھنا سننے لگے۔ پھر دونوں بڑھ گئے صبح جب ابو موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا ابو موسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میرا پڑھنا سن رہے ہیں تو میں خوب مزین کر کے آپ ﷺ کو قرآن سناتا۔

فضائل حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن سعد خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ وفات نبوی کے وقت پندرہ سال کے تھے ۹۱ ہجری میں وفات پائی اصل نام حزن تھا نبی ﷺ نے بدل کر سہل نام رکھا باب میں دو حدیثیں ہیں ایک خود حضرت سہل کی دوسری حضرت انس رضی اللہ عنہ کی۔

باب ۵۱۵

(۳۷۹۳) لَا تَمْسُ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَى أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس مسلمان کو جہنم نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی یا اس کی زیارت کی جس نے میری

زیارت کی ہے۔

(۳۷۹۳) خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أَوْ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانُهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والا زمانہ ہے اور پھر اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی قسمیں ان کی گواہی سے پہلے ہوں گی اور ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے پہلے ہوں گی (یعنی جھوٹی قسمیں اور جھوٹی گواہیاں ہوں گی)۔

سوال: اس میں حضرت سہل کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: وہ انصارِ عموم میں شامل ہیں پس وہ بھی دعا کے حق دار ہیں۔



بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَصَحْبَهُ

فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابی کی تعریف:

من لقي النبي ﷺ مؤمناً به ومات على الاسلام.

جس نے نبی ﷺ پر ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو، ایمان کے بعد ساتھ رہنا شرط نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب میں جو وصف بڑھایا ہے اصح مختار قول یہ ہے کہ یہ بات شرط نہیں جس نے بھی بحالت ایمان نبی ﷺ کو دیکھا ہے اگرچہ ایک جھلک ہی دیکھی ہو اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو مرتد نہ ہوا ہو تو وہ صحابی ہے۔ اسی طرح جس مؤمن نے کسی بھی صحابی کو بحالت ایمان دیکھا ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو تو وہ تابعی ہے اور جس نے اسی طرح کسی تابعی کو دیکھا ہے وہ تبع تابعی ہے اس کے بعد فضیلت کا سلسلہ ختم ہے۔

۱۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی

باب ۵۳

(۳۷۹۶) لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے اصحاب کو برا نہ کہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو بھی ان سے کسی ایک کے ایک مد بلکہ نصف مد (غلہ خیرات) کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۳۷۹۷) اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوا هُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ سے (ڈرو) اللہ سے (ڈرو) میرے اصحاب کے بارے میں اور تم انہیں میرے بعد ہدف ملامت نہ بنانا کیونکہ جو شخص ان سے محبت رکھے گا وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا جو انہیں اذیت پہنچائے گا گویا اس نے مجھے اذیت پہنچائی جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانے کی کوشش کی جو اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے گا۔

حَدِيث: نبی ﷺ نے فرمایا: لَا تَمْسُ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَىٰ أَوْ رَأَىٰ مِنْ رَأَىٰ، دوزخ کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس شخص کو دیکھا ہے جس نے مجھے دیکھا ہے یہ فضیلت صحابہ و تابعین کے لیے ہے تبع و تابعین کے لیے نہیں۔



فضائل اصحاب رضوان

باب ۵۲

(۳۷۹۵) لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّنْ بَآئِعِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جہنم میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

بیعت رضوان کا ذکر سورۃ الفتح (آیت ۱۸) میں ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوئے جب وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے نبی ﷺ نے مصالحت کے لیے مکہ والوں کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت روانہ کی تھی قریش نے ان کو روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں قتل کر دیا گیا پس آپ ﷺ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام سے بیعت لی کہ آخردم تک لڑیں گے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔ پھر جب بیعت مکمل ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور اس کے بعد قریش کی سفارت آئی اور صلح ہو گئی اس بیعت میں صرف ایک آدمی نے جو منافق تھا شرکت نہیں کی اس کا نام جد بن قیس تھا اس کا سرخ اونٹ (قیمتی اونٹ) گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں نکلا تھا اس سے صحابہ نے کہا کہ چل بیعت کر مگر اس نے جواب دیا مجھے میرا اونٹ مل جائے یہ بیعت سے زیادہ اہم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرنا حرام ہے

یہ عنوان بھی منفی پہلو سے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کا عنوان ہے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم شریف میں لکھا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی برائی کرنا

حرام ہے اور گندے گناہوں میں سے ہے خواہ وہ فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں کیونکہ وہ حضرات مجتہد تھے اور تاویل کرنے والے تھے اور قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کی برائی کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو حد شرعی سے کم سزا دی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا البتہ بعض مالکیہ کی رائے میں اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

(۳۷۹۹) أَنَّ عَبْدَ الْحَاطِبِ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْدٌ خُلِقَ حَاطِبُ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالحَدِيثُ يَبِينُ.

ترجمہ: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے نبی اکرم ﷺ سے حاطب کی شکایت کی وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ حاطب ضرور جہنم میں جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے غلط کہا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ اس نے (غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔

(۳۸۰۰) مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورَ الْهِمَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے ساتھیوں میں سے جو بھی شخص زمین پر فوت ہوگا قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کا قائد اور ان کے لیے نور بن کر زندہ ہوگا۔

(۳۸۰۱) إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا الْعَنَةُ اللَّهُ عَلَى شَرِّكُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ تعالیٰ تمہارے شر پر لعنت کرے۔

تشریح: اس حدیث کا شان ورود خاص ہے حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ (اصابہ ۲/۳۱۶) مگر چونکہ الفاظ عام ہیں اس لیے حکم عام ہے شان ورود کے ساتھ خاص نہیں۔



حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں جنگ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی نسل کا سلسلہ صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جاری ہے کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغریٰ میں فوت ہو گئے اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن وہ صغریٰ میں فوت ہو گئے اور حضرت

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغریٰ میں فوت ہو گئے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی حضرت زبیر نے کہا حضرت زینب کی نسل ختم ہو گئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح کرنے کی ممانعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی حفاظت کی وجہ سے تھی

باب ۵۴

(۳۸۰۲) عَنْ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَنَّ بَيْنِي هِشَامُ بْنُ الْمُغِيرَةِ إِسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَذْنَ ثُمَّ لَا أَذْنَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّهَا بَضْعَةٌ مِثْلِي يَرِيبُنِي مَا رَأَيْتُهَا وَيُؤْذِنُنِي مَا أَذَاهَا.

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہشام بن مغیرہ کے بچوں نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی علی بن ابوطالب سے کر دیں میں نے ان کو اجازت نہیں دی میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا البتہ اگر ابن ابی طالب ایسا چاہتے ہیں تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے شادی کر لیں کیونکہ وہ (فاطمہ) میری جان کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بری لگے گی وہ مجھے بھی بری لگے گی اور جو چیز اسے تکلیف پہنچائے گی وہ مجھے بھی تکلیف پہنچائے گی۔

(۳۸۰۳) أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِثْلِي يُؤْذِنُنِي مَا أَذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنا چاہی نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میری جان کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے اذیت دے گی وہ چیز مجھے بھی اذیت دے گی اور جو چیز اسے پریشان کرے گی وہ چیز مجھے بھی پریشان کرے گی۔

۲۔ خاندان میں آپ ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ محبوب تھیں

(۳۸۰۴) كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاطِمَةُ وَمِنْ الرِّجَالِ عَلِيٌّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ يَتَعْنِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں خواتین میں نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں (سب سے زیادہ محبوب) حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ابراہیم بن سعید بیان کرتے ہیں اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی خواتین اور مرد ہیں۔

۳۔ چارتن کی جنگ ومصالحت کے ساتھ آپ ﷺ کی جنگ ومصالحت کی روایت

(۳۸۰۵) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالحُسَيْنِ وَالحَسَنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسَلَامٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ فرمایا ہے میں اس شخص کے ساتھ جنگ کروں گا جس کے ساتھ تم جنگ کرو گے اور میں اس کے ساتھ صلح کروں گا جن کے ساتھ تم صلح کرو گے۔

حدیث کا حال: یہ روایت قطعاً صحیح نہیں علی بن قادم خزاعی کوئی شیعہ ہو گیا تھا اور سدی کبیر اسماعیل بن عبدالرحمن پر بھی شیعیت کا الزام تھا۔

۴۔ چارتن کی اہل بیت میں شمولیت دعائے نبوی ﷺ کی برکت سے ہوئی ہے

(۳۸۰۶) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي أَذْهَبَ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهَّرْهُمْ تَطْهِيرًا فَقَالَ أُمُّ سَلَمَةَ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّكَ إِلَى خَيْرٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حسن، حسین، حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم پر ایک چادر دی اور دعا کی۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور مخصوص لوگ ہیں تو ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح سے پاک کر دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھلائی کی جگہ پر ہو۔

اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان کیا گیا ہے کہ چارتن کی اہل بیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے اہل بیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ ہیں اور تم بڑی خیر پر ہو کا مطلب یہ ہے کہ تم تو آیت کا شان نزول ہو پس تمہیں دعا کی حاجت نہیں۔

۵۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے زیادہ مشابہ تھیں

(۳۸۰۷) قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَذَلًّا وَهَدًيًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا فَلَمَّا مَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَبَّتْ عَلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَجَّكَتْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتُ لَا ظُنُّنَ أَنَّ هَذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَاءٍ نَا فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمَّا تَوَفَّى النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتَ حِينَ أَكْبَبْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَفَعْتَ رَأْسَكَ فَبَكَيْتِ ثُمَّ أَكْبَبْتُ فَرَفَعْتَ رَأْسَكَ فَضَجَّكَتِ مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ إِنْ أَدْنَى لَبِذْرَةٍ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هَذَا فَبَكَيْتِ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لِحُوقَابِهِ فَذَاكَ حِينَ ضَجَّكَتِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عادات واطوار اور اٹھنے بیٹھنے کے طریقے میں میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر ساتھ بٹھاتے تھے جب نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو جاتی تھیں وہ نبی اکرم ﷺ کو بوسہ دیتی تھیں اور انہیں اپنی جگہ پر بیٹھاتی تھیں جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ ﷺ پر جھک گئیں آپ ﷺ کو بوسہ دیا پھر انہوں نے اپنا سراٹھایا تو وہ رو رہی تھیں میں نے سوچا میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ خواتین میں سب سے زیادہ عقل مند ہیں لیکن ہیں تو یہ عورت ہی لیکن جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ سے کہا آپ کو یاد ہے جب آپ نبی اکرم ﷺ پر جھکی تھی آپ نے اپنا سراٹھایا تو آپ رو رہی تھیں پھر آپ جھکی تو اپنا سراٹھایا تو ہنس پڑی تھیں آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا اب میں یہ بات بتا سکتی ہوں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ بتایا تھا آپ ﷺ کا اسی بیماری کے دوران انتقال ہو جائے گا اس کی وجہ سے میں رو پڑی تھی پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا آپ کے گھر والوں میں سب سے جلدی میں آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی تھی۔

۶۔ نبی ﷺ کو سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

(۳۸۰۸) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَلَمَّا تَوَقَّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَتْهَا عَنْ بُكَائِهَا وَصَحِيحِهَا قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

ترجمہ: اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور سرگوشی میں ان کے ساتھ کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں پھر آپ ﷺ نے ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے ہنسنے اور پھر رونے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس وقت یہ بات بتائی تھی (کہ عنقریب) آپ کا انتقال ہو جائے گا تو میں رو پڑی پھر آپ ﷺ نے مجھے یہ بتایا میں مریم بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ جنت کی تمام خواتین کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

(۳۸۰۹) قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسُئِلْتُ أَيْ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا.

ترجمہ: جمیع بن عمیر تیسری بیان کرتے ہیں میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سوال کیا نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا! سوال کیا گیا مردوں میں سے کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا ان کے شوہر (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور مجھے علم ہے وہ زیادہ (نفلی) روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً قابل اعتبار نہیں جمیع کوئی شیعہ ہو گیا تھا اور ابوالجحاف غالی شیعہ تھا بکثرت اہل بیت کے سلسلہ میں

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والد ماجد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ والدہ ماجدہ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا فراسیہ (وفات نبوی کے بعد تک حیات رہیں) کنیت ام عبد اللہ (نبی ﷺ نے ان کے بھانجے عبد اللہ بن ازیر رضی اللہ عنہ کے نام سے کنیت رکھی تھی)۔

ولادت ۴ یا ۵ نبوی میں وفات ۵۸ ہجری میں مدینہ میں آپ ﷺ سے نکاح ۶ یا ۷ سال کی عمر میں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ۳ سال بعد) رخصتی شوال سنہ ایک یا دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی سب سے پیاری بیوی آپ ﷺ کا نکاح باذن الہی ہوا مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھیں دو ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ سے مروی ہیں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا سے استفادہ کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے طرز عمل سے خوش نہیں تھے مگر ان کے قتل کے بعد ان کے خون کا مطالبہ لے کر انھیں اور جنگ جمل پیش آئی۔ وکانت من افقہ نساء المسلمین: واعلمھن بالذین والأدب۔

۱۔ صدیقہ کے ساتھ ہم خوابی کے وقت بھی آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی

باب ۵۶

(۳۸۱۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْنَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَإِنَّا نُرِيدُ الْحَيَاةَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ فَقُولِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا أُمُّ النَّاسِ يَهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَ مَا كَانَ قَدْ كَرِهْتُ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَعْرَضَ عَنْهَا ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتْ الْكَلَامَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ كَرِهْنَ أَنْ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأُمِرِ النَّاسَ يَهْدُونَ أَيْنَ مَا كُنْتُ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذَلِكَ قَالَ يَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَى الْوَحْيِ وَأَنَا فِي الْحَافِ أَمْرًا مِّنْكَ غَيْرَهَا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں لوگ تحفے بھجوانے کے لیے بطور خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن کا انتظار کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن میری سونئیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اکٹھی ہوئیں اور انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا لوگ اپنے تحفے بھجوانے کے لیے بطور خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن کا انتظار کرتے ہیں ہم بھی اسی طرح بھلائی کے طلب گار ہیں جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا اسے چاہتی ہیں آپ یعنی (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم ﷺ سے یہ کہیں کہ نبی اکرم ﷺ لوگوں کو یہ ہدایت کریں نبی اکرم ﷺ جہاں بھی موجود ہوں وہ اپنے تحفے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا کریں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے منہ موڑ لیا انہوں نے پھر یہی بات کی اور دہرائی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ساتھی خواتین نے یہ بات ذکر کی ہے لوگ اپنے تحفے بطور خاص عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں بھجواتے ہیں آپ ﷺ لوگوں کو

ہدایت کریں کہ وہ یہ تحفے بھیجو دیا کریں خواہ آپ ﷺ کہیں بھی ہوں جب تیسری مرتبہ انہوں نے یہ بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو اس کے علاوہ تم میں سے کسی بھی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح باذن الہی ہوا

(۳۸۱۵) اَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خُرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضِرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی تصویر ایک سبز ریشمی کپڑے میں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح غیبی اشارے سے ہوا تھا آپ ﷺ کی اپنی مرضی سے نہیں ہوا تھا۔

۳۔ جبرائیل علیہ السلام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوا یا

(۳۸۱۶) يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا تَرَى.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور یہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کہا ان پر بھی سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں (پھر نبی اکرم ﷺ سے کہا) آپ وہ چیز دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

(۳۸۱۷) قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہہ رہے ہیں میں نے جواب دیا ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہر مسئلہ کا کچھ نہ کچھ علم تھا

(۳۸۱۸) قَالَ مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کو یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کسی بھی معاملے میں مشکل درپیش ہوئی تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کرتے تو اس مسئلے کے بارے میں ان کے پاس معلومات پالیتے تھے۔

۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فصاحت و بلاغت میں ید طولی رکھتی تھیں

(۳۸۱۹) عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔

۶۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں

(۳۸۲۰) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوات سلاسل کا امیر مقرر کیا وہ بیان کرتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے دریافت کیا مردوں میں سے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کا والد۔

(۳۸۲۱) أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالِ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے دریافت کیا مردوں میں سے کون ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا والد۔

۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر خواتین پر برتری

(۳۸۲۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَضَّلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَّلْتُ الثَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام خواتین پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر ہے۔

سوال: حدیث میں ہے کہ کھانے کا سردار گوشت ہے؟

جواب: گوشت ثرید میں شامل ہے۔

استراض: ثرید میں کیا خوبیاں ہیں؟

جواب: ثرید میں غذا بھی ہے اور مزہ بھی وہ سہولت سے چبایا جاتا ہے اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔

استراض: صدیقہ کی خوبیاں کیا ہیں؟

جواب: سیرت و صورت کی عمدگی شیریں کلامی فصاحت و بلاغت مزاج میں سنجیدگی رائے کی عمدگی عقل کی پختگی اور شوہر کے لیے

سامان دل بستگی وغیرہ ان کی خوبیاں تھیں۔

(۳۸۲۳) أَنَّ رَجُلًا نَالَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ أَغْرَبَ مَقْبُوحًا مَنبُوحًا أَمْ تُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ کہا تو انہوں نے فرمایا مردود اور بدترین آدمی دفنان جاؤ کیا تم نبی اکرم ﷺ کی محبوب شخصیت کو اذیت پہنچا رہے ہو؟

(۳۸۲۴) هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَعْنِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہیں۔

(۳۸۲۵) قَالَ قَيْلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَيْلٌ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کی گئی مردوں میں سے کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا والد۔



اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام و نسب یہ ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشیہ الاسدیہ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الامم ہے آپ ام المومنین ہیں نبی ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں تمام مسلمانوں کا اسی ہر اجماع ہے کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں اسلام لانے میں آپ پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی وہ حضور ﷺ کے ساتھ چوبیس سال رہیں وحی نازل ہونے سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابوطالب کے بعد فوت ہوئیں دونوں ایک سال میں فوت ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کی وفات کے بعد نبی ﷺ پر مصائب کی یلغار ہو گئی۔

ہجرت سے تین سال پہلے وفات ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رمضان میں فوت ہوئیں اور ان کو حجوں میں دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ غیرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی

باب ۵۵

(۳۸۱۰) مَا غَزَتْ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَرْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غَزَتْ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَذَرَ كُتْمَهَا وَمَا ذَاكَ إِلَّا

لِكثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَهَا وَإِنْ كَانَ لَيَذُوحُ الشَّاةُ فَيَتَّبَعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا تھا اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ بکثرت انکا ذکر کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ جب کوئی بکری قربان کرتے تھے آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو کچھ گوشت تحفے کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔

(۳۸۱۱) مَا حَسَدْتُ أَحَدًا مَا حَسَدْتُ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَمَا تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَشَّرَ هَاطِبِيَّتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَعَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے کسی بھی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا نبی اکرم ﷺ نے ان کے انتقال کے بعد میرے ساتھ شادی کی تھی لیکن اس رشک کی وجہ یہی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں جنت میں ایک محل کی بشارت دی تھی جو موتی سے بنا ہوگا جس میں کوئی شور نہیں ہوگا اور کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

۲۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت

تشریح: عشر مبشرہ کے علاوہ اور بھی متعدد صحابہ اور صحابیات کو نبی ﷺ نے مختلف مواقع میں جنت کی بشارت دی ہے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھی اس کی خوش خبری دی ہے اور آخرت کی چیزوں میں اور اس دنیا کی چیزوں میں محض لفظی اشتراک ہوتا ہے پس جنت کے بانس کی حقیقت آخرت ہی میں معلوم ہوگی۔

۳۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی بہترین خاتون ہیں

(۳۸۱۲) خَيْرُ نِسَاءٍهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَخَيْرُ نِسَاءٍهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ.

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے فرمایا ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے خواتین میں سب سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور خواتین میں سب سے بہتر مریم بنت عمران علیہا السلام ہیں۔

(۳۸۱۳) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَأَسِيَّةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تمہارے لیے تمام جہان کی خواتین میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ فرعون) کافی ہیں۔

فصل اکل ازواج مطہرات نبی ﷺ

۱۔ ازواج مطہرات نبی ﷺ کی نشانیاں ہیں

(۳۸۲۶) قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَا تَرَى فُلَانَةً لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ فَقِيلَ لَهُ أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا فَأَتَى آيَةً أَعْظَمَ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں صبح کی نماز کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی اکرم ﷺ کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ سجد میں چلے گئے ان سے دریافت کیا گیا آپ اس وقت سجدہ کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے جب تم کوئی نشانی دیکھ لو تو سجدہ کر لو اس سے بڑی نشانی اور کیا ہوگی؟ نبی اکرم کی زوجہ محترمہ (دنیا) سے رخصت ہو گئی ہیں۔

تشریح: نبی ﷺ کی ازواج نبی ﷺ کی نشانیاں ہیں نبی ﷺ کی برکتیں ان نشانیوں کی شکل میں باقی تھیں پس ان میں سے کسی بیوی صاحبہ کا انتقال امت کے لیے ایک المیہ ہے اور ڈرانے والی نشانیوں میں مثلاً کسوف و خسوف کے وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے پس اس نشانی کے ظہور کے وقت بھی نماز نہ سہی سجدہ آیات کرنے میں کیا حرج ہے؟ اور فجر اور عصر کے بعد نفلیں تو مکروہ ہیں مگر سجدہ تلاوت جائز ہے پس سجدہ آیات بھی جائز ہے۔

۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بھی نبیوں سے رشتہ ہے

(۳۸۲۷) قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَلَا قُلْتُ فَكَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَآبِي هَارُونَ وَعَيَّتِي مُوسَى وَكَانَ الَّذِي بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوا نَحْنُ أَكْرَمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا وَقَالُوا نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهِ.

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے مجھے حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک ناپسندیدہ بات کا پتا چلا تھا میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کیا تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو؟ جبکہ حضرت محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام میرے جد امجد ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پتہ چلی تھی کہ دیگر ازواج نے یہ کہا تھا ہم نبی اکرم ﷺ کے نزدیک اس عورت سے زیادہ معزز ہیں ان خواتین نے یہ کہا تھا ہم نبی اکرم ﷺ کی ازواج ہیں آپ کے چچا زاد ہیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے قرب وفات کی اطلاع ازواج کو نہیں دی تاکہ وہ بے قرار نہ ہوں

(۳۸۲۸) أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَتَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةٌ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ.

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی میں کوئی بات کی وہ رونے لگی پھر آپ ﷺ نے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے رونے پھر ہنسنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ بتایا تھا آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے تو میں رو پڑی پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا میں جنت کی تمام خواتین کی سردار ہوں صرف (مریم بنت عمران علیہا السلام) اس سے خارج ہیں تو میں ہنس پڑی۔

۴۔ نبی ﷺ کا ازواج کے ساتھ بہترین برتاؤ

(۳۸۲۹) عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةُ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بِنْتُ يَهُودِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِي حَفْصَةُ ابْنِي يَهُودِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّكَ لَا بِنْتَ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَّكَ لَنَبِيٍّ وَإِنَّكَ لَتَنَحْتِ نَبِيٍّ فَفِيمَ تَفْعَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّبِعِي اللَّهَ يَا حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ پتہ چلا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے وہ رونے لگی نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم کیوں رو رہی ہو انہوں نے جواب دیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے میرے بارے میں یہ کہا ہے میں یہودی کی بیٹی ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک نبی کی بیٹی ہو تمہارے چچا ایک نبی ہیں تم ایک نبی کی بیوی ہو تو کس بات پر وہ تمہارے مقابلے میں فخر کرے گی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہے اے حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈرو۔

(۳۸۳۰) خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعَوْهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے بارے میں تم سب سے بہتر ہوں جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو یعنی (برائی کے ساتھ اس کا تذکرہ نہ کرو)۔

۵۔ آپ ﷺ ہر کسی سے دل صاف رکھتے تھے

(۳۸۳۱) لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُخْرَجَ إِلَيْهِمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ قَالَ

عَبْدُ اللَّهِ فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَتَتْهُنَّ إِلَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُولَانِ وَاللَّهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِي قَسَمَهَا وَجْهَ اللَّهِ وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةَ فَتَثَبْتُ حِينَ سَمِعْتُهُمَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَخْبَرْتُهُ فَأَحْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ دَعْنِي عَنْكَ فَقَدْ أُؤْذِي مُوسَى بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبْرًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے صحابہ میں سے کوئی بھی شخص میرے سامنے کسی کو کوئی برائی پیش نہ کرے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں ان میں سے کسی کے پاس جاؤں تو میرا دل صاف ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مال آیا آپ نے اسے تقسیم کیا اس کے بعد میں دو آدمیوں کے پاس گیا تو وہ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم حضرت محمد ﷺ نے اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے (اجر و ثواب) کا ارادہ نہیں کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے بہت بری لگی میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اس حوالے سے حضرت موسیٰ کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا۔

(۳۸۳۲) لَا يُبْلَغُنِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کسی شخص کے بارے میں مجھ تک کوئی بات نہ پہنچاؤ اسی روایت کا کچھ حصہ ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔



فضائل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(دیکھیں مناقب باب ۱۰۵)

نبی ﷺ کو حکم ملا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قرآن سنائیں

باب ۵۸

(۳۸۳۳) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا) وَقَرَأَ فِيهَا إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الْخَنِيفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا الْمَجُوسِيَّةُ مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ وَقَرَأَ عَلَيْهِ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَا بُتْعَى إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَا بُتْعَى إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا تَرَابٌ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی ہے میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے یہ سورت تلاوت کی ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ آپ نے اس میں یہ کہا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین ایک ہی ہے جو صحیح مسلمان (دین ہے) یہودی عیسائی یا مجوسی نہیں ہے جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا نبی اکرم ﷺ نے ان کے سامنے یہ بھی کہا اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری کی طلب کرے گا اگر دوسری ہو تو تیسری کی طلب کرے گا اگر دوسری ہو تو وہ تیسری کی طلب کرے گا ابن آدم کے پیٹ کو صرف اپنی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

فضائل انصار و قریش

انصار: اوس و خزرج اور ان کے حلیف قبائل ہیں اور قریش کون لوگ ہیں؟
اس میں تین قول ہیں فہر بن مالک کی اولاد نضر بن کنانہ کی اولاد اور قصى بن کلاب کی اولاد (ابواب المناقب کے شروع میں نبی ﷺ کا نسب نامہ دیکھیں) پہلے دو قول مشہور ہیں تیسرا قول شاذ ہے اس باب میں گیارہ روایتیں ہیں دو میں قریش کا ذکر ہے۔ ان میں انصار کا۔

۱۔ جعرانہ میں اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انصار کی بددلی اور نبی ﷺ کا ان سے خطا۔

باب ۵۹

(۳۸۳۴) لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهَذَا الْأَسْنَادُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ سَلَكَ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الْأَنْصَارِ.

ترجمہ: طفیل بن ابی کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میرا سار کا ایک فرد ہوتا۔ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے اگر انصار ایک وادی میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گھائی میں چلیں تو میں انصار کے ساتھ ہوں گا۔

۲۔ انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی بغض رکھتا ہے

(۳۸۳۵) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَّنْ أَحَبَّهُ اللَّهُ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ فَقَالَ إِيَّاهِ حَدَّثَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم ﷺ نے انصار کے بارے میں یہ فرمایا ہے ان سے صرف مؤمن محبت رکھے گا اور صرف منافق اس سے بغض رکھے گا جو ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ بھی اس سے بغض رکھے گا (راوی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے استاد سے پوچھا کیا آپ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی زبانی خود یہ حدیث سنی ہے انہوں نے ہاں انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

انصار کے دونوں خاندان (اوس و خزرج) قحطانی ہیں اور مہاجرین کی اکثریت عدنانی تھی اور قحطان و عدنان کے درمیان موروثی عداوت چلی آرہی تھی اس لیے انصار سے محبت کرنے کا حکم دیا تاکہ مہاجرین و انصار شیر و شکر ہو جائیں۔

۳۔ انصار کے اوصاف اور نبی ﷺ کا ان سے خصوصی تعلق

۴۔ قریش کا ذکر خیر اور ان کے لیے دعا

(۳۸۳۶) عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ فَقَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ ﷺ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْزَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَالسَّكَّتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتِ الْوَادِي الْأَنْصَارُ وَشِعْبَهُمْ !

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے انصار کے کچھ افراد کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کیا تمہارے درمیان کوئی اور تو نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی نہیں صرف ہمارا ایک بھانجا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قوم کا بھانجا ان کا ایک فرد ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا قریش کے لوگ زمانہ جاہلیت اور مصیبت کے قریب ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ میں ان کی دلجوئی کروں کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ انہوں نے جواب دیا جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی اور ایک گھاٹی میں جائیں اور انصار دوسری گھاٹی یا وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

(۳۸۳۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُعْزِيهِ فِيْمَنْ أُصِيبَ مِنْ أَهْلِهِ وَبَنِي عَوْنِهِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنِّي أَبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْزُّنَّارِ وَالْأَنْصَارِ وَالزُّنَّارِ ذُرَارِيَهُمْ .

ترجمہ: نضر بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد اور آپ ﷺ کے چچا زاد بھائیوں سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد اور آپ کے چچا زاد بھائیوں کے بارے میں شہید ہونے پر ان سے تعزیت کی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو خط میں لکھا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ خوشخبری سناتا ہوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ انصار کی مغفرت کر دے انصار کے بچوں کی مغفرت کر دے ان کے بچوں کے بچوں کی مغفرت کر دے۔

(۳۸۳۸) قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأُ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعَفَّةً صَبْرًا .

ترجمہ: محمد بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی قوم کو میرا سلام کہنا کیونکہ میرے علم کے مطابق یہ لوگ پاک دامن اور صابر ہیں۔

(۳۸۳۹) إِلَّا إِنْ عَيْبَتِي النَّبِيُّ أَوْ مَنِ إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي وَإِنْ كَرِهِي الْأَنْصَارُ فَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوا مِنْ حُسْنِهِمْ۔ ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں وہ میرے خاص قریبی لوگ جن کی طرف میں لوٹ کر جاتا ہوں وہ میرے گھر والے ہیں اور میرے قابل اعتماد لوگ انصار ہیں تو تم ان کے برے شخص کو معاف کر دینا اور اچھے شخص کی اچھائی کو قبول کرنا ہے۔

(۳۸۴۰) مَنْ يُرِدْ هَؤُلَاءِ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللَّهُ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قریش کو رسوا کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا۔

(۳۸۴۱) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَبْغُضُ الْأَنْصَارُ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والا شخص انصار کو ناپسند نہیں کر سکتا۔

(۳۸۴۲) الْأَنْصَارُ كَرِهِي وَعَيْبَتِي وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقْلُونَ فَاقْبَلُوا مِنْ حُسْنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انصار میرے قابل اعتبار اور رازدار لوگ ہیں لوگ زیادہ ہوتے چلے جائیں گے تو یہ کم ہوتے چلے جائیں گے تو یہ کم ہوتے چلے جائیں تو تم ان میں سے اچھے شخص کی اچھائی کو قبول کرنا اور برے شخص کی برائی سے درگزر کرنا۔

(۳۸۴۳) اللَّهُمَّ أَذَقْتُ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَآذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو نے قریش کو پہلے رسوائی کا ذائقہ چکھایا اب انہیں مہربانی کا ذائقہ چکھا دے۔

(۳۸۴۴) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلَا بِنَاءَ الْأَنْصَارِ وَلَا بِنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِإِنْسَاءِ الْأَنْصَارِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ نے یہ دعا کی اے اللہ انصار کی مغفرت کر دے انصار کے بچوں کی مغفرت کر دے ان کے بچوں کی مغفرت کر دے انصار کی خواتین کی مغفرت کر دے۔

بطون انصار میں کون سا بطن بہتر ہے؟

باب ۶۰

(۳۸۴۵) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ أَوْ بِخَيْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُمْ كَالرَّائِي بِيَدَيْهِ قَالَ وَفِي دُورِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندان کے بارے میں نہ بتاؤں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) سب سے بہتر انصار کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بنو نجار ہیں پھر ان کے بعد بنو عبد الاشہل ہیں پھر ان کے بعد بنو حارث بن خزرج ہیں پھر ان کے بعد بنو ساعدہ ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے انگلیوں کو بند کرتے ہوئے یوں کھولا جیسے کوئی کچھ پھینکتا ہے اور فرمایا ویسے انصار کے تمام افراد بہتر ہیں۔

(۳۸۳۶) خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ دُورُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انصار کے تمام خاندانوں میں سے بہترین بنو نجار ہیں ان کے بعد عبد الاشہل ہیں ان کے بعد بنو حارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں ویسے انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے نبی اکرم ﷺ نے دوسرے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے تو ان سے کہا گیا نبی اکرم ﷺ نے آپ لوگوں کو بھی بہت سے لوگوں پر ترجیح دی ہے۔

(۳۸۳۷) خَيْرُ دِيَارِ الْأَنْصَارِ بَنُ النَّجَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار ہیں۔

(۳۸۳۸) خَيْرُ الْأَنْصَارِ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انصار کا بہترین خاندان بنو عبد الاشہل ہیں۔

تشریح: انصار (اوس و خزرج) کے بہت سے بطون ہیں نبی نے ان میں سے چار بطون کا بالترتیب بہتر قرار دیا ہے وہ یہ ہیں: (۱) بنو النجار: نسبت نجاری خزرج کا بطن ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول اللہ ﷺ) اسی بطن سے ہیں اور یہی بطن نبی ﷺ کا نہال ہے۔

(۲) بنو عبد الاشہل: نسبت: اشہلی: اوس کا بطن ہے حضرت اسید بن حضیر اشہلی اسی بطن سے ہیں۔

(۳) بنو الحارث: نسبت حارثی: خزرج کا بطن ہے حضرت رافع بن خدیج حارثی اسی بطن سے ہیں۔

(۴) بنو ساعدہ: نسبت ساعدی خزرج کا بطن ہے حضرت سعد بن عبادہ ساعدی اسی بطن سے ہیں۔

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے چار روایتیں ذکر کی ہیں۔

فضائل مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً

۱۔ مدینہ منورہ کی چیزوں میں برکت کی دعا

(۳۸۴۹) خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِحَجْرَةِ السَّقِيَا الَّتِي كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ائْتُونِي بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي مَدِينِهِمْ وَصَاعِيهِمْ مِثْلَى مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم حراہ سقیا جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا علاقہ ہے وہاں پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی لاؤ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا پھر دعا کی۔ اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے خاص بندے اور تیرے خلیل تھے اور انہوں نے مکہ کے لیے برکت کی دعا کی تھی میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد اور ان کے صاع میں ان کے لیے برکت کر دے اسی طرح جس طرح تو نے اہل مکہ کے لیے برکت عطا کی تھی اور اس کے ساتھ مزید اور برکت بھی کر دے جو دگنی ہو۔

یہ دعا پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا رای الباکورۃ من الشہر میں آچکی ہے۔

۲۔ قبر اطہر اور منبر نبوی کے درمیان جنت کی کیاری

(۳۸۵۰) مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کا ایک باغ ہے۔

(۳۸۵۱) قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَهَذَا الْأُسْنَادُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ قِيمًا سِوَاكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کہ جگہ جنت کا ایک باغ ہے۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے

۳۔ مدینہ میں قیام اور موت کی فضیلت

(۳۸۵۲) مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہو سکتا ہو اسے وہیں فوت ہونا چاہیے کیونکہ جو شخص یہاں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۳۸۵۳) اَنَّ مَوْلَاهُ لَهُ اَتَتْهُ فَقَالَتْ اَسْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَاِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُخْرَجَ اِلَى الْعِرَاقِ قَالَ فَهَلَّا اِلَى الشَّامِ اَرْضُ الْمَنْشَرِ اَصْدِرْنِي لَكَاجِ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَا وَاِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا اَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان کی ایک کنیز ان کے پاس آئی اور بولی میرے لیے (مدینہ منورہ میں) وقت گزارنا مشکل ہوتا جا رہا ہے میں یہ چاہتی ہوں کہ میں عراق چلی جاؤں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا تم شام کیوں نہیں چلی جاتی ہو؟ جو حشر و نشر کی سر زمین ہے اور تم صبر سے کیوں کام نہیں لیتی ہو؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص (مدینہ منورہ) کی شدت اور پریشانی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ بنوں گا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) شفاعت کرنے والا بنوں گا۔

۴۔ مدینہ منورہ آخر تک آباد رہے گا

(۳۸۵۴) اُخْرِ قَرْيَةً مِّنْ قُرَى الْاِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِينَةَ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسلامی شہروں میں سب سے آخر میں مدینہ منورہ بے آباد ہوگا۔

۵۔ مدینہ بھی ہے جو دھات کے میل کو دور کرتی ہے

(۳۸۵۵) اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَهُ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْاَعْرَابِيَّ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اَقْلِبْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقْلِبْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى فَقَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفَعِي حَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا.

تَرْجِمَتُہَا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اسے بخار ہو گیا وہ دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میری بیعت مجھے واپس کر دیں آپ ﷺ نے اسے انکار کر دیا تو وہ دیہاتی چلا گیا وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا پھر بولا میری بیعت مجھے واپس کر دیں آپ ﷺ نے انکار کر دیا پھر وہ (شہر مدینہ سے ہی) چلا گیا آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ بھی کی طرح ہے جو میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور صاف ستھری چیز کو نکھار دیتی ہے۔

۶۔ مدینہ کا بھی حرم ہے

(۳۸۵۶) اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الطَّبَاءَ تَزْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا دَعَرْتُهَا اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ لَا بَتَّيْهَا حَرَامٌ.

ترجمہ: سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اگر میں مدینہ منورہ میں کسی ہرن کو چلتا ہوا دیکھوں تو میں اسے خوفزدہ نہیں کروں گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اس کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ حرم ہے۔

۷۔ مدینہ تین ہجرت گا ہوں میں سے ایک ہے

(۳۸۵۷) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أَحَدُ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ مُّحِبُّنَا وَمُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے احد پہاڑ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں (پھر آپ ﷺ نے دعا کی) اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا میں اس (مدینہ منورہ) کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔

(۳۸۵۸) قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنِّي هُوَ لَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلَتْ فِيهِ دَارُ هَجْرَتِكَ الْمَدِينَةُ أَوِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ قَنْسَرَيْنِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ بات وحی کی ہے ان تین جگہوں میں سے جہاں بھی تم پڑاؤ کرو گے وہی تمہارا دارالہجرت ہوگا مدینہ بحرین قنسرین۔

(۳۸۵۹) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأَوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے مدینہ منورہ کی سختی اور شدت پر جو شخص صبر سے کام لے گا میں قیامت کے دن اس کے لیے شفات کرنے والا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گواہ ہوں گا۔



فضائل مکہ مکرمہ زادھا اللہ تکریمًا

باب ۶۲

(۳۸۶۰) رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ واقِفًا عَلَى الْحُزْوَةِ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَلَوْ لَا أَنِّي أَخْرَجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نکالنا نہ جارہا ہوتا تو میں (تجھے چھوڑ کر) نہ جاتا۔

(۳۸۶۱) لِمَكَّةَ مَا أَطْيَبَكَ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكَ إِلَيَّ وَلَوْ لَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكَ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكَ.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے مکہ سے فرمایا تو کتنا بہترین شہر ہے اور مجھے کتنا پسند ہے؟ اگر مجھے میری قوم نے تجھ سے نہ نکالا ہوتا تو میں تیرے علاوہ کہیں اور نہ ٹھہرتا۔

فائدہ: علماء میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ کوئی مکہ کو افضل کہتا ہے کیونکہ وہاں کعبہ شریف ہے اور حرم کی میں نماز کا ثواب ایک لاکھ ہے اور کوئی مدینہ کو افضل کہتا ہے۔ کیونکہ وہاں قبر اطہر ہے اور مذکورہ حدیثیں مکہ کی افضلیت کی طرف مشیر ہیں اور فیصلہ یہ ہے کہ جہتیں مختلف ہیں اور ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے

فضائل عرب اعزہم اللہ

باب ۶۳

عرب: سامی نسل لوگ: جزیرہ نمائے عرب کے باشندے جمع اعراب..... الاعراب: دیہات کے رہنے والے عرب بدو جو بارشوں اور سبزہ والے مقامات میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

۱۔ عربوں سے بغض نبی ﷺ کے بغض تک مفضی ہوگا۔

(۳۸۶۲) قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا سَلْمَانُ لَا تَبْغُضْنِي فَتَفَارِقَ دِينَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَبْغُضُكَ وَبِكَ هَذَا اللَّهُ قَالَ تَبْغُضُ الْعَرَبَ فَتَبْغُضْنِي.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمان تم مجھ سے بغض نہ رکھنا ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دین سے الگ ہو جاؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں؟ جبکہ آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تم عربوں سے بغض رکھو گے تو مجھ سے یہی بغض رکھو گے۔

ألفت ومحبت اور بغض وعداوت کا معاملہ یکساں ہے

۲۔ جو عربوں کو دھوکہ دے گا وہ آپ ﷺ کی شفاعت و مودت سے محروم رہے گا

(۳۸۶۳) مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي وَلَمْ تَنْتَلِهِ مَوَدَّتِي.

تَرْجِمَتُہَا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص عربوں کے ساتھ خیانت کرے گا وہ میری شفاعت کے مستحقین میں داخل نہیں ہوگا اور میری محبت اسے نصیب نہ ہوگی۔

اگر کسی کو عربوں سے نفرت ہوگی تو وہ نبی ﷺ کی نفرت تک مفضی ہوگی اس لیے فرمایا مجھ سے بغض مت رکھو یعنی عربوں سے بغض مت رکھو ورنہ تمہارے دین کی خیر نہیں۔

۳۔ عربوں کی ہلاکت قرب قیامت کی علامت ہے

(۳۸۶۴) كَانَتْ أُمُّ الْحُرَيْرِ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهَا إِنْ تَرَكَ إِذَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنْ

الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكَ قَالَتْ سَمِعْتُ مُوَلَّاهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكَ الْعَرَبِ.

ترجمہ: محمد بن ابورزین اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں سیدہ ام حریر رضی اللہ عنہا کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی عرب فوت ہوتا تھا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی تھی ان سے کہا گیا ہم نے آپ کو دیکھا کہ جب کوئی عرب شخص فوت ہوتا ہے تو اس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی تو انہوں نے جواب دیا میں نے اپنے آقا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی عربوں کا ہلاک ہو جانا ہے۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ام الحریر مجہولہ ہیں۔

۴۔ خروج دجال کے وقت عرب تھوڑے رہ جائیں گے

(۳۸۶۵) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ حَتَّى يَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيلٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے عنقریب لوگ دجال سے بچنے کے لیے بھاگیں گے اور پہاڑوں تک چلے جائیں گے حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عرب اس زمانے میں کہاں ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔

۵۔ عرب سامی نسل ہیں

(۳۸۶۶) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَامُ أَبُو الْعَرَبِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّومِ وَحَامُ أَبُو الْحَبَشِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے سام عربوں کے جد امجد ہیں یافث رومیوں کے جد امجد ہیں حام حبشیوں کے جد امجد ہیں۔ یہ حدیث پہلے (۳۲۵۵ میں آچکی ہے)۔



فضائل عجم اکرمہم اللہ

العجم: خلاف العرب، واحد عجمی غیر عربی (خواہ عربی زبان بولتا ہو یا نہ بولتا ہو) بطور خاص ایرانیوں (فارسیوں) کا اسم علم یا علم درست کر لیں۔

۱۔ عجمیوں پر عربوں سے زیادہ اعتماد

باب ۶۴

(۳۸۶۷) ذُكِرَتْ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَأْبَهُمْ أَوْ بَعْضُهُمْ أَوْ ثَقِيَ بِكُمْ أَوْ بَعْضُكُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے عجمیوں کا تذکرہ کیا گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے ان میں سے بعض لوگوں پر تم سے زیادہ اعتماد

ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم لوگوں سے زیادہ اعتماد ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے صالح راوی غیر صالح (ضعیف) ہے اور یہ حدیث صرف ترمذی میں ہے اور حدیث کا شان و رود مذکور نہیں کہ عجمیوں کا کیا تذکرہ ہوا تھا؟ اس لیے حدیث کا مطلب بھی واضح نہیں کہ نبی ﷺ نے عربوں سے زیادہ عجمیوں پر اعتماد کس بات میں کیا؟

۲۔ ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی کچھ عجمی اس کو حاصل کر لیتے

(۳۸۶۸) كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمَهُ قَالَ وَسَلَّمَانِ الْفَارِسِيُّ فَيِنَّا قَالَ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلَمَانَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاولَهُ رَجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سورہ جمعہ نازل ہوئی اس وقت ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے اسے تلاوت کیا جب آپ ﷺ اس آیت تک پہنچے۔ اور ان میں سے بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔

ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان بعد میں آنے والے لوگوں سے مراد کون سے لوگ ہیں؟ جو ہم سے نہیں ملے ہیں تو آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان موجود تھے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (ستارے) پر (موجود) ہو تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ وہاں تک بھی پہنچ جائیں گے۔

✽

فصل یمن

۱۔ اہل یمن کے لیے دعا

باب ۶۵

(۳۸۶۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قَبْلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف منہ کر کے دعا کی:

”اے اللہ! ان لوگوں کے دلوں کو (اسلام کی طرف پھیر دے) اور ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا کر دے۔“

۲۔ یمن والوں کی خوبیاں

(۳۸۷۰) أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفْعِدَّةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اہل یمن تمہارے پاس آ رہے ہیں جو بڑے نرم دل اور مہربان طبیعت کے مالک ہیں ایمان یمنی ہے حکمت یمنی ہے۔

۳۔ یمن والوں میں امانت داری ہے

(۳۸۷۱) الْمَلِكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بادشاہت قریش میں ہوگی قضا کا محکمہ انصار میں ہوگا اذان حبشہ میں ہوگی اور امانت ازد (قبیلہ) یعنی یمن میں ہے۔

۴۔ یمن کے قبیلہ ازد کی اہمیت

(۳۸۷۲) الْأَزْدُ أَسَدُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَصْعُقُوهُمْ وَيَأْتِيَ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَرَفَعَهُمْ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا يَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ازد (یعنی یمنی لوگ) زمین میں اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں پست کر دیں جبکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انہیں سر بلندی عطا کرے عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جب کوئی شخص یہ کہے گا اے کاش میں یمنی ہوتا اے کاش میری ماں یمنی ہوتی۔

(۳۸۷۳) حَدَّثَنِي غِيلَانُ ابْنُ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنْ لَمْ نَكُنْ مِنَ الْأَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ.

ترجمہ: غیلان بن جریر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے اگر ہم لوگ یمنی نہ ہوتے تو ہم لوگ کامل لوگ نہ ہوتے۔

۵۔ یمن کے قبیلہ حمیر کے لیے دعا اور ان کی خوبیاں

(۳۸۷۴) أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ أَحْسَبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْعَنَ حَمِيرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشَّقِ الْأَخِيرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشَّقِ الْأَخِيرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَحِمَ اللَّهُ حَمِيرًا أَفَوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَأَيَّدِيَهُمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلُ آمِنٍ وَإِيمَانٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا میرا خیال ہے وہ قیس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ حمیر قبیلہ پر لعنت کریں آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا وہ دوسری سمت سے آپ ﷺ کے سامنے آیا نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری سمت سے آپ ﷺ کے سامنے آیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حمیر قبیلہ کے لوگوں پر رحم کرے کیونکہ ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا ہے اور وہ امن اور ایمان والے لوگ ہیں۔

قبائل غفار، اسلم جہینہ اور مزینہ کا ذکر

باب ۶۶

(۳۸۷۵) الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَمْوَالٌ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے انصار مزینہ جہینہ غفار اشجع بنو عبد الدار کے جتنے گھرانے ہیں یہ سب کے افراد میرے ساتھی ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کے مددگار ہیں۔

(۳۸۷۶) أَسْلَمَ سَأَلَهَا اللَّهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَعُصَيَّةٌ عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اسلم قبیلہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلہ کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور عصبہ قبیلہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

(۱) غفار یمن کا مشہور قبیلہ: جس سے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) اسم نام کے تین قبیلے تھے: اسم خزاعہ، اسلم مذحج اور اسلم بجیلہ معلوم نہیں حدیث میں کون سا قبیلہ مراد ہے۔

(۳) جہینہ قبیلہ قضاہ کا بطن ہے جس سے حضرت عقیقہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۴) مزنیہ مشہور قبیلہ ہے جس سے حضرت عبد اللہ بن المغفل مزنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۵) اشجع بھی قبیلہ ہے جس سے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ اشجعی رضی اللہ عنہ اور حدیث کے راوی ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ثقیف اور بنو حنیفہ وغیرہ قبائل کا ذکر

۱۔ ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا

باب ۶۷

(۳۸۷۷) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْرِقْنَا نَبَالَ ثَقِيفٍ فَأَدْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو ثقیف نے ہمیں قبروں کے ساتھ جلا دیا آپ ﷺ ان کے لیے دعائے ضرر کیجئے نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ثقیف قبیلہ کو ہدایت عطا کر۔

ثقیف قبیلہ ہوازن کی شاخ ہے۔ غزوہ حنین کے بعد غزوہ طائف پیش آیا ہے ثقیف قبیلہ طائف میں رہتا تھا وہ قلعہ بند ہو گیا اور اندر سے تباہ کن تیر اندازی شروع کر دی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا آپ ﷺ ان کے لیے بد دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم الھد ثقیفا۔ اے اللہ ثقیف کو ہدایت عطا فرما چنانچہ بعد میں پورا ثقیف قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

۲۔ ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ سے ناگواری

(۳۸۷۸) مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفًا وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ وصال کے وقت تین قبیلوں کو ناپسند کرتے ہیں ثقیف بنو حنیفہ اور بنی امیہ۔

(۳۸۷۹) فِي ثَقِيفٍ كَذَابٌ وَمُبِيتٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ثقیف قبیلہ کے بارے میں فرمایا یہ کذاب ہیں اور ہلاک کرنے والے ہیں۔
تشریح: کہتے ہیں ثقیف کی مختار بن ابی عبید اور حجاج بن یوسف کی حرکتوں کی وجہ سے اور بنو حنیفہ کو مسلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی وجہ سے اور بنو امیہ کو عبید اللہ بن ابی زیاد (یزید کے چچا زاد بھائی) کی خباثت کی وجہ سے (جو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تھی ناپسند کیا ہے۔

۳۔ ثقیف میں مہاجھوٹا اور ہلاک ہوں گے

(۳۸۸۰) أَنْ أَعْرَابِيًّا أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكْرَاتٍ فَتَسَخَّطَهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكْرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةَ إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقِيفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ایک جوان اونٹنی تحفہ کے طور پر پیش کی تو آپ ﷺ نے اس کے عوض میں چھ جوان اونٹنیاں اسے عطا کی لیکن وہ اس بات سے ناراض ہوا اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے فرمایا: فلاں شخص نے ہمیں تحفہ کے طور پر ایک اونٹنی دی ہم نے بدلے میں اسے چھ اونٹنیاں دیں تو وہ پھر بھی ناراض رہا میں نے یہ ارادہ کیا میں صرف کسی قریشی انصاری ثقیفی یا دوسی شخص کا تحفہ قبول کیا کروں۔

تشریح: مختار بن ابی عبید (۶۷ھ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سالاد تھا کہتے ہیں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور قافیہ بازی کرتا تھا اور

اس کو وحی قرار دیتا تھا اور حجاج کے ظلم، سے ہر شخص واقف ہے۔

۴۔ اب میں صرف قریشی، انصاری ثقفی یا دوسی کا ہدیہ قبول کروں گا

(۳۸۸۱) أَهْدَى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فِرَازَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً مِّنْ إِبِلِهِ الَّتِي كَانُوا أَصَابُوا بِالْغَابَةِ فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضُ الْعَوَاضِ فَتَسَخَّطَهُ فَسَبَّحَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى هَذَا الْهَبْرِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْعَرَبِ يُهْدِي أَحَدَهُمُ الْهَدْيَةَ فَأَعَوَّضَهُ مِنْهَا بِقَدَرٍ مَا عِنْدِي ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ فَيَظْلُ يَتَسَخَّطُ عَلَى وَائِمِ اللَّهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِي هَذَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدْيَةً إِلَّا مِنْ قُرَيْشٍ أَوْ أَنْصَارٍ أَوْ ثَقَفٍ أَوْ دَوْسٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو فزارہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی تحفے کے طور پر پیش کی جو ان لوگوں کو غابہ کے مقام سے ملی تھی نبی اکرم ﷺ نے اس کے عوض میں کوئی چیز دی تو وہ ناراض ہو گیا میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا دیہاتیوں سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ ایسے ہیں جب وہ تحفہ دیتے ہیں تو میں انہیں اس کے بدلے میں وہ چیز دیتا ہوں جو میرے پاس ہوتی ہے تو وہ پھر بھی ناراض ہو جاتے ہیں اور اس بارے میں مجھ سے ناراض ہی رہتے ہیں اللہ کی قسم آج کے بعد میں کسی دیہاتی کا تحفہ قبول نہیں کروں گا صرف کسی قریشی انصاری ثقفی یا دوسی کا تحفہ قبول کروں گا۔

۵۔ قبیلہ اسد اور اشعر کی تعریف

(۳۸۸۲) نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسَدُ وَالْأَشْعَرِيُّونَ لَا يَفِرُّونَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغْلَوْنَ هُمْ مِثِّي وَأَنَا مِثْلُهُم.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بنو اسد اور بنو اشعر بہترین قبیلے ہیں یہ لوگ جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کرتے اور مال غنیمت میں کبھی دھوکہ نہیں کرتے یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

۶۔ قبائل اسلم وغفار کے لیے دعا اور قبیلہ عصبہ محروم

(۳۸۸۳) أَسْلَمُ سَأَلَهَا اللَّهُ وَغَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اسلم قبیلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلے کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔

(۳۸۸۴) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَسْلَمُ سَأَلَهَا وَغَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَعُصَيَّةٌ عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسلم قبیلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلے والوں کی مغفرت کے عصیہ قبیلے والوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

۷۔ قبائل عرب میں تفاضل

(۳۸۸۵) وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغَفَارٌ وَأَسْلَمٌ وَمُرَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةَ وَمَنْ كَانَ مِنْ

مَزِينَةٌ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيْبٍ وَغُطْفَانٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے غفار اسلم مزینہ اور جہینہ (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے) قبیلے کے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسد طے غطفان (قبیلے کے لوگوں سے) بہتر ہوں گے۔

تشریح: مسلم شریف (حدیث ۲۵۲۲ کتاب فضائل الصحابة حدیث ۱۹۳) میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے مفصل ہے اس سے اس حدیث کے سمجھنے میں مدد ملے گی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اقرع بن حابس (تمیمی) نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا آپ ﷺ سے حاجیوں کا سامان چرانے والے قبائل اسلم غفار مزینہ اور جہینہ نے بیعت اسلام کی ہے پس آپ ﷺ نے فرمایا تلاؤ اگر اسلم غفار مزینہ اور جہینہ بہتر ہوں بنو تمیم بنو عامر اسد اور غطفان سے تو وہ گھائے اور خسارے میں رہیں گے یا نہیں؟ اقرع نے جواب دیا ہاں پس آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک وہ قبائل ان سے بہت بہتر ہیں۔

(۳۸۸۶) جَاءَ نَفَرٌ مِّن بَنِي تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبَشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا أَبَشَرْنَا نَنَا فَأَعْطَانَا قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَ نَفَرٌ مِّن أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى فَلَمْ يَقْبَلُهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا.

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کرو انہوں نے عرض کی آپ پہلے بھی ہمیں خوشخبری دے چکے ہیں اب کچھ مال عطا کریں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر یمن سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ خوشخبری قبول کرو جب بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا تھا تو ان لوگوں نے عرض کی ہم قبول کرتے ہیں۔

۸۔ شام اور یمن کے لیے دعا اور نجد محروم

(۳۸۸۷) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمَزِينَةٌ خَيْرٌ مِّن تَمِيمٍ وَأَسَدٍ وَغُطْفَانٍ وَبَنِي عَامِرِ ابْنِ صَعْصَعَةَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالَ الْقَوْمُ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ فَهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسلم غفار مزینہ قبیلے کے لوگ تمیم اسد غطفان بنو عامر بن صعصعہ نبی اکرم ﷺ نے اس لفظ کو بلند آواز میں ادا کیا ہے سے زیادہ بہتر ہیں۔ حاضرین نے کہا اس صورت میں یہ (دوسرے طبقے کے لوگ) محروم ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ (پہلے طبقے) کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

باب ۶۸

(۳۸۸۸) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا وَفِي تَجِدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا وَفِي تَجِدِنَا قَالَ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا اَوْ قَالَ مِنْهَا يُخْرِجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا کر اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا کر لوگوں نے عرض کی ہمارے نجد کے لیے بھی دعا کیجئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(۳۸۸۹) قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُولِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طُوبَى لِلشَّامِ فَقُلْنَا لَا بِيْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بِاسِطَةٍ اَجْنَحَتَهَا عَلَيْهَا.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآن اکٹھا کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شام والوں کے لیے خوشخبری ہے ہم نے دریافت کیا وہ کس وجہ سے یا رسول اللہ ﷺ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ رحمن کے فرشتوں نے اپنے پران پر پھیلائے ہوئے ہیں۔

(۳۸۹۰) لَيَسْتَهْدِيْنَ اَقْوَامٌ يَّفْتَخِرُوْنَ بِاَبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجَعْلِ الَّذِيْ يُدْهِدُهُ الْحَزَاءُ بِاَنْفِهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُيْبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَحَّرَهَا بِالْاِلْبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یا تو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں گے جو جہنم کا کوئلہ ہیں یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہوں گے جو گوبر کا کیڑا ہوتا ہے اور اپنے ناک سے گوبر کی گولیاں بناتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کے تکبر اور باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے اب آدمی یا تو مومن اور پرہیزگار ہوگا یا گنہگار اور بد بخت کیونکہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

۹۔ نسب و خاندان پر اترانے کی ممانعت

(۳۸۹۱) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْكُمْ عُيْبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَحَّرَهَا بِالْاِلْبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کے تکبر اور

باپ دادا کے فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (اب لوگ) یا مومن اور پرہیزگار ہوگا یا گنہگار اور بد بخت ہوگا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

فضائل و مناقب کے بیان سے ایک ضرر کا اندیشہ تھا ممکن ہے کچھ لوگ اپنے اسلاف کے مفاخر پر اتر آئے لگیں اور یہ مناقب ان کے لیے نخوت و غرور کا باعث بن جائیں اس لیے یہ آخری باب لائے اور اس کے ذریعہ تنبیہ کی کہ اخلاف کو اسلاف کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور اولاد کو آباء کا نمونہ بننا چاہیے اسی سے نسبت میں چار چاند لگتے ہیں ورنہ نسبت دنیا و آخرت میں سر بلند نہیں کر سکتی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمائل النبی ﷺ

نبی ﷺ کی حیات طیبہ کا بیان

شمائل: شمل کی جمع ہے جیسے خصائل: خصال کی جمع ہے شمل کے معنی ہیں طبیعت عادت اور اخلاق اور مراد حیات طیبہ ہے امام ترمذی رحمہ اللہ کے اس رسالہ میں ۵۶ باب اور ۳۹۷ حدیثیں ہیں جن میں سے ۲۱۳ سنن ترمذی میں آچکی ہیں اور ۱۸۴ نئی روایتیں ہیں سنن کی آخری کتاب ابواب المناقب تھی وہ ابواب بھی سیرت طیبہ کے بیان سے شروع کئے گئے تھے مگر امام ترمذی نے محسوس کیا کہ ان ابواب سے حق ادا نہیں ہوا اس لیے یہ مستقل رسالہ سیرت طیبہ کے بیان میں سنن کے ساتھ لاحق کیا اور یہ جو عام تصور قائم ہو گیا ہے کہ شمائل مستقل تصنیف ہے

اہل السیر و دیگر بزرگان دین نے آنحضور ﷺ کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

عجیب و غریب واقعات پیدائش کے وقت

(۱) قال ابن عباس رضي الله عنهما فكان من دلالات حمل محمد ﷺ ان كل دابة كانت لقريش نطقت تلك الليلة وقالت حمل برسول الله ﷺ ورب الكعبة وهو امان الدنيا وسراج اهلها. (البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۷۲۰) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ماں کے پیٹ میں آنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس رات قریش کا ہر چوپایہ بولنے لگا اور وہ کہتا کہ حضور ﷺ رب کعبہ کی قسم ماں کے پیٹ میں آچکے ہیں۔ آپ ﷺ دنیا کے لیے امن اور اس کے رہنے والوں کے لیے چراغ (یعنی راہ ہدایت) ہیں۔

(۲) ولم يبق كاهن في قريش ولا قبيلة من قبائل العرب الا حجبت عن صاحبها وانتزع غلم الكهنة منها. (بحوالہ سابق)

ترجمہ: قریش اور عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا اور ان قبائل کا کوئی کاهن باقی نہیں بچا جس کے شیاطین ساتھی اس کے پاس آنے سے رک نہ گئے ہوں اور کاهن لوگوں سے ان کا علم چھین لیا گیا۔

(۳) ولم يبق سرير ملك من ملوك الدنيا الا أصبح منكوسا والملك مغرسا لا ينطق يومه لذلك.

(البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۷۲۰)

ترجمہ: دنیا بھر کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ایسا نہ بچا کہ اس کا تخت الٹ نہ دیا گیا ہو اور خود بادشاہ بھی گونگا ہو گیا اس دن بول نہ سکا۔

ہر صفت میں باکمال

اہل السیر و دیگر بزرگان دین نے آنحضور ﷺ کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

(۱) احلم الناس (۲) اشجع الناس (۳) اعدل الناس (۴) اسخى الناس (۵) اشد الناس حياء (۶) اشد الناس تواضعاً (۷) ارف الناس (۸) خیر الناس (۹) انفع الناس (۱۰) افصح الناس (۱۱) احسن الناس (۱۲) اجود الناس (۱۳) انجد الناس (۱۴) اشد الناس (۱۵) اوقر الناس (۱۶) اعلی الناس خلقاً (۱۷) اجمل الناس (۱۸) ارج الناس (۱۹) اوسع الناس صدر (۲۰) اصدق الناس۔ (بشریت رسول سید لعل شاہ بخاری ص ۱۴۰)

میرے آپؐ کے نبی ﷺ تمام کائنات میں سب حسینوں سے احسن سب جمیلوں سے اجل سب کاملوں سے اکمل تمام شریفوں میں اشرف تمام عزیزوں میں اعز اور سب ناموں میں اتم ہیں۔ بلکہ یوں سمجھ لیں کہ یہ تمام اسم تفصیل کے صیغے بھی چھوٹے اور کم ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کا مرتبہ اس کا بھی زیادہ ہے۔

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے آپ ﷺ کے نام کے چرچے

قال وهب ابن منبه اوحى الله تعالى الى النبي من الانبياء بنى اسرائيل يقال له شعيب ان قم في بنى اسرائيل فاني سأطلق لسانك بوحى فقام فقال۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی جن کو شعیب کہا جاتا ہے وحی بھیجی کہ تو بنی اسرائیل میں کھڑا ہو جا میں عنقریب تیری زبان پر وحی جاری کروں گا وہ کھڑے ہوئے اور کہا۔

يا سماء انصتى ويا ارض اسمعي اے آسمان تو خاموش ہو جائے اور اے زمین تو سن لے۔

ان الله يريد ان يدبر امرا اللہ کسی کام کی تدبیر کا ارادہ کرنا چاہتے ہیں۔

ويقضى شأننا اور ایک عظیم شان امر کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

يريد ان يحول الريف الى الفلاة اور یہ چاہتا ہے کہ جنگلوں بیابانوں کو سرسبزی کی چادر سے ڈھانپ لیں۔

والاجام في الغيطان والانهار في الصحارى اور نشیبی زمین کو جھاڑ و اشجار سے اور صحراؤں کو نہروں سے آراستہ کر دیں۔

يريد ان يبعث نبيا من الاميين امیوں میں سے ایک نبی امی کو بھیجنا چاہتے ہیں۔

ليس بفظ ولا غليظ وسخاب في الاسواق جو نہ سخت گوہوں گے اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔

لو يمر الى جنب السراج اگر وہ چراغ کے پاس سے گزرے۔

لم يطف من سكينته تو ان کی رفتار کی لطافت اور سکون کی وجہ سے چراغ بجھنے نہ پائے۔

ولو يمشي على القصب اليابس اگر ان کے قدم کسی خشک نرکل پر پڑیں گے۔

لم يسمع من تحت قدميه تو ان کے قدموں کے نیچے سے سرسراہٹ کی آواز سنائی نہ دے۔

ابعدہ بشیرا ونذیرا	میں اس کو بشارت دینے والا (جہنم سے) ڈرانے والا بھیجوں گا۔
لا یقول الخناء	وہ فضول باتیں نہیں کرے گا۔
افتح به اعینا عمیا	میں اس کے ذریعے سے اندھی آنکھوں کو بینا کروں گا۔
اذاناصما وقلوبا غلفا	اور بہرے کانوں کو صفت شنوائی دوں گا اور غافل دلوں کو ان کے ذریعے آگاہی دوں گا۔
واہب له کل خلق کریم	اور میں اسے تمام اخلاق کریمانہ ہبہ کروں گا۔
واسددة بکل امر جمیل	اور ان کی ہر اچھے معاملے میں درستی کرتا رہوں گا۔
واجعل السکينة لباسه	اور میں سکون کا لباس انہیں پہناؤں گا۔
والبر شعارة	بھلائی اور حسن سلوک کو ان کا شعار بنادوں گا۔
والتقوى ضمیرہ	اور ان کا دل سراپا میری خشیت ہوگا۔
والحکمة منطقہ	اور ان کے منہ سے حکمت کے بول جھڑ رہے ہوں گے۔
والصدق والوفاء طبیعتہ	اور سچائی اور وفا کو ان کی طبیعت بنادوں گا۔
والعفو والمعروف خلقہ	معافی درگزر اور بھلائی ان کا اخلاق بنادوں گا۔
والحق شریعتہ	اور حق کو ان کی شریعت بنادوں گا۔
والعدل سیرتہ	اور عدل و انصاف کو ان کی سیرت بناؤں گا۔
والهدی امامہ	اور ہدایت کو ان کا امام بناؤں گا۔
والاسلام ملتہ	اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا۔
واحمد اسمہ	اور احمد ان کا نام ہوگا۔
اھدی به بعد الضلالة	اور میں ان کے ذریعے سے لوگوں کو گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا۔
واعلم به بعد الجھالة	اور میں ان کے ذریعے سے جہالت کے بعد طوفان علم برپا کروں گا۔
وارفع به بعد الخبالة	اور میں ان کے ذریعے سے پست و کمزور لوگوں کو بلندی آفتاب دوں گا۔
واعرف به بعد النکرة	اور میں ان کے ذریعے سے حق سے بھٹکے ہوئے حق کی پہچان کراؤں گا۔
واکثر به بعد القلة	اور میں ان کے ذریعے قلت کو کثرت سے تبدیل کردوں گا۔
واغنی به بعد العیلة	اور میں ان کے ذریعے سے غریبوں کو مالدار بناؤں گا۔
اجمع به بین امم مختلفة	اور میں ان کے ذریعے مختلف امتوں کو جمع کروں گا۔
واعضاء متشتة	اور منتشر (بکھرے ہوئے) اعضاء کو جمع کروں گا۔
وقلوب متفرقة	اور ان کے ذریعے سے متفرق دلوں کو جوڑ دوں گا۔
واستنفذ به فئاما عظیمة من الهلکة	اور ان کے ذریعے سے بہت بڑی جماعت کو ہلاکت سے بچاؤں گا۔

واجعل امتہ خیر امة اخرجت للناس اور میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو انسانیت کی رہبری کرے گی۔
یأمرؤن بالمعروف وینہون عن المنکر اچھی باتوں کا حکم کرے گی اور بری باتوں سے منع کرے گی۔
موحدين مؤمنين مخلصين مصدقين بما جاءت رسلی۔

وہ توحید کی شمع جلانے والے اللہ پر ایمان لانے والے اخلاص والے اور ان سب کی تصدیق کرنے والے ہوں گے جو انبیاء رسول لے کر آئے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۷ تفسیر القرآن ص ۴۹۷ الامام الجلیل الحافظ عماد الدین) (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۷۵ ص ۳)

الفاظ نے آپ ﷺ کی شان کو بیان کیا

الف نے کہا اللہ کا نبی آیا ہے	ب نے کہا بانی اسلام آ رہا ہے
ت نے کہا تاجدار حرم آ رہا ہے	ث نے کہا ثروت والا آ رہا ہے
ج نے کہا جلیل القدر آ رہا ہے	ح نے کہا حبیب اللہ آ رہا ہے
خ نے کہا خاتم النبیین آ رہا ہے	د نے کہا داعی الی اللہ اور دلوں کو جوڑنے والا آ رہا ہے
ذ نے کہا ذالکتاب آ رہا ہے	ر نے کہا رحمۃ اللعالمین آ رہا ہے
ز نے کہا زمانے کا امام آ رہا ہے	س نے کہا ساقی کوثر آ رہا ہے
ش نے کہا شافی محشر آ رہا ہے	ص نے کہا صادق و امین آ رہا ہے
ض نے کہا ضعیفوں کا والی آ رہا ہے	ط نے کہا طہ آ رہا ہے
ظ نے کہا ظلم مٹانے والا آ رہا ہے	ع نے کہا عرب کا تاجدار آ رہا ہے
غ نے کہا غریبوں کا آقا آ رہا ہے	ف نے کہا فسق و فجور کا مٹانے والا آ رہا ہے
ق نے کہا قرآن والا آ رہا ہے	ک نے کہا کملی والا آ رہا ہے
ل نے کہا لا الہ الا اللہ والا آ رہا ہے	م نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ آ رہا ہے
ن نے کہا نبیوں کا امام آ رہا ہے	و نے کہا والضحیٰ کے چہرے والا آ رہا ہے
ہ نے کہا ہادی آ رہا ہے	ی نے کہا یتیموں کا والی آ رہا ہے

آپ ﷺ کا حسن و جمال

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ بن سمرہ فرماتے ہیں:

رایت النبی ﷺ فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فیلہو عندی احسن من القمر۔ (شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص ۷۲۲)

میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف

اور آپ ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا تو میں نے فیصلہ کر دیا کہ آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔
(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيت شيئاً أحسن من رسول الله ﷺ كان الشمس تجري في وجهه.
میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا (آپ ﷺ کا چہرہ اتنا منور تھا) گویا کہ چہرے میں سورج چل رہا ہے۔

(۳) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا:
صفی لنا رسول الله ﷺ. آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے۔
لورأيتہ رایت الشمس طالعة. اگر تم حضور ﷺ کو دیکھ لیتے تو تم سورج کو طلوع ہوتا گمان کرے۔
(مشکوٰۃ ج ۲ باب فضائل سید المرسلین)

چند دلچسپ واقعات

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چرخہ کاٹ رہی تھی اور آپ ﷺ بیٹھ کر اپنے جوتے سی رہے تھے اور پینے کے قطرے آپ کے ماتھے مبارک پر جمع تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کی طرف دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی (جیسے مبہوت ہو گئیں) ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا) تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا دیکھ رہی ہو کہنے لگی آپ کے ماتھے پر پسینہ کو چمکتا دیکھ کر مجھے ایک شاعر ابو کبیرہ الہذلی کا ایک شعر یاد آ گیا۔

واذا نظرت الى اسرة وجهه * برقت كبرق العارض المتهلل

تو تجھ پہ: جب میں اس کے ماتھے پر نظر ڈالتا ہوں تو یوں چمکتا ہے جیسے آسمان پر بجلیاں نظر آتی ہیں۔ (رحمۃ اللعالمین)

(۵) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑا سی رہی تھیں تو سوئی گر کر گرم ہو گئی اندھیرا تھا تلاش کیا مگر نہ ملی تو اچانک آپ ﷺ دروازے سے اندر داخل ہونے لگے تو داخل ہوتے ہی کمرہ ایسا منور ہو گیا کہ وہ سوئی چمکنے لگی اور وہ سوئی مل گئی۔ (رحمۃ اللعالمین ج دوم ص ۱۳۹)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللافاق شمس * شمسی خیر من شمس السماء

فان الشمس تطلع بعد الفجر * وشمسی طالع بعد العشاء

افلت شمس الاولین وشمسنا * ابدا علی افق العلی لا تغرب

تو تجھ پہ: ایک ہمارا سورج ہے ایک آسمان کا سورج ہے ہمارا سورج (محمد ﷺ) آسمان کے سورج سے بہتر ہے کیونکہ وہ سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے میرا سورج ایسا ہے جو عشاء کے بعد بھی طلوع ہوتا رہتا ہے پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کے کنارے پر (طلوع ہوتا ہے) جو غروب نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

کان رسول الله ﷺ فخمًا مفخمًا.

”آپ ﷺ خود اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسرے لوگوں کی نظروں میں بھی بڑے مرتبے والے تھے۔“

يتلألا وجهه تلاً لواء القمر ليلة البدر. آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔
اطول من المربع. آپ ﷺ کا قدم مبارک بالکل درمیانے قدم والے سے کسی قدر لمبا تھا۔
واقصر من المشذب. لیکن آپ ﷺ کا قدم زیادہ لمبے قدم والے سے چھوٹا تھا۔
عظیم الهامة. سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

رجل الشعر (ان انفرقت عقيقته) فرق والا فلا.

”بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ ﷺ خود مانگ نکلنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے۔“

يجاوز شعرة شحمة اذنيه (اذا هو وفرة).

جس زمانے میں آپ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے بڑھ جاتے تھے۔

ازهر اللون آپ ﷺ کا رنگ نہایت چمکدار تھا۔

واسع الجبين پیشانی کشادہ تھی۔

ازج الحواجب آپ کے آبرو خمدار اور باریک تھے۔

سوابغ في غير قرن دونوں آبرو جدا جدا تھے۔

يدرة الغضب ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

اقنى العرنين آپ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی۔

نور يعلوه اس پر ایک چمک اور نور تھا۔

يحسبه من لم يتامله اشم.

ابتداءً آپ ﷺ کو دیکھنے والا بڑی ناک والا گمان کرتا لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ وہ حسن کی چمک کی وجہ سے بلند ہے۔

كث اللحية آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان تھی۔

ادعج آپ ﷺ کی آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔

سهل الخدين دونوں رخسار ہموار اور ہلکے تھے۔

ضليع الفم آپ ﷺ کا منہ مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔

اشنب مفلج الاسنان دقیق المسربة.

آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک اور آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فاصلہ بھی تھا سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔

آپ ﷺ کی گردن موتی کی طرح چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

معتدل الخلق. آپ ﷺ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پر گوشت تھے۔

بادن متماسك. اور بدن گھٹا ہوا تھا

سواء البطن والصدر. پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا۔

عريض الصدر. لیکن سینہ مبارک فراخ اور چوڑا تھا۔

بعید مابین المنکبین. آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔

ضخم الكرادیس. جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں

انور المتجرد. آپ کے بدن کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں

میں ڈھکا رہتا ہو۔

موصول مابین اللبة والسرّة بشعر یجری كالخط. سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔

غاری الشدین والبطن مما سوی ذالك. اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا۔

اشعر الذراعین والمنکبین واعالی الصدر. البتہ دونوں بازو اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔

طویل الذندین. آپ کی کلائیائیں لمبی تھیں۔

رجب الراحة. اور ہتھلیاں فراخ تھیں۔

سبط القصب. آپ کی ہڈیاں معتدل اور سیدھی تھیں۔

شثن الکفین والقدمین. ہتھلیاں اور دونوں قدم گداز اور پر گوشت تھے۔

سائل الاطراف. ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں

محصان الاخصین. آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے۔

مسیح القدمین. قدم ہموار تھے۔

ینبوعنہما الماء. کہ پانی ان کے صاف سترے اور چکنے ہونے کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا۔

اذا زال زال قدما. جب آپ ﷺ چلتے تھے تو قدم کو قوت سے اٹھاتے۔

یخطو یكفوا. اور آگے کو جھک کر چلتے۔

ویمشی ہونا. قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔

ذریع البشیة. چلنے کے اعتبار سے تیز رفتار تھے۔

اذا مشى كأنما ينخط من صلب جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے معلوم ہوتا گویا کہ نچان میں اتر رہے ہیں۔
واذا التفت التفت جميعا جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔
خافض الطرف آپ ﷺ کی نظر نیچی رہتی تھی
اطول من نظرة الى السماء آپ ﷺ کی نظریہ نسبت آسمان کے نیچے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔
جل نظرة البلاحة آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی زیادہ شرم و حیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔

يسوق اصحابه ويبداء من لقيه بالسلام.

چلنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے سے آگے کر دیتے اور خود پیچھے رہ جاتے جس سے ملتے تو سلام کرنے میں پہل کرتے۔
كان رسول الله ﷺ متواصل الاحزان آپ ﷺ مسلسل غمگین رہتے تھے۔
دائم الفكرة آپ ﷺ ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔
ليس له راحة کسی گھڑی آپ ﷺ کو چین نہیں آتا تھا۔
لا يتكلم في غير حاجة بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔

طويل السكوت اکثر اوقات خاموش رہتے

يفتح الكلام ويختمه بأشداقه آپ ﷺ کی تمام گفتگو شروع سے آخر تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔
يتكلم بجوامع الكلم آپ ﷺ جامع کلام فرماتے جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے۔
(کلامہ) فصل لوفضول وتقصير الاحزان آپ ﷺ مسلسل غمگین رہتے تھے۔
دائم الفكرة آپ ﷺ ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔

ليس له راحة کسی گھڑی آپ ﷺ کو چین نہیں آتا تھا۔
لا يتكلم في غير حاجة بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔

طويل السكوت اکثر اوقات خاموش رہتے

يفتح الكلام ويختمه بأشداقه آپ ﷺ کی تمام گفتگو شروع سے آخر تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔
يتكلم بجوامع الكلم آپ ﷺ جامع کلام فرماتے جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے۔
(کلامہ) فصل لوفضول وتقصير.

آپ ﷺ کا کلام دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا نہ اس میں ضرورت سے کم اور نہ فضول باتیں ہوتی تھیں۔
دمت آپ ﷺ نرم مزاج تھے۔

ليس بالجافي سخت مزاج نہ تھے

ولا المهين اور نہ اہانت کرنے والے تھے یعنی کھوکھلی نہ کرنے والے نہیں تھے۔

يعظم النعمة وان دقت آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعظیم کرتے اگرچہ وہ تھوڑی کیوں نہ ہو۔

لا يذم منها شيئاً ولا يمدحه نہ اس کی مذمت کرتے اور نہ اس کی تعریف فرماتے

ولا يقوم لغضبه اپنے حق کے لیے غصہ نہ ہوتے تھے۔

اذا تعرض للحق شئى حتى ينتصر له.

جب کوئی حق کے آڑ آ جاتا تو پھر کوئی بھی آپ کے غصے کی تاب نہ لا سکتا تھا اور آپ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا جب

آپ ﷺ بدلہ لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ:

لا تغضبه الدنيا وما كان لها.

دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا کیونکہ آپ کو ان کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔

فاذا تعرض للحق لم يعرفه احد.

جب کوئی حق بات اور دینی امور کے آڑ آتا تو اس وقت آپ کے غصے کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔

ولم يقم لغضبه شئى حتى ينتصر لها یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا بدلہ لے لیں۔

لا يغضب لنفسه ولا ينتصر لها اپنی ذات کے لیے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے اور نہ انتقام لیتے تھے۔

اذا اشار اشار بكفه كلها جب کسی کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے (انگلیوں سے نہ فرماتے)

واذا تعجب قلبها جب کسی پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو پلٹ لیتے تھے۔

واذا تحدث يصل بها اور جب بات کرتے تو (بات کرتے ہوئے) ہاتھوں کو بھی حرکت دیتے۔

يضرب براحتہ اليمنى باطن بابها مہ اليسرى اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارے۔

واذا غضب اعرض واشاح جب آپ ﷺ کسی پر ناراض ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے۔

واذا فرح غض طرفه اور جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں جھکا دیتے۔

جل ضحكہ التبسم آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی۔

ويكثر عن مثل حب الغمام آپ ﷺ کے دانت اولے کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی ان صفات کا ایک عرصہ تک تذکرہ نہیں کیا لیکن جب میں نے ان کے سامنے ان صفات کو بیان کیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ تو ماموں جان سے یہ باتیں مجھ سے پہلے ہی پوچھ چکے ہیں اور یہ بھی مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنے والد محترم سے رسول اللہ ﷺ کے مکان تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور مجلس میں تشریف فرما ہونے اور حضور ﷺ کے طرز و طریقے کو بھی معلوم کر چکے تھے اور ان میں سے ایک بات بھی انہوں نے نہیں چھوڑی تھی چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے مکان تشریف لے جانے کے حالات

دریافت کیے تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ دَخُولُهُ لِنَفْسِهِ مَأْذُونًا لَهُ فِي ذَلِكَ.

کہ حضور ﷺ کو مکان جانے کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اجازت تھی۔

وكان اذا أوى الى منزله جزء دخوله ثلاثة اجزاء.

اور آپ ﷺ مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔

جزء لله وجزء لأهله وجزء لنفسه.

ایک حصہ اللہ کی عبادت میں خرچ فرماتے (یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے) دوسرا حصہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں خرچ

فرماتے (مثلاً ان سے ہنسنا بولنا بات کرنا ان کے حالات معلوم کرنا) تیسرا حصہ خاص اپنی ضروریات راحت و آرام کے لیے رکھتے تھے۔

ثم جزا جزا بينه وبين الناس.

پھر اس اپنے والے حصہ کو بھی دو حصوں پر اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے تھے۔

فرد ذلك على العامة والخاصة.

اور اسی طرح پر خصوصی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت بھی حاضر ہوتے ان خواص کے ذریعے سے آپ کی بات عوام تک پہنچی۔

لا يدخر عنهم شيئاً.

ان لوگوں سے کسی چیز کو اٹھا کر نہ رکھتے تھے (یعنی نہ دین کے امور میں نہ دنیاوی منافع میں)۔

غرض ہر قسم کا نفع بلا درلغ پہنچاتے تھے۔

وكان سيرته في جزء الأمة ايشار اهل الفضل (بأذنه)

اور اس امت کے اس حصہ میں آپ ﷺ کا یہ طرز تھا کہ ان آنے والوں میں اہل فضل یعنی علم و عمل والوں کو حاضری کی

اجازت میں ترجیح دیتے تھے۔

قسمه على قدر فضلهم في الدين.

اس وقت کو ان کی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔

فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجة ومنهم ذو ال حوائج.

کوئی حاجت لے کر آتا اور کوئی دو اور کوئی بہت ساری حاجتیں لے کر حاضر ہوتا۔

فیتشاغل بهم ويشغلهم فيما اصلحهم والأمة من مسألته عنهم.

آپ ﷺ ان کی حاجتیں پوری کرنے میں لگ جاتے اور ان کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود ان کی اور تمام امت

کی اصلاح کے لیے مفید اور کارآمد ہوں۔

واخبارهم بالذي ينبغي لهم.

آپ ﷺ ان آنے والوں سے عام مسلمانوں کے دینی حالات پوچھتے اور جوان کے مناسب بات ہوتی وہ ان کو بتا دیتے۔

وَيَقُولُ لِيَبْلُغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.

اور ان کو یہ فرما دیتے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید اور ضروری باتوں کو غائبین تک پہنچا دیں۔

وَابْلُغُونِي حَاجَةً مِنْ لَا يَسْتَطِيعُ ابْلَاغُنِي حَاجَتَهُ.

اور یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ جو لوگ مجھ سے (دوری یا شرم یا رعب یا کسی عذر یا پردہ کی وجہ سے) اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کر سکتے تم لوگ ان کی ضرورتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو۔

فَإِنَّهُ مِنْ (ابْلَغ) سُلْطَانًا حَاجَةً مِنْ لَا يَسْتَطِيعُ ابْلَاغَهَا إِيَّاهُ ثَبَتَ اللَّهُ قَدَمِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اس لیے کہ جو شخص بادشاہ تک کسی ایسے شخص کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے۔

لَا يَذْكُرُ عِنْدَهُ إِلَّا ذَلِكَ.

حضور ﷺ کی مجلس میں ضروری اور مفید باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا۔

وَلَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ غَيْرَهُ.

اور اس کے علاوہ (یعنی فضول باتیں) سنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِ (رَوَادًا) وَلَا يَفْتَرِقُونَ إِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی خدمت میں دینی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے تھے اور کچھ نہ کچھ چکھ کر ہی واپس جاتے تھے (چکھنے سے مراد امور دینیہ کا حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اور کسی چیز کا کھانا بھی مراد ہو سکتا ہے)۔

وَيُخْرِجُونَ أَدْلَةً يَعْنِي فَقْهَاءَ.

صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی مجلس سے ہدایت اور خیر کے لیے مشعل اور رہنما بن کر نکلتے تھے۔

عوام اور خواص میں آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد سے حضور ﷺ کی باہر تشریف آوری کے متعلق دریافت کیا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لا کر لیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْزَنُ لِسَانَهُ إِلَّا بِمَا يَعْنِيهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ ضروری امور کے علاوہ اپنی زبان کو استعمال نہیں فرماتے تھے۔

وَيُولَفُهُمْ وَلَا يَنْفَرُهُمْ.

آنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے ان کو مانوس فرماتے متوحش نہیں بناتے تھے۔

ویکرم کریم کل قوم ویولیہ علیہم۔

اور ہر قوم کے کریم اور معزز کا اکرام فرماتے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اسی قوم پر متولی سردار فرماتے۔

ویحذر الناس ویحترس منهم من غیر ان یطوی عن احد منهم بشرۃ ولا خلقہ۔

لوگوں کو عذاب الہی سے ڈراتے اور خود اپنی بھی لوگوں کے تکلیف پہنچانے سے حفاظت فرماتے لیکن باوجود احتیاط رکھنے اور احتیاط کی تاکید کے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی نہیں ہٹاتے۔

یتفقدا صحابہ۔ اور اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے

ویسأل الناس عما فی الناس لوگوں کے حالات آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر ان کی اصلاح فرماتے۔

ویحسن الحسن ویقویہ اچھی بات کی تحسین فرما کر اس کی تقویت فرماتے

ویقبح القبیح ویوہیہ اور بری بات کی برائی بتا کر اسے زائل فرماتے اور روک دیتے۔

معتدل الأمر غیر مختلف آپ ﷺ ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے بات پکی اور صحیح فرماتے۔

لا یغفل مخافة ان یغفلوا او یمیلوا۔

لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے کہ مبادا وہ دین سے غافل ہو جائیں یا حق سے ہٹ جائیں۔

لکل حال عندہ عتاد ہر کام کے لیے آپ ﷺ کے ہاں ایک خاص انتظام تھا

ولا یقصر عن الحق ولا یمجوزہ امر حق میں نہ کوتاہی فرماتے نہ حد سے تجاوز فرماتے تھے۔

الذین یلونه من الناس خیارہم آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے۔

افضلہم عندہ اعمہم نصیحة آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جو ہر ایک کا بھلا چاہنے والا ہو۔

واعظمہم عندہ منزلة احسنہم مواساة وموازرة۔

اور آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے۔

آپ ﷺ کی مجلس ادب سے پر تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کی مجلس کے حالات دریافت کیے تو انہوں نے فرمایا:

کان رسول اللہ ﷺ لا یجلس ولا یقوم الا علی ذکر۔

کہ آپ ﷺ کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی۔

ولا یوطن الا کن وینہی عن ایطانہا۔

اور آپ ﷺ اپنے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی جگہ مخصوص کرنے سے منع فرماتے تھے۔

واذا انتہی الی قوم جلس حیث ینتہی بہ المجلس۔

اور جب کسی جگہ آپ تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے۔

ويأمر بذلك يعطي كل جلسائه نصيبه.

”اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے کہ جہاں جگہ خالی مل جایا کرے بیٹھ جایا کرو آپ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق ادا فرماتے۔“

لا يحسب جليسه ان احدا اكرم عليه منه.

آپ کے پاس ہر بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں۔

ومن جالسہ اوقاومہ فی حاجۃ صابرة حتی یکون هو المنصرف عنہ.

اور جو آپ کے پاس کسی کام سے بیٹھتا یا آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تو آپ اس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی چلا جائے۔

ومن سألته حاجة لم يرده إلا بها أو بميسور من القول.

جو آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ ﷺ اس کو وہ چیز مرحمت فرمادیتے یا (اگر نہ ہوتی تو) نرمی سے جواب فرماتے۔

قد وسع الناس منه بسطه وخلقه.

آپ ﷺ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں کے لیے عام تھی۔

فصار لهم ابا آپ ﷺ تمام لوگوں کے لیے شفقت میں والد جیسا معاملہ فرماتے۔

وصاروا عندہ فی الحق سواء اور حق بات میں تمام لوگ آپ کے نزدیک برابر تھے۔

مجلسہ مجلس حلم و حیا و صبر و امانۃ آپ کی مجلس میں حلم و حیا صبر و امانت پائی جاتی تھی۔

لا ترفع فيه الاصوات آپ کی مجلس میں نہ شور شغب ہوتا تھا۔

ولا تؤبن فيه الحرم اور نہ کسی کی بے عزتی اور آبروریزی کی جاتی تھی۔

ولا تنشئ فلواته متعادلين يتفاضلون فيه بالتقوى.

آپ کی مجلس میں اول تو کسی سے لغزش نہیں ہوتی تھی سب محتاط ہو کر بیٹھے تھے اور اگر کسی سے ہو جاتی تھی تو اس کے آگے

تذکرہ نہیں ہوتا تھا آپس میں سب برابر شمار کیے جاتے تھے ایک دوسرے پر فضیلت تقویٰ سے ہوتی تھی۔

متعواضین یوقرون فیہ الکبیر ہر شخص دوسرے کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آتا تھا بڑوں کی تعظیم کرتے تھے۔

ویرحمون (فیہ) الصغیر اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے یوترون ذالاحاجۃ حاجت مند کو ترجیح دیتے تھے۔

وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ اور اجنبی مسافر آدمی کی خبر گیری کرتے تھے۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس اخلاق سے پڑھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ طرز پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ دائماً البشر سهل الخلق.

آپ ﷺ کی ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے تھے (یعنی چہرہ انور پر ہمیشہ تبسم اور بشارت کا اثر نمایاں ہوتا تھا)۔

لین الجاجب آپ ﷺ نرم مزاج تھے۔
 لیس بفظ ولا غلیظ آپ ﷺ نہ سخت گو تھے نہ سخت دل۔
 ولا سخاب نہ چلا کر بولتے تھے۔
 ولا فحاش نہ فحش گوئی اور بد کلامی فرماتے تھے۔
 ولا عتاب نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیب پکڑتے۔
 ولا مزاح نہ زیادہ مذاق کرنے والے۔
 يتغافل عما لا يشتهی آپ کو جو بات پسند نہ ہوتی تو اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔
 ولا يؤیس منه راجیة آپ ﷺ سے امید کرنے والا مایوس نہیں ہوتا تھا۔
 ولا یخیب فیہ اور نہ وہ اس امید (کے پورا ہونے میں) محروم ہوتا۔
 قد ترك نفسه من ثلاث المرائة والا کشار وما لا یعنیہ۔
 آپ ﷺ نے اپنے آپ کو تین باتوں سے بالکل دور فرما رکھا تھا جھگڑے سے زیادہ باتیں کرنے والا اور لا یعنی اور بے کار باتوں سے۔
 وترك الناس من ثلاث کان لا یدم احدا ولا یعیبرہ ولا یطلب عورتہ۔
 اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا نہ کسی کی مذمت فرماتے تھے نہ کسی کو عار دلاتے تھے اور نہ کسی کے عیوب تلاش فرماتے تھے۔
 ولا یتکلم الا فیما یرجوا ثوابہ۔
 آپ ﷺ صرف وہی کلام فرماتے تھے جو باعث اجر و ثواب ہو۔
 اذا تکلم اطرق جلسائوہ کا نما علی رؤسہم الطیر۔
 جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھتے ہوں۔
 فاذا تکلم سکتوا جب آپ بولتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہو جاتے۔
 فاذا سکت تکلموا اور جب آپ ﷺ سکوت فرماتے تب صحابہ کلام کرتے تھے۔
 ولا یتنازعون عندہ آپ ﷺ کے سامنے کسی بات میں جھگڑا نہیں کرتے تھے۔
 یضحک مام یضحکون منہ جس بات سے سب لوگ ہنستے آپ ﷺ بھی اس بات پر تبسم فرماتے۔
 ویتعجب مما یتعجبون منہ اور جس بات سے سب لوگ تعجب کرتے تو آپ ﷺ تعجب میں شریک رہتے۔
 ویصبر للغریب علی الحفوة فی منطعہ ومسالتہ حتی ان کان اصحابہ (لیستجلبونہم) فی المنطق۔
 اجنبی مسافر آدمی کی سخت گفتگو اور بد تمیزی کے سوال پر صبر فرماتے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے اجنبی مسافروں کو آپ ﷺ کی مجلس میں لے آتے (تاکہ ان کے ہر قسم کے سوالات سے خود بھی منتفع ہوں اور ایسی باتیں جن کو ادب کی وجہ سے یہ حضرات نہیں پوچھ سکتے

تھے وہ بھی معلوم ہو جائے۔

وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُ صَاحِبَ حَاجَةٍ فَأَوْفِدُوهُ.

آپ ﷺ یہ بھی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ کہ جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو۔

وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مَكَافِيءٍ.

اگر کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ ﷺ اس کو گوارہ نہ فرماتے البتہ اگر آپ کے کسی احسان کے بدلہ میں بطور شکریہ کے

کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ ﷺ سکوت فرماتے کہ احسان کا شکر اس پر ضروری تھا اس لیے گویا وہ اپنا فرض منصبی ادا

کر رہا ہے۔

وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ فَيَقْطَعَهُ (بِغَيْرِ) أَوْ قِيَامِهِ.

کسی کی بات کاٹنے نہیں تھے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اس کو روک دیتے تھے یا مجلس سے کھڑے ہو جاتے

تھے تاکہ وہ خود روک جائے۔

آپ ﷺ کی خاموشی کیسی ہوتی تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کی خاموشی کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو

انہوں نے فرمایا:

كَانَ سَكُونَتُهُ عَلَى أَرْبَعٍ الْحِلْمُ وَالْحَذَرُ وَالتَّقْدِيرُ وَالتَّفَكُّرُ.

آپ ﷺ چار موقعوں پر خاموشی اختیار فرماتے تھے برداشت کرنا اور بیدار مغز ہونا اور اندازہ لگانا اور غور و فکر کرنا۔

فَأَمَّا تَقْدِيرُهُ فَعَفْوُهُ تَسْوِيتُهُ النَّظَرُ وَالِاسْتِعْمَاعُ بَيْنَ النَّاسِ.

آپ ﷺ دو باتوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے کہ کس طرح سے تمام لوگوں کے ساتھ دیکھنے میں اور بات سننے میں برابر کا

معاملہ ہو۔

وَأَمَّا تَذَكُّرُهُ أَوْ قَالَ تَفَكُّرُهُ فِيمَا بَقِيَ وَيَقْنَى.

آپ ﷺ باقی رہنے والی آخرت اور فنا ہونے والی دنیا کے بارے میں غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔

وَجَمَعَ لَهُ الْحِلْمُ وَالصَّبْرُ فَكَانَ لَا يَغْضِبُهُ شَيْءٌ وَلَا يَسْتَفْزِةٌ.

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حلم و صبر دونوں صفتوں سے نوازا تھا چنانچہ آپ کو کسی چیز کی وجہ سے اتنا غصہ نہیں آتا تھا کہ آپ سے باہر ہو جائیں۔

وَجَمَعَ لَهُ الْحَذَرُ فِي أَرْبَعٍ اخْذَهُ بِالْحَسَنِ وَالْقِيَامَ لَهُمْ فِيمَا جَمَعَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ.

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی ایک بھلی بات کو اختیار کرنا دوسرے ان امور کا

اہتمام کرنا جن سے امت کا دنیا و آخرت میں فائدہ ہو (اس روایت میں چار چیزوں میں سے صرف دو کا ذکر ہے) اور

کنز العمال کی روایت میں یہ مضمون بھی ہے۔

و جمع له الحذر فی اربع اخذہ بالحسنی لیقتدی بہ۔

اللہ نے آپ کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی ایک نیک بات کلو اختیار کرنا تاکہ اس نیک بات کے اختیار کرنے میں لوگ آپ کی اقتداء کریں۔

وترک القبیح لیتنأھی عنه۔

دوسرے بری بات کا چھوڑنا تاکہ لوگ بھی اس سے رک جائیں۔

وجتہادہ الرای فیما اصلح امتہ۔

تیسرے اپنی امت کی بھلائی والے کاموں کے بارے میں خوب سوچ و بچار کرنا۔

والقیام فیما جمع لہم الدنیا والاخرۃ۔

چوتھے امت کے لیے ان امور کا اہتمام کرنا جس سے ان کی دنیا اور آخرت کا فائدہ ہو۔ (حیۃ الصحابہ جلد ۱ ص ۳۳)

سنت رسول اللہ ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے:

قیل ما سنتک یا رسول اللہ ﷺ. عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی سنت کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

المعرفة راس مالی معرفت میرا اس المال ہے۔

والعقل اصل دینی اور عقل میرا اصل دین ہے۔

والحب اساسی اور محبت میرا اساسہ ہے۔

والشوق مرکبی اور شوق میری سواری ہے۔

وذکر اللہ انیسوی و کنزی اللہ کا ذکر میری انسیت اور خزانہ ہے۔

والحزن رفیقی اور غم میرا دوست ہے۔

والعلم سلاحی اور علم میرا ہتھیار ہے۔

والصبر دائی اور صبر میرا پہناوا ہے۔

والرضاء غنیمتی اور رضا میری غنیمت ہے۔

والعجز فخری اور عاجزی میرا فخر ہے۔

والزهد حرفتی اور زہد میرا پیشہ ہے۔

والیقین قوتی اور یقین میری خوراک ہے۔

والصدق شفیعہ اور سچائی میرا ساتھی ہے۔

والطاعة حسبی
والجہاد خلقی
وقرة عینی فی الصلاة
اور اطاعت میرا بچاؤ ہے۔
اور جہاد میرا اخلاق ہے۔
اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ج سوم ص ۲۵۰ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور)

آپ ﷺ کا لباس

آپ ﷺ زیادہ تر روئی کا لباس پہنتے تھے صوف اور کتان کا لباس بھی آپ ﷺ نے کبھی کبھی پہنا ہے آپ ﷺ نے ۹ قسم کے پہناوے پہنتے۔

① جبہ ② قبا ③ قمیص ④ ازار ⑤ چادر ⑥ عمامہ ⑦ ٹوپي ⑧ حله (جبہ، چوغہ) ⑨ موزہ۔ (اصح السیر ص ۵۵۰)

تعریف: ① جبہ: اس کو کہتے ہیں جس کی آستین کلائی سے اوپر رہتی ہے اور نہایت کھلا ہوتا ہے۔

② قبا: اس کو کہتے ہیں جو آگے سے کھلا ہوتا ہے۔

③ ازار: اس کو کہتے ہیں جو چادر بطور لنگی نیچے باندھی جائے۔ (اصح السیر ص ۵۵۰)

آپ ﷺ کا علم و عقل

حضرت وہب بن منبہ تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے متقدمین کی اکثر (۷۱) کتابیں پڑھیں جن میں لکھا ہے کہ دنیا کی ابتداء سے انتہا تک تمام لوگوں کو جس قدر عقلیں عطا کی گئی ہیں ان سب کی عقلیں (اور علوم) نبی کریم ﷺ کی عقل کی نسبت ایسی ہیں جیسا کہ دنیا کے تمام ریگستانوں کے مقابلے میں ایک ذرہ یا یوں سمجھ لو کہ عقل کے ہزار حصے ہیں نو سو ننانوے حصے نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے اور ایک حصہ دوسرے لوگوں کو۔ (مدارج النبوت طیب الاذکار فی جمال سید الارباب)

آپ ﷺ کے اعضاء مبارک کیسے تھے

چہرہ مبارک:

حضرت جابر بن عبد اللہ بن سمرہ نے نبی پاک ﷺ کے اوصاف کا جب ذکر کیا تو کسی نے پوچھا کہ آپ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (صاف چمکدار) تھا تو کہا نہیں سورج چاند کے مثل تھا اور ذرا گولائی پر تھا۔ (ابن سعد صفحہ ۴۱۶ شام کبریٰ ص ۲۵ جلد ۵)

چہرہ سے روشنی نکلتی تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کپڑا اسی رہی تھی سوئی گر گئی تلاش کیا تو نہ ملی۔ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور سے روشنی نکل رہی تھی اس سے میں نے سوئی پائی۔

(ابن عساکر، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۳ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۰ شام کبریٰ ص ۲۶ جلد ۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دھوپ میں ہوتے تو دھوپ پر آپ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آ جاتی اگر آپ

چراغ کی روشنی میں ہوتے تو چراغ کی روشنی پر آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آ جاتی۔ (ابن جوزی بیہقی ص ۴۰ شمل کبریٰ ص ۲۶) **پیشانی مبارک:**

بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ اس نبی عربی کی تصدیق کرو جو کشادہ پیشانی ملی بھوؤں والا ہوگا۔ (بیہقی ص ۲۱ شمل کبریٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پیشانی مبارک ایسی چمک دار تھی گویا سورج ڈوب رہا ہو۔ (ابن سعد ص ۱۵ شمل کبریٰ) **دندان مبارک:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک بڑے خوبصورت (موتی جیسے) تھے۔

(بیہقی ص ۳۰ شمل کبریٰ ص ۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے جب آپ ﷺ تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

(دلائل ج ۱ ص ۲۱۵ شمل ترمذی شمل کبریٰ ص ۲۹)

حضرت عمیر انصاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنی بہنوں کے ساتھ جو پانچ تھیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سوکھا گوشت کھا رہے تھے چنانچہ گوشت کی وہ بوٹی جسے آپ ﷺ نے دانتوں سے چبا کر دے دیا میں نے اسے تبرک کے طور پر) بہنوں کے درمیان تقسیم کر دی ان میں سے ہر ایک نے وہ ٹکڑا چبایا چنانچہ مرتے وقت تک ان کے دانتوں میں باس اور کسی کے چبانے کی جو بدبو ہوتی ہے وہ نہیں پائی گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲ شمل کبریٰ ج ۵ ص ۳۲۹)

آنکھ مبارک:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک بڑی سفید مائل بسرخی تھی۔ (شمل کبریٰ ص ۵۳۱ ج ۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کا سیاہ حصہ خوب سیاہ اور سفید حصہ خوب سفید تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنکھوں کی پتلی (جو گول سا ہوتا ہے) بہت سیاہ تھی۔ (ابن سعد ص ۱۲ شمل کبریٰ ص ۵۳۱ ج ۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے کہ جب میں آپ ﷺ کی آنکھ کو دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے۔ (مسند احمد ص ۲۳ شمل کبریٰ ص ۵۳۱ ج ۵)

فائدہ: آپ ﷺ کی آنکھ پیدائشی سرگیں تھیں۔ (شمل کبریٰ)

آپ ﷺ رات میں بلا روشنی کے دیکھ لیتے

حضرت عباس وعائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اس طرح دیکھ لیتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱ شمل کبریٰ ج ۵ ص ۳۲)

ثریا کے گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے

علامہ بہل نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے۔ (سہل الہدی ج ۲ ص ۲۵ شامل کبریٰ ص ۳۲ ص ۵) **سر مبارک:**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گھنے سر گھنی داڑھی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ ۲۱۶ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۳۴)

منہ مبارک:

حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک وسیع و کشادہ تھا۔ (ابن سعد ج ۱ ص ۲۲۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۳۵)

علامہ نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ اور ہونٹ باریک تھے۔ (شامل کبریٰ ج ۵ ص ۳۵)

لعاب دہن (تھوک) مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمام قسموں کے عطر کو سونگھا ہے مگر آپ ﷺ کے منہ (تھوک) کی خوشبو سے زیادہ کسی کو خوشبودار نہیں پایا۔ (سہل ص ۱۳۰ ابن سعد شامل کبریٰ ج ۵ ص ۳۶)

لعاب مبارک میں شفا

خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھنے لگی تھی آپ ﷺ نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھ میں آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈال دیا چنانچہ وہ بالکل ٹھیک ہو گئی گویا کہ کچھ بیماری تھی ہی نہیں۔ (بخاری ص ۶۰۸ مسلم شامل کبریٰ ص ۳۶ ج ۵)

زبان مبارک سے سیرابی

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ (جب چھوٹے بچے تھے) آپ ﷺ کے پاس تھے ان کو پیاس لگی آپ ﷺ سے پانی مانگا آپ نے پانی تلاش کیا نہیں ملا تو آپ ﷺ نے اپنا دہن مبارک ان کے دے دیا وہ چوسنے لگے جس سے وہ سیراب ہو گئے (اور ان کی پیاس بجھ گئی)۔ (خصائص ج ۱ ص ۳۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۳۶)

لعاب دہن

آپ ﷺ کا تھوک مبارک بڑا بابرکت تھا مریض پر تھوک دیتے شفا پاتا خشک کنویں میں تھوک دیتے پانی سے ابل پڑتا۔ (شامل کبریٰ ص ۳۸ ج ۵)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ خدا فتح فرمائے گا وہ خدا رسول سے محبت کرتا ہے اور خدا اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں لوگوں نے یہ سوچتے ہوئے رات

گذاری کہ دیکھو کن کو دیا جاتا ہے صبح ہوئی تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آگئے ہر ایک امید رکھتا تھا کہ اسے دیا جائے گا آپ ﷺ نے معلوم کیا علی بنی النعمان کہاں ہیں لوگوں نے کہا ان کی آنکھ آگئی ہے (دکھ رہی) ہے ان کو بلایا گیا آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن لگایا اور دعا کی ایسے اچھے ہو گئے کہ گویا ان کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۲۰۵ شامل کبریٰ ص ۳۸ ج ۵)

رخسار مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم تھے۔ (شامل کبریٰ ص ۳۱ ج ۵)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سفید تھے۔ (ابن عساکر سہل ج ۲ ص ۲۹ شامل کبریٰ ج ۵)

فائدہ: خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک چمکے اور دبے ہوئے نہ تھے اور نہ بہت اٹھے ہوئے تھے بلکہ چہرہ مبارک کی ہیئت سے مناسب طور پر تھے۔ اور آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں کھر دراپن نہیں تھا اور نہ رخسار میں مہاسے وغیرہ کے داغ تھے جیسا کہ بعض صحت مندوں کو ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کے رخسار پر بال ہوتے ہیں یہ حسن اور چہرے کی خوشنمائی کو کھو دیتا ہے چنانچہ رخسار مبارک کی کیفیت میں راوی نے اسل اور سہل بیان کیا ہے جس کا واضح مطلب یہ کہ نہ بال نہ مہاسے وغیرہ تھے۔ (شامل کبریٰ ص ۳۱ ج ۵)

کان مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پوری قوت سماعت رکھتے تھے۔ (ابن عساکر سہل ج ۲ ص ۲۶ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۲۶)

ابونعیم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم لوگ وہ سن لیتے ہو جو میں سنتا ہوں ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو وہ جو آپ ﷺ سن لیتے ہیں۔ نہیں سن پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ان چہروں کو دیکھ لیتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھ پاتے میں اسے سن لیتا ہوں۔ جسے تم نہیں سن پاتے میں آسمان کی چڑچڑاہٹ کو سنتا ہوں اور اسے کوئی ملامت نہیں کہ وہ چڑچڑائے کہ آسمان میں ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں کہ حضرات فرشتے یا تو قیام کی حالت میں ہیں یا سجدہ کی حالت میں۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۹ مشکوٰۃ ص ۲۵ دلائل ابونعیم ص ۷۹ سہل ج ۲ ص ۲۷ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۲۲)

ناک مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک اونچی تھی ایک چمک تھی جو نمایاں نظر آتی تھی جو غور سے نہ دیکھنے والا گمان کرے گا کہ اونچی ہے مگر اونچی نہیں تھی (بلکہ معلوم ہوتی تھی۔ (ترمذی دلائل النبیۃ ص ۲۱۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک باریک تھی۔ (ابن عساکر سہل شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۳)

پلک اور بھویں مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کی پلک گھنے اور لمبے تھے۔ (ابن سعد ص ۴۱۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

ملا علی قاری نے بیان کیا ہے کہ پلکوں پر بال بہت تھے اور لمبے تھے۔ (جمع ص ۳۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں بھویں ملی ہوئی تھیں۔ (ابن سعد ص ۴۱۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

حضرت حسن بن علیؓ نے اپنے ماموں سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بھوؤں مبارک باریک اور قوس نما تھے۔

(دلائل المنیة ص ۲۱۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

آپ ﷺ کے دونوں بھوؤں حقیقتاً ملے ہوئے نہ تھے دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا جو دور سے نظر نہ آتا تھا تا وقت کہ غور سے

نہ دیکھا جائے۔ (المشتقی فی سبل الہدی ص ۲۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

چنانچہ حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی حدیث میں غیر قرن کا لفظ آ رہا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دونوں بھوؤں ملے ہوئے تھے۔ اور جن روایتوں میں بھوؤں کے ملے ہونے کا ذکر ہے ان کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دراصل وہ فاصلہ جو ہلکا سا تھا بلا غور کیے نظر نہ آتا تھا حالانکہ حقیقت میں وہ ملا ہوا نہ تھا چنانچہ ابوصالح دمشقی کی بھی رائے ہے علامہ مناوی شارح شامل نے بھی لکھا ہے کہ دونوں بھوؤں کے درمیان فصل تھا کہ عرب لمبے بھوؤں کو مکروہ اہل قیافہ اسے مذموم سمجھتے ہیں۔

خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے بھوؤں بالوں سے بھرے ہوئے تھے اور قوس نما دونوں طرف سے کمان کی طرح میڑھے اور بالکل ملے ہوئے نہ تھے۔

داڑھی مبارک

حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی گھنی تھی۔ (دلائل ص ۱۲۱ ابن سعد ص ۴۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی بڑی تھی:

نافع بن جبیر نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔

(دلائل صفحہ ۱۲۱ ابن سعد ص ۴۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی کالی تھی:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بہت سیاہ کالے تھے۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی میں تیل لگانا:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سر میں تیل کثرت سے لگاتے اور داڑھی میں کنگھی فرماتے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۸۱ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میں تیل لگاتے۔ (سبل ج ۷ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۷)

داڑھی میں پانی لگا کر سنوارنا:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک کو ہر دن پانی لگا کر سنوارتے۔ (سبل ج ۷ ص ۴۶ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۷)

داڑھی میں خوشبو لگاتے:

حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔ (مرقات ج ۴ ص ۲۶۲ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولاً ہاتھ پر رکھتے پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۶۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

تنبہ بھی دست مبارک سے داڑھی پکڑ لیتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رنجیدہ ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

(مجمع ج ۶ ص ۱۶۶ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۱)

گردن مبارک:

ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسی مورق کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندنی جیسی صاف تھی۔

حافظ ابو کر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی گردن بہت خوبصورت دیدہ زیب تھی گردن کا وہ حصہ جو کھلا اور نظر آتا تھا وہ دھوپ اور ہوا کی وجہ سے چاندی کے اس ٹکڑے کی طرح چمکتا تھا جس میں سونے کا سنہرا رنگ پرودیا ہو اور گردن کا وہ حصہ جو کپڑے کے اندر رہتا وہ تو ایسا خوبصورت اور دیدہ زیب تھا جیسے بدر کا چاند۔ (بل الہدی ج ۲ ص ۴۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۴۹)

مونڈھا مبارک:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔

(دائل النبیہ ص ۲۴۱ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۰)

ہڈیوں کے جوڑ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے ہڈیوں کے سرے اور مونڈھے بلند و مضبوط تھے۔

(شامل ص ۱ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۰)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی ہڈیوں کے سرے اور جوڑ مضبوط اور گوشت سے پر تھے۔

(بیہقی بل الہدی ج ۲ ص ۸۱ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۱)

مطلب یہ ہے کہ ہڈی کے سرے اور جوڑ مثلاً کہنی مونڈھے گٹے وغیرہ کی ہڈیاں نکلی ہوئی اور پتلی نہیں تھیں جیسا کہ عموماً دبلے مریض کی ہڈیوں میں ہوتا ہے۔

بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ دعا میں ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ بغل کی سفید نظر آ جاتی۔ (بخاری بل ج ۱ ص ۷۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(بخاری بل ج ۱ ص ۷۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

بغل میں بو نہیں ہوتی تھی:

قبیلہ بن قریش کے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم اطہر سے ملایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا بغل کے پسینے کا کیا حال تھا تو انہوں نے جواب دیا خوشبو تھی مشک جیسی۔ (بزار ج ۲ ص ۷۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

آپ ﷺ کا بغل مبارک نہایت ہی صاف روشن چمکدار تھا اس پر بال نہ تھے علامہ قرطبی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بغل مبارک میں بال نہیں تھے اسی کو امام سنوی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (بل ج ۲ ص ۷۵ خاص کبریٰ ج ۱ ص ۶۳ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

سینہ مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک اور سینہ مبارک دونوں یکساں تھے یعنی سینہ کے مقابلہ میں پیٹ نکلا ہوا یا بھرا ہوا نہیں تھا جیسا کہ مولے لوگوں کا ہوتا ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک نمایاں بلند ظاہر ہوتا تھا (اندر کو گھسا ہوا نہ تھا جیسا کہ کمزور مریض زیادہ دلوں کا ہوتا ہے۔ (شامل ترمذی ج ۲ ص ۵۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۳)

سینہ کشادہ تھا:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا۔ (شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۳)

سینہ مبارک اور ناف مبارک کے درمیان بالوں کی لکیر:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور ناف کے درمیان بالوں کی ہلکی لکیر تھی۔ (شامل ج ۲ ص ۷۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

ام معبد رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ نہ تو کوئی آپ ﷺ کو پیٹ نکلنے کے عیب سے متصف کر سکتا تھا نہ گھسا پیٹ کہا جاسکتا تھا۔

(مسند حارث ج ۲ ص ۵۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ (ترمذی شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

پیٹہ مبارک:

محرش بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مقام جعرانہ سے عمرہ کرنے رات میں چلے میں نے آپ ﷺ کی پیٹہ مبارک کو دیکھا کہ ایسا خوبصورت اور روشن تھا گویا چاندی میں ڈھلا ہوا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۵ شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵۶)

سر مبارک:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بڑے سیاہ کالے تھے۔

(ابن عساکر شامل کبریٰ ج ۷ ص ۵۷ ج پنجم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر بال بکثرت تھے اور خوشنما تھے۔ (شامل کبریٰ ج ۵ ص ۵)

بال کیسے تھے؟:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچدار تھے۔ (بلکہ ہلکی سی

پیچیدگی تھی)۔ (شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حجر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو بال پیچدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریا لے تھے۔ (شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۸)

بالوں کی حد کتنی تھی؟

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کندھے تک تھے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کان اور کندھے مبارک کے درمیان تھے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کان کی لو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال و فرہ سے اوپر جمہ سے نیچے ہوتے یعنی کندھوں اور کان کے مابین ہوتے۔
ابو المتوکل الناجی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے بال مبارک لمہ تک تھے جس نے کانوں کی لو کو چھپا رکھا تھا۔
خیال رہے کہ بالوں کی مختلف تعبیریں ہیں جو مقدار زمانہ اور احوال کے اعتبار سے مختلف ہو جاتے تھے جس نے جس مقدار اور ہیئت کو دیکھا بیان کر دیا۔

بالوں میں چوٹیاں:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے بالوں کی چار چوٹیاں دیکھی ہیں۔
فائدہ: بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں مقیم تھے اس کے علاوہ آپ ﷺ سے چوٹیاں کا رکھنا ثابت نہیں حافظ نے بیان کیا کہ یہ سفر کی حالت کا واقعہ ہے۔ ورنہ تو آپ ﷺ نے مردوں کو بڑے بال سے منع فرمایا ہے چنانچہ وائل کے بال بڑے تھے تو آپ ﷺ نے ان پر نکیر فرمائی۔

آپ ﷺ کے اعضاء و جوارح

ترمذی شریف میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ کا سر مبارک برکت کا استعارہ ہے: راسہ من البرکۃ..... ورجلیہ من الاستقامۃ۔ پائے اقدس استقامت کا استعارہ ہے..... ویدیہ من السخاۃ۔ ہاتھ مبارک سخاوت کا استعارہ ہے..... وقلبہ من الایمان۔ دل ایمان کا استعارہ ہے..... وصدرا من الرحمۃ۔ اور سینہ رحمت کا استعارہ ہے..... وشفتیہ من الحمد۔ لب مبارک حمد کا استعارہ ہے..... ولسانہ من الذکر۔ زبان ذکر کا استعارہ ہے..... وعینہ من الحیاء۔ آنکھیں حیاء کا استعارہ ہے..... (دس برس مکہ اور دس مدینہ میں رہے اس میں کلام ہے)۔ (شمائل ترمذی مع خصال نبوی ص ۱۰ کا مطالعہ کیجئے)

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

آپ ﷺ کا نکاح جن پر محدثین اور مؤرخین کا اتفاق ہے گیارہ عورتوں سے، اس سے زیادہ میں اختلاف ہے۔
(۱) خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد (۲) سودہ بنت زمعہ بن قیس (۳) عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا (۴) زینب بنت جحش (۵) جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار (۶) حفصہ بنت عمر فاروق (۷) ام حبیبہ (ان کے نام میں اختلاف ہے اکثروں نے رملہ اور

بعضوں نے ہند بتایا ہے (۸) اُم سلمہ بنت امیہ (۹) صفیہ بنت حییٰ موسیٰ کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں (۱۰) زینب بنت خزیمہ (۱۱) میمونہ بنت حارث بن حزن (رضی اللہ عنہ) ان کا اصل نام برہ تھا حضور ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھا۔
(تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۳ صحیح السیر ص ۵۶۶ سیر الصحابہ، النہایہ وغیرہ ہم)

آپ ﷺ کی صاحبزادیاں

مورخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی چار لڑکیاں تھیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینب بنت ابی شیبہؓ پھر حضرت رقیہ بنت ابی شیبہؓ پھر حضرت ام کلثوم بنت ابی شیبہؓ پھر حضرت سیدہ فاطمہ بنت ابی شیبہؓ۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۳)

آپ ﷺ کے صاحبزادے

لڑکوں میں اختلاف ہے اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے تھے۔

(۱) حضرت قاسم بن ابی شیبہؓ (۲) حضرت عبداللہ بن ابی شیبہؓ (۳) حضرت ابراہیم بن ابی شیبہؓ۔

بعضوں نے کہا کہ چوتھے صاحبزادے حضرت طیب بن ابی شیبہؓ اور پانچویں حضرت طاہر بن ابی شیبہؓ تھے۔

بعض کہتے ہیں طاہر اور طیب بن ابی شیبہؓ دونوں ایک ہی صاحبزادے کے نام ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی شیبہؓ ہی کا نام طیب بن ابی شیبہؓ اور طاہر بن ابی شیبہؓ تھا۔

بعضوں نے دو لڑکے اور بھی بتائے مطیب اور مطہر بن ابی شیبہؓ اور لکھا ہے کہ طیب اور مطیب بن ابی شیبہؓ ایک ساتھ پیدا ہوئے اور طاہر اور مطہر بن ابی شیبہؓ ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۳)

ما الفرق بین الحبیب والکلیم ؟

واما الفقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد فتکلم علی مقام الخلة بکلام طویل الی قال۔

اور بہر حال فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے دوستی و محبوبیت کے مقام پر ایک بہت لمبا کلام کیا یہاں تک کہ فرمایا:

و یقال الخلیل الذی یعبد ربہ علی الرغبة والرہبة من قوله ﴿ اِنَّ اِبْرٰهیمَ لَا وَاٰهَ حَلِیْمٌ ۝ ﴾ (التوبہ ۱۱۴)
من کثرة ما یقول: آہ آہ۔

خلیل اس کو کہا جاتا ہے جو اپنے رب کی عبادت کرتا ہے شوق و رغبت اور ڈر کے ساتھ اللہ کا ارشاد ہے کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے (کہ وہ بہت کثرت سے آہ آہ کہتے تھے)۔

والحبیب الذی یعبد ربہ علی الرثویۃ والمحبة۔

حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کی عبادت کرتا ہے دیکھنے کے ساتھ اور محبت کے ساتھ۔

و یقال الخلیل الذی یکون معہ انتظار العطاء۔

خلیل ان کو کہا جاتا ہے جو عطا کا انتظار کرتا ہے محبوب کی طرف سے۔

والحبیب الذی یكون معه انتظار اللقاء.

اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کو محبوب کی ملاقات کا انتظار ہو۔

وَيَقَالُ الْخَلِيلُ الذِّي يَصِلُ بِالْوَاسِطَةِ مِنْ قَوْلِهِ: ﴿وَكَذَلِكَ نُرَىٰ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ لِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ۝﴾ (الانعام: ۷۵)

خلیل ان کو کہا جاتا ہے جو واسطے کے ساتھ ملتا ہے (اپنے رب سے) اللہ کا ارشاد ہے اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں (یعنی ابراہیم کو ملکوت دکھائے)۔

والحبیب الذی یصل الیہ من غیر واسطۃ من قَوْلِهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝﴾ (النجم: ۹) حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے رب سے بغیر کسی واسطے کے ملتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے) تو وہ کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (یعنی اپنے حبیب کو اپنا آپ دکھا دیا)۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ ﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝﴾ (الشعراء: ۸۲) خلیل نے کہا اور وہ کہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔

وَقَالَ اللَّهُ لِلْحَبِيبِ ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (بفتح: ۲) اور اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب سے کہا فرمایا تاکہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝﴾ (الشعراء: ۸۷)

اور خلیل نے کہا اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجیو۔

وَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ (التحریم: ۸)

اور اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا اس دن اللہ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ حِينَ الْقِيَامَةِ ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

جب خلیل کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ (الانفال: ۶۴)

اور اللہ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا اے نبی اللہ تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ ﴿إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيِّدُهُ ۝﴾ (الصفات: ۹۹)

اور خلیل نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔

وَقَالَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝﴾ (الضحیٰ: ۷)

اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا اور رستے سے ناواقف دیکھا تمہیں تو رستہ سیدھا دکھایا۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ ﴿وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝﴾ (الشعراء: ۸۴)

اور خلیل نے کہا اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر۔

وقال الله لمحمد ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الم نشرح: ۴)

اور اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا اور ہم نے آپ کو ذکر کو بلند کیا۔

وقال الخلیل ﴿وَأَجْنِبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ (ابراہیم: ۳۵)

اور خلیل نے کہا اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ۔

وقال للحبيب ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا اے (پیغمبر کے) اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (بتوں کی پرستش کرنا) دور کر

دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔

وقال الخلیل ﴿وَأَجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ﴾ (الشعراء: ۸۵)

اور خلیل نے کہا اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر۔

وقال لمحمد ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر: ۱)

اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر لعلامہ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن القرشی الدمشقی ۶/۳۳۱)

ارض و سماء میں سب سے عالی تعریف کے لائق: ہو افصح بمقالہ..... ہو اکمل بنو الہ..... ہو اعظم بجلالہ ہو
افقد بمثالہ..... اس سے بڑھ کر فصیح کوئی نہیں وہ بولتا ہے تو لبوں سے وحی کے پھول جھڑتے ہیں اس سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں
شرافت نسبی میں کوئی اس کا ثانی نہیں فصاحت و بلاغت میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں..... جمال و کمال میں بھی کوئی ثانی نہیں۔ ہو
حامد و محمد ہو مآجد و مجدد..... وہ بشیر بھی وہ نذیر بھی..... وہ آپ اپنی نظیر بھی وہ زمین پر شاہ بھی فقیر بھی..... اور فلک پر عرض
مصیر بھی وہ جسیم بھی اور وسیم بھی..... وہ رؤف بھی وہ خلیل بھی..... وہ کلیم بھی وہ ارفع الدرجات بھی..... وہی اکمل الحسنات بھی..... اسی کا
فیض جہاں میں..... وہ نماز میں وہ اذان میں۔

